انسائیکلوپیڈیا

اولیائے کرام

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ

کے 307 بزرگان دین کی سوانح حیات کا حسین مرقع

تصنیف و تالیف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

عبداللہ اکیڈمی

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور (پاکستان)

انسائیکلوپیڈیا

اولیائے کرام

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ

کے 307 بزرگان دین کی سوانح حیات کا حسین مرقع

تصنیف و تالیف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

عبداللہ اکیڈمی

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور (پاکستان)

ISBN-978-969-8904-08-1

نام کتاب ــــــــ انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام
سلسلہ عالیہ ــــــــ چشتیہ صابریہ
تصنیف وتالیف ــــــــ صاحبزادہ مقصود احمد صابری
صفحات ــــــــ 870
ایڈیشن: ــــــــ دوئم جنوری 2015
ناشر اینڈ پبلشر: ــــــــ عبداللہ اکیڈمی (الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)
قیمت ــــــــ

مین اسٹاکسٹ
مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور

نوٹ: کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی کمپوزنگ کی غلطی ہو تو ادارہ کو اطلاع فرما کر اپنا دینی فرض پورا کریں تاکہ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔ شکریہ

عرض ناشر

اولیاء کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پاکیزہ زندگیوں اور ان کی کرامات کے حوالے سے بہت سے مصنفین و مؤلفین نے اپنے اپنے انداز میں کتب مرتب کی ہیں مگر اس کام میں ابھی بہت تشنگی باقی تھی اولیاء کرام کی سوانح حیات کے موضوع پر ایک مستند اور جامع انسائیکلو پیڈیا کی ضرورت تھی چنانچہ اس عظیم سعادت کو حاصل کرنے کا شرف خادم الفقرا والاولیاء، محبّ الاصفیاء و الاتقیاء صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب کو ہوا جنھوں نے شبانہ روز پندرہ برسوں کی مسلسل محنت، تحقیق، مشاہدے اور عرق ریزی کے بعد بزرگان دین کی سوانح حیات پر مشتمل ایک حسین مرقع انسائیکلو پیڈیا کی شکل میں تالیف کیا جو کہ اہل علم، متلاشیان حق اور اولیاء کرام سے محبت رکھنے والوں کے لیے ایک منفرد و اعلیٰ تحفہ ہے جس کا مطالعہ ہر ایک کے لیے سکون و راحت قلبی کا باعث ہے اس کے مطالعہ سے صراط مستقیم کی روشن شاہراہ دکھائی دیتی ہے جو منزل حقیقی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

برصغیر کی تاریخ میں اولیاء کرام کی سوانح حیات کے بارے میں محققانہ انداز میں نہایت اچھے پیرائے و اسلوب اور تحریر کی تمام تر خوبیوں کے ساتھ لکھے گئے اس عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا کو دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ پہلی مرتبہ شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ خوبصورت انسائیکلو پیڈیا چھ حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھنے والے اولیاء کرام کی زندگیوں اور انسانیت کی رہنمائی کے حوالے سے ان کی خدمات کا بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں سلسلہ نقشبندیہ کے اولیاء کرام کی حیات طیبہ کا نہایت متاثر کن اور جامع تذکرہ ہے۔ تیسرے حصے میں چشتیہ صابریہ و چشتیہ نظامیہ کے اولیاء کرام کی حیات مبارکہ کے روحانی پہلو اجاگر کیے گئے ہیں۔ چوتھے حصے میں سہروردیہ، قادریہ چشتیہ سلاسل کے اولیاء کرام کی سوانح حیات کو صفحات کی زینت بنایا گیا ہے۔ پانچواں حصہ قادریہ نوشاہیہ اور قلندریہ سلسلے کے اولیاء کرام کی سوانح حیات پر مشتمل ہے جبکہ چھٹے حصے میں چشتیہ تاجیہ، وارثیہ، اویسیہ سلاسل کے بزرگان دین کی پاکیزہ زندگیوں ان کی کرامات اور خدمات اسلام کا نہایت خوبصورت بیان کیا گیا ہے۔

بزرگان دین کی سوانح حیات کے اس حسین مرقع کو انسائیکلو پیڈیا کی شکل میں تصنیف کرنا بلاشبہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری دامت برکاتہم العالیہ کی ایک بہت بڑی کاوش اور دینی خدمت ہے۔ برصغیر میں اردو زبان میں پہلی مرتبہ اس انسائیکلو پیڈیا کو پیش کرنے کی سعادت بھی حسب روایت ادارہ ہذا ''مشتاق بک کارنر'' کو حاصل ہوئی ہے جو صرف اور صرف اللہ رب العزت کے فضل و کرم اور قارئین کی محبت اور ان کی ہماری کتب کی پسندیدگی و پذیرائی کے باعث ممکن ہوئی۔

دعا

اے خالقِ ارض و سما، بہرِ جنابِ مصطفیٰؐ
ہر دو جہاں میں کر عطا مجھ کو وِلائے مرتضےؓ

حسنینؓ کا طالب رہوں زین العباؓ کا نام لوں
باقرؓ کی الفت میں مروں جعفرؓ کی ہو مجھ پہ عطا

کاظمؓ کے صدقے سے مرے حُبِّ رضاؓ دِل میں رہے
سیّد تقیؓ کے جام سے دست نقیؓ سے مَے پلا

عسکری سیّد حسنؓ مجھ پر رہیں سایہ فگن
مہدیؓ امامِ ہر زمن کرتے رہیں جُود و سخا

امیر صابری کہہ برملا بارہ اماموں کی وِلا
دیتی ہے اللہ سے مِلا ہے ضامنِ روزِ جزا

حمد باری تعالیٰ

از رشحات قلم: سلطان الہند نائب رسول حضرت خواجہ سید محمد معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چو من بر جرم و عصیا نم توئی غفار یااللہ
چو من با عیب و نقصا نم توئی ستار یااللہ

چناں کن از کرم برمن بنائے توبہ مستحکم
کہ دانم بر زبان ہر لحظہ استغفار یااللہ

چناں کن ازکرم دَر دل بحق احمد مرسلؐ
عذاب مرگ چوں گرد و مرا دشوار یااللہ

چوگور تیرہ تر وحشت نماید برمن مجرم
بشمع مغفرت گرداں پر از انوار یااللہ

معین الدین عاصی را کہ مے نالد بصد زاری
گناہم بخش ایماں را سلامت دار یااللہ

نعت شریف

ازرشحات قلم: حضرت سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امروز شاہ شاہاں مہماں شد است مارا
جبریل با ملائیک درباں شد است مارا

دربار گاہِ وحدت کثرت کجا بگنجد
مژدہ ہزار عالم یکساں شد است مارا

در خلوت گدایاں مرسل چہ کاردارد
بے برگ و بے نوائی ساماں شد است مارا

بت خانۂ جہاں را بسیار سیر کردم
آئینِ خود پرستی ایماں شد است یارا

احمد بہشت دُوزخ بر عاشقاں حرام است
ہر دم رضائے جاناں رضواں شد است مارا

سلام بحضور

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

السلام مخدوم علاؤالدین صابرؒ السلام
السلام اے نور چشم ابن حیدر السلام

السلام مخدوم علی احمد علاؤالدین ولی
السلام اے سیرتِ حسن نبیؐ شکل علیؑ

السلام اے واقف اسرار حق رب مجید
السلام اے دلبر گنج شکر بابا فریدؒ

السلام اے نور حق شمع بزم چشتیاں
السلام اے راحت جانِ سکونِ خواجگان

السلام اے جلوہ شان ولایت حیدری
السلام اے بندہ پرور بادشاہِ کلیری

السلام اے زینت کون و مکان حسن بتول
السلام اے یادگار گلشن زہراؓ کے پھول

لو امیر صابری کا اب میرے آقا سلام
آپ کے بندوں کا بندہ آپ کے دَر کا غلام

ازقلم: صوفی محمد امیر بخش امیر صابریؔ

قطعہ تاریخ اشاعت (از قلم)

نامور ادیب و محقق ممتاز شاعر صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی ایم اے

اصدق التواریخ گلدستہ اولیاء

۲۰۱۰

گ ☆ گوہر کانِ علم و خلوص و وفا
ل ☆ لائق داد و تحسین ہے ذات آپ کی
د ☆ دولتِ دین و دانش سے ہیں مالا مال
س ☆ سامنے ہے مرے اِک کتاب آپ کی
ت ☆ تیرگی میں جہالت کی ہے شمعِ نُور
ہ ☆ ہوگی مقبول شرق و غرب یہ ضرور
ا ☆ اک اضافہ ہے سیرت نگاری میں خوب
و ☆ واقعی ہے یہ تالیف اِک شاہکار
ل ☆ لمحہ لمحہ رہیں دہر میں ارجمند
ی ☆ یہ یقیناً ہو گی توشۂ آخرت
ا ☆ اس کا سالِ رسا کہہ دو فیض الامین

پیر مقصود احمد خجستہ لقا
عاشقِ مصطفٰے ہیں محبِ خدا
عظمت کلک و قرطاس سے آشنا
ہے صحیفہ یہ پاکیزہ احوال کا
مثل نیّر ہر اک لفظ ہے پُرضیا
روشنی اس سے پائیں گے شیخ و فتا
سب سلاسل کا نشان اِس سے ظاہر ہوا
ہے یہ احسان اہل سنت پر بڑا
آپ کو حق سے عُمرِ خضر ہو عطا
وجہِ غفران بنے گی یہ روزِ جزا

پَرتو نور گلدستہ اولیاء

۱۴۳۱

صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی ایم اے
سجادہ نشین مونیاں شریف ضلع گجرات

قطعہ تاریخ کتاب (از قلم)

معروف ادیب و محقق مخدوم اہل سنت جناب

عبدالقیوم طارق سلطانپوری صاحب مدظلہ العالی

کی رقم مقصود احمد صابری نے ایک اور بے مثال وطرفہ جامع کتابِ معرفت

کی رقم مردانِ حق کی یاد میں اس نے کتب قابل صد فخرِ اہل حق ہے اس کی شخصیت

خاندان علم و عرفان کا ہے وہ ممتاز فرد — ہے مُسلم دہر میں اس کا مقامِ تمکنت

وہ مُفسر وہ محقق و قلم کارو ادیب — اس کے پیکر کی ہے دیدہ زیب ودلکش ہر جہت

معتبر اہل قلم اس کے ہنر کے معترف — اس کے واصف نامور علم و معرفت

اس کی ہر تحریر ہے ذوق آفریں وکیف بخش — اس کے خاصہ کا ہے ہر نقشِ حسیں بامنفعت

اس کی عمدہ تر کتابوں سے بخوبی ہے عیاں — اس کی تصنیفی مہارت اس کی تخلیقی سکت

یہ کتاب نو عظیم اربابِ حق کا ذکرِ خوب — اہلِ دل اہلِ نظر دیکھیں تو اس کی خاصیت

اس میں شامل جھلکیاں ان کی حیاتِ پاک کی — صالحین و متقی جن کے لئے عاقبت

اولیاء بارہ سلاسل بصد شانوں شکوہ — جلوہٗ اس میں ہیں والا شاہ و عالی مرتبت

اس صد تحسین وتبریک اس کو بے حد آفرین — یہ دعا دی وہ رہے یارب بخیر و عاقبت

اس کتابِ خوب کی طارق کہی تاریخ چاپ
یہ ہے نادر مجلسِ فیضانِ علم و معرفت

2010ء

ولدادۂ چراغ چشت — باحُب خوبانِ چشت

1955ء — ۱۳۷۵ھ

نذرانہ عقیدت

اپنے آقائے نعمت، ولی العصر، بحرالعلوم، مرشد مامرشد، روشن ضمیر

پیرطریقت، ماہتاب شریعت، پیکر صبر و رضا منبع جود و عطا

حضرت قبلہ

صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ

کے توسل سے بلبل چمنستان فضلی، سلطان العاشقین، برہان الواصلین
امام العارفین، مرد حقیقت آگاہ، عاشق ذات اللہ، محبوب کبریا، شہسوار
میدان عشق بازی، تیز رفتار بادیہ جاں گدازی، مالک تصرفات

حضرت خواجہ محمد حسین صابری رحمتہ اللہ علیہ

کے حضور پیش کرتا ہوں

انتساب

شیخ المشائخ، آفتاب و ماہتاب شریعت، بلبل بستان صابریت
رونق بزم عاشقاں، فخر صابریت، پیر طریقت، رہبر شریعت

حضرت پیر مدظلہ العالی

صاحبزادہ شمیم صابر صابری

سجادہ نشین دربار عالیہ گلزار صابری کلس شریف
ملکوال ضلع سرگودھا

کے نام کرتا ہوں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تقریظ...... ازقلم: ممتاز قانون دان ومورخ وسجادہ نشین درگاہ چشتیہ صابریہ (بغیہ شریف) مراد آباد انڈیا

ڈاکٹر صاحبزادہ سعود الحسن خان صابری روہیلہ (ایم اے ایل ایل بی، پی ایچ ڈی لاہور)

برصغیر میں دین اسلام کے فروغ واشاعت کا سہرا صوفیاء کے سر جاتا ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ صوفیاء کا عوام کے ساتھ تعلق تھا۔ان لوگوں نے غیر مسلموں کے سامنے ایک ایسا لائحہ عمل پیش کیا کہ جس کے ذریعے وہ لوگ سماج میں برتری حاصل کر سکتے تھے اور آخرت میں عذاب الٰہی سے بچ سکتے تھے۔حکمرانوں کے تعلقات معاشرے کے خواص سے تھے تو ان صوفیاء کے عوام سے تھے۔ حکمران غیر مسلم خواص کو تو مسلمان نہیں کر پائے بلکہ انکے ساتھ مصالحت کر لی جیسا کہ شہنشاہ اکبر اور دیگر حکمرانوں کی تاریخ سے ثابت ہے۔البتہ صوفیاء نے عوام کی ایک معقول تعداد کو اسلام کی جانب راغب اور مسلمان کیا۔صوفیاء نے ایک کام اور کیا۔وہ یہ کہ ہندوستان کے باہر سے جو مسلم اقوام مثلاً مغل، پٹھان، آئیں ان کو اپنی جانب کھینچ کر مسلم اور نو مسلم دونوں کو برابری پر لا کر نسلی امتیاز ختم کر دیا۔اب صوفیانہ سلسلوں سے وابستہ لوگ مغل، شیخ، سید، پٹھان، یا شودر، برہمن، جاٹ، راجپوت، وغیرہ نہیں رہے بلکہ چشتی، قادری، نقشبندی اور صابری بن گئے۔صوفیاء بنے سماج میں رہ کر اپنے طرز عمل اور کردار سے اسلام کی تبلیغ کی جو کہ مولوی حضرات کے طریقہ تبلیغ سے یکسر مختلف تھی یعنی بحث ومباحثہ کر کے دوسرے کے مذہب کو غلط اور اپنے مذہب کو درست ثابت کرنا۔اس طرح سے صوفیاء کے حلقوں میں نہ صرف مسلم اور نو مسلم آگے بلکہ غیر مسلم بھی آ گئے۔

ہندوستان و پاکستان میں صوفیانہ سلسلوں میں سلسلہ چشتیہ کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔آگے جا کر یہ سلسلہ دو شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔اول صابری جو خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر سے جاری ہوتا ہے۔دوم نظامی جو خواجہ نظام الدین اولیاء سے جاری ہوتا ہے۔نظامی سلسلے کو شہروں میں تقویت ملی جبکہ صابری سلسلے کو قریہ قریہ گاؤں گاؤں اور پہاڑی وقبائلی علاقوں میں تقویت ملی یہی وجہ ہے کہ سلسلہ صابریہ کو افغان اور دیگر پہاڑی لوگوں میں بھی بہت فروغ حاصل ہوا۔اس چیز نے صابریوں میں اس خودداری، تہور، مستقل مزاجی، استقامت اور جلال کو اور بھی فروغ دیا جس کا آغاز حضرت مخدوم صابر کلیریؒ سے ہوا تھا۔

نظامی چونکہ شہریت کی جانب مائل تھے لہٰذا انہوں نے شہریت کے اثرات کے تحت تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا۔

صابریوں میں شہریت شروع سے معدوم رہی اور مغلوب الحال رہے لہٰذا وہ تصنیف و تالیف پر دھیان نہیں دے پائے۔ یہی وجہ ہے کہ سلسلہ صابریہ پر کتب بہت کم ملتی ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت صابر کلیریؒ کے حالات بھی مختصر شکل میں سامنے آئے ہیں۔

سلسلہ صابریہ پر حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کا کام اولین نوعیت کا ہے۔ اسکے بعد تصوف پر صابری سلسلے کے حوالے سے کام ہونے لگے لیکن ان کے مصنفین نے سلسلہ پیری مریدی صرف اپنے حد تک محدود رکھا۔ صابریوں پر سب سے پہلے جامع کام حافظ محمد حسین مرادآبادی نے کیا جنھوں نے اپنی کتاب ۱۸۶۹ء میں مکمل کی اور ۱۸۷۲ء میں ''انوار العارفین کے نام سے یہ شائع ہوئی۔ یہ کتاب ۱۸۷۵ء تک کے تمام صابری بزرگان کا احاطہ کرتی ہے اور ان کے حالات و سلسلہ بیعت پر بحث کرتی ہے۔ اپنے وقت میں اسکی بہت شہرت ہوئی لیکن فارسی کے چلن کے خاتمے سے لوگ اس کو فراموش کر گئے کیونکہ یہ کتاب فارسی میں تھی۔

۱۹۱۳ء کے لگ بھگ مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی نے کمال عرق ریزی سے سلسلہ صابریہ کے بزرگان کا تذکرہ اکٹھا کیا اور اردو زبان میں ''انوار العاشقین'' کے نام سے شائع کیا۔ کتاب مختصر مگر جامع ہے اور قابل ستائش ہے۔ اس کے بعد سے ۱۹۹۳ء تک کوئی کام سلسلہ صابریہ پر سامنے نہیں آیا۔ ۸۰ سال کے اس وقفے میں بہت سی ہستیاں سامنے آئیں مگر بہت کم لوگوں کو یہ پتہ چل سکتا کہ سلسلہ صابریہ سے ان کا تعلق ہے اور یہ بھی جان نہ پائے کہ اس سلسلے سے وابستگی کا ان کے اوپر کیا اثرات مرتب ہوئے۔

۱۹۹۳ء مولانا اصغر علی صاحب المعروف ابومظہر چشتی صاحب کی کتاب ''شمیم ولایت'' شائع ہوئی۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں اول وہ جس میں پاکستان کے قیام سے قبل تک کہ صابریوں کا تذکرہ تفصیلاً ہے۔ اس حصے کا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ فارسی زبان سے ناواقف ہونے کی بناء پر انوار العارفین کا مطالعہ نہیں کر سکتے وہ اس حصے کا مطالعہ کر لیں۔ اس حصے کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ انوار العافین میں بکھرے ہوئے بہت سے تذکرات کو ترتیب دے کر یکجا کر دیا ہے۔ دوسرا حصہ پاکستان میں صابری بزرگان سے متعلق ہے جو بلاشبہ اپنی نوعیت کا پہلا کام ہے اور قابل ستائش ہے۔

صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب کی کتب اولیائے پوٹھوار (جلد اول، دوئم)، گلدستہ اولیاء، تجلیات خواجگان چشت وغیرہ ان کا تعارف کرا چکی ہیں۔ سلسلہ صابریہ پر ان کی عرق ریزی کسی سے پنہاں نہیں ہے۔ موجودہ تصنیف، صاحبزادہ مقصود احمد صابری کی دیگر تصانیف سے ہٹ کر ہے۔ انہوں نے یہ کتاب ڈکشنری یا انسائیکلوپیڈیا کی طرز پر تیار کی ہے۔ ان سے قبل کسی نے یہ کام نہیں کیا۔

میرے زیر تکمیل بھی اسطرح کا ایک کام ہے لیکن صاحبزادہ مقصود احمد صابری بازی لے گئے اور سب سے پہلے انسائیکلوپیڈیا تیار کرنے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ اگرچہ مصنف نے اس تصنیف میں زیادہ تر پاکستانی شخصیات کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن عہد حاضر تک کسی بھی معلومہ ہندوستانی شخصیت کو بھی ترک نہ کیا ہے۔ بلکہ تمام کو اس کتاب میں شامل کرنے کی کوشش کی۔ مصنف کی کوشش قابل قدر ہے کیونکہ پاکستان میں موجود بہت سے بزرگان سلسلہ صابریہ ایک دوسرے سے واقف نہیں ہیں یا اپنے سلسلہ پیری مریدی کو بھلا

بیٹھے ہیں۔اس کتاب کے ذریعے صابریوں کی شناخت کو بہت تقویت ملے گی۔کتاب سادہ اور آسان زبان میں لکھی گئی ہے اور اس میں کسی قسم کی علمیت جھاڑنے کی کوشش نہیں کی ہے۔اس حوالے سے بھی صابری صاحب نے اچھا کام کیا ہے۔کیونکہ اس طرح اس سلسلے سے عوام کو انکی زبان میں آگاہ کرنے کی کوشش ہے۔

جناب صاحبزادہ مقصود احمد صابری کا جملہ اولیائے کرام بلخصوص سلسلہ صابریہ کیلئے کچھ کر کے جانے کا ہے۔تو میرے خیال میں اس کتاب سے ان کا مقصد پورا ہوتا نظر آتا ہے۔میرا چونکہ خود کا تعلق سلسلہ چشتیہ صابریہ (خانوادہ بغیہ شریف، مراد آباد) سے ہے لہٰذا میں نے اس مسودے کا بڑا عمیق جائزہ لیا ہے۔مجھے خوشی ہے کہ عہدہ حاضر تک صابری سلسلے سے وابستہ شخصیات میں آ گئی ہیں۔اب یہ آنے والی نسلوں کا کام ہے کہ وہ اس کام کو آگے بڑھائیں اور سلسلہ صابریہ پر خوب تحقیق سے کام لیں۔کوئی کتاب کامل نہیں ہوئی۔اگر اس کتاب میں کچھ لوگوں کا ذکر رہ گیا ہو یا کوئی کمی نظر آئے تو یہ قاری کا فرض ہے کہ وہ اسکی نشاندہی کرے تاکہ اس کو دور کیا جاسکے۔میں انسائیکلو پیڈیا اولیائے کرام کی چھ جلدوں کی تکمیل اور اس میں 1200 بزرگان دین جن کا تعلق مختلف سلاسل طریقت سے ہے۔اس عظیم خدمت پر صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب کو دل اتھاہ گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔آمین......!

طالب دعا!

ڈاکٹر سعود الحسن خان صابری

ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

چیمبر نمبر ۲۲۸ ضلع کچہری۔لاہور

تقریظ......از قلم

پیر طریقت فخر صابریت جناب حضرت **صوفی محمد یونس صابری** صاحب مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز حضرت منظور المشائخ اوکاڑہ (بانی ادارہ ندوۃ الاصفیاء تغلق روڈ، ملتان)

معلم انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے دور میں تبلیغ دین جس احسن طریقہ سے فرمائی اس کی مثال رہتی دنیا میں نہیں ملتی ابتدائی زندگی مکی دور میں مصائب کے باوجود استقامت قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت تبلیغ اور قرآن کریم سمجھانے کے انداز اور تعمیر اخلاق و کردار کے ذریعے صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ اور حیدر کرارؓ جیسے **سابقون الاولون** کی جماعت تیار ہوئی جس کا احکامات اور تعلیمات کے ذریعے مرکز نبوت کے ساتھ عملی تبعی اور اطاعتی تعلق قائم تھا اور اسی قلبی حبی اور ادبی تعلق کی وجہ سے اِن لوگوں کا خیال تھا کہ دین اور ایمان حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت، رسالت سے تعلیماتی، اعتقادی عملی اتباعی تعلق قائم کرنے کا نام ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس سے حبی، عشقی تعلق اور تعظیمی اور تکریمی نسبت مقصود ایمان اور مطلوب دین ہے۔

وہ لوگ سمجھتے تھے کہ بارگاہ نبوی ﷺ میں اونچا بولنا، عام طریقہ کے مطابق بلند آواز سے گفتگو کرنا بے ادبی ہے اور اِس بے ادبی سے زندگی کے تمام اعمال اور عبادات غارت ہو جائیں گے اور شاید ہمیں اس خرابی کا احساس بھی نہ ہو کہ یہ نقصان کب اور کیوں ہوا۔ وہاں محبت کی نسبت کو ختم کرنا ایک خرابی نہیں بلکہ اس سے ایمان، عمل اور زندگی بھر کے اعمال سے کچھ نہیں بچتا۔

موجودہ دور کے سیرت نگار، اسلامی زعماء اور مفکرین سیرت طیبہ کے فکری، عملی، تعلیماتی اور نظریاتی حصوں کو بیان کرنا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ جو نا کافی ہے چنانچہ سیرت کے اس حصہ کا بیان بھی ضروری ہے جس سے حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ سے عشق، محبت، والہانہ پن قلب، روح کا تعلق اور وہ وارفتگی اور جذباتی شیفتگی اور انداز جنون جو ہجر کی صورت میں تڑپ اور طلب وصال پیدا کر دے جس سے آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں رسائی، قرب اور آخرت میں شفاعت نصیب ہو اس دنیا میں اسی سرمستی اور نشہ میں علم اور عمل کی قوت پیدا ہو اور کفر و طاغوت سے ٹکرانے اور موت کو زندگی پر ترجیح دینے کا احساس پیدا ہو۔

قرون اولیٰ کے مسلمانوں یعنی اصحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اسی جذبہ کے طفیل دین دنیا میں کامیاب و کامران ہوئے۔ معیت اور نسبت کے اس جوہر کا اعلان قرآن مجید میں بھی کیا گیا اللہ اور اس رسول کی طلب رضا کی خوبی کی وجہ سے انہیں جنت الفردوس کی خوشخبری دی گئی اور بعض نے جنت میں وہاں جگہ مانگی جہاں تک دیدار رسول ﷺ ہوتا رہے۔ بعد ازاں یہی جذبہ حضرت صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معرفت چہار دانگِ عالم میں پھیلا اور نسل در نسل مقصود ایمان اور مطلوب دین کی مذکورہ ضرورتوں یعنی آنحضرت ﷺ سے حبی، عشقی تعلق اور تعظیمی اور تکریمی نسبت قائم کرنے کے لئے سلسلہ ہائے طریقت قائم ہوئے۔ اس جذبہ سے سرشار صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اس بات کو لے کر جہاں گئے انہوں نے پیروی اور حب رسول کو ہر معاملہ میں اولیت دی۔ اس مقام پر ایک چھوٹا سا واقعہ تحریر کرنا دلچسپی کا باعث ہوگا۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ جب صحابہ کرام میں بہت تھوڑے لوگ ظاہر و حیات میں موجود تھے۔ مرکز سے ایک صحابی عجمی علاقہ کے گورنر مقرر ہو کر گئے وہاں پہنچ کر علاقہ کے امراء، خوشامد پسند، ترجمان سبھی جمع تھے تاہم ایک طبقہ ایسا بھی تھا جس کا خیال تھا کہ صحابی کی زیارت کی جائے تاکہ تابعین کی صف میں شامل ہو جائیں۔ دربار عام ہوا۔ پھر دعوت کا اہتمام صحابی گورنر بھی کھانا میں شامل تھے۔ قدرتاً اِن کے ہاتھ سے ایک لقمہ سے کچھ کھانا گر جاتا ہے انہوں نے اسے نیچے سے اٹھایا اور جھاڑ کر کھانا چاہا۔

صحابی گورنر سے علاقہ کا ترجمان کہتا ہے جناب یہ آداب گورنری اور علاقہ کے طریقہ کے مطابق نہیں آپ کھانے کے اس لقمہ کو نہ کھائیں۔

صحابی نے فرمایا ''کیا میں اِن حمقائے مجلس کی خاطر اپنے حبیب کا طریقہ (سنت) چھوڑ دوں۔'' اور لقمہ جس قدر کھانے کے قابل تھا کھالیا۔

یہ وہ ذوق تھا جو تربیت اور تعلیم کے ذریعہ ان لوگوں میں پیدا ہو گیا تھا۔ اور بیعت رسول سے ہاتھوں کے لمس اور نگاہوں کے ذریعہ اُن کے دل و جان میں موجزن تھا یہی لمس اور نگاہوں کی قوت جاذبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اور بعد میں آنے والے دیگر خلفاء کے ہاتھوں اور نگاہوں میں محسوس کی جا سکتی ہے جہاں سے رسول ﷺ سے محبت عشق سرمستی کے چشمے پھوٹ رہے ہوتے ہیں اگرچہ علاقہ اور مرور زمانہ اس پر اثر انداز ہو رہا ہوتا ہے تاہم اس راکھ کے انبار میں چنگاری موجود ہوتی ہے جو معمولی ہوا سے الاؤ کی شکل اختیار کر کے بغض رسول ﷺ کفر و شرک کے گندے ڈھیر کو جلا دیتی ہے۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ، حضرت حذیفہ حضرت امین الدین، حضرت علومشاد ایسے ہی تابعین اور تبع تابعین کے لوگ تھے جو بصرہ اور اس کے مضافات میں تیسری صدی ہجری تک یہی پیغام محبت لئے پھرتے رہے۔ حضرت خواجہ اسحاق رحمتہ اللہ علیہ، ابواحمد رحمتہ اللہ علیہ، ابومحمد رحمتہ اللہ علیہ، ابویوسف ناصرین، خواجہ قطب الدین موجود رحمتہ اللہ علیہ نے خراسان کے قصبہ چشت میں خاندان چشت اہل بہشت کی روحانی داغ بیل ڈالی اور ہاتھوں اور نگاہوں سے حاصل کی ہوئی مستی اور سرمستی چھٹی صدی ہجری تک منتقل ہوتی رہی۔

حضرت حاجی شریف زندنی اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعہ یہ امانت حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس چھٹی صدی کے آخر اور ساتویں صدی کے شروع ۶۳۲ھ تک رہی۔ خواجہ خواجگان روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے براہِ راست سلام کا سلسلہ ہوا اور ولی ہند کی سند حاصل کر کے ہندوستان آئے۔ قبل ازیں مسلمان ہندوستان میں قوت سپاہ کے

ذریعہ آئے اور پھر کچھ عرصہ بعد اُن کے نام ختم ہو گئے مگر یہ تاجدار ہند قوت ایمانی جذب و سرمستی کا مذکورہ ہتھیار لے کر آئے کامیابیاں حاصل کیں۔ یہاں ڈیرے ڈالے بلکہ مخلوق کے دل محبت، عشق، سرمستی سے جیت لئے آج سات سو سال کے بعد بھی اس تاجدار کی حکومت ہندوستان بھر میں قائم دارالخلافہ اجمیر شریف میں ہے ہند کے انتہائی مشرق بنگلہ دیش، شمال پاکستان اور اس کے باہر جنوب میں لوگوں پر حکمران ہیں۔ لوگ ہیں کھنچے چلے آ رہے ہیں، مرادیں پا رہے ہیں عقیدت سے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔

خواجہ خواجگان نے ایسے لاشعوری طریقہ سے کام کیا کہ لوگ توحید و رسالت کی شمع پر جان نثار کرنے لگے اور پروانوں کی ان گنت تعداد سامنے آئی جس سے بتکدے مساجد بن گئے۔ سماع کو رواج دیا۔ جس عشق اور اتباع رسول کے لئے فائدہ لیا گیا۔ غیر اسلامی باتوں کو چھوڑ کر مباح چیزوں سے بھی مطلب برآری کی گئی۔ سماع کے قواعد اور ضوابط ترتیب دیئے اور اس کو بطور دوا استعمال کیا۔ خواجہ خواجگان رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے "تصوف کی راہ صرف وہی پا سکتا ہے جس کے سیدھے ہاتھ میں قرآن اور بائیں میں حدیث رسول ﷺ ہو۔ ان دونوں چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کرے تاکہ توشبہے کے گڑھے میں گرے اور نہ بدعت کے اندھیرے میں پھنسے۔" حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ مہرولی (دہلی) اور حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر نے پاکپتن شریف میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اسی کام کے لئے مضبوط مرکز قائم کئے۔

ساتویں صدی ہجری کے وسط میں پاکپتن سے تربیت یافتہ خلفا میں حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی ہیں جن سے باقاعدہ چشتی نظامی اور چشتی صابری سلاسل مشہور ہوئے۔ ان اصحاب کے ذمہ کام اور ڈیوٹی وہی تھی جو قبل از خواجگان چشت اور دیگر سلاسل اپنے اپنے علاقوں کے حالات کے مطابق انجام دے رہے تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ چونکہ دہلی میں تھے اور یہاں دارالخلافہ تھا۔ یہاں کی تہذیب، زبان، کلچر ہندوستان کے دیگر علاقوں سے مختلف تھا۔ نیز انہیں یہاں کے اہل قلم اور ادیب لوگ میسر تھے۔ چنانچہ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ جیسے لوگوں نے اپنے عمل علم اور دولت سے سلسلہ کی خوب آبیاری کی۔

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ چونکہ حضرت بابا فرید الدین شکر رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے فیض یافتہ متبحر عالم دین اور کامل متصوفین میں ہیں۔ آپ حضرت گنج شکر کے بھانجے اور خلیفہ بھی تھے۔ ہر وقت عالم تحیر اور جذب میں رہتے تھے۔ نور خداوندی اور دربار مصطفوی کے جلوؤں میں ہر دم مست اور مگن اس درویش نے دنیا و مافیہا سے رخ پھیرا ہوا تھا۔ روحانی ڈیوٹی بھی ہری دوار کے پہاڑی علاقہ اور کلیر شریف میں تھی۔ یہاں پہلے حضرت ابو صالح رحمتہ اللہ علیہ آ چکے تھے مگر بعد ازاں حالات بھی خراب ہو چکے تھے۔

ویسے بھی دہلی سے دور یہ علاقہ اتنا زیادہ تعلیم یافتہ نہ تھا۔ ادھر حضرت مخدوم رحمتہ اللہ علیہ کے حالات اور محویت، جذب مستی اور نگاہ کی اثر آفرینی سے علاقہ سے کفر و شرک اور بدعقیدہ لوگ صفحہ ہستی سے ختم ہوئے اور نصف ساتویں صدی ہجری سے دسویں صدی

ہجری کے نصف تک حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کا بھی مخلوق کو علم نہ تھا۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں تصنیف و تالیف کے ظاہر طریق کو استعمال نہیں کیا گیا اس دوران تعلیمات صابری کی پانی پت اور ردولی شریف میں ترویج ہوتی رہی۔

ان اولیائے کاملین نے سلسلہ چشتیہ صابریہ کی نہایت احسن طریقہ سے آبیاری کی۔ ذرا غور کریں علاقہ میں جنگ وجدالی کے بادل جس سے عوام الناس کی طبیعت میں سختی ایک قدرتی امر ہوتی ہے۔ لوگوں کو تیر و تفنگ کی زبان سے نکال کر محبت اور سرمستی کی طرف لانا، دونوں باتیں ایک دوسرے کی مخالف سمت اور اپنے آپ اپنے اعتقادات اور نظریات کو بچانا اور دوسروں تک پہنچانا۔ کتنا کٹھن کام اور ذمہ داری ہے۔

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے وصال، ان کی تجہیز و تکفین کے بعد حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کو دوبارہ حضرت مخدوم کے مقام تدفین پر آنے کی اجازت نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے پانی پت میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کی شاخ کا اجراء کیا۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کی عمر کا زیادہ حصہ خدمت شیخ اور پھر شاہی فوج میں گزرا۔ شیخ کے وصال کے بعد پانی پت میں باقاعدہ سلسلہ کی اشاعت اور قرآن و سنت کی تبلیغ کا کام کیا۔ آپ قاری قرآن تھے۔

چنانچہ آپ نے اپنے سینے کی جس گرمی سے قرأت کر کے اپنے شیخ حضرت مخدوم صابر رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا اسی قرأت سے آپ پانی پت کے عوام پر اثر انداز ہوئے۔ تلاوت قرآن کا ایک خاص لہجہ متعارف کرایا اور اسی انداز تلاوت سے آج وہاں کے لوگ اور قاری اساتذہ امتیازی طور پر دنیا بھر میں پہچانے جاتے ہیں۔

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے روحانی فیوض برکات اور علوم اسلامی کی ترویج کی برکات پر نگاہ ڈالیں تو کلیر شریف کے مضافات سہارنپور میں اسلامی مدرسہ مظاہر العلوم اور دیوبند اور بریلی کے مدارس عربیہ کے بانی اساتذہ کی علمی کاوشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو اعلانیہ طور پر چشتی صابری کہلاتے اور اس پر فخر بھی کرتے تھے۔ روحانی معاملات میں ہم خیال نظر آتے ہیں۔ طریق ذکر و فکر اور طریق استدلال و استخراج میں بھی خاص فرق نہیں حب رسول کہیں عشق اور وارفتگی اور کہیں تھوڑا سا چھپا لیا گیا ہے جو سب کی کتب اور تقاریر میں، عمل سے ظاہر ہے۔ تبلیغی جماعت کی شائع شدہ کتب خواجگان چشت میں تحریر موئے مبارک کی شیشی اسے پانی کے گھڑے میں ڈال کر یہ پانی بطور تبرک پینا اور تقسیم کرنا حب رسول کا اظہار ہے اسی طرح تبلیغی نصاب میں درود شریف کے باب میں قصیدہ بردہ شریف کا بار بار آنا اسی جیسی عشقی اور تعظیمی و تکریمی نسبت کے اقرار کا اعلان ہے ہاں اگر انفرادی طور پر اگر کوئی صاحب اس نعمت سے محروم ہے اسے ذات خداوندی سمجھائے۔

تحریر کا رخ پھر اولیائے ردولی شریف سے اولیائے گنگوہ دسویں صدی ہجری کی طرف پھیرتے ہوئے حضرت احمد عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ، حضرت احمد عارف رحمتہ اللہ علیہ، حضرت محمد عارف رحمتہ اللہ علیہ سے تربیت یافتہ حضرت عبدالقدوس گنگوہی اور پھر دیگر اولیاء اور علماء سے کرتا ہوں۔

حضرت احمد عبدالحق ردولوی ہر وقت عالم استغراق میں رہتے تھے۔ انہوں نے نظامی کا یہ شعر پڑھا

صحبت نیکاں ز جہاں دور گشت
خوان عسل، خانہ زبنور گشت

فرمایا نظامی ناقص تھا کیونکہ "حضرت محمد ﷺ کی صحبت صحابہ کرام کو حاصل تھی اب بھی ویسی ہی ارباب حال اور محبان ذوالجلال کو حاصل ہے۔"

ضلعب ارہ بنکی میں ردولی شریف سے حضرت عبدالقدوس رحمتہ اللہ علیہ نے مغل حکومت کے ابتدائی حصہ میں فیضان صابری نعمت سے گنگوہ شریف اور اس کے گردو پیش کو خوب فیض یاب کیا۔ حضرت جلال الدین محمود نے تھانیسر اور حضرت نظام الدین نے بلخ میں مرکز قائم کیے۔

حضرت محمد ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ ماں کی اجازت سے بلخ گئے اور وہاں تکمیل علوم کر کے دوبارہ گنگوہ شریف تشریف لائے اور پھر حضرت محمد صادق، شیخ داؤد چشتی ۱۰۹۵ھ تک سلسلہ کا کام ہوتا رہا۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ صاحب دیوان شاعر تھے۔ تصوف کی تعلیم دینے کیلئے اشعار کو ذریعہ بنایا تھا۔

آستیں برزخ کشیدہ ہمچو مکار آمدی
باخودی خود در تماشا سوئے بازار آمدی

اسی قسم کے دوسرے کلام سے اُن کے مقام کا تعین ہو سکتا ہے۔

انوار العیون اُن کی نثری کاوش ہے اردو ترجمہ مل سکتا ہے۔ اُن کے بعد حضرت جلال الدین محمود تھانیسر رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ارشاد الطالبین کا اردو ترجمہ طریق السالکین دستیاب ہے جسے طالبین صادق کے لئے سلسلہ چشتیہ صابریہ کی گائیڈ بک کہا جا سکتا ہے۔

حضرت جلال الدین تھانیسری اپنے زمانے کے تبحر عالم تھے۔ انہیں اسلامی امور اور اسلامی طرز زندگی پر مکمل عبور اور غور وفکر کا کلی ملکہ حاصل تھا۔ انہیں اسلامی معیشت پر مہارت حاصل تھی۔ معاملات کا حل مکمل غور وفکر کے بعد عوام کے مفاد میں فرماتے۔ بعد میں آنے والے محققین اپنی تحریروں میں آپ کے رسائل اور کتب کا حوالہ دیتے ہیں۔ تحقیق اراضی ہند کے نام سے آپ نے ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا۔ اس میں درج آپ کے نظریہ کی تائید مولانا محمد علی تھانوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی کی یہاں تک کے موجودہ دور کے مصنفین اور محققین بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ آپ کے تحریر کردہ مذکورہ رسالہ کا قلمی نسخہ برٹش میوزیم میں بتایا جاتا ہے۔ اس کے حوالے موجودہ دور کی کتب "اسلام کا اقتصادی نظام" اور "اسلام کا نظام اراضی" میں بکثرت درج ہے۔

حضرت سید ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ نے قصبہ انبیٹھہ ضلع سہارنپور بارہویں صدی ہجری کے نصف تک فیضان صابری حاصل کرتے رہے اور پھر تقسیم بھی کرتے رہے۔ اس وقت مغلیہ حکومت کا آفتاب نصف النہار سے ڈھل کر عصر کے وقت میں آچکا تھا۔ شاہ جہاں کے لڑکوں میں جنگ ہوئی آخر کار اورنگزیب عالمگیر بادشاہ ہوا۔ اس دور یعنی سترہویں صدی عیسوی ربع اول میں حضرت

ابوالمعالی فیضان صابری سے مخلوق کو فیضیاب کر رہے تھے۔ ان کی تربیت گاہ میں حضرت سید محمد سعید عرف میراں بھیکھ سیوانہ ضلع کرنال کے سیدزادے بھی تھے۔ تکمیل تربیت کے بعد میراں بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ نے کہڑام ریاست پٹیالہ اور ٹھسکہ ضلع کرنال جو کہ تھانیسر اور پانی پت کے مضافات میں تھا۔ یہاں کی آبادی راجپوتوں کی تھی ''دائرہ میراں جی'' کے نام سے مرکز قائم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک وقت تھا کہ دائرہ میں تقریباً سوا لاکھ کے رنگین پوش درویش عرس کے موقع پر آتے تھے لوگوں کی ہدایت اور دیگر معمولات کا بہت اچھا انتظام تھا۔ مرکزی حکومت دہلی میں ظفر علی خان جو روشن الدولہ کے نام سے مشہور تھا چار ہزاری کے عہدے پر ماموراور میراں جی کا مرید تھا۔ یہاں کے لوگ جنگجو اور سخت سزاج تھے۔ اگر چہ تصوف کا موضوع ان کی پہنچ سے باہر تھا تاہم یہ لوگ میراں جی سے محبت کرتے تھے، اپنی بہت سی جائیداد آستانہ کے نام کرادی تھی حضرت ہندی زبان جو یہاں کی مقامی زبان تھی استعمال کرتے تھے گیان لہر، گیان پرکاش، مورکھ سمجھاونی آپ کی تصانیف ہندی زبان میں ہیں۔ اس کے علاوہ سہ حرفیاں بھی لکھیں جو پندونصائح کا انمول خزانہ ہیں۔ اور متصوفین میں زبان زد عام ہیں۔

عام حالات کا تجزیہ کیا جائے تو ہندوستان میں حالات دگرگوں ہو رہے تھے۔ حکومت میں ایرانی اور تورانی دھڑے بندیاں شہزادوں کی حصول حکومت کے لئے لڑائیاں جنوب میں انگریزوں اور پرتگیزیوں کا تجارت پر قبضہ اور پھر حکومت اور عوام کی مذہب میں دخل اندازی مرہٹوں اور سکھوں کا عروج حکومت کی کمزوری اور نادر شاہ کا حملہ یہ تمام حالات اسلامی متصوفین پر بھی اثر انداز ہو رہے تھے۔ جو حالات کے مطابق کام جاری رکھے ہوئے تھے۔ حضرت میراں بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ کے بعد سید محمد اعظم، سید محمد سالم روپڑی رحمتہ اللہ علیہم اور پھر حافظ محمد موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ نے مانکپور میں انیسویں صدی عیسوی کے آخر اور بیسویں صدی عیسوی کے شروع میں سلسلہ کا کام کیا اور حضرت سید معین الدین شاہ خاموش، مولانا امانت علی امروہی، حاجی اکبر شاہ امروہی، مولوی خواجہ عبداللہ امروہی، حاجی غلام علی، حاجی حسن بخش، حافظ شاہ محمد حسین عرف بانکے صاحب جے پوری، میر امانت علی خلیفہ پیر شاہ (سجادہ مزار شریف) اور حضرت علی احمد جی رحمتہ اللہ علیہم ان کے خلفاء ہوئے۔ خانقاہ معلیٰ حیدر آباد دکن سے اس سلسلہ عالیہ کی شاخیں اس قدر پھیلیں جو کہ پورے برصغیر پاک و ہند میں آج بھی اسی آب وتاب سے کام کر رہی ہیں۔

حضرت سید محمد معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے صرف ہندوستان میں چالیس خلفائے نامدار ہوئے ہیں۔ علاوہ دیگر بلاد اسلامیہ کے۔ جبکہ آپ کے سجادہ نشین وخلیفہ اکبر حضرت پیر دستگیر سید محمد شاہ ہاشم حسینی چشتی صابرؔی اور حضرت سید مظہر علی شاہ چشتی صابرؔی میرٹھی سے یہ سلسلہ پاکستان کے مختلف شہروں میں پھلا پھولا۔ حضرت سید مظہر علی شاہ صابرؔی کے خلیفہ صوفی اللہ دیا شاہ اور ان کے خلیفہ اکبر حضرت خواجہ قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ ہوئے جنہوں نے اس صدی میں سلسلہ عالیہ کی اپنے اسلاف کی طرز پر ترجمانی کا حق ادا کیا۔

جبکہ حضرت پیر دستگیر سید محمد شاہ ہاشم حسینی چشتی صابرؔی سجادہ نشین حیدر آباد دکنی کے خلیفہ اکبر حضرت خواجہ پیر سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابرؔی حیدر آباد دکنی ہوئے۔ جن کا ۱۳۶۱ھ کو چھوں شریف ضلع کرنال میں ہوا۔ آپ ایک عظیم محدث و مفکر فقیہہ و ادیب اور

متبحر عالم دین وشیخ کامل تھے۔ ہزارہا افراد آپ سے فیض یاب ہوئے۔ سینکڑوں جام معرفت پی کر مدہوش ہوئے۔

حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ صاحب نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے چند ایک فقیر کی نظر سے گزریں ''تذکرۃ العارفین فی حیات مظہریہ'' مطبوعہ ۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۹۳۶ء۔ ''اخلاق صابری فی عرفان باری'' یہ دونوں کتابیں آپ کی مایہ ناز تصانیف ہیں، اخلاق فی عرفان باری یہ کتاب صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب کی کاوشوں سے جدید ترجمہ اور نئی کمپوزنگ کے بعد 2009ء اگست میں دوسری مرتبہ شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہے۔ جبکہ اس کے علاوہ بھی آپ نے بہت سی کتب تصنیف کیں جن کا قیام پاکستان کے بعد کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ حضرت جلال الدین تھانیسری کی کتاب ''ارشاد الطالبین'' کی تقریظ بھی آپ ہی کے قلم سے لکھی گئی ہے۔

حضور خواجہ سید غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ نامدار حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری نے راولپنڈی میں جو خدمت انجام دی اور ملک بھر میں طوفانی دورے کئے اور خدمت قرآن کے ذریعے ہزاروں شاگرد چھوڑے ان میں ملتان کی ممتاز روحانی شخصیت حضرت صوفی خواجہ فقیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جبکہ ایک دوسرے عظیم شاگرد حضرت پیر صوفی فرزند علی صابری رحمتہ اللہ علیہ جہلم والے حضرت صوفی غلام محمد صابری سرگودھا حافظ عمر دین سرگودھا حافظ مہر دین سرگودھا کے علاوہ پیر طریقت صوفی محمد سلیمان چشتی صابری ڈیرہ غازی خان آپ کے خلیفہ ہوئے جبکہ آپ کے عظیم جانشین صاحبزادہ مقصود احمد صابری جو کہ آپ کی یادگار ہیں۔ اس وقت دو درجن سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور ملکی سطح کے خطیب اور جید عالم دین ہیں۔

گزشتہ چند برس قبل حضرت صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب نے تین بڑی کتابیں جو کہ عرصہ دراز سے زیر تکمیل تھیں۔ مکمل کی ہیں جن میں ''مجموعہ کرامات اولیاء'' جلد اول، دوم اور ''گلزار صابری المعروف صابری انسائیکلوپیڈیا'' جو کہ عظیم وضخیم جلد ہے۔ اس میں ۳۱۵ بزرگان صابریہ کا تذکرہ ہے۔

اس کتاب کی سب سے بڑی جدت اور خوبی یہ ہے کہ ملک بھر کے معروف خانوادوں کی الگ ایک فہرست تیار کی گئی ہے۔ جن میں میرے شیخ کامل حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پورے خانوادے کا مکمل تعارف بھی موجود ہے۔

جسے دیکھ کر دلی مسرت ہوئی اور محسوس ہوا کہ یہ سب حضرت مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خانقاہ معلیٰ حیدرآباد دکن کا فیضان ہے جو کہ حضرت حافظ فیض محمد صابری کے گھر میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری کی صورت میں دن بدن اپنے کام کو آگے بڑھائے ہوئے ہیں۔

زیر نظر کتاب انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام جو چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اپنی نوعیت انفرادی کام ہے اس سے پہلے ہماری نظر سے ایسی کوئی کتاب نہیں گزری جس میں 12 سلاسل طریقت کے 1200 بزرگان دین کا تذکرہ اس انداز سے شامل کیا گیا ہو۔ میں بزرگان دین کی اس عظیم خدمت انجام دینے پر جناب صاحبزادہ صاحب کو دلی مبارکباد اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

دعا ہے کہ مالک کریم حضرت مصنف کے علم وعمل میں لافانی برکتیں پیدا فرمائے اور ''خدا کرے مزید زور قلم زیادہ'' تا آنکہ چراغ سے چراغ جلتا رہے اور سلسلہ کا کام ہوتا رہے۔

حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں مغل حکومت کا ٹمٹماتا چراغ گل ہو چکا تھا انگریز حکومت ہر اس شخص کی دشمن تھی جہاں سے اسے مخالفت کا ذرا سا بھی شبہ تھا۔ نامور علماء اور صوفیاء کو کسی نہ کسی بہانے پکڑ کر پھانسی دے دی جاتی تھی۔ اکثر صوفیاء اور درویش شہروں سے باہر جا کر گمنام زندگی گزارنے لگے اور اپنے سرمایہ ایمانی کو گلے لگائے رکھا اور ایک سے دوسرا چراغ پھر روشن ہونے لگا۔

بیسویں صدی عیسوی کے نصف میں جب انگریز ملک سے جانے لگے تو پھر حالات دگرگوں ہوئے علماء صوفیاء کی ایک بڑی تعداد تبادلہ آبادی میں پاکستان آ گئی۔ مشرقی پنجاب میں خلا ہو گیا۔ یو پی اور دیگر علاقوں میں مسلمان آباد رہے۔ کلیر شریف اور گرد و پیش میں فیضان صابری اب بھی موجود ہے کسی نہ کسی شکل میں اسلامی مدارس موجود ہیں۔ مقامی مسلمان فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اجمیر شریف، کلیر شریف عرس کی شکل میں مدارس علمی جلسوں کی شکل میں حالات کے مطابق تعلیم اسلامی دی جا رہی ہے۔

پاکستان میں بھی فیضان صابری سے فیضیاب لوگوں کی بڑی تعداد کراچی، حیدر آباد، سانگھڑ، سکھر، بہاولپور، ملتان، اوکاڑہ، فیصل آباد، لاہور، کالیکی منڈی، جہلم، راولپنڈی، پشاور میں موجود ہیں۔ تذکروں میں اگرچہ تذکرہ نویسوں نے زیادتی کرتے ہوئے حضرت مخدوم صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاطر خواہ ذکر نہیں کیا۔ وجہ وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں مگر ان صابری معتقدین جن کی تعداد ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہے کو کیا کہیں گے۔ ان میں جو علماء، قراء، صابری صوفیاء اور خلفا تھے انہیں کس خانہ میں لکھا جائے گا۔ اور یہ لوگ آج بھی برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا سرمایہ ہیں۔

ان میں کاملین محفل نعت اور محفل سماع کراتے تھے۔ محفل سماع کو مباح کا درجہ دیتے تھے۔ علومِ ظاہری اور باطنی پر زور دیتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور تشریح احادیث کی روشنی میں کرتے تھے۔ ہر معاملہ میں فیصلہ عشق نبی اور سینے کی گرمی کے زور پر کرتے تھے۔ مقصود ایمان اور مطلوب دین یعنی عشق نبی ﷺ کو ہر معاملہ میں فوقیت دیتے تھے اور اب بھی دی جاتی ہے۔ اسلامی دنیا کی اس قوت کو غیر مسلم کبھی کبھی تیزاب میں ڈال کر حل کرنا چاہتے ہیں مگر عوام کو یہ سبق یاد رہتا ہے کہ ان حمقائے زمانہ کی وجہ سے ہم آنحضرت ﷺ سے اپنی محبت کا رشتہ کمزور کر لیں ایسا بالکل نہیں ہو سکتا۔

اولیائے کاملین سمجھتے تھے کہ سماع کو مقررہ قواعد کے تحت سنا جائے۔ اس کے لئے اخوان، مکان اور زمان نہایت اہم باتیں ہیں۔ خواہ مخواہ رقص منع ہے۔ نذرانہ ادب سے میر محفل کو پیش کرنا ضروریات سماع سے ہیں۔ ان کی ادائیگی ضروری ہے۔

حضرت شیخ محمد مبارک مخزی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرید شاگرد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے ایک رسالہ تحفہ مرسلہ شریف تحریر کیا ہے۔ مسئلہ توحید یعنی وحدت الوجود بیان کیا گیا ہے اور ایک حدیث نبوی بیان کی کہ بندہ نوافل کے ذریعہ اس طرح کا عروج حاصل کر سکتا ہے کہ اس بندہ کے کام اللہ کے کام ہو جاتے ہیں وہ نہیں دیکھتا بلکہ اللہ دیکھتا ہے اسی طرح پکڑنے کا عمل چلنے کا بھی اللہ کا ہوتا ہے۔

بعض لوگوں کا اس معاملہ میں عبور نہیں ہوتا تو وہ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں ورنہ تحفہ مرسلہ کے اسباق کی رو سے اللہ تعالیٰ کا

جلوہ ہر جگہ موجود ہے۔کوئی بھی جگہ اس کی پہنچ سے باہر نہیں کہی جاسکتی۔اور نوافل سے اپنے اندر تجلیات حق سے پردہ اٹھایا جاسکتا ہے پھر بھی فضل اللہ کی ضرورت ہے۔ **ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء**

اوراس فضل کی بارش خاندان چشت اہل بہشت خاص طور پر اُن علماء، قراء اور صوفیاء پر ہوتی رہی اور آئندہ ہوتی رہے گی جو اس مشن کو کامیابی سے چلانے کیلئے خلوص دل سے کام کرتے رہیں گے۔کتاب ''انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام'' جو کے چھ جلدوں پر مشتمل ہے اس میں بلخصوص ہمارے سلسلے کے بزرگوں کی تاریخ ہے جس کو بڑی محنت سے مصنف نے تیار کیا ہے جو کہ ہر صابری کے لئے فائدہ مند ہے۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر صاحبزادہ مقصود احمد صابریؔ کے لئے دعا گو ہوں کہ خداوند کریم ان کو خواجگان کے صدقے کامیابیاں عطا فرمائے اور مزید توفیقات سے نوازے۔(آمین)

صوفی محمد یونس صابریؔ

ندوۃ الاصفیاء

۱۰/۱۱۵۸ صابری سٹریٹ تغلق روڈ، ملتان شہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روشنیوں کا سفر

انسائیکلوپیڈیا اولیائے اکرام

(کے مولف صاحبزادہ مقصود احمد صابری کا مختصر سوانحی خاکہ)

ازقلم: راشد حمید کلیامی

(قومی ایوارڈ یافتہ مصنف وفاقی وزارت تعلیم، حکومت پاکستان)

(1)

خدا کی بنائی کائنات بہت وسیع ہے۔ اس کائنات میں جاندار اور بے جان مخلوقات لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ ہر شے اپنے اپنے دائرے میں ہمیشہ حرکت کرتی اور اپنے اپنے مدار میں گھومتی رہتی ہے۔ حرکت زندگی کی علامت ہے اور سکون موت کی۔ لیکن جزوی اختیارات کی حامل مخلوق ''انسان'' کی چاہتیں اور آرزوئیں بھی انوکھی اور نرالی ہیں۔ انسان زندگی کا دوام بھی مانگتا ہے اور سکون کی چاہت بھی اسے سکون نہیں لینے دیتی۔ سب کچھ عطا کرنے کا وصف رکھنے والی ربّ کی ذات، انسان کی ان دونوں تمناؤں کی تکمیل اپنے جن خاص بندوں کے توّسط اور توسل سے کرتی ہے، انہیں انبیاء اور اولیاء کے ناموں سے پہچانا جاتا ہے۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جن کی حیات کا ہر ثانیہ اور جن کی شخصیت کا ہر زاویہ، جن کی تعلیمات کا ہر عقدہ اور جن کے پیغام کا ہر نکتہ بندے کو اس کے خالق سے ملوا کر اسے دائمی حیات اور ابدی سکون کی سوغات عطا کرتا ہے۔

زمانہ مصدّق اور انسانیت گواہ ہے کہ دنیا کی کسی بستی کے کسی کونے میں اور کبھی نگر کے کسی آنگن میں، کم نصیبی اور لاچارگی کا روگ

لے کر جب بھی انسانوں کا کوئی گروہ اپنی اُجڑی جھوک، اپنی ویران روح اور بے سکونی کی سلوں تلے پسے اپنے دل کے ٹکڑوں کو اپنے دریدہ دامن اور شکستہ و مجروح ہاتھوں میں سمیٹ کر کھلے آسماں کے نیچے کھڑا ہوا اور آسمانوں کے مولا کو اپنے رخساروں پہ سجے آنسوؤں کے ستارے پیش کیے تو ان ستاروں کی چمک ماند پڑنے سے پہلے ہی کریم رب نے اپنے کسی محبوب بندے کو سکون کا بیوپاری اور دلوں کا سوداگر بنا کر وہاں بھیج دیا۔ پھر کیا تھا؟ دیکھتے ہی دیکھتے ہجوم لگ گیا۔ نفرتوں کے مقابل محبتیں بٹنے لگیں۔ تشنگیوں کے ٹوٹے کاسے لے کر، سیرابیوں کے بھرے ساغر تقسیم ہونے لگے۔ جان کُنی کے بجائے حیات آفرینی کے سودے ہونے لگے، شخصی امتیاز کی کرسیں، روحانی مساوات کی قمریوں سے مات کھانے لگیں۔ بے سکون، ٹوٹے دلوں کی دراڑوں پہ یادِ خدا کا مرہم رکھ دیا گیا اور روح کی اُجڑی کھیتیاں، فضلِ باری کی برکھا سے شاداب ہو کر لہلہانے لگیں۔

امام الانبیا ﷺ کے بعد اولیائے کرام کی ذواتِ اعلیٰ صفات ہی ہیں جنھوں نے دلوں کی دنیا میں قائم خیر کی حکومتوں کو دوام اور استحکام بخشا۔ یہی پاکانِ امت ہیں جو اپنی پوری ظاہری حیات، گدڑیوں میں یا پھر پتھر کی سلوں پہ بیٹھ کر، بارگاہِ صمدیت میں اپنی انا اور خواہشوں کو نثار کر، بے سکون دنیا کے باسیوں کو اطمینان کی جنتوں سے متعارف کرا گئے۔ یہی وہ سعید روحیں ہیں جن کی قبروں پر جلنے والے دیے آج بھی طالبانِ حقیقت اور تشنگانِ معرفت کے دلوں کی بے قرار بستیوں میں یادِ مولا اور اتباعِ سنت کے چراغ اُجالتے ہیں۔ یہی وہ آشنائے نسخہ ہائے حیات ہیں جن کی قبریں جیتی ہے، جن کے مقبروں میں جمع دھول خاکِ شفا اور جن کے مزاروں پہ رکھے پھول اور پتھر بصارتوں کے حجاب اور دلوں کے آزار مٹا دیتے ہیں۔

﴿2﴾

راولپنڈی کنارے، ایک شخص خدامست، سجادہ بچھائے، چھوٹے سے بوسیدہ کمرے میں گذشتہ کئی سالوں سے بیٹھا اپنے بیگانے کو گلے لگاتا، ہر آنے والے کو کھانا کھلاتا، ہر دم مسکراتا اور اپنی دھن میں مگن ایک ہی گیت گاتا چلا جا رہا ہے کہ

دل کے ٹکڑوں کو بغل بیچ لئے پھرتا ہوں
کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں؟

یہ درویش مقصود احمد صابری ہے۔ اور کسی چارہ گر کو ڈھونڈنے نکلا تو اَن گنت بندگانِ پاک طینت کی زندگیوں کے روشن تر حوالے ساتھ ڈھونڈ لایا۔ بزرگانِ دین کی سیرۃ و سوانح جمع کرنے کا شوق دل میں اُٹھا تو اسے عشق کی چنگاری نے آن لیا۔ پھر پاکستان کے شہر اور دیہات، قصبے اور مضافات میں سے کوئی ایسا نہ تھا جہاں کی خاک اس درویش نے نہ چھانی ہو۔ پاکستان اور ملحقہ ممالک کا کوئی سجادہ ایسا نہ ہو گا جس پہ بیٹھنے والے شیخ نے درویش کو اپنے سامنے کھڑا نہ پایا ہو۔ وطن عزیز کی کوئی ایسی درگاہ نہ ہو گی جس کی چوکھٹ پہ درویش نے

محبت وادب کے نذارنے پیش نہ کیے ہوں۔ روحانی دنیا کے بغدادی تاجدارؒ سے لے کر ''پکھیوں والی سرکار'' جیسے حوالوں سے پہچانے جانے والے لاتعداد بے نام شہنشاہانِ بے سریو بے تاج کے احوال، روحانی تصرفات ،نظری کمالات ،شرعی پابندیوں، سالکانہ اداؤں اور خارق عادات وکرامات کو قرطاس وقلم کی زینت بناڈالا۔ایک دہائی کے محدود دورانیے میں تیرہ ہزار سے زائد صفحات صوفیۂ کاملین کے خداپرستانہ جذبوں کی نذر کردیئے درویش نے بزرگانِ دین کی پاکیزہ حیات اور مطہر زندگیوں پہ جتنا لکھا اردو لکھائی کی تاریخ میں اس کی مثال ڈھونڈے سے نہ ملے گی۔

3

صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو اپنے دل کے ٹکڑوں کے علاج کیلئے کسی چارہ گر کی تلاش ہوئی تو وہ تحصیل وضلع راولپنڈی کے دورافتادہ گاؤں ماڑی بنگیال پہنچے اور بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ سے اکتسابِ فیض کرنے والی عظیم ہستی، پیکرِ صبر ورضا،منبع رشد وہدیٰ حضرت صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ کی معہدِ تربیت میں وقت گزارنا شروع کیا۔عشق کی تپش دوآتشہ ہوئی تو 23 دسمبر 1995ء کو سلسلۂ چشتیہ میں شیخ کے ہاتھ پر بیعتِ توبہ کرلی۔ یہ بیعت درحقیقت منزل تھی اُس راستے کی جس راستے کو آپ کے والدگرامی اوران کے پیر بھائی قمرالمشائخ الحاج حافظ قمرالدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے لیئے آپ کے بچپنے میں تلاشا تھا۔

مرشد کے ہاتھ ''بک'' جانے کے بعد مرشد کی ایک نگاہ نے ہی دل کا قصہ تمام کردیا اور جذب وذوق اورعرفان وآ گہی کے ایسے دروازے کھول دیئے جہاں سے ہمیشہ محبتِ اولیاء کی ہواؤں کا گزر ہوتا رہے گا۔صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے اپنے شیخ سے بے پناہ عقیدت اورمحبت وارادت کے بے پایاں جذبے اپنے دل میں سمیٹنا شروع ہی کیے تھے کہ آسمانِ طریقت کا یہ مہرِ تاباں اور گلشنِ تصوف کا گلِ تازہ، طالبانِ راہِ ہدایت تک اپنی مہک اور روشنیوں کے ہمہ دم روشن اورصدابہار، اَن گنت ہالے چھوڑ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گیا، مرشد سے جدائی نے آپ کو بےقرار و بےتاب کیا تو آپ جلوتوں کی گہما گہمی سے کنارہ کش ہوگئے۔اور خلوتوں کا نور سمیٹنا شروع کردیا۔ دیپ سے دیپ جلا، پروانے جمع ہوئے اوراصلاحِ نفس، تزکیہ ذات، تشکیلِ کردار اور ہدایتِ طالبانِ طریقت کے فریضہ کی ادائیگی شروع ہوگئی۔اس منصب کو نبھانے کی باقاعدہ اجازت تو پیر سید دلدار حسین شاہ قادری گیلانی (ناروال) نے آپ کو والدگرامی کی وفات کے فوراً بعد ہی سلسلہ قادریہ کا خرقۂ خلافت عطا کرکے دے دی تھی لیکن جنابِ صابری اپنا حلقہ ارادت وسیع کرنے کیلئے کبھی متحرک دکھائی نہیں دیئے۔ باطنی دنیا کے سفر اور سلوک کی راہوں پہ چلتے ہوئے ہدایت کا علم اپنے اردگرد بیٹھے لوگوں کو تھماتے ہوئے جناب صابری نے حد درجہ احتیاط کو اختیار کیا اور ہمیشہ اپنے مرشد اور اولیائے کاملین سے استمداد کرتے رہے۔ مشکلات سہیں اور تنگیوں کو کشادہ روئی سے برداشت کیا۔ دکھوں اور آلام کو عزیزِ جان جانا۔فقر کی آزمائشوں سے خوب پنجہ آزمائی کی۔ والدگرامی کی عنایات بھری روحانی نگاہ بھی

زیست کی الجھنوں اور حیات کی تلخیوں میں ہمیشہ جام وجلا کا کام دیتی رہی۔

راہ ہموار جو ہوتی تو بھٹک جاتے ہم
ہم کو چلنے کے ہنر، ٹھوکریں کھانے سے ملے

4

وہ لمحے اور خطے اپنی قسمت پہ ناز کرتے ہیں جن میں اور جہاں کوئی ایسا انسان جنم لیتا ہے جو کارگاہِ زیست میں لگاتار جدوجہد سے دکھوں کی جھاڑیوں پہ شادمانیوں کے پھول اگاتا ہے۔ اور اشک چھلکاتی آنکھوں میں مسرتوں کی چمک لاتا ہے۔ بزرگانِ دین کی زندگیوں کے نادیدہ گوشے عام انسانوں کے سامنے لاکر صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے بلاشبہ سکون وراحت کی ایک بہار قائم کردی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد اور امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کے پیروکار، چشتیہ صابریہ سلسلہ کی روایات کے امین اور سروہی راجپوت کا خاندانی پس منظر رکھنے والے صاحبزادہ مقصود احمد صابری 11 اگست 1955ء (۱۱ ذی الحج ۱۳۷۵) کو راولپنڈی شہر کے ایک علاقہ جھنگی محلہ میں پیدا ہوئے۔ صاحبزادہ جمیل اختر صابری سجادہ نشین دربار عالیہ صابریہ صدیقہ نے آپ کا قطعہ تاریخ پیدائش یوں رقم کیا ہے

ہجری تیرہ سو پچھتر اور دن تھا سوموار — ایسے میں پیدا ہوئے ایک پسرِ نامدار
اور صدائیں چار سو آئیں مبارکباد کی — حافظ فیض محمد کا گھر ہوگیا پُر بہار
اے جمیل صابری اس عالمِ بے بدل کا — نام مقصود احمد رکھا، مقصود تھا ہر چہار

نامور قلم کاروں نے صاحبزادہ مقصود احمد صابری کی تاریخ پیدائش ہجری وعیسوی کا استخراج یوں کیا ہے۔

''خاکپائے درمخدوم صابرنواز''	______	1955ء	(میاں غلام فرید وارثی لاہور)
''خادمِ فقراء میاں مقصود احمد صابری عفی عنہ''	______	1955ء	(صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی)
''صاحب دردِ عشق مقصود احمد صابری''	______	1375ھ	(صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی)
''دلدادۂ چراغ چشت''	______	1955ء	(عبدالقیوم طارق سلطان پوری)
''باحب خوبانِ چشت''	______	1375ھ	(عبدالقیوم طارق سلطان پوری)

صاحبزادہ مقصود احمد صابری کے والد گرامی حضرت مولانا فیض محمد چشتی صابری، صاحب طریقت بزرگ اور اعلیٰ علم وفضل کے حامل عالم

دین تھے۔ جو ضلع سہارنپور یو پی انڈیا سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے تھے۔ جناب صاحبزادہ نے تحصیلِ علوم دینیہ کا آغاز اپنے والدِ گرامی کے مدرسہ تجوید القرآن سے کیا۔ اور ساتھ ہی عصری علوم کے حصول کیلئے مقامی سکول میں داخلہ لے لیا۔ جامعہ نعیمیہ غوثیہ گجرات سے درس نظامی کی سند لی۔ جبکہ علامہ مختار احمد نعیمیؒ، شیخ الحدیث علامہ محمد یعقوب ہزارویؒ اور مفتی مختار احمد درانیؒ سے الگ الگ دورہ تفسیر القرآن کیا۔ علاوہ ازیں امام المناطقہ مفتی محمد سلیمان رضوی مدظلہ سے بھی کسبِ فیض کیا۔

5

عِلم جب زور کرتا ہے تو اظہار چاہتا ہے اور سجادہ و منبر علم کے اظہار کا ہمیشہ سے موثر ذریعہ رہے ہیں۔ سجادہ و منبر سے اُٹھنے والی آوازوں نے ہزاروں دلوں کیلئے خداشناسی کے اسباب مہیا کیے، لاکھوں دماغوں کو معرفت کے نور سے جلا بخشی اور کروڑوں پیشانیوں کو سجدہ ریزی کی لذت سے آشنا کیا، انہی آوازوں کو سن کر کانوں کو حق کی پہچان ملی اور آنکھوں کو یادِ محبوب ﷺ میں رونے کا ہنر آیا لیکن اس بات پر مزید تحقیق کی ضرورت نہیں کہ اصل زور لفظوں میں نہیں کردار میں ہوتا ہے۔ وہ الفاظ جن کی صداقت کی گواہی لفظ ادا کرنے والے کا کردار نہ دے اُس پھیری والے کی بولی کی طرح ہیں جو گندہ اور بے کار پھل بیچنے گلیوں میں نکل آتا ہے۔ صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے تحصیل علم کے بعد 1979ء میں 24 سال کی عمر میں پہلی مرتبہ منبر رسول ﷺ پہ قدم رکھا۔ دل دھڑکا اور آنکھیں ڈبڈبائیں کہ اس منصب کے تقاضے نبھانے کی اہلیت بھی ہے کہ نہیں؟ مرشد کی نگاہ اور والد کی توجہ نے سہارا دیا۔ اور غوث اعظم روڈ راولپنڈی کی جامع مسجد غوثیہ میں امامت وخطابت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ پھر راولپنڈی کے مختلف علاقوں ڈھوک حسو، مورگاہ، چٹہ موڑ مری، خیابان سرسید، بنی چوک، کمال آباد، دھمیال کیمپ، میرا کلاں، اور حاجیا گلی ایبٹ آباد میں خطابت کی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ 1980 میں آپ رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے 1988ء میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو اپنی زندگی کی محنت شاقہ اور اپنی حیات کی شب زندہ داریوں کا صلہ ربِّ قدوس نے اس طرح سے دیا کہ غوث اعظمؒ روڈ (سابقہ چکری روڈ) پہ آپ کو معیاری درسگاہ کے قیام کیلئے ایک قطعہ اراضی تفویض کر دیا۔ بنیادی تعمیراتی کام دو سال میں مکمل ہوا اور جامعہ اسلامیہ فیض القرآن کے نام سے ایک پروقار درسگاہ قیام پا گئی۔ 11 اپریل 1992ء کو محدث کبیر شارح بخاری علامہ غلام رسول رضوی فیصل آبادیؒ کے ہاتھوں اس درسگاہ کا افتتاح ہوا۔ جامعہ سے منسلک جامع مسجد اکبری صابری میں خطبہ جمعہ اور جامعہ میں درس وتدریس کی مصروفیات آج بھی جناب صابری کے معمولات کا حصہ ہیں۔

6

قربِ الٰہی کی اُمنگ جب انسان کے سینے میں جالیتی ہے تو انسان دیوانہ وار دوڑنے اور بھاگنے لگتا ہے۔ یہ وہ کسک ہے جو کبھی انسانوں

کے وجود میں نمو پاتی، کبھی دل سے اٹھتی، کبھی آنکھوں سے اُمڈتی، کبھی رخساروں سے پھوٹتی اور کبھی دماغوں میں ابلتی ہے۔ اس جوہر کی تلاش، انسان کو قریہ قریہ گھماتی اور جنگل جنگل بساتی ہے۔

اسی لعلِ انمول کی تلاش میں جناب صابری، مزارات پہ حاضری کو اپنا وطیرہ اور اپنا معمول بنائے رکھتے ہیں۔ لیکن مَن میں دبی آگ جب شعلوں کا روپ دھار کر سوچوں کی شکل میں باہر نکلتی ہے تو ایک مقام پر قرار مشکل ہو جاتا ہے۔ صاحبزادہ مقصود احمد صابری پاکستان بھر کے اہل اللہ کے مزارات پہ حاضری کے بعد دسمبر 1975ء میں مسقط کا رخ کرتے ہیں۔ جہاں چھے ماہ کے اپنے قیام میں متعدد انبیائے کرام کی قبور پر حاضری کا شرف حاصل ہوتا ہے ساتھ ہی ساتھ کئی ماہ تک مسلسل، روزانہ حضرت عمران علیہ السلام کے مزار پُر انوار پہ حاضری اور ختم خواجگان پڑھنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

دسمبر 1983ء میں آپ نے پڑوسی ملک بھارت کا دورہ کیا اور اپنے خاندان کے افراد سے ملاقاتوں کے علاوہ مظفر نگر، دیوبند، دہلی، مہرولی، میرٹھ اور کلیر شریف کے بزرگوں کے مزارات پر حاضری ہوئی۔

1995ء میں حکومت ایران کی دعوت پہ آیت اللہ خمینی کی برسی میں شرکت کے لئے ایران گئے۔ اپنے وفد کے قائد کی حیثیت سے خمینی کے مزار پر حاضری دی۔ جبکہ دیگر مزارات کے علاوہ مشہد میں حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے مزارِ پُر انوار پر حاضری نصیب ہوئی۔

1997ء میں سرکاری پروٹوکول کے ساتھ شام کا دورہ کیا اور متعدد صحابہ، تابعین اور آئمہ مجتہدین کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ یہاں پہ آپ کی ملاقاتیں مفتیٔ اعظم شام اور نائب مفتیٔ شام سے رہیں۔

1999ء میں متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا اور علماء و مشائخ سے ملاقاتیں ہوئیں۔

1983ء اور پھر چودہ برس کی فرقت کے بعد 1997ء میں ادائیگی عمرہ کے سفر میں جناب صابری اپنی ہچکیوں، آہوں اور آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرنے اُس بارگاہ میں پہنچے، جہاں زمانے کی بادشاہت کی خیرات بٹتی ہے۔ جہاں بےنواؤں کو نوائے اثر ملتی ہے۔ جہاں لاچاروں کو حیات کی نوید عطا ہوتی ہے۔ وہ بارگاہ جہاں مَن کی سیاہیاں اور دل کی کالکیں نبوت کے نور سے دُھل کر ہدایت کے سرچشموں میں بدل جاتی ہیں۔ جہاں حُسن و جمال کے سارے آئینے اور خوبی و کمال کے تمام پیمانے ٹوٹ جاتے ہیں۔ جہاں احساسات کو جداگانہ آواز اور دھڑکنوں کو نئے نئے انداز ملتے ہیں۔ جہاں سے خدا تک پہنچنے کے ہر رستے کی ابتداء ہوتی ہے اور جہاں پہ عقیدت و محبت کے ہر انداز کی انتہا ہوتی ہے۔ وجود میں مچلتی آرزوؤں اور آنکھوں سے اُمڈتی التجاؤں کی گٹھڑی باندھ کر جناب صابری قدمین شریفین کی جانب ایک کونے میں سمٹے اور انتہائے ادب کے ساتھ گٹھڑی آگے کو بڑھا دی۔ آنسوؤں کا نہ تھمنے والا سلسلہ اور سسکیوں کا نہ رکنے والا مرحلہ جاری تھا۔ اپنی ذات، پیارے وطن اور امتِ رسول ﷺ کیلئے دعائیں، لفظوں کا روپ دھار رہی تھیں۔ جناب صابری نے اپنے کانپتے ہاتھوں، لرزتے ہونٹوں اور ڈوبتے دل کے ساتھ اپنی حیات کا مقدمہ پیش کیا کہ

حضور ﷺ دہر میں آسودگی نہیں ملتی ‏ ‏ تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی

اور

ترا وصال جو ملتا تو ہم کہاں ہوتے؟ ‏ ‏ ہمیں تو تیری کمی نے سنبھال رکھا ہے

﴿7﴾

انسان کے بول اور تحریر دونوں اہم ہوتے ہیں۔ مگر بول کی عمر بہت کم اور تحریر کی عمر بہت طویل ہوتی ہے۔ خوبصورت آواز، زبان پہ دسترس، بولنے کی صلاحیت سب اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں لیکن لکھنے کی صلاحیت کا کوئی بدل نہیں۔

صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو اللہ تعالیٰ نے تحریر کی قوت میں سے حصۂ وافر عطا فرمایا ہے آپ مسلسل مطالعے اور لگاتار لکھنے کے خوگر ہیں۔ تحقیق، جستجو اور علمی مواد کو جمع کرنا آپ کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ محبوبانِ خدا کی زندگیاں آپ کی تحریروں کا محبوب عنوان ہیں یہی وجہ ہے کہ جو کچھ لکھا، کم و بیش اسی عنوان پہ لکھا۔ تحریر میں سلاست اور تحقیق کا رنگ نمایاں ہے اپنی تحریروں میں تصوف کے بعض پیچیدہ مسائل پہ بہت کھل کر بات کی ہے۔ بزرگان دین کے احوال کے تناظر میں علم اسماء الرجال پہ دسترس رکھتے ہیں۔ تحریر کا ہر جملہ محبت اور ادب کی شیرینی لئے ہوئے ہے۔ دوسرے سلاسل کا احترام بھی اُسی طرح ہے جس طرح اپنے سلسلے کا، اپنی تحریر میں کسی بزرگ کو توقیر کے مروّجہ پیمانے سے نیچے لانے کی کوتاہی کبھی نہیں کرتے۔ تصانیف کی تعداد بڑھانے کے بجائے کام کے معیار کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ''خواجگانِ چشت'' کے نام سے آپ کی پہلی تصنیف، عمر کے ستائیسویں برس 1982ء میں سامنے آئی اور پھر رقم طرازیوں اور قلم کاریوں کا یہ تسلسل ٹوٹنے نہ پایا۔ تذکرہ اولیائے پوٹھوار، گلدستۂ اولیا، تجلّیات خواجگان چشت، تذکرۃ العارفین، صابری انسائیکلو پیڈیا، مجموعہ کراماتِ اولیاء، ارکانِ طریقت اور تصوف کے مسائل اور عظمتِ رفقائے مصطفیٰ ﷺ آپ کی اہم تصانیف میں شامل ہیں۔ مجموعی طور پر لگ بھگ 25 کتب مکمل ہو کر اب تک اہل ذوق کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں۔ جبکہ کئی ایک تکمیل اور طباعت کے مراحل میں ہیں۔ ''انسائیکلو پیڈیا اولیائے اکرام'' یقیناً آپ کی قابل فخر تالیف ہے۔ جو چھے ضخیم جلدوں میں، بارہ سلاسل طریقت کے 1200 سے زائد صوفیۂ کرام کی نفیس زندگیوں، مقدس سیرتوں اور زریں تعلیمات کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ تصنیف اپنے موضوع پر اردو زبان میں سب سے بڑی اور منفرد کتاب حوالہ ہے۔ جس سے محبان طریقت صدیوں تک استفادہ کرتے رہیں گے۔

صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے اطلسی کشاکش سے دور ہو کر، ایک ٹوٹے مکان میں رہ کر، تحقیق و تصنیف کی جملہ سہولیات کے بغیر، جماعتوں اور تنظیموں کا سہارا لئے بنا، اور مال و زر کی جھنکار سے مرعوب نہ ہو کر تنِ تنہا وہ کام کر دکھایا جو رُپوں کے ڈھیر، رنگوں اور

پردوں سے لش پش کرتی عمارتیں، تنظیموں کے ہجوم اور خدّام کے ٹھٹھ مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ بارگاہِ لم یزل کے فضل اور عنایتِ مصطفیٰ ﷺ نے انہیں مخدوموں کی صف میں شامل کر دیا ہے۔ انہوں نے زندگی کی لذتوں، دہن کی حلاوتوں، وقتی کرّ وفر، ظاہری نمود و نمائش، عارضی جاہ و حشم اور مَن چاہی کے مخملیں بچھونوں کو اپنے مشن اور اپنے کام کی خاطر نظر انداز کیا اور فاقہ مستی کا علم لے کر اپنے مقصد کی تکمیل کرتے ہوئے امر ہو گئے۔

صد شکر کہ افلاس کی یلغار میں دانش
فاقہ کوئی توہینِ ہنر تک نہیں پہنچا

راشد حمید کلیامی
پرنسپل قاسم ہال سکول سسٹم
غازی آباد، کمال آباد روڈ، راولپنڈی کینٹ
20 : 10 : 2010

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ

نمبر شمار	نام	بمقام	سن ہجری	سن عیسوی	صفحہ نمبر
1	حضرت خواجہ بدرالدین سلیمان چشتی صابریؒ	دربار بابا گنج شکر پاکپتن شریف	چھٹی	صدی ہجری	55
2	حضرت خواجہ شمس الدین ترک چشتی صابریؒ	پانی پت ضلع کرنال انڈیا	۷۱۵ھ	1315ء	56
3	حضرت شیخ سلیم الدین شاہ شیر ربانی صابریؒ	فین روڈ، نزد مزنگ اڈا، لاہور	۷۴۹ھ	1348ء	60
4	حضرت شیخ جلال الدین کبیرالاولیاء صابریؒ	پانی پت ضلع کرنال انڈیا	۷۶۵ھ	1363ء	61
5	حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی صابریؒ	ردولی شریف ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا	۸۳۶ھ	1432ء	64
6	حضرت شیخ شبلی چشتی صابریؒ	پانی پت ضلع کرنال، انڈیا	۸۵۲ھ	1448ء	69
7	حضرت شیخ بہرام چشتی صابریؒ	قصبہ بیڈوں صوبہ مشرقی پنجاب انڈیا	۸۵۴ھ	1450ء	70
8	حضرت شیخ شاہ کاکو چشتی صابریؒ	محلہ شاہ کاکو، شہید گنج، لنڈا بازار، لاہور	۸۸۲ھ	1477ء	72
9	حضرت شیخ پیارا چشتی صابریؒ	ردولی شریف ضلع انبالہ انڈیا	نویں	صدی ہجری	73
10	حضرت شیخ بختیار چشتی صابریؒ	ردولی شریف ضلع انبالہ انڈیا	۹۱۰ھ	1504ء	74
11	حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی صابریؒ	گنگوہ شریف ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا	۹۴۴ھ	1537ء	76
12	حضرت شیخ عبدالکبیر بالا پیر چشتی صابریؒ	دہلی، انڈیا	۹۴۷ھ	1540ء	80
13	حضرت شیخ رکن الدین چشتی صابریؒ	گنگوہ شریف ضلع بارہ بنکی، انڈیا	۹۷۱	1563ء	81
14	حضرت شیخ جلال الدین محمود چشتی صابریؒ	تھانیسر نزد دہلی انڈیا	۹۸۹ھ	1581ء	82
15	حضرت شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابریؒ	پانی پت کرنال، انڈیا	۹۹۰ھ	1582ء	84
16	حضرت شیخ شاہ اسحاق کاکو چشتی صابریؒ	مسجد شہید گنج لنڈا بازار لاہور	۹۹۶ھ	1588	86
17	حضرت شیخ بڈھن چشتی صابریؒ	ردولی شریف، ضلع انبالہ، انڈیا	دسویں	صدی ہجری	87
18	حضرت شیخ دوست محمد چشتی صابریؒ	لاہور۔	دسویں	صدی ہجری	89
19	حضرت شیخ عبدالغفور چشتی صابریؒ	اعظم پور، انڈیا	دسویں	صدی ہجری	90

20	حضرت مخدوم شیخ قطب الدین چشتی صابریؒ	ردولی شریف، ضلع انبالہ انڈیا	دسویں	صدی ہجری	92
21	حضرت شیخ عبدالآحد چشتی صابریؒ	سرہند شریف، مشرقی پنجاب، انڈیا	۱۰۰۷	1599ء	94
22	حضرت شیخ نظام الدین چشتی صابریؒ	پانی پت، کرنال، انڈیا	۱۰۱۸ھ	1609ء	95
23	حضرت پیر سید اللہ داد شاہ بخاری چشتی صابریؒ	قصبہ پیروالا تحصیل و ضلع جھنگ	۱۰۲۶ھ	1617ء	96
24	حضرت شیخ محمد جمال چشتی صابریؒ	موضع کاچھو ضلع کرنال انڈیا	۱۰۲۹ء	1619ء	97
25	حضرت شیخ سید عتیق اللہ چشتی صابریؒ	جالندھر، مشرقی پنجاب، انڈیا	۱۰۳۱ھ	1621ء	99
26	حضرت شیخ حمید الدین چشتی صابریؒ	ردولی شریف ضلع بارہ بنکی، انڈیا	۱۰۳۲ھ	1622ء	100
27	حضرت شیخ عبدالسلام المعروف شاہ اعلیٰ صابریؒ	پانی پت، انڈیا	۱۰۳۳ھ	1623ء	102
28	حضرت شیخ نظام الدین بلخی صابریؒ	بلخ شریف نزد بخارا	۱۰۳۵ھ	1625ء	105
29	حضرت شیخ محمد صادق چشتی صابریؒ	گنگوہ شریف ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا	۱۰۳۶ھ	1626ء	107
30	حضرت شیخ جان اللہ چشتی صابری	قبرستان میانی صاحب لاہور	۱۰۳۹ء	1629ء	109
31	حضرت سید علی غواص ترمذی صابریؒ	موضع پارچہ کلے، بونیر، سوات سرحد	۱۰۴۰ھ	1630ء	110
32	حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی صابریؒ	گنگوہ شریف ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا	۱۰۴۰ھ	1630ء	111
33	حضرت شیخ حاجی عبدالکریم چشتی صابریؒ	باغ زیب النساء نواں کوٹ یتیم خانہ روڈ لاہور	۱۰۴۵ھ	1635ء	113
34	حضرت شیخ عبداللہ اخوند درویزہ صابریؒ	بیرون گنج دروازہ پشاور موضع ہزارخوانی	۱۰۴۸ھ	1638ء	115
35	حضرت شیخ محب اللہ شاہ چشتی صابریؒ	الہ آباد، انڈیا	۱۰۵۷ھ	1647ء	118
36	حضرت مولانا نور محمد غازی صابریؒ	موضع خاؤ ضلع مردان، صوبہ سرحد	۱۰۵۹ھ	1649ء	121
37	حضرت شیخ عبدالخالق چشتی صابریؒ	میدان زین خان، بیرون موچی دروازہ لاہور	۱۰۵۹ھ	1649ء	123
38	حضرت شیخ پائندہ بنوری چشتی صابریؒ	قصبہ بنور، سرہند شریف، انڈیا	۱۰۶۳ء	1652ء	124
39	حضرت شیخ عارف چشتی صابریؒ	قبرستان میانی صاحب لاہور	۱۰۶۴ھ	1654ء	126
40	حضرت شیخ عارف چشتی صابریؒ	میدان زین خان، بیرون موچی دروازہ لاہور	۱۰۷۱ھ	1660ء	127
41	حضرت مولانا شیخ عبدالکریم چشتی صابریؒ	بونیر، نزد سوات، صوبہ سرحد	۱۰۷۲ھ	1661ء	128
42	حضرت سیّد عبدالوہاب شاہ المعروف اخون پنجو باباؒ	موضع اکبر پورہ، پشاور، صوبہ سرحد	۱۰۷۳ھ	1662ء	129
43	حضرت بابا محمد جمال چشتی صابریؒ	بستی شیخ درویش، ضلع جالندھر، انڈیا	۱۰۸۲ھ	1671ء	130
44	حضرت شیخ محمد صدیق چشتی صابریؒ	میدان زین خان، بیرون موچی دروازہ، لاہور	۱۰۸۴ء	1673ء	132

45	حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابریؒ	رسول پور، لکھنؤ، انڈیا	۱۰۹۴ھ	1683ء	133
46	حضرت شیخ عبداللہ پاک بندگی چشتی صابریؒ	باغ بھگت رام، انڈیا	گیارھویں صدی ہجری		134
47	حضرت شیخ داؤد گنگوہی صابریؒ	گنگوہ شریف ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا	۱۰۹۵ھ	1683ء	135
48	حضرت شیخ محمد ابراہیم صابریؒ (مرادآبادی)	مرادآباد، یوپی، انڈیا	۱۰۹۷ھ	1685ء	137
49	حضرت شیخ محمد ابراہیم صابریؒ (رامپوری)	قصبہ رام پور ضلع سہارن پور، یوپی، انڈیا	۱۰۹۷ھ	1685ء	140
50	حضرت شیخ محمد جی چشتی صابریؒ	گنگوہ شریف، ضلع انبالہ، انڈیا	۱۰۹۹ھ	1687ء	142
51	حضرت سید صدرالدین سخی سلطان صابریؒ	سرائے خربوزہ تحصیل و ضلع اٹک	گیارھویں صدی ہجری		143
52	حضرت شیخ بلاقی چشتی صابریؒ کیتھلی	مدینہ منورہ حجاز مقدس	گیارھویں صدی ہجری		145
53	حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابریؒ	لاہور	گیارھویں صدی ہجری		146
54	حضرت شیخ عبدالسبحان چشتی صابریؒ	سہارن پور، یوپی، انڈیا	گیارھویں صدی ہجری		147
55	حضرت شیخ عبدالجلیل چشتی صابریؒ	الہٰ آباد، یوپی، انڈیا	گیارھویں صدی ہجری		149
56	حضرت سید محمد فاخر شاہ چشتی صابریؒ	جالندھر، مشرقی پنجاب، انڈیا	گیارھویں صدی ہجری		151
57	حضرت سید محمد کبیر چشتی صابریؒ	بستی شیخ کبیر، جالندھر، مشرقی پنجاب، انڈیا	گیارھویں صدی ہجری		152
58	حضرت شیخ محمد یوسف جی چشتی صابریؒ	سمانہ، ضلع انبالہ، مشرقی پنجاب، انڈیا	گیارھویں صدی ہجری		153
59	حضرت شیخ سید محمدی المعروف شاہ فیاض صابریؒ	اکبرآباد، آگرہ، انڈیا	۱۱۰۷ھ	1696ء	154
60	حضرت شاہ ابوالمعالی صابریؒ	انبیہٹہ، ضلع مظفرنگر، یوپی، انڈیا	۱۱۱۲ھ	1700ء	155
61	حضرت شیخ عبدالرشید چشتی صابریؒ	جالندھر، مشرقی پنجاب، انڈیا	۱۱۲۱ھ	1709ء	158
62	حضرت شیخ درگاہی شاہ چشتی صابریؒ	چوک ہال روڈ، نزد مسجد، لاہور	۱۱۲۲ھ	1710ء	159
63	حضرت شیخ سوندھا چشتی صابریؒ	قصبہ سفیدون، پانی پت، انڈیا	۱۱۲۹ھ	1717ء	160
64	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ صابریؒ	گھڑام شریف، ریاست پٹیالہ، انڈیا	۱۱۳۱ھ	1718ء	164
65	حضرت شیخ یحیٰی چشتی صابریؒ	باغ زیب النساء، نوں کوٹ، لاہور	۱۱۳۲ھ	1719ء	168
66	حضرت سید غریب اللہ شاہ چشتی صابریؒ	اختیار پور، مشرقی پنجاب، انڈیا	۱۱۳۳ھ	1720ء	169
67	حضرت شاہ سید محمد شریف چشتی صابریؒ	تراوڑی، ضلع کرنال، انڈیا	۱۱۳۴ھ	1721ء	172
68	حضرت شیخ محمد سلیم چشتی صابریؒ	گوالمنڈی، لاہور	۱۱۵۱ھ	1739ء	174
69	حضرت امان اللہ شاہ چشتی صابریؒ	قلعہ گھڑام شریف، ریاست پٹیالہ، انڈیا	۱۱۵۲ھ	1739ء	175

95	حضرت شیخ محمد سعید چشتی صابریؒ	شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ	۱۲۱۴ھ	1799ء	218
96	حضرت شیخ محمد سعید چشتی صابریؒ	قصبہ راہوں ضلع جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا	۱۲۲۰ھ	1806ء	220
97	حضرت سید محمد اعظم شاہ صابریؒ	روپڑ شریف ضلع انبالہ، مشرقی پنجاب، انڈیا	۱۲۲۷ھ	1812ء	221
98	حضرت میاں شاہ سید محمد حسین ترمذی صابریؒ	محلّہ بغیہ محلات، مراد آباد، یوپی، انڈیا	۱۲۲۸ھ	1813ء	224
99	حضرت شیخ خیرالدین المعروف خیرا شاہ صابریؒ	میدان زین خان بیرون موچی دروازہ لاہور	۱۲۲۸ھ	1813ء	225
100	حضرت سید صابر علی المعروف شاہ صابر بخش صابریؒ	شاہجہان آباد، دریا گنج، دہلی، انڈیا	۱۲۳۷ھ	1821ء	226
101	حضرت حافظ سید محمد چشتی صابریؒ	موضع سنام، انڈیا۔	۱۲۴۰ھ	1825ء	227
102	حضرت سید محمد شاہ چشتی صابریؒ	تمبر پورہ، نزد ناصر پورہ، پشاور، صوبہ سرحد	۱۲۴۰ھ	1825ء	228
103	حضرت سید امیر الدین شاہ چشتی صابریؒ	سلپھانی شریف نزد شاہ آباد، ضلع انبالہ، انڈیا	۱۲۴۳ھ	1827ء	229
104	حضرت خواجہ غلام حسین شاہ چشتی صابریؒ	رامپور شریف، یوپی، انڈیا	۱۲۴۳ھ	1827ء	231
105	حضرت الحاج شاہ عبدالرحیم چشتی صابریؒ	موضع اوہ، نزد پشاور، صوبہ سرحد	۱۲۴۶ھ	1830ء	232
106	حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری صابریؒ	مانکپور شریف ضلع انبالہ، مشرقی پنجاب، انڈیا	۱۲۴۷ھ	1831ء	234
107	حضرت میاں جی شاہ نور محمد جھنجھانوی چشتی صابریؒ	قصبہ جھنجھانہ، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا	۱۲۴۹ھ	1832ء	240
108	حضرت شاہ جی حسام الدین شاہ صابریؒ	بھٹ پورہ قصبہ بلاسپور، نزد رامپور، انڈیا	۱۲۵۰ھ	1834ء	242
109	حضرت شاہ علی محمد چشتی صابریؒ	موضع پیلی متصل رامپور، ضلع سہارنپور، انڈیا	۱۲۵۰ھ	1834ء	243
110	حضرت شیخ اللہ بخش سنامی چشتی صابریؒ	قصبہ سنام، انڈیا	۱۲۵۴ھ	1838ء	244
111	حضرت حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابریؒ	رامپور، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا	۱۲۵۵ھ	1839ء	245
112	حضرت مولانا محمد حسن چشتی صابریؒ	رامپور شریف، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا	۱۲۵۹ھ	1843ء	247
113	حضرت میاں غلام حسین حریف چشتی صابریؒ	قصبہ رامپور شریف، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا	۱۲۵۹ھ	1843ء	248
114	حضرت شیخ عبدالباری چشتی صابریؒ	امروہہ، ضلع مراد آباد، یوپی، انڈیا	۱۲۶۳ھ	1846ء	250
115	حضرت مولوی غلام مصطفیٰ چشتی صابریؒ	لاہور۔	۱۲۶۷ھ	1850ء	251
116	حضرت حافظ محمد شریف خان صابریؒ	کلیام شریف، گوجر خان ضلع راولپنڈی	۱۲۷۰ھ	1853ء	252
117	حضرت شاہ غلام حسین المعروف فقیر شاہ صابری	کٹ گھر، مراد آباد، یوپی، انڈیا	۱۲۷۰ھ	1853ء	261
118	حضرت خواجہ محمد افضل چشتی صابریؒ	موضع ٹانڈہ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور انڈیا	۱۲۷۱ھ	1854ء	264
119	حضرت شاہ جی عبداللہ چشتی صابریؒ	محلّہ بغیہ، مراد آباد، یوپی، انڈیا	۱۲۷۷ھ	1860ء	266

نمبر	نام	مقام	ہجری	عیسوی	صفحہ
120	حضرت میاں جی کریم بخش رامپوری چشتی صابریؒ	قصبہ رامپور شریف، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا	۱۲۷۹ھ	1863ء	267
121	حضرت مولانا سید امانت علی شاہ چشتی صابری	امروہہ ضلع مراد آباد یوپی انڈیا	۱۲۸۰ھ	1863ء	268
122	حضرت حافظ سید محمد حسین صابریؒ عرف حافظ بانکے	جے پور، نزد اجمیر شریف، انڈیا	۱۲۸۰ھ	1864ء	269
123	حضرت شیخ فیض بخش چشتی صابریؒ	قبرستان میانی صاحب، لاہور	۱۲۸۶ھ	1869ء	270
124	حضرت سید معین الدین شاہ خاموش صابریؒ	گلبرگہ، حیدر آباد دکن، انڈیا	۱۲۸۸ھ	1871ء	271
125	حضرت عبداللہ شاہ چشتی صابریؒ	تھانیسر، نزد دہلی، انڈیا	۱۲۸۸ھ	1871ء	279
126	حضرت شاہ محمد امیر چشتی صابریؒ رامپوری	قصبہ رامپور شریف، ضلع سہارنپور انڈیا	۱۲۹۰ھ	1873ء	280
127	حضرت ناصر الدین المروف محمد ناصر خان صابریؒ	فیروز آباد، ضلع آگرہ، انڈیا	۱۲۹۵ھ	1878ء	281
128	حضرت حافظ علی حسین خان چشتی صابریؒ	محلہ کاغذیاں، مراد آباد، یوپی، انڈیا	۱۲۹۷ھ	1879ء	282
129	حضرت صوفی احمد حسین شاہ چشتی صابریؒ	موضع تھانہ امریہ، ضلع پیلی بھیت انڈیا	تیرھویں	صدی ہجری	288
130	حضرت پیر سید مردان شاہ صابریؒ	مگھو پنڈی نزد پھالیہ ضلع گجرات	تیرھویں	صدی ہجری	290
131	حضرت شیخ مولوی احمد حسن چشتی صابریؒ	مراد آباد، ضلع روہیل کھنڈ، انڈیا	تیرھویں	صدی ہجری	299
132	حضرت سید شاہ امیر حسین چشتی صابریؒ	شاہ جہان آباد، دریا گنج، دہلی، انڈیا	تیرھویں	صدی ہجری	300
133	حضرت شاہ محمد امیر چشتی صابریؒ	موضع کلیام سیداں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی	تیرھویں	صدی ہجری	301
134	حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابریؒ	قصبہ ڈھلوان ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر انڈیا	تیرھویں	صدی ہجری	302
135	حضرت سید جان محمد چشتی صابریؒ	موضع مدھ گھیراں، ضلع جالندھر، انڈیا	تیرھویں	صدی ہجری	303
136	حضرت خواجہ شیخ جلال الدین چشتی صابری	موضع ٹانڈہ تحصیل دوسوہہ، ضلع ہوشیار پور، انڈیا	تیرھویں	صدی ہجری	304
137	حضرت مولوی عبدالعزیز چشتی صابریؒ	امروہہ، ضلع مراد آباد، یوپی، انڈیا	تیرھویں	صدی ہجری	304
138	حضرت بابا شیخ عمر بخش ناصری چشتی صابریؒ	درگاہ امام ناصر الدین، جالندھر شہر، انڈیا	تیرھویں	صدی ہجری	304
139	حضرت پیر علی احمد جی چشتی صابریؒ	ڈنگولی، مشرقی پنجاب، ضلع انبالہ، انڈیا	تیرھویں	صدی ہجری	305
140	حضرت میاں محمود الحق چشتی صابریؒ	....	تیرھویں	صدی ہجری	306
141	حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابریؒ	قصبہ بہوبر، نزد تھانہ بھون ضلع مظفر نگر یوپی، انڈیا	تیرھویں	صدی ہجری	307
142	حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری (جلال آبادی)	جلال آباد، انڈیا	تیرھویں	صدی ہجری	309
143	حضرت پیر سید عبداللہ شاہ چشتی صابریؒ	شاہجہان آباد، دریا گنج، دہلی، انڈیا	۱۳۰۴ھ	1886ء	310
144	حضرت شاہ جی عبدالرحیم شاہ چشتی صابریؒ	محلہ بغیہ شریف، مراد آباد، انڈیا	۱۳۰۷ھ	1889ء	311

145	حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی صابریؒ	کلیام شریف، گوجر خان، ضلع راولپنڈی	۱۳۰۸ھ	1890ء	313
146	حضرت شاہ حاجی امداد اللہ چشتی صابریؒ	جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ حجاز مقدس	۱۳۱۰ھ	1892ء	333
147	حضرت میاں اللہ بخش چشتی صابریؒ	قبرستان میانی صاحب، لاہور	۱۳۱۱ھ	1893ء	341
148	حضرت شاہ عبدالرحمٰن خان چشتی صابریؒ	خانقاہ چشتیہ صابریہ بغیہ شریف، مراد آباد، انڈیا	۱۳۱۴ھ	1896ء	342
149	حضرت سید چراغ علی شاہ چشتی صابریؒ	لٹن روڈ سٹریٹ نمبر 9 نزد میانی صاحب لاہور	۱۳۱۶ھ	1898ء	343
150	حضرت محمد صابر علی چشتی صابریؒ	رامپور شریف، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا	۱۳۱۶ھ	1898ء	345
151	حضرت صدقی شاہ چشتی صابریؒ	موضع گورسیاں، (کاہنواں ضلع گورداسپور، انڈیا	۱۳۱۶ھ	1898ء	346
152	حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابریؒ	قبرستان کندن شاہ، ہوشیار پور، انڈیا	۱۳۱۷ھ	1899ء	347
153	حضرت مولانا محمد حسین الہٰ آبادی چشتی صابریؒ	اجمیر شریف، انڈیا	۱۳۲۲ء	1904ء	350
154	حضرت مخدوم شاہ محمد حسن چشتی صابریؒ	قصبہ رامپور شریف، ضلع سہارنپور یوپی، انڈیا	۱۳۲۲ء	1904ء	351
155	حضرت پیر بخش المعروف پیر شاہ چشتی صابریؒ	کلس شریف، ملکوال، ضلع سرگودھا	۱۳۲۶ھ	1908ء	353
156	حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابریؒ	ماڑی بگیال شریف، تحصیل وضلع راولپنڈی	۱۳۲۷ھ	1909ء	356
157	حضرت سید صوفی محمد حسین مراد آبادی صابریؒ	مغل پورہ محلہ سرا، مراد آباد، یوپی، انڈیا	۱۳۳۰ھ	1911ء	362
158	حضرت سید ہاشم حسینی شاہ محمد صابریؒ	گلبرگہ، نام پلی، حیدر آباد دکن، انڈیا	۱۳۳۰ھ	1911ء	368
159	حضرت خواجہ صوفی جان شاہ چشتی صابریؒ	قصبہ بہادر پور، ضلع برہان پور، انڈیا	۱۳۳۱ھ	1912ء	372
160	حضرت بھیکھے شاہ صابریؒ	کالا دیو شریف، ضلع جہلم	۱۳۴۰ھ	1922ء	373
161	حضرت شاہ محمد فاروق چشتی صابریؒ	محلہ بنگلہ آزاد خان، رامپور، سہارنپور، انڈیا	۱۳۴۰ھ	1922ء	376
162	مولانا غلام رسول ہاشم چشتی صابریؒ	شکار پور کے قبرستان، صوبہ سندھ	۱۳۴۴ھ	1926ء	377
163	حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابریؒ	ساڑھی دروازہ کھمیا پل میرٹھ، انڈیا	۱۳۴۷ھ	1928ء	379
164	حضرت بابا رحمت اللہ المعروف فقیر لال بادشاہ صابریؒ	باغ کلیر شریف، ضلع ہردوار، یوپی، انڈیا	۱۳۴۹ھ	1930ء	394
165	حضرت سائیں غلام قادر چشتی صابریؒ	موضع میٹراں، مشرقی پنجاب، ضلع انبالہ، انڈیا	۱۳۴۹ھ	1930ء	395
166	حضرت شاہ محمد اصغر حسینی چشتی صابریؒ	حیدر آباد دکن، انڈیا	۱۳۵۰ھ	1932ء	396
167	حضرت مولانا محمد دین غریب چشتی صابریؒ	امرتسر، مشرقی پنجاب، انڈیا	۱۳۵۰ھ	1932ء	398
168	حضرت سید محمد حسین صابری المعروف پیش امام	باغ گل بیگم، قبرستان میانی صاحب، لاہور	۱۳۵۰ھ	1932ء	399
169	حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابریؒ	محلہ غفوری نزد جھولنا محل ضلع گورداسپور انڈیا	۱۳۵۰ھ	1932ء	400
170	حضرت مولانا قاری محمد فضل الدین چشتی صابریؒ	گورداسپور، مشرقی پنجاب، انڈیا	۱۳۵۰ھ	1932ء	412
171	حضرت سائیں فضل الدین چشتی صابریؒ	موضع میانہ تھب داخلی مغل براستہ سہالہ ضلع اسلام آباد	۱۳۵۰ھ	1932ء	413

171	حضرت سید رحمت علی شاہ چشتی صابریؒ	نور پور تھل، ضلع میانوالی	۱۳۵۵ھ	1936ء	416
172	حضرت پیر سجاول دین چشتی صابریؒ	خواجہ نگر شریف، حسن ابدال، ضلع اٹک	۱۳۵۵ھ	1936ء	417
173	حضرت سید محمد وارث حسن شاہ چشتی صابریؒ	ٹیلہ لکھنؤ، انڈیا	۱۳۵۵ھ	1936ء	418
174	حضرت مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی چشتی صابریؒ	انبیٹھہ، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا	۱۳۵۶ھ	1937ء	419
175	حضرت میاں شہاب الدین چشتی صابریؒ	محلہ فیروز گنج، لاہور۔	۱۳۵۸ھ	1939ء	420
176	حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابریؒ	خانقاہ چشتیہ صابریہ بغیہ شریف، مرادآباد، انڈیا	۱۳۵۸ھ	1939ء	421
177	حضرت سید نفیر عالم چشتی صابریؒ	نفیر آباد، نزد شالامار ٹاؤن، لاہور	۱۳۵۸ھ	1939ء	422
178	حضرت خواجہ دیوان محمد چشتی صابریؒ	موضع ہردوتھلہ ضلع ہوشیار پور، انڈیا	۱۳۵۹ھ	1940ء	423
179	حضرت الحاج مولوی عبدالستار صابریؒ	کلیام شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی	۱۳۶۰ھ	1941ء	426
180	حضرت ماسٹر رحیم بخش ناصری چشتی صابریؒ	جالندھر، مشرقی پنجاب، انڈیا	۱۳۶۰ھ	1941ء	428
181	حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ صابریؒ	موضع چھوں شریف، ضلع کرنال، انڈیا	۱۳۶۱ھ	1942ء	429
182	حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابریؒ	کلس شریف، نزد ملکوال، ضلع سرگودھا	۱۳۶۲ھ	1946ء	439
183	حضرت حافظ صوفی محمد امین چشتی صابریؒ	تکیہ دھوبیاں نزد مزنگ قبرستان میانی صاحب لاہور	۱۳۶۳ھ	1944ء	440
184	حضرت منشی رضی الدین چشتی صابریؒ	مرادآباد، یوپی، انڈیا	۱۳۶۳ھ	1944ء	441
185	حضرت صوفی علی بخش چشتی صابریؒ	سنگھ پور نزد جالندھر، مشرقی پنجاب، انڈیا	۱۳۶۵ھ	1945ء	442
186	حضرت مولانا خواجہ محمد نواب الدین صابریؒ (سکوہی)	قصبہ رمداس تحصیل اجنالہ، ضلع امرتسر، انڈیا	۱۳۶۵ھ	1945ء	443
187	حضرت محمد شریف عرف مٹو شاہ صابریؒ شہید	تکیہ حضرت بابا نہال شاہ کلیر شریف، انڈیا	۱۳۶۶ھ	1947ء	457
188	حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن صابریؒ	ماڑی بگیال شریف، تحصیل وضلع راولپنڈی	۱۳۶۷ھ	1947ء	458
189	حضرت صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابریؒ	گھمبیا پل، ساڑھی دروازہ، میرٹھ شہر، انڈیا	۱۳۶۷ھ	1947ء	460
190	حضرت پیر سید نوازش علی چشتی صابریؒ	نوازش سٹریٹ، گڑھی شاہو، لاہور	۱۳۶۷ھ	1947ء	463
191	حضرت خواجہ رحم الدین صابریؒ	خواجہ نگر شریف، حسن ابدال، ضلع اٹک	۱۳۶۸ھ	1948ء	464
192	حضرت پیر رحمت شاہ صابریؒ	جنڈ مہلو شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی	۱۳۶۹ھ	1949ء	476
193	حضرت بھنڈاری فقیرے شاہ صابریؒ	کاکے والا، تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد	۱۳۷۲ھ	1952ء	480
194	حضرت سائیں خیر دین چشتی صابریؒ	لاہور۔	۱۳۷۲ھ	1952ء	482
195	حضرت پیر محمد حسین چشتی صابریؒ	قبرستان بدھو کا آوا، چوکھنڈی، لاہور	۱۳۷۲ھ	1953ء	483

نمبر	نام	مقام	ہجری	عیسوی	صفحہ
196	حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق صابریؒ	کالے کی منڈی، تحصیل و ضلع حافظ آباد	۱۳۷۴ھ	1954ء	484
197	حضرت میاں فضل کریم چشتی صابری	قصبہ سمندوانہ تحصیل شورکوٹ، ضلع جھنگ	۱۳۷۴ھ	1954ء	501
198	حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن چشتی صابری	قبرستان کوڑے شاہ، سہارنپور، یوپی، انڈیا	۱۳۷۵ھ	1955ء	503
199	حضرت مولانا نسیم احمد دہلوی چشتی صابری	خاموش کالونی، فردوس کالونی، کراچی	۱۳۷۵ھ	1956ء	507
200	حضرت شیخ رحمت علی المعروف ننھے بھائی صابریؒ	درگاہ حضرت ابدال صاحب کے قدموں میں کلیر شریف انڈیا	۱۳۷۶ھ	1956ء	510
201	حضرت خواجہ خیرالدین جھنڈے شاہ صابریؒ	موضع کوٹ شیر باز خان، ضلع قصور	۱۳۷۷ھ	1957ء	511
202	حضرت خواجہ سید محمد شفیع صابریؒ	دربار چشتیہ صابریہ، کامونکی، ضلع گوجرانوالہ	۱۳۷۷ھ	1957ء	514
203	حضرت علامہ الحاج محمد علم الدین چشتی صابریؒ	فیروز والا، نزد لاہور۔	۱۳۷۹ھ	1959ء	524
204	مولانا عبدالغنی صابریؒ	صدیق پورہ، نزد بادامی باغ، لاہور	۱۳۷۹ھ	1959ء	526
205	حضرت میاں دولت علی چشتی صابری	چوہڑ ماجرا، نزو والا بنگلہ، فیصل آباد	۱۳۷۹ھ	1960ء	532
206	حضرت حکیم مولانا عبدالغفور قیس چشتی صابریؒ	لاہور	۱۳۸۰ھ	1960ء	534
207	حضرت میاں قدرت اللہ شاہ چشتی صابریؒ	محلہ غازی آباد، جی۔ٹی۔روڈ، اوکاڑہ	۱۳۸۱ھ	1961ء	535
208	حضرت شیخ رحمت علی المعروف چاندی شاہ صابریؒ	درگاہ ابدال صاحب، کلیر شریف، انڈیا	۱۳۸۱ھ	1962ء	537
209	حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابریؒ	قبرستان پاپوش نگر، کراچی	۱۳۸۲ھ	1962ء	538
210	حضرت پیر سیدن شاہ صابریؒ	کلس شریف، نزد ملکوال، ضلع سرگودھا	۱۳۸۳ھ	1963ء	539
211	حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح صابریؒ	گنگوہ شریف، ضلع انبالہ، انڈیا	۱۳۸۳ھ	1963ء	557
212	حضرت شاہ محمد جعفر رحمانی چشتی صابریؒ	قبرستان گوٹے شاہ، سہارنپور، یوپی، انڈیا	۱۳۸۳ھ	1963ء	560
213	حضرت شاہ احمد حسن خان چشتی صابریؒ	قبرستان میانی صاحب، لاہور	۱۳۸۴ھ	1964ء	566
214	حضرت خواجہ صوفی عبدالحکیم صابریؒ	فاروق آباد، ضلع شیخوپورہ	۱۳۸۴ھ	1964ء	568
215	حضرت صوفی مشتاق احمد چشتی صابریؒ	رائل پارک، داتا گنج بخش روڈ، لاہور	۱۳۸۴ھ	1965ء	570
216	حضرت خواجہ غلام نبی المعروف ننگا باباجیؒ	اکبرپورہ، چمکنی روڈ، پشاور شہر، صوبہ سرحد	۱۳۸۵ھ	1965ء	572
217	حضرت شیخ طالب علی المعروف چنگاڑی شاہ صابری	تکیہ بابا نہال شاہ، کلیر شریف، انڈیا	۱۳۸۶ھ	1966ء	573
218	حضرت پیر غلام محمد چشتی صابریؒ	کہنہ (ماہی شاہ)، شہر ساہیوال	۱۳۸۶ھ	1966ء	575
219	حضرت حافظ سید محمد یسٰین شاہ چشتی صابریؒ	عیدگاہ، شہر مظفرنگر، یوپی، انڈیا	۱۳۸۶ھ	1966ء	576
220	حضرت ڈاکٹر حبیب الرحمٰن برق صابریؒ	قبرستان میانی صاحب، لاہور	۱۳۸۷ھ	1968ء	580

221	حضرت خواجہ صوفی عمر دین صابریؒ	کوٹ سعید، لاہور	۱۳۸۸ھ	1968ء	582
222	حضرت عبداللہ چشتی صابریؒ	بھائی پھیرو، ضلع قصور	۱۳۸۹ھ	1969ء	585
223	حضرت علامہ پیر سید خلیل احمد کاظمی چشتی صابریؒ	امروہہ، ضلع مراد آباد، یوپی، انڈیا	۱۳۹۰ھ	1969ء	586
224	حضرت شاہ محمد عارف رحمانی صابریؒ	مرکزی قبرستان، اسلام آباد	۱۳۹۳ھ	1973ء	588
225	حضرت مولانا سید جمیل احمد کاظمی چشتی صابری	سخی حسن قبرستان (نارتھ ناظم آباد) کراچی	۱۳۹۳ھ	1973ء	591
226	حضرت رحمت علی چشتی صابریؒ	اُروپ شریف، تحصیل و ضلع گوجرانوالہ	۱۳۹۴ھ	1974ء	592
	حضرت حافظ فیض محمد صابریؒ	عیدگاہ شریف، راولپنڈی شہر	۱۳۹۶ھ	1976ء	594
227	حضرت شاہ شہید اللہ فریدی صابریؒ	قبرستان حسن شاہ، شمالی کراچی	۱۳۹۶ھ	1976ء	607
228	حضرت مولانا انور علی شاہ چشتی صابریؒ	پیلی بھیت، انڈیا	۱۳۹۹ھ	1978ء	610
229	حضرت سید شاہ حسین چشتی صابریؒ	موہڑ چھپر غوث اعظم روڈ، راولپنڈی	۱۳۹۹	1978ء	611
230	حضرت شاہ خلیل الرحمٰن چشتی صابریؒ	بغیہ شریف، مراد آباد، انڈیا	۱۳۹۹ھ	1978ء	613
231	حضرت پیر عاشق الدین فقیر نواز صابریؒ	خواجہ نگر شریف، حسن ابدال، ضلع اٹک	۱۴۰۰ھ	1979ء	614
232	حضرت سائیں برکت اللہ چشتی صابریؒ	موضع چہاری تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی	چودہویں	صدی ہجری	615
233	حضرت منشی انتظام علی شاہ چشتی صابریؒ	دربار حضرت شاہ ولایت میرٹھ شہر انڈیا	چودہویں	صدی ہجری	616
234	حضرت قاضی امام الدین چشتی صابریؒ	موضع پھلینہ تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی	چودہویں	صدی ہجری	616
235	حضرت سائیں اللہ دتہ چشتی صابریؒ	گوجر خان شہر ضلع راولپنڈی	چودہویں	صدی ہجری	617
236	حضرت سید محمد افضل بخاری چشتی صابریؒ	آگرہ، انڈیا	چودہویں	صدی ہجری	619
237	حضرت شاہ شبیر احمد چشتی صابریؒ	حیدر آباد دکن، انڈیا	چودہویں	صدی ہجری	620
238	حضرت شاہ محمد انور صابریؒ	گرین ٹاؤن لاہور	چودہویں	صدی ہجری	621
239	حضرت شیخ بدر الدین المعروف بدری بابا صابریؒ	تیلی محلہ نزد قصر شریں سویٹ مری روڈ راولپنڈی	چودہویں	صدی ہجری	621
240	حضرت صوفی محمد امیر بخش چشتی صابریؒ	چودہویں صدی کے بزرگ جو اچانک لاپتہ ہوئے	چودہویں	صدی ہجری	622
241	حضرت سید چراغ دین شاہ چشتی صابریؒ	موضع کھوکھیں کپورتھلہ ضلع جالندھر انڈیا	چودہویں	صدی ہجری	627
242	حضرت سائیں محمد حسین چشتی صابریؒ	موضع سنگھوری نزد کلیام شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی	چودہویں	صدی ہجری	628
243	حضرت راجہ دوست محمد چشتی صابریؒ	موضع گڈاری، ضلع جہلم	چودہویں	صدی ہجری	630
244	حضرت مولانا سید محمد المعروف ذوقی شاہ صابریؒ	مکہ مکرمہ، حجاز مقدس	چودہویں	صدی ہجری	631
245	حضرت بابا شیر محمد چشتی صابریؒ	جالندھر شہر، مشرقی پنجاب، انڈیا	چودہویں	صدی ہجری	633

246	حضرت مخدوم شاہ محمد عارف حسن چشتی صابریؒ	قصبہ رامپور شریف، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا	چودھویں	صدی ہجری	634
247	حضرت مولوی عبدالعزیز چشتی صابریؒ	موضع فتو ڈھینگہ ریاست کپورتھلہ، ضلع جالندھر انڈیا	چودھویں	صدی ہجری	635
248	حضرت پیر غلام محمد چشتی صابریؒ	لاہور۔	چودھویں	صدی ہجری	636
249	حضرت سید محمد قاسم شاہ چشتی صابریؒ	موضع تمبر پورہ نزد ریلوے اسٹیشن ناصر پورہ پشاور	چودھویں	صدی ہجری	637
250	حضرت خلیفہ قادر بخش چشتی صابریؒ	مشرقی پنجاب، انڈیا	چودھویں	صدی ہجری	638
251	حضرت پیر کالا پاکپتنی چشتی صابریؒ	فیروزپور، مشرقی پنجاب، انڈیا	چودھویں	صدی ہجری	639
252	حضرت پیر گوہر علی چشتی صابریؒ	نرائن گڑھ، موضع بکوری، ضلع انبالہ، انڈیا	چودھویں	صدی ہجری	641
253	حضرت قاضی محسن الدین چشتی صابریؒ	بگا شیخاں، نزد روات، ضلع راولپنڈی	چودھویں	صدی ہجری	642
254	حضرت سید میراں شاہ گیلانی چشتی صابریؒ	کلیام شریف، تحصیل گوجرخان، ضلع راولپنڈی	چودھویں	صدی ہجری	643
255	حضرت مشتاق احمد چشتی صابریؒ	حیدرآباد دکن، انڈیا	چودھویں	صدی ہجری	643
256	حضرت مولانا شاہ نظام الدین فاروقی صابریؒ	موضع دھولیہ شریف، ضلع جالندھر، انڈیا	چودھویں	صدی ہجری	644
257	حضرت پیر جی وزیر علی شاہ چشتی صابریؒ	محلہ کسرول، ضلع مراد آباد، یوپی، انڈیا	چودھویں	صدی ہجری	645
258	بھنڈاری عظمت علی شاہ صابریؒ	مانکپور شریف ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا	چودھویں	صدی ہجری	647
259	حضرت خواجہ سید عبدالخالق شاہ صابریؒ	چک 72-ج،ب، گلالی پور شریف فیصل آباد	چودھویں	صدی ہجری	649
260	حضرت حافظ مظہر الدین صابریؒ	چھتر پارک، مری روڈ، ضلع راولپنڈی	۱۴۰۰ھ	1980ء	651
261	حضرت شیخ محمد صدیق ناصری چشتی صابریؒ	مرقد منورہ قبرستان، اچھرہ، لاہور	۱۴۰۰ھ	1980ء	657
262	حضرت مولانا مخدوم عبدالحق چشتی صابریؒ	قبرستان کرشن نگر، لاہور	۱۴۰۰ھ	1980ء	658
263	حضرت مولانا پیر سید مکرم علی سیفی صابریؒ	قبرستان میوہ شاہ، کراچی	۱۴۰۱ھ	1981ء	661
264	حضرت مولانا سید جلال الدین چشتی صابری	پاپوش نگر، قبرستان، کراچی	۱۴۰۲ھ	1982ء	664
265	حضرت شاہ محمد فاروق رحمانی صابریؒ	الفاروق، جہانگیر روڈ، کراچی	۱۴۰۳ھ	1982ء	667
266	حضرت خواجہ شاہ محمد ظہور الحق صابریؒ	مرکز سراجیہ پیپلز کالونی، فیصل آباد	۱۴۰۴ھ	1984ء	675
267	مولانا احمد سعید کاظمی چشتی صابریؒ	عیدگاہ، ملتان کینٹ	۱۴۰۴ھ	1984ء	677
268	حضرت سید عبدالمعبود گیلانی صابریؒ	مرکزی قبرستان، اسلام آباد	۱۴۰۶ھ	1985ء	695
269	حضرت صوفی فقیر محمد صدیقی صابری	حسن پروانہ قبرستان، ملتان	۱۴۰۶ھ	1986ء	698
270	حضرت صوفی عبداللطیف شاہ چشتی صابریؒ	دربار حضرت شاہ ولایت، میرٹھ شہر، انڈیا	۱۴۰۶	1985ء	700

271	مولانا حافظ مسعود احمد دہلوی چشتی صابری	قبرستان، نیو کراچی	۱۴۰۶ھ	1985ء	701
272	حضرت سید صوفی امور الحسن صابریؒ	نزد دربار، پیر کی، پاکپتن شریف	۱۴۰۷ھ	1986ء	703
273	حضرت مولانا بشیر احمد صابریؒ	مدرسہ عربیہ انوار الاسلام، کوٹ ادو، مظفر گڑھ	۱۴۰۷ھ	1986ء	710
274	حضرت بابا سید عبدالرحمٰن چشتی صابریؒ	ڈھوک دلال، خیابان سرسید روڈ، راولپنڈی	۱۴۰۷ھ	1986ء	712
275	حضرت شاہ حبیب الرحمٰن چشتی صابریؒ	قبرستان لال باغ، مراد آباد، انڈیا	۱۴۰۸ھ	1987ء	714
276	حضرت مولانا غلام ربانی صابریؒ	چشت نگر، ملتان	۱۴۰۹ھ	1988ء	715*
277	حضرت میاں محمد سلیمان قلندر صابریؒ	B۔ ماڈل ٹاؤن، بہاولپور	۱۴۰۹ھ	1988ء	718
278	حضرت صوفی عبدالرشید چشتی صابریؒ	بھیر شریف، ضلع سرگودھا	۱۴۰۹ھ	1988ء	722
279	حضرت صوفی نواب الدین صابریؒ	محلہ مقبول پورہ، برلب نہر فتح گڑھ ٹاؤن، لاہور	۱۴۰۹ھ	1988ء	723
280	حضرت سید عبداللہ شاہ چشتی صابریؒ	کورنگی نمبر 1/2-3 نزد بانسوں والی سڑک کراچی	۱۴۱۰ھ	1989ء	725
281	مولانا قاری ممتاز احمد رحمانی چشتی صابری	مدینہ مسجد کے متصل، کراچی	۱۴۱۰ھ	1990ء	726
282	حضرت مولانا حسین احمد کاظمی چشتی صابری	خاموش کالونی قبرستان لیاقت آباد، کراچی	۱۴۱۱ھ	1991ء	728
283	حضرت پیر صوفی فرزند علی صابریؒ	دربار سلیمان پارس، جہلم	۱۴۱۲ھ	1991ء	730
284	حضرت پیر گلزار حسین صابریؒ	کلس شریف، نزد ملکوال، ضلع سرگودھا	۱۴۱۲ھ	1991ء	736
285	حضرت پیر سید صابر حسین شاہ چشتی صابریؒ	چشتیہ آباد، کامونکی، ضلع گوجرنوالہ	۱۴۱۳ھ	1992ء	746
286	حضرت خواجہ نذر دیوان چشتی صابریؒ	خواجہ نگر شریف، حسن ابدال، ضلع اٹک	۱۴۱۳ھ	1992ء	748
287	حضرت مولانا امان اللہ خان چشتی صابریؒ	دھریجہ نگر، ضلع رحیم یار خان	۱۴۱۳ھ	1993ء	749
288	حضرت خواجہ حکیم محمد شریف چشتی صابریؒ	آڈھا شریف، سیالکوٹ، صوبہ پنجاب	۱۴۱۳ھ	1993ء	753
289	حضرت خواجہ شاہ حبیب اللہ حادی صابریؒ	میاں میر کالونی، لاہور کینٹ	۱۴۱۴ھ	1993ء	754
290	حضرت میاں خلیل الرحمٰن صابریؒ	لوئی بھیر ہائی وے، اسلام آباد	۱۴۱۵ھ	1994ء	758
291	حضرت صوفی منظور احمد صابریؒ	قدرت اللہ شاہ روڈ، محلہ اسلام آباد، اوکاڑہ	۱۴۱۶ھ	1995ء	762
292	حضرت صوفی مبارک علی اوج صابری	کوٹ مومن، ضلع سرگودھا	۱۴۱۷ھ	1996ء	766
293	حضرت پیر صوفی کرامت علی چشتی صابریؒ	موضع رام چونترہ، تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال	۱۴۱۷ھ	1996ء	768
294	حضرت حکیم وزیر الدین آصف چشتی صابریؒ	بسم اللہ پور چک 248 تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد	۱۴۱۸ھ	1997ء	770
295	میاں ولایت حسین صابریؒ	کھیری مورت، تحصیل فتح جنگ، ضلع اٹک	۱۴۱۹ھ	1998ء	772

﴿مقدمته الکتاب و تعارف سلسلہ عالیہ صابریہ﴾

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الْمُتَوَحِّدُ بِجَلَالِ ذَاتِهٖ وَ كَمَالِ صِفَاتِهِ الْمُتَقَدِّسُ فِیْ نُعُوْتِ الْجَبَرُوْتِ عَنْ شَوَائِبِ النَّقْصِ وَ سَمَاتِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ مُحَمَّدِ نِ الْمُؤَيَّدِ بِسَاطِعِ حِجَجِهٖ وَوَاضِحِ بَيِّنَاتِهٖ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ هُدَاةِ طَرِيْقِ الْحَقِّ وَحُمَاتِهٖ وِ بَعْدُ يَقُوْلُ الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ اِلٰی مَوْلَاهُ الْغَنِیْ مَقْصُوْدُ اَحْمَدُ الصَّابِرِیْ الْحَنَفِیّ عُفِیَ عَنْهُ اِنَّهٗ الْتَمَسَ مِنِّیْ بَعْضُ الْاَخِلَّاءِ وَاَمَرَنِیْ اَيْضًا الشَّيْخُ الْحَافِظُ قَمَرُالدِّيْنِ الْجِشْتِیِّ الصَّابِرِیْ (عاملنا اللّٰه وياهم بِلُطْفِهِ الخَفِيّی) اَنْ اُلِّفَ كِتَابًا فِیْ تَارِيْخِ الْاَوْلِيَاءِ الصَّالِحِيْنَ الَّذِيْنَ قَامُوْا بِنُصْرَةِ الدِّيْنِ خُصُوْصًا فِیْ سِلْسِلَةِ الجِشْتِيَّةِ الصَّابِرِيَّةِ يُقَرِّبُ عَلٰی مَنْ سَلَكَ فِیْ هَذَا الطَّرِيْقِ مَا تَعَاشُوْا مِنْ الْاَوْلِيَاءِ فِیْ هٰذِهِ السِّلْسِلَةِ الشَّرِيْفَةِ مِنْ بِلَادِ الْبَاكِسْتَانِ وَالْهِنْدِ فَاسْتَعَنْتُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَاَجَبْتُهٗ طَالِبًا لِلثَّوَابِ فَحَاوَلْتُ اَنْ اُلِّفَهٗ تَالِيْفًا اَيْضًا اَلَّتِیْ بَايَعْتُ فِیْ هٰذِهِ السِّلْسِلَةِ الشَّرِيْفَةِ بِيَدِ الشَّيْخِ الْحَاجِ مُنِيْر اَحْمَدُ الجِشْتِیِّ الصَّابِرِیِّ الراولبندوی الْمَعْرُوْفُ بِهٖ لِبُسْتَانِ الصَّابِرِيَّةِ سَمَّيْتُهٗ الانْسَائِيكْلُوْ بِيْدِيًا فِیْ سِلْسِلَةِ الصَّابِرِيَّةِ وَاللّٰهُ اَسْاَلُ اَنْ يَّنْفَعَ بِهٖ عِبَادَهٗ وَيُدِيْمُ بِهِ الْاِفَادَةِ٥

خدائے وحدہ لاشریک کی بے حد حمد وثناء اور ذات حبیب خدا، مالک کائنات، اللہ کریم کے مختار کل پیغمبر امام الانبیاء، شاہِ ہر دوسرا، حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر انگنت بے شمار لاتعداد درود وسلام کے گجرے بھیجنے کے بعد۔ اس کائنات رنگ وبو میں رب اعلیٰ نے اپنی مخلوق کی رشد وہدایت کے لئے انبیائے کرام علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مبعوث فرمایا۔ خاتم النبین کے بعد یہ فریضہ امام الانبیاء علیہ السلام کی امت کے اولیاء کرام کو سونپا۔ جنہوں نے اس ذمہ داری کو نبھانے کا کما حقہ حق ادا کیا اور اپنے اپنے علاقے میں توحید ورسالت اور عشق ومحبت کے دیپ جلا کر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں غیر مسلموں کو توحید کے جام پلا کر عشق ومستی سے سرمست کر

کے امن وسلامتی والے مذہب اسلام میں داخل کیا۔

جس کی بدولت آج پوری دنیا میں اسلام کی شمع روشن ہے اور ہر طرف سے **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ** کی صدائیں بلند ہیں۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور اُس کے بعد سلسلہ عالیہ قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، چشتیہ کے بزرگوں کا اس امت پر خصوصی احسان ہے۔ ان مذکورہ سلاسل کے بزرگوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے پوری دنیا میں اسلام کی جو خدمت کا فریضہ سرانجام دیا اور انبیائے کرام کے وارث ہونے کا جو حق ادا کیا ہے وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر یہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اگر انبیائے کرام کے مشن کے وارث یہ اولیائے کاملین نہ ہوتے تو آج اسلام کی شکل کچھ اور ہوتی۔ بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بزرگوں نے اسلام کی اشاعت میں جو کردار ادا کیا ہے، اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ صرف اور صرف سلسلہ عالیہ چشتیہ کے سرخیل عطائے رسول ﷺ، سلطان الہند، شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ سیّد محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی دیکھ لیں کے کفرستان ہند میں جہاں کلمہ پڑھنے والا اذان دینے والا ایک بھی نہ تھا۔ آپ نے آ کر **لا الٰہ اِلاَّ اللّٰہ** کی ایسی ضرب لگائی کہ ہر طرف سے **مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ** کی صدا گونجنے لگی، چہار جانب سے اذان کی آوازیں آنے لگیں۔

یہ فیضان مدینۃ الرسول ﷺ کے سے چلا اور سلسلہ بہ سلسلہ اجمیر پہنچا اور پھر پورے برصغیر میں اس نور کی قندیلیں روشن ہوئیں اور نوے لاکھ غیر مسلموں نے خواجہ صاحب کے دست مبارک پر کلمہ پڑھا۔ اجمیر کی سرزمین سے یہ فیضان دہلی مہرولی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اور دہلی سے یہی فیضان اجودھن موجودہ پاکپتن شریف میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا۔ حضرت بابا فرید الدین جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور خواجہ خواجگان معین الدین چشتی کے فیض سے براہ راست نوازے گئے، مجاہدہ اور عبادات میں اس قدر کثرت تھی کہ زبدۃ الانبیاء کا خطاب پایا۔ آپ سے منسوب طالبین حق پر رحمت خدا اور رسول پاک ﷺ بے پایاں رہی۔ آپ کی ذات اطہر سے حضرت علاؤالدین صابرؒ، نظام الدین محبوب الٰہیؒ، جمال الدین ہانسیؒ جیسے لوگ فیضاب ہوئے۔ جن میں سے ہر ایک اپنی اپنی حیثیت میں اتنا بڑا بزرگ بنا کہ اُن سے آگے خانوادوں نے جنم لیا۔ تاریخ مشائخ چشت میں حضرت بابا فرید الدین ہی وہ بزرگ ہیں کہ جن کے خلفاء سے سلسلہ چشت نے اتنی ترقی کی کہ مزید خانوادے قائم ہوئے۔ جن میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور چشتیہ صابریہ تعارف کے محتاج نہیں۔

ان میں سے ایک سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ جس کے سرخیل سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زربخش رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرا مرکز سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جس کے سردار مخدوم العلمین حضرت سیدنا علاؤالدین علی احمد صابری کلیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے بزرگوں میں محبوبیت پائی جاتی ہے اور ان کے دور کے حکمران ان کے نیازمند رہے۔ اس سلسلہ کے بزرگوں نے ہر دور میں اپنی قلم سے اپنے بزرگوں کی تاریخ رقم کرنے پر بھرپور توجہ بھی دی۔ جس کے نتیجہ میں آج ان کی

تاریخ ان کے مشن کے ساتھ ساتھ زندہ و پائندہ ہے۔ جبکہ اس کے مدمقابل سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں میں روز ازل سے شان جلالی پائی جاتی ہے۔ اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ سوائے چند ایک کے ہر دور کے حکمرانوں سے ان کی مخاصمت ومخالفت ہی رہی ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین کے زمانہ ۶۶۲ھ سے لے کر آٹھویں ہجری کے ابتدائی دور تک صرف ایک قابل ذکر کتاب شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری کی ہے جو کہ ۱۰۰۵ھ کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور وہ مرید وخلیفہ حضرت حمید الدین چشتی صابری کے جو ساتویں پشت میں حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی کے فرزند ہیں۔ انہوں نے حضور خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم باطنی سے ایک کتاب ''مرآۃ الاسرار'' کے نام سے ۱۰۴۵ھ میں شروع کی اور ۱۰۶۵ھ یعنی بیس برس کے طویل عرصہ میں یہ کتاب مکمل فرمائی۔ اس کتاب میں نبی آخرالزمان ﷺ سے ۱۰۶۵ ہجری تک کے تمام چشتی اور چشتی صابری بزرگوں کے حالات تحریر کئے۔ اس کے ساتھ ہر صدی کے چشتی صابری اور چشتی بزرگ کے زمانے میں جو دیگر سلاسل کے بزرگ گزرے ہیں ان کا بھی اجمالاً اور تفصیلاً ذکر موجود ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ کتاب سلسلہ عالیہ چشتیہ یا چشتی صابری بزرگوں کی کتاب ہے تو بے جا ہوگا۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ چشتی صابری بزرگوں کا جس قدر تذکرہ اس کتاب میں ہے اور جس انداز سے ہے وہ اس سے پہلے کتابوں میں نہیں ملتا۔ اس طرح حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا ملت اسلامیہ اور بالخصوص صابریوں پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے بعد میں آنے والی نسلوں کو ایک تاریخ دی۔

۸۶۱ھ میں حضرت قطب العالم حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہی کی ولادت باسعادت ہوئی بعد تکمیل تعلیم ظاہری باطنی کے انہوں نے آٹھ کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے چار کتابیں رسالہ قدوسیہ (نمبر۲) مظہر عجائب (نمبر۳) مکتوبات قدوسیہ (نمبر۴) انوارالعیون فی اسرار المکنون سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے متوسلین کے لئے بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ جن میں سے انوارالعیون اور مکتوبات قدوسیہ کے اردو تراجم ہو چکے ہیں جن سے ہزاروں سالکین نے استفادہ کیا ہے۔

حضرت قطب العالم کی ان تصانیف نے تشنگان علم تصوف کی پیاس کو بجھانے میں مرکزی کردار ادا کیا۔ ان سے آنے والی ہر صدی کے مصنف کو ایک نئی جہت ومنزل ملی۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عقیدت مندان کو اپنے بزرگوں کی ایک مستند تاریخ ملی۔ یاد رہے کہ حضرت قطب العالم حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور ثانی امام ابوحنیفہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

۸۹۴ھ میں حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کی ولادت ہوئی آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی بزرگ ہوئے ہیں علم وفضل اور روحانیت کو آپ پر ناز تھا آپ نے تعلیمات اور اوراد وظائف چشتیہ صابریہ پر ایک بہترین کتاب ارشاد الطالبین تصنیف فرمائی اگرچہ وہ صابری سلسلہ کے بزرگوں کی تاریخ نہیں مگر سلوک طے کرنے والے طالبان حق کے لئے نادر تحفہ ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ حضرت صوفی پیر محمد یونس صابری صاحب نے ندوۃ الاصفیاء ملتان کے زیر اہتمام شائع کیا ہے۔

۱۱۳۰ھ میں حضرت شیخ محمد اکرم براسوی قدوسی علیہ الرحمۃ نے ''اقتباس الانوار'' کے نام سے ایک کتاب لکھی جو رسول کریم ﷺ

اور اصحاب رسول اور حضور غوث الثقلین اور دیگر بزرگان سے شرف قبولیت یافتہ ہے۔ یہ کتاب سلسلہ عالیہ چشتیہ بالخصوص چشتیہ صابریہ سلسلہ کے بزرگوں از زمانہ خواجہ شمس الدین ترک ۶۶۲ھ تا ۱۳۰۱ھ تک کے چشتی صابری بزرگوں کی ایک جامع اور مستند تاریخ ہے جو کہ ایک ولی کامل کی تصنیف کردہ ہے اور اس کتاب کی پہلی خصوصیت تو یہ کہ نبی پاک ﷺ سے لے کر اصحاب و اہل بیت اطہار اور غوث الثقلین کی بارگاہ سے شرف قبولیت حاصل ہے۔ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ صابری سلسلہ کے بزرگوں کی تاریخ کے ساتھ چشتیہ صابریہ سلسلہ کے بزرگوں کے اوراد و وظائف اور معمولات و تعلیمات کا ایک مکمل انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس کے پڑھنے کے بعد تعلیمات کے حوالے سے کم از کم سالک کی تشنگی باقی نہیں رہتی۔

۱۳۰۴ھ/۱۸۵۶ء کو حسنی پریس رامپور انڈیا سے حضرت خواجہ مخدوم شاہ محمد حسین چشتی صابری ثمہ رامپوری نے ایک کتاب ''حقیقت گلزار صابری'' سلطان الاولیاء حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے شائع کی۔ جس میں حضرت شاہ محمد حسن نے اپنے باطنی مکاشفات کے ذریعہ فراہم ہونے والے حالات مخدوم صابر کلیری نقل کئے ہیں۔ جو کہ سلسلہ صابریہ کے لئے نافع اور نادر تحفہ ہے۔ اس کتاب میں حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد شاہ کلیری اور دیگر بزرگان صابری سلسلہ ۱۳۰۴ھ تک کے حالات بھی اجمالاً موجود ہیں۔ مراد آباد کی معروف صابری خانقاہ بغیہ شریف کے معروف بزرگ حافظ محمد حسین چشتی صابری ۱۸۱۹ء میں ایک کتاب صابری سلسلہ کے بزرگوں پر مکمل کی جو ۱۸۷۴ء میں انوار العارفین کے نام سے شائع ہوئی۔ جو کہ فارسی میں تھی۔ ۱۳۔۱۹۱۲ء کے قریب حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی صابری نے ایک کتاب ''انوار العاشقین'' کے نام مرتب کی جس میں بہت سے صابری بزرگوں کا تذکرہ مختصر مگر جامع انداز میں کیا۔ تیرہویں صدی ہجری سے پہلے اور بعد کے ہزاروں بزرگان سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے حالات پہلے اور بعد میں چھپنے والی کتابوں میں ناپید ہیں۔ اس کی وجہ پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ تیرہویں صدی کے بعد ہر مصنف اور مورخ نے اپنے دائرہ کار اور ہمت و بساط کے مطابق سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ پر کام کیا۔ بعض خانقاہوں کے بزرگوں پر مشتمل طریقت کے شجرہ کے مطابق کتاب چھپی بعض نے صرف اپنے اپنے مرشدین کے حالات پر اکتفا کیا۔

مگر اقتباس الانوار، تذکرہ العارفین اور انوار العاشقین کے بعد کوئی جامع کتاب سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں پر دوبارہ نہیں لکھی گئے بالخصوص تیرہویں، چودھویں صدی کے صابری بزرگوں پر اجتماعی کام پر کوئی توجہ نہ دی گئی۔ یہ ذمہ داری اُن اہل علم و فن اور محققین بالخصوص بزرگوں کے دربار پر بیٹھے ہوئے موجودہ سجادہ نشینوں کی بنتی ہے کہ وہ اس پر محنت کر کے آنے والی نسلوں کے لئے کوئی تاریخی کام چھوڑ کر جاتے۔ اگر اجتماعی کام نہیں تو کم از کم اپنے اپنے شجرۂ طریقت کے مطابق ہی کام کر جاتے تو آنے والی صدی کا رائٹر اور لکھاری محقق و مصنف اس پر اجتماعی کام ضرور کرتا مگر جبکہ تذکرے ہی ناپید ہوں تو مؤرخ کیا کرے گا۔

جب چودھویں صدی ہجری اور بالخصوص قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں موجودہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں کی تاریخ اور تذکرے ڈھونڈیں اور بازار میں بزرگان دین کے تذکروں پر موجودہ کتابوں کی فہرست کو دیکھا جائے تو وہی پانچویں صدی ہجری سے بارہویں صدی ہجری کے مختلف بزرگوں کے تذکرے دستیاب نظر آتے ہیں مگر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں کے

حالات بارہویں صدی ہجری کے بعد کے ان میں بھی ناپید ہیں۔ ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتے۔

۱۹۹۳ء میں حضرت صاحبزادہ پیر ابومظہر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ العالی نے ''شمیم ولایت'' کے نام سے سلسلہ عالیہ بہشتیہ چشتیہ کے بزرگوں کے حالات پر شائع کی جو کہ ان کی اس صدی کی عظیم کاوش ہے۔ اس میں اکثریت سے ایسے بزرگوں کے تذکرے ہیں جن کا تعلق تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری سے متعلق ہے ان میں سے کثرت سے مشرقی پنجاب انڈیا اور لاہور میں مدفون ہیں۔

اس کتاب میں مصنف نے شیخ العرب والعجم حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ مرادآبادی چشتی صابریؒ اور ان کے خلفا اور حضرت سراج الاولیاء خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری کرنالوی ثمہ گورداسپوری علیہم الرحمۃ کے حالات اور ان کے پاکستان میں موجود خلفا اور ان کے خلفاء کا تذکرہ شامل ہے جو کہ عظیم کارنامہ ہونے کے ساتھ ساتھ وقت کی ضرورت اور آواز تھی۔ اس لئے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں ایسے ایسے مشائخ و بزرگان دین موجود ہیں کہ جنہوں نے اسلام بالخصوص تصوف کے میدان میں اہم کارنامے انجام دیئے ہیں۔ جن کی نظیر ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ ان بزرگوں کی عوام الناس سے آگاہی بہت ضروری تھی۔

آپ صرف چودہویں صدی ہجری کے صابریؒ سلسلہ کے دو بزرگوں کی تاریخ کو ہی دیکھ لیں ان میں ایک شیخ العرب والعجم حضرت حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابریؒ دوسرے حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین شاہ چشتی صابریؒ مرادآبادی علیہم الرحمۃ ہیں۔ حضرت حاجی صاحب کے صرف عرب ممالک میں ۵۳ خلفائے نامدار ہیں جبکہ برصغیر پاک و ہند اور ایشیا کے خطے کے خلفاء کی تعداد کا علم نہ ہوسکا۔

حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین شاہ چشتی صابریؒ مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے اس برصغیر پاک و ہند میں سترہ لاکھ مریدین اور سولہ سترہ سو خلفائے نامدار ہیں۔ ان میں سے صرف ایک خلیفہ سراج الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابریؒ کرنالوی ثمہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ کو ہی دیکھ لیجئے کہ آپ نے پورے برصغیر بالخصوص مشرقی پنجاب انڈیا اور پاکستان میں فیض کے دریا بہادیئے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کا ناطقہ بند کر کے رکھ دیا۔ سراج الاولیاء کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا خواجہ محمد نواب الدین ستکوہی چشتی صابریؒ جن کو مرزا قادیانی اپنی آنکھ کا شہتیر سمجھتا تھا۔ اور ایک بے ادبی پر مولانا نے ایک قادیانی کو قتل بھی کر دیا تھا جبکہ ان کے خلاف انگریز کی عدالت میں مقدمہ درج کرا دیا تھا حضرت مولانا خواجہ نواب الدین چشتی صابریؒ اور دیگر حضرات نے مرزائیوں سے علمی میدان میں ڈٹ کر مناظرے کیئے اور مرزا کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

فتنہ کوئی بھی ہو کام کے لئے اولیائے امت کے کردار بالخصوص چشتی صابریؒ سلسلہ کے بزرگوں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

یہ تھی وہ ایک حقیقت جس کے پیش نظر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں کی تاریخ کا فقدان نظر آ رہا ہے۔ اور اس سلسلہ پر کوئی جامع کام باقاعدہ منصوبہ بندی سے نہ ہوسکا۔

فقیر راقم الحروف نے ۱۹۷۸ء میں حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ کے حکم سے ایک کتاب ''تجلیات خواجگان چشت'' لکھنا شروع کی تھی جس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں چھپا اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۷ء میں چھپا ۳۷۵ صفحات پر

مشتمل کتاب تھی۔ جس پر نئے انداز سے محنت کر کے مزید معلومات اکٹھی کیں اور تمام مضامین وابواب کا خلاصہ کھول کر کمپیوٹر کتابت کروا کر ۹۵۰ صفحات پر یہ کتاب تیسری مرتبہ جولائی ۲۰۰۵ء میں چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے۔ اس میں صابریہ سلسلہ کے ۶۰ بزرگانِ دین کا تذکرہ شامل ہے جبکہ طریقت وتصوف کے مسائل پر بھی بہت سے ابواب ترتیب دے کر اس کی اہمیت کو دوبالا کیا گیا ہے مگر فقیر کے ذہن میں ایک ہی بات بار بار دستک دے رہی تھی کہ یہ ایک خانوادے اور مخصوص شجرہ طریقت کے مطابق ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے صابری سلسلہ کے ۶۶۲ھ سے ۱۴۲۷ھ تک کے بزرگوں پر کوئی جامع کام کیا جائے۔ اس لئے کہ

بِلَوْحِ الْخَطِّ فِی الْقِرْطَاسِ دَهْرًا
وَكَاتِبُهُ رَمِيمٌ فِي التُّرَابِ

ترجمہ☆: ہر عبارت جو کاغذ پر ضبط تحریر میں لائی جائے اسے مدتوں دوام حاصل رہتا ہے۔ حالانکہ اس کے لکھنے والے کی مٹی تک نابود ہو جاتی ہے۔

خدا اور اس کے رسول ﷺ اور خواجگان چشت اہل بہشت پر بھروسہ کر کے کام کا بیڑا اٹھایا۔ جوں جوں کام کرتا گیا منزل قریب سے قریب تر ہوتی گئی۔

تذکرے نیکی کے خاکے خوبیٔ کردار کے
رکھ کے سیرت آپ کی پیش نظر لکھتا رہا

فقیر نے اس کتاب کا نام ''انسائیکلو پیڈیا اولیائے کرام'' رکھا جس کی چھ جلدیں ہیں۔ اس میں ایک کتاب میں صرف سلسلہ صابری کے بزرگوں کے حالات پر ہے۔ باقی جلدوں میں دیگر گیارہ سلاسل کا تذکرہ موجود ہے۔

اس سلسلہ میں بہت سے احباب اہل علم اہل قلم و برادران طریقت نے بڑے اخلاص ومحبت سے بھرپور تعاون کیا۔ ان میں ملتان کے مشہور صوفی بزرگ واہل قلم شیخ طریقت جناب صوفی پیر محمد یونس چشتی صابری خلیفہ مجاز حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری علیہ الرحمۃ کا خصوصی طور پر مشکور ہوں کہ انہوں نے فقیر کی درخواست پر اس کتاب کا نہ صرف ایک جامع مقدمہ لکھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ بہت سے قیمتی مشوروں سے بھی نوازا۔ اللہ کریم آپ کا سایہ سلامت رکھے۔

مراد آباد انڈیا کی معروف درگاہ بغیہ شریف کے نوجوان صاحبزادے جناب سعود الحسن خان چشتی صابری ایم اے ایل ایل بی حال مقیم لاہور کے تعاون کو بھی کسی طرح فراموش نہیں کر سکتا کہ وہ بذات خود صابری سلسلہ پر نئے دور کے جدید تقاضوں کے مطابق انگلش میں کام کر رہے ہیں۔ ان کی انگریزی میں لکھی ہوئی تصنیف مارکیٹ میں آنے پر سلسلہ عالیہ صابریہ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوگا۔ وہ اپنے لئے کچھ مواد تلاش کرنے کے لئے بزرگ عالم دین اور لاتعداد کتابوں کے مترجم ومصنف حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب مالک مکتبہ نبویہ لاہور کے پاس گئے تو پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے انہیں بتایا کہ مطلوبہ معلومات کے لئے آپ

راولپنڈی میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب سے رابطہ قائم کریں۔ انہوں نے پہلے بذریعہ خط رابطہ کیا اور پھر اُسی ہفتے ملنے کے لئے راولپنڈی تشریف لائے اگرچہ معذور بھی ہیں مگر طلب صادق ان کو لئے لئے پھرتی ہے۔ ملنے پر طبیعت خوش ہوئی واقعی ایک خاندانی اور صاحب علم شخص ہیں۔ انہوں نے مجھے مطلوبہ مواد فراہم کرنے میں کسی بخل سے کام نہیں لیا اور ہر چیز بذریعہ ڈاک پہلی فرصت میں بھیجتے رہے اور بعد ازاں معاونت علمی کیلئے دومرتبہ مزید تشریف لائے اور اس کتاب کی تقریظ بھی لکھی اور پروف ریڈنگ میں بھی میری معاونت کی۔ جس کے لئے میں ان کا بے حد مشکور ہوں۔

کام کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ ڈاکٹر الطاف سعیدی منڈی جہانیاں والوں سے فون پر بات ہوئی دوران تعارف پتہ چلا کہ مولانا احمد شاہ کاظمی کے مرید ہیں۔ انہوں نے تجلیات خواجگان چشت کی عموماً اور خصوصاً اپنے شیخ کے تذکرہ کی تعریف فرمائی۔ مزید برآں مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی کی انوار العاشقین کا بھی ذکر ہوا جو سعیدی صاحب کے پاس موجود تھی جس کی ایک نقل انہوں نے مجھے بھجوادی جو میرے کام میں معاون ثابت ہوئی۔ میں الطاف سعیدی صاحب کا مشکور ہوں اور ان کے لئے دعا گوں ہوں۔

اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے مشہور صوفی بزرگ حضرت بابا سلیمان قلندر چشتی صابری ؒ بہاولپوری رحمتہ اللہ علیہ کے عظیم فرزند و جانشین حضرت صاحبزادہ طارق علی احمد صابری مدظلہ کے تعاون کو بھی نظر انداز نہیں کرسکتا کہ جنہوں نے میرے ایک خط پر اپنے سلسلہ کی معروف کتاب انوار قلندر اور گلزار قلندر اور شجر ہائے طریقت بذریعہ ڈاک مجھے بجھوائے میں ان کا بھی مشکور ہوں۔

اس کے علاوہ حضرت بابا سلیمان قلندر کے خلیفہ حضرت کلیم اللہ شاہ صاحب چشتی صابری صاحب سے فون پر رابطہ ہوا پھر خود بہاولپور جا کر ملاقات کی تو انہوں نے بھی مطلوبہ معلومات فراہم کیں اور قیمتی مشوروں سے نوازا۔

اس موقع پر حضرت صاحبزادہ پیر ابومظہر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ کا شکریہ ادا کرنا مناسب سمجھوں گا کہ جنہوں نے میرے ایک خط پر اپنی کتاب شمیم ولایت، مظہر نامہ اور رامپور شریف کی ایک کتاب تذکرہ قطب العالم اور جناب نذر صابری صاحب کی لکھی ہوئی ایک کتاب تذکرہ مولانا غلام ربانی لاہور سے بجھوائی۔

۱۹ مارچ ۲۰۰۶ء بروز جمعرات ۱۸ صفر المظفر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کے موقع پر میری عارضی قیام گاہ ہوٹل میں برادر طریقت جناب خلیفہ محمد الیاس صابری خلیفہ مجاز حضرت منظور المشائخ جن کا قیام لاہور میں ہے بہت ہی پڑھے لکھے اور سلسلہ عالیہ کی معلومات رکھنے والے بزرگ ہیں ملنے کے لئے جب تشریف لائے تو ان کے ہمراہ معروف صوفی بزرگ میاں عطاء اللہ ساگر وارثی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند جناب صاحبزادہ غلام فرید وارثی جو کہ ایک مجلّہ ''سوز گداز'' کے نائب مدیر ہیں ان کے علاوہ جناب ڈاکٹر شوکت صاحب بھی تشریف لائے۔ جناب پیر طریقت محمد الیاس صابری صاحب نے بہت سا مواد اور جناب غلام فرید وارثی صاحب نے اپنے عظیم والد گرامی کی لکھی ہوئی کتاب ''تذکرہ مشائخ ہوشیار پور'' عنایت کی جو کہ اس مشن کے لئے کافی نافع ثابت ہوئی ہیں۔ ان تمام حضرات بالخصوص جناب حضرت پیر محمد الیاس صابری صاحب کا دلی طور پر شکر گزار ہوں کہ تعاون فرما کر رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جعفریہ رحمانیہ کے سالار اعظم حضرت پروفیسر پیر شاہ محمد سبطین شاہجہانی صاحب کا خصوصی طور پر مشکور ہوں کہ وہ باوجود مصروفیات اور ضعیفی کے کئی مرتبہ آستانے پر تشریف لائے اور کتاب کی نوک پلک کو سنوارا اور قیمتی آرا سے نواز کر میرے معاون بنے خدا تعالیٰ آپ کا سایہ سلامت رکھے۔

اس سلسلہ میں آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ صدیقیہ کالیکی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد کے سجادہ نشین برادر طریقت جناب صاحبزادہ محمد جمیل اختر چشتی صابری بھی کسی سے پیچھے نہ رہے کہ میرے ایک خط پر انہوں نے نہ صرف اپنے عظیم والد گرامی حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے حالات وواقعات بھیجے اس کے ساتھ ساتھ ان کے پیرو مرشد مولانا محمد اسماعیل ذبیح اور اپنے والد گرامی کے خلفا حتیٰ کے آگے ان کے خلفاء کے تذکرے بھی ارسال کئے کتاب کی قطعہ تاریخ طباعت گلزار صابری المعروف صابری انسائیکلوپیڈیا ۱۴۲۷ سے استخراج کیا اور ساتھ ہی اس کی تقریظ بھی تحریر فرمائی۔ بذریعہ ٹیلی فون مجھ سے رابطے میں ہیں۔ جس کے لئے میں ان کا بھی بے حد ممنون اور دعا گو ہوں۔ خواجگان کا صدقہ خدا ان کو دین و دنیا میں خوش اور شادو کام رکھے۔ روحانی مدارج کو بلندی عطا فرمائے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے آستانے اور ان کے سجادے ہیں کس کا تذکرہ کروں کس کا نہ کروں فہرست بہت طویل ہے۔

بہر کیف یہ کام اکیلے کا تھا بھی نہیں۔ یہ ایک ٹیم ورک ہے اور بفضلہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ اتنے آستانے اور دربار اور ان کے سجادگان خلفائے کرام بنفس نفیس معاون بن جائیں تو اس کو اکیلا نہیں کہا جا سکتا۔ اور روحانی طور پر جس کے سر پر مرشد کامل بحر العلوم حضرت خواجہ حاجی منیر احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا سایہ اور بچپن سے لے کر ۴۵ برس کی عمر تک جس کی سرپرستی اور تربیت حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری نے تربیت کی ہو۔ اور جس کے والد گرامی نے پورے اخلاص سے پچپن برس تک قرآن کریم پڑھا کر ہزاروں طالب علموں کے سینے کو نور ایمان سے منور کیا ہو ایسے شیخ القرآن حضرت فیض الملت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے نور نظر کی منزلیں کیوں نہ آسان ہوں کہ یہ تین اولیائے کاملین ہمہ وقت روحانی طور پر سرپرستی فرماتے ہیں اور ساتھ رہتے ہیں۔ ہر آڑے وقت میں دستگیری اور مدد کو پہنچتے ہیں۔

جس کے دعا گو اور معاونین اور سرپرستوں میں جگر گوشہ حضرت خواجہ چوراہی عالمی مبلغ اسلام حضرت علامہ الحاج پیر سید محمد شبیر علی شاہ صاحب گیلانی نقشبندی سجادہ نشین دربار فیض گوہر بار چورا شریف اور جانشین حضرت منظور المشائخ جناب صاحبزادہ پیر سعید احمد صابری سجادہ نشین درگاہ حضرت منظور المشائخ اوکاڑہ۔

میرے مرشد کریم کے فرزند وجانشین جناب حضرت صاحبزادہ مشتاق احمد چشتی صابری اسی طرح جانشین حضرت قمر المشائخ جناب صاحبزادہ حافظ بدر الدین صاحب چشتی صابری سجادہ نشین صابری دربار غوث اعظم روڈ، راولپنڈی کی دعائیں اور معاونت بھی فقیر کے شامل حال ہے تو پھر فقیر کبھی پہلے ڈگمگایا یا نہ اب گھبرایا اور رب کریم کی بارگاہ میں دعا کی اے اللہ

میری نظر کو حسنِ بصیرت کا نور دے
میرے قلم کو شوخئ تحریر کر عطا
میری زبان کو دولتِ الفاظ بخش دے
الفاظ کو بلندی تاثیر کر عطا

قلم اٹھایا اور ۲۷۰ صابری بزرگوں کا انسائیکلو پیڈیا مرتب کر دیا۔ میں اپنے دیرینہ کرم فرما! دوست محبوب حضرت قمر المشائخ جناب شیخ فواد رشید صابری اور پیر طریقت جناب محمد خورشید خان لودھی چشتی صابری، عزیزم جناب ڈاکٹر صاحبزادہ سعود الحسن خان صابری خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز موہڑ چھپر غوث اعظم روڈ راولپنڈی، کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ جن کی معاونت ہمیشہ میرے کام آئی۔

میں اپنے شیخ تربیت فخر السادات عالم باعمل حکیم اہلسنت حضرت علامہ پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب گیلانی کا خصوصی طور پر مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی تیاری میں ہر قسم کا علمی اور روحانی تعاون کیا۔

حضرت قبلہ پیر سید شبیر حسین شاہ گیلانی قادری دامت برکاتہم العالیہ کی ذات والا صفات کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ تحریری انداز میں مسلک کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی جائے تا کہ عوام الناس کو معلومات پہنچ سکیں۔ فقیر اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب کے حکم کی تعمیل میں تمام مصروفیات چھوڑ کر کتابوں کی ترتیب میں اس نیت سے مصروف ہے کہ روز محشر ان پاکان امت کے دامان کرم میں ضرور جگہ ملے گی۔ اس لئے کہ یہ لوگ بڑے لجپال اور بندہ نواز ہوتے ہیں۔

اور اس موقع پر اپنے صاحبزادوں جناب صاحبزادہ علی احمد صابری سلمہٗ صاحبزادہ غلام معین الدین صابری کو خراج تحسین پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جنہوں نے میری جگہ پر مسجد و مدرسہ اور گھر کی تمام تر ذمہ داریاں سنبھال کر مجھے دس مہینے ایک کمرے میں بیٹھ کر اطمینان سے کام کرنے کا موقع دیا۔ وگرنہ اس پُر فتن دور میں کام کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اور ویسے بھی بحمدہٖ تعالیٰ دوستوں میں بیٹھ کر ڈنکے کی چوٹ پر خدا کے فضل و کرم اور خواجگان کا دامن تھام کر کہا کرتا ہوں کہ دنیاوی لحاظ سے کسی نے جنتی دیکھنا ہو تو میں ہوں کہ مجھے اپنے اہل خانہ اور اولاد سے بہت سکون ہے۔

آخر میں اس کتاب کے پڑھنے والے قارئین کرام کی خدمت میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ کتاب کے مرتب کرنے میں اگر کسی قسم کی کوئی غلطی بشری تقاضے کے مطابق رہ گئی ہو اور یقیناً رہ گئی ہوگی۔ تو اس پر چرچا کرنے یا ایک دوسرے کو دکھانے کی بجائے براہ راست ٹیلی فون یا بذریعہ ڈاک اس غلطی سے مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کر دی جائے گی۔ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ خواجگان چشت اہل بہشت کا صدقہ میری خطاؤں کو معاف فرمائے اور آئندہ زندگی میں بھی مجھے خواجگان کے ذکر و فکر اور ان کے چرچے بلند کرنے کی توفیق و ہمت نصیب فرمائے۔

اور میری اس کاوش کو روز محشر بخشش کا ذریعہ بنائے۔ میں اپنی معروضات کو اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

ہمارا کام کیا دنیا سے مکتب ہے وطن اپنا
چلیں گے جبکہ دنیا سے ورق ہونگے کفن اپنا

آمین۔ثمہ آمین۔بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ
وآلہ واصحابہ واولیاء امتہ الکاملین اجمعین۔وبرحمتک یاارحم الراحمین۔

طالب دُعا!
دلدادۂ چراغِ چشت
صاحبزادہ مقصود احمد صابری خلف الرشید
حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری
آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر غوث اعظم روڈ (سابقہ) چکری روڈ راولپنڈی
0321-5103103, 0333-5594225
E-mail: maqsoodsabri@yahoo.com

حضرت خواجہ بدرالدین سلیمان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: جگر گوشہ حضرت بابا گنج شکر، پروردۂ آغوش ولایت، نیرافق ولایت ومعرفت، امام العارفین، دلیل الکاملین، پیشوائے زمانہ، شیخ الشیوخ حضرت خواجہ شیخ بدرالدین سلیمان چشتی صابری فریدی رحمتہ اللہ علیہ غوث لوقت اور جگر گوشہ حضرت مسعود العالمین ہیں۔ حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابری جو حضرت شاہ نظام الدین فاروقی چشتی صابری کے مرید وخلیفہ ہیں اور وہ مرید وخلیفہ حضرت مخدوم شاہ محمد حسن رامپوری صابری کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت میاں شاہ محمد امیر صابری کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شاہ غلام کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت ملا اخون فقیر عبدالکریم شاہ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ عنایت جیؒ کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت سید شاہ میراں بھیکھ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے۔ حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''نظام التوحید'' میں لکھا ہے کہ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بادشاہ دوجہان سیّد مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت صاحبزادہ شاہ بدرالدین سلیمان فریدی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کو خلافت دلوائی تھی۔ جس کا ذکر شجرہ شریف میں اس طرح درج ہے۔

چلا بابا سے سوئے فریدالدین	وہی نور خدائے عرش بریں
ملا لقب سلیمان کا وہیں	یا بدرالدین سلیمانی
خواجہ گنج شکر نے اے بھائی	صابر سے خلافت دلوائی
محبوب سے پگڑی بندھوائی	یا بدرالدین سلیمانی
جب ابن فریدالدین ولی	یعنے بدرالدین سلیمانی
کی جائے پدر پہ نشست اپنی	یا بدرالدین سلیمانی
اُسی نور سے بیٹے کو حصہ دیا	تھا نام علاؤالدین جن کا

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال چھٹی صدی ہجری میں پاکپتن شریف میں ہوا۔ مزار پُرانوار بھی دربار بابا حضرت گنج شکر پاکپتن شریف پاکستان میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں ہزاروں افراد روزانہ حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

منقبت

درشان حضرت خواجہ شمش الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

میں کیا کہوں ہیں آپ کیا یا خواجہ شمس الدینؒ
حاجت روا مشکل کشا یا خواجہ شمس الدینؒ
بہر علاؤ الدین میری فریاد تو سن لو
اے دلبر صابرؒ پیا یا خواجہ شمس الدینؒ
جس صبر نے توحید سے روشن کیا عالم
اس صبر کی تم ہو ضیا یا خواجہ شمس الدینؒ
مخدومؒ علی احمد علاؤ الدین کے دلارے
مجھ پہ بھی ہو نظر عطا یا خواجہ شمس الدینؒ
تم نے مقام عشق کی منزل کو ہے سمجھا
تو واقف راز بقا یا خواجہ شمس الدینؒ
شان ولائت آپ کی یا شاہ ولائت
اے جذبہ ذات خدا یا خواجہ شمس الدینؒ
بیٹھا امیر صابری دامن کو پسارے
یہ صابری درکا گدا یا خواجہ شمس الدینؒ

ازقلم......محمد امیر صابری

حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی چشتی صابریؒ

تعارف ☆: شمس عوالم مثال، بدر منازل حضرت جمال، معدن گنجینہ علوم لدنی، پروردہ لطف رسول مدنی، آئینہ جمال وجلال حقانی قطب ابدال حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ محرم حریم جلال ہیں۔

آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ کی وہ شمع ہیں جس سے چشتیہ صابریہ سلسلہ کو عروج کمال حاصل ہوا۔آپ کے آباؤاجداد ترک کے رہنے والے تھے۔آپ کا تعلق خاندان علوی سادات سے ہے۔آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت محمد حنیفہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔آپ علوی ہیں آپ کے والد بزرگوار کا نام نامی سیّد احمدؒ ہے۔آپ کی ولادت باسعادت ۲۱ جمادی الثانی ۵۹۷ھ بمطابق 1200ء کو بمقام مرخس ملک ترکستان میں حضرت سید احمد کے گھر ہوئی۔

آپ کا نام شمس الدین ہے۔آپ کا خطاب مشکل کشاء ہے اور مشکل کشاء کے خطاب سے پکارے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نام میں یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کا اسم گرامی کسی مشکل یا خاص مہم کے واسطے ایک لاکھ مرتبہ پڑھے تو آپ کے نام کی برکت سے اس کا کام پورا ہو جائے گا۔ پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے وضو کر کے صدق واخلاص سے یا شمس الدین ترک ایک لاکھ مرتبہ پڑھے اگر تنہا نہ پڑھ سکے تو اوروں کو شریک کر لے آپ شمس الاولیاء کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ کی تعلیم وتربیت ترکستان میں ہوئی آپ نے بہت جلد تفسیر وحدیث، فقہ، ریاضی، منطق، ہندسہ میں قابلیت حاصل کی جلد ہی علم معقول ومنقول سے فارغ ہو کر علم باطنی کی طرف متوجہ ہو گئے۔

تلاش حق ☆: تلاش حق کے جذبہ سے متاثر ہو کر آپ نے وطن عزیز کو خیر آباد کہا اول ترکستان کی سیر وسیاحت کی جب وہاں کوئی مرشد کامل نہ ملا تو ماوراءنہر تشریف لائے۔ ملتان سے اجودھن تشریف لائے وہاں بہت سے بزرگوں سے ملے لیکن آپ کو تسکین نہ ہوئی۔ پھر آپ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے آپ کچھ عرصہ حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں رہ کر فیوض وبرکات سے مستفیض ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور آپ سے فرمایا کہ تمہارا حصہ دوسرے مرشد کے پاس ہے۔اور آپ کو کلیر شریف حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت مخدوم پاک نے آپ کو دیکھ کر فرمایا شمس الدین تو میرا فرزند ہے۔میں نے خدا سے چاہا کہ میرا سلسلہ تجھ سے جاری ہو اور قیامت تک

جاری رہے گا۔ آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور کلاوہ چہارتر کی آپ کے سر پر رکھی۔ مقراض آپ کے سر پر گھمائی آپ گیارہ سال تک اپنے پیرومرشد حضرت مخدوم پاک کی خدمت میں رہے۔ حضرت نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اسم اعظم آپ کو تلقین کیا۔

پیرومرشد کی ہدایت☆: آپ کے پیرومرشد نے آپ کو رخصت کرتے وقت ہدایت فرمائی کہ پانی پت میں مستقل سکونت اختیار کریں کیونکہ پانی پت کی ولایت ان کے سپرد کی گئی اور فرمایا کہ میرے وصال کے بعد تین دن سے زیادہ کلیر شریف میں نہ رہنا آپ نے پیرومرشد سے عرض کیا کہ ابھی اتنی لیاقت نہیں ہے کہ کار منصبی کو سنبھال سکوں۔ اگر اجازت ہو تو کچھ عرصہ ملازمت کرلوں۔ حضرت مخدوم پاکؒ نے درخواست منظور فرمائی۔

دوسری بات آپ نے اپنے پیرومرشد سے عرض کی کہ پانی پت کے شاہ ولایت حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ ہیں ان سے میری کیسے بنے گی حضرت مخدوم پاکؒ نے فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ تمہارے پانی پت پہنچنے پر وہ دوسری جگہ چلے جائیں گے آپ اپنے پیرو مرشد سے رخصت ہو کر سلطان غیاث الدین بلبن کے لشکر میں ملازم ہو گئے۔ ریاضت وعبادت اور مجاہدہ کے ساتھ ساتھ آپ اپنے فرائض منصبی پر بھی بخوبی انجام دیتے رہے۔ آپ اپنا حال کسی سے ظاہر نہیں کرتے تھے۔ باوجود امارت واعزازات کے فقر وفاقہ میں گزارتے تھے۔ آپ سے جب کرامات کا اظہار ہوا اور سلطان بلبن اور لشکر والے آپ کے حال سے باخبر ہوئے تو آپ ملازمت سے مستعفی ہو کر کلیر شریف آگئے جب آپ کلیر شریف پہنچے تو حضرت مخدوم پاک کا وصال ہو چکا تھا۔

پانی پت میں آمد☆: اپنے پیرومرشد کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہو کر چوتھے روز آپ پانی پت روانہ ہو گئے پانی پت پہنچ کر آپ نے ایک دیوار کے سائے کے نیچے قیام فرمایا۔ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کو آپ کی آمد کی اطلاع باطنی طور پر ہو گئی تھی۔ آپ نے دودھ سے بھرا ہوا پیالہ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے پاس بھیجا اور اپنا سلام کہلوایا۔

حضرت قلندر صاحبؒ اس پیالے کو دیکھ کر مسکرائے اور ایک گلاب کا پھول جو ان کے پاس رکھا ہوا تھا وہ اٹھا کر اس دودھ بھرے پیالے پر رکھ کر واپس کر دیا اور اپنا سلام کہلا بھیجا جب وہ دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ بھی دیکھ کر مسکرائے۔ حاضرین حیران تھے اُن کی سمجھ میں یہ راز و نیاز اور رمز و کنایا نہ آیا۔ جب آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مطلب یہ تھا کہ ولایت پانی پت بفرمان میرے مرشد کے میرے سپرد ہو چکی ہے۔ دوسرے کی گنجائش نہیں ہے اور حضرت قلندر صاحبؒ نے جو اس پر پھول رکھ کر واپس کیا تو ان کا مطلب یہ تھا کہ ولایت پانی پت سے ان کا تعلق نہ ہو گا وہ پانی پت میں اس طرح رہیں گے جیسے پھول دودھ پر۔ لوگوں نے حضرت قلندر صاحبؒ سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔

سیرت وکردار☆: آپ صاحب عظمت وولایت تھے علم ظاہر وباطنی میں اپنی مثال آپ تھے۔ زہد وتقویٰ آپ کا مشہور تھا۔ ترک وتجرید ریاضت وعبادت اور مجاہدہ میں بے نظیر تھے۔ وضع قطع سے قلندر معلوم ہوتے تھے اور قلندروں والا لباس پہنتے تھے۔ جو کچھ زبان سے فرماتے ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ آپ کے پیرومرشد حضرت مخدوم پاکؒ نے آپ کے متعلق فرمایا کہ ہمارا شمس الدین اولیاء میں سورج کی طرح ہے۔

کشف و کرامت ☆: سلطان غیاث الدین بلبن نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا۔ آپ شاہی لشکر کے ساتھ تھے۔ قلعہ فتح نہ ہو سکا لیکن محاصرہ بدستور جاری رہا۔ ایک رات آندھی اور بارش کے طوفان سے لشکر والوں کے خیمے نیچے گر گئے۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہو گیا۔ آگ بجھ گئی۔ ایک بہشتی لوٹا لے کر سلطان کے وضو کے لئے پانی گرم کرنے کے واسطے آگ تلاش کرنے نکلا۔ اس کی نگاہ آپ کے خیمے پر پڑی جو بدستور قائم تھا وہ خیمہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ چراغ روشن ہے۔ اور آپ قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہیں وہ بہشتی خیمہ میں جا کر خاموش کھڑا ہو گیا آپ نے اُس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ آگ چاہیے تو لے جاؤ اس بہشتی نے لکڑی سلگائی اور واپس چلا گیا۔

دوسرے روز پھر آیا لیکن آپ کو خیمہ میں نہ پایا وہاں سے تالاب پر پانی بھرنے گیا تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ آپ وضو کر رہے ہیں وہ ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا آپ کے جانے کے بعد اس نے مشکیزہ بھرا تو پانی کو خوب گرم پایا اس کو سخت تعجب ہوا اگلے روز علی الصبح آپ کے پہنچنے سے پہلے وہ تالاب پر پہنچ گیا پانی کو سرد پایا وہ ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لائے اور وضو کیا آپ کے جانے کے بعد اس نے جو مشک بھری تو پانی گرم پایا اب اُس کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ سب آپ کی نگاہ ولایت کا کرشمہ ہے۔ اس نے سلطان بلبن سے ذکر کر دیا۔

سلطان بلبن اس سقہ کو لے کر اس تالاب پر گیا اور ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ آپ تالاب پر تشریف لائے اور وضو کیا آپ کے جانے کے بعد سلطان بلبن نے جو تالاب پر جا کر دیکھا تو پانی گرم پایا اس کو کامل یقین ہو گیا کہ آپ کامل درویش ہیں اس کے بعد دن نکلنے پر سلطان بلبن آپ کے خیمے میں گیا آداب بجالایا اور آپ سے دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے دعا کی اور قلعہ فتح ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۵ جمادی الثانی ۷۱۶ھ بمطابق 1316ء کو ہوا۔ مزار شریف پانی پت انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ سلیم الدین شاہ شیر ربانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فیوض یزدانی، مرد حقانی، قندیل نورانی، شیخ لاثانی، حضرت شیخ سلیم الدین شاہ المعروف شیر ربانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے زمانہ اور بے مثل و بے مثال ہیں۔ آپ صاحب کشف و کرامات واستغراق میں مست الست تھے۔ محویت واستغراق و مدہوشی آپ پر اس قدر غالب تھی کہ سوائے نماز کے وقت دن ورات بیخود پڑے رہتے تھے۔ آپ شمس الارض قطب الوقت حضرت خواجہ شیخ شمس الدین چشتی صابری پانی پتی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ مرشد کامل نے خرقہ خلافت عطا فرمانے کے بعد آپ کو لاہور جانے کا حکم دیا تو آپ لاہور تشریف لے آئے اور وہیں تبلیغ و رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ چند ہی دنوں میں مخلوق خدا کا اژدھام آپ کے گرد جمع رہنے لگا۔ ہزاروں افراد نے آپ کے فیوض و برکات سمیٹے بہت سے بے راہوں کو راہ ہدایت ملی اور کامیاب و بامراد ہوئے۔ آپ شیر پر سوار ہو کر جنگلوں اور بیابانوں کی طرف چلے جاتے تھے۔

اس لئے خلقت خدا نے آپ کو شیر ربانی کے نام پکارنا شروع کر دیا۔ اور آپ اسی نام سے مشہور اور معروف ہوئے۔ اس کے علاوہ اور بھی مختلف ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ زندگی کے آخری ایام میں رشد و ہدایت کے سلسلے میں آپ احمد آباد تشریف لائے ہوئے تھے کہ آپ کے وصال باکمال کا وقت آ گیا تو آپ نے وصیت فرما دی تھی کہ میرا جنازہ پنجاب لے جانا اور جس جگہ سے میرا جنازہ نہ اٹھے مجھے وہیں دفن کر دینا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۷۴۹ھ بمطابق ۱۳۴۸ء بعہد محمد تغلق کو احمد آباد انڈیا میں ہوا۔ جنازہ مبارک وصیت کے مطابق لاہور لایا گیا۔ جب اہل خانہ لاہور شہر کے قریب پہنچے تو شہر سے باہر ہی رات کو قیام کیا۔ جب صبح کو جنازہ اٹھانا چاہا تو نہ اٹھ سکا تو سمجھ گئے کہ یہی جگہ آپ کی جائے مدفن ہے۔ لہٰذا آپ کو وہیں دفن کر دیا گیا۔ مزار پُر انوار فین روڈ نزد مزنگ اڈا لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے واحد بزرگ ہیں جن کا مزار پُر انوار لاہور میں سب سے قدیم ہے۔

منقبت در شان

حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

اے دلبر شمس الدین مخدوم جلال الدین
دل کی ہو میرے تسکین مخدوم جلال الدین

صدقہ شاہ ولایت اب کیجئے عنایت
بھر دیجئے جام رنگین مخدوم جلال الدین

میں جس کے تصور میں گم روز ازل سے ہوں
تصویر ہے شمس الدین مخدوم جلال الدین

یہ صابری نسبت ہے یہ حسن عقیدت ہے
ہے میرا ایمان و دین مخدوم جلال الدین

اک نظر کرم کر دو دامان طلب بھر دو
دوں واسطہ شمس الدین مخدوم جلال دین

آقا تیرے جلوے میں اللہ کا جلوہ ہے
جب دیکھا چشم میں مخدوم جلال دین

یہ امیرؔ دعا مانگی کلیر میں موت آئے
فرمانے لگے آمین مخدوم جلال الدین

ازقلم: حضرت امیر بخش امیر صابری

حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: غریق بحر وصال، جلیس مسند حق الیقین، قطب اقلیم، حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ شاہد بزم وصال ہیں۔

آپ کا نسب نامہ پدری چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد شیخ محمود امرائے پانی پت سے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۳ شوال المکرم ۵۵۷ھ بمطابق 1161ء بروز بدھ بعد نماز فجر پانی پت انڈیا میں ہوئی آپ کا اسم گرامی خواجہ محمد ہے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے عطا کردہ لقب جلال الدین سے مشہور ہیں۔

بچپن ہی سے آثار بزرگی آپ پر نمایاں تھے۔ آپ اپنے ہم عمر بچوں کی طرح کھیل کود میں دلچسپی نہیں لیتے تھے ایام طفلی میں ہی آپ عشق الٰہی کے اسیر ہوئے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ جنگل کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کو حسن باطنی کے علاوہ حسن ظاہری بھی عطا ہوا تھا۔ کھاتے پیتے گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ بے دریغ پیسہ خرچ کرتے تھے۔ آپ کا معیار رہائش اونچا تھا۔ آپ کا لباس اعلیٰ قسم کا ہوتا تھا۔ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ آپ کو بہت ہی عزیز رکھتے تھے۔ بچپن ہی میں وہ آپ کو دیکھنے کے لئے روزانہ آپ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کے والد ماجد کے وصال کے بعد آپ کی پرورش کا ذمہ آپ کے چچا نے لے لیا تھا۔

سیر و سیاحت ☆: ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ ایک عام گزرگاہ پر رونق افروز تھے۔ آپ گھوڑے پر سوار وہاں سے گزرے حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ نے جب آپ کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو فرمایا۔ (کہ کیسا خوش قسمت گھوڑا اور کیسا خوش قسمت سوار ہے)۔ یہ لفظ قلندر صاحب کی زبان سے نکلے ہی تھے۔ کہ آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ گھوڑے سے اترے گریبان چاک کر کے جنگل کی راہ لی۔ اس کے بعد چالیس سال سفر میں گزارے۔ بہت سے درویشوں سے ملے اور اُن کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے اور اسی دوران حج بھی کیے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ مادر زاد ولی تھے۔ سماع سنتے تھے شکار کا شوق تھا لنگر آپ کا عام تھا ایک ہزار آدمی آپ کے ہاں روزانہ کھانا کھاتے تھے۔ آپ کے چہرے پر جلال بہت تھا جس پر آپ کی نظر پڑتی۔ وہ ولی ہو جاتا تھا۔ آپ جو فرماتے ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ عرس وغیرہ میں شامل ہوتے تھے۔ خود بھی عرس وغیرہ کرتے تھے۔ آپ کے فیض کا چشمہ جاری تھا۔

کہا جاتا ہے کہ "مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کی کمائی جلال الدین کبیر الاولیاء نے لٹائی۔"

آپ صاحب کشف و کرامت اور صاحب مقامات جلیلہ تھے۔ آخری عمر میں آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا۔ کہ نماز کے وقت آپ کے کان میں تین تین مرتبہ حق حق حق کہا جاتا تب آپ کو ہوش آتا اور نماز ادا کرتے آپ علم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت میں عدیم العدیل تھے۔

علمی ذوق ☆: آپ کی کتاب زاد الابرار آپ کے علمی ذوق کی آئینہ دار ہے۔

کشف و کرامت ☆: ایک مرتبہ آپ کا گزر ایک گاؤں سے ہوا آپ نے دیکھا کہ گاؤں والے اپنا سامان لئے ہوئے جا رہے ہیں۔ آپ نے وجہ پوچھی تو لوگوں نے بتایا کہ گاؤں میں ژالہ باری کی وجہ سے فصل خراب ہوگئی ہے۔ لگان ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ حاکم سخت ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اگر اس گاؤں کو ہمارے ہاتھ فروخت کر دو اور ہمارے نام پر اس کا نام جلال آباد رکھو تو تمہارا لگان بھی ادا ہو جائے گا اور تم کو اچھی خاصی رقم بھی بچ جائے گی وہ لوگ راضی ہوگئے۔ آپ نے ان لوگوں کو فرمایا تمام لوگ مل کر لوہا اور لوہے کا سامان اور لکڑی جمع کرو۔ ان لوگوں نے حکم کی تعمیل کی پھر آپ نے یہ بھی تاکید فرمائی کہ صبح کو آکر دیکھنا کہ کیا ہوا۔ اسی رات کو آپ اس گاؤں سے چل دیئے صبح کو جب گاؤں والے وہاں گئے تو اُن کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ سارا لوہا زرخالص بن چکا تھا۔ انہوں نے لگان ادا کیا باقی روپیہ اپنے خرچ میں لائے اور اس گاؤں کا نام جلال آباد رکھ دیا۔

کرامت ۲ ☆: ایک دن آپ دریا کے کنارے تشریف لے گئے وہاں ایک جوگی آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ وہاں پہنچنے پر جوگی نے آنکھیں کھولیں۔ اور آپ کو ایک سنگ پارس دیا۔ آپ نے اس پتھر کو دریا میں پھینک دیا۔ جوگی خفا ہوا آپ نے جوگی سے فرمایا کہ دریا میں جا کر اپنا پتھر لے آؤ لیکن اس کے علاوہ اور کوئی پتھر نہ لینا اس نے اپنے پتھر کے علاوہ ایک اور پتھر اٹھایا اور باہر آیا آپ نے اس سے فرمایا کہ وہ دوسرا پتھر کیوں چھپا کر لایا اس نے دونوں پتھر آپ کے سامنے رکھ دیئے اور آپ کا مرید ہوگیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۱۶ ربیع الاول ۷۶۵ھ بمطابق 1363ء کو ہوا مزار پُر انوار پانی پت ضلع کرنال انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ایک سو ستر سال سے زیادہ ہوئی۔ خلق خدا آج بھی آپ کے مزار پُر انوار پر حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پا رہی ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

منقبت در شان

حضرت شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ

محتاج کرم ہوں کیجئے کرم نظر عنایت عبدالحق
ہے دین میرا ایمان میرا آقا کی محبت عبدالحق

مدت سے بھٹکتا پھرتا ہوں بیتاب تڑپتا پھرتا ہوں
اب بہر خدا کر دیجیے عطا عشق کی دولت عبدالحق

حسرت ہے میری چوکھٹ پہ مروں تا حشر تیرے قدموں میں رہوں
جو آپ کی مرضی میری رضا یہ ہے میری جنت عبدالحق

جو آپ کے صدقے سے مانگے فوراً ہی ملے نہ دیر لگے
قدرت نے عطا کی یہ قدرت ہے زندہ کرامت عبدالحق

ہر وقت تصور میں چاہوں ہر وقت تمہیں دیکھا ہی کروں
یہ میری ریاضت عبدالحق یہ میری عبادت عبدالحق

روضے پہ فرشتے آتے ہیں توحید کے نغمے گاتے ہیں
دن رات برستی ہے اللہ کی رحمت عبدالحق

ماوا ہو تمہیں ملجا ہو تمہیں قبلہ ہو تمہیں
آقا ہے امیؔر صابری کا یہ حسن عقیدت عبدالحق

از قلم: حضرت امیر بخش امیر صابریؔ

حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: واقف اسرار معرفت علم لدنی، جامع الصفات و کمالات، خورشید ولایت۔ غرق شہود ذات مطلق قطب زمانہ۔ عارف یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مستغرق بحر توحید ہیں۔

آپ کا سلسلہ پدری چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے دادا شیخ داؤد بلخ میں رہتے تھے۔ جب ہلاکو خان نے ملک کو برباد کیا اور انتشار اور ابتری رونما ہوئی تو انہوں نے بلخ سے سکونت ترک کر کے مع چند خاندانی افراد کے سلطان علاؤالدین خلجی کے عہد میں ہندوستان کا رخ کیا۔ سلطان علاؤالدین خلجی نے صوبہ اودھ میں ان کی رہائش کا بندوبست کیا۔ وہ ردولوی میں رہنے لگے۔

آپ کے دادا حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی عمر ہے۔ آپ کے بڑے بھائی شیخ تقی الدین علیہ الرحمۃ بہت بڑے عالم تھے۔ اور دہلی میں رہتے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت روحانی خانقاہ ردولی شریف ضلع انبالہ انڈیا میں حضرت شیخ محمد عمر کے گھر ہوئی۔ آپ کا نام احمد ہے۔ آپ عبدالحق کے خطاب سے مشہور تھے۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ اٹھتے بیٹھتے وقت کھاتے پیتے وقت حق حق حق تین مرتبہ بلند آواز سے فرماتے تھے۔ آپ کے پیر و مرشد نے بحکم رب آپ کو عبدالحق کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ سات سال کی عمر سے آپ نماز پابندی سے پڑھنے لگے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ آپ بھی اٹھتے اور چھپ کر نماز تہجد ادا فرماتے جب آپ کی والدہ کو اس بات کا علم ہوا۔ تو آپ کو منع فرمایا آپ کو ناگوار گزرا اور اپنے دل میں کہا کہ یہ ماں میرے راستے میں راہزن ہے۔ جو مجھ کو خدا کی عبادت سے باز رکھتی ہے۔ وطن سے رخصت ہو کر دہلی کی راہ لی اس وقت آپ کی عمر بارہ سال کی تھی۔ دہلی پہنچ کر آپ نے بڑے بھائی شیخ تقی الدین علیہ الرحمۃ کے پاس رہنے لگے اور اُن سے علم ظاہری پڑھنے لگے۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے گھر پر ہوئی دہلی میں اپنے بڑے بھائی سے علوم ظاہری حاصل کیا

لیکن آپ کا قلبی رجحان اس طرف نہ تھا۔

آپ کے بڑے بھائی آپ کو ایک مشہور عالم دین کے پاس لے گئے اور اُس سے آپ کی شکایت کی اور استدعا کی کہ آپ ہی عبدالحق کو کچھ پڑھایئے اس عالم نے آپ کو میزان الصرف پڑھانا شروع کیا۔ جب آپ ضرب اضربا کے مقام پر پہنچے اور اس کے معنی استاد نے بتائے تو آپ نے اپنے استاد سے کہا کہ راہ حق میں زدن اور زدہ شدن کا کیا کام جس سے معرفت حق تعالیٰ حاصل نہ ہو۔ استاد نے آپ کے برادر اکبر سے اس کا ذکر کیا تو آپ کے بڑے بھائی یہ دیکھ کر بڑے پریشان ہوئے۔ اور دل میں سوچا کہ اگر آپ کی شادی کر دی جائے تو آپ میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔

چنانچہ انہوں نے آپ کی شادی کی کوشش کی مگر آپ نے شادی کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ میں شادی کے لائق نہیں ہوں۔

تلاش حق ☆: دہلی سے آپ تلاش حق میں نکلے شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچ کر ہری گھاس یہ کہہ کر پیش کی۔ ''باباصفاست'' شیخ نور قطب عالمؒ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ ''بابا عزت ست'' ان سے رخصت ہو کر بہار آئے۔
وہاں شیخ علاؤالدین اور ایک بزرگ جن کو نیم لنگوٹی کہا جاتا ہے۔ ان سے ملے بابا نیم لنگوٹی کی صحبت سے آپ کو قدر تسکین ہوئی۔ ذوق وشوق میں اضافہ ہوا۔ طلب جستجو میں زیادتی ہوئی۔

ان سے رخصت ہو کر اودھ میں حضرت شیخ فتح اللہ اودھی سے ملے اُن سے بھی آپ کی تسکین نہ ہوئی۔ آخر ناامید ہو کر اپنے دل میں کہا اے احمد زندوں سے تو گوہر مقصود نہ ملا۔ اب مردوں کی صحبت میں چلو۔ شاید گوہر مقصود ہاتھ آ جائے۔ یہ خیال کر کے آپ نے اس شہر کے قبرستانوں اور آس پاس کے جنگلوں میں ''یَاھَادِیْ. یَاھَادِیْ'' کہتے ہوئے گھومنا شروع کر دیا۔ اور اسی طرح چند سال گھومتے رہے لیکن درِ مقصود ہاتھ نہ آیا اس طرح سے بھی جب مقصود بر آری نہ ہوئی۔ تو اپنے دل میں کہا اے احمد اب مر جاؤ اور زندہ در گور ہو جاؤ۔

چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک قبر کھودی اور اُس میں چھ ماہ تک یادِ حق میں مشغول رہے۔ ریاضت ومجاہدہ کے بعد بھی آپ کو تسکین نہ ہوئی تو ایک روز عالم غیب سے بشارت ہوئی کہ اے احمد جلد پانی پت جا کر حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کی خدمت کی سعادت حاصل کرو۔

پانی پت آمد ☆: اس بشارت سے آپ کو بہت خوشی ہوئی اور پانی پت خنداں وفرحاں روانہ ہوئے۔ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کو بذریعہ کشف آپ کی آمد کی اطلاع ہو گئی انہوں نے آپ کے عقائد کا امتحان لینے کی غرض سے چند گھوڑے کھلوا

کر خانقاہ کے دروازے پر کھڑے کروادیئے اور خانقاہ کے اندر دستر خوان بچھا کر مختلف قسم کے کھانے چنوادیئے۔

آپ جب خانقاہ کے دروازے پر پہنچے تو گھوڑے کھڑے دیکھے اور جب خانقاہ کے اندر داخل ہوئے تو دستر خوان پر پُرتکلف کھانے چنے ہوئے پائے آپ نے دل میں کہا جو شخص ایسی شاہانہ زندگی گزارتا ہو اس کو محبت اور معرفت الٰہی سے کیا کام۔

چنانچہ خانقاہ سے باہر آ کر اپنی راہ لی اور دن بھر چلتے رہے۔ شام کو ایک مقام پر پہنچ کر نام دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ پانی پت ہے یہ سن کر آپ کو حیرت ہوئی اور رات شہر سے باہر گزاری دوسرے دن پھر روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور جا کر راستہ بھول گئے۔ اچانک ایک شخص ایک خشک درخت پر ٹوپی پہنے بیٹھے دیکھا اس سے راستہ دریافت کیا۔ اُس شخص نے آپ کو بتایا کہ شیخ جلال الدین کے دروازے کے سامنے سے راستہ گیا ہے۔ اگر تمہیں یقین نہ آئے تو وہ دو شخص آتے ہیں ان سے پوچھ لیں۔ کچھ دور چل کر آپ دو آدمیوں سے ملے اُن سے راستہ دریافت کیا۔ تو انہوں نے وہی کچھ بتایا یہ سن کر آپ نے سوچا کہ خداوند تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کے پاس جایا جائے اور ان سے بیعت کی جائے۔ پس آپ حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کی خانقاہ پر پہنچے راستہ میں آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ جلال الدین بیعت کرتے وقت اپنی ٹوپی اپنے پیرو مرشد کے دربار سے مس کر کے میرے سر پر رکھیں اور نان حلوہ مرحمت فرمائیں۔

بیعت و خلافت☆: آپ خانقاہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے ہوئے ہیں۔ آپ دربار شریف پہنچے اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت جلال الدین علیہ الرحمۃ نے اپنے سر سے ٹوپی اتار کر اپنے پیرو مرشد کے مزار سے مس کر کے آپ کے سر پر رکھی۔ اتنے میں ایک شخص نان اور حلوہ لایا۔ حضرت کبیر الاولیاءؒ نے وہ نان اور حلوہ آپ کو مرحمت فرمایا اور فرمایا کہ یہ تمہاری آرزو ہے بعد ازاں حضرت کبیر الاولیاءؒ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت سے مشرف فرمایا کچھ عرصہ بعد آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما دیا۔ اس کے بعد آپ ردولی شریف تشریف لے آئے۔ اور عبادت و ریاضت اور تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے۔

سیرت و کردار☆: آپ صاحب عظمت و صاحب کرامت و نعمت اور صاحب ترک و تجرید تھے۔ ریاضت و عبادت اور مجاہدہ میں یکتا تھے۔ جو کچھ زبان سے فرماتے ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ استغراق کا یہ عالم تھا کہ آپ کے کان میں تین مرتبہ حق حق حق کہا جاتا تب آپ کو ہوش آتا تھا۔ آپ جامع مسجد میں اول جاتے اور جھاڑو دیتے تقریباً پچاس سال تک جامع مسجد میں جاتے رہے لیکن راستہ نہیں جانتے تھے۔ آپ کے مریدوں میں سے کوئی حق حق کہتا تب آپ اس طرف جاتے تھے۔

تعلیمات☆: آپ فرماتے ہیں کہ ذات حق بے نام و نشان ہے۔ لیکن اس ذات پاک کے اسماء میں سے کوئی اسم ذات پاک

کا اطلاق کریں تو وہ حق کے اسم سے بہتر اور بزرگ تر نہ ہوگا۔ لیکن اسم حق کے معنی جملہ کائنات کے سزاوار اور ثابت بذات ہیں۔ پس ذات پاک پر اسم حق کا اطلاق برمنہائے کمال ہے۔

کشف وکرامات ☆: ایک مرتبہ آپ نے ایک دیگ پکوائی اور اُس دیگ کو راستے میں رکھ دیا۔ ہر شخص کو اجازت تھی کہ اس میں سے کھانا کھائے۔

چنانچہ تین روز تک ہزاروں آدمی اس میں سے کھانا کھاتے رہے۔ مگر کھانا کم نہ ہوا تین روز کے بعد آپ نے اس کو اٹھوا دیا۔

کرامت ☆: حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولی نے شادی کی اولاد بھی پیدا ہوئی مگر اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ جو بچہ پیدا ہوتا تھا۔ وہ تین مرتبہ حق حق حق کہہ کر مر جاتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ کی بیوی اس رنج کی وجہ سے کہ اولاد رہتی نہیں آپ کے سامنے روئیں آپ نے فرمایا اچھا اب جو بچہ پیدا ہوگا وہ زندہ رہے گا۔ چنانچہ پھر جو بچہ پیدا ہوا اس نے حق حق حق نہیں کہا اور وہ زندہ رہا۔ وہی بعد کو آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۵ جمادی الثانی ۸۳۷ھ بمطابق 1433ء کو ہوا مزار شریف ردولی شریف ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ شبلی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، پروردۂ آغوش ولایت، قطب زمانہ، مرشد یگانہ، محدث وجد و پیان وعشق و مستی حضرت شیخ شبلی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق و اہل معرفت ہیں۔ آپ قطب الوقت حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند مرید و خلیفہ و جانشین ہیں۔ آپ ظاہری و باطنی علوم میں یکتائے زمانہ تھے۔ راہ طریقت میں قدم رکھ کر تجرید و تفرید میں کمال پایا۔ اہل دنیا اور علائق دنیا سے ہمیشہ دور رہے۔ صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ آپ محفل سماع کے دلدادہ تھے سماع کے دوران عشق و مستی اور ذوق و شوق میں وجد کرتے تھے۔

چونکہ آپ ٹانگیں بوجہ بیماری بیکار ہو چکی تھیں جس کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ مگر مجلس سماع کے دوران جب وجد ہوتا اور رقت طاری ہوتی تو یہ معذوری رکاوٹ نہ بنتی اور کافی دیر کھڑے ہو کر حال کھیلتے اور وجد میں مشغول رہتے۔ اس دوران بعض وقت حالت یہ ہوتی تھی کہ دوران سماع حالت وجد میں آپ چھت تک جا پہنچتے۔ ایک مرتبہ وجد کی ایسی ہی حالت میں آپ کے چچا محفل میں موجود تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر آپ کو پکڑا اور فرمایا شبلی یہ تو اظہار کرامت ہے۔ اور کرامت برسر مجلس نہیں دکھائی جاتی۔ بس اُس دن کے بعد آپ نے کبھی وجد و رقت کا اظہار نہیں فرمایا اور ہمیشہ خاموشی سے سماع سنتے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد زیادہ تر قوم افغان کے لوگ تھے۔ ایک دن آپ نے دعا کی اے اللہ میرے مرید افغانوں کے تیر کا نشانہ کبھی خطا نہ ہو۔ بس اُس دن سے افغان ایسے نشانہ باز ہوئے کہ کبھی کوئی تیر خطا نہ کرتا تھا۔ یہ افغان جس لشکر میں ہوتے دشمن کو تیروں کے نشانے میں لا کر تباہ کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک افغان نے اس دعا کو آزمانے کے لئے ایک تیر آسمان کی طرف پھینکا۔ جب تیر واپس آیا تو ایک اژدھا کو چیرتا ہوا آیا۔ یہ دیکھ کر وہ کہنے لگا کہ واقعی کرامات اولیاء اللہ برحق ہیں۔ کہ جن کے کہنے پر ایک تیر نشانے کو خطا نہیں کرتا اور ان کی زبان سے نکلا ہوا تیر کب خطا ہوتا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۹ ربیع الاول شریف ۸۵۲ ہجری بمطابق ۱۴۴۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار والد گرامی حضرت جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے پہلو میں پانی پت انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو منور کرتے ہیں مفتی غلام سرور لاہوری قادری علیہ الرحمتہ نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شد چو از دنیا بجنت یافت جاۓ	حضرت شبلی شہہ ہر دوسرا
سال وصل اوبگو شبلی تقی	نیز شبلی واصل دین پیشواۓ
۸۵۲ھ	۸۵۲ھ

حضرت شیخ بہرام چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، پروردۂ آغوش ولایت، پیشوائے عارفاں، مقتدائے سالکان، متصرف بہ تصرفات حضرت شیخ بہرام چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل عرفان ہیں۔ آپ ۷۲۹ھ کو پانی پت میں حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء پانی پتی چشتی صابری کے گھر پیدا ہوئے۔ بچپن ہی آثار ولایت آپ میں نمایاں تھے۔ بعد علوم ظاہریہ کی تکمیل کے آپ نے اپنے عالی قدر والد گرامی کی صحبت فیض سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور ان کی سرپرستی میں عبادت و ریاضت اور مجاہدہ کی تکمیل کی۔

آپ انتہائی خوبصورت نیک سیرت با کردار، پابند صوم وصلوٰۃ و تہجد ترک و تفرید میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ تمام عمر اپنے خواجگان کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے۔ محفل سماع کے دلدادہ اور صاحب حال و وجد تھے۔ سوز وگریہ میں نہایت کے درجہ کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ سیف اللسان اور صاحب کشف وکرامت تھے۔ آپ کے زمانہ کے تمام شیوخ قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے والد گرامی حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

کشف وکرامات ☆: آپ اپنے والد گرامی حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں قصبہ بیڈولی صوبہ پنجاب کے کچھ مریدین حاضر خدمت ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ ہمارا قصبہ دریائے جمنا کے کنارے پر واقع ہے۔ اتفاقاً دریائے جمنا کا پانی سیلابی موسم میں قصبہ کی طرف ہو گیا ہے۔ حضور اگر یہ قصبہ پانی کی زد میں آیا تو ہمارے گھر تباہ و برباد ہو جائیں گے اور ہماری زمینیں کاشت کے قابل نہ رہیں گے۔ حضرت شیخ نے ان کی بات سن کر آپ کے نام ایک خط لکھا اور فرمایا کہ یہ لوگ فریادی ہوئے ہیں لہٰذا آپ ان کے ساتھ چلے جائیں اور دریا کو حکم دیں کہ یہاں سے دور چلا جائے اور جب تک دریا اپنا رخ نہیں بدلتا آپ وہیں قیام کریں۔

آپ اپنے ولد گرامی اور پیر روشن ضمیر کا حکم ملتے ہی اس قصبہ میں پہنچے اور دریائے جمنا کے کنارے کھڑے ہو کر اپنا عصا زمین میں گاڑ دیا اور فرمایا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ۔ آپ کا حکم ملتے ہی دریاء کا پانی آہستہ آہستہ اپنا رخ بدلتا گیا۔ اور دو میل دور پیچھے ہٹ گیا۔ آپ اسی قصبہ میں قیام فرما رہے تاکہ لوگوں کو کسی قسم کا خطرہ نہ رہے۔ پھر آپ زندگی بھر اسی جگہ اور قصبہ میں قیام پذیر رہے حتیٰ کے آپ کا وصال ہو گیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: ۱۰۵۷ھ میں ظفر بیگ والی دہلی نے ایک ہندو کو اس علاقے میں مختار ارضیات مقرر کر دیا۔ وہ ہندو مسلمانوں کے حق میں سخت متعصب تھا۔ عام زمینوں کو سرکاری کھاتے میں لاتا جاتا۔ جب وہ اس قصبہ میں پہنچا تو خانقاہ کی زمین کے لئے بھی سرکاری کارندوں کو حکم دیا کہ اس رقبہ کو ناپ کر سرکاری تحویل میں لے لیا جائے۔ سرکاری کارندے دربار شریف کے تقدس کی بنا پر ہچکچاہٹ سے کام لے رہے تھے۔ بالآخر وہ خود گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور خود پاس کھڑے ہو کر کارندوں کو حکم دیا کہ اس کو ناپو۔ جب اُس نے یہ حکم دیا اور پیمائش شروع کرانے لگا تو آپ کے دربار کا مجاور دربار شریف میں حاضر ہو کر فریادی ہوا اور عرض کی حضور اس ظالم نے آپ کی دی ہوئی زمینیں قبضہ میں لے لی ہیں۔ اب خانقاہ کی خاص زمین بھی لینے کے درپے ہے۔

حضور ہماری امداد اور دستگیری فرمایئے اور اس ظالم کو ظلم سے روکیں۔ وہ مجاور دربار کے اندر قبر مبارک سے لپٹ کر فریادیں کر رہا تھا کہ باہر شور وغل ہوا۔ اس نے باہر نکل کر دیکھا کہ ہندو گھوڑے سے اچھلا اور ہوا میں معلق ہو کے رہ گیا۔ لوگ اس کی بے بسی پر ہنس بھی رہے تھے اور شور بھی مچا رہے تھے کہ یہ مجاور دوبارہ دربار شریف کے اندر داخل ہوا۔ اور عرض کرنے لگا حضور اس بے ایمان کو زمین پر گرائیں۔ یہ کہہ کر وہ باہر آیا تو کیا دیکھا کہ وہ خبیث زمین پر گرا اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ اور بازو پشت سے بندھے ہوئے ہیں اور وہ زمین پر پڑا ہوا تڑپ رہا تھا۔ گردن بھی ٹوٹ گئی۔ اس کے رشتہ دار پہنچے اُس مجاور کے پاس آئے اور معافی مانگنے لگے۔ مجاور کو ان کی حالت پر رحم آ گیا اور دوبارہ اندر مزار شریف پر حاضری دے کر عرض کناں ہوا کہ حضور اس بدبخت کو معاف فرما دیں یہ اپنے کیے پر شرمندہ ہے۔ چنانچہ اس کو افاقہ شروع ہو گیا اور چند ہی دنوں میں شفایاب ہو گیا۔ مگر پھر پوری زندگی دوبارہ کبھی دربار شریف یا اس کے مجاوروں کی طرف میلی آنکھ سے بھی نہیں دیکھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۷ شعبان المعظم ۸۵۴ھ بمطابق ۱۴۵۰ء کو ۱۲۵ سال کی عمر شریف میں ہوا۔ مزار پُرانوار قصبہ بیڈوں صوبہ پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

چوشد از دنیا بفردوس بریں	حضرت بہرام شیخ اولیاء
سال وصل اے شداز سرور عیاں	زبدۃ آفاق قطب الاتقیاء
	۸۵۴ھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ شاہ کاکو چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، پیر روشن ضمیر، شیخ یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ، حضرت شیخ شاہ کاکو چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ اور ولی العصر حضرت شیخ علاؤالدین علاؤالحق بنگالی لاہوری کے صاحبزادے و خلیفہ حضرت نور قطب عالم کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں شرف بیعت سے مشرف تھے۔ اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بھی بیعت سے مشرف ہیں اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ اور سلسلہ عالیہ کی اشاعت و ترویج میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی ذات والا صفات سے اس قدر فیض جاری ہوا کہ ہزاروں افراد آپ کے فیض سے مالا مال ہوئے۔ لاتعداد افراد آپ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے شیخ کامل حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری نے آپ کو رخصت کرتے وقت لاہور کی ولایت عطا فرمائی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ ہر وقت آپ کی خانقاہ میں عوام الناس کا ہجوم رہتا اور دن و رات لنگر ہر خاص و عام کے لئے جاری رہتا تھا۔

سیرت و کردار ☆: آپ نہایت ہی جامع الکمالات اور عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، ورع میں کامل اور متوکل اور مرجع خلائق بزرگ تھے۔ آپ نے تمام عمر درس و تدریس اور رشد و ہدایت میں گزاری۔ لودھیوں کے دور حکومت میں لاہور کے اندر آپ کا مدرسہ و خانقاہ شاہ کاکو چشتی صابری ایک اعلیٰ مقام رکھتی تھی۔ حضرت میاں میر قادری لاہوری علیہ الرحمۃ آپ کے مزار اقدس پر اکثر حاضری دیا کرتے اور فرماتے تھے کہ یہ مزار ایک ولی کامل کا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۸۸۲ھ بمطابق ۱۴۷۷ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار محلہ شاہ کاکو شہید گنج لنڈا بازار لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے مزار کے ساتھ ایک مسجد بھی موجود ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ اسحاق شاہ کاکو چشتی صابری علیہ الرحمۃ سجادہ و خلیفہ ہوئے۔ جن سے وسیع پیمانے پر سلسلہ عالیہ کو فروغ حاصل ہوا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ پیارہ چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: رئیس الاولیاء، قطب وقت، ولی بے مثال حضرت شیخ پیارہ چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ محرم اسرار وحدت ہیں۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی بزرگ اور خانقاہ ردولی شریف کے عظیم نیر تاباں حضرت شیخ محمد عارف حق چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ اور محرم اسرار اور تربیت یافتہ اور صاحب ارشاد و صاحب کشف و کرامات بزرگ ہیں۔ آپ نے مجاہدہ میں کامیابی کے لئے بڑی ہی محنت شاقہ سے کام کیا۔ اور متواتر اوراد و وظائف میں اس طرح مشغول رہتے تھے کہ اپنی چلہ گاہ سے باہر ہونے والے معاملات کی بالکل آپ کو خبر نہ تھی۔ آپ نے بہت سے چلے ایسے بھی کئے کہ جہاں آب و دانہ و ہوا کا گزر بھی نہ تھا۔ آپ نے چھ ماہ تک ایک درخت کے خول جو کہ سوکھا کھڑا تھا میں بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا۔ اس درخت کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ املی کا درخت ہے اور اس کا تنا اس قدر موٹا ہے کہ اس میں ایک آدمی بیٹھ کر بڑی آسانی سے عبادت و ریاضت کرسکتا ہے اور یہ درخت آج بھی قصبہ ردولوی ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ اور وہیں پر آپ کا وصال باکمال ہوا نویں صدی ہجری کے وسط میں ہوا اور وہیں پر آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ بختیار چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : محدث حقائق وجد و پیمان، قبلہ طالبان وصل وشہود، فارغ از قید میثیخیت ونمود، قطب دوراں حضرت شیخ بختیار چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ محرم حریم جلال ہیں۔

آپ ابتداء میں جواہرات کے ایک تاجر کے غلام تھے۔ مگر تھے بڑے جوہر شناس۔ وہ تاجر جواہرات کی خریداری کے لئے اکثر بیشتر آپ کو ہی دوسرے شہروں میں بھیجا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ شیخ بختیار اپنے مالک کے ساتھ ہیرے جواہرات کی سوداگری کے لئے ردولی شریف میں آئے تو شیخ بختیار نے جب حضرت شیخ احمد عبدالحق کو دیکھا تو زندگی بھر کے لئے کام ہو گیا اور کھڑے کھڑے دیکھتے۔ یہاں تک کہ چھ ماہ گزر گئے مگر حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے زرہ بھر بھی التفات نہ برتا نہ ہی یہ پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے۔ جب چھ ماہ گزر گئے تو اچانک حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے اپنی نگاہ ولایت سے دیکھا تو آپ بے ہوش ہو کے نیچے گر گئے۔ اور اس بے خودی کے عالم میں حضرت شیخ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہنے لگے کہ شیخ احمد عبدالحق تم کو خدا نے اتنی نعمتوں سے نوازا ہے اور تم خدا کے بندوں کو اس سے محروم رکھتے ہو۔

حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی نے ان کلمات سے روکا مگر آپ اپنی مستی و بیخودی میں بار بار یہی کلمات کہتے رہے۔ بالآخر حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے پانی منگوا کر شیخ بختیار کو پلایا تو وہ ہوش میں آ گئے۔ اس کے بعد حضرت شیخ احمد نے فرمایا کہ شیخ بختیار تم اپنے مالک کے پاس چلے جاؤ۔ اور وہ اگر تم کو آزاد کر دے تو پھر میرے پاس آ جانا ورنہ وہیں پر رہو۔ اور اس کو راضی رکھو۔

آپ نے حضرت شیخ کی بات پر عمل کیا اور ردولی شریف سے جونپور تشریف لے گئے اور اپنے مالک کے پاس پہنچے۔ جب آپ کے مالک نے آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ کو آزاد کر دیا۔ آپ کے دل میں چونکہ عشق کی آگ بھڑکی ہوئی تھی۔ طبیعت کو اپنے شیخ کے بغیر قرار نہ تھا لہٰذا وہاں سے رخصت ہو کر واپس ردولی شریف واپس چلے آئے۔

بیعت وخلافت ☆ : آپ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کو اپنے شیخ سے بے حد محبت تھی۔ یہ بات

بہت مشہور ہے کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق جس قدر توجہ آپ پر فرماتے تھے وہ کسی اور پر نہ تھی۔

شیخ شرف الدین بوعلی قلندر کی سفارش ☆: آپ کے بارے میں حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری سے سفارش کی تھی اور کہا تھا کہ آپ کو جس طرح اس دنیا میں بختیار پہچانتا ہے ویسا کوئی نہیں پہچانتا۔ شیخ بختیار بیچارہ مال واسباب عزت وجاہ کو چھوڑ کر جونپور سے ردولی آ گیا ہے اور صدق دل سے آپ کی خدمت میں مصروف ہے۔

حکیم شیخ کی تعمیل ☆: ایک روز حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ صحن خانقاہ میں کنواں کھودا جائے۔ آپ نے اتنی بات سننے کے بعد فوراً زمین کی کھدوائی شروع کردی۔ اور کنواں کھود کر پانی نکالا اور حضرت شیخ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ شیخ نے وہ پانی دیکھ کر کہا اللہ اکبر اور اس پانی پر کچھ پڑھ کر لوگوں میں تقسیم کرا دیا۔

پھر شیخ نے فرمایا اے بختیار اس کنویں کو باہر کی مٹی سے بھر دو اور جو مٹی کنویں سے نکلی ہے اس کا ایک چبوترہ (یعنی بیٹھنے کی جگہ) بنا دو۔ چنانچہ آپ نے پھر ایسا ہی کیا جیسا کہ شیخ نے ارشاد فرمایا تھا۔ اور اپنے شیخ سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ کنویں کو کھودنے اور دوبارہ بھرنے اور ختم کرنے سے کیا مقصد تھا۔

مال وزر سے بے نیازی ☆: ایک دن حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ اپنے کمرے میں تشریف فرما تھے اور حضرت شیخ بختیار ان کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ اچانک شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا بختیار کیا دیکھتے ہو؟ حضرت شیخ بختیار چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب کمرے کو بغور دیکھا تو سونے سے بھرا ہوا پایا۔ اس کے بعد حضرت شیخ احمد عبدالحق نے فرمایا کہ بختیار اگر ضرورت ہو تو اس میں سے کچھ لے لو۔ میں نے عرض کیا حضرت مجھے اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اس کے بعد حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اچھا اب دیکھو۔ میں نے جب دوبارہ کمرے کو دیکھا تو کمرہ مجھے اپنی اصلی حالت میں نظر آیا۔ آپ کے بارے میں یہ سب کو معلوم تھا کہ آپ بالکل ان پڑھ تھے۔ مگر شیخ کامل کی صحبت وبرکت اور فیض سے خدا نے وہ بات پیدا کر دی تھی کہ ہر بات آپ کی عین قرآن وحدیث کے مطابق ہوتی تھی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹۱۰ھ بمطابق ۱۵۰۴ء کو تقریباً ایک سو برس کی عمر میں ہوا۔ مزار پرُ انوار ردولی شریف ضلع بارہ بنکی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ساقی خمخانہ اسرار، سرشاز بادۂ خمار، شاہد بزم الانساں سری، ہادی ساکنان بحری و بری۔ غزالی گلستانِ الوہیت، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ مقبول بارگاہ خیرالانام ہیں۔

آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے دادا حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمۃ ردولی میں رہتے تھے۔ وہ حضرت سیّد میر اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ آپ کے والد کا نام نامی اسم گرامی شیخ اسماعیل ہے۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۸٦١ھ بمطابق 1456ء کو ردولی میں ہوئی۔ آپ نے تعلیم زیادہ دن جاری نہیں رکھی۔ علم ظاہری اور شغل ظاہری سے آپ کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ بچپن ہی سے علم لدنی خداوند کریم نے آپ کی ذات کے اندر ودیعت کر دیا تھا جس کی وجہ سے علم ظاہری چھوڑ کر آپ علم باطنی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ آپ جب ذرا بڑے ہوئے تو حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار پر جھاڑو دینا شروع کر دیا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ ایک کتاب (کافیہ) ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ مزار کے اندر سے حق حق کی ایسی آواز سنی کہ آپ ازخود رفتہ ہو گئے حضرت شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی روحانیت سے فیض یاب ہوئے۔ اسی روز سے پڑھنا لکھنا چھوڑ دیا۔ اور علم باطنی اور شغل باطنی میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ عارف چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور ان سے خرقہ خلافت بھی پایا۔ آپ حضرت شیخ محمد درویش قاسمؒ اودھی کے بھی مرید و خلیفہ ہیں۔ لیکن آپ اصل میں حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ کی روحانیت سے بطریق اویسی مستفید و مستفیض تھے۔ آپ کو اویسی طریقہ پر حضرت شیخ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ سے فیض پہنچا۔

حالات زندگی ☆: آپ جلد ہی مدارج سلوک طے کر کے مرتبہ تکمیل و ارشاد کو پہنچے۔ ایک روز آپ کو حضرت شیخ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے یہ بشارت دی اے عبدالقدوس تجھ کو میں نے ولایت عطا کی عمر خان کاشی جو سلطان سکندر لودھی کے امرا میں سے تھا اور آپ کا معتقد خاص تھا۔ اس کی درخواست پر آپ بمع اہل و عیال ردولی سے سکونت ترک کر کے شاہ آباد جو دہلی کے قرب و جوار میں

واقع ہے۔تشریف لے گئے۔اور وہاں تیس سال سے زیادہ قیام فرمایا۔شاہ آباد پٹھانوں کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔وہاں افغان کافی تعداد میں تھے جب بابر نے ہندوستان فتح کیا تو افغانوں کو منتشر کرنے کی غرض سے شاہ آباد کو بھی برباد کیا۔آپ سے شاہ آباد کی بربادی نہ دیکھی گئی۔آپ نے وہاں سے سکونت ترک کرنے کی ٹھان لی۔

چنانچہ آپ مع متعلقین گنگوہ تشریف لے گئے۔اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔آپ کے سات لڑکے تھے۔جن میں شیخ حمید الدین شیخ الکبیر اور شیخ رکن الدین علیہم الرحمۃ مشہور عالم وزاہد تھے۔

سیرت و کردار ☆: آپ صاحب کشف وکرامت تھے۔سماع کا شوق تھا۔جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے تھے۔وہی واقع ہوتا۔سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پابند تھے۔آپ کامل درویش اور بے نظیر عارف تھے۔سماع میں اکثر آپ پر کیفیت طاری ہوتی اور آپ رقص کرنے لگتے۔اور والہانہ انداز میں کچھ فرمادیتے۔ایک مرتبہ دہلی میں آپ محفل سماع میں شریک تھے۔آپ پر کیفیت وجد طاری ہوگئی۔اور آپ حالتِ وجد میں کھڑے ہو کر کلمات فرمانے لگے۔

منصور کو نادانوں نے قتل کیا۔کئی مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔علماء بھی محفل میں شریک تھے۔ان میں سے ایک نے ایک بڑے عالم کا نام لیا۔جو منصور کے زمانے میں تھا۔اور آپ سے کہا کہ کیا وہ بھی نادان تھا۔آپ نے اسی حالت میں اور اسی طرح فرمایا کہ میں اسی کو کہتا ہوں۔سب خاموش ہوگئے۔

حضرت شیخ جلال الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے فرزند مصنف سیر الاقطاب جواہر اعلیٰ میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس پر گیا تو شیخ کو اس طرح محسوس پایا کہ آپ کا سر مبارک تو قبر ہے اور پاؤں ایک مرد روشن ضمیر کے زانو پر۔ یہ حالت دیکھ کر میں ہیبت ناک ہوا تو اس مرد روشن ضمیر نے مجھ کو حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے قدموں میں ڈال دیا۔اور فرمایا کہ یہ میرا پیرزادہ ہے۔پھر ایک ساعت کے بعد دونوں میری نظر سے غائب ہوگئے۔پھر سات برس کے بعد اس شخص روشن ضمیر کو کرنال میں دیکھا اور معلوم کیا تو وہ آپ حضرت قطب عالم عبدالقدوس ہی تھے۔آپ کے ہاں کی یہ بات بھی مشہور ہے کہ آپ کی خانقاہ دھوبی اور گھوڑوں کے سائیس بھی ولی تھے۔آپ وصال سے تین برس قبل ساکت ہوگئے تھے کلام کرنا بالکل ترک کردیا تھا ہر وقت مستغرق رہتے تھے۔

علمی ذوق وشوق ☆: آپ نے کئی کتابیں لکھی۔انوار العیون آپ کی مشہور کتاب ہے۔آپ کے مکتوبات تصوف کا خزانہ ہیں۔لطائف قدوسی بھی آپ کی کتاب ہے۔

آپ کے مکتوبات کا اردو ترجمہ کپتان واحد بخش سیال صابری نے چند برس قبل کیا ہے، اور یہ مکتوبات چھپ کر منظر عام پر آچکے ہیں، جبکہ آپ کی کتاب انوار العیون کا بھی اُردو ترجمہ ہمارے دوست جناب زبیر احمد گلزاری صاحب نے اسلام آباد سے شائع کر کے اہل ذوق حضرات میں مفت تقسیم کی ہے۔

شعر و شاعری ☆: آپ کو شاعری کا شوق تھا قدوس آپ کا تخلص تھا۔آپ کی ایک مشہور غزل حسب ذیل ہے۔

آستین برزخ کشیدہ ہم چو مکار آمدی
باخودی خود در تماشہ سوئے بازار آمدی
در بہاراں گلشن شدی در صحن گلزار آمدی
بعدازاں بلبل شدی در صحن گلزار آمدی
خویشتن را جلوہ کردی اندر ایں آئینہ ہا
آئینہ اِسم نہادی خود باظہار آمدی
شور منصور از کجا دار منصور از کجا
خود زدیں بانگیں انا الحق برسر دار آمدی
گفت قدوس فقیرے در فناء ودر بقا
خودبخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

تعلیمات☆: آپ فرماتے ہیں۔گرسنگی دو قسم کی ہوتی ہے۔علوی اور سفلی۔

نمبر۱☆: آپ فرماتے ہیں گرسنگی کثیف کو لطیف تک پہنچاتی ہے اور مقید کو مطلق کا نشان دیتی ہے۔اور انسانیت کو روحانیت تک پہنچاتی ہے۔کیونکہ گرسنگی سے آدمی خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

نمبر۲☆: آپ فرماتے ہیں کہ بھوک کے تین مقام ہیں پہلے مقام کو بھوک کی آگ کہتے ہیں۔جس کی غذا پانی اور طعام ہے۔
دوسرے مقام کو درد محبت و عشق کی آگ کہتے ہیں۔اس کی غذا خون جگر اور خاشاک وغیرہ ہے۔
تیسرے مقام کو محبوب و معشوق کی آگ کہتے ہیں۔جس کی غذا حسن و جمال اور اوصاف کمال ہیں۔

نمبر۳☆: آپ فرماتے ہیں کہ خانہ بشریت سے نکل کر شہر احدیت کی طرف ہجرت کرنا چاہیے اور حضرت صمدیت کا مشتاق ہونا چاہیے۔

آپ کی ذات تمام سلاسل طریقت کا مرکز ومحور ہے☆: آپ کی روحانی تعلیم و تربیت حضرت شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی روحانیت پاک سے ہوئی تھی جس کو عرف عام میں فیض باطنی کہا جاتا ہے چونکہ حضرت شیخ کے ساتھ آپ کی نسبت اویسی تھی جبکہ ظاہری بیعت وخلافت حضرت شیخ محمد چشتی صابری بن حضرت شیخ عارف چشتی صابری بن حضرت شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہم الرضوان سے تھی۔اس طرح آپ ظاہری طور پر حضرت شیخ عبدالحق ردولوی کے پڑپوتے اور باطنی طور پر بطریق اویسی حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی کے مرید خاص تھے۔

علاوہ ازیں آپ کو دیگر سلاسل طریقت کے دیگر مشائخ عظام سے بھی خلافت واجازت تھی جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ سلسلہ نظامیہ حضرت بندگی میاں شیخ بن حکیم اودھی اور اس کے علاوہ نظامیہ قادریہ اور سہروردیہ میں حضرت شیخ درویش بن قاسم اودھی علیہم

الرضوان سے خرقۂ خلافت حاصل ہے۔ نیز ان تمام بزرگوں اور تمام خانوادوں کے شجرے آپ تک پہنچتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے تمام بزرگوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ چار پیر اور چودہ خانوادوں کے مالک ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگ اپنے مرید کو چاروں سلاسل اور چودہ خانوادوں میں بیعت سے مشرف فرماتے ہیں۔ یہ اعزاز صابریوں کی خصوصیت کا امتیازی نشان ہے جو کہ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی کے فیض و کرم سے ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے متعلقین پر دو بڑے احسان ہیں۔

نمبر ۱ ☆: یہ کہ آپ کی وجہ سے صابری چار پیر چودہ خانوادوں کے مالک اور وارث

نمبر ۲ ☆: یہ کہ حضور مخدوم پاک کے جلال کو جمال میں 300 برس بعد از وصال آپ نے تبدیل کیا اور حضور مخدوم پاک مزار مبارک کا نشان ہم صابریوں کو آپ کی روحانی کوششوں کے ذریعے ملا۔

کشف و کرامت ☆: ایک مرتبہ آپ موضع چھاج پور میں مقیم تھے۔ عین مشغولی کی حالت میں آپ نے باآواز بلند فرمایا کہ گاؤں کے لوگوں کو چاہیے کہ اپنا مال و اسباب لے کر گھروں سے باہر نکل آئیں۔ گاؤں میں آگ لگنے والی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ہی گاؤں میں آگ لگ گئی۔ اور جن لوگوں نے آپ کی ہدایت پر عمل نہیں کیا وہ پشیمان ہوئے۔ اور ان کو نقصان پہنچا۔

کرامت ۲ ☆: مولانا چندن جو آپکے صاحبزادے رکن الدین کے استاد تھے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔ ایک مرتبہ کپڑے دھونے تالاب پر گئے وہاں ایک حسین عورت کو دیکھ کر شفیتہ و فریفتہ ہوگئے۔ خلوت نے ان کو دست درازی کی ترغیب دی قبل اس کے کہ وہ دست دراز کریں۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ تالاب میں کھڑے ہیں۔ مولانا چندن آپ کو تالاب میں کھڑے دیکھ کر اپنے خیالات فاسدہ پر شرمندہ ہوئے۔ تالاب سے واپس ہوئے اور جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ مولانا کچھ دہشت کی بات نہیں۔ پیر محافظ وقت ہوتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۲۴ جمادی الآخر بعمر چوراسی سال بروز منگل ۹۴۴ھ کو ہوا۔ بعض روایت کے مطابق آپ کا وصال ۹۴۵ھ بمطابق 1537ء لکھا ہے۔ مزار شریف آج بھی گنگوہ شریف ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ عبدالکبیر بالا پیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، پروردۂ آغوش ولایت، قطب ابن قطب العالم، متصرف بہ تصرفات، عالم حقائق و معارف علم لدنی، شہباز طریقت حضرت شیخ عبدالکبیر بالا پیر چشتی صابری گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ قطب الاقطاب ہیں۔ آپ قطب العالم بندگی حضرت شیخ الشیوخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور مرید و خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ زہد و تقویٰ ورع، عبادت و ریاضت میں درجہ کمال رکھتے تھے، سخاوت آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ شجاعت میں بے مثال تھے۔ ذوق سماع میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ سے بے شمار کرامات کا صدور ہوا۔ اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کا وجود باجود سراپا کرامت تھا۔

کشف و کرامت ☆: ایک دن سلطان سکندر بن بہلول اپنے دو وزیروں کے ہمراہ آپ کا امتحان لینے کی غرض سے آپ کی خانقاہ معلیٰ میں حاضر ہوا۔ ان تینوں نے اپنے اپنے دل میں اپنی اپنی مرضی کی تین چیزیں کھانے کی سوچ لیں تھیں اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر حضرت شیخ عبدالکبیر بالا پیر عارف کامل ہوئے تو ہماری خواہش پوری کریں گے۔ وگرنہ ہم سمجھیں گے یہ عارف نہ ہیں۔

جب یہ تینوں خانقاہ میں پہنچے تو حضرت شیخ کبیر نے ہرن کے گوشت کے سموسے سلطان سکندر کے سامنے اور میاں بڈھا کے سامنے یخنی کا پیالہ اور ملک محمد کے سامنے حلوے کی پلیٹ رکھ دی۔ ان تینوں کی خواہش بھی یہی تھی۔ یہ دیکھ کر تینوں حیران ہوئے تو حضرت شیخ کبیر نے فرمایا کہ گھبرانے اور حیران ہونے کی کوئی ضرورت نہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو دنیاداروں کے سامنے شرمندہ نہیں ہونے دیتا۔ اُن سے جو چیز طلب کی جاتی ہے۔ وہ کارساز خود بھجوا دیتا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۶ ربیع الثانی ۹۴۷ھ بمطابق ۱۵۴۰ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار دہلی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

مفتی غلام سرور قادری لاہوری علیہ الرحمۃ نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ رکن الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆ : عارف باللہ، فنافی اللہ بقاباللہ، آیت من آیت اللہ، ولی مادرزاد جگر گوشۂ شیخ گنگوہی قطب العالم حضرت شیخ رکن الدین چشتی صابری گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ دریائے بحر بے کنار ہیں۔ آپ قطب العالم، مجدد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کے فرزندار جمند اور مادرزاد ولی اور صاحب کشف وکرامات ہیں۔ آپ کی ابتدائی تربیت اپنے والد گرامی کے ہاتھوں ہی ہوئی اور بعدازاں قابل ترین اساتذہ کرام سے علوم دینیہ کی تحصیل سے فراغت پا کر اپنے عظیم والد گرامی کے سلسلہ طریقت سے وابستہ ہو گئے۔

بیعت وخلافت ☆ : آپ اپنے والد گرامی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ کے بارے قطب عالم کا فرمان ☆ : آپ کے والد گرامی حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قیامت والے دن اگر خدا مجھ سے پوچھے گا کہ عبدالقدوس دنیا سے میرے واسطے کیا لے کر آیا ہے تو میں حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کو اور دوسرے ہاتھ میں شیخ رکن الدین کو پیش کر کے کہہ دوں گا اے اللہ یہ تیرے واسطے لایا ہوں۔

بھری محفل سے اچانک غائب ہونا پھر آ جانا ☆ : ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خانقاہ شریف میں محفل سماع ہو رہی تھی کہ آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی، عین وجد کی حالت میں آپ سب کے سامنے نظروں سے اوجھل ہو گئے اور کچھ دیر حاضرین کی نظر میں ماسوائے آپ کے خالی پیراہن رقص کناں کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

آپ کی علمی خدمات ☆ : ''لطائف قدوسی'' اور ''مجمع البحرین'' جن میں حقائق ودقائق ذات وصفات درج ہیں۔ یہ دونوں آپ ہی کی تصنیف ہیں۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال یکم شوال بروز عید الفطر ۹۷۱ھ بمطابق ۱۵۶۳ء کو ہوا۔ مزار پرانوار والد گرامی کے پہلو گنگوہ شریف ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: ناظر جمال مطلق، تقید وتحقق، درمقام ذوق شہود، قطب حقیقت، حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ گوہر دریائے فضل وکمال ہیں۔

آپ کا نسب نامہ پدری و مادری چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد بلخ کے رہنے والے تھے آپ کے والد گرامی کا نام قاضی محمودؒ ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۸۹۴ھ بمطابق 1488ء کو بلخ میں ہوئی۔ آپ کا نام مبارک جلال الدین ہے۔

آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ سات سال کی عمر میں ہندوستان آئے اور تھانیسرہ میں سکونت اختیار کی۔ آپ نے ہندوستان آنے سے قبل بلخ میں قرآن شریف حفظ کیا اور ہندوستان آ کر تحصیل علوم ظاہری میں مشغول ہو گئے۔ اور صرف ونحو تفسیر وحدیث فقہ منطق وغیرہ میں دستگاہ حاصل کی سترہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر درس اور وعظ میں مصروف ہو گئے۔ آپ بہت بڑے عالم تھے فتویٰ بھی دیتے تھے۔ باطنی علوم سے آپ کو کوئی لگاؤ نہ تھا سماع کو ناجائز سمجھتے تھے۔

آپ کی زندگی میں یک لخت انقلاب اس طرح آیا کہ تھانیسر کا حاکم حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کا مرید و معتقد تھا۔ حضرت شیخ جلال الدین نے ایک مرتبہ سیر وسیاحت فرماتے ہوئے تھانیسر کے حاکم سے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ تمہارے پیر آئے ہیں۔ اور وہ رقص وسماع میں مشغول ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان سے مل کر ان امور مہینہ کے ارتکاب کی وجہ دریافت کریں۔ اب تم ان پیر رقاص سے ہمارا سلام کہنا۔

چنانچہ تھانیسر کے حاکم نے آپ کا پیغام حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کو پہنچایا۔ انہوں نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ وہ پیر رقاص خود رقص کرتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی رقص کراتا ہے۔ اس نام و پیام کے بعد ایک دن حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ یاد الٰہی میں مشغول تھے کہ انہوں نے ایک آواز سنی کہ ہم نے جلال کو تمہیں بخشا۔ اس کو اپنے حلقہ میں لاؤ اور ہمارے جلال سے آشنا کرو۔ ان کے لئے یہ اشارہ کافی تھا۔ وہ اسی وقت اٹھ کر کھڑے ہوئے آپ کے مدرسے میں پہنچ کر اور آپ کو سلام کر کے ایک طرف خاموش بیٹھ گئے۔ آپ تدریس میں مشغول رہے آپ نے اُن کی طرف کوئی التفات نہیں برتا۔ جب آپ پڑھا چکے اور طلباء چلے گئے تو آپ نے حضرت شیخ عبدالقدوس علیہ الرحمۃ سے پوچھا۔ میاں فقیر کہاں سے آئے ہو۔ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ نے جواب میں کہا میں وہی فقیر رقاص ہوں۔ اُن کا یہی فرمانا اور توجہ کا دینا تھا کہ آپ از خود رفتہ ہو گئے۔ ظلمت دور

ہوئی تاریکی سے روشنی میں آئے۔ سرنیاز حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کے قدموں پر رکھا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے انہوں نے کلاہ چہارتر کی اپنے سر سے اتار کر آپ کے سر پر رکھی اور خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر آپ کو شغل نفی و اثبات تعلیم فرمایا۔ اس کے بعد دیگر از کار و اشغال مثلاً شغل ہو اسلطان الاذکار شغل سہہ پایہ وغیرہ آپ کو تعلیم فرمائے۔ آپ ایک عرصہ تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں شاہ آبادرہ کر فیوض و برکات سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ اپنے زمانے کے قطب و غوث تھے ترک و تجرید میں یگانہ اور خلق سے بیگانہ تھے۔ زہد و تقویٰ بے مثال تھا۔ عبادت ریاضت و مجاہدہ میں ساری عمر گزاری اسی سال کی عمر تک ایک قرآن روزانہ ختم کرنا۔ آپ کا معمول تھا استغراق کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کے کان میں تین مرتبہ حق حق کہا جاتا تو آپ ہوش میں آتے۔ اور نماز ادا کرتے آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ آپ کی کتاب ارشادالطالبین آپ کی علمی یادگار ہے۔ آپ کے مکتوبات کو شہرت دوام حاصل ہے۔

نوٹ ☆: آپ کی کتاب ارشادالطالبین کا اردو ترجمہ معروف صوفی بزرگ پیر طریقت جناب صوفی محمد یونس صابری صاحب خلیفہ مجاز حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری جن کا مزار اوکاڑہ میں مرجع انام ہے، رئیس ندوۃ الاصفیاء ملتان والوں نے اپنے ادارے ندوۃ الاصفیاء کے زیر اہتمام شائع کیا ہے جو کہ فقیر راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ آپ کی دوسری کتاب ''تحقیق اراضی ہند'' کے نام سے معروف ہے۔ جو آج کل پاکستان میں نایاب ہے اس کا ایک نسخہ برٹش میوزیم میں بتایا جاتا ہے۔

تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ عشاق کو چاہیے کہ کشف و کرامات کی منازل پر توقف کو روا نہ رکھیں۔ اس سے ترقی کریں اور کسی چیز میں مقید نہ ہوں۔ خون پییں اور کھو جائیں اور موت سے پہلے مرجائیں۔

کشف و کرامت ☆: آپ کے مرید کا واقعہ ہے۔ کہ آپ کی خدمت میں چند سال رہا لیکن اس کو حالت جذب و کیف محسوس نہ ہوئی۔ جب اُس نے کوئی فائدہ نہیں دیکھا تو ایک روز دل میں کہنے لگا۔ کہ پہلے زمانہ میں حضرت نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمۃ جیسے صاحب عظمت اور صاحب حال بزرگ تھے جو ذرا سی دیر میں مرتبہ ولایت پر پہنچا دیتے تھے۔ اور آج اس قسم کا کوئی بزرگ نہیں ہے۔ آپ کو بذریعہ کشف اس کے حال سے آگاہ ہوئے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ آج بھی ایسے لوگ ہیں ان کی نگاہ سے مرتبہ ولایت حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی وقت وہ مرید بے خود ہوا اور اعلیٰ درجے پر پہنچا تھوڑے دنوں میں اس کا انتقال ہو گیا آپ کو جب اس کے انتقال کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا۔ ہر شخص کو اس کام کے برداشت کی تاب نہیں ہے۔

مرشد کی نظر میں مقام خاص ☆: آپ کے مرشد کی نظر میں آپ کے مقام کا اندازہ اُن کے اس فرمان سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر حق تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا اے عبدالقدوس کیا لے کر آئے ہو تو میں حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری اور شیخ رکن الدین کو پیش کروں گا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴ ذوالحجہ ۹۸۹ھ بمطابق 1581ء کو ہوا۔ مزار شریف تھانیسر نزد دہلی (کورو کشیتر) انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی متصرف بہ تصرفات، مطلق عین شہود ذات، فنافی اللہ بقاباللہ، حضرت شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مشہور زمانہ اولیائے کبار سے ہیں۔ اپنے زمانے کے مشائخ وعلماء میں آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روح رواں تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت شیخ عبدالکبیر چشتی صابری بن حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے فرزندار جمند اور مرید وخلیفہ اور سجادہ نشین تھے۔

سجادہ نشینی اور اس کا فیصلہ ☆: آپ کے تین بھائی تھے ایک حضرت شیخ حسین حضرت شیخ برہان اور حضرت شیخ محمود۔ شیخ حسین آپ سے بڑے تھے اور اپنے والد ماجد کی ظاہری حیات میں انتقال فرما گئے تھے۔ ان کے دو بیٹے شیخ نورالدین اور شیخ غفور یادگار زمانہ رہے۔ جب آپ کے والد گرامی حضرت شیخ عبدالکبیر فوت ہوئے تو حضرت شیخ عثمان زندہ پیر ہی کو سجادہ نشین منتخب کیا گیا۔ مگر بوجہ اختلاف شیخ حسین کے دونوں بیٹوں نے سجادگی کا دعویٰ بادشاہ وقت سلطان ابراہیم لودھی کی عدالت میں کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی اور حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء علیہم الرحمۃ کے مزارات پر آنے والی فتوحات اور نذرانوں کا دعویٰ بھی کر دیا۔

چنانچہ بادشاہ سلطان ابراہیم لودھی اس مقدمہ اور جھگڑے کا فیصلہ کرنے خود پانی پت آ گیا۔ اگرچہ آپ کی والدہ ماجدہ اور دیگر مریدین وعقیدت مندان و امرائے شہر سب آپ حضرت عثمان زندہ پیر چشتی صابری کے حق میں تھے۔ چونکہ شیخ حسین کے دونوں صاحبزادوں کا بادشاہ کے دربار میں اثر ورسوخ تھا۔ اس وجہ سے بادشاہ نے طرف داری کرتے ہوئے سجادہ نشینی دو حصوں میں تقسیم کر دی۔

سجادہ نشینی کے منصب سنبھالنے کے بعد جب پہلی مرتبہ عید کے روز دونوں سجادہ نشین شہر سے باہر آئے تو دونوں میں لڑائی ہوگئی۔ شیخ حسین کے بیٹے چنڈول پر سوار تھے وہ نیچے گر گئے اور زخمی ہو گئے اور عیدگاہ تک نہ پہنچ سکے۔ اور حضرت شیخ عثمان زندہ پیر رحمتہ اللہ علیہ صحیح سلامت عیدگاہ میں پہنچے اور نماز عید ادا کی۔ اس دن کے بعد سے شیخ حسین کے دونوں صاحبزادوں میں مقابلہ کی سکت نہ رہی اور سجادہ نشینی حضرت شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ہی رہی۔

کشف و کرامات ☆: جٹ برادری کے دو آدمی ایک ہندو ایک مسلمان آپس میں اختلاف رکھتے تھے۔ ان کے معاملات میں فیصلہ نہیں ہو پا رہا تھا۔ وہ دونوں اکٹھے ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا اختلاف آپ کے سامنے بیان کیا

آپ نے دونوں کی باتیں سنیں اور اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمان حق پر ہے۔ چنانچہ آپ نے مسلمان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ ہندو نے فیصلہ کے خلاف احتجاج کیا اور کہنے لگا کہ آپ نے مسلمان ہونے کے ناطے دوسرے مسلمان کی طرف داری کی ہے۔ وگرنہ میں حق پر ہوں فیصلہ میرے حق میں ہونا چاہیے تھا۔

آپ اس ہندو کی بات سن کر مراقبہ میں چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ تمہاری دونوں کی بیویاں حاملہ ہیں۔ تم دونوں کے لئے حکم دیا جاتا ہے کہ سیدھے گھروں کو چلے جاؤ۔ تم دونوں میں سے جو سچا ہوگا۔ اس کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ اور جو جھوٹا ہو گا اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوگی۔ وہ دونوں اس فیصلے پر متفق ہو گئے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد مسلمان کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور ہندو کے گھر میں لڑکی۔ یہ دیکھ کر معترض کا اعتراض ختم ہو گیا اور دونوں نے آپ کے فیصلے پر متفق ہو کر آپس کا جھگڑا ختم کر دیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: آپ کے صاحبزادے شیخ نظام الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے ایک کنواں بنوایا تو وہ اپنے والد گرامی کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ آپ فاتحہ اور دعا فرمائیں آپ نے فرمایا کہ پہلے دعوت کا انتظام کرو۔ جس میں ایک گائے ذبح کرو اور اتنے من گندم کا آٹا پکا کر لوگوں کو کھانا کھلاؤ پھر میں تمہارے لئے دعا کروں گا۔ حضرت شیخ نظام الدین نے عرض کیا میرے پاس تو ایک بکری ہے۔ میں اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا ہماری زبان سے جو نکل گیا ہے اُسے پورا کرو ورنہ مجھے ڈر ہے کہ تمہارا کنواں گر جائے گا۔ حضرت شیخ نظام الدین دعوت کا انتظام کرنے سے ہچکچاہٹ سے کام لیتے رہے اور کنواں نیچے سے بیٹھنے کے سبب گر گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال دس ذی العقد ۹۹۰ھ بمطابق ۱۵۸۲ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار پانی پت ہندوستان میں مرجع خاص و عام ہے۔ حضرت علامہ مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شیخ عثمان پیر عالمگیر چشت — رفت از دنیائے دون اندر جناں
رحلتش رکن جہاں عثمان بگو — نیز قطب الوصلین عثمان بخوان

۹۹۰ھ

حضرت شیخ اسحاق شاہ کاکو چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، عارف ابن عارف، کامل ابن کامل، شمع قصر ہدایت مست الست جمال احدیت محمدی حضرت شیخ محمد اسحاق کاکو چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مظہر تامہ کمال انسانی ہیں۔

آپ حضرت شاہ کاکو چشتی صابری لاہوری علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور انہی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف اور انہی کے خلیفہ وسجادہ نشین تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد گرامی حضرت شاہ کاکو علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ تمام عمر درس وتدریس میں گزاری۔ جوانی میں شکار کا بہت شوق تھا۔ جب درس سے فارغ ہوتے تو عقاب باز اور شکاری کتے لے کر شہر سے باہر شکار کو نکل جاتے۔ ساری عمر کسی امیر کے دروازے پر نہیں گئے اور نہ ہی کسی کے آگے دستِ سوال دراز کیا۔ نہایت ہی مستغنی المزاج اور قناعت پسند تھے۔ حق گوئی میں یکتا اور مظہر انوار صوری ومعنوی اور صوفی بزرگ تھے۔ اہل لاہور آپ کی ولایت کے بہت قائل تھے۔

طبقات اکبری میں ملا نظام الدین لکھتے ہیں کہ آپ نہایت عالم اور متبحر فاضل تھے۔ بلکہ سرزمین ہند میں آپ کے پائے کے عالم بہت کم ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں شیخ سعد اللہ بنی اسرائیل شیخ منصور لاہوری، شیخ منور لاہوری بہت مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔ بدایونی کے علاوہ ملک الشعراء فیض اور شیخ ابوالفضل بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ ہمہ وقت یاد خدا میں مست الست رہتے تھے اور جب تک کوئی بات نہ پوچھتا اس وقت تک کلام نہ فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً سو برس کی عمر شریف میں ۹۹۶ھ بمطابق ۱۵۸۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار والد گرامی کے مزار کے نزدیک مسجد شہید گنج لنڈا بازار لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔ حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری علیہ الرحمۃ آپ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

حضرت شیخ بڈھن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، باقی باللہ، پیشوائے جمیع اہل کمال، سیراب از ترشحات ذوق وحال حضرت شیخ الاولیاء المعروف شیخ بڈھی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قطب دائرہ وجود مخدوم الاولیاء حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ عارف بن حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے بیٹے اور جانشین ہیں۔

آپ اپنے زمانے کے عظیم بزرگ باکمال وصاحب کشف وکرامت اور اہل یقین اور ذات وحدۂ لاشریک میں فنا کے درجہ پر فائز المرام تھے۔ آپ کے عظیم والد گرامی اور دادا بزرگوار اور پڑدادا بزرگ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ قطب ہفت اقلیم اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشواء ہیں جن کی وجہ سے اس سلسلہ عالیہ کو شہرت اور دوام کی دولت ملی ہے۔ ان متذکرہ بزرگوں کی توجہات کا مرکز آپ کی ذات والا صفات پر مرکوز ہیں جس کی بدولت آپ عدیم المثال اور بے نظیر بزرگ ہوئے ہیں اور حضرت شیخ عبدالرحمٰن قدوائی چشتی صابری جن کی عمر شریف تقریباً ایک سو سال تھی اور اپنے وقت کے عظیم صوفی بزرگ اور شیخ کامل ہوئے ہیں وہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت قطب العالم، مجدد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت شیخ شاہ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے زیر سایہ ہوئی۔ اور وہ آپ کو اپنے شیخ حضرت شیخ محمد سے مانگ کر اپنے ہمراہ شاہ آباد لے گئے تھے۔ جب آپ کے والد گرامی کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے پاس موجودہ بیٹھے ہوئے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے بیٹے سے فرمایا کہ میرے صاحبزادے کو اپنے والد کے پاس سے لے آؤ۔ اِدھر آپ کے پڑدادا حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری نے باطنی طور پر باشارۂ غیبی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے فرمایا کہ شیخ بڈھن کو ردولی شریف پہنچاؤ۔ کیونکہ حضرت شیخ محمد یعنی تمہارے شیخ کے انتقال مکانی کا وقت قریب ہے۔

چنانچہ حضرت قطب العالم شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ آپ کو ہمراہ لے کر شاہ آباد سے جانب ردولی شریف روانہ ہوئے اور اپنے شیخ کے پاس جب پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس جو امانتیں پیران چشت کی پہنچی ہیں وہ تمام آپ کو دے رہا ہوں۔ اور جب تم اپنے وطن جانا چاہو تو میرے بیٹے کو اسرار ورموز باطنی سے آگاہ کرے مشائخ کی نعمت اس کے حوالے کر دینا اور اپنا نائب بنا کر میری جگہ بٹھا دینا۔

چنانچہ مجدد سلسلہ عالیہ صابریہ قطب العالم حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے شیخ کی وصیت و

نصیحت کے مطابق تمام نعمت باطنی عطا فرما کر آپ کو آپ کے عظیم والد گرامی کی جگہ پر اپنا نائب و قائم مقام بنا کر بٹھا دیا۔

صورت مثالی اور وجود مکتب ☆: ایک دن آپ اپنے گھر میں اپنے اہل خانہ کے ہمراہ سوئے ہوئے تھے کہ رات کے وقت آپ کی حرم جاگیں آنکھ کھلی تو کیا دیکھا کہ آپ بستر پر سوئے ہوئے ہیں مگر دوسری طرف اپنے مصلے پر عبادت و ریاضت میں موجود و مصروف ہیں۔ ایک وقت میں دو جگہ پر دیکھ کر وہ گھبرا گئیں اور بے ساختہ ڈر کے مارے چیخ نکل گئی۔ جس کی وجہ سے آپ سوئے ہوئے بیدار ہوئے تو ایک ہی صورت رہ گئی۔

اس کے بعد آپ نے اہل خانہ کو اس راز سے پردہ فاش کرنے سے منع فرما دیا۔ اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ جو سالک عالم ملکوت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے مرنے کے بعد حق تعالیٰ اسے ایک جسم مثالی عطا فرما دیتے ہیں کہ اس کی روح اس کے جسم کے مرکب پر سوار ہو کر ملأ اعلیٰ پر ارواح قدسیہ کے ساتھ میل جول کر سکے۔ جب ایک سالک عالم جبروت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو موت کے بعد اُسے ایک ہیکل نورانی یعنی (نورانی جسم) عطا فرماتے ہیں اور اس مقام سے سالک کو مرنے کے بعد وہی قدرت ہوتی ہے جو جسم خاکی کے ساتھ ظاہری حیات کے وقت ہوتی ہے۔ لیکن سالک مرتبہ ملکوت کو یہ قدرت حاصل نہیں ہوتی۔ جب سالک مقام لاہوت سے واصل ہو جاتا ہے تو موت و حیات اس کے لئے یکساں ہو جاتی ہیں۔ اُسے اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ جس شکل و صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے اور ایک ہی لحہ میں خواہ وہ حیات ہے یا ممات اگر چاہے تو ایک سو مقام ہو بلکہ ہزار مقام پر یا اس سے زیادہ مقام پر بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور لوگوں سے باتیں کر سکتا ہے۔ مگر یہ ایک راز ہے جسے ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ واضح رہے کہ کسب کمال سے یہ صورت مثالی حاصل ہوتی ہے۔

صوفیاء کی اصطلاح میں اسے وجود مکتب کہتے ہیں۔

الغرض قصہ مختصر یہ کہ: آپ سے بے شمار خرق عادات ظاہر ہوئیں۔ اور بڑے ہی کمال اور جاہ و جلال سے لباس فقر میں آپ نے شادی کی بعد اس کے اپنے انتقال مکانی سے قبل اپنے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ پیر چشتی صابریؔ کے حوالے امانت پیران چشت کی اور اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ جبکہ چھوٹے صاحبزادے حضرت شیخ منصور کو بھی خرقہ خلافت عطا فرما کر باطنی اسرار و رموزان کو بھی منتقل کئے اور وصال با کمال فرما کر راہی ملک عدم ہوئے۔

حضرت شیخ دوست محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: سلطان العاشقین دلیل الکاملین، برہان الواصلین، حضرت شیخ دوست محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نادر روزگار اولیائے کبار سے ہیں۔

آپ شیخ المشائخ عارف ربانی حضرت خواجہ شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری مرید وخلیفہ حضرت شیخ جلال الدین محمود تھانیسری کے تھے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے۔

آپ کے حالات مزید کسی کتاب میں دستیاب نہ ہیں اور نہ ہی تاریخ اور سن وصال اور مزار کی جگہ کے بارے میں کچھ علم نہ ہو سکا۔ جو کہ سلسلہ عالیہ صابریہ کے سوئے ہوئے محققین کیلئے لمحۂ فکریہ ہے۔

بہر حال یہ بات کنفرم ہے کہ آپ کا وصال ۱۰ویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا اور مزار پُر انوار لاہور ہی میں ہے۔

حضرت شیخ عبدالغفور چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام ربانی، مرشد لاثانی، شیر یزدانی، نور محض در طلسم جسمانی حضرت شیخ عبدالغفور چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مشاہیر اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ ابتدائی زمانہ میں سپہ گری اور ملازمت کرتے تھے۔ ایک دن بازار میں کھڑے تھے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ کے مکتوبات کا ایک جزو لے کر کھڑا ہوا تھا کہ آپ نے اس سے کتاب لے کر مطالعہ شروع کیا اور اس میں دنیا اور اس کی مذمت کا بیان تھا۔ اس کو پڑھتے ہی آپ کے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہی اور سارا مال واسباب راہ حق میں دے کر خلوت نشین ہو گئے۔ اور یاد حق میں مشغول ہو گئے۔

ایک رات خلوت میں بیٹھے تھے کہ سامنے کی دیوار پھٹ گئی اور وہاں سے ایک سوار نمودار ہوا۔ جس نے آپ سے کہا اسلام علیکم یا سراج العارفین یہ کہہ کر دوسری طرف یعنی مشرق کی دیوار سے نکل گیا۔ اسی طرح چالیس ابدال مقابل کی دیوار سے آئے اور سلام کر کے مشرق کی دیوار سے نکل گئے۔ آخری آدمی نے کہا کہ آپ کیوں بیٹھے ہیں اٹھیں اور مردان خدا کا دامن پکڑیں۔ کیونکہ یہ کام خود بخود نہیں ہوتا۔ اسی روز آئے آپ کے دل میں حق سے آگاہی پیدا ہوئی۔ اور دوسرے دن باہر نکل کر تلاش شیخ میں جابجا پھرنے لگے۔ ادھر حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کو کشف باطن سے اس بات کا علم ہو گیا۔ اور ایک خط لکھ کر ایک درویش کو دیا اور فرمایا کہ فلاں مقام پر ایک شخص اس حلیہ کا تلاش شیخ میں پھر رہا ہے یہ خط اس کو پہنچا دو اور اسے ہمارے پاس لے آؤ۔ درویش خط لے کر اس علاقے میں گیا اور آپ کو تلاش کر کے خط دے دیا۔ آپ نے جب خط کو دیکھا تو پہلا شعر یہ تھا:

چنگ در حضرت خداود لا   آنچہ او نیست پشت پازدہ

ترجمہ ☆: تم نے خدا کے دامن میں ہاتھ ڈالا ہے اور غیر اللہ پر لات ماری ہے۔ یہ پڑھتے ہی فوراً حالت دگرگوں ہو گئی اور وہاں سے گنگوہ شریف کی جانب روانگی فرمائی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ قطب العالم مجدد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر عبادت وریاضت ومجاہدہ میں مصروف رہ کر اپنے شیخ سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ حضرت قطب العالم نے خرقہ خلافت عطا فرما کر آپ کو اپنے وطن اعظم پور روانہ فرما دیا۔

اور یہ بھی وصیت فرمائی تمہیں نعمت باطنی کا ایک حصہ ایک مجذوب سے ملنا ہے۔ جو فرقہ ملامتیہ سے تعلق رکھتا ہے وہ قصبہ ھتنا ور

میں رہتے ہیں وہاں جا کر اپنا حصہ اُن سے لے لینا۔

مجذوب کی خدمت میں حاضری ☆: آپ جب اپنے گھر اعظم پور پہنچے تو چند روز قیام فرما کر حضرت شیخ کے فرمان کے مطابق قصبہ ھتنا ور تشریف لے گئے اور اس مجذوب کو دیکھا کہ شراب کی صراحی ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں۔ آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص خلاف شرع کام کر رہا ہے مجھے کیا نعمت دے گا۔ چنانچہ وہاں سے روانہ ہو کر قصبہ کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور جا کر سو گئے۔ دل میں ارادہ یہ تھا کہ نماز کے بعد واپس اعظم پور چلا جاؤں گا۔ اتفاقاً نیند کی حالت میں آپ کو احتلام ہو گیا۔ اور غسل کی نیت سے غسلخانہ میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر گھڑا شراب سے لبریز ہے اس کے بعد دوسری مسجد میں گئے وہاں بھی تمام مٹکوں اور گھڑوں میں پانی کی بجائے شراب ہی دیکھی۔ اس کے دریائے گنگا پر گئے تو وہاں بھی شراب کے علاوہ کچھ نہ پایا۔ اس لئے آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ سب کچھ اس مجذوب کے تصرف کا نتیجہ ہے۔ ناچار اپنے وساوس سے تائب ہو کر ان کی خدمت میں پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھتے ہی آپ سے فرمایا اگر چہ ہم لوگ ملامتی ہیں لیکن تم عالم ہو تمہیں حدیث نبوی ظُنُّوا الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا (مومن کا گمان نیک ہونا چاہیے) پر عمل کرنا چاہیے اور ہر شخص پر نیک گمان کرنا چاہیے۔ تمہیں یاد نہیں کہ تمہارے پیر دستگیر حضرت قطب العالم کا فرمان کیا تھا۔ آپ نے نہایت ہی عاجزی سے عرض کیا حضرت مجھ سے خطا ہو گئی ہے مجھے معاف فرما دیں۔ مجذوب نے ازراہ کرم آپ پر شفقت فرمائی۔ اور وہ نعمت جو ان کے پاس باطنی طور پر تھی۔ وہ امانت آپ کے سپرد کر دی۔ اس کے بعد آپ واپس اعظم پور آ کر عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور تربیت مریدین میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے حسن تربیت سے بہت سے لوگ مرتبہ تکمیل و ارشاد کو پہنچے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال دسویں صدی ہجری کو اعظم پور انڈیا میں ہوا۔ مزار پُر انوار بھی اعظم پور میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مخدوم شیخ قطب الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مخدوم الاولیاء، شیخ الاصفیاء، امام الاولیاء، پیکر اخلاص و وفا، حضرت مخدوم شیخ قطب الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اس طائفہ صوفیاء کے محبین اور محبوبین میں ہوتا ہے۔ آپ شان کریم و عظیم، طبع کریم، لطف عمیم اور حالت مستقیم کے مالک تھے۔ آپ بڑے عبادت گزار اور مرد مجاہد تھے اور سلوک کی تمام منازل طے کر کے مسلک تجرید میں گامزن ہو کر آپ نے حرمین شریفین کا سفر اختیار کیا اور مختلف شہروں کی سیر کرتے ہوئے متعدد مشائخ وقت کی صحبت سے مشرف ہوتے ہوئے واپس وطن تشریف لا کر تربیت مریدین میں مصروف مشغول ہو گئے۔

آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت شیخ پیر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کے زیر سایہ منازل سلوک طے کر خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے اور درجہ کمال کو پہنچے۔ مشہور صوفی بزرگ جناب شیخ معروف مجذوب جو قصبہ ہانی کے رہنے والے تھے آپ کے مرید خاص تھے۔

حضرت مخدوم پاک کی خدمت میں حاضری ☆: آپ آخری مرتبہ جب کلیر شریف گئے تو آپ نے کلیر شریف میں حضرت مخدوسیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پرفتوح سے اکتساب فیض کیا۔ اس دوران ایک دن حضرت مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا۔ کہ اب تمہارا اجل کا وقت قریب آ گیا ہے لہٰذا اپنے گھر واپس چلے جاؤ۔ اور اپنی ہڈیوں کو اپنے اجداد کے پہلو میں رکھو آپ نے عرض کیا کہ حضور میرے آباؤ اجداد کی عمریں تو بہت دراز تھیں۔

مجھ سے کیا غلطی ہو گئی کہ پچاس ساٹھ سال کی عمر میں جا رہا ہوں۔ حضرت مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اپنی عمر کے بیس سال رحمت خان کو دیئے ہیں۔ لہٰذا جاؤ اپنے مشائخ کی امانت کو امانت داروں کے سپرد کر کے فراغت حاصل کرو۔ امانت دار سے مراد آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ حمید الدین ہیں۔

اپنی عمر کے بیس سال رحمت خان کو دینے کا واقعہ ☆: رحمت خان جو بادشاہ جلال الدین اکبر کا مقرب خاص تھا اور آپ کا مرید بھی تھا۔ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گیا۔ آپ اس کی عیادت کو گئے تو دیکھا کہ وہ سخت پریشان اور تکلیف میں مبتلا تھا۔ آپ کو اس کی حالت دیکھ کر بہت رحم آیا اور زبان ترجمان سے فرمایا کہ میں نے اپنی عمر میں سے بیس سال رحمت خان کو دیئے۔ اور بارگاہ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

رب کریم نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور رحمت خان بالکل شفایاب ہو گیا۔ حضرت شیخ قطب الدین اس بات کو بھول چکے تھے۔ جب حضرت مخدوم پاک نے آپ کو یاد دلائی تو آپ نے حضرت مخدوم سے عرض کیا حضور اب میری عمر میں کتنے دن باقی ہیں۔ تو حضرت مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا کہ صرف تین ماہ باقی ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت شیخ قطب الدین فوراً گھر پہنچے اور خرقۂ خلافت اور امانت مشائخ چشت اہل بہشت اپنے فرزند ارجمند شیخ حمید الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سپرد کی اور تین ماہ کے بعد بفرمان حضرت مخدوم پاک آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کے وصال باکمال کے سن اور تاریخ کے بارے میں اہل فن اور مورخین خاموش ہیں بہرحال آپ کا مزار پُر انوار ردولی شریف ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ اغلب خیال ہے کہ آپ کا وصال دسویں صدی ہجری میں ہوا۔

حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مخدوم ملت اسلامیہ، مخصوص بعنایات رسول عربی، متصرف ولایت شرقی وغربی، متعلم مکتب خانہ ام الکتاب، معلم مدرسہ یہدی بہ اللہ من اناب، بدانش ملک شریعت راانتظام حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد چشتی صابری فاروقی رحمتہ اللہ علیہ وقت کے اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ حضرت شیخ سرہندی مجدد الف ثانی امام ربانی حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے والد گرامی اور فاروقی النسل حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ آپ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خانقاہ معلیٰ گنگوہ شریف جب حاضر ہوئے تو روئے تاباں جناب حضرت شیخ رکن الدین جو کہ قطب عالم کے عظیم فرزندار جمند ہیں پر پڑی تو فریفتہ ہو کے رہ گئے۔ اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد از تکمیل مجاہدات ومنازل سلوک کے انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ تحفۃ الابرار میں ہے کہ حضرت شیخ رکن الدین نے اپنے والد گرامی کے حکم سے آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا تھا۔ اور اجازت خانوادۂ قادریہ وچشتیہ صابریہ آپ کو عطا کی تھی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۷۷ برس کی عمر شریف میں ۱۰۰۷ھ بمطابق ۱۵۹۹ء کو ہوا۔ مزار پرانوار سرہند شریف انڈیا پنجاب میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت شیخ نظام الدین چشتی صابرؔی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: صاحب فضل وکمال وکشف وکرامات کا عارف حق، ہمہ صفت موصوف حضرت شیخ نظام الدین چشتی صابرؔی رحمۃ اللہ علیہ مصدر جود یزدانی ہیں۔

مشائخ وقت میں آپکا بہت بلند مقام تھا۔ دور دور تک آپکی ولایت کا شہرہ تھا۔ ہمہ وقت مخلوق خدا دادرسی اور اپنی حاجات برآری کے لئے آپ کے پاس جمع رہتی۔ آپ انتہائی راست گو انسان تھے۔ آنے والوں سے وجہ اللہ پیار اور شفقت فرماتے تھے۔ فقر و فاقہ اور ترک وتفرید میں اپنے اسلاف کا نمونہ تھے۔ آپ اپنے والد گرامی حضرت عثمان زندہ پیر چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ اور جانشین تھے۔

جب آپ کے والد گرامی کا وصال باکمال ہوا تو شہر کے امرا اور صوفیا نے آپکے بڑے بھائی شیخ کمال الدین کے سر پر دستار باندھ کر سجادہ نشین مقرر کرنا چاہا تو آپکے بڑے بھائی شیخ کمال الدین نے انکار کر دیا اور دستار لیکر خود اپنے ہاتھ سے اپنے چھوٹے بھائی شیخ نظام الدین چشتی صابرؔی بن حضرت شیخ عثمان زندہ پیر بن شیخ عبدالکبیر علیھم الرحمۃ کے سر پر دستار مبارک باندھی اور سجادہ نشین مقرر فرما دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۸ <u>۱۰ ۱</u> ہجری ۱۰۶۹ء کو ہوا۔ مزار پر انوار پانی پت انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں آج بھی اہل عقیدت سرِ نیاز خم کر کے منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔ حضرت مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ لکھی

چوں نظام الدین دو جہاں	از جہاں آخر بجنت شد مقیم
سال ترحلیش چو جستم از خرد	شد عیاں مخدوم محبوب کریم

حضرت پیر سید اللہ داد شاہ بخاری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : اولادِ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، فخر السادات بخاری، شہباز طریقت حضرت پیر سیّد اللہ داد شاہ بخاری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ۹۶۲ھ میں اپنے وقت کے عظیم بزرگ حضرت پیر سیّد فتح اللہ شاہ علیہ الرحمۃ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی حضرت پیر فتح اللہ شاہ کو حکومت وقت کی تائید وحمایت واعانت کی وجہ سے خان کا خطاب ملا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے سرکاری کاغذات اور ریکارڈ محکمہ مال میں آپ کا نام نامی اسم گرامی خان فتح اللہ خان درج تھا۔ اور آپ اسی نام سے مشہور تھے۔

حضرت شاہ جیونہ بخاری سے تعلق و مراسم ☆ : حضرت سید فتح اللہ شاہ علیہ الرحمۃ کے ضلع جھنگ کی معروف روحانی شخصیت حضرت سید محبوب عالم شاہ المعروف شاہ جیونہ بخاری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سے خاندانی قربت کے علاوہ ذاتی طور پر بھی گہرے مراسم تھے، یہی وجہ تھی کہ حضرت شاہ جیونہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی حقیقی ہمشیرہ کا عقد حضرت پیر سید فتح اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ سے ہوا۔ اور انہی قابل احترام عابدہ، زاہدہ، عارفہ اور کاملہ خاتون کے بطن مبارک سے آپ حضرت پیر سیّد اللہ داد شاہ بخاری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۹۶۲ھ کو ہوئی۔

تعلیم و تربیت بیعت و خلافت ☆ : حضرت پیر سیّد اللہ داد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت آپ کے ماموں حضرت پیر سیّد محبوب عالم شاہ المعروف شاہ جیونہ صابری رحمتہ اللہ علیہ کی سرپرستی میں اُنہی کے گھر پر ہوئی۔ اور انہی کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ صابریہ میں آپ بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعدازاں منازل سلوک کی تکمیل پر شیخ کامل نے آپ کو خرقہ خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد اور فائز المرام کیا۔

سیرت و کردار ☆ : آپ بڑے ہی نیک متقی و پرہیزگار اور اپنے اسلاف کی تعلیمات و معمولات پر سختی سے کاربند رہتے تھے۔ نماز پنجگانہ، تہجد دیگر نوافل اور اپنے شیخ کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کو ہر حال میں مکمل اور پورا فرماتے۔ اور پابندی سے اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ لنگر آپ کا وسیع اور دراز تھا۔ آپ صاحب کشف و کرامات اور یگانہ روزگار شخصیت تھے۔ علاقہ بھر میں آپ کو ہر سطح پر احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ مغل حکمران ہمیشہ آپ کی تائید وحمایت اور آپ سے مشورے چاہتے تھے۔

وصال باکمال ☆ : ۱۰۲۶ھ بمطابق 1617ء میں آپ کا وصال باکمال ہوا۔ آپ کا مزار پُرانوار قصبہ پیروالا تحصیل و ضلع جھنگ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمانی سے منور کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں تقریباً ۱۹۶۸ء کی دہائی میں آپ کی اولاد پاک سے جناب محترم فخر السادات سیّد نسیم اصغر اور جناب سیّد علی رضا شاہ بخاری وغیرہ اپنے علاقہ میں بہت صاحب اثر ہوئے ہیں۔ آج کل ان کی اولادیں اپنے اجداد کا یہ چراغ روشن کئے ہوئے ہیں۔

حضرت شیخ محمد جمال چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے عشق ومستی بجق رب ذوالجلال، آئینہ معرفت وکمال، صاحب کشف وکرامت وحال حضرت شیخ محمد جمال چشتی صابریؔ ثمہ کاچھوی رحمتہ اللہ علیہ ولی بے مثال وباکمال ہیں۔آپ موضع کاچھوضلع کرنال کے زمیندار طبقہ سے متعلق ہیں۔کھیتی باڑی آپ کا معمول خاص تھا۔ایک دن اپنے کھیتوں میں ہل چلارہے تھے کہ غیب سے ندا آئی کہ اے جمال تم اس کام کے لئے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ تم ہمارے مشاہدے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔لہٰذا تم فوراً گنگوہ شریف پہنچو اور حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دے کر اپنے اصلی کام میں مشغول ہو جاؤ۔

بیعت وخلافت ☆: آپ غیبی آواز سن کر غفلت سے بیدار ہوئے اور سب کچھ چھوڑ کر جلدی جلدی گنگوہ شریف پہنچے اور حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مستفیض ہو کر ان کے قدموں میں سر رکھا اور بیعت کے لئے درخواست کی۔ مرشد کامل نے بیعت سے مشرف فرمانے کے بعد آپ کو بھینسوں کی خدمت پر مامور فرمادیا۔آپ کافی مدت تک اس خدمت کو سرانجام دیتے رہے۔ایک دن حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ داؤد چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا اے جمال تم یہاں بھینسوں کی خدمت کے لئے نہیں آئے بلکہ طلب حق کے لئے آئے ہو اور اس کے لئے تم نے اپنا گھر بار مال ومتاع ہر چیز قربان کر دی ہے۔لہٰذا تمہیں اپنے اصلی کام میں مشغول ہو جانا چاہیے۔آپ اس بات سے متاثر ہوئے اور حضرت شیخ کی خدمت میں جا کر عرض کیا حضور مجھے شغل باطن تلقین فرمادیں تاکہ میں اس میں مشغول ہو جاؤں۔

حضرت شیخ محمد صادق علیہ الرحمۃ نے آپ کو طلب حق میں صادق پا کر دریافت فرمایا کہ تجھ کو کس چیز سے محبت ہے۔آپ نے عرض کیا حضور میرے گھر میں ایک بھینس ہے جسے میں تمام بھینسوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ نے آپ کو ذکر جہر تلقین فرمایا اور نماز معکوس کا طریقہ بتا کر حکم دیا کہ ایک چلہ مکمل کرو۔اور اس کے اندر رات دن ذکر جہر اور نماز معکوس میں باری باری مشغول رہو۔اور تصور اس بھینس کا رکھو۔کیونکہ تمہارے کام کی کشائش اس میں ہے۔

شیخ کامل حکیم حاذق کی مانند ہوتا ہے ☆: جاننا چاہیے کہ شیخ کامل حکیم حاذق کی مانند ہوتا ہے اور مریدین اور مریض کی مانند ہیں۔حکما بیمار کی نبض دیکھ کر جو دوائی جس مریض کے لئے مفید ہوتی ہے وہی دوا اسے دیتے ہیں تاکہ صحت کاملہ حاصل ہو جائے۔

محققین عارف حضرات فرماتے ہیں کہ بعینہٖ مرشد کامل کو بھی چاہیے کہ وہ آنے والے سالک کی اندرونی حالت کی تشخیص کرے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ اُسے کس چیز سے رغبت و اُنس ہے۔ مثلاً اگر کسی کو اپنے بیٹے سے محبت ہے اور وہ اس کے عشق میں شیدا ہے تو بیٹے کا جمال اس کی نظروں میں شیخ کے جمال سے زیادہ محبوب ہوگا۔ اس لئے شیخ کو چاہیے کہ اُسے اپنے تصور کی بجائے اس بیٹے کے تصور کا حکم کرے جس کی محبت میں وہ گرفتار ہے اور اس تصور میں اُس سے اذکار و اشغال کرائے۔ ان اذکار و اشغال کی برکت سے اسے مجاز سے کھینچ کر حقیقت کی طرف لایا جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جو جمالِ گل و چمن پر عاشق ہے۔ شیخ اسے اپنے تصور کی بجائے اس کا تصور کرائے گا۔ کیونکہ جس خوبی سے کام گل و چمن کے تصور میں ہو سکتا ہے وہ شیخ کے تصور میں نہیں ہو سکتا۔ جب وہ اس کام میں پختہ ہو جائے تو پھر رفتہ رفتہ اُسے مجاز سے نکال کر حقیقت کے ساتھ وابستہ کرنا بہت آسان ہو جائے گا۔

الغرض حضرت شیخ محمد صادق کے فرمان کے مطابق آپ نے ایسی خلوت اختیار کی کہ چالیس روز تک نہ کمرے سے باہر آئے نہ ہی کسی اور کی طرف توجہ کی اپنے شیخ کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف اور ذکر و فکر اور ذکر بالجہر میں اس قدر مشغول رہے کہ ایک ہی چلہ (یعنی چالیس یوم) میں کام مکمل ہو گیا۔

جب چلہ کی مدت پوری ہوئی تو حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ نے دروازہ پر آ کر دستک دی اور فرمایا شیخ جمال دروازہ کھولو۔ آپ نے بحکم شیخ دروازہ کھولا تو شیخ کامل نے فرمایا کہ باہر آ جاؤ اس لئے کہ تمہارا کام مکمل ہو چکا ہے۔ آپ نے عرض کیا حضور باہر کیسے آؤں دروازہ چھوٹا ہے اور میرے سینگ بڑے ہیں۔ یہ سن کر حضرت شیخ نے آپ کا بازو پکڑ کر باہر کی جانب کھینچا اور باہر نکال لیا۔

اس کے بعد تین یوم تک خلوت میں بٹھا کر حقیقت توحید سے آگاہ فرمایا۔ حتیٰ کہ آپ کی نظر میں وجود واحد کے سوا کچھ نہ چھوڑا اور ایک نظر میں اسے عالم بے کیف و اطلاق میں پہنچا دیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ جمال کو مرتبہ بے رنگی نماز معکوس میں حاصل ہوا۔ بعض حضرات کو یہ مقام ذکر و نفی اثبات سے حاصل ہوتا ہے۔ بعض کو شغل بہونکم سے اور بعض کو شغل سہہ پایہ سے حاصل ہوتا ہے۔

الغرض جب حضرت شیخ جمال چشتی صابری کا چھوی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ کمال کو پہنچے تو مرشد کامل حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر کا چھو کی طرف روانہ فرما دیا تا کہ وہاں کے لوگوں کی رشد و ہدایت کا کام سنبھالیں۔ وہاں پہنچ کر آپ نے خلق خدا کی رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیا۔ بہت سے بے راہوں کو راہ ہدایت ملی بہت سے گمراہوں کو آپ کی برکت سے صراط مستقیم ملی اور بہت سے مرتبہ کمال کو پہنچے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۲۹ھ کو موضع کا چھو جو کہ کرنال سے غربی جانب پانچ میل کے فاصلے پر انڈیا میں ہوا۔ وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے بعد آپ کے جانشین ایک مغل ہوا۔ جو کہ آپ کا مرید خاص اور بلند مرتبہ ولایت پر فائز تھا۔

حضرت شیخ سید عتیق اللہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، پروردہ نگاہ لطف رسول مدنی، امام الاولیاء حضرت شیخ سید عتیق اللہ چشتی صابریؔ جالندھری رحمتہ اللہ علیہ اولیاء کبار سے ہیں۔ آپ صحیح النسب سادات جالندھر سے ہیں۔ آپ کی وجہ سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو بہت تقویت اور فروغ ملا ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور لاتعداد گمراہوں کو راہ ہدایت ملی۔ آپ جامع الصفات وکمالات اور صاحب کشف وکرامات بزرگ ہوئے ہیں۔ تمام عمر خدا اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع میں گزاری۔ درس وتدریس میں ممتاز اور یکتا تھے۔ بڑے بڑے نامور شیوخ آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ جن میں سید عبدالرشید چشتی صابریؔ جالندھری اور شاہ بہلول برکی خلیفہ حضرت شاہ میراں بھیکھ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ شامل ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال سن ایک ہزار ایک سو اکتیس ۱۱۳۱ھ بمطابق ۱۷۱۸-۹ء میں ہوا۔ مزار پُرانوار جالندھر انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت سید علیم اللہ چشتی صابریؔ جالندھری علیہ الرحمۃ آپ کے جانشین وخلیفہ اکبر ہوئے ہیں جن کی وجہ سے سلسلہ کو بہت تقویت پہنچی ہے۔

حضرت شیخ حمید الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: منبع فیوض وکمالات، جامع الحسنات و برکات، ولی مادرزاد حضرت شیخ مخدوم حمید الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے زمانہ اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ کے بارے میں حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو آپ کے جد اعلیٰ ہیں نے آپ کی ولادت باسعادت سے قبل ہی فرما دیا تھا کہ میری ساتویں پشت سے جو ولی پیدا ہوگا وہ بعینہٖ میری طرح ہوگا اور قطب الوقت ہو گا۔ آپ اپنے زمانے کے مشائخ میں منفرد اور بلند و بالا مقام رکھتے تھے۔ مشائخ وقت آپ کی تعظیم بجالاتے تھے۔

بیعت وخلافت☆: آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت شیخ قطب الدین چشتی صابری بن شیخ پیر بن شیخ بڈھ بن شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عارف بن شیخ احمد عبد الحق ردولوی چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ آپ تمام کمالات انسانی سے آراستہ اور علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ اپنے والد گرامی حضرت شیخ قطب الدین صابری علیہ الرحمۃ کے وصال کے تیسرے روز جب خرقہ خلافت زیب تن کر کے مسند نشین ہوئے تو لوگوں نے بیعت لینے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا بھائیو! ابھی تک میں نے اپنا آپ نہیں پہچانا۔ دوسروں کا ہاتھ کیسے پکڑ کر سکتا ہوں۔ اس کام کی اصل دیانت ہے۔ اس لئے اس وقت اگر میں لوگوں کو بیعت کرنے کی جرأت کروں تو دیانت کے خلاف ہوگا۔ اس کے بعد ایک سال تک کے لئے آپ حجرے کے اندر پابند ہو گئے اور اس دوران آپ عبادت وریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ ایک سال کے دوران کھانے پینے کی طرف توجہ نہ کی جب کھانے کی یا گوشت وغیرہ کی خوشبو آتی تو بے قرار ہو جاتے تھے۔

اس دوران عالم باطن سے آپ کو اس قدر انس ہو گیا تھا کہ اہل عالم کی شکل تک دیکھنا پسند نہ تھا۔ آپ نے حضرت مخدوم شیخ احمد عبد الحق ردولوی صابری علیہ الرحمۃ کے نقش قدم پر سلوک طے کیا۔

اس کے بعد آپ تربیت مریدین اور ہدایت خلق خدا کی طرف متوجہ ہوئے۔ لیکن جو عبادت وریاضت آپ نے شروع کی تھی قبر تک اس پر کاربند رہے۔ بلکہ آخری عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ اکثر تفسیر زاہدی کا مطالعہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا مشرب عشق و محبت اور ذوق و شوق تھا۔ اور ہر وقت کلمات توحید آپ کی زبان پر رہتے تھے۔ خواجگان چشت کے طریقہ کے مطابق آپ کو سماع کا بے حد شوق تھا۔ اور خوش الحان قوال ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ قوالی میں اکثر دیوان مغربی حضرت بوعلی شاہ قلندر کا کلام اور خواجہ حافظ شیرازی کی غزلیں پسند کرتے تھے۔ دوران سماع کبھی کبھی آپ پر وجد طاری ہو جاتا تھا اس دوران آپ

قوالوں کو بہت روپیہ نذرانہ پیش کرتے تھے۔

اگرچہ آپ کو نذرانے اور فتوحات بے بہا ملتے تھے مگر باوجود اس کے آپ کا لنگر اس قدر وسیع اور دراز تھا کہ آمدن سے زیادہ آپ کا خرچ تھا۔ آپ کو خدا نے کشف قلوب اور کشف القبور میں کمال عطا فرمایا تھا۔ صاحب ''مرآۃ الاسرار'' حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس فقیر کو بھی آپ کے ہاں ایک خلوت نصیب ہوئی ہے۔ آپ روزانہ شیخ عبدالرحمٰن چشتی کے ہاں تشریف لے جاتے اور شیخ عبدالرحمٰن چشتی پر جو کچھ بھی باطنی انوار و تجلیات وارد ہوتیں وہ آپ کے سامنے بیان کر دیا کرتے تھے۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودلوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے عالم معاملہ میں اس فقیر کو بتا دیا تھا کہ میرا بیٹا شیخ حمید قطب الوقت ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب یہ فقیر خلوت سے باہر آیا تو آپ نے خرقہ خلافت اور امانت پیران چشت اہل بہشت مجھے عطا فرمائی اور فقیر کے حال پر بہت توجہ فرمائی۔ اور فرمایا کہ عبدالرحمٰن تمہیں جو کچھ ملا ہے وہ سب شیخ احمد عبدالحق ردولوی کی توجہ اور حکم سے ملا ہے۔ کیونکہ ہمارے مشائخ کا سلسلہ تجھ سے روشن ہوگا۔ اس وقت خواجگان چشت اہل بہشت کی ولایت تمہارے سپرد کر دی گئی ہے۔ اب اپنے گھر میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ولایت تقسیم کرتے رہو اور تجھے یہ کام مبارک ہو۔ اس عنایت بے پایاں کا میں کیسے شکر ادا کروں۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال جہانگیر بادشاہ کے عہد میں دو جمادی الاول ۱۰۳۲ھ بمطابق ۱۶۲۰ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار ردولی شریف ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں پر دن و رات اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالسلام المعروف شاہ اعلیٰ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، ولی العصر، شیخ زمانہ، مرشد یگانہ، حضرت شیخ عبدالسلام بہ ملقب حضرت شاہ اعلیٰ چشتی صابری پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ ۸۹۰ھ مادہ تاریخ ولادت از سیر الاقطاب ''فیاض'' نکلتا ہے جو کہ اپنے زمانے کے عظیم روحانی پیشوا حضرت شیخ نظام الدین بن شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابری علیہ الرحمۃ پانی پتی کے فرزندار جمند اور حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء کی اولاد سے ہیں۔ آپ نے اپنی ظاہری و باطنی تکمیل کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ نظام الدین بن حضرت شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کی اور اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی جو کہ اپنے عہد کے بڑے عارف کامل ہیں ان سے بھی خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ چنانچہ کسی نے ان کے حق میں بہت خوبصورت شعر کہا۔

نظامش پیرو ہم پدرش نظام است — نظام دوجہاں روئے تمام است

آپ کے ایک مرید اللہ دیا نے آپ کے ملفوظات اور حالات واقعات پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''جواہر اعلیٰ'' ہے اس میں اس نے لکھا کہ آپ کا اصل نام عبدالسلام ہے مگر حضرت شیخ نظام الدین نارنولی نے آپ کو شاہ اعلیٰ کا خطاب دیا۔ اور اسی نام سے آپ نے شہرت پائی۔

نوکری کے دوران طلب حق ☆: سیر الاقطاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت شاہ اعلیٰ ابتدائی دور میں بابر کے ایک امیر خاندان کی نوکری کرتے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد تیر اندازی میں آپ نے بہت شہرت پائی جس سے تمام فوج میں ممتاز اور یکتا نظر آتے تھے۔ مگر دل تھا کہ طلب حق میں بے چین دن و رات کی بے چینی کے باعث آخر آپ نے فوج کی نوکری کو خیر باد کہا اور اپنے وطن پانی پت پہنچ کر والد گرامی سے دلی طبیعت کی کیفیت بیان کیا۔ تو انہوں نے حکم دیا کہ آپ شمس الارض حضرت خواجہ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار کے ساتھ حجرے میں بیٹھ کر عبادت و ریاضت کریں۔ چنانچہ آپ حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار پُرانوار پر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ ابھی چالیس دن میں بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی باطنی طور پر تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہارا باطنی حصہ میرے پاس ہے لہٰذا تم میرے پاس نارنول میں آؤ۔ چنانچہ آپ اسی بیخودی کے عالم میں گرتے پڑتے نارنول پہنچے اور حضرت شیخ نظام الدین نارنولی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر شاہ اعلیٰ کے خطاب سے نواز کر رخصت کیا۔

کشف و کرامات ☆: کتاب جواہراعلیٰ میں شیخ اللہ دیا آپ کا مرید خاص رقم طراز ہے کہ ایک بار میں نے حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں نذر مانی کہ اگر میرا کام ہو گیا تو میں نذر پیش کروں گا۔ خدا کے فضل و کرم سے میرا کام میری مرضی کے عین مطابق ہو گیا تو ایک دن وہ نذر پوری کرنے کے لئے میں حضرت پیر عبدالسلام بہ ملقب شاہ اعلیٰ اپنے پیرو مرشد کو لے کر حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے مزار کی طرف چل دیا۔ کہ راستے میں ایک دم شدید بارش آ گئی۔ میں کچھ فکرمند ہوا تو آپ نے فرمایا فکر نہ کرو بارش تم پر نہیں برسے گی۔

پھر ہوا بھی ایسے ہی کہ بارش ہم سے دس دس قدم دور فاصلے پر ہوتی رہی لیکن ہم پر ایک قطرہ بھی نہیں گرا۔ اس طرح ہم بحفاظت و بخیریت حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے دربار میں پہنچ گئے۔ ہم نے وہاں دیگیں پکوائیں۔ انہیں تقسیم کیا گیا لیکن اتنی زوردار بارش کے باوجود ہم پر ایک قطرہ بارش کا نہیں گرا حالانکہ چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔

کرامت نمبر۲ ☆: سیدالاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ اعلیٰ کے مریدوں میں سے ایک شخص نے سونے کی کچھ اشرفیاں چمڑے کے تھیلے میں ڈال کر اپنے حجرے میں دفن کر دیا۔ چند مہینوں کے بعد جب اسے ضرورت پیش آئی تو اس نے اشرفیاں تلاش کیں۔ زمین کھودی گئی لیکن وہاں اشرفیوں کا نام و نشان بھی نہ ملا۔ بالآخر تھک ہار کر حضرت شاہ اعلیٰ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس کی بات سن کر آپ بذات خود اس کے گھر تشریف لے گئے۔ ابھی اس کے گھر پہنچے ہی تھے کہ اچانک ایک جگہ پر (کسی) مار کر فرمایا اس جگہ کو کھودو تمہارا خزانہ یہاں دفن ہے۔ چنانچہ اس شخص نے وہاں سے زمین کھودی تو اسے چمڑے کے تھیلے میں پڑی ہوئی اشرفیاں وہاں سے مل گئیں۔ جنہیں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور عرض کرنے لگا حضور میں نے یہ اشرفیاں اپنے حجرے میں دفن کیں تھیں۔ لیکن اب یہ راستے میں برآمد ہو رہی ہیں۔ خدا معلوم کیا راز ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اسرار الٰہی ہے۔ ان کا انکشاف نہیں کیا جا سکتا۔

کرامت نمبر۳ ☆: آپ کی خانقاہ میں ایک کنواں ہے جو آپ نے خود کھودا تھا۔ جب وہ مکمل ہو گیا تو اس کا پانی کھارا نکلا۔ مریدین نے آپ کی خدمت میں پانی کے کھارے ہونے کی شکایت کی تو اتفاقاً وہاں ایک شخص چند روٹیاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے دربار سے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت شاہ اعلیٰ نے ان روٹیوں کو اپنے ہاتھ سے توڑا اور کنویں میں ڈال دیا۔ اس کے بعد دعا کی اور فرمایا کہ اب پانی نکالو اور پیئو۔ جب پانی نکالا گیا تو وہ میٹھا تھا اور ٹھنڈا بھی۔

کرامت نمبر۴ ☆: آپ کے وصال با کمال کے چند سال بعد ایک ضعیف عورت جس کا شاہی خاندان سے تعلق اس طرح ہے کہ نورالدین بادشاہ نے اپنی کنیزوں میں سے ایک کنیز اپنے رضائی بھائی نواب مقرب خان کو عنایت کی تھی۔ وہ بی بی نہایت ہی عفت ماب اور قرآن پاک کی حافظہ تھیں۔ نواب اور ان کا تمام خاندان عطیہ سلطانی سمجھ کر ان کی عزت کرتا تھا۔ یہ بی بی نہایت متقیہ اور پرہیزگار تھیں اور نماز پنجگانہ کی پابند تھیں اور امرائے پانی پت کی لڑکیوں کی استانی تھیں۔ دختر نواب مقرب خان دختر دیوان عبدالرحیم اور دیگر لڑکیاں اس خاندان کے دیگر شرفاء کی ان کے پاس قرآن پڑھتی تھیں ان بی بی کے پاس زیور بھی بہت تھا۔ ان کے دل میں خیال

آیا کہ کیوں نہ اس کوفروخت کر کے حضرت شاہ اعلیٰ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا مزار بنوا دیا جائے۔

اس بی بی نے مزار کی تعمیر کا کام شروع کرا دیا۔ دوران تعمیر جو معمار کام کر رہا تھا نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ اعلیٰ اپنی قبر کے سرہانے کھڑے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ عمارت کا جو چبوترہ تم بنوا رہے ہو۔ اس سے ہمارے صندوق کا تختہ ٹوٹ گیا ہے اور ایک اینٹ صندوق میں گر گئی ہے۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ چبوترہ کو گرا دو اور اینٹ کو صندوق سے باہر نکالو اور تختے کو درست کر کے دوبارہ چبوترہ بناؤ۔

صبح ہوئی تو وہ معمار ان نیک بی بی کے پاس ان کے گھر گیا اور رات کا خواب ان کے سامنے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ جس طرح حضرت شاہ اعلیٰ کا حکم ہے اسی طرح کرو۔ چنانچہ وقت مقرر ہوا اور شہر کے بڑے بڑے لوگ جمع ہو گئے۔ چبوترے کی عمارت کو ہٹا دیا گیا اور صندوق کو باہر نکالا گیا تو کیا دیکھا کہ واقعی صندوق کا تختہ ٹوٹا ہوا ہے اور اس کے اندر اینٹ پڑی ہوئی ہے یہ اینٹ حضرت کے زانوں کے نیچے تھی اور آپ کا دایاں پاؤں دراز تھا لیکن بایاں پاؤں اینٹ کی وجہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ کا جسم صحیح سالم موجود ہے۔ آنکھیں اس طرح روشن ہیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ آرام فرما رہے ہیں۔ چنانچہ شہر کے رہنے والے چھوٹے بڑے آپ کی زیارت سے مشرف اور فیض یاب ہوئے۔ صندوق کے تختے کو دوبارہ درست کیا گیا اور عمارت کو از سر نو اس کی بنیاد کو تیار کر کے اٹھایا گیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۲ برس کی عمر شریف میں ۱۰۳۳ھ بمطابق ۱۶۳۱ء کو ہوا۔ آپ کا مزار پُرانوار پانی پت ہندوستان میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے جن میں سے ایک کا نام شاہ منصور دوسرے کا نام شاہ نور تھا۔ ان دونوں کا انتقال آپ کی ظاہری حیات مبارک میں ہی ہو گیا تھا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے شاہ منصور کے بڑے فرزند حضرت شاہ محمد آپ کے وصال کے بعد اپنے دادا کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

سیر الاقطاب کے مصنف نے آپ کی تاریخ وصال ۱۰۳۳ سے ''شاہ اعلیٰ'' نکالی ہے جبکہ خزینۃ الاصفیاء کے مصنف مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کے وصال کی قطعہ تاریخ یہ لکھی ہے:

جناب شاہ اعلیٰ پیر اسلام　　نظام الدین و دنیا شیخ والا
بگو بالغ بخوان غالب بترحیل　　دگر سرور معلیٰ شاہ اعلیٰ

۱۰۳۳ء

حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: متصرف ولایت شرقی وغربی، بدانشی ملک شریعت، وانتظام، قطب دائرہ کائنات، صاحب کشف وکرامات، حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری ثمہ البلخی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اپنے وقت کے مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔

آپ نے ظاہری تعلیم حاصل نہ کی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے بہت نوازا تھا۔ آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں آپ کی مشہور کتاب ریاض القدوس ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے قرآن کریم کی دو شرحیں بھی لکھی ہیں۔ جن میں سے ایک مکہ معظمہ میں لکھی اس کا نام مکی رکھا دوسری مدینہ منورہ میں لکھی اس کا نام مدنی رکھا۔ محققین صوفیا نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ کے مکشوفات محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ میں بڑا تضادت ہے۔ وہ یہ کہ مکشوفات حضرت شیخ نظام الدین کمالات نبوت سے لئے گئے ہیں۔ اور مکشوفات محی الدین بن عربی کمالات ولایت سے ناشی ہیں۔

چونکہ آپ کے خادم اور آپ کے مرید بہت جلد درجہٗ ولایت پر پہنچ جاتے تھے۔ اور اسی واسطے آپ شیخ ولی تراش کے نام سے بھی مشہور ہیں۔

مجاہدہ وریاضت ☆: مولانا محمد اکرمؒ قدوسی محقق سلسلہ صابریہ اپنی کتاب اقتباس الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیرومرشد حضرت جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ سے عرض کیا اگر اجازت ہو تو موافق قاعدہ ریاضت حضرت سیدنا مخدوم پر جان قربان کردوں۔ یا کہ منزل مقصود تک پہنچوں۔ حضرت شیخ جلال الدین نے تحسین فرمائی اور شغل بہونکم اور شغل سہ پایہ تلقین فرمایا۔ اور یہ حکم دیا کہ خلوت میں سہ پایہ اس طرح کرنا چاہیے۔ 9 دفعہ اسم ذات کہہ کر تسبیح کا ایک دانہ ڈالنا چاہیے اور کم از کم دو تسبیحیں ایک سانس میں اس طرح پڑھنی چاہیں۔

چنانچہ حضرت نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے خلوت میں داخل ہو کر باہر سے دروازہ بالکل بند کرا دیا۔ اور شغل سہ پایہ کی منزل میں اس درجہ تک پہنچے کہ ایک سانس میں مع تمام شرائط کے تین سو مرتبہ بلکہ چار سو مرتبہ ادا کرنے لگے۔

ایک ماہ کے بعد ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا سینہ شق ہو گیا اور صحرائے وسیع مانند صحرائے لامکان ظاہر ہوا۔ جس میں سرخ نور بھرا ہوا تھا۔ اس میں ایک صورت چہاردہ سالہ کی سامنے آئی جس کے سر پر گیسو دراز اور سیاہ تھے۔ وہ صورت دائیں بازو پر بیٹھی اور کہنے لگی کہ تجھے کس نے حکم دیا ہے۔ اس قدر مجاہدہ کر کے جان گنوا دے۔ جب آپ نے اس کے یہ الفاظ سنے تو آپ بے ہوش ہو گئے اور گیارہ دن تک

بے ہوش پڑے رہے۔ آخرالامر شہود لا کیف کے درجہ پر پہنچے اور عالم بیرنگی میں ہمرنگ ہو گئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہوں نے ہی آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا اور اپنے کلام اور مریدین کو اپنی حیات ہی میں آپ کے سپرد کر دیا۔

سیرت وکردار ☆: سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں آپ کا خاص مقام ہے۔ آپ عبادت وریاضت زہد وتقویٰ میں بے مثل و بے مثال تھے۔ ہمت واستقلال میں پختہ عزم رکھتے تھے۔ بادشاہ وقت سے ملاقات کم کرتے تھے آپ نے مناسک حج کے دوران مکہ مکرمہ میں تقریباً ۷۰۰ افراد کو اپنی نظر ولایت سے فیض بخشا۔

کشف وکرامت ☆: بلخ میں آپ کی کرامت بہت مشہور ہیں کہ آپ نماز جمعہ اپنی خانقاہ میں ادا فرماتے تھے اور جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے بالکل نہ جاتے تھے۔

علماء ظاہر نے بادشاہ وقت سے شکایت کر دی کہ حضرت شیخ نظام الدین کے اس سبب سے شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہونے لگا اور یہ بات شریعت کے خلاف ہے۔

بادشاہ نے حضرت شیخ نظام الدین کو بلا کر اس کی وجہ دریافت کی حضرت نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں جامع مسجد میں نماز جمعہ اس لئے ادا نہیں کرتا کہ جامع مسجد کا امام رافضی ہے۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ تمام شہر میں غل مچ گیا۔ امام جامع مسجد اور اس کے عزیز دوست مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔ خود امام تلوار لیکر پہنچ گیا۔ ہزاروں آدمی اس کے ہمراہ تھے۔ بادشاہ بلخ بھی وہاں موجود تھا۔ سب کی زبان پر یہ تھا۔ کہ امام جامعہ مسجد رافضی ثابت نہ ہوا تو نظام الدین کو زندہ نہ چھوڑیں گے حضرت نظام الدین نے سر جھکایا اور مراقبہ کیا فارغ ہو کر فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امام کے پاؤں کے موزوں میں شیخین کے نام لکھے ہوئے ہیں۔

چنانچہ امام سے اسی وقت موزے اتروائے گئے اندر سے چمڑا کھولا گیا تو اندر سے ایک کاغذ نکلا جس پر حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام لکھے ہوئے تھے۔ یہ بات دیکھ کر فوراً اہل اسلام نے جذبہ ایمانی رکھتے ہوئے امام جامع مسجد اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۸ رجب المرجب ۱۰۳۶ھ بمطابق 1626ء باختلاف روایت ۱۰۳۵ھ کو ہوا مزار شریف بلخ میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ محمد صادق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مرآۃ جمال بے مثال، فارغ از مستقبل و حال، قطب وحدت، حضرت شیخ محمد صادق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے آپ عبادت و ریاضت میں بے مثال زہد و تقویٰ میں باکمال تھے آپ اپنے مریدوں کی تربیت و تعلیم اور علم سلوک کے بتانے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ اپنے زمانے کے مشائخ میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت قطب یزدانی حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

ریاضت و مجاہدہ ☆: حضرت شیخ محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم سے شغل سہ پایہ کی ورزش کمال کے درجہ پر پہنچائی۔ آپ بالکل آرام نہ فرماتے تھے۔ آخر الامر محویت بے خودی پیدا ہوگئی۔ اس بے خودی میں اس قدر اسرار ذات بے کیف کے آپ پر مکشوف ہوئے کہ احاطہ بیان سے باہر ہیں۔ اس بے خودی میں مقام ورا الورائے ماہیت منکشف ہوگئی۔ اور دیکھا کہ سینہ مبارک آپ کا شق ہوگیا۔ ایک روزن نمودار ہوا جس میں صحرائے نہایت نور سرخ سے بھرا ہوا نظر پڑا اس میں بے شمار اشکال معلوم ہوئے اور ایسا خیال ہوا کہ اشکال **فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰه** کے آثار ہیں۔ اس کے بعد تین شیر نوری سرخ رنگ کے نمودار ہوئے جن کی آنکھیں آفتاب کی طرح چمک رہی تھیں اور یہ معلوم ہوا کہ یہ تینوں اشکال شیر ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ذات علی المرتضیٰ وجہہ الکریم اور ذات پیر و مرشد حضرت شاہ ابوسعید علیہ الرحمۃ گنگوہی ہیں۔ پھر تینوں شیر اشکال کی شکل میں آ گئے اور تخت نورانی سعید پر تینوں رونق افروز ہوئے اور فرمایا اے شیخ محمد صادق اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں مرتبہ محبوبی عطا فرماتا ہے۔ اور تجلیات ذات و صفا تیرے طالب ہیں۔ جس مشاہدے میں چاہے اس میں رہ۔

حضرت شیخ محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات سن کر جواب دیا کہ ذات مشاہدے کے سوا اور کچھ میری خواہش نہیں ہے۔ اس کے بعد رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے نور کی چادر عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ ادائے معشوق ہے۔ اور میری طرف سے ولایت مطلقہ تمہیں عطا ہوئی۔ اس کا حق ادا کرنا اس سے شہود ذاتی کا دوام ہوگا اور وہ مقام حاصل ہوگا جو لوازم مقام نبوت سے ہے۔

اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نور خالص کی تلوار عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ تلوار لو۔ اس سے ولایت مطلقہ کے تصرفات تمہیں عطا ہوئے اس کے بعد حضرت ابوسعید علیہ الرحمۃ نے ایک صاف آئینہ عطا کیا اور فرمایا کہ یہ علم حکم الٰہی کی صورت ہے۔ جو

تمہیں مرحمت ہوئی ہیں عالم تجلیات اس کے بعد بے پناہ مجھ پر منکشف ہونے لگے۔

سیرت وکردار ☆: آپ زہد وتقویٰ ریاضت وعبادت کے پیکر تھے۔ آپ کے زمانے کے مشائخ آپ کے کشف وکرامت کا اعتراف کرتے تھے۔ آپ کے پاس جو طالب خدا آتا آپ اپنے پیرومرشد حضرت شاہ ابوسعید علیہ الرحمۃ کے پاس بھیج دیتے تھے۔

جب آپ اپنے پیرومرشد کے جانشین مقرر ہوئے تو آپ کی ولایت کا دور دور چرچہ ہونے لگا اور آپ کی ہدایت کے نور نے اطراف عالم کو گھیر لیا۔ ذکر جہر کے حلقہ سے صبح وشام اللہ کی آواز سنائی دینے لگی۔ اس سے قبل صوفیاء متاخرین کے زمانے میں ایسی رونق اور آواز اللہ کی نہیں سنی گئی۔

کرامت ☆: آپ کی صورت دیکھ کر کافر دولت اسلام سے مشرف ہو جاتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ آپ گنگوہ شریف سے سہارنپور تشریف لے گئے سہارنپور پہنچنے پر آپ اپنی سواری سے اتر کر بازار کی طرف جا رہے تھے۔ کہ ایک ہندو ساہوکار اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اس ہندو کی نظر آپ کے روئے تاباں پر پڑی۔ حضرت کا جمال باکمال دیکھتے ہی بیتابانہ طور پر حضرت کے ہمراہ ہولیا۔ منزل پر پہنچنے کے بعد آپ کے قدموں پر گرا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۸ محرم الحرام ۱۰۳۶ھ بمطابق 1626ء کو ہوا۔ مزار فیض آثار گنگوہ شریف ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ جان اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العارفین، دلیل الکاملین، برہان الواصلین، حضرت شیخ جان اللہ چشتی صابری ثمہ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم وفاضل اور شیخ طریقت ہوئے ہیں۔ آپ ظاہری و باطنی دونوں علوم سے آراستہ پیراستہ تھے۔ اپنی جوانی کے زمانے میں لاہور میں طلباء کو درس دیتے تھے۔ تمام عمر دین حقہ کی خدمت اور خداوند قدوس کی عبادت و ریاضت میں گزاری۔ آپ ایک نیک صالح، متقی، پرہیزگار، عابد وزاہد اور پابند تہجد اور صوم وصلوٰۃ کے پابند بزرگ تھے۔ اخلاق کریمانہ میں بے مثل و بے مثال حسن و جمال میں یکتا عبادت و ریاضت، فقر و فاقہ، ترک و تجرید میں یکتا اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ آپ نے اپنی تمام عمر لاہور میں ہی رشد و ہدایت درس و تدریس کے کام میں مشغول رہ کر گزاری۔ جب آپ اپنے مرشد کے حکم سے دوبارہ لاہور میں تشریف لائے تو ہر وقت آپ کے اردگرد مخلوق خدا کا ہجوم رہنے لگا۔ ہزاروں افراد آپ کی روحانی توجہ سے مستفید ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ مرشد کامل کی تلاش میں سیر کرتے کرتے حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تھانیسر پہنچے اور حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور کچھ عرصہ مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر زہد و ریاضت میں کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد مرشد کامل کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر آپ کے مرشد حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد و فائز المرام کیا۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم ترجمان تھے۔ آپ کے علاوہ لاہور میں آپ کے دیگر پیر بھائی حضرت شیخ عبدالکریم چشتی صابری لاہوری علیہ الرحمۃ جن کا مزار نواں کوٹ لاہور میں ہے۔ حضرت بندگی شیخ اللہ بخش چشتی صابری لاہوری تیسرے پیر بھائی حضرت سید اللہ بخش بھکری چشتی صابری چوتھے پیر بھائی شیخ دوست محمد لاہوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین جو کہ اپنے اپنے زمانے کے عظیم روحانی پیشوا ہو گزرے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹ جمادی الآخر ۱۰۳۹ھ مطابق ۱۶ جنوری ۱۶۲۹ء کو شہاب الدین شاہجہان بادشاہ کے زمانے میں ہوا۔ مزار مبارک لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت سید علی غواص ترمذی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: ثانی حضرت غوث اعظم، منبع علم وعرفان، قطب دائرہ کائنات، ہادی ساکنان بحری و بری حضرت سید علی غواص ترمذی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ یکتائے روزگار زمانہ بزرگ اور غوث الوقت، صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔

آپ حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ مجاز ہیں۔ جب آپ نے منازل سلوک طے کیں مرشد کامل نے آپ کے مقام اور منازل سلوک کی تکمیل کو دیکھ کر آپکو خرقہ خلافت سے سرفراز وممتاز فرما کر آپ کو صوبہ سرحد کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ آپ مرشد سے اجازت لیکر صوبہ سرحد میں یوسف زئی قبیلہ کی طرف چلے گئے۔ یوسف زئی قبیلہ کے بے شمار لوگ آپکے حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے۔ حضرت مولانا اخوند درویزہ اور انکے دو صاحبزادے بھی اسی علاقہ میں آپکے دست حق پرست سے بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ آپ کا اصل نام سید علی ترمذی ہے جبکہ مرشد کامل نے آپکے مقام ولایت کو دیکھتے ہوئے آپکو غواص کا خطاب دیا۔ جو کہ بعد میں آپکے نام کا حصہ بن گیا۔ یوسف زئی پٹھانوں کا قبیلہ جو کہ اپنے اندر ایک خاص مقام رکھتا ہے یہ لوگ جلدی جلدی کسی سے عقیدت ومحبت نہیں کرتے۔ جب کسی مذہبی شخصیت سے تعلق جوڑ لیتے ہیں تو پھر اس کا نام لیکر پکارنا اس کی توہین سمجھتے ہیں۔ جب قبیلہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوا تو پھر وہ تمام کے تمام لوگ آپکو پیر بابا کے نام سے یاد کرنے لگے۔

آپ کے ایک پیر بھائی حضرت اخوند درویزہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا مزار پرانوار گنج گیٹ پشاور میں مرجع انام ہے۔

نوٹ ☆: پیر بابا نام کے ایک اور بزرگ جو کہ سوات سے آگے موجود ہیں انکا سلسلہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ شطاریہ ہے۔ اور ان کا نام بھی سید علی ترمذی ہے۔ ان کے بڑے بیٹے کا نام سید حسن ہے جبکہ آپ کا نام سید علی غواص ترمذی ہے مگر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے آپ علمبردار ہیں۔ اور غواص کا لقب آپ کے مرشد نے دیا تھا۔ چونکہ آپ اسرار تصوف وعرفان کے موتی چننے میں بہت جستجو اور محنت کرتے تھے۔ اس لئے آپ کو یہ خطاب ملا تھا۔ اور آپ بھی علاقہ یوسف زئی سوات صوبہ سرحد میں تمام عمر بسر کی۔ اور تادم آخر فیضان صابریہ تقسیم فرماتے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۴۰ھ بمطابق ۱۶۳۱ء کو شاہجہان بادشاہ کے دور میں ہوا مزار پرانوار علاقہ یوسف زئی سوات سے آگے علاقہ بونیر کے موضع پارچہ کلے صوبہ سرحد میں مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

چو زود غوطہ در بحر وصل خدا	علی شاہ غواص والی ولی
تخی پیرا مجد علی سال اوست	بفر ما دگر شیخ ہادی علی

۱۰۴۰ھ

حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شمع قصر ہدایت۔ روح جسم ولایت۔ فارغ از گفتگوئے اغیار۔ ہر دم نعرۂ ھل من مزید قطب ارشاد۔ حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی کے پوتے اور حضرت جلال الدین تھانیسری کے نواسے ہیں۔ آپ کی ذات معرفت حق میں بحر بے کنار ہے۔ عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ کثرت عبادت و ریاضت کے سبب سے آپ پر انوار عالم ملکوت عالم جبروت عالم لاہوت کھلنے لگے۔ مگر حضرت ابوسعید طالب ذات حق تھے اسی لئے ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ اور **ھَلْ مِنْ مَّزِیْد** کا دم بھرتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ نے اپنی حیات ہی میں آپ کو اپنے خلیفہ اور جانشین حضرت نظام الدین بلخی علیہ الرحمۃ کے سپرد کر دیا تھا۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شیخ نظام الدین بلخی علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور عبادت و ریاضت میں مزید مشغولیت اختیار کی بعدہ حضرت نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

عبادت و ریاضت ☆: جس وقت آپ اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ نظام الدین کی خدمت میں بلخ پہنچے تو حضرت شیخ نظام الدین بلخی نے مرشد زادہ ہونے کی حیثیت سے آپ کا نہایت ہی شاندار استقبال کیا۔ اور نہایت ہی تعظیم سے حضرت ابوسعید گنگوہی کو مسند پر بٹھایا اور بڑے ہی اچھے طریقے سے مہمان نوازی کی جب یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ فیض و عرفان حاصل کرنے آئے ہیں تو حضرت شیخ نظام الدین بلخی علیہ الرحمۃ نے آپ کو شغل سہ پایہ کی تعلیم دی اور اعلیٰ درجہ کی ریاضت اور مجاہدہ لینا شروع کر دیا۔ حضرت ابوسعید نے بارہ برس شغل سہ پایہ پر ایسی محنت و مشقت کی کہ نہایت کے درجے کو پہنچایا مگر مقصود حقیقی جیسا کہ چاہیے تھا حاصل نہ ہوا آخر یہ معاملہ کیا ہے۔

حضرت شیخ نظام الدین نے فرمایا اے ابوسعید تجھ میں ابھی کچھ خود پسندی موجود ہے جو معبود حقیقی تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ اس لئے نفس کو ذلیل کرنے کی ضرورت ہے۔

چنانچہ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو کتوں کی محافظت اور نگہبانی پر مقرر کر کے شکاری کتے آپ کے سپرد کر دیئے۔ آپ کتوں کے ساتھ سارا سارا دن محنت کرتے۔ اس میں آپ کی بڑی نفس کشی ہوئی۔ بعض دفعہ آپ کتوں کو سیر کرانے کے لئے نکلتے تو کتے آپ کو گارے کیچڑ میں گھسیٹ کر دور تک لے جاتے اور آپ گھسٹتے ہوئے چلے جاتے۔ الغرض اس کام میں آپ نے بڑی ذلت و خواری اٹھائی۔ آخر یہ دیکھ کر آپ کے پیر و مرشد کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور مقصود حقیقی نے جلوہ فرمایا اور تجلی ذات سے مشرف ہوئے۔

حضرت نظام الدین علیہ الرحمۃ یہ حال کہ دیکھ کر خوش ہو گئے۔ اور فرمایا اے ابوسعیدؒ شرف ولایت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں داخل ہونا ابتدائے لاہوت ہے مبارک ہو۔ اور انتہائے ولایت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو آخری لاہوت ہے۔ وہ ابھی دور ہے۔ اس لئے بدستور شغل سہ پایہ کے پابند رہو۔ پیرو مرشد کا یہ فرمان سن کر آپ دوبارہ ایک مدت کمال جدوجہد سے ریاضت میں مصروف رہے۔ مگر جس مقام کا پتہ پیرو مرشد نے بتایا تھا اس پر سرفراز نہ ہونے سے سخت بے قرار ہوتے رہے۔ اور انجام کا کمال بے تابی میں جان قربان کر کے اور ہستی سے گزر جانے کا ارادہ کر کے شغل سہ پایہ شروع کیا۔ اور نیت کر لی کہ جب تک اصل مقصود حاصل نہ ہوگا۔ سانس نہیں لوں گا اگر اس راہ میں دم نکل جائے۔ تو پرواہ نہیں۔ اس کے بعد آپ نے سخت محنت و ریاضت شروع کر دی پھر ایک مقام ایسا گزرا۔ کہ نور عالم اطلاق نے آپ پر ظہر کیا۔ اور آپ کی ہستی کو نیست و نابود کیا اس بے قراری اور اضطراب کے عالم میں سانس چھوٹ گیا۔ اور اس کی ضرب سے آپ کا پہلو مبارک ریزہ ریزہ ہو گیا۔ تمام پیٹ سے خون بہنے لگا۔ ۲ دن اور ۲ رات مغلوب الحال رہے۔ تیسرے دن افاقہ ہونے پر پہلو کے ٹوٹنے کا حال معلوم ہوا۔ فوراً کہا کہ الحمدللہ۔ دوست کی راہ میں میرا پہلو ٹوٹا پہلو ٹوٹنے پر آپ کا رب العزت کی بارگاہ میں شکر ادا کرنا تھا کہ الرحم الراحمین کی طرف سے بلاواسطہ الہام ہوا۔ کہ اے ابوسعیدؒ جب تو نے اپنی جان ہماری راہ میں قربان کر دی اور اس مجاہدے میں ثابت قدم رہا۔ تو ہماری طرف سے یہ خوشخبری ہو کہ میں تجھے از سرنو زندہ کرتا ہوں اور یہ دوا لے آپ نے منہ کھولا دست غیب نے منہ میں دوا ڈال دی تمام خون پیٹ سے دور ہو گیا۔ پہلو بھی فوراً ٹھیک ہو گیا۔

گنگوہ شریف میں آمد☆: جب آپ اپنے پیرو مرشد سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن گنگوہ شریف میں پہنچے تو آپ نے ہر چند اپنی زندگی گمنامی میں بسر کرنا چاہی مگر آپ کے چہرے سے جو انوار الٰہی ظاہر ہوئے تھے۔ اس کی وجہ سے آپ کی شہرت ہو گئی۔ کیونکہ عرفان کبھی چھپا نہیں کرتا ملک کے چاروں طرف سے طالبان خدا آپ کی خدمت میں آ پہنچے اور ہزاروں افراد نعمت باطن سے سرفراز ہوئے۔ گنگوہ شریف میں پہنچنے کے بعد یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا از سرنو زمانہ فیض شانہ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کا دوبارہ پھر آ گیا۔

وصال با کمال☆: آپ کا وصال با کمال ۱۰۴۰ھ بمطابق 1630ء کو ہوا۔ مزار فیض آ ثار گنگوہ شریف ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل دل حضرات اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ حاجی عبدالکریم چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے علم و عرفان، قبلہ طالبان، محدث وجد و پیان، شمع قصر ہدایت، حضرت شیخ حاجی عبدالکریم چشتی صابری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ انصاری قبیلہ کے عظیم نیر تاباں حضرت شیخ مخدوم الملک عبداللہ انصاری کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ اپنے زمانے کے بہت جید عالم مفسر اور محدث و فقیہہ اور شیخ کامل ہوئے ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے گھر ہی مکمل کی اور بعد ازاں جید اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے ظاہری علم کی تکمیل کی۔

جس زمانے میں اکبر بادشاہ کے والد گرامی کو ہندوستان بدر کر دیا تھا۔ تو آپ کے والد گرامی آپکو اپنے ہمراہ لیکر مکہ مکرمہ چلے گئے اور کافی عرصہ سکونت پذیر رہے اس دوران آپ نے مکہ مکرمہ میں حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ اس کے بعد آپ واپس ہندوستان اپنے والد گرامی کے ہمراہ تشریف لے آئے۔ مگر اس کے کچھ عرصہ کے بعد آپ کے والد گرامی کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد آپ ہندوستان سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لے آئے اور اسی جگہ کو جہاں آجکل آپ کا مزار پر انوار ہے کو تبلیغ اسلام کا مرکز قرار دیکر رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جہاں آپ کے پاس عوام و خواص کا ایک جم غفیر جمع رہتا تھا اور آپ کی ذات ولا صفات سے ہزاروں افراد نے فیوض و برکات حاصل کئے۔ غیر مسلم آپکے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور آپکے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ ان میں سے کچھ افراد آپکی صحبت میں رہ کر اعلیٰ مرتبہ کو پہنچے اور کاملین میں شمار ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ نظام الدین بلخی تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

دوسری مرتبہ حج بیت اللہ شریف ☆: جب آپ دوسری مرتبہ حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے اپنے دوستوں کے ہمراہ پا پیادہ خشکی کے راستے گئے تو ایک مقام پر جا کر راستہ بھول گئے اور ایک ویران جنگل بیابان میں جا نکلے۔ جہاں دور دور تک پانی کا نام و نشان نہیں تھا جب آپ کے دوستوں کو پیاس نے ستایا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر پانی کے لئے دعا چاہی۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو اسی وقت دعا قبول ہوگئی۔ اس وقت ایک تیتر آپ کے سر پر اڑتا ہوا آیا اور آواز دیتا ہوا ایک طرف چلا گیا۔ آپ سمجھ گئے کہ جہاں پرندے ہوتے ہیں وہاں پانی ضرور ہوتا ہے۔ آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس طرف گئے تو میٹھے پانی کا ایک چشمہ ملا۔ سب نے پانی پیا وضو کیا غسل کیا اور کپڑے دھوئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا چونکہ ہمیں تیتر کی وجہ سے پانی ملا ہے۔ چنانچہ جو بھی میرا مرید ہے نہ ہی وہ تیتر کا شکار کرے گا اور نہ ہی اسکا گوشت کھائے گا۔ آپ کے اس فرمان کے بعد سے آپ کے مریدین نے تیتر کا شکار اور اسکا گوشت کھانا بند کر دیا۔

کشف و کرامات ☆: ایک دن آپ اپنی خانقاہ سے اٹھ کر حضرت پیر زیدی کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے تشریف

لے جارہے تھے۔ کہ راستے میں شیرا نامی ایک مرید ملا اور عرض کرنے لگا حضور آج حج بیت اللہ کا دن ہے بہت سے خوش نصیب آج عرفات میں حج پڑھ رہے ہونگے اور ہم کس قدر بد بخت ہیں کہ ہم اس نعمت سے محروم ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم حج پر جانا چاہتے ہو؟ آؤ ہم بھی حج کرنے چلیں تم میرے پیچھے چلے آؤ چند قدم آگے چل کر فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کر کے میرے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھو اور میرے ساتھ چلو۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا ہوگا کہ آپ نے فرمایا کہ شیرا آنکھیں کھولو۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہم میدان عرفات میں کھڑے ہیں۔ حج کیا اور حج سے فارغ ہو کر جس طرح گیا اسی طرح واپس پھر لاہور پہنچ گیا۔

آپکی اولاد اور انکے کمالات ☆: آپ کے چار بیٹے ہیں۔ ایک کا نام شیخ یحیٰی دوسرے کا نام شیخ اعلیٰ نور، تیسرے کا نام عبدالحق اور چوتھے کا نام اعلیٰ حضور ہے۔ ان چاروں میں سے شیخ یحیٰی جید عالم دین اور صاحب کمال بزرگ ہوئے ہیں اور ان سے لوگوں نے بہت فیض حاصل کیا۔

یہ بات بہت ہی شہرت کو پہنچی ہے کہ ایک دن خیرو نامی ڈاکو موضع سیہ والا سے اٹھ کر لاہور ڈاکہ ڈالنے آیا اور لاہور کے بازاروں میں گھومتا رہا۔ لیکن اس کا کہیں بھی موقع نہ لگا۔

رات ہوئی تو وہ حضرت شیخ یحیٰی کی خانقاہ میں پہنچا اور آپکے دو بیل کھول کر روانہ ہو گیا۔ لیکن تھوڑی دور جا کر اندھا ہو گیا۔ ناچار مجبوراً بیلوں کو لیکر واپس آپ کی خانقاہ کے پاس آیا تو ٹھیک ہو گیا۔ پھر وہ جانے لگا تو اندھا ہو گیا۔ کئی مرتبہ جب اسی طرح ہوا تو اس نے بیل خانقاہ سے باہر باندھے اور ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ دن نکلا تو خانقاہ کے ملازمین نے خیرو ڈاکو کو باہر بیٹھے دیکھا تو آپ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ ادھر خیرو ڈاکو بھی اٹھا اور خانقاہ میں داخل ہو کر آپکے قدموں میں گر کر تمام واقعہ عرض کر دیا۔ اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ اس لئے تم قابل رحم ہو۔ پھر اپنا دست مبارک اسکے چہرے پر پھیرا تو وہ اسی وقت بینا ہو گیا۔ وہ آپ کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف ہو کر خدام میں شامل ہو کر مرتبہ کمال کو پہنچا۔

تصنیف و تالیف ☆: جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے کہ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم فقیہہ و محدث ہوئے ہیں۔ آپ نے مندرجہ ذیل تصانیف بھی ترتیب دی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں فصوص الحکم کی شرح بزبان فارسی معتبر اور بہت اعلیٰ کتاب ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے ازکار، اشغال اور اسرار پر بڑے ہی شاندار اور عجیب رسائل بھی تحریر فرمائے ہیں۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کے ازکار و مشاغل پر بھی ایک رسالہ لکھا ہے۔ جسکا نام مصباح العارفین ہے۔ آپ اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ آج تمام کمالات ولایت و نبوت کا جامع ولی اللہ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری الحنفی کے سلسلے کے سوا کہیں نہیں ہے۔ اور اس سلسلہ عالیہ کی شان و شوکت کا (غلغلہ) قیامت تک شہرت پائے گا اور اس میں روز بروز ترقی ہوگی۔ آپ کی تصانیف میں سے ایک کتاب اسرار عجیبہ ہے جسمیں چشتیہ سلسلے کے مشاغل اور اذکار درج ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال ۲۷ رجب المرجب شریف ۱۰۴۵ھ بمطابق 1635ء کو ہوا۔ مزار پرانوار متصل باغ زیب النساء نواہ کوٹ یتیم خانہ روڈ پر چھپر اسٹاپ پر بائیں جانب گلی نما بازار جسکا راستہ سمن آباد کو جاتا ہے اس کے بائیں کونے پر مزار پرانوار لاہور میں مرجع خاص و عام ہے جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دیکر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ المعروف اللہ داد اخوند درویزہ چشتی صابریؒ

تعارف ☆ : عالم ربانی، مرد حقانی، شیر یزدانی، مرشد لاثانی حضرت شیخ مولانا اخوند درویزہ چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ اولیائے کبار میں سے ہیں۔

آپ کا اصل نام عبداللہ المعروف اللہ داد اور لقب اخوند درویزہ تھا۔ آپ اپنے لقب اخوند درویزہ کے نام سے معروف و مشہور ہوئے۔ آپ کی ولادت ۹۴۰ھ کو قصبہ مدویز جو کہ کابل اور پشاور کے درمیان ننگرہار کے مقام پر اپنے زمانے کے معروف بزرگ گدائی بن سعدی کے گھر ہوئی۔

آپ اپنے وقت کے بہترین عالم فاضل اور روحانی بزرگ ہیں۔ آپ تاریخ ادب اور دینی علوم میں شہرت کاملہ رکھتے تھے۔ صاحب تصنیف و تالیف ہیں آپ کی کتاب ذادالابرار تاریخی حوالے سے بہت مستند اور معروف کتاب ہے۔

جب آپ حضرت شیخ علی غواص چشتی صابریؒ المعروف پیر بابا کی خدمت میں پہنچے تو روحانی علم اور طریقت و سلوک کی منازل طے کرنے کے جذبے نے آپ کو بے قرار کیا ہوا تھا۔ جب شیخ کامل نے آپ کی یہ سوزش و تپش محسوس کی تو مسکرا دیئے اور فرمایا شیخ کامل افغاناں گشتہ۔ یعنی افغانوں کے شیخ کامل بن گئے ہو۔ انہوں نے مزید فرمایا "**اماں خوب نرفتہ چہ اقدام نمودن بر ایافتہ بدر نیستی بیارد کہ از گفتارہ کردار حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام معلوم باشد**۔" یعنی تمہارا طریقہ درست نہیں ہے کہ زہد و ریاضت شیخ کامل کی راہنمائی کے بغیر قصر منزلت میں گرنے کا موجب ہوتے ہیں اور شیخ کامل حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ اور ان کا طریقہ اپنانا مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ بھی شیخ کامل نے بہت سی نصیحتیں کیں۔

بیعت و خلافت ☆ : آپ حضرت شیخ علی غواص چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ آپ کے شیخ کامل مرید و خلیفہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔

آپ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ اور باطنی کمالات کو درس و تدریس میں چھپاتے تھے۔ آپ شریعت و طریقت پر سختی سے کاربند تھے۔ ملحدین اور رافضیین سے ہر وقت برسرپیکار رہتے تھے۔ خصوصاً بایزید انصاری جو اپنے آپ کو پیر روشن ضمیر کہتا تھا اس کا آپ نے بہت سخت مقابلہ کیا اور اسے پیر تاریک کا لقب دیا۔

حضرت اخوند درویزہ اور حضرت پیر بابا کے دور میں جبکہ مغل فرمانروا جلال الدین اکبر کی حکومت تھی اس عہد میں بعض ایسی تحریکیں

متحرک تھیں جو عام مسلمانوں کے عقائد سے متصادم عقائد ونظریات کی پرچار کر رہی تھیں، یہ تحریکیں مختلف فرقوں کے عقائد پر مبنی تھیں ان فرقوں میں قدریہ، جبریہ، ملامتیہ، اور حلولیہ وغیرہ کے فرقے کام کر رہے تھے چنانچہ حضرت پیر بابا اور حضرت اخوند درویزہ بابا ان فرقوں کے باطل عقائد کے خلاف میدان میں اترے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف اٹھنے والی ان تحریکوں کی توانائی وطاقت کو کمزور یا ختم کرنے کے لئے کمربستہ ہو گئے۔

ان فرقوں کے سرپرستوں میں ایک میر قاسم نامی شخص تھا جو اصحاب ثلاثہ پر تبرا کرنے میں پیش پیش رہتا تھا اور اپنے عقائد کے پرچار میں بہت پرجوش تھا حضرت اخوند درویزہ نے اس سے زبردست علمی مناظرہ کیا اور اس کے عقائد کو باطل قرار دے کر اپنے نیچا دکھایا جس کی وجہ سے یہ میر قاسم مارے خفت وندامت کے بستی سے نکل کر پہاڑوں میں روپوش ہو گیا۔

اس عہد میں دوسری سب سے بڑی تحریک، تحریک روشنائی کے نام سے متحرک تھی جس کے قائد بایزید انصاری تھے تحریک روشنائی سابقہ ادوار کے قرامطہ فرقے کی تحریک کے بعض عقائد ونظریات کی پرچار میں متحرک تھی اور بایزید انصاری نے اپنے علمی دلائل اور سخن طرازی کی وجہ سے پختونوں کے مختلف قبائل اورکزئی، بنگش، آفریدی اور کسی حد تک مہندوں کے لوگوں میں اس تحریک کے لئے پذیرائی پیدا کر لی تھی اور ان کے مریدوں نے انہیں پیر روشن کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا تھا، یہ روز بروز بڑھنے والی تحریک روشنائی سے حضرت پیر بابا اور حضرت اخوند درویزہ کو بڑی تشویش لاحق تھی اس لئے انہوں نے اس تحریک کی مخالفت میں اپنے علوم ظاہری اور باطنی دونوں طرح سے جدوجہد کی حضرت اخوند درویزہ نے پیر روشن بایزید انصاری کے لئے پیر تاریک کا لقب تجویز کر کے اس تحریک کے عقائد کے خلاف جدوجہد شروع کر دی جس کی وجہ سے پختونوں میں اس تحریک کے پیدا کئے ہوئے عقائد سے لوگ منحرف ہونے لگے اس سلسلے میں حضرت اخوند درویزہ نے اس تحریک کے عقائد کے رد میں جو کتابیں لکھی ہیں ان میں ارشاد المریدین، تذکرۃ الابرار ولاشرار اور مخزن الاسلام ہیں۔ ان کتابوں میں حضرت اخوند رویزہ نے روشنائی تحریک کے عام کردہ، عقائد وافکار کی پوری تفصیل درج کی ہوئی ہے۔

پیر روشن بایزید انصاری نے بھی تین کتابیں لکھی ہیں، مقصود المومنین، حالنامہ اور خیر البیان ان کتابوں میں بایزید انصاری نے روشنائی تحریک کے تمام عقائد ونظریات کی تفاصیل بیان کی ہیں بہرحال حضرت اخوند درویزہ کے سامنے سب سے زیادہ مدمقابل بایزید انصاری اور ان کی تحریک روشنائی کے عقائد وافکار تھے چونکہ بایزید انصاری نے پختون قبائل کو مغلوں کے خلاف کافی حد تک متحد کر لیا تھا اور ان قبائل کی گوشمالی کیلئے مغل فرمانرواؤں نے متعدد بار جارحانہ اقدامات بھی کئے تھے اس لئے یہ پختون قبائل بایزید انصاری کی طرف سے عام کئے جانے والے عقائد کو ردعمل کے طور پر بھی اپنا چکے تھے دوسری طرف حضرت پیر بابا جو کہ ماں کی طرف سے مغلوں کی رشتہ داری سے بھی منسلک تھے اس لئے گرچہ خالص دینی جذبے اور حمیت کے تحت پیر بابا اور حضرت اخوند درویزہ نے اس تحریک کے اثر کو ختم کرنے کے لئے ٹھان لی تھی لیکن پختون قبائل کے دل میں یہ بات بھی تھی کہ پیر بابا اور ان کے خلیفہ اخوند درویزہ یہ ساری مخالفت مغلوں کی ہمنوائی اور حمایت میں کر رہے ہیں۔

دوسری بات یہ تھی کہ پیر بابا اور اخوند درویزہ پختون نہیں تھے لیکن ان کی مخالفت براہ راست پختونوں کے خلاف اور مغلوں کے حق

میں جاری تھی تیسری اہم بات یہ تھی کہ پیر بابا اور اخوند درویزہ کی اس مخالفت کو مغلوں نے اپنے لئے تائید غیبی بھی سمجھ لی تھی اس لئے اس موقع پر ان کی سیاسی تدبیر کے لئے ان دونوں حضرات کی تحریک روشنائی اور بایزید انصاری کی مخالفت بڑی کارگر ثابت ہو رہی تھی اس لئے گرچہ کھلم کھلا نہ ہی سہی اندرون خانہ ممکن ہے مغل حکمرانوں نے پیر بابا اور اخوند درویزہ کی سرپرستی بھی کی ہو یہی وجہ ہے کہ پیر بابا اور اخوند درویزہ کی بایزید انصاری اور ان کی تحریک روشنائی کو کچلنے کی تحریک کے سلسلے میں بعض حضرات اور مکاتب فکر پختونوں کے خلاف اور مغلوں کی حمایت میں اقدام پر محمول کرتے ہیں، جہاں تک مغلوں کی بایزید انصاری سے برگشتگی اور کشمکش کا تعلق ہے تو اس کی ایک بنیادی وجہ جو میری سمجھ میں آسکتی ہے وہ یہ بھی تھی کہ عبداللہ دانشمند جو کہ بایزید انصاری کے والد ماجد تھے وہ سلطان ابراہیم لودھی کے عہد میں ان کی طرف سے قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز تھے اور لودھیوں اور مغلوں کی کشمکش بدیہی امر تھے اس لئے بایزید انصاری نے اپنے عقائد و افکار کے سائے میں پختون قبائل کی جمعیت کو مغلوں کے خلاف منظم کرلیا تھا دوسری طرف پیر بابا اور اخوند درویزہ گرچہ اپنے دینی جذبے کے تحت ان عقائد کی مخالفت میں برسرپیکار تھے لیکن اس کا فائدہ بالواسطہ طور پر مغلوں کو پہنچ رہا تھا اس لئے جو پختون پیر بابا اور اخوند رویزہ کی بایزید کی مخالفت کو مغلوں کی تائید و حمایت پر محول کرتے ہیں یہ بھی کسی حد تک محل نظر ہے۔ بہر حال حضرت اخوند درویزہ ایک باکمال علمی فضیلت اور روحانی شخصیت کے حامل بزرگ تھے علوم ظاہری کے علاوہ سلوک و طریقت میں بھی منازل طے کر کے روحانی درجے پر فائز تھے۔

انہوں نے تمام عمر قلمی وظائف یعنی تصانیف و تالیفات اور ارشاد و تبلیغ اور خود روحانی منازل طے کرنے میں بسر کی اور اہل سنت و الجماعت کے عام مسلمانوں کے عقائد و افکار سے متصادم عقائد و نظریات کے رد سے متعلق جدوجہد کرتے رہے۔ اسی طرح عیسیٰ بلوتی کے غیر اسلامی عقائد کا بھی آپ نے خوب مقابلہ کیا۔ ان دونوں اشخاص کے عقائد باطلہ پر آپ نے اپنی کتاب ''مخزن اسلام'' میں خوب تردید کی ہے۔

معارج الولایت کے مصنف نے اس کتاب کی شرح لکھی ہے۔ جس کا نام ''کلمات الوافیات'' ہے۔ مخزن اسلام کا نصف حصہ حضرت اخوند درویزہ نے لکھا ہے اور آپ کے وصال کے بعد باقی نصف حصہ آپ کے فرزند و خلیفہ و جانشین حضرت مولانا شیخ عبدالکریم پشاوری علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۴۸ھ بمطابق 1638ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار گنج دروازہ سے باہر پشاور شہر کے جنوب مشرق کی طرف موضع ہزار خوانی پشاور میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ محبّ اللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العارفین، سلطان العاشقین، برھان الواصلین، دلیل الکاملین حضرت شاہ محبّ اللہ الہٰ آبادی صدر پوری چشتی صابری گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے جید عالم دین اور بلند پایہ عارف کامل ہیں۔ عبادت وریاضت میں آپ یکتائے زمانہ ہیں۔ زہد وتقویٰ میں بے مثال فقر وفاقہ اور ترک وتجرید میں کمال درجہ کی خاصیت رکھتے تھے۔

تلاش حق ☆: جب آپ علم ظاہریہ، فلسفہ منطق وغیرہ اور تفسیر وحدیث، فقہ وغیرہ سے فارغ ہوئے تو دل میں طلب حق پیدا ہوئی۔ چنانچہ آپ اس سلسلہ میں بہت سے بزرگان دین کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا۔ بالآخر آپ دہلی تشریف لے گئے وہاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوکر استخارہ کیا تو قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں فرمایا کہ حضرت مخدوم سید علاؤ الدین شاہ کلیری کے سلسلہ میں خوب رونق ہے۔ اوران کے سلسلہ میں حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی ولایت کا بہت شہرہ اور چرچا ہے لہٰذا آپ گنگوہ تشریف لے جائیں۔

بیعت وخلافت ☆: دہلی میں خواجہ قطب صاحب سے اشارہ پاکر آپ وہاں سے روانہ ہوکر گنگوہ شریف ضلع انبالہ میں حضرت شیخ شاہ ابوسعید گنگوہی علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکران کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کو بیعت فرمانے کے بعد حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی علیہ الرحمۃ نے اپنے مرید خاص مجاہد سے فرمایا کہ دوگانہ ادا کر کے یہ تو معلوم کرو کہ شیخ محبّ اللہ کی استعداد کس نبی کی ولایت کے ساتھ ہے۔ تاکہ اس کے موافق تعلیم دی جاسکے۔

اُس خادم نے دوگانہ ادا کرکے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ شیخ محبّ اللہ کی مناسبت ولایت موسوی سے ہے۔ اس کے بعد حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے نفی واثبات اور اسم ذات کی تعلیم دے کر چلہ میں بٹھادیا اور تصور شیخ کی تاکید فرمائی۔

مرشد کے فرمان سے آپ چلہ میں یکسوئی کے ساتھ بیٹھ گئے اور اس خلوت میں آپ کو اس قدر تصفیہ حاصل ہوا کہ علوم باطنی آپ پر اچھی طرح واضح ہونے لگے۔ اور تجلیات ملکوتیہ وجبروتیہ سے بہرہ ہوئے۔ لیکن تجلی ذات بے کیف اس خلوت میں میسر نہ آئی۔ حالانکہ آپ اس تجلی کے لئے بے حد خواہاں تھے۔ جب چلہ سے نکل کر آپ نے تمام واقعات اپنے شیخ کی خدمت میں بیان کئے تو انہوں نے

آپ کوخرقہ خلافت دینے کا ارادہ کیا۔لیکن آپ کے دل میں خیال آیا کہ ابھی تک مجھے شہودِ ذات بے کیف حاصل نہیں ہوا۔میرے شیخ مجھے کس طرح خلافت کے لائق سمجھ رہے ہیں۔کیونکہ وہ سالکین جو عالم ملکوت اور عالم جبروت کی تجلیات میں ہیں خلافت کے قابل نہیں ہوتے اور وہ چیز جو سالک کو خلافت کے قابل بناتی ہے۔اب تک مجھے حاصل نہیں ہوئی۔میں اسی کا طالب ہوں جسے شہود لا کیف کہتے ہیں۔

آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے دل میں آنے والے وسوسے سے باطنی طور پر مطلع ہوگئے۔اور آپ کے لئے دعا کی اور آپ پر خصوصی توجہ ڈالی۔اللہ کریم نے اُن کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور تجلی ذاتی اُن پر منکشف ہوگئی۔اور مقصود اصلی حاصل ہوگیا۔مگر ادھر سے مرشد کامل کی توجہ برابر جاری تھی کہ جس کو آپ زیادہ برداشت نہ کر سکے اور مرشد کی بارگاہ میں عرض کیا حضور اتنا ہی کافی ہے۔اب مزید ہمت نہ ہے۔آپ کے مرشد نے آپ کے لئے رب کریم کی بارگاہ میں دعا کی کہ آپ مغلوب الحال نہ ہوں بلکہ تمکین کی حالت میں رہیں۔اس کے بعد آپ اپنے مرشد گرامی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے واپس اپنے وطن صدر پور تشریف لے آئے۔

صدر پور سے الٰہ آباد میں ورود مسعود☆: گنگوہ شریف سے خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ اپنے آبائی علاقہ صدر پور تشریف لے آئے اور وہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ نے وہاں رہنا پسند نہیں کیا۔اگر چہ یہ علاقہ آپ کا آبائی علاقہ تھا مگر فقر اور درویشی کے لئے مناسب نہ تھا۔اس لئے آپ نے توکل و تجرید پر عمل کرتے ہوئے اس کو خیر باد کہا اور وہاں سے ہجرت کر کے الٰہ آباد کے لئے روانہ ہوگئے۔

شیخ احمد عبدالحق ردولوی کے مزار پر حاضری☆: جب آپ صدر پور سے ردولی شریف پہنچے تو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی معروف علمی و روحانی شخصیت حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ منصف کتاب ''مرآۃ الاسرار'' بھی ردولی شریف میں موجود تھے۔جن سے آپ کی پرانی دوستی اور تعلق تھا۔یہ دونوں بزرگ ردولی شریف میں اکٹھے رہے اور بڑی گرم اور مصفا صحبتیں ہونے لگیں۔دونوں ایک دوسرے محظوظ ہوتے رہے۔

کچھ عرصہ کے بعد حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی طرف سے باطنی اشارہ پا کر دونوں اکٹھے روانہ ہوئے اور آپ کچھ دن حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مکان پر بھی قیام پذیر رہے وہاں ان میں دنوں حضرت پیر سید عبدالحکیم ساکن شہرستنہ کے ساتھ آپ کے گہرے مراسم تھے۔ان کی خدمت میں رہ کر ظاہری و باطنی فیوض و برکات حاصل کئے۔ اور وہاں سے سیدھے الٰہ آباد کی جانب روانگی اختیار کی اور الٰہ آباد پہنچ کر اس جگہ کو اپنا مستقل مسکن قرار دے کر وہاں ایک خانقاہ قائم کی اور سلسلہ رشد و ہدایت کا آغاز کیا۔جہاں پر عوام کا جسم غفیر ہر وقت آپ کے گرد جمع رہنے لگا۔ہزاروں افراد آپ کی صحبت سے مستفید و مستفیض ہوئے۔آپ کی ذات والا صفات علوم ظاہری و باطنی کا مرجع تھی اس لئے آپ کی زبان ترجمان سے حقائق و معارف سن کر کئی گمراہوں کو راہ ہدایت ملی اور کئی طالبان حق اپنی منزلوں کو پہنچے۔اکثر علماء جو مشرب توحید کے منکر تھے آپ کی فیض صحبت سے

آپ کے گرویدہ ہو گئے اور یہی مسلک اختیار کیا۔ آپ نے الہ آباد میں تقریباً بیس برس تک مسند ارشاد پر بیٹھ کر خلق خدا کو ظاہری و باطنی علوم اور دینی و دنیاوی دولت سے مالا مال کیا۔

آپ کے مسلک و مشرب اور ظاہری و باطنی علوم کا اندازہ آپ کی کتابوں سے جن میں ایک جگہ آپ نے سوال و جواب کی شکل میں چند معارف بیان کئے ہیں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے آپ نے اس سلسلہ میں فرمایا:

سوال نمبر۱ ☆: وہ کون سا علم ہے جس کو حجاب اکبر کہا ہے؟

جواب ☆: جس حالت میں واقعی علم و عالم و معلوم ایک ہیں۔ پس جو علم کے مخالف تحقیق اس معنی کے ہو وہ حجاب اکبر ہے بلکہ سبب تفرقہ ابد و مانع وصول بہ مقصد۔

سوال نمبر۲ ☆: طالب فانی ہوتا ہے یا مطلوب؟

جواب ☆: مرتبہ فنا میں طالب و مطلوب ہر دو فانی ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے میں مرتبہ بقا میں ہر دو صفات یک دیگر باقی رہتے ہیں چنانچہ ایک عارف نے فرمایا ہے کہ:

"ما برنگ یار گشتم یار رنگ ما گرفت"

سوال نمبر۳ ☆: عشق اور درد میں کیا فرق ہے؟

جواب ☆: عشق عبادت میل عاشق سے ہے طرف مشاہدہ محبوب کے۔ درد عبارت سوز و فراق سے ہے۔ در عین طلب تا وصال پس موجب ترقی درد ہے اگر کسی کو درد نہ ہو اس کو ترقی نہیں ہوتی۔

سوال نمبر۴ ☆: نماز بے خطر کب حاصل ہوتی ہے؟

جواب ☆: یہ نماز اس وقت حاصل ہوتی ہے کہ شغل بان مصلی پر اس قدر غالب ہو جائے کہ نفس غیر کا اس کے دل سے محو کر دے اور سوائے عشق کے کوئی دوسری چیز اس کو منظور نہ ہو۔

سوال نمبر۵ ☆: ترقی کو نہایت ہے یا نہیں؟

جواب ☆: ترقی محمدی المشرب کے نہایت نہیں ہے اور دوسروں کو ترقی کی نہایت ہے۔

سوال نمبر۶ ☆: موت کے بعد ترقی ہے یا نہیں؟

جواب ☆: موت کے بعد ترقی نہیں ہے لیکن شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ موت کے بعد بھی ترقی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن معرفت خدا میں ترقی نہیں ہوتی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۹ رجب المرجب شریف ۱۰۵۷ھ بمطابق ۱۶۴۷ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار الہ آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

حضرت مولانا سید نور محمد غازی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: ضیغم اسلام، تیغ بے نیام، ہالۂ علوم، شہباز میدان حقیقت و معرفت، آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت حضرت مولانا سید نور محمد غازی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ المعروف اخون یونس صاحب یادگار اسلاف ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت موضع خاؤ ضلع مردان میں سادات گیلانیہ کے عظیم سرخیل حضرت مولانا سید محمد درویش علیہ الرحمتہ کے گھر ہوئی۔

آپ کا سلسلہ نسب بوساطت، قطب الاقطاب حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمتہ نوں واسطوں سے حضور سرکار بغداد سید السادات قطب ربانی شہباز لامکانی، السیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔

آپ نے تمام کتب متداولہ اور علوم دینیہ کی تکمیل موضع سلطان پور ضلع اٹک پنجاب کے دینی مدرسہ کے متجر علمائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے تکمیل کی۔

علوم ظاہریہ کی تکمیل کے بعد باطنی علوم کی طرف متوجہ ہو کر شیخ کامل کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں عظیم شیخ کامل حضرت اخون پنجو چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور مجاہدات کی تکمیل اور سلوک و معرفت کی منازل طے کرنے کے بعد انہی کے ہاتھوں خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

سیرت وکردار☆: آپ شجاعت و سخاوت، عزلت اور قناعت، عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں یگانہ روزگار تھے۔ اپنے شیخ کامل کے ساتھ سرحد میں اٹھنے والے فتنے پیر تاریک کو مٹانے کے لیے ہمہ تن مصروف جہاد رہے۔ جب اس اہم دینی خدمت سے عہدہ برآں ہوئے تو تعمیل مرشد میں اشاعت اسلام کے لیے کوہ ہندوکش کے دامن میں تشریف لئے گئے۔ آپ نے نعمان کنڑ تک سیاہ پوش کافر کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ جو سیاہ کافر مقابلے میں آئے آپ نے ان سے جہاد کیا اور شکست دے کر ان کی جائیدادیں صافی اور شنیواری اقوام میں تقسیم کیں۔ جب وہاں سے کامیاب و کامران ہو کر واپس آئے تو مرشد کامل نے اباسین کی طرف بھیج دیا آپ کے ساتھ اس معرکہ میں آپ کے مرشد کے دو خلفاء سلطان محمد رئیس قبیلہ سارو منصور اور مولانا چالاک بھی تھے۔ آپ کی محنت و کاوش اور جدوجہد سے اس تمام علاقے میں اسلام کی فتح سے مغلیہ بادشاہ شاجہان اور اس کے حواری آپ سے حسد کرنے لگے اور آپ کے پیر

بھائی خلیفہ حضرت مولانا چالاک کو کسی شخص کے ذریعے زہر دلوا کر شہید کرا دیا۔ اس وجہ سے دیگر خلق اور آپ کے پیر بھائیوں اور مریدین نے مغلوں کے خلاف جنگ لڑی۔

آپ نے اشاعت علم وعرفان، خدمت شریعت، تہذیب واخلاق اور تزکیہ باطن کی بدولت اہالیان یوسف زئی کو اس حد درجہ کمال تک پہنچایا۔ ان میں سے کئی افراد درجۂ ولایت کو پہنچے۔ ان میں سے کئی نیک اور صالح بنے اور کئی پابند صوم وصلوٰۃ ہو گئے۔

آپ کی انہی بزرگانہ صفات کی وجہ سے آج تک آپ کی اولاد کو علاقہ یوسف زئی میں قدر ومنزلت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

شادی و اولاد☆: آپ نے دو شادیاں کیں، ان میں آپ کی پہلی اہلیہ محترمہ آپ کے پیر و مرشد حضرت اخون پنجو چشتی صابری علیہ الرحمتہ کی دختر نیک اختر تھیں۔ ان کے بطن سے جو اولاد ہوئی وہ قصبہ طورو ضلع مردان اور اس کے قرب وجوار میں آباد ہے۔ جبکہ آپ نے دوسری شادی اپنے پیر بھائی مولانا چاک علیہ الرحمتہ کے بھائی پیر سباک کی دختر نیک اختر سے کی۔ ان کے بطن سے پیدا ہوانے والی اولاد کابل گرام (بنیر) میں آباد ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۵۹ ہجری بمطابق 1649ء میں ہوا۔ مزار پُر انوار موضع خاؤ ضلع مردان صوبہ سرحد میں مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے مزار پُر انوار کے پاس رہنے والے بیان کرتے ہیں کہ رات کے وقت بالخصوص جمعہ کی رات بعد نماز عشاء آپ کے مزار کی طرف سے ذکر وتسبیح اور قرآنی خوانی کی آوازیں آتی ہیں جبکہ بظاہر کوئی تلاوت کرنے والا نظر نہیں آتا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ عبدالخالق چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، شیخ العصر حضرت شیخ عبدالخالق چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ جان اللہ لاہوری چشتی صابری جو کہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ کہ دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ فقر و فاقہ ترک و تجرید میں بلند مقام کے مالک تھے۔ سماع کے دوران آپ پر وجد کی ایک خاص کیفیت ہوتی تھی اس موقع پر جس کسی پر آپ کی نگاہ پڑ جاتی بے خود کر دیتے تھے۔ دوران سماع اکثر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ لوگوں کو شبہ ہو جاتا تھا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے۔ جو شخص بھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتا وہ کامل ہو کے واپس جاتا تھا۔ مخلوق خدا کا ایک اژدہام آپ کی خدمت میں ہمہ وقت موجود رہتا۔ آنے والا سائل کبھی آپکے دربار سے خالی واپس نہ جاتا۔ لنگر آپ کا ہر خاص و عام کے لئے ہمہ وقت کھلا رہتا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲ رجب المرجب شریف ۱۰۵۹ھ بمطابق ۱۲ جولائی ۱۶۴۹ء کو بعہد شہاب الدین شاہجہان ہوا۔ مزار پُر انوار میدان زین خان بیرون موچی دروازہ لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی قطعہ تاریخ اس طرح لکھی ہے۔

چوں عبدخالق زِ دارِ فنا — مکان کر در دار خلد بریں
وصالش بگو فیض حقانی ست — دگر عبد خالق امام یقیں

۱۰۵۹ھ

حضرت شیخ پائندہ بنوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام الواصلین، برھان الکاملین، دلیل العارفین، متصرف بہ تصرفات، قطب دائرہ کائنات حضرت شیخ پائندہ بنوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ کا تعلق قصبہ بنور سے ہے جو کہ سرہند شریف سے پندرہ کوس کے فاصلے پر انڈیا میں واقع ہے۔

آپ نے ابتدائی زمانہ سے ہی سخت قسم کے مجاہدات کئے جس کی وجہ سے بہت جلد آپ کا مجاہدہ مشاہدہ میں تبدیل ہو گیا۔ بچپن ہی سے آپ کے چہرہ پر ولایت کے آثار اور بھرپور جوانی میں شغل باطن کے اسرار و آثار و تصرفات ظاہر ہونے لگے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ ذکر نفی و اثبات بعض اوقات بطریق جہری اور بعض اوقات بطریق خفی کرتے تھے۔ اپنے زمانے کے اولیائے کبار میں آپ کا مقام بلند بالا تھا تمام مشائخ وقت اور علمائے حق تعظیم بجالاتے تھے۔ آپ کا لنگر وسیع اور دراز تھا۔ دروازے ہر وقت ہر شخص کے لئے کھلے ہوئے تھے محتاجوں فقیروں کی دستگیر اور حاجتمندوں کی حاجت روائی آپ کا شعار تھا۔ حسن اخلاق میں سرکار علیہ السلام کے متبع تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت شیخ نظام الدین بلخی ثمہ تھانیسری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

کشف و کرامات ☆: آپ رات کے وقت جب بلند آواز سے ذکر جہر کرتے اور لَآ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰـهُ کہتے تھے تو شہراور دیہات و قصبات کے دروازے خود بخود کھل جاتے تھے اور صبح تک کھلے رہتے۔ جب شہر کے باشندوں پر یہ راز کھلا تو وہ تمام اکٹھے ہو کر حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام کیفیت بیان کی اور عرض کیا کہ اگر یہی معاملہ کچھ عرصہ تک جاری رہا تو شہر ویران ہو جائے گا۔ چور اور راہزن کچھ نہیں چھوڑیں گے۔ اگر آپ کا فرمان ہو تو ہم وہاں سے نقل مکانی کر کے کسی اور جگہ چلے جائیں یا شیخ پائندہ کو حکم دیں کہ وہ رات کے وقت صحرا میں جا کر ذکر کیا کریں۔

چنانچہ حضرت شیخ نظام الدین نے آپ کو پیغام بھیج دیا کہ آئندہ کے لئے صحرا میں جا کر ذکر کیا کریں۔

کرامت نمبر۲ ☆: اس کے بعد آپ رات کے وقت ایک باغ میں تشریف لے جا کر ذکر بالجہر فرماتے تھے لیکن جب لَآ اِلٰهَ کہتے تھے تو تمام درخت زمین پر گر جاتے اور جب لفظ اِلاَّ اللّٰهُ کہتے تو تمام درخت کھڑے ہو جاتے تھے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ چند ایام میں درختوں کے پتے جھڑ گئے اور شاخیں خشک ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر باغبان حیران تھا کہ کیا وجہ ہے کہ باغ کو روزانہ پانی بھی دیتا ہوں لیکن درخت پھر بھی خشک ہو رہے ہیں۔ اس نے اس بات کا کھوج لگانے کے لئے باغ میں ڈیرہ ڈال لیا۔ نصف شب کے بعد کیا دیکھتا ہے

کہ تمام درخت زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر کھڑے ہو جاتے ہیں کافی دیکھ بھال کے بعد معلوم ہوا کہ درختوں کا گرنا اور اٹھنا اور پتوں اور شاخوں کا خشک ہونا شیخ بنوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ذکر بالجہر کی وجہ سے ہے۔

چنانچہ باغبان بھی آپ کے پیرو مرشد حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر فریادی ہوا کہ اگر درختوں کا یہی حال رہا تو فصل کیا ہو گی۔ آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو پیغام بھیجا کہ آج کے بعد ایسی جگہ بیٹھ کر ذکر کرو جہاں کسی کا نقصان نہ ہو۔

کرامت نمبر ۳ ☆: آپ کے گھر میں فقر و فاقہ کی نوبت اکثر رہتی تھی۔ اور زندگی بہت تنگی میں بسر ہو رہی تھی کہ ایک دن اچانک ایک کیمیا گر کا آپ کی خانقاہ شریف کے پاس سے گزر ہوا۔ دوران قیام اسے معلوم ہوا کہ آپ کی معاشی حالت بہتر نہ ہے تو اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو ڈبیا جو اکسیر اعظم سے پُر تھا۔ دکھا کر کہا کہ یہ میں آپ کی نذر کرتا ہوں آپ کی سات پشتوں تک کے لئے کافی ہے۔ اگر اس اکسیر کو ذرا بھر پگھلے ہوئے تانبے میں ڈالا جائے تو خالص سونا بن جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو اٹھا کر ایک طاق میں رکھ دو بوقت ضرورت استعمال کر لوں گا۔ کیمیا گر وہ ڈبی ایک طاق میں رکھ کر چلا گیا۔ اور سات سال کے بعد جب واپس قصبہ بنور آیا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ حضرت کی خانقاہ میں جا کر دیکھنا چاہیے کہ اب حالات کیسے ہیں۔ جب وہ خانقاہ شریف میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ کے حالات پہلے سے بھی بدتر ہیں اور ہر طرف غربت کے ڈیرے ہیں۔

وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا شیخ آپ نے بھی کمال کیا ہے کہ ایسی دولت جو آپ کی سات پشتوں تک کافی تھی آپ نے سات سال میں ختم کر دی ہے۔ آپ تو بہت ہی عجیب اور فضول خرچ واقع ہوئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم نے مجھے کون سا اکسیر دیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے آپ کو بہت سا اکسیر دیا تھا۔ اور آپ نے حکم دیا تھا کہ اس کو کسی طاق میں رکھ دو۔ آپ نے فرمایا اچھا تو پھر اسے اُس طاق میں دیکھو۔ جب وہ کیمیا گر طاق کے پاس پہنچا تو دیکھ حیران رہ گیا کہ وہ ڈبی جیسے رکھ کر گیا تھا۔ ویسے ہی رکھی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ اس نے حضرت شیخ پائندہ سے کہنے لگا افسوس کے آپ نے اس نعمت کی کوئی قدر نہیں کی اور اس کو ضائع کر دیا۔

یہ سن کر آپ اپنی جگہ سے اٹھے اور فرمایا آؤ ذرا صحرا کی طرف چلتے ہیں۔ راستے میں چلتے چلتے آپ ایک جگہ پیشاب کے لئے بیٹھے فارغ ہو کر مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کر رہے تھے وہ ڈھیلا آپ نے زور سے زمین کی طرف دے مارا اور کیمیا گر سے فرمایا کہ دیکھ۔ جب اُس نے دیکھا تو وہ ڈھیلا زمین کی جس جس مٹی کے ساتھ لگتا گیا وہ تمام زمین سونا بن گئی۔ اسی زمین کے تمام درخت بھی سونا بن گئے۔ یہ دیکھ کر وہ آپ کے قدموں میں گر گیا۔ اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے کیمیا گر جس کے پاس یہ اکسیر ہو وہ تمہاری اکسیر کو لے کر کیا کرے گا۔ اس کے بعد آپ نے اس کیمیا گر کے باطن پر اپنی نظر ولایت سے بغور دیکھا تو اس کے دل کی دنیا بدل گئی اور وہ تھوڑے ہی عرصے میں واصل الی اللہ ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۶۳ھ بمطابق ۱۶۵۲ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار قصبہ بنور سرہند شریف سے پندرہ میل دور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: ولی ابن ولی، پروردۂ آغوش ولایت، آشنائے رموزِ و کنایات، حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب توحید وتفرید ہیں۔ آپ فقر واستغنا کی وجہ سے میاں عارف کے نام سے معروف تھے۔
آپ صاحب کشف وکرامات اور زہد وتقویٰ ورع عبادات وریاضت، مجاہدہ وسلوک اور علم وعرفان میں بے مثل وبے مثال تھے۔
آپ کے زمانے تمام شیوخ وعلماء دل کی گہرائی سے آپ کا احترام کرتے تھے۔ شہزادہ دارشکوہ مختلف مسائل توحید ومعرفت پر آپ سے گفتگو کے لئے حاضر ہوتے اور آپ کی گفتگو سے خوب محظوظ ہوتے تھے۔ آپ ہر مہینے کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے اور اپنے حجرے کا دروازہ دس روز تک بند کر کے عبادت وریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ اس دوران کھانا بالکل نہ کھاتے جب اگلے ماہ کی پہلی تاریخ کو باہر تشریف لاتے تو تمام لوگوں کو جو آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ان کو دور کر دیا جاتا۔ اگر کوئی شخص وہاں رہ جاتا تو اُس پر آپ کی نگاہ ولایت وجلالت پڑنے سے تین دن تک بیہوشی طاری رہتی اور تارک الدنیا ہو جاتا۔ محفل سماع میں آپ کی حالت وجد ایسی ہو جاتی تھی کہ اکثر لوگ سمجھ بیٹھتے تھے کہ آپ کا وصال باکمال ہو چکا ہے۔

بیعت وخلافت☆: آپ حضرت شیخ اسحاق بن حضرت شاہ کاکو چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اُنہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔
مرشد کامل سے خلافت حاصل ہونے کے بعد آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی رشد وہدایت کی ترویج واشاعت کا اس قدر فریضہ انجام دیا کہ ہمہ وقت آپ کی خانقاہ میں عوام وخواص کا ہجوم نظر آتا تھا۔ لنگر چوبیس گھنٹے جاری رہتا تھا۔ آنے والا کوئی سائل کبھی محروم نہ رہا۔ ہزاروں افراد آپ کے فیض سے مستفید ومالا مال ہوئے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۶۴ھ بمطابق ۱۶۵۴ء کو بعہد شاہجہان حالت اعتکاف میں ہوا۔ مزار پُرانوار قبرستان میانی صاحب بہاولپور روڈ لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔ موجودہ حالت میں مزار شریف ایک چبوترے کی شکل میں ایک احاطہ میں ون کے درخت کے نیچے واقع ہے۔ مفتی غلام سرور قادری لاہوری نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

چوں جناب عارف چشتی ولی — سوئے جنت شد ازیں عالم رواں
سال وصلش گو فرید حق پرست — بار دیگر عارف چشتی بخواں

حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: متصرف بہ تصرفات، جامع الحسنات وکمالات، منبع فیوض وبرکات حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شیخ عبدالخالق صابری لاہوری کے مرید ہیں وہ مرید حضرت شیخ جان اللہ لاہوری کے وہ مرید حضرت خواجہ شیخ نظام الدین بلخی ثمہ تھانیسری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہم کے تھے۔

آپ شیخ محمد عارف اپنے وقت کے بہت بڑے شیخ اور عارف کامل اور سیف اللسان تھے۔ اپنی زبان ترجمان سے جوفرما دیتے تھے وہ اسی وقت پورا ہو کے رہتا تھا۔ ایک دن آپ کی خانقاہ میں محفل سماع ہو رہی تھی کہ قوال نے دوران سماع یہ شعر پڑھا۔

آں مسیحائے کہ جان در دست اوست
میسد ہد جان گز بہ میر چند بار

(ترجمہ) وہ مسیحا جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں ہزار بار بھی مرجاؤں تو وہ میری جان لوٹا دے گا۔ آپ نے جب یہ شعر سنا تو وجد میں آ گئے ناگاہ ایک شخص اپنے بیمار بیٹے کو جو موت کے کنارے پر پہنچا ہوا تھا۔ چارپائی پر ڈالے ہوئے مجلس میں لے آیا اور دعا کے لئے التجا کی۔

آپ اپنی جگہ سے اٹھے قوال ابھی یہی شعر پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اس بیمار کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو وہ اس وقت شفاء یاب ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۷ ذی الحجہ ۱۰۷۲ھ بعہد اورنگزیب عالمگیر 24 جولائی 1662ء کو ہوا۔ مزار پر انوار میدان زین خان بیرونی موچی دروازہ لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ میں لکھی ہے۔

شیخ عارف عارف اہل کمال شد چو از دنیا بخلد جاوداں
رحلتش عارف ثریا جاہ گو ہم بخواں عارف شہنشاہ جہاں

حضرت مولانا شیخ عبدالکریم چشتی صابریؔ رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆ : آئینہ جلال و جمال حقانی، مرشد لاثانی، مرد باکمال، دریائے گوہر فضل وکمال حضرت مولانا شیخ عبدالکریم المعروف اخوند کریم داد چشتی صابریؔ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم ترجمان اور شیخ کامل حضرت میر سید علی غواص چشتی صابریؔ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت اخوند درویزہ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے فرزند اور خلیفہ جانشین ہیں۔ حضرت اخوند درویزہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت میر سید علی غواص کے مرید وخلیفہ وہ مرید حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابریؔ ثمہ تھانیسری علیہ الرحمۃ کے تھے۔ حضرت مولانا عبدالکریم چشتی صابریؔ پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کو محقق افغانستان کا خطاب حاصل تھا۔آپ علم وفضل کا دریا اور بلند مرتبہ کے عارف کامل اور اخلاق محمدی کا نمونہ تھے۔علم شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔آپ نے ایک کتاب بنام ''مخزن اسلام'' لکھی ہے۔اسکے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رات کے وقت سفید کاغذ کا ایک دستہ اپنے حجرے میں لے کر جاتے اور چراغ روشن کئے بغیر لکھتے جاتے صبح اپنے دوستوں کو دے دیتے۔اس طرح آپ نے تمام کتاب ''مخزن اسلام'' مکمل کی تھی۔

مکاشفہ عجیب ☆ :ایک دن آپ نے اپنے والد گرامی حضرت اخوند درویزہ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ جس دن آپ میری والدہ محترمہ کو شادی کر کے اپنے گھر لائے تھے۔تو راستے میں نکاح سے پہلے آپ نے دست درازی کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور اسوقت فلاں درخت کے تنے سے یہ آواز نہیں آئی تھی کہ ابھی تک یہ عورت تمہارے لئے نامحرم ہے۔نکاح سے پہلے دست درازی کرنا درست نہیں بلکہ اسے چھونا بھی حرام ہے۔ابا جان یہ آواز میری ہی تھی۔

ایک سوال اور اسکا جواب ☆ : کتاب معارج الولایت میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ غوث کسے کہتے ہیں؟ اور اسکی تعریف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جب غوث فوت ہو جاتا ہے تو جو شخص بھی اس کے چہرے پر نظر ڈالتا ہے تو وہ مسکراتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو وہ شخص امتحان کے لئے آپ کے پاس گیا۔اور آپ کے چہرے کو دیکھا تو آپ مسکراتے ہوئے دکھائی دیئے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ ابھی بات کرنے والے ہیں۔وہ شخص یہ دیکھ کر اپنے خیالات فاسدہ سے تائب ہوا اور کہا کہ بس مجھے اس سے زیادہ کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۱۰۷۲ھ بمطابق ۱۶۶۱ء کو ہوا۔مزار پر انوار یوسف زئی بونیر نزد سوات صوبہ سرحد پاکستان میں مرجع خاص وعام ہے۔مفتی غلام سرور لاہوری نے آپکی قطعہ تاریخ وصال اسطرح لکھی ہے۔

حضرت سیّد عبدالوہاب شاہ المعروف شیخ پنجو بابا چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عالم باعمل، فاضل بے بدل، مدرس مسائل عشق وعرفان ومحبت حضرت شیخ عبدالوہاب المعروف پنجو بابا پشاوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے روزگار زمانہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۹۳۷ھ میں حضرت برہان الدین المعروف سید غازی بابا بن سید عبدالمالک ملقب بہ مصحف کے گھر موضع ترکئی موجودہ ضلع صوابی میں ہوئی۔

آپ حسینی سید ہیں، ابتداً آپ کے آباؤاجداد عرب شریف سے ہجرت کر کے روہیل کھنڈ کے سنبھل کے علاقہ میں آباد ہوئے۔ ۹۳۲ھ کو جب بابر نے ابراہیم لودھی کو شکست دی تو آپ کے والد گرامی حضرت غازی بابا علاقہ چھچھ سے ہوتے ہوئے موضع ترکئی موجودہ ضلع صوابی میں آکر سکونت پذیر ہوئے، یہیں پر انہوں نے اپنے وقت کے جلیل القدر بزرگ دیوانہ بابا کی خالہ سے شادی کر لی جن کے ان سے آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ حضرت اخوند درویزہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

آپ ہندی اور فارسی کے بہترین شاعر تھے۔ مسلک آپ کا اپنے شیخ کے مسلک پر تھا۔

مولانا چاک میانہ، مولانا شیخو شاہجہان پوری اور شیخ علی جو اپنے زمانہ کے مشاہیر تھے۔

یہ متذکرہ تینوں افراد آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف تھے۔ آپ کے تمام مریدین صاحب حال اور باکمال گزرے ہیں۔ جب شیر شاہ سوری نے ہمایوں کو شکست دی تو یوسف زئی قبیلہ کے سردار خان گجو سوری خاندان سے باغی ہو گئے، تو اس وجہ سے حضرت غازی بابا وہاں سے پشاور کے قریب ایک دیہات ''چوہا گجر'' میں تشریف لے آئے، اس وقت اسی مقام سے آپ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے ہندوستان تشریف لے گئے اور روہیل کھنڈ میں مقیم رہ کر تعلیم مکمل کی اور وہاں سے واپس پشاور تشریف لائے اور اکبر پورہ پشاور میں تبلیغ دین اور تصنیف وتالیف کا کام شروع کیا، اور خدمت خلق اللہ میں مصروف ہوئے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۷۳ھ بمطابق 1662ء کو ہوا۔

مزار پُرانوار اکبر پورہ پشاور صوبہ سرحد پاکستان میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ بابا محمد جمال چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: منظورِ نظر در مرشد کامل، عارف اکمل و افضل، شیخ یگانہ حضرت شیخ بابا محمد جمال چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے عظیم شیخ طریقت ہیں۔ آپ بستی شیخ درویش جالندھر کے رہنے والے اور حضرت سید علیم اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

آپ چونکہ غریب اور مفلوک الحال تھے بستی شیخ درویشاں سے جب مرشد کامل کے آستانے پر جالندھر تشریف لے جاتے تھے تو اپنے مرشد کے استنجے کے لئے مٹی کے ڈھیلے لے کر جایا کرتے تھے۔

آپ کے پیرو مرشد بھی آپ سے بہت شفقت و پیار فرماتے تھے۔ اسی طرح آپ بھی ہمہ وقت اپنے مرشد کامل کی خدمت میں مصروف ومشغول رہتے تھے۔ خدمت مرشد میں کبھی کوتاہی نہ ہونے دی۔

ایک دن آپ اپنے مرشد کی کمر سے میل اتار رہے تھے کہ ایک زمیندار اپنے کھیتوں سے خربوزے لے کر آیا اور حضرت سید علیم اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پیش کئے۔ مرشد کامل نے وہ خربوزہ کٹوا کر اپنے دست مبارک سے تمام حاضرین میں تقسیم کر دیئے مگر بابا محمد جمال جو آپ کی کمر سے میل اتار رہے تھے کو نہ دیئے۔ جس کی وجہ سے آپ کو دلی طور پر رنج ہوا۔ کہ شاید مجھے غریب جان کر نظر انداز کیا گیا ہے۔

آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ کر کے نکلے اور مرشد کی کمر پر گرے تو حضرت شیخ سید علیم اللہ صابری علیہ الرحمۃ نے پیچھے مڑ کر بابا جمال کو روتے دیکھ کر فرمایا ''جمال میاں تم رو رہے ہو؟''۔ ''عرض کیا حضور نے مجھے بھلا دیا'' حضرت شیخ علیم اللہ شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے فرط محبت سے میاں محمد جمال کو سینہ بے کینہ سے لگایا اور روحانیت کی دولت سے مالا مال کر دیا اور فرمایا ''جمال بابا'' وہ تمہارا حصہ نہ تھا۔ تمہارا حصہ یہ ہے۔

آپ نے تربیت پا کر اپنے شیخ سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور سلسلہ کی اشاعت وترویج میں مصروف ہو گئے۔ ہزاروں افراد آپ کے علم وعرفان وفیضان سے مالا مال ہوئے۔

اولاد وامجاد اور سلسلہ عالیہ ☆: آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ اول صاحبزادے شیخ عبدالرحمٰن دوم شیخ چراغدین۔ جن میں شیخ عبدالرحمٰن کے صاحبزادے میاں محمد حنیف اور ان کے دو بیٹے صاحبزادہ میاں علی ۱۹۴۷ء سے قبل سندھ میں مریدین کے ہاں

تشریف لائے اور وہیں ان کا وصال ہو گیا۔ جبکہ دوسرے صاحبزادے خادم علی ہیں۔

آپ کے صاحبزادے میاں چراغ دین کے صاحبزادے میاں اللہ دتہ تھے جو فیصل آباد میں فوت ہوئے۔ حضرت شیخ چراغ دین کے ایک خلیفہ میاں منی تھے جن کے سینکڑوں مرید ہوئے۔ جو ۱۹۴۷ء میں جالندھر سے ہجرت کر کے ملتان تشریف لائے اور ملتان میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی اشاعت و ترویج کی اور غالباً ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۰ء میں ان کا وصال ہوا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بستی شیخ درویش میں ۱۰۸۲ھ بمطابق ۱۶۷۱ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار بستی شیخ درویش نزد جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

مزار شریف پر پرکشش شاندار گنبد بنا ہوا ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ محمد صدیق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، شیخ الاتقیاء، امام العرفا، سلطان الاصفیا حضرت شیخ محمد صدیق چشتی صابری ثمہ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ اپنے وقت کے بہترین عالم و فاضل اور جامع شریعت وطریقت وحقیقت ہیں۔ دن کے وقت اپنے قائم کردہ مدرسہ میں طلبا کو دینی علوم کی درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیتے۔ جبکہ رات کے وقت مریدین کی تربیت میں مشغول رہتے تھے۔ مشائخ وقت اور علمائے کرام آپ کے گرویدہ تھے۔ حسن اخلاق تواضع آپ کا شعار تھا۔ آپ کی نگاہ ولایت کا عالم یہ تھا کہ جس پر نگاہ پڑتی وہ تارک الدنیا ہو کے رہ جاتا تھا۔ آپ حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری ثمہ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔ وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ عبدالخالق چشتی صابری کے وہ مرید شیخ جان اللہ چشتی صابری ثمہ لاہوری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری علیہم الرحمتہ اجمعین کے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۸۴ھ بمطابق ۵ مارچ ۱۶۷۳ء بعہد محی الدین اورنگزیب عالمگیر کو ہوا۔ مزار پُرانوار میدانِ زین خان بیرون موچی دروازہ چیمبر لین روڈ پر احاطہ قادر بخش میں لکڑی کی دکانوں کے پاس لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ وصال لکھی ہے:

زد نیارفت در خلد معلٰی	چوں صدیق آں ولی راہ تحقیق
رقم شد شیخ قدسی سال تاریخ	بدیگر بار شمع عشق صدیق
۱۰۸۴ھ	۱۰۸۴

حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی، مرشد لاثانی، گنجیہ علوم ومعرفت وطریقت وشریعت حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔آپ کی ولادت باسعادت ۹ ربیع الآخر ۱۰۰۵ھ کو رسول پور عرف دہلتی لکھنو میں ہوئی۔آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم سرخیل ہیں۔ آپ مغلیہ خاندان کے بادشاہ جہانگیر اور شاہجہان کے ہم عصر تھے۔شہنشاہ اورنگزیب کے چند ایام آپ نے دیکھے ہیں۔آپ نسبتاً قریشی ہاشمی علوی ہیں۔آپ کے آباؤ اجداد کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔گھر کے مذہبی ماحول نے آپ کو اسقدر متاثر کیا کہ آپ نے بہت جلد علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی اور مجاہدہ وسلوک میں مصروف ومشغول ہوگئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شیخ حمید بن شیخ قطب الدین چشتی صابری جو کہ ساتویں پشت میں حضرت احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی اولاد ہیں کہ دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہیں اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ اپنی معروف زمانہ کتاب ''مرآۃ الاسرار'' کے صفحہ 1167 پر خود لکھتے ہیں۔

اس فقیر کو بھی اس عارف ربانی کے ہاں ایک خلوت نصیب ہوئی۔آپ روزانہ اس فقیر کے خلوت خانہ میں تشریف لاتے تھے۔ اور عالم باطن سے جو کچھ احقر پر وارد ہوتا تھا۔وہ مفصل حضرت شیخ کے سامنے بیان کرتا تھا۔ آپ قطب وقت تھے حضرت مخدومی قبلہ گاہی حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے عالم معاملہ میں اس فقیر کو بتایا تھا کہ میرا بیٹا شیخ حمید قطب وقت ہے۔

جب یہ عاصی خلوت سے باہر آیا تو آپ نے خرقہ خلافت مع امانت خواجگان چشت عطا فرمایا۔اور فقیر کے حال پر بہت توجہ فرمائی۔آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تجھے ملا ہے۔سب شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ کے حکم سے ملا ہے۔کیونکہ ہمارے مشائخ کا سلسلہ تجھ سے روشن ہوگا۔اس وقت خواجگان چشت کی ولایت تمہارے سپرد کر دی گئی ہے۔اب اپنے گھر میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ولایت تقسیم کرتے رہو اور تجھے یہ کام مبارک ہو۔اس عنایت بے پایاں کا کس زبان سے شکر ادا کروں۔

مختلف بزرگوں کی روحانی توجہات ☆: روحانی طور پر حضرت شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی چشم عنایت آپ پر رہی۔جسکی وجہ سے آپ نے بڑے بڑے روحانی مدارج اور مقامات طے کیئے۔اسکے علاوہ حضرت خواجۂ بزرگ حضرت خواجہ سید معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانیت سے بھی آپ نے بہت فیضان حاصل کیا۔اور حضرت کی زیر تربیت رہ کر بلند روحانی منازل پر پہنچے۔اس کے علاوہ باطنی نظام کے تحت آپ شاہان مغلیہ کے معاملات کی دیکھ بھال اور حفاظت سلطنت اسلامیہ پر مامور تھے۔

ظاہری طور پر آپ کو جہانگیر اور شاہجہان کے دربار میں آنے جانے کے مواقع حاصل تھے اور اکثر مجالس میں آپ کی شرکت رہتی تھی۔ آپ حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی کے قریبی دوست تھے۔ جو کہ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی کے تین واسطوں سے مرید اور اکابر مشائخ سے تھے۔ آپ نے بیس برس کی طویل مدت میں ایک کتاب ''مرآۃ الاسرار'' تصنیف فرمائی۔ جو کہ بزرگان دین کی سوانح حیات اور تعلیمات کے حوالے سے بہت عظیم خدمت ہے۔ جو کہ 1263 صفحات پر مشتمل ضخیم جلد ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۹۴ھ بمطابق ۱۶۸۳ء میں ہوئی۔ مزار پر انوار رسول پور لکھنو میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت شیخ عبداللہ پاک بندگی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین، دلیل الکاملین، برہان العاشقین، حضرت شیخ عبداللہ پاک بندگی چشتی صابری رحمۃ اللہ عالیہ قبلہ اہل تصوف ہیں۔ عارف کامل تھے۔

اور حضرت خواجہ شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ بہت سے افراد نے آپ سے فیض اور دولت علم وعرفان کو حاصل کیا۔ آپکے حالات زندگی پر مزید کوئی تفصیل نہیں ملی۔ مزار پر انوار باغ بھگت رام میں واقع ہے۔ جس کا اب کوئی نام نشان باقی نہیں رہا۔ آپکی تاریخ وصال سن وصال کہیں سے بھی معلوم نہ ہوسکی۔ غالباً گیارہویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔

حضرت شیخ داؤد گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مست الست نغمات بے ساز، در خلوت کنت کنزاً محرم راز۔ آثار ولایتش ظاہر بر خاص و عام بے دلیل۔ حضرت شیخ داؤد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مقبول بارگاہ احدیت ہیں۔

آپ حضرت محبوب الٰہی شیخ محمد صادق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے اور جانشین ہیں۔ اور صاحب ولایت و صاحب کشف صاحب حال و کمال متصرف بہ تصرفات، صاحب کشف و کرامات درویش تھے۔ آپ ریاضت و مجاہدہ میں بے نظیر زہد و تقویٰ میں بے مثال ہیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت محبوب الٰہی شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

ریاضت و مجاہدہ ☆: محققین صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ داؤد بندگی رحمتہ اللہ علیہ صبح صادق سے دوپہر دن چڑھے تک ذکر جہر نفی واثبات اور اسم ذات میں مصروف رہتے تھے۔ سہ پہر کے وقت قیلولہ فرما کر نماز ظہر ادا فرماتے اور حجرے کے اندر تشریف لے جاتے اور نماز عصر تک شغل سہ پایہ اور سیر و وجود میں مصروف رہتے تھے۔ عصر سے مغرب تک صلوٰۃ وسطیٰ کا شغل کرتے تھے۔ اور مغرب سے عشاء تک پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر علم لدنیہ کی تعلیم پاتے تھے۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر باوضو سر جانب شمال اور پاؤں جانب جنوب کر کے متقبل قبلہ ہو کر شہود مطلوب کے انتظار میں چند گھڑی لیٹ جاتے تھے۔ پھر اٹھ کر وضو فرمانے کے بعد نماز تہجد ادا کر کے صبح تک ورزش شغل سہ پایہ میں مشغول رہتے تھے۔ بعض وقت آدھی رات کے وقت سے صبح تک ایک سانس لیتے تھے۔ شغل سہ پایہ جس میں ۹ دفعہ اسم ذات تسبیح کے ایک دانہ پر پڑھا جاتا ہے۔ آپ ایک سانس میں تین تسبیح پڑھ لیتے تھے۔ اس عالم میں آپ پر ہر وقت استغراق رہتا تھا۔

دربار مصطفیٰ میں حاضری ☆: ایک مرتبہ آپ شغل سہ پایہ کرنے کے بعد مراقبہ میں تھے کہ آپ پر کیف بے خودی طاری ہو گئی دیکھا کہ آپ کا سینہ مبارک پھٹ گیا۔ اور اس میں سے عرش عظیم نکلا جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت شیخ محمد صادق علیہ الرحمۃ رونق افروز ہیں۔ سرور عالم نے داؤد جی کا ہاتھ پکڑا اور تخت پر بٹھا لیا وہاں پر آپ نے دیکھا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کی کہ یہ نوجوان

خلافت کبریٰ کے لائق ہے حضورؐ نے نور کی دو انگشتریاں دونوں کو عطا فرمائیں اور دونوں پیشواؤں نے حضرت شیخ داؤد رحمتہ اللہ علیہ کو پہنچا دیں اور خلافت و کمالات نبوت اور ولایت مطلقہ مل جانے کی بشارت دی۔

کرامت ☆: جب بادشاہ اورنگ زیب ۱۰۶۸ھ میں تخت سلطنت پر برسر اقتدار آیا اس خاندان کے بعض دشمنوں نے بادشاہ سے کثرت سماع میں مشغولیت سماع کی شکایت کی۔ بادشاہ نے حضرت شیخ داؤد رحمتہ اللہ علیہ کو دہلی بلوایا جس روز آپ گھر سے روانہ ہوئے عالمگیر بادشاہ نے دیکھا کہ حضرت شیخ داؤد رحمتہ اللہ علیہ اس کے خلوت خانے میں رونق افروز ہیں اور فرما رہے ہیں کہ درویشوں کو کیوں تکلیف دیتا ہے۔

بادشاہ یہ بات سن کر سکتہ میں رہ گیا۔ اور اس پر ہیبت طاری ہوگئی اور شرمندہ ہو کر معافی چاہنے لگا۔ پھر بادشاہ نے اپنے ایک ایلچی کو تحفے تحائف نذرانے دے کر حضرت شیخ داؤد بندگی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھیجا تا کہ حضرت واپس چلے جائیں میرے بلانے کے سبب تکلیف گوارانہ کریں۔

حضرت داؤد بندگی نے جواب میں کہا کہ میں گھر سے روانہ ہو چکا ہوں اور اب میں اپنے پیران عظام حضرت خواجہ قطب الدین، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی علیہم الرضوان کے مزارات پر حاضری دیئے بغیر واپس نہیں آ سکتا۔

چنانچہ آپ نے دہلی پہنچ کر اپنے خواجگان کے مزارات پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھنے کے بعد واپس گنگوہ شریف کا قصد کیا اور باوجود بادشاہ کے بلانے کے آپ بادشاہ کے پاس نہیں گئے۔

کرامت ۲ ☆: ملا عبدالقوی جو بادشاہ کا مقرب خاص تھا ایک دن وہ بحث مباحثہ کے لئے حضرت شیخ داؤد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ بدعت راگ کو سننے کے لئے چشتیوں نے کون سی شرعی دلیل سے نکالی ہے۔ حضرت داؤد بندگی نے جواب میں فرمایا کہ اگر دلیل قالی چاہیے تو بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کنیز سے سماع سنا جو کہ حدیث سے ثابت ہے۔

اگر دلیل حالی چاہیے تو بیٹھو ابھی دیکھو آپ نے قوال بلائے اور انہوں نے سماع شروع کی۔ حضرت داؤد بندگی رحمتہ اللہ علیہ پر حالت خاص طاری ہوگئی اور زبان مبارک سے یہ لفظ نکلا کہ تو جاہل ہے میرے سے دلیل طلب کرتا ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ ملا عبدالقوی کا تمام علم سلب ہو گیا۔

ملا عبدالقوی بے اختیار ہو کر حضرت کے قدموں پر گر گیا۔ اور معذرت شروع کی کہ آپ نے معاف فرمایا اور تمام علوم بدستور ملا عبدالقوی کو پھر یاد ہو گئے۔ اور نہایت عاجزی کے ساتھ حضرت شیخ داؤد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سے رخصت ہو کر تمام حال بادشاہ کو سنایا۔ بادشاہ کو از سر نو زیادہ اعتقاد پیدا ہو گیا۔ اور آپ کا خاص معتقد ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۶ شعبان المعظم ۱۰۹۵ھ بمطابق 1684ء کو ہوا مزار مبارک گنگوہ شریف ضلع انبالہ پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ محمد ابراہیم چشتی صابری مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات وکمالات، منبع فیوض و برکات، مرآۃ جمال بے مثال، فارغ از مستقبل وحال، حکیم حازق، قطب وحدت حضرت شیخ ابراہیم چشتی صابری ثمہ مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ مقتدائے اہل بصیرت ہیں۔ آپ قوم سے پٹھان اور ولایت درہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ذات والا صفات نے شغل سہ پایہ کو اس حد تک پہنچایا تھا کہ تین مرتبہ ذکر اسم ذات یعنی اللہ اللہ کر کے ایک تسبیح کا دانہ گراتے تھے اور اس طرح چار سو تسبیح کرتے تھے (یعنی ایک سانس میں چار سو تسبیح پڑھتے تھے) جس وقت آپ کو مرشد کامل کی جستجو ہوئی تو درّہ سے نکل کر کوبہ کو پھرتے پھراتے قصبہ بنور نزد سرہند شریف حضرت شیخ آدم بنوری کی خدمت میں پہنچے اور ان کی خدمت میں رہ کر ایک مدت تک ریاضت ومجاہدہ کیا۔ لیکن جو کچھ ان کا دل چاہتا تھا میسر نہ ہوا۔ حضرت شیخ آدم بنوری آپ کی بہت عزت کرتے تھے اور دل میں خیال رکھتے تھے کہ انہیں خرقۂ خلافت سے نوازیں مگر چونکہ آپ کی تشفی نہیں ہو پا رہی تھی اس لئے ایسا ممکن نہ ہو سکا۔

سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت ☆: ایک رات آپ آرام سے سو رہے تھے کہ قسمت نے یاوری کی کہ جمال جہاں آرائے سرورِ کونین ﷺ کی زیارت سے مشرف بہ نصیب ہوئے۔ آپ کے ہمراہ صحابہ کبار اور ایک بزرگ حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ بھی تھے سرکار علیہ السلام نے حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی کی طرف اشارہ کر کے شیخ ابراہیم سے فرمایا کہ تمہارے شیخ یہ ہیں۔ گنگوہ جا کر ان سے ملو۔ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے ان کا نام معلوم نہیں ہے ذرا اسم گرامی بتا دیجیے تا کہ کسی سے پوچھ کر قدم بوسی کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میری امت کے اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ اور ان کا نام نظر محمد ہے۔ ان کے پاس پہنچو تا کہ مقصد حقیقی تک رسائی ہو جائے۔

آپ جب بیدار ہوئے تو فوراً اٹھ کر حضرت شیخ آدم بنوری کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ آج رات مجھے مطلوب حقیقی کا علم ہو گیا ہے اگر اجازت ہو تو میں گنگوہ شریف میں حضرت نظر محمد کی خدمت میں حاضری دے دوں۔ اگر آپ اجازت دے دیں تو بہتر ہے ورنہ میں خود یہاں سے ان کی خدمت میں چلا جاؤں گا۔ شیخ آدم نے فرمایا کہ میں تمہیں اپنے اکابر اصحاب میں شمار کرتا تھا۔ اور مجھے یہ گمان بھی نہ تھا کہ تم اس طرح کرو گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ میں اپنی مرضی سے نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے کر رہا ہوں۔ اور میں حیران ہوں کہ اس قدر دعویٰ کمال کے باوجود آپ پر یہ بات منکشف نہیں ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ

علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام معاملات و مشاہدات جو عالم معاملہ میں آپ نے دیکھے تھے وہ مرشد کے حضور عرض کر دیئے۔ اسی دوران حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ کے ایک اور مرید شیخ محمد یوسف بھی مجاہدات کی تکمیل سے فارغ ہوئے تھے انہوں نے اپنے مجاہدات کے دروان پیش آنے والے معاملات شیخ کے حضور پیش کیے تو حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی نے فرمایا جو مرتبہ خدا نے شیخ ابراہیم کو عطا فرمایا ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں۔ اور شیخ محمد ابراہیم کو خدا نے مرتبہ محبوبیت سے نوازا ہے۔

چنانچہ شیخ کامل نے آپ کو خرقۂ خلافت سے مشرف فرما کر ولایت مراد آباد سے نوازا اور فرمایا کہ مراد آباد چلے جاؤ وہاں جا کر خلق اللہ کی خدمت اور ہدایت میں مصروف ہو جاؤ۔

چنانچہ مرشد کا حکم ملتے ہی آپ نے مراد آباد تشریف لا کر وہاں خانقاہ قائم کی اور سلسلۂ رشد و ہدایت میں مصروف و مشغول ہو گئے۔

ہزاروں افراد نے آپ سے فیض پایا اور بہت سے گمراہوں کو راہ ہدایت ملی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۹۷ھ بمطابق ۱۶۸۵ء کو ہوا۔ مزارِ پُر انوار مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ محمد ابراہیم چشتی صابری رامپوری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: متصرف بہ تصرفات، مردِ حقیقت آگاہ، شہباز طریقت، حضرت شیخ محمد ابراہیم رامپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم سرخیل حضرت بندگی شیخ محمد داؤد چشتی صابری گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ آپ نے تمام عمر ذکر و فکر، عبادت و ریاضت، فقر و فاقہ، ترک و تجرید اور رضائے خدا اور اتباع شیخ میں گزاری ہے۔ آپ کے بارے کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ سادات کرام کا بہت ادب اور خیال فرماتے تھے۔

جن دنوں آپ سید پورہ جو کہ کرنال کے گردونواح میں ہے تشریف فرما تھے تو آپ ہمیشہ زمین پر اس خیال سے سوتے تھے کہ جانے کتنے غریب سادات ہیں کہ جن کو چارپائی نصیب اور میسر نہ ہے۔ یہ آداب کے خلاف ہے کہ میں چارپائی پر سو جاؤں اور سادات کرام زمین پر سوئیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو فنافی الرسول ﷺ کا درجہ بکمال حاصل تھا۔ آپ کو ذات بے کیف کا ہوا کے ذریعے حاصل ہوا تھا۔

نوٹ ☆: شغل ہوا اس طرح کیا جاتا ہے کہ اندھیرے میں نظر سامنے کسی مقام پر جما کر **كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ شَ** کا تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن اس دوران آنکھ جھپکنے نہ پائے یہ شغل تکمیل مشاغل ہے۔ اور دیگر اذکار و مشاغل کے بعد آخر میں کیا جاتا ہے۔ اور یہ بات بھی یاد رہے کہ یہ خود بخود نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ جس وقت مرشد کامل حکم دے اس وقت کرے۔

استقلال و کرامت ☆: جن دنوں آپ سید پورہ ضلع کرنال میں تھے آپ دن کے وقت ایک باغ میں جامن کے درخت کے نیچے شغل باطن میں مصروف رہتے تھے۔ اور رات کے وقت اپنے گھر میں مشغول بحق رہتے تھے۔ پھل کے موسم میں جب درختوں کو پھل لگتا تھا تو قصبہ کے سادات حضرات کے بچے درختوں کو پتھر مار کر پھل نیچے گراتے اور کھاتے تھے۔ ان میں سے کئی ڈھیلے آپ کو بھی لگتے تھے۔ مگر آپ نے ان بچوں میں سے کسی کو کبھی کچھ نہ کہا۔

ایک دن آپ عالم محویت میں بیٹھے تھے کہ ایک پتھر آپ کے سر پر لگا جس سے آپ زخمی ہو گئے اور زخم سے خون جاری ہو گیا۔

...ں حالت میں آپ نے فرمایا اے درختوں تمہاری وجہ سے مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ میں سادات کرام کے بچوں کو تو کچھ نہیں کہہ سکتا مگر آئندہ تم پھل مت لاؤ۔ صرف پھول ہونے چاہئیں۔ جن کو دیکھ کر مجھے فرحت ہو اور تم بھی بالکل برباد نہ ہو جاؤ۔

چنانچہ ان درختوں پر اس دن سے لے کر تا حال پھل نہیں لگا۔ لیکن شگوفے ہر سال نکلتے ہیں۔ آپ کو حضرت شرف الدین بو علی قلندر علیہ الرحمۃ پانی پتی سے قوی نسبت اور مکمل حضوری حاصل تھی۔

جس وقت ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے تو حاضر پاتے تھے۔ اور ان سے جو کچھ پوچھتے تھے با قاعدہ جواب پاتے تھے۔ حضرت شاہ شرف الدین بو علی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت ہر وقت آپ کی طرف متوجہ رہتی تھی اور فیض رسانی کرتی تھی۔

آپ اپنے آخری ایام میں سید پورہ چھوڑ کر رام پور تشریف لے آئے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۹۷ھ بمطابق ۱۶۸۵ء قصبہ رامپور ضلع سہارنپور انڈیا میں ہوا۔ آپ کا عرس مبارک ۱۸ ربیع الاول کو منایا جاتا ہے۔ مزار پُر انوار قصبہ رامپور ضلع سہارنپور میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ محمد جی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہباز طریقت، مرد میدان حقیقت، عارف باللہ، فنا فی اللہ وفنا فی الرسول ﷺ، قطب دائرہ کائنات حضرت شیخ محمد جی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت بندگی شیخ محمد صادق چشتی صابری بن شیخ فتح اللہ گنگوہی الحنفی علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت شیخ شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری کے مرید وخلیفہ ہیں۔

آپ صاحب کشف وکرامت اور علو درجات کے حامل بزرگ ہیں۔ آپ علوم باطنیہ میں اس قدر دسترس رکھتے تھے آنے والے کو چند مجالس میں خدارسیدہ بنا کر روانہ کر دیتے تھے۔ آپ کے زیر تربیت رہنے والے حضرات کا شمار اکابر اولیاء میں ہوتا ہے آپ حضرت شیخ محمد جی بندگی چشتی صابری نے تمام عمر عشق ومحبت، فقر وفنا اور شغل باطن میں گزاری۔ آپ کے والد گرامی حضرت شیخ بندگی محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ نے آپ کی تربیت بذات خود کی۔

اوراذ کار واشغال تعلیم فرما کر بہت جلد درجہ تکمیل تک پہنچا دیا۔ اور سجادہ نشینی کلیر شریف جو آپ کے ہاں قطب عالم حضرت عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ وہ آپ کو عطا فرما دی۔ کلیر شریف میں ابھی تک سجادہ نشینی آپ ہی کی اولاد میں چلی آ رہی ہے۔

آپ اپنے والد گرامی حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ جب آپ نے چاہا کہ جمال محبوب حقیقی کا بے پردہ مشاہدہ کریں تو آپ کا مرغ روح ہستی مجازی کا پردہ چاک کر کے آشیانہ لامکاں کی طرف پرواز کر گیا اور دوست سے یک رنگ ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۹۹ھ بمطابق ۸۔۱۶۸۷ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار گنگوہ شریف ضلع انبالہ میں مرجع خاص وعام ہے جہاں آج بھی ہزاروں لوگ عرس کے موقع پر اور روزانہ لاتعداد افراد حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت سید صدرالدین سخی سلطان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ المحققین والعارفین، دلیل الکاملین، انیس السالکین، برھان الواصلین، امام العاشقین، بدرالذاھدین حضرت سید صدرالدین سخی سلطان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔

آپ کا تعلق بھاکری سادات سے ہے آپ نویں صدی ہجری کے آواخر یا دسویں صدی ہجری کے اوائل میں تبلیغ اسلام کی اشاعت کی غرض سے (بھکر سندھ سے ہجرت کر کے ان علاقوں میں وارد ہوئے)۔

کثیر الاولاد تھے۔ آپ کی اولاد واخفا آج بھی بولیانوال، سقہ آباد، لارنس پور، غرشین، کھیری مورت، حمیدہ بہادر خان اور اٹک میں آباد و موجود ہے۔

شجرہ نسب ☆: آپ نقوی بخاری سادات سے ہیں آپ کا شجرہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام محمد نقی سے جا کر ملتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت سید صدرالدین سخی سلطان اٹکی بن سید ابواسحاق بن سید عبدالملک بن سید عبدالعزیز بن سید شہاب الدین بن سید مبارک بن سید میراں بن سید مخدوم بدرالدین بھاکری بن سید سلطان صدرالدین بن سید سلطان محمد مکی بن سید سلطان محمد شجاع بن سید علاؤالدین بن سید حمزہ الملک بن سید ابراہیم بن سید زیدالدین بن سید ہارون بن سید سیف الملوک بن سید عقیل بن سید اسماعیل بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن سید امام محمد نقی علیہ السلام ورحمتہ اللہ تعالیٰ اجمعین والرضوان الغفر ان۔

آپ کے خاندان کی برصغیر میں آمد ☆: سادات کی اس شاخ کو بقول سید نا گنج علم بغدادی ایک بڑا اشرف یہ حاصل ہے کہ یہ سادات حسینی کا پہلا قافلہ ہے۔ جو سندھ و ہند میں وارد ہوا۔ اس قافلہ کے سالار مخدوم سید بدرالدین بھاکری علیہ الرحمتہ کے دادا سلطان محمد مکی شیر سوار تھے۔ انہوں نے اپنی تحقیق کی روشنی میں یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ سید سلطان محمد مکی شیر سوار سے قبل سادات حسینی کا کوئی فرد ہندوستان میں نہیں آیا۔

یہ تارک الوطن خاندان جو صرف اشاعت و تبلیغ دین کی غرض سے ان سرحدی علاقوں میں وارد ہوا۔ تمام اوصاف و کمال اور تبلیغی ضروریات سے پوری طرح آراستہ تھا۔ اس پر طریقہ سہروردیہ کی نسبت جو اس خاندان میں صدیوں سے چلی آرہی تھی سونے پر سہاگے کا کام کر رہی تھی۔

آپ کے والد گرامی حضرت سید صدرالدین نے اپنے تمام صاحبزادوں کو سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں خلافت دے کر مختلف مقامات پر متمکن کیا۔ آپ شاید ان کے چھوٹے بیٹے ہوں گے۔ اس لیے اپنے والد گرامی کی زیر تربیت سلوک و طریقت کی تکمیل نہ کر سکے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں شیخ المشائخ حضرت اک بابا چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ حضرت اک بابا چشتی صابری علیہ الرحمتہ کی بزرگی و ولایت کا چرچا ان دنوں دور دور تک عام تھا اور حضرت اک بابا چشتی صابری علیہ الرحمتہ کا دربار گوہر بار پشاور میں مرجع خلائق ہے اور وہ مرید و خلیفہ حضرت شیخ پنجو بابا چشتی صابری ثمہ پشاوری علیہ الرحمتہ کے اور وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت سید علی ترمذی چشتی صابری آف سوات علیہ الرحمتہ کے تھے۔

آپ اپنے پیر و مرشد حضرت اک بابا چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے ممتاز خلفاء اجل میں سے تھے اور آپ کو اپنے شیخ کی طبیعت میں بڑا دخل تھا اور معشوقیت کے درجہ پر فائز تھے۔

سیرت و کردار ☆: آپ زبردست روحانی شخصیت کے مالک تھے۔ ہر خاص و عام کا اپنی مشکلات میں آپ کی جانب رجوع تھا۔ قلعہ اٹک کی تعمیر کے وقت آپ اٹک میں ہی مقیم تھے بعد ازاں اس جگہ پر رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے جہاں آپ کا مزار پُرانوار ہے۔

حضرت شاہ عیسٰی جیسے صاحب کرامت بزرگ آپ ہی کی صحبت کیمیا اثر میں پل کر جوان ہوئے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال دسویں صدی ہجری کے آخر یا گیارہویں صدی کے ابتدائی سالوں میں ہوا۔ اس لیے کہ آپ 991 ہجری میں اپنے بڑھاپے کے دن گزار رہے تھے۔

آپ کا مزار پرانوار سرائے خربوزہ موجودہ ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت میر احمد نو بہار سجادہ نشین ہوئے اور ان کے بعد یہ سلسلہ فیض تسلسل کے ساتھ آج تک آپ کے خاندان میں جاری و ساری ہے اور خلق خدا آپ کے اس چشمۂ فیض سے سیراب ہوتی چلی آ رہی ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ بلاقی چشتی صابری کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل و افضل، امام تقیاء، سلطان الصلحاء، حضرت شیخ بلاقی کیتھلی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ قصبہ کیتھل کے رہنے والے اور اپنے وقت کے عظیم صوفی بزرگ اور صاحب کشف و کرامت ہوئے ہیں۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم بزرگ حضرت بندگی شیخ داؤد علیہ الرحمۃ چشتی صابری کے مرید و خلیفہ تھے۔

آپ عبادت و ریاضت و مجاہدہ، فقر و فنا اور تصرفات میں بے نظیر تھے۔ آپ کو ذکر جہری اور حبسِ دم میں کمال حاصل تھا۔ اور عالم لاکیف اور لامثال کا آپ پر اس قدر غلبہ تھا کہ اس سے زیادہ تصور میں نہیں آ سکتا۔ غرضیکہ آپ حضرت شیخ داؤد چشتی صابری گنگوہی علیہ الرحمۃ کی تمام کیفیت کے حامل تھے۔ آپ کو اپنے شیخ حضرت داؤد بندگی گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے بہت اُنس اور محبت تھی۔ اور آپ کے شیخ بھی بہت محبت سے پیش آتے اور اکثر اوقات اکٹھے سفر کرتے تھے۔

اور آپ کو اپنے احباب میں شمار کرتے تھے۔ جب حضرت شیخ داؤد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہوا تو آپ پر دنیا تاریک ہو گئی اور شیخ کے جمال کے بغیر ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آنے لگا تو آپ نے وطن کو خیر باد کہا۔ اور سفر حج پر روانہ ہو گئے مکہ مکرمہ کی زیارت کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔ حتیٰ کے آپ کا وہیں وصال باکمال ہو گیا۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

نوٹ ☆: فقیر راقم الحروف کا خیال ہے کہ غالباً یہ وہی شیخ شاہ بلاقی ہیں جو کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے جدامجد ہیں۔ جن کا ذکر حاجی صاحب کے حوالے سے مختلف جگہوں پر ملتا ہے۔ (از مولف) واللہ اعلم آپ کا وصال باکمال غالباً گیارہویں صدی ہجری کے اوائل میں ہوا ہے۔ مرقد منورہ مدینہ پاک حجاز مقدس میں موجود ہے۔

حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: ولی زمانہ، عارف یگانہ، مرشد لاثانی، عالم ربانی حضرت خواجہ شیخ پیر محمد چشتی صابری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے قطب الاقطاب اور صاحب ولایت ہیں۔

آپ حضرت شیخ خواجہ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

حضرت شیخ جان اللہ چشتی صابری جن کا مزار لاہور میں ہے وہ آپ کے پیر بھائی ہیں اور حضرت شاہ کاکو چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ کے مرید و خلیفہ مجاز اور لاہور کے صاحب ولایت ہیں۔

موٹروے لاہور کے نزدیک کالا شاہ کاکو انٹرچینج غالباً حضرت شاہ کاکو ہی کے نام سے منسوب ہے۔

آپ نے تمام عمر دین اسلام کی خدمت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج و اشاعت میں گزاری اور اسی مشن کی تکمیل کرتے ہوئے آپ کا وصال با کمال ہوگیا۔ آپ کی تاریخ اور سن وصال جائے مدفن کے بارے میں تمام مؤرخین خاموش ہیں۔ کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کا مزار پُرانوار کس جگہ پر واقع ہے۔ تقریباً گیارہویں صدی ہجری کے آخر میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت شیخ عبدالسبحان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: مشرف بہ دیدار مصطفویؐ، آئینہ جلاول و جمالی حقانی، مجوزات حق، محب اللہ، حضرت شیخ عبدالسبحان چشتی صابری ثمہ سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ بلند درجہ اولیاء کبار سے ہیں۔ آپ ابتدأ تصوف وطریقت اور فقرأ سے عقیدت نہ رکھتے تھے بلکہ طریقہ درویشی کو پسند ہی نہیں کرتے تھے۔ اپنے زمانے کے معروف اور بڑے ہی لطیف طبع کے مالک تھے۔

ایک رات قسمت نے یاوری کی کہ سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کیا دیکھا کہ امام الانبیا ﷺ کے ہمراہ اصحاب کے علاوہ ایک بزرگ ولی کامل بھی موجود ہیں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا عبدالسبحان یہ تمھارے پیر ہیں اور پھر حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو حضور کے ساتھ تھے کی طرف اشارہ کر کے حضور نے ارشاد فرمایا عبدالسبحان گنگوہ جا کر انکے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤ۔ اور مطلوب حقیقی تک رسائی حاصل کرو۔

بیعت وخلافت☆: خواب میں حکم ملنے کے بعد آپ بیدار ہوئے ابھی رات کا کچھ حصہ باقی تھا کہ آپ نے صبح ہونے کا انتظار بھی نہ کیا اور رات ہی کو گنگوہ شریف کی جانب پا پیادہ چل دیئے اور روتے ہوئے حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور ریاضت ومجاہدہ کی تکمیل کے بعد اپنے شیخ کامل سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ اور شیخ کے حکم سے سہارنپور تشریف لائے اور خانقاہی نظام کو فروغ دیا اور ہدایت خلق خدا میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے فیض تربیت سے بے شمار لوگ مستفیض ہوئے اور لاتعداد گمراہوں پر ہدایت کے دروازے کھلے۔

فرقہ رافضی اور اہل سنت حق پر ہیں☆: حاکم سہارنپور جو کہ رافضی تھا ایک مرتبہ اس نے اہل طریقت کے حق میں نازیبا کلمات منہ سے نکالے۔ جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اسے ایک اسم تلقین کیا۔ اور فرمایا اسے پڑھ کر سو جانا۔ اس کے بعد خواب میں ہی تمہیں اہل سنت و جماعت کی حقیقت اور رافضیت کے باطل ہونے کا علم ہو جائے گا۔

اس کے بعد تجھے خدا تعالیٰ توفیق ہدایت عطا فرما دیں تو اہل طریقت کا مذہب اختیار کر لینا۔ چنانچہ اس حاکم نے فرمان کے مطابق شب جمعہ کو وظیفہ پڑھا اور پڑھتے پڑھتے غنودگی طاری ہوئی اور سو گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ دو صفیں کھڑی نماز پڑھ رہی ہیں ایک صف اہل سنت و جماعت کی ہے اور دوسری صرف رافضیوں کی ہے۔ لیکن اہل سنت و جماعت کا منہ قبلہ کی طرف ہے اور رافضیوں کا منہ الٹی یعنی مشرق کی جانب ہے۔

اوراس نے اپنے آپ کو بھی رافضیوں کی جماعت میں کھڑا پایا۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا اور اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اہل سنت و جماعت حق پر ہیں۔ کیونکہ ان کے منہ قبلہ کی طرف ہے۔ اور رافضی باطل ہیں۔ کیونکہ انہوں نے قبلہ کی طرف پیٹھ کر رکھی ہے مگر اسی وقت اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آیت کریمہ

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ تم جس طرف منہ کرو حق تعالیٰ کی ذات سامنے ہے کہ مطابق مشرق کی طرف بھی ذات حق ہے۔ اس لئے جو لوگ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ بھی حق پر ہیں۔ مگر چونکہ اس کی قسمت کا ستارہ چمک چکا تھا دل کی سیاہی جہاں آرا سے دور ہو گئی تھی اس لئے فوراً اس کی عقل نے پہلے والے خیال کا رد کیا۔

اور دل سے آواز نکلی کے اگر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہوتا تو حضرت رسالت مآب ﷺ بھی اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔ چونکہ سرکار علیہ السلام کی جانب قبلہ رو ہو کر نماز پڑھتے رہے اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت حق پر ہیں اور رافضی باطل ہیں۔ جب خواب سے بیدار ہوا تو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر رفض سے تائب ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر کامیاب و بامراد ہوئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال گیارہویں صدی ہجری کے آخر میں سہارنپور میں ہوا۔ مزار پُر انوار سہارنپور 'یوپی' انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ عبدالجلیل چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سراج السالکین، برہان العارفین، دلیل الکاملین، حجۃ الواصلین حضرت شیخ عبدالجلیل چشتی صابری رحمہ اللہ آبادی رحمتہ اللہ علیہ محقق اولیاء کبار سے ہیں۔ آپ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بلند پایہ شاگردوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے علم ظاہری کے ساتھ باطنی علوم و مرتبہ پر بھی کمال درجہ عبور کیا اور نعمت خداوندی سے مشرف ہوئے۔ آپ ابھی دہلی میں زیر تعلیم ہی تھے کہ ایک رات مدینے کے تاجدار امام الانبیا ﷺ کو ایک نورانی اور وسیع صحرا میں ابلق گھوڑے پر سوار کی صورت میں جلوہ گر دیکھا تو یک دم سے آگے بڑھے اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ تو نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علم قیل و قال کسی کام نہیں آتا۔ اس وقت آپ کو حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی زیارت کرائی گئی۔ اور فرمایا کہ گنگوہ شریف میں اس شخص کے پاس جاؤ کیونکہ میری امت کے اکابر اولیائے کبار میں سے ہیں۔ لہٰذا ان کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ ور علم قیل و قال کو چھوڑ کر حال میں مشغول ہو جاؤ۔

بیعت و خلافت ☆: صبح کو جب آپ بیدار ہوئے تو فوراً دہلی سے گنگوہ ضلع انبالہ پہنچے اور حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ اور بہت ہی جلد منازل سلوک طے کر کے مرشد کامل سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے اور مرشد کے حکم سے الہ آباد تشریف لے آئے اور وہاں پر خلق خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے اور ایک جہاں نے آپ کے فیوض و برکات سے فائدہ اٹھایا اور اپنے سینوں کو نور ایمان سے منور کیا اور اپنے ایمانوں کو جلا بخشی۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے ☆: ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ سارے جہاں میں پھرا ہوں مگر کوئی صاحب کمال درویش نہیں دیکھا۔ ہر طرف جھوٹے پیر گدیوں پر بیٹھے دکانداری اور خلق خدا کے ساتھ ٹھگی کر رہے ہیں۔ آپ اس وقت مرتبہ اطلاق میں غرق تھے کہ آپ کو اس کی بات سن کر غیرآ آئی اور پُر جوش لہجہ میں آنکھ کھولی اور فرمایا کہ اب تک نہیں دیکھا اب آنکھیں ہیں تو دیکھ لو۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ شخص نابینا ہو گیا۔ اس نے جب آپ کی یہ کرامت دیکھی تو قدموں میں گر گیا اور تائب ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوا۔

سیلاب میں سلامت بیٹھے رہے ☆: جس زمانے میں آپ اپنے شیخ کامل سے خرقہ خلافت پا کر الہ آباد تشریف لائے تھے ان دنوں الہ آباد میں زبردست قسم کا سیلاب آیا جس سے اکثر شہر غرق ہو گئے بہت سے لعاقے زیر آب آ گئے جس کے

سبب بہت سے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو کر دوسرے شہروں کو چلے گئے۔ مگر آپ اپنے مکان میں بڑے اطمینان سے بیٹھے رہے گھر کے صحن میں پانی داخل ہو گیا تھا۔ حاکم شہر کو جب واقعہ کا علم ہوا تو اس نے از راہ ہمدردی آپ کے پاس چند جوان کشتیاں دے کر بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ بمع اہل و عیال اور اسباب لے کر نکل آئیں۔ مگر آپ نے اس کی پیشکش کو قبول نہ کیا اور حاکم کو کہلا بھیجا کہ اگر خداوند تعالیٰ نے ہماری محافظت فرمائی تو اس جگہ صحیح سلامت بیٹھے رہیں گے اگر ہماری موت کا بہانہ یہی ہے تو ان کشتیوں سے کچھ نہ بنے گا۔ کہتے ہیں کہ پانی آپ کے صحن بلکہ چارپائی تک پہنچ کر اترنا شروع ہو گیا اور ایک دو دن کے بعد پانی ختم ہو گیا۔ اس دوران نہ آپ کے گھر کو کوئی نقصان پہنچا اور نہ ہی اہل خانہ اور نہ ہی اسباب و سامان کو نقصان پہنچا۔

کرامت ☆: ایک رات ایک چور آپ کے گھر میں داخل ہوا۔ اِس وقت آپ گھر کے ایک کونے میں بیٹھے شغل باطن میں مشغول تھے۔ وہ چور جونہی گھر میں داخل ہوا تو اندھا ہو گیا۔ اس سے اس نے گھبرا کر آواز بلند سے کہا کہ اس گھر میں کوئی عارف کامل ہے جس کی نظر قہر سے میری بینائی چلی گئی ہے۔ اب میں عہد کرتا ہوں کہ اگر مجھے میری آنکھیں دوبارہ واپس مل جائیں تو چوری کا پیشہ چھوڑ دوں گا۔ اور ساری عمر اطاعت اور عبادت خداوندی میں گزار دوں گا۔

آپ نے فرمایا کہ چونکہ تو نے صدق دل سے توبہ کی ہے تجھے بینائی مل جائے گی۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور وہ فوراً گھر سے باہر چلا گیا۔

جب صبح ہوئی تو وہ اپنے اہل و عیال بیوی بچوں اور مال و متاع کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوا اور شغل باطن میں مصروف ہو گیا۔ آپ کی اس کرامت کے بعد سے ہی آپ کی ولایت کا شہرہ بلند ہوا جو قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ آپ نے اذکار و اشغال کے بارے میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ آپ کا کمال اس رسالہ اور آپ کے لکھے ہوئے عربی قصیدے سے معلوم ہو سکتا ہے جو سراسر عشق و مستی میں ڈوبا ہوا ہے۔ آپ نے اپنے بعد اپنا جانشین و ولی عہد اپنے فرزند اکبر غلام محی الدین کو مقرر فرمایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۰۰ھ گیارہویں صدی ہجری کے آخر میں بمقام الہ آباد میں ہوا۔ مزار پُر انوار بھی الہ آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت سید محمد فاخر شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: منبع الحسنات وفیوض وبرکات، جامع الصفات وکمالات ومعرفت حضرت سید محمد فاخر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ صحیح النسب سید اور عارف کامل ومحقق و مدقق اور صاحب علم وفضل وکمال صاحب بصیرت وصاحب کشف و کرامات بزرگ ہوئے ہیں۔

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت قطب زماں غوث العالم سید محمد سعید کاظمی المعروف حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

حضرت قطب زماں میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ کی خصوصی توجہ اور عنایت سے آپ نے مجاہدہ وسلوک میں بہت کامیابی حاصل کی۔

آپ نے حضرت میراں جی کے بتائے ہوئے اوراد ووظائف پوری محنت ومشقت سے انجام دیئے اور یہی وجہ تھی کہ مرشد کامل کی خاصی شفقت وعنایات کا آپ پر نزول تھا۔

آپ کو اپنے مرشد سے بہت پختہ اعتقاد تھا۔ اور درویشی میں نہایت ہی راسخ اور پائیدار جس قدر مذاق آپ کو حاصل تھا وہ آپ کے زمانے میں بہت ہی کم دیکھنے میں آیا۔ آپ نے اگر توحید میں قدم رکھا تو وہ بہت مضبوط ومستحکم رکھا۔

تمام عمر تقویٰ پرہیزگاری اور طہارت سے مرصع تھی۔ جالندھر کے باشندگان نے آپ کے لئے ایک عظیم الشان مسجد بنائی تھی آپ اُسی مسجد کے حجرے میں ہی تادم حیات سکونت پذیر رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال گیارہویں صدی ہجری میں ہوا۔

اپنی مسجد کے حجرے میں ہوا۔ اور اس مسجد کے ایک کونے میں آپ کا مزار پُر انوار جالندھر میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت سید محمد کبیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف لامکانی، حافظ آیات قرآنی، مرشد لاثانی، حضرت سید کبیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اعظم اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ ایک پختہ حافظ اور خوش الحان قاری قرآن اور اپنے وقت کے عظیم عارف کامل اور اسرار و رموز شریعت وطریقت سے آشنا بزرگ ہیں۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت سید شاہ ابوالمعالی چشتی صابری ثمہ انبہٹوی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

بعداز وصال تلاوت قرآن ☆: کتاب شمیم جالندھر کے مصنف پیر طریقت جناب علی اصغر چشتی صابری جالندھری فرماتے ہیں کہ میرے بہنوئی حاجی محمد حسن صاحب متوفی ۱۹۸۱ء میں بیان کیا ہے کہ حضرت علامہ شمس الہند مولانا ولی محمد صاحب جالندھری رحمتہ اللہ علیہ حضرت سید کبیر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے قریب سے گزرے تو اپنے مرید گھسیٹے سے فرمانے لگے۔ ''تم ذرا باہر ٹھہرو'' ہم قاری صاحب سے قرآن مجید سن لیں۔ مولانا مزار شریف کے اندر چلے گئے اور اندر جاکر مراقبہ کیا تو کچھ دیر بعد مزار شریف سے قرآن مجید خوش الحانی سے پڑھنے کی آواز آنے لگی۔

بابا گھسیٹا پہلے تو بہت دیر تک باہر بیٹھا ہی قرآن پاک سنتا رہا۔ بالآخر اس نے قرآن پڑھنے والے قاری صاحب کی زیارت کرنی چاہی۔ تو وہ مزار شریف کے اندر چلا آیا۔ جب وہ اندر آیا تو آواز بند ہوگئی۔ اور اس نے دربار شریف کے اندر سوائے مولانا ولی محمد صاحب کے کسی اور کو اندر نہ پایا۔ مولانا چونکہ مراقبے میں تھے۔

جب آواز بند ہوئی تو انہوں نے گردن اوپر اٹھائی تو دیکھا کہ بابا گھسیٹا ان کے قریب کھڑا ہے۔ اس کو دیکھتے ہی مولانا نے فرمایا ''بابا تم نے اندر آکر ہمارا لطف بھی گنوادیا۔''

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بستی شیخ درویش سے مشرقی جانب آدھا میل دربستی شیخ کبیر میں ہوا۔ جو کہ آپ کے نام نامی سے منسوب ہے۔ بستی شیخ کبیر جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں ہی آپ کا مزار پُرانوار مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کا وصال تقریباً گیارہویں صدی ہجری میں ہوا۔

حضرت شیخ محمد یوسف جی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: شیخ زمانہ، عارف یگانہ حضرت شیخ محمد یوسف چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہترینا کابرین اور یکتائے زمانہ شیخ ہوئے ہیں۔ آپ حضرت بندگی شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہوئے ہیں۔ آپ کی ذات والاصفات جامع الحسنات وبرکات ومنبع فیوض وکمالات ہے۔

آپ اپنے زمانے کے صلحاء اور علماء میں ممتاز تھے، ریاضت ومجاہدہ آپکا سلف صالحین کے موافق تھا۔ پیران کلیر شریف میں آپ نے ایک چلہ کر کے منزل حقیقی کو پایا۔ آپکے خلفاء میں حضرت مولانا مفتی محمد سلیم منگلوری ہوئے ہیں انکے خلیفہ حضرت عارف باللہ مولانا شاہ نور الہدیٰ منگلوری ان کے خلیفہ حضرت ثانی محی الدین ابی عبدالرحمٰن چشتی صابری لکھنوی صاحب تصنیف مرآۃ الاسرار ہوئے ہیں۔ آپکا سلسلہ اب بھی بڑی دھوم دھام سے جاری ہے

آپ کے ایک خلیفہ بہت مشہور ہوئے ہیں جنکا نام حضرت سید امیر علی شاہ شہید ہوئے ہیں انکے خلیفہ مولانا محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جومثنوی شریف کے معروف استاد ہوئے ہیں انکے خلیفہ عظیم شاہ بھی ہوئے ہیں آپ اصل میں حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ چشتی صابری کے مرید تھے بعدان کے وصال کے آپکی تعلیم وتربیت حضرت شیخ محمد صادق نے مکمل کی اور انہوں نے ہی آپکو خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔ آپ نے حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری علیہ الرحمۃ کیبھی زیارت کی ہے۔

آپ ولایت کوہستان کے باشندہ تھے۔ اور طبیعت میں بہت سختی تھی پہلے پہلے آداب پیری مریدی سے بالکل آشنا نہ تھے۔ اکثر اوقات ایسے کلمات صادر فرماتے تھے کہ مرشد کامل کو اذیت پہنچتی تھی مگر بعدازاں آپ کو آپ کے شیخ محمد صادق گنگوہی نے آپ کو آپ کے کہنے پر خلافت عطا فرمادی تھی۔ لیکن کافی جدوجہد کے باوجود کسی کو کوئی فائدہ نہ پہنچا لیکن وہ اپنی ذات سے عارف کامل، مدحد دوراصیل الی اللہ تھے۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال گیارہویں صدی ہجری کو سامانہ میں ہوا۔ اور مزار پرانوار سمانہ میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت شیخ سید محمدی المعروف شاہ فیاض چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مرد حقیقت آگاہ، پیشوائے طریقت، رہنمائے ارباب حقیقت حضرت شیخ سید محمدی المعروف شاہ فیاض اکبر آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت چودہ شوال ۱۰۲۱ھ کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں مکمل کرنے کے بعد معروف اساتذہ کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کر کے ظاہری تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کو طلب حق کی جستجو ہوئی تو پھرتے پھراتے الہ آباد میں حضرت عارف باللہ شاہ محب اللہ الہ آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور مرشد کامل کی خانقاہ میں چودہ برس مکمل قیام کر کے ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہ کر منازل سلوک کی تکمیل کی۔ بعد ازاں مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر ممتاز ومقبول فرما کر صاحب ارشاد فرما کر اکبر آباد کی ولایت عطا فرمائی اور رخصت کر دیا۔ مرشد کامل کے پاس سے روانہ ہو کر آپ اکبر آباد پہنچے اور خلق اللہ کی رشد وہدایت میں مصروف ہو گئے۔

حاسدین کی معاندانہ کارروائیاں ☆: اکبر آباد میں جب آپ نے سلسلہ رشد وہدایت شروع کیا تو خلق اللہ کا ایک اژدھام خانقاہ میں جمع رہنے لگا۔ سینکڑوں لوگ روزانہ لنگر کھاتے۔ ہزاروں افراد آپ کی دعا سے صحت یاب ہوئے۔ ہزاروں افراد آپ کی روحانیت سے مستفید ہوئے۔ لاتعداد گمراہوں کو راہ ہدایت نصیب ہوئی۔ آپ کا یہ عروج حاسدین کو ایک آنکھ نہ بھایا انہوں نے آپ کے خلاف معاندانہ کارروائیاں شروع کر دیں۔ جب وہ ذاتی طور پر تمام کوششوں میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے بادشاہ وقت اورنگزیب عالمگیر کو خطوط لکھنے شروع کر دیئے۔ بادشاہ اورنگزیب عالمگیر نے جب یہ شور وغوغا بڑھتا ہوا دیکھا تو آپ کو پیغام بھجوایا کہ آپ ان کی ان کارروائیوں سے بچنے کیلئے فی الحال حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ پر حاضری کے لئے حرمین شریفین تشریف لے جائیں۔ آپ کو بادشاہ کا یہ مشورہ بہت پسند آیا اور حج کیلئے تشریف لے گئے۔ جب بعد فراغت واپس اپنے وطن اکبر آباد پہنچے تو کچھ ہی عرصے کے بعد پھر وہی شور وغوغا اور طوفان بدتمیزی کھڑا ہو گیا۔ اور بادشاہ کے پاس درخواستوں اور شکایتوں کا سلسلہ روز بروز بڑھتا گیا۔ بالآخر بادشاہ نے آپ کو گرفتار کروا کر قلعہ اورنگ آباد میں قید کر دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال قلعہ اورنگزیب آباد میں ۳ رجب المرجب شریف ۱۱۰۷ھ بمطابق ۱۶۹۶ء کو ۸۶ سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا تابوت قلعہ اونگزیب سے اکبر آباد آگرہ میں آپ کی خانقاہ میں لا کر دفن کیا گیا۔ مزار پُر انوار اکبر آباد آگرہ میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو منور کرتے ہیں۔

درشان حضرت شاہ ابوالمعالی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

ذات صفات سے ہو نرمل جب سادھو سُن میں دھیان دھرے
سمر سمر سمرن سے پر ناراین ہرے ناراین ہرے
سُنم سنم مہا سُنم سب یا سکھ سوہنگ اوہنگ چھوٹ گیو
وہاں چپ اور چاپا دونوں مرے ناراین ہرے ناراین ہرے
جب کال کا سہنسا چوک گیو مورے رین پڑی ہر کے دوارے
کبھی سوتے رہے کبھی جاگ پڑے ناراین ہرے ناراین ہرے
کچھ گور کرپا کا انت نہیں موہے سادھو سر تا سوچ پڑی
جب گرمالی کے سرن پڑے ناراین ہرے ناراین ہرے
اٹھا بھرم دوئی کا ہوا یکتا موہے مالی پیر کی ریت ہوئی
سکھ چین ہوئے جئے نہ مرے ناراین ہرے ناراین ہرے
تن مورا بھیا من پیتم کا اب سکل مہورت پورے ہوئے
بھیکھ مالی بہے مالی بھیکھ بہے ناراین ہرے ناراین ہرے

حضرت سیّد شاہ ابوالمعالی انبہٹوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: زبدۃ العارفین امام الواصلین دلیل الکاملین۔ حضرت شاہ ابوالمعالی انبہٹوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ خاندان سادات کے چشم و چراغ ہیں آپ فقر زہد و تقویٰ کے لحاظ سے بھرپور تھے علم شریعت، علم طریقت، علم معرفت، علم حقیقت سے واقف تھے۔ آپ حضرت شیخ داؤد بندگی چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ فقر و فناء میں لاثانی اور ریاضت و مجاہدہ میں عدیم المثال اپنے وقت کے مانے جاتے تھے۔ تمام عمر ذکر جہر اور استغراق باطن میں گزاری۔ تربیت مریدان اور تعلیم طالبان میں ملکہ خاص رکھتے تھے۔

عارف باللہ مولانا محمد اکرم صاحب قدوسی چشتی صابری علیہ الرحمتہ تصنیف اقتباس الانوار اپنی کتاب اقتباس الانوار میں آپ کی نسبت فرماتے کہ آپ تمام عمر ذکر جہر و استغراق باطن میں مصروف رہتے تھے۔ آپ صاحب مجاہدہ صاحب کمال صاحب کرامت بزرگ ہیں۔

کرامت ☆: ایک مرتبہ قصبہ تھانیسر میں آپ کے زمانے کے تمام اولیاء کرام جمع تھے۔ جن میں حضرت قطب الوقت شیخ سوندھا بہوبریؒ و حضرت شیخ عبدالقادر سوزیؒ و حضرت شاہ غریب اللہ صاحب کیرانویؒ وغیرہ جیسے باکمال بزرگ موجود تھے۔ مجمع میں حضرت شیخ ابوالفتح کی زبان سے خوش طبع کے طور پر نکلا کہ بھائی ابوالمعالی نفی و اثبات میں کیا فرماتے ہیں۔

حضرت شاہ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ زبان سے کہنے کا اعتبار نہیں تجربہ کرا کے دکھانا چاہیے۔ یعنی زبانی بات تو اور ہوتی ہے۔ بات تو وہ صحیح ہوتی ہے جو کہ مشاہدہ کے ذریعے ہو۔

آپ نے فرمایا کہ سامنے جو بھینس کھڑی ہے۔ اگر اس بھینس کے کان میں مدلاء نفی کھینچی جائے تو یہ مرجائے اور جب کلمہ اثبات پڑھا جائے تو یہ بھینس زندہ ہو جائے۔ تمام حاضرین نے کہا کہ بلاشبہ اس کے دکھانے کی ضرورت ہے۔ حضرت شاہ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ اٹھے اور بھینس کے پاس کر **لَآ اِلٰــہَ** کو مدّ اور درازی اور جہر سے کہا آپ نے اتنا ہی کہا کہ بھینس بے جان ہو گئی یعنی مرگئی۔ اور زمین پر گر پڑی۔ اور جب کلمہ اثبات **اِلَّا اللّٰہ** کہا تو بھینس زندہ ہو گئی اور گھاس کھانے لگی۔

تمام موجود حاضرین مشائخ آپ کے اس کمال کرامت سے حیرت زدہ ہو گئے اور اقرار کرنا پڑا کہ یہ کرامت حضرات سلف شبلیؒ اور جنید بغدادی کی کرامت سے مشابہ ہے۔

محویت و استغراق ☆: آپ کی حالت محویت و استغراق کی ایسی ہو گئی تھی کہ دو دو تین تین مہینے تک کچھ نہ کھاتے تھے۔ نہ پیتے تھے نماز کے وقت خادم دوش مبارک ہلا کر آگاہ کرتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا آپ فرماتے تھے کہ مجھے خبر نہیں۔ وضو کراؤ۔

چنانچہ خادم وضو کراتے اور نماز پڑھاتے تھے۔اس کے بعد ایسی حالت ہوگئی کہ رات دن حالت محویت اور استغراق میں غرق رہتے۔مگر نماز کے وقت سے خود بخود آگاہ ہو جاتے تھے اور نماز پڑھ لیتے تھے۔لوگوں نے عرض کیا کہ پہلے ہم لوگ آپ کو نماز کے وقت سے آگاہ کرتے تھے اور اب آپ خود آگاہ ہو جاتے ہیں۔

اس کی کیا وجہ؟ آپ نے فرمایا کہ اب نماز صورت بن کر میرے سامنے آجاتی ہے۔فرض کہتا ہے میں خدا کا فرض ہوں سنت کہتی ہے میں سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہوں۔ بموجب اس وجہ کے نماز خود پڑھ لیتا ہوں۔اور اسی وجہ سے کسی خادم کی ضرورت نہیں پڑتی۔آخر العمر حالت استغراق اس سے بھی زیادہ بڑھ گئی اور اسی کیف واستغراق میں آپ کا وصال ہوا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲ ربیع الاول ۱۱۱۶ھ بمطابق 1704ء میں ہوا مزار شریف انبہٹہ ضلع مظفر نگر یوپی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ سید عبدالرشید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شاہد بزم الانسان سری، ہادی ساکنان ہجری و بری، امام ربانی، عارف یزدانی، حضرت شیخ عبدالرشید جالندھری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قطب دوراں اور غوث زماں اور قبلہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں جناب سید محمد اشرف کے گھر سادات کے عظیم خانوادہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی عمر ابھی بہت تھوڑی تھی کہ یادِ حق آپ کے دل میں بس گئی اور تلاش حق میں سرگرداں رہنے لگے۔ علوم ظاہریہ کی تکمیل کے بعد آپ اپنے وطن سے نکلے اور کوبہ بکو پھرتے پھرتے انبیٹہ میں حضرت شاہ ابوالمعالی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ زمانہ حضرت شاہ ابوالمعالی کی پیرانہ سالی کا تھا۔ حضرت شاہ ابوالمعالی نے آپ کی تربیت پر خصوصی توجہ دی اور جلد ہی اپنے نامور خلیفہ قطب زماں حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سپرد کر دیا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ غوث زماں قطب الوقت حضرت میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور مجاہدہ و ریاضت کر کے منازل سلوک کی تکمیل کے بعد انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

میراں جی کا آپ کے بارے میں فرمان ☆: قطب الوقت غوث زماں حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے ایک روز حضرت سید علیم اللہ صابری سے فرمایا کہ میرے پاس جو بھی مرید ہونے کو آتا ہے میں چھ سال تک اس کا امتحان لیتا ہوں۔ اس کے بعد دیکھتا ہوں کہ اس کا اعتقاد درست ہے یا نہیں۔ اگر اعتقاد درست ہو تو پھر اسے خداموں میں شمار کرتا ہوں۔ لیکن سید عبدالرشید جاندھری چشتی صابری علیہ الرحمۃ ایک ایسے شخص ہیں جنہیں میں نے پہلے دن سے ہی پختہ اعتقاد والا پایا۔ اور اپنا خادم بنالیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال یکم ربیع الاول ۱۱۲۱ھ بمطابق ۱۷۰۹ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار جالندھر میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے صاحبزادے سید غلام محی الدین بھی حضرت میراں جی کے مرید ہوئے۔ مفتی غلام سرور لاہوری قطعہ تاریخ میں لکھتے ہیں۔

حضرت عبدالرشید آں میر دین　　چوز دنیا رفت در جنت رسید
سال اوست عارف حق پرست　　باردیگر سرور عالم رشید

حضرت شیخ درگاہی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: امام ربانی، قندیل نورانی، فیوض یزدانی حضرت شیخ درگاہی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ گیارہویں صدی ہجری کے عظیم اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ کی دعا حاجتمندوں کے لئے اکسیر اعظم تھی۔ اس لئے آپ کے دروازے پر مخلوق خدا کا ہجوم رہتا اور لوگ دعاؤں کے طالب ہوتے ہیں۔ آپ جامع التصرفات اور منبع فیوض و برکات و کمالات شخصیت کے حامل تھے۔

آپ کے مزار پُرانوار کے قریب ایک کنواں تھا جو کہ آپ کے مرید کی ملکیتی زمین میں تھا۔ اتفاق سے اُس مرید کے بیٹے کے جسم پر اس قسم کے پھوڑے نکل آئے جسے پنجابی زبان میں "پانی واتی" کہا جاتا ہے اس قسم کے پھوڑوں میں صرف پانی ہی ہوتا ہے۔ وہ زمیندار اپنے بیٹے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور التجا کی حضور میرے بیٹے کی شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس مرض سے شفایابی کے لئے تمہارے کنویں کا پانی کافی ہے۔ اسے کنویں کے پانی سے نہلا دو یہ شفایاب ہو جائے گا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اللہ کریم سے دعا کی ہے کہ خارش کا جو بھی مریض اس کے پانی سے نہائے گا اللہ اس کو شفا عطا فرما دے گا۔

زمیندار نے حسب الحکم اپنے بیٹے کو کنویں کے پانی سے غسل کروایا تو اللہ کی مہربانی سے وہ تندرست ہو گیا۔ معروف ادیب اور "لاہور میں اسلام کے سفیر" کتاب کے مصنف جناب ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے لڑکپن کے زمانے میں اس کنویں کو دیکھا ہے جس کے ساتھ چند سقاوے بھی پڑے رہتے تھے۔ خارش کے مریض اس کنویں پر آ کر نہاتے تھے اور اللہ کی قدرت سے شفایاب ہو کر جاتے تھے اب وہ کنواں بند کروا کر ہینڈ پمپ لگا دیا گیا ہے۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ جبکہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ چراغ لاہوری قادری سے بھی خرقۂ خلافت عطا ہوا تھا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۲۲ھ بمطابق ۱۷۱۰ء کو بعہد قطب الدین شاہ عالم اول کو ہوا۔ مزار پُرانوار چوک ہال روڈ مسجد کے قریب لاہور میں مرجع خاص و عام ہے جہاں پر حاضری دے کر آج بھی عقیدت مندان فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: کلید مخزن ذوالجلال، متصرف ہمہ اسماء و افعال، ہادیٔ سالکان صراط مستقیم، قتیل خنجر رضاء و تسلیم حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری صدیقی رحمتہ اللہ علیہ خانوادہ صدیقیہ سے آپ کا سلسلہ نسب ملتا ہے۔ آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت صوفی باصفا حضرت شیخ عبدالمومن علیہ الرحمتہ کے گھر قصبہ سفیدون پانی پت میں ہوئی۔ آپکے والد گرامی بڑے صاحب جاہ و حشمت اور قصبہ سفیدون جو کہ پانی پت سے غروب کی جانب چودہ کوس اور قصبہ براس سے اٹھارہ برس کے فاصلے پر واقع ہے۔ قصبہ براس سفیدون سے جنوب کی جانب واقع ہے۔ آپ کے والد گرامی بادشاہ کے ملازم تھے انہوں نے آپ کی تربیت اور تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔ اس دوران آپ کے دل میں طلب حقیقی کی جستجو ہوئی۔ اور اس زمانے میں آپ کی شادی بھی ہوگئی مگر کچھ عرصہ کے بعد ہی آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقام ہوگیا۔ جس کی وجہ سے آپ دنیاوی اور ظاہری تعلقات سے فارغ ہو گئے۔ اور دن ورات محبوب حقیقی کے مشاہدہ جلال و جمال میں گم رہنے لگے۔ اور عشق کا ایک سمندر آپ کے سینے میں ٹھاٹھیں مارنے لگا اور آپ اپنے خاد مان کو چھوڑ کر نکل پڑے۔ کسی عارف کامل نے اس مقام پر خوب کہا:

مارانہ مرید و رد خوان مے باید — نے زاہد و نے حافظ قرآں باید
صاحب دردِ سوختہ جاں مے آید — آتش زدہ بہ خاں و ماں می آید

اللہ کریم فرماتے ہیں کہ ہمیں نہ ورد و وظائف پڑھنے والے مرید کی ضرورت ہے نہ زاہد اور حافظ قرآن کی ضرورت ہے۔ ہمیں تو ایسے صاحب درد اور سوختہ جان کی ضرورت ہے جو اپنے خان و مان کو آگ لگا دے۔ پس آپ شیخ کی تلاش میں اپنے گھر سے نکل کر پانی پت پہنچے اور حضرت مخدوم جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری کے دربار میں پانی پت پہنچے اور ان کے روضہ انور کے قریب قیام فرمایا۔ جب نماز عشاء سے فارغ ہوئے تو بغرض آرام لیٹ گئے۔ آنکھ لگی تو کیا دیکھا کہ صاحب مزار حضرت شیخ نے حضرت شیخ بندگی محمد داؤد چشتی صابری علیہ الرحمتہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ تمہارے پیر ہیں۔ ان کا نام شیخ داؤد ہے اور قصبہ گنگوہ میں رہتے ہیں۔ ان کے پاس چلے جاؤ مطلوب حقیقی مل جائے گا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو حضرت شیخ داؤد کی صورت کو اپنی لوح قلب پر منقش پایا۔

گنگوہ شریف حاضری اور بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت شیخ جلال الدین سے رہنمائی ملتے ہی صبح سویرے

گنگوشریف کی جانب چل دیئے اور گنگوہ پہنچ کر جب خانقاہ میں داخل ہوئے تو حضرت شیخ داؤد صابری گنگوہی کے جمال جہاں آرا کو دیکھ کر پہچان گئے کہ یہی وہ صورت ہے جو مجھے خواب میں حضرت کبیر الاولیاء نے دکھائی تھی۔ آپ اپنے شیخ کو دیکھتے ہی دل و جان سے ان کی محبت میں گرفتار ہو کر قدموں میں گر گئے۔ اور عرض کی حضرت مخدوم جلال الدین محمد کبیر الاولیاء پانی پتی کا بھیجا ہوا ہوں۔ حضرت شیخ داؤد نے آپ کو گلے لگایا اور فرمایا کہ جاؤ وضو کر کے آ جاؤ۔ آپ نے وضو کیا تو حضرت شیخ داؤد چشتی صابری گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے ہاتھ پر شرف بیعت سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا کہ تین دن کا روزہ رکھو اور اس اثناء میں ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ مکمل کر لو اور چوتھے روز غسل طریقت کر کے عشاء کی نماز کے بعد میرے پاس آنا۔

چنانچہ آپ نے شیخ کے حکم پر عمل کیا اور جب چوتھے روز حاضر خدمت ہوئے تو حضرت شیخ داؤد جی نے آپ کو ذکر نفی و اثبات اور ذکر اسم ذات بطریق جہر تعلیم فرمایا اور حکم دیا کہ ایک تنگ و تاریک حجرے میں بیٹھ کر دن رات اس کی مداومت کرو۔ انشاء اللہ جلد ہی کامیابی نصیب ہوگی۔ جب یہ کام مکمل ہو گیا تو حضرت شیخ داؤد بندگی چشتی صابری گنگوہی علیہ الرحمۃ نے کلاہ چہار ترکی اپنے سر سے اتار کر آپ کے سر پر رکھی۔ اور شجرۂ مشائخ بھی آپ کو عطا فرمایا۔

سیرت و کردار☆: آپ کی ذات والا صفات اپنے زمانے کے مشائخ و علماء میں ممتاز مقام رکھتی تھی۔ ایک مرتبہ دیکھنے والا آپ ہی کا ہو کے رہ جاتا تھا، آپ کے چہرے سے عبادت و ریاضت و زہد و تقویٰ کا نور چھلکتا تھا کہ دید کے قابل تھا۔ آپ صفت اکسیر اعظم کے مالک تھے۔ نگاہوں کی تجلی کا یہ عالم تھا کہ تھوڑی سی توجہ سے تانبے کو سونا بنا دیتے تھے۔ آپ بوستان ہدایت کے لئے ایسے خوشبودار پھول تھے کہ جس کی ولایت کی مہک سے طالبان راہ خدا کے دماغ معطر ہو جاتے تھے۔ آپ وجد و سماع کے دوران جس پر نظر ڈالتے تھے شہود ذات لاکیف سے مشرف فرما دیتے تھے جو شخص آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا آپ کی نگاہ ولایت کے اثر سے عالم محویت اور بیخودی میں چلا جاتا تھا۔

عبادت و ریاضت اور اتمام سلوک☆: جب آپ اپنے مرشد کے فرمان کے مطابق شب و روز ذکر جہر میں مصروف ہوئے تو آپ پر آفتاب کے نور کی طرح ایک نور رونما ہوتا۔ جب رات کے وقت اٹھ کر نماز تہجد پڑھ کر ذکر میں مشغول ہوتے تو آپ کے لطیفہ قلب سے ماہتاب اور لطیفہ روح سے نکل کر سامنے آ جاتے تھے۔ لیکن جب آپ ذکر سے فارغ ہوتے تو آفتاب و ماہتاب دونوں آپ کے جسم کے اندر جا کر گم ہو جاتے تھے۔ جب آپ نے یہ ماجرا اپنے شیخ کی خدمت میں عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تجلی خلیلی اور فتح باطن کی ابتداء ہے۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ اِنِّیْ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ (میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا) کی تلوار سے عالم مجاز کی جو کہ مرتبہ صور اور مثال ہے بیخ کنی کرے اور عالم حقیقت میں قدم بڑھائے۔ اس کے بعد آپ نے مجاہدہ اور ریاضت میں قدم تیز کیا اور چند دنوں کے بعد رات کے وقت ذکر کے دوران آپ پر عالم محویت طاری ہوا اور دیکھا کہ آفتاب و ماہتاب آسمان و زمین عرش و کرسی غرضیکہ تمام موجودات آپ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ تمام ماجرا بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تجلی یوسف علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کی ہے۔ اور مقام جبروت سے تعلق رکھتی

ہے۔ تجھے چاہیے کہ ہر چیونٹی کو سلیمان سمجھے اور خود ساجد بن جائے اور شہود محمدی میں پہنچ کر عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کو اپنا امام بنائے (یعنی مقام عبدیت حاصل کرے جس کا دوسرا نام بقاباللہ ہے)۔

کشف و کرامات ☆: شیخ محمد اکرم قدوسی اپنی کتاب اقتباس الانوار اور مفتی غلام سرور لاہور اپنی کتاب خزینۃ الاصفیاء میں لکھتے ہیں کہ ابھی آپ کا ابتدائی زمانہ تھا کہ آپ قصبہ بوریہ سے روانہ ہو کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر جا رہے تھے۔ اتفاقاً اسی دن امیر قصبہ بوہر جو آپ کا معتقد تھا کا اکلوتا بیٹا مر گیا۔ باپ بیٹے کی نعش اٹھا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کی مجلس میں بہت سے مشائخ و صوفیاء تشریف فرما تھے۔ غمزدہ باپ نے جاتے ہی آپ کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھا:

مردان خدا خدا نباشد　　لیکن زخدا جدانہ باشند

آپ خدا کے لئے میرے بیٹے کو زندہ کر دیں۔ حضرت کو ان کے حال زار پر بڑا ترس آیا اور اپنی نشست سے اٹھ کر مردہ لڑکے کے سرہانے جا کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ بیٹا اس حَیُّ الْقَیُّوْم کے حکم سے اٹھو! یہ سنتے ہی مردہ لڑکے نے آنکھیں کھولیں اور زندہ ہو گیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک بار آپ اینٹوں کے بھٹے کی ایک بھٹی میں گر پڑے آپ اُس وقت جذب و مستی کی حالت میں تھے۔ پورا ایک پہر اس آگ کی بھٹی میں بیٹھے مگر جب واپس آئے تو بدن کے ایک بال کو بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچی تھی۔

کرامت نمبر۳ ☆: ایک مرتبہ قصبہ کیتھل میں محفل سماع منعقد ہوئی۔ آپ بھی اس میں موجود تھے۔ محفل میں شریک ایک بزرگ نے وجد میں آ کر کہہ دیا۔ لوگوں سن لو۔ حضرت خواجہ سید معین الدین اجمیری ہندوستان کے پیغمبر ہیں۔ چونکہ ایک ولی کو پیغمبر کہنا خلاف شرع ہے۔ قاضی تک بات پہنچی اُس نے حکم دیا کہ ایسے زندیق کو گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔

آپ بذات خود اس کی گرفتاری کے بعد قاضی شہر کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے کہا کہ اَلْعَاشِقُ وَ الْمَجْنُوْنُ مَعْذُوْرٌ عاشق دیوانے اور معذور ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کو بھی معذور سمجھتے ہوئے چھوڑ دیں۔ مگر قاضی شہر نے آپ کی بات کو نہ سنا۔ آپ کو قاضی کی بات پر غصہ آیا۔ آپ نے فرمایا تم عاشقوں کے قتل پر کمر بستہ ہو۔ انشاء اللہ تمہاری موت کتے کی طرح بھوں بھوں کرتے آئے گی۔ قاضی کو دوسرے دن سخت بخار ہو گیا اور چند روز میں ہانپتے ہانپتے مر گیا۔

کرامت نمبر۴ ☆: ایک مرتبہ آپ حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے عرس مقدس سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف آ رہے تھے کہ راستے میں ایک گاڑی سے ڈاکو نکلے۔ انہوں نے آپ کو آپ کے ساتھیوں سمیت لوٹنا چاہا مگر جب سامنے آئے تو آپ کے چہرے ہیبت اور جلالت سے مرعوب ہو کر حملہ نہ کیا۔

آپ کے قافلے کا ایک درویش جو پیچھے تنہا رہ گیا تھا ان ڈاکوں کے قابو میں آ گیا انہوں نے تمام سامان بھی لوٹ لیا اور اس کے کپڑے بھی اتروا کر رکھ لئے۔ اور ننگا ہی روانہ کر دیا وہ روتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ گوش گزار کیا۔ اُس کی بات سن کر جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ میں حیران ہوں کہ اس گاؤں کو آگ کیوں نہیں لگ جاتی۔ ادھر آپ کی زبان ترجمان سے یہ

جملہ نکلا اُدھر سارا گاؤں آگ کی لپیٹ میں آ گیا۔ تمام گاؤں شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ گاؤں کے لوگ جان بچانے کے لئے جنگل کی طرف بھاگنے لگے۔ ان میں سے کچھ افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے کئے پر نادم ہو کر آپ سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے معاف کیا تو آگ خود بخود بجھ گئی۔

کرامت نمبر ۵ ☆: ایک دفعہ آپ دوران محفل سماع وجد و مستی میں تھے تو لوگوں نے دیکھا کہ پہلے تو آپ کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ پھر مکمل طور پر آپ کا جسم بھی غائب ہو گیا۔ آپ چند لمحوں تک اسی طرح مفقود رہے پھر واپس مجلس سماع میں اپنی اصلی حالت میں تشریف فرما نظر آئے۔ مجلس ختم ہوئی تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ آپ نے فرمایا معشوق کا نور عاشق کے نور پر غالب آ گیا تھا۔ اس نے عاشق کے نور کو اپنے انوار میں چھپا لیا تھا۔

وصال باکمال ☆: جب آپ کے وصال باکمال کا وقت آیا تو آپ نے قوالوں کو بلا لیا اور فرمایا کہ حافظ شیرازی کا یہ شعر پڑھو۔

صحبت غیر نخواہم کہ بود عین حضور　　　باخیال تو چرا بادگراں پروازم

قوالوں نے جب یہ شعر پڑھا اور اس پر تکرار کی تو آپ وجد میں آ گئے اور اسی حالت میں ۲۴ ماہ جمادی الاول بروز بدھ ۱۱۲۹ھ بمطابق ۱۷۱۷ء آپ کا وصال باکمال ہوا۔ آپ کا مزار پُرانوار قصبہ سفیدون پانی پت انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔ آپ کے مشہور و معروف خلیفہ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری علیہ الرحمۃ مصنف کتاب سواطع الانوار (ترجمہ) اقتباس الانوار نے پوری دنیا میں شہرت پائی ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے بہت سے خلفائے نامدار ہو گزرے ہیں۔ مفتی غلام سرور نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شیخ سوندھا چوں ز دنیا رخت بست　　　سال وصلش سرور از روئے یقین
گفت سوندہا متقی رہبر ولی (۱۱۲۹)　　　محرم مشتاق (۱۱۲۹) فخر المحسنین (۱۱۲۹)

حضرت سید محمد سعید المعروف میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: امام العاشقین، دلیل العارفین برھان الکاملین اقلیم فقر کے تاجدار سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی رونق و بہار۔ حضرت سیّد محمد سعید المعروف میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ شیخ وقت قطب زماں تھے۔

آپ کا نسب نامہ پدری کئی واسطوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے جاملتا ہے۔ آپ حسینی سیّد ہیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت سیّد زید کو جو آپ کے اجداد سے ہیں۔ ہندوستان جانے کی بشارت دی۔ حسب الارشاد حضرت سیّد زید مع متعلقین ترمذ سے ہندوستان تشریف لائے اور سیانہ میں قیام فرمایا سیانہ کو ایک برہمن رئیس نے اپنے نام پر آباد کر رکھا تھا۔ اور وہی اس شہر کا حاکم تھا حضرت زید نے معرکۂ جنگ میں وفات پائی۔ ان کے وصال کے بعد سیّد سلیمان نے سیانہ پر چڑھائی کی سیانہ کو فتح کرنے کے بعد اس کا نام سیوانہ رکھا۔

آپ کے والد ماجد کا نام سیّد یوسف ہے۔ وہ حضرت قطب الدین کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی ملکو ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۷ رجب ۱۰۴۶ھ بمطابق 1636ء کو ہوئی۔ آپ کا نام محمد سعیدؒ اور کنیت سیّد میراں شاہ بھیکھ اور آپ اسی کنیت سے مشہور ہوئے۔ آپ کی عمر جس وقت ۷ برس کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد نے جام شہادت نوش فرمایا۔ جب آپ کے والد محترم کا انتقال ہوا تو آپ کے خاندان میں کچھ نا اتفاقی سی ہوگئی۔ اس نا اتفاقی اور خاندانی جھگڑوں اور اہل خاندان کے حسد کے باعث آپ اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ سیوانہ سے کہرام آ گئے اور وہیں پر مکمل سکونت اختیار کی۔

تعلیم و تربیت☆: آپ کی والدہ ماجدہ نے کہرام پہنچ کر آپ کو ایک مکتب میں داخل کرادیا۔ وہاں پر دوران تعلیم آپ کو ایک ہندو لڑکے سے محبت ہوگئی محبت چھپنے والی چیز نہیں ہے۔ مکتب میں چرچا ہونے لگا۔ مکتب کے لڑکوں نے اس ہندو لڑکے کو ملامت کی اور کہا کہ فقیر کے لڑکے سے محبت کرنا مناسب نہیں۔

جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ کو یہ بات ناگوار گزری آپ نے ایک لڑکے کو جو سب کا سرغنہ تھا۔ ایسے زور سے طمانچہ مارا کہ اس کے جبڑے ٹوٹ گئے۔ تمام لڑکوں نے اس کی اطلاع معلم کو دی۔ معلم نے آپ کو مکتب سے نکال دیا۔ مکتب سے نکلنے کے بعد آپ نے لکھنا

پڑھنا چھوڑ دیا دن بھر لڑکوں کے ساتھ کھیل کود میں وقت گزارتے اور اسی طرح گلی کوچوں میں کھیلتے پھرتے کہ ایک دن حضرت سید جلال شاہ علیہ الرحمۃ جو حضرت شاہ فاضل مجذوب کے بھائی تھے۔ مریدوں کی تربیت و تعلیم کے واسطے کہرام پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر آپ کے متعلق دریافت کیا کہ یہ فرزند کس کا ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے۔

لوگوں نے بتایا کہ یہ سیّد یوسف علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں تو آپ کو ان سے ہمدردی ہوئی۔ اور محبت سے پیش آئے۔ حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے آپکو نصیحت کی کہ میاں صاحبزادے یہ وقت کھیل کود کا نہیں ہے۔ یہ زمانہ لکھنے پڑھنے اور تعلیم و تربیت کا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اس سے قبل میں پڑھتا تھا۔ اب کیا کروں کہ معلم نے مجھ کو مکتب سے نکال دیا ہے۔

حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے یہ سن کر آپ کو تسلی و تشفی دی اور کہا کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انشاء اللہ آپ کی تعلیم و تربیت کے متعلق ہر طرح کی سہولت پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ اور بذات خود معلم کو تمہاری تعلیم کی ہدایت کروں گا۔

چنانچہ اسی رات کو حضرت شاہ جلال نے اپنے چار مریدوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ آپ کی ہر طرح سے خبر گیری سے غافل نہ ہو۔ اور آپ کے خورد و نوش پوشش اور خرچ کاغذ وغیرہ کا معقول انتظام کریں۔ اور آپ کی تعلیم سے کسی طرح بھی غفلت نہ برتیں اس کے بعد حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے آپ کو بلا کر اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بٹھایا کھانا کھانے کے بعد حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے تھوڑا سا کھانا آپ کو دیا کہ اپنی والدہ ماجدہ کو دے دیں۔ اس پر آپ نے حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ سے کہا کہ ان کا رزاق اللہ ہے۔

دوسرے دن حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ مٹھائی کاغذ اور پوشاک لے کر آپ کے گھر آئے آپ سو رہے تھے۔ آپ کو جگا کر کپڑے پہنا کر آپ کو معلم کے پاس مکتب لے گئے۔ مکتب پہنچنے پر حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے معلم سے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک سفارش لے کر آیا ہوں۔ اس نے حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ سے عرض کیا آپ جو فرمائیں گے مجھے دل و جان سے قبول ہے۔ لیکن سیّد میراں شاہ بھیکھ کے بارے میں سفارش نہ کریں۔ اس پر حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ کو غصہ آ گیا اور معلم سے فرمایا کہ تو مردود ہے کہ پیر کے حکم سے سرتابی کرتا ہے...... معلم نے معافی مانگی اور حضرت شاہ جلال کا حکم بجالانے پر آمادہ ہو گیا۔

حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے معلم کو تاکید فرمائی کہ یہ تمہارے پاس قرآن مجید اور گلستان بوستان پڑھیں گے اور کچھ ہی دنوں میں خلیفہ مکتب ہو جائیں گے۔ پھر انہوں نے معلم کے کان میں آہستہ سے کہا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ یہ سیّدزادہ قطب زماں ہے تم کو چاہیے کہ اس کی پوری پوری دیکھ بھال کرو اور خوب خدمت کرو اور اس کی تعلیم و تربیت میں کسی قسم کا تغافل نہ برتو۔

چنانچہ اسی روز سے معلم نے آپ کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینی شروع کر دی۔ آپ نے چھ ماہ میں کلام اللہ گلستان اور بوستان ختم کر کے خلیفہ مکتب کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شاہ سیّد ابوالمعالی چشتی صابریؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

عبادت و ریاضت ☆: انبیہٹہ سے کہرام واپس آتے ہوئے کشتی سے دریا پار کیا اور کہرام پہنچ کر عبادت و ریاضت اور مشاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ رات کو کنوئیں پر تخت بچھا کر اس پر بیٹھ کر عبادت کرتے اور اپنے نفس کو آگاہ کرتے کہ اگر سویا تو اس کنویں میں گرے گا پوشاک کا یہ حال تھا کہ پرانے کپڑے گلیوں میں سے اٹھا کر پانی سے دھو کر سی کر پہنتے تھے۔

سیرت و کردار ☆: آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔ عبادت، ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ نذرانہ جو کچھ آتا اس میں سے خرچ نکال کر بقایا اپنے پیرومرشد کو پیش کرتے تھے۔ آپ کا لنگر عام ہے۔ تربیت مریدین میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔

تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ پیر کو مرید شناشی کرنی چاہیے۔

نمبر۲ ☆: آپ آدھی رات سے زیادہ اپنے مریدوں کو سونے کی اجازت نہ دیتے تھے۔

نمبر۳ ☆: آپ اپنے مریدوں کو ذکر اسم ذات جہر کے ساتھ کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ فرماتے کہ فقیر کو چاہیے کہ ایک لاکھ مرتبہ ذکر اسم ذات کرے اگر چالیس مرتبہ روز نہ ہو تو اس کو لقمہ درویشی دِلق حرام ہے۔

کشف و کرامت ☆: آپ کا ایک مرید موضع نوندھن میں رہتا تھا۔ اس کا ایک لڑکا جس کی عمر ۱۰ سال کے قریب تھی ایک دن اس لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ اتفاق سے آپ اسی روز موضع نوندھن میں رونق افروز ہوئے۔ اس مرید کو جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ تو وہ آپ کو لیکر اپنے گھر آ گیا۔ اور اپنے لڑکے کی نعش کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا۔

اور کھانا لا کر حضرت میرانجیؒ کے سامنے رکھ دیا مگر حضرت میرانجیؒ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا کہ جب تک لڑکا نہ آئے گا کھانا نہ کھاؤں گا مرید نے بہانہ کیا کہ حضور بچہ ہے کہیں کھیل کود میں لگ گیا ہوگا۔ معلوم نہیں کب آئے گا اس کا انتظار بیکار ہے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ وہ جب آئے گا۔ کھانا جبھی کھایا جائے گا۔ آپ کا فرمان سن کر اُس مرید نے رو کر عرض کی حضور لڑکا آپ کے آنے سے دو ساعت قبل انتقال کر گیا ہے۔ اس کی نعش کوٹھڑی میں رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا لڑکا مرا نہیں سوتا ہوگا جا کر دیکھو۔ اگر سوتا ہو تو جگا کر لے آؤ۔

چنانچہ وہ شخص جب کوٹھڑی میں گیا تو دیکھا کہ لڑکا سانس لے رہا ہے۔ اس کو بلایا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے والد کے ساتھ باہر آ

کر آپ کا قدم بوس ہوا۔

شاعری ☆: آپ ایک شاعر بھی تھے۔ مندرجہ ذیل شعر آپ ہی کی یادگار ہیں۔

نمبر۱☆ بھیکھا بھوکا کوئی نہیں سب کی گھٹڑی لعل
گرہ کھولن نہ جاندے اس بدھ بھئے کنگال

نمبر۲☆ بھیکھ فقیری کھٹن ہے لوکاں بھانے کھیل
جھوگا پھوکے اپنا تب صاحب کا میل

نمبر۳☆ بھیکھ بات اگم کی کہن سنن میں نانہہ
جو جانے سو نہ کہے جو کہے سو جانے نانہہ

نمبر۴☆ ہر روٹھے گر میل دے گر روٹھے نہیں تھوڑ
بھیکھ وہ نرکور ہے جو گرو کو جانے اور

نمبر۵☆ تن اجلا من میلا بگلے جیسا بھیس
وائے سے تو کاگا بھلا جو اندر باہر ایک

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۱۵ رمضان المبارک ۱۱۳۱ھ بمطابق 1718ء کو چوراسی برس کی عمر میں ہوا۔ مزار شریف کہڑام شریف مرکز تبلیغ ٹھسکہ ضلع کرنال انڈیا مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دیکر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ یحییٰ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: کریم ابن کریم، عارف ابن عارف، ولی ابن ولی، قطب مادرزاد حضرت شیخ یحییٰ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کبار سے ہیں۔

آپ حضرت شیخ حاجی عبدالکریم چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور انکے مرید اور خلیفہ وسجادہ نشین ہیں۔ آپکے والد گرامی حضرت شیخ حاجی عبدالکریم چشتی صابری علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ شیخ نظام الدین بلخی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ مجاز ہیں۔

آپ نے اپنے والد کے بعد مسند رشد وہدایت پر بیٹھ کر دن ورات سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج واشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا

۔آپ بڑے صاحب کمال اور صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے، زہد وتقویٰ وعبادت وریاضت، علم وعمل اور حلم وبردباری، سخاوت اور اخلاق کریمانہ میں بے مثل وبے مثال تھے۔

آپ کے دور کے بڑے بڑے نامور مشائخ وعلماء آپ کے پاس نہ صرف تشریف لاتے بلکہ دل سے احترام بھی کرتے تھے۔

کرامت ☆: ایک دفعہ خیرو نامی چور موضع سید والا سے لاہور میں چوری کرنے کی نیت سے آیا۔ جب کسی اور جگہ داؤ نہ لگا تو آپکی خانقاہ میں داخل ہو کر آپ کی گائے کھول کر جانے لگا۔

مگر اندھا ہو گیا اور اس کو راستہ نظر نہ آیا ناچار مجبور ہو کر گائے واپس کھونٹے سے باندھ دی۔ اور وہیں بیٹھ کر رات گزاری، جب صبح ہوئی تو آپ نے اسے دیکھ کر پوچھا کون ہو۔

تو اس نے تمام ماجرا سنادیا۔ آپ نے اسکی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا جس سے اسکی بینائی واپس آگئی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۳۲ھ بمطابق ۲۰-۱۷۱۹ء کو ہوا۔ مزار پر انوار والد گرامی کے پہلو میں باغ زیب النساء نواں کوٹ لاہور میں مرجع عام وخاص ہے۔

حضرت سیّد غریب اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، صاحب کشف و کرامات حضرت سید غریب اللہ چشتی صابری کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ قصبہ کیرانہ ضلع کے سادات گھرانے میں حضرت سید عبدالرسول جو کہ اپنے وقت کے عظیم عارف کامل تھے کہ گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ صاحب اقتباس الانوار شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحب سیر الاقطاب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ آپ میرے رضاعی بھائی اور رشتہ دار ہیں۔ یعنی میری دادی اور ان کی دادی سگی بہنیں ہیں۔

آپ سادات گھرانے کے عظیم روشن چراغ اور سنت رسول ﷺ کے متبع اور نیک سیرت باکردار عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ سے مرصع اور صاحب کشف و کرامت اور علوم ظاہری و باطنی سے لبریز تھے۔ آپ اکثر ی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر سالانہ عرس میں ضرور تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ عرس خواجہ قطب پر تشریف لے گئے تو کیا دیکھا کہ ایک نقشبندی بزرگ جن کو بادشاہ عالمگیر کے ہاں قرب حاصل تھا۔ سرکاری محتسب کو ساتھ لے کر احتساب کی خاطر مجلس سماع میں پہنچ گئے۔ اور قوالوں کو سماع سے روکا۔ اس سے تمام فقرا اہل درد بے ذوق ہو گئے۔ حضرت سید غریب اللہ شاہ چشتی صابری نے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمتہ کے مزار شریف کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا تا کہ معلوم ہو سکے۔ یہ سب کچھ آپ کی مرضی سے ہو رہا ہے یا یہ لوگ خود اپنی طرف سے کر رہے ہیں۔ عین توجہ کے وقت حضرت سید غریب اللہ شاہ صاحب نے دیکھا کہ حضرت قطب الاقطاب کی قبر مبارک پھٹی ہے اور آپ سرخ لباس پہنے رعب و جلال کے ساتھ باہر آ کر قبر پر سوار ہو کر بیٹھ گئے ہیں اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

گلگوں لباس کردو سوار سمند شد   یاران حذر کینہ کہ آتش بلند شد

ترجمہ ☆: محبوب رنگین لباس زیب تن کر کے گھوڑے پر سوار ہو کے باہر آیا ہے۔ دوستو خیال کرو شعلہ آتش بلند ہو گیا ہے۔ جب آپ نے یہ شعر سنا اور یہ منظر دیکھا تو آپ کی حالت دگرگوں ہو گئی اور رقص کرنے لگے بس پھر کیا تھا کہ پوری مجلس ان پیرزادوں سمیت سب پر حال طاری ہو گیا۔ کسی نے خوب کہا:

از اثر یک جہتی گشت مست   ہم بُت وھم بُت گرد ہم بت پرست

ترجمہ ☆: عشق بے پناہ کا ایسا اثر ہوا کہ بت پرست کے ساتھ بُت اور بُت گر بھی مست ہو گیا

اس کیفیت سے وہ نقشبندی بزرگ اور محتسب بھی متاثر ہوئے اور قوالوں نے بڑے ذوق وشوق سے خوالی شروع کر دی اور مجلس میں ایسا ذوق وشوق پیدا ہوا کہ پہلے نہ ہوا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ نقشبندی بزرگ بھی حضرت خواجہ قطب الاقطاب کی غیرت کی وجہ سے بری حالت میں مر گیا۔ اور بادشاہ عالمگیر بھی ملک دکن جا کر واپس نہ آسکا۔

تلاش مرشد اور بیعت کا واقعہ☆: آپ نے تلاش مرشد کے لئے بہت سے سفر کئے۔ اس کیلئے آپ مختلف بزرگوں کے سالانہ اعراس میں جایا کرتے اور وہاں پر درویشوں میں بیٹھتے کہ شاید مقصد حقیقی مل جائے۔ ایک مرتبہ آپ بادشاہ دو جہاں مخدوالعالمین سلطان الاولیاء حضرت سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس پر کلیر شریف تشریف لے گئے۔ عرس کے موقع پر کثیر تعداد میں اولیائے کاملین بزرگان دین موجود تھے۔ کہ آپ کی نگاہ حضرت شیخ محمد جی بندگی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے چہرہ انور پر پڑی تو دل سے بے ساختہ کہنے لگے مرشد ہو تو ایسا ہو۔ جو اوصاف ایک شیخ کامل میں ہونے چاہئیں وہ سب آپ کی ذات والاصفات میں موجود ہیں۔

پیران کلیر شریف کے عرس کے اختتام پر آپ حضرت شیخ محمد جی بندگی گنگوہی چشتی صابری خلیفہ مجاز حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی جو کہ شاہ ابوسعید گنگوہی کے مرید وخلیفہ ہیں کے ساتھ گنگوہ شریف ضلع انبالہ تشریف لے آئے اور ایک سال تک متواتر خدمت وعبادت وریاضت زہد وتقویٰ میں مشغول ومعروف رہے۔ پھر وہ وقت آ گیا کہ حضرت شیخ محمد جی چشتی صابری کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہو کر مجاہدات ومنازل سلوک کی تکمیل میں مشغول ہو گئے۔ اس دوران بے شمار واقعات ومشاہدات آپ پر وارد ہوئے مگر خاموشی سے کسی کو بتائے بغیر اپنے کام میں مصروف رہے۔

حضرت مخدوم پاک کی طرف سے انعام واکرام کی بارش☆: ایک مرتبہ آپ کے پیر ومرشد بندگی حضرت شیخ محمد جی چشتی صابری گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ مع درویشوں اور خادمان حضرت مخدوم پاک کے عرس مبارک کے لئے روانہ ہوئے تو آپ بھی مرشد کے ہمراہ تھے۔

آپ کے ہمراہی درویشوں نے اپنا سامان بھی آپ کی پشت اور سر پر لاد دیا۔ جس سے اگرچہ آپ کو تکلیف تو ہوئی مگر آپ نے کسی کو انکار نہیں کیا۔ چلتے چلتے جب قصبہ رامپور پہنچے تو وہاں سولانی ندی کے کنارے جب قیام ہوا تو کسی نے وضو کیا اور کسی نے غسل اور سب نے ارادہ یہ کیا کہ حسب دستور یہاں سے کلیر شریف تک ذکر جہر کرتے ہوئے جائیں گے۔

آپ کے پیر ومرشد حضرت بندگی شیخ محمد جی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ایک طرف مراقبہ کے لئے بیٹھ گئے۔ ابھی مراقبہ میں سر جھکایا ہی تھا تو کیا دیکھا کہ حضرت مخدوم پاک اپنے روضہ انور پر تشریف فرما ہیں۔ اور درویشوں کو بلاتے ہیں مگر حضرت شیخ محمد جی سے فرماتے ہیں کہ تم میرے ہاں نہ آؤ۔ جب تک میرے غریب کا حق نہ ادا کر دو۔ عرض کیا حضور وہ کون ہے۔ حضرت مخدوم نے فرمایا غریب اس کا نام غریب اس کی عادت ہے غریب اس کی قوم ہے۔ غریب اس کی صورت ہے اختیار پور کا رہنے والا ہے۔

حضرت شیخ محمد جی نے عرض کیا حضور آپ کے آستانہ پاک پر حاضر ہو کر اس کا حق ادا کروں گا۔ حضرت مخدوم پاک نے فرمایا نہیں اسی جگہ رامپور کے تکیہ میں اس کا حق ادا کرو۔

حضرت شیخ محمد جی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور حضرت شاہ غریب اللہ شاہ کو بلا کر فرمایا جلدی جاؤ اور غسل کر کے میرے پاس آ جاؤ۔ حضرت سید غریب اللہ شاہ نے غسل کیا اور حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ محمد جی صابری نے اپنے سامنے بٹھا کر اسرار حق تعلیم کئے اور اسم اعظم سکھایا اور نسبت صوری و معنوی منتقل کی اور فرمایا کہ سید غریب اللہ شاہ کو خلافت حضرت مخدوم العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عطا فرمائی ہے۔

لہٰذا جو شخص حضرت مخدوم العالمین بادشاہ دوجہاں والی کلیر سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشنودی چاہے وہ غریب اللہ شاہ کو پالکی میں بٹھا کر ان کی پالکی کو کندھا دے۔ چنانچہ آپ کو بحکم شیخ پالکی پر سوار کیا گیا کسی نے کندھا دیا۔ کسی نے ہاتھ لگایا۔ اور چلتے چلتے سولانی ندی کے پار اتارا۔ جب اس عزت کے ساتھ کلیر شریف پہنچے اور وہاں سے عرس کے بعد واپس آئے تو اس سے آپ کی مقبولیت و شہرت میں بہت اضافہ ہوا۔ جب آپ اپنے مرشد کے ہمراہ واپس پہنچے تو آپ کے پیر و مرشد کی اہلیہ محترمہ نے اپنی خادمہ سے کہلوا کر بھیجا کہ حضرت سید غریب اللہ شاہ سے جا کر کہو کے بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ اگر تم اپنے مرشد کا چراغ جلتا ہوا دیکھنا چاہتے ہو تو اولاد کے واسطے دعا کرو۔ سخت سردی کا موسم تھا آپ اُسی وقت صدر پور کی جھیل میں جہاں ناف ناف جتنا پانی تھا کھڑے ہو گئے اور دعا میں مصروف ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے مالک ہلاک ہو جاؤں گا۔ لیکن نامراد نہیں واپس جاؤں گا۔ طفیل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ میری دعا کو قبول کر اور میرے مرشد کے گھر میں فرزند عنایت کر۔

سرد موسم ہونے کے باوجود آپ مسلسل دعا و التجا میں مصروف رہے حتیٰ کے مغلوب الحال ہو گئے مگر اپنی جان کی پرواہ نہ کی۔ چنانچہ شب کے وقت آپ کو الہام ہوا کہ تمہارے پیر کے ہاں ایک بیٹا ہوگا۔ آپ نے عرض کی اے کریم تو وہاب ہے اور زیادہ دے آواز آئی دو بیٹے ہوں گے۔ پھر عرض کیا اور زیادہ دے۔ پھر آواز آئی چار بیٹے ہوں گے۔ پھر آپ نے عرض کیا مالک میری تمنا ہے کہ چاروں حافظ و عالم اور صوفی ہوں۔ اُدھر آپ کے شیخ حضرت محمد جی صابری کو عالم مکاشفہ میں معلوم ہوا کہ سید غریب اللہ شاہ خدا سے ضد کر رہا ہے۔ چنانچہ اُسی وقت مرشد کامل کی صورت روحانی طور پر نظر آئی اور کہا غریب اللہ شاہ اس ضد سے باز رہو جو کچھ خدا نے عطا کر دیا ہے اس پر شکر خداوندی کرو۔ اور پانی سے باہر چلے آؤ۔ مرشد کا حکم ملتے ہی آپ پانی سے باہر آ گئے اور صبح کو بعد نماز اشراق دروازہ پر جا کر بی بی صاحبہ کو خوشخبری سنائی کے مبارک ہو چار بیٹے ہوں گے۔ وہاں سے واپس ہو کر پیر و مرشد کی خانقاہ میں حاضر خدمت ہوئے اور سلام عرض کیا تو حضرت شیخ آپ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اب تم کو پیرزادیاں بار بار تنگ کریں گی۔ لہٰذا تم یہاں سے اختیار پور چلے جاؤ۔

مرشد کا حکم ملتے ہی آپ وہاں سے رخصت ہو کر اختیار پور تشریف اور خانقاہ قائم کر کے مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور لنگر عام جاری کیا۔ اختیار پور میں خلق خدا آپ کے گرد رہنے لگی۔ ہزاروں افراد آپ سے بیعت و مستفیض ہوئے۔ آپ نے ان میں سے بہت سے طالبان حق کو منزل مقصود تک پہنچایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تیرہ رمضان المبارک ۱۱۳۳ھ بمطابق ۱۷۲۱ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار اختیار پور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے دامنوں کو گوہر مقصود سے بھرتے ہیں۔

حضرت شاہ سید محمد شریف چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مردِ قلندر ہمہ اوصاف یگانہ، مرشدِ زمانہ، کاشفِ اسرارِ نہانی، واقفِ اسرارِ نہانی، واقفِ رموزِ ربانی حضرت قبلہ شاہ سید محمد شریف چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آپ برہانِ شریعت وقدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کے آباؤ اجداد عراق سے بخارا کے راستے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ کچھ عرصہ بعد اس خاندان کے ایک بزرگ حضرت سید فخر الدین علیہ الرحمۃ نے اعظم آباد تراوڑی ضلع کرنال میں سکونت اختیار کر لی۔

شیخ عطا محمد عطاء نے لکھا ہے کہ ایک بار حضرت شیخ محمد شریف حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے عرس پر پانی پت تشریف لائے جب آپ مزار پر حاضر ہوئے تو حضرت قلندر نے اشارہ فرمایا کہ ''محمد شریف تم یہیں ٹھہرو''

چنانچہ آپ ایک حجرے میں ٹھہر گئے، قیام کے دوران زادِ راہ ختم ہو گیا اور چھ دن فاقے سے گزرے۔ ناچار مزار پر حاضر ہو اور عرض کی حضرت آپ نے مجھے بھوکا رکھنے کے لئے ٹھہرایا تھا۔ حضرت قلندر صاحب نے فرمایا اپنے حجرے میں چلے جاؤ، رزاق خود تمہارے رزق کا فکر ہے۔

شام کے وقت ایک آدمی موٹی موٹی دو روٹیاں اور کچھ چٹنی لے کر آیا مگر آپ مرغ کا گوشت اور پراٹھے کھانے کے عادی تھے اس لئے وہ کھانا واپس کر دیا۔ اگلی رات پھر فاقے سے گزری۔ ساتویں روز پھر آستانہ عالیہ پر علی الصبح حاضر ہوئے اور کہا ''مجھ سے چٹنی اور روٹی نہیں کھائی جاتی'' ارشاد ہوا کیا کھاؤ گے؟ عرض کی ''مرغ کا گوشت اور پراٹھے'' حضرت قلندر نے آپ کو حجرہ میں واپس جانے کا اشارہ کیا۔

چنانچہ آپ حجرے میں واپس آ گئے اور اب ہر روز بلا ناغہ مرغ کا گوشت اور پراٹھے ملنے لگے، کچھ عرصہ بعد قلندر صاحب نے فرمایا محمد شریف رام پور جا کر خواجہ محمد ابراہیم کے مرید ہو جاؤ، کیونکہ طالب کے لئے دست بدست بیعت ہونا سنت نبوی کے مطابق ضروری ہے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شیخ خواجہ محمد ابراہیم چشتی صابری رامپوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

مرشد کے آستانے پر قیام ☆: مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کے بعد آپ کچھ عرصہ وہاں پر مقیم رہ کر مجاہدہ و ریاضت میں مشغول رہے، وہاں بھی آپ کو مطلوبہ غذا ملتی رہی، اس پر خواجہ ابراہیم صاحب کے دوسرے مریدین نے شکایت کی کہ ہمیں تو تنور

وٹی اور دال ملتی ہے، اور شاہ صاحب کو مرغ کا گوشت اور پراٹھے ملتے ہیں۔

خواجہ ابراہیم نے فرمایا میاں تم خود آئے ہو، اور یہ کسی کے فرستادہ ہیں۔ اس لئے ان کی خاطر مجھے عزیز ہے، اس لئے کہ یہ مجھ سے کچھ لینے کو نہیں بلکہ دینے آئے ہیں۔ مجھے ایک عرصہ سے آرزو تھی کہ کوئی شہباز میرے دام میں پھنسے اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کو بھیج دیا۔ ے میاں یہ وہ سید ہیں، چاہیں تو مجھ جیسے دس ابراہیم بنا دیں۔ مرید یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت خواجہ ابراہیم صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو سندِ خلافت عطا کر کے پانی پت واپس بھیج دیا اور فرمایا ''قلندر صاحب آپ کی امانت آپ کے سپرد کر رہا ہوں۔''

اس کے بعد آپ پانی پت پہنچے اور چند دن قیام کے بعد حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے حکم پر نیاول تشریف لے گئے اور ندگی کا بیشتر حصہ نیاول گزارا۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۱۳ جمادی الثانی ۱۱۳۴ھ بمطابق 1721ء کو چھیاسی برس کی عمر میں ہوا۔ مزار انوار تراوڑی ضلع کرنال میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی حضرت شاہ عبداللطیف آپ کی تدفین تراوڑی میں چاہتے تھے۔ آپ کے انجے سید غلام محی الدین کی خواہش تھی کہ نیاول میں ہی آپ کی آخری آرام گاہ ہو۔

چنانچہ آپ کے جسد مبارک کو تراوڑی اور سامان حیات کو نیاول میں دفن کیا گیا، دونوں جگہیں زیارت گاہ اور مرجع خلائق ہیں۔

آپ کے احوال و مقامات، ملفوظات، اذکار و اشغال اور مجاہدات و مراقبات پر مشتمل ایک کتاب ''ملفوظات شریفی'' یادگار کے طور باقی ہے۔

آپ نے شادی نہیں کی تھی، تجرد کی زندگی بسر کی، آپ نے اپنے چھوٹے بھائی سید عبداللطیف کو اپنا روحانی جانشین مقرر کر دیا تھا۔ پ کے پوتے سید عبدالحیٔ اور ان کے صاحبزادے شاہ غلام بوعلی نے سلسلہ عالیہ صابریہ کو خوب ترقی دی۔

نوٹ ☆: آپ حضرت خواجہ سید شاہ محمد شریف صابری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق نسبتی لحاظ سے حضرت سید شاہ عبدالعلی المقلب ضرت عبداللہ شاہ قادری کیتھلی علیہ الرحمۃ کے ننہالی بزرگوں میں سے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ محمد سلیم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، پیر طریقت حضرت شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت شیخ محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے حضرت محمد صدیق لاہوری صابری علیہ الرحمۃ حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے وہ مرید وخلیفہ حضرت عبدالخالق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے وہ مرید وخلیفہ شیخ جان اللہ لاہوری چشتی صابری وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ حضرت شیخ محمد سلیم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ عشق ومحبت، جذب وسکر اور سماع ووجد کے جامع تھے۔ مقام فقر میں بلند مقام اور درجہ معلی کے حامل تھے۔ محفل سماع کے دوران آپ پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی تھی کہ سمجھنے والا یہ سمجھتا کہ شاید اس حالت میں آپ کا وصال ہو جائے گا۔ بسا اوقات اس حالت میں لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آپ کا وصال با کمال ہو گیا ہے۔ لیکن اس دوران جب اذان کا وقت ہوتا تو اذان سن کر ہوش میں آ جاتے تھے۔

لاہور کے اردگرد کے بیشمار لوگوں نے آپ سے روحانی اکتساب فیض کیا ہمہ وقت آپ کی خانقاہ معلی طالبان حق اور مخلوق خدا سے بھری رہتی تھی۔ جس کی وجہ سے بہت سے حاسدین اور علمائے ظاہر کو تکلیف پہنچی اور آپ کے خلاف مختلف منصوبے بنائے مگر جب کامیابی نہ ہوئی تو سب نے مل کر گورنر لاہور کو درخواست بھیجی کہ یہ شخص برسر عام محفل سماع کراتا ہے جو کہ شرعی طور پر ناجائز ہے لہٰذا غیر شرعی فعل بنا پر ایسا شخص واجب القتل ہے۔ بادشاہ دہلی نے وہ درخواست لاہور کے صوبہ دار کے پاس برائے تحقیق بھیجی۔ صوبیدار مذکورہ خود اس پڑتال کے لئے آپ کی خانقاہ میں آیا تو آپ کا زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ آپ کا مرید ہو گیا۔

صوبہ دار لاہور کے مرید ہونے کے بعد مخالفین کی تمام چہ مہ گوئیاں دم توڑ گئیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳ ذی الحج ۱۱۵۱ھ بمطابق ۳ مارچ ۱۷۳۹ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار میدان زین خان میں آپ کے مرشد کے مزار کے قریب گوالمنڈی لاہور میں ہی مرجع خاص وعام ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی تاریخ وصال یوں مرتب کی ہے۔

چوں سلیم از قضای ربانے — شد ز دنیا دون بباغ جناں
سال وصلش سلیم اعظم گو — بار دگر سلیم شیخ کلاں
۱۱۵۱ھ

حضرت امان اللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر العارفین، امام العاشقین، برھان الکاملین، دلیل السالکین حضرت شیخ امان اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مرجع علم وعرفان ہیں۔ آپ قطب دوراں غوث زماں حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ اعظم وسجادہ نشین اول ہیں۔

آپ انتہائی متحمل مزاج بردباد اور باہمت ومنتظم المزاج شخصیت کے حامل بزرگ ہوئے ہیں۔ قطب الوقت غوث دوراں سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پہلے عرس سے لے کر تادم آخر آپ تمام پروگراموں، عرس کی رسومات کی نگرانی اور تمام معاملات مثلاً لنگر ومحفل سماع وغیرہ کے انتظام وانصرام سے بخوبی عہدہ برہوتے رہے جو نظام الاوقات اور معاملات آپ نے مقرر کئے وہ آج تک جاری وساری ہیں۔ ان میں کسی قسم کا کبھی دخل یا خلل واقع نہیں ہوا۔ حضرت میراں جی علیہ الرحمۃ کی خصوصی عنایات آپ پر ہمیشہ سے رہیں اور آپ کو بہت زیادہ عزیز جانتے تھے۔ جس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے۔ ایک مرتبہ پانی پت میں آپ حضرت میراں جی کے ہمراہ عرس کی تقریب میں تشریف لے گئے تو دوران سماع آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ وجدانی کیفیت میں جب حضرت میراں جی کی طرف بڑھے تو میراں جی کھڑے ہوگئے۔ اس مجلس سماع میں میاں محمد عاشق شاہ جو کہ حضرت سید جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری پانی پتی علیہ الرحمۃ کے مرید بھی تشریف فرما تھے۔ ان کو میراں جی کے کھڑے ہونے پر کچھ تعجب سا ہوا اور میراں جی سے فرمانے لگے کہ مرید کے حق میں مرشد کو یوں تعظیم کرنا میرے خیال میں تو اسے کانٹوں میں گھسیٹنا ہے۔ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آپ کا خیال کچھ اور ہے۔ مگر یہ فقیر مجبور تھا۔ کہ جب میں نے امان اللہ شاہ کو حالت وجد میں اپنی طرف آتے دیکھا کہ وجد کرتا ہوا آرہا ہے تو کیا دیکھا کہ اس کا ایک ہاتھ حضرت بو علی شاہ قلندر کے ہاتھ میں ہے اور بایاں ہاتھ حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں ہے۔ اب آپ ہی بتلایئے کہ میں بغیر تعظیم کئے چپ چاپ کیسے بیٹھا رہتا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹ شوال المکرم ۱۱۵۲ ہجری ۱۷۳۹ء کو ہوا۔ مزار پرانوار قلعہ گھڑام شریف کے نزدیک باغ امان اللہ شاہ گھڑام شریف مشرقی پنجاب ریاست پٹیالہ انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف باللہ، فنافی اللہ، بقایا اللہ، وارث علوم قدوسی چشتی صابری رحمتہ اللہ قصبہ براس پانی پت کرنال ہندوستان میں حضرت شیخ محمد علی براسوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ علوم ظاہریہ و باطنیہ کے جامع اور اپنے زمانہ کے قطب تھے۔ عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ ورہا میں بے مثال اور باکمال تھے۔ تصوف اور اس کے مسائل کو بخوبی سمجھتے اور جانتے تھے بڑے بڑے اشکال کو فی البدیہہ حل کرنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ بڑے بڑے شیوخ علماء صلحا صوفیاء اتقیا آپ کے پاس مسائل لے کر حاضر ہوتے اور شافی وکافی جواب بالصواب پا کر جاتے تھے۔

آپ کی پوری زندگی عبادت و ریاضت اور یاد خدا میں مست و مستغرق اور خلق خدا کی خدمت گزاری اور تحریر و تقریر میں گزری۔ پوری زندگی میں ایک لمحہ بھی فضولیات ضائع نہ کیا۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کے عظیم شیخ طریقت اور ترجمان و مبلغ بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کی ذات والا صفات کی بنا کر سلسلہ عالیہ کو تحریر کی شکل میں اگر کوئی چیز ملی ہے تو وہ آپ کی تصنیف کردہ کتاب ''سواطع الانوار'' جس کا اردو ترجمہ کپتان واحد بخش سیال نے ''اقتباس الانوار'' کے نام سے شائع کرا دیا ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ صابریہ قدوسیہ کے پیروکاروں کے لئے آپ کی تصنیف ایک مستند تحفہ ہے۔

تلاش حق اور بیعت و خلافت☆: آپ اپنی کتاب ''اقتباس الانوار'' میں اپنی بیعت سے متعلق اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں بچپن ہی سے عشق حق اور شوق ذات مطلق دامنگیر تھا۔ اور خود بخود مشائخ عظام کی تصنیف پڑھنے اور ریاضت و مجاہدہ کی عادت تھی۔ سولہ سال کی عمر میں ایک رات عالم واقعہ (حالت کشف) میں دیکھا کہ ایک آفتاب ہمارے گھر میں آ کر میری جھولی میں بیٹھ گیا۔ اور اس آفتاب کے نور سے نہ صرف پورا گھر منور ہے بلکہ شہر براس کا ہر گھر اور سارا جہان روشن ہے وہ آفتاب اس فقیر سے کہہ رہا ہے کہ تم کیوں اتنی تکلیف اٹھا رہے ہو۔ میرے پاس آ جاؤ۔ میں تم کو ایسا راستہ بتا دوں گا جس سے مقصد جلدی حاصل ہو جائے گا۔ صبح اٹھتے ہی والد بزرگوار کی خدمت میں تمام ماجرا عرض کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہاں ایک درویش اور قطب وقت آئے گا اور تم ان کے جانشین وخلیفہ برحق ہو گے۔

چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد حضرت شیخ سوندھا موضع براس میں تشریف لائے اور اس آفتاب کی کرنیں ہر خاص و عام پر پڑیں۔ حضرت نے مسجد میں قیام فرمایا۔ ان کو دیکھ کر میرے والد گرامی نے فرمایا کہ تمہارے خواب کی تعبیر یہی بزرگ ہیں۔ فوراً ان

سے بیعت ہو جاؤ۔

چنانچہ یہ فقیر اپنے والد گرامی کے ساتھ مسجد سادات میں جا کر حاضر خدمت ہوا۔ اور بیعت کے لئے درخواست کی تو آپ نے فرمایا ''خوب آمدی از دیر مشتاق تو بودم و مرا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم در معاملہ بنام ونشان تو خبر دار کردہ بود و گفتہ کہ بعد از تو سجادہ صاحب مقام پیران وے خواہد بود۔ الحمد للہ کہ طالب امانت خویش شدی وریں مصر خوانده بیا کہ با سر زلف تو کارہا داریم۔''

ترجمہ ☆: تم اچھے آئے ہو میں دیر سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے خواب میں تمہارا پتہ بتا دیا تھا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ شخص تمہارا خلیفہ اور مشائخ کا جانشین ہوگا۔ الحمد للہ کہ تم اپنی امانت کی طلب میں پہنچ گئے ہو۔ اس کے بعد آپ نے یہ مصرع پڑھا۔ ''آگے بڑھو ہم نے تجھ سے بڑے کام لینے ہیں'' اس کے بعد آپ ہمیں براس اور گردونواح کے صاحب ولایت حضرت شاہ ابوالاعلی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر لے گئے جو قصبہ براس کی شرقی جانب واقع ہے۔ اور از راہ عنایت فرمایا کہ تجھ جیسے آدمی کی بیعت عام لوگوں کی طرح نہیں ہے کہ اکیلا بیٹھ کر بیعت سے لیتا۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ اس کام میں حضرت شاہ ابوالاعلی علیہ الرحمۃ بھی شریک و متفق ہو جائیں۔ اس کے بعد آپ نے مجھے اپنے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور کلاہ چہار ترکی اپنے سر سے اتار کر میرے سر پر رکھی اور شجرہ مشائخ بھی عطا فرمایا۔ اسی روز میرے والد گرامی حضرت شیخ محمد علی البراسوی چشتی صابری بھی آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔

نوٹ ☆: اس طرح آپ اور آپ کے والد گرامی دونوں پیر بھائی ہوئے۔ اس کے بعد شیخ کامل نے اس فقیر سے فرمایا کہ تین دن طے کا روزہ رکھو۔ اور ان تین ایام میں ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ کا ورد بھی مکمل کرو۔ چوتھی رات غسل حقیقی کر کے مغرب اور عشاء کے درمیان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے سامنے بٹھا کر ذکر نفی و اثبات و ذکر اسم ذات بالجہر تلقین فرمایا۔ نیز ذکر قلبی بھی اُسی وقت تعلیم فرمایا۔ اس کے بعد میں اپنے شیخ کے حکم کے مطابق گھر آیا اور ایک جھونپڑے میں قیام کیا۔

اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اور سات سال تک سخت ریاضت و مجاہدہ کرتا رہا۔ اس اثنا میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ خواب اور آرام کیا ہوتا ہے۔ کھانا ترک کر دیا۔ تین چار دن کے بعد دو چھٹانک آٹے کی روٹی سے افطار کرتا تھا۔ آخر مدت کے بعد قسمت نے یاوری کی اور فتح باب آیا کہ جنت الفردوس بلکہ عرش عظیم اس کے پھولوں میں ایک پھول تھا کہ ''لَایَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیْ الْمُؤْمِنِ'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنی زمین میں سما سکتا ہوں نہ اپنے آسمانوں میں بلکہ اپنے بندہ مومن کے قلب میں سما سکتا ہوں۔ جس کا وصف ہے کہ اس وجہ سے اس کی وسعت سب کی وسعت سے زیادہ تھی۔

جب میں نے اس باغ کا نظارہ کیا تو سب رنج و غم شادی و خوشی میں تبدیل ہو گیا۔ اور مطمئن ہو کر بیٹھا تھا کہ یکا یک مجھے ایک کمرہ نظر آیا اور مجھ پر فنا اور محویت طاری ہو گئی۔ اس کمرے کے اندر ایک دلہن بیٹھی تھی جس کے اعضا نورانی تھے بلکہ وہ سراپا نور تھی۔ اور وہ نور آہستہ آہستہ پھیلتا گیا۔ حتیٰ کہ مجھے سات دلہنیں نظر آنے لگیں جن میں سے ہر ایک دوسرے سے بڑی تھی۔

اور ساتویں دولہن سب سے بڑی تھی۔ اس وقت خلق کے متعلق میرا شعور بحال تھا۔ وہ آخری دلہن اس قدر حسین تھی کہ اگر اس کے نور کا ایک ذرہ اس جہاں میں ظاہر ہو جائے تو ساری خلق مر جائے۔ اور حکم "کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ" طاری ہو جائے اور سب کچھ فنا ہو جائے۔ اس وقت یہ فقیر اپنے شیخ کامل حضرت شیخ سوندھا کی برکت سے "هَلْ مِنْ مَزِيْد" کا دم بھر رہا تھا۔ کہ میرا وجود وسیع ہونے لگا اور ہر جگہ پھیل گیا۔ اور میرا بال بال آفتاب جہاں تاب بن گیا۔ اس کے بعد میرا وجود محو ہو گیا۔ اور کوئی نشان باقی نہ رہا۔ بمصداق اس آیت کریمہ کہ "لَا اِنَّ الْمَلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً" جب بادشاہ کسی بستی پر نازل ہوتا ہے تو ان کی عزت کو ذلت میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اس وقت اس فقیر کی نظر اس آفتاب جہان تاب کے سوا کچھ نہ تھا۔

ایک شاندار مشاہدہ ☆: حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی اقتباس الانوار میں فرماتے ہیں کہ ایک رات یہ فقیر مراقبہ ہویت ذاتی میں مشغول تھا کہ محویت طاری ہوگئی۔ اس بے خودی کے عالم میں اپنے آپ کو بحرِ بیکراں کے ساحل پر پایا۔

ایک ساعت کے بعد مغرب کی طرف سے ماہتاب کی شکل اور مشرق کی طرف سے آفتاب کی شکل نمودار ہوئی اور دونوں فقیر کی طرف آئیں۔ جب قریب آئیں تو ماہتاب کی شکل سے حضرت رسالت پناہ ﷺ نوری براق پر سوار ہ کر ظاہر ہوئے اور آفتاب کی شکل میں میرے مرشد گرامی حضرت شیخ سوندھا علیہ الرحمۃ پالکی پر سوار ہو کر سامنے آئے۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نماز کا وقت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے میرے شیخ کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر امامت کرائیں۔ اور آنحضرت ﷺ اور فقیر نے اقتدا کی۔ جب ہم رکوع وسجود کرتے تھے تو تمام موجودات یعنی اشجار وغیرہ بھی موافقت کرتے تھے اور رکوع وسجود بجالاتے تھے۔ جب ہم کھڑے ہوتے تو وہ بھی کھڑے ہو جاتے تھے نماز سے فارغ ہو کر ہم نے تین مرتبہ ذکر نفی اثبات کیا۔ جب ہم لَآ اِلٰهَ کہتے تھے تو تمام اشیا معدوم ہو جاتی تھیں اور جب اِلَّا اللّٰهُ کہتے تھے تو پھر وجود میں آجاتی تھیں۔

اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو ایک درخت کے نیچے پایا جو سرخ نور کا تھا اپنے ہمراہ اپنے شیخ کو بھی پایا۔ اس درخت سے نور سرخ کے قطرے مجھ پر ٹپک رہے تھے۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہ نور جو ٹپک رہا ہے نور ذات ہے۔ اس کے بعد نور سرخ کا ایک دریا نمودار ہوا۔ اور میرے وجود کا قطرہ اس دریا میں غرق ہو کر یک رنگ ہو گیا۔

اور اس کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ علاوہ اس کے بہت سے مجاہدے آپ نے کئے جن کی تفصیل بہت طویل ہے۔ آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو اپنے وصال سے قبل اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر فرما کر خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

کتاب اقتباس الانوار کی قبولیت بارگاہ رسالت وغوثیت وبارگاہ غریب نواز میں ☆: آپ فرماتے ہیں کہ جب یہ کتاب اختتام کے قریب تھی تو رات کو اس فقیر نے عالم واقعہ میں دیکھا کہ باغہائے بہشت میں سے ایک باغ ہے جس کے اندر ایک قبہ ہے جو سرخ زمرد سے بنا ہوا ہے۔ اور اس کے اندر رسول خدا ﷺ مع چار یار اور اولیائے کرام متقدمین ومتاخرین تشریف فرما ہیں اور حضرت غوث الثقلین سیدمحی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین حسن سنجری، حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر، حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی بندگی شیخ عبدالقدوس گنگوہی، حضرت شیخ محمد صادق

گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ اجمعین بھی وہاں موجود ہیں۔

اُس وقت یہ دعا گو کتاب ہذا ہاتھ میں لئے حاضر خدمت ہوا اور حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ نے اس فقیر کے ہاتھ سے لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کی اور عرض کیا کہ یہ کتاب خلفائے راشدین و آئمہ معصومین اولیائے متقدمین و متاخرین کے احوال میں لکھی گئی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے کتاب اپنے ہاتھ میں لے کر دریافت فرمایا کہ اس کا مصنف کہاں ہے۔ اس وقت فقیر نے آگے بڑھ کر عرض کیا غلام حاضر ہے یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا تم نے بہت اچھی کتاب لکھی ہے اور اس میں بہت عجیب و غریب احوال واسرار درج کئے ہیں ہم تمہاری کتاب کو مقبول کرتے ہیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فاتحہ قبولیت کتاب پڑھی اور نور سبز کی ایک دھاری دار چادر بطور انعام اس کتاب کے لئے عطا فرمائی۔ اس کے بعد خلفائے راشدین نے اور حضرت غوث الثقلین حضرت خواجہ غریب نواز اور دیگر تمام بزرگان دین نے جو اس محفل میں حاضر تھے یکے بعد دیگرے کتاب ملاحظہ فرمائی۔ اور اس فقیر کو شرف قبولیت بخشا۔

اس کے بعد جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو دیکھا کہ خواب گاہ سے عطر و عنبر کی خوشبو آ رہی تھی اور سارا مکان عطریات اِنَّ رَبَّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دھر کم سے معطر تھا۔ یہ دیکھ کر فقیر کو بہت مسرت ہوئی اور دوگانہ شکر حق ادا کیا۔ نیز اس کتاب کا آغاز حضرت غوث الثقلین اور خواجہ غریب نواز کے اشارات باطن سے ہوا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال قصبہ براس پانی پت کرنال میں ۱۱۵۹ ہجری ۱۷۴۶ء میں ہوا۔ اور وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہلِ عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ شاہ محمد چشتی صابری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: ہادی سالکان سراط مستقیم، مقتدائے عارفان، راہنمائے کاملاں حضرت شیخ محمد چشتی صابری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ حضرت شیخ محمد ابراہیم رامپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اکبر تھے وہ مرید و خلیفہ حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے۔

آپ فقر میں شان عالی اور بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ اپنے زمانے کے تمام علماء اور مشائخ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ اور اپنے زمانے میں قطب دہلی تھے۔ تمام امرائے دہلی معتقد تھے۔ آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے ہیں بے شمار کرامات آپ سے صادر ہوئیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۴ محرم الحرام ۱۱۶۵ھ بمطابق ۱۷۵۱ء کو دہلی میں ہوا۔ مزار پُر انوار دہلی میں لب دریا جو کہ شیخ محمد کی باولی مشہور ہے۔ میں مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں ہمہ وقت عشق و مستی کی ایک برسات برستی ہے اور نہایت ہی پُر فیض جگہ ہے۔

حضرت شیخ نواب بھکاری خان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: محوِ توحید و معرفت، خورشید ولایت، فرد حقیقت حضرت خواجہ شیخ نواب بھکاری خان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ یکتائے زمانہ ہیں کے اعلیٰ عہدے پر فائز اور بہت ہی امیر و کبیر رئیس اور حضرت قطب زماں غوث الوقت حضرت سید کاظمی المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور خلیفہ مجاز اور اپنے شیخ کے سچے عاشق صادق تھے۔

آپ کے والد گرامی حضرت نواب مظفر خان روشن الدولہ نے آپ کی ولادت پر آپکا نام نامی اسم گرامی اپنے پیر و مرشد حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے نام پر آپکا نام نواب بھکاری خان رکھا تھا۔ آپ نواب میر معین الملک المعروف میر منو ناظم لاہور کے زمانہ میں امیر الامرا میں سے تھے اور بادشاہ محمد شاہ کی جانب سے نائب صوبیدار لاہور تھے۔

آپ انتہائی خوبرو، قدرآور باوجاہت اور متقی و عالم، عبادت گزار پابند تہجد اور سخاوت و اخلاق میں بے مثال تھے۔ آپ قطب عالم حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

آپ چونکہ نہایت ہی حسین و جمیل تھے اس لئے نواب معین الملک المعروف میر منو کے انتقال کے بعد اسکی بیوی مراد بیگم نے آپ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا جسکی بناء پر وہ نامراد آپکی دشمن ہوگئی۔ بالآخر محل میں دھوکے سے بلوا کر آپ کو شہید کرا دیا۔ اور آپ کی نعش مبارک کا نام و نشان تک مٹا دیا۔

اسطرح یہ نیکوکار اور صالح جوان اس ستم گر عورت کے ہاتھوں شہادت کے درجہ کو پہنچا۔ آپ **1752ء** ۱۱۶۵ھ کو شہادت کے منصب پر فائز ہوئے مرقد منورہ لاہور ہی میں واقع ہے۔ مگر مقام کا تعین نہیں ہو سکا۔

حضرت شاہ بہلول برکی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان الفقراء، جامع الحسنات وکمالات، منبع فیوض و برکات، عالم علم ظاہری و باطنی حضرت شاہ بہلول برکی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلۂ اہل تحقیق ہیں آپ نے علم ظاہری سید عبدالرشید جالندھری چشتی صابری اور سید شبیر شاہ اور سید عتیق اللہ شاہ جالندھیر چشتی صابری علیہم الرحمۃ جیسی بلند پایہ اور یگانہ روز شخصیات سے حاصل کیا۔

آپ علوم ظاہریہ و باطنیہ میں جامع کمالات اور ہمہ صفت موصوف تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں نوے جلدیں تصنیف کی ہیں۔ جن میں فوائد آثار شرح دیوان خواجہ حافظ بہت مشہور ہیں۔ آپ کا اپنا بھی ایک دیوان ہے جو بہت ہی اعلیٰ اشعار پر مشتمل ہے۔ آپ کی شاگردوں میں بہت سے بلند پایہ لوگ شمار ہوتے ہیں۔ جن میں سے چندلا ور اور عظمت خان برکی جو کہ خود بھی صاحب دیوان ہوئے ہیں ان کے علاوہ سید علیم اللہ جالندھری چشتی صابری جیسی روزگار زمانہ شخصیات شاگردوں میں شامل ہیں۔

آپ حضرت قطب دوراں سید محمد سعید المعروف حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

آپ حضرت شاہ میراں بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد لاہور تشریف لے آئے تھے اور وہاں حضرت شیخ شاہ بولاق قدوری لاہوری قادری علیہ الرحمۃ کی صحبت فیض سے بھی مستفید ہوتے رہے۔ آپ قلندرانہ وضع قطع کے مالک اور قلندرانہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۷۰ھ بمطابق ۱۷۶۵ء کو ہوا اور مزار فیض آثار عیدگاہ جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ لکھی ہے۔

چو از حکم قضا رخت سفر بست — زدین شاہ عالی شاہ بہلول

منور تاج عشق آمد و مالش — وگر مخدوم نامی شاہ بہلول

۱۱۷۰ھ

حضرت حافظ محمد ضامن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فنافی اللہ، بقاباللہ، عارف کامل، ہمہ صفت قلندرانہ حضرت حافظ محمد ضامن شہید رحمتہ اللہ علیہ تھانہ بھون مظفر نگر انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ بیک وقت عالم اور شیخ کامل تھے۔ اپنے زمانے کے ممتاز لوگوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ ولایت میں اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ سیف زبان اس قدر کے جو فرماتے اُسی وقت پورا ہو کے رہتا۔ آپ متصرف بہ تصرفات تھے۔ ایک وقت میں کئی جگہ دیکھے جاتے تھے۔ جبکہ آپ اُس لمحے تھانہ بھون کی مسجد پیر محمد والی میں تشریف فرما ہوتے تھے۔

ابتداء میں جب طلب حق پیدا ہوئی تو آپ حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمتہ اللہ علیہ چشتی صابری کے دردولت پر لوہاری میں حاضر ہوئے اور بیعت کے لئے درخواست کی۔ تو میاں جیو صاحب نے انکار کر دیا۔ مگر آپ بار بار میاں جیو کی خدمت میں آتے جاتے رہے۔ مگر دوبارہ بیعت کے لئے اصرار نہیں کیا۔

جب تقریباً دو تین مہینے گزر گئے تو ایک دن میاں جی نور محمد چشتی صابری جھنجھانوی نے آپ سے پوچھا کہ کیا اب بھی وہی خیال ہے تو آپ نے عرض کیا حضرت میں تو اِسی غرض سے آتا جاتا ہوں مگر خلاف ادب ہونے کی وجہ سے اصرار بھی نہیں کرتا۔ یہ جواب سن کر حضرت شاہ نور محمد جھنجھانوی علیہ الرحمۃ نے خوش ہو کر آپ سے فرمایا کہ اچھا وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ آؤ۔

اس کے بعد حضرت نے آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور بعد میں آپ کو تکمیل منازل سلوک کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

کشف و کرامات ☆: مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ارواح ثلاثہ میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک صاحب کشف آپ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے اور بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں۔

جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ کسی مردے پر فاتحہ پڑھو۔ یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو۔ تو وہ پوچھنے لگے یہ کیا بات ہے۔ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت حافظ محمد ضامن شہید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

کرامت نمبر ۲ ☆: جس وقت کابل کا معرکہ ہوا آپ اُس وقت لاہور میں تشریف فرما تھے۔ مگر کابل میں ہونے والی معرکہ آرائی باطنی طور پر آپ دیکھتے تھے لاہور کے مختلف علاقوں اور آبادیوں کے لوگ مغرب کے وقت آپ کو گرد آلود دیکھتے تھے۔

اس دوران کچھ لوگ پشاور سے آپ کی خدمت میں آئے تو لاہور والوں نے ان سے پوچھا کہ کیا اس تاریخ کو مغرب کے وقت

کہاں تھے وہ کہنے لگے ہمارے پاس پشاور میں مگر لاہور والوں نے کہا کہ نہیں اس تاریخ کو مغرب کے وقت ہم نے آپ کو دیکھا ہے۔

مرشد کامل سے محبت وعقیدت ☆: مولوی تھانوی صاحب اپنی کتاب ارواح ثلاثہ میں رقم طراز ہیں کہ آپ اپنے مرشد حضرت شیخ میاں جی شاہ نور محمد جھنجھانوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ ان کا جوتا بغل میں لے کر اور توبرہ گلے میں ڈال کر جھنجھانہ تشریف لے جاتے تھے۔ جبکہ آپ کے بیٹے کی سسرال والوں کا گھر بھی جھنجھانہ میں ہی تھا۔

لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کا اس حالت میں جھنجھانہ جانا ٹھیک نہیں ہے۔ وہ لوگ حقیر سمجھ کر کہیں رشتہ نہ توڑ ڈالیں۔ آپ نے فرمایا کہ رشتہ کی ایسی تیسی میں جھنجھانہ جانے میں اپنی سعادت ہرگز نہ چھوڑوں گا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۷۲ھ بمطابق ۹۔۱۷۵۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت شیخ شاہ عضدالدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے ارباب طریقت، رہنمائے طالبان حق، عارف باللہ حضرت شیخ شاہ عضدالدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت امروہہ کے ایک مذہبی وروحانی گھرانے میں ہوئی۔

آپ اپنے وقت کے جید عالم اور شیخ کامل تھے عبادت وریاضت میں ثانی نہ رکھتے تھے۔ ہمہ وقت یاد خدا میں مشغول ومصروف ہمہ تن گوش رہتے تھے۔ ترک وتجرید میں یگانہ روزگار تھے۔ اخلاق محمدی کا مکمل نمونہ اور مجسمہ حسنات اور منبع فیوض وبرکات تھے۔

علم شریعت وطریقت میں جامع اور مکمل مہارت تامہ رکھتے تھے۔ زہد وورع تقویٰ میں بے مثال عفو ودرگزر آپ کا شعار تھا۔ آپ تعبیر رویاء میں مہارت کامل رکھتے تھے۔

آپ کی پیشن گوئی ☆: حاجی رفیع الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۱۶۹ھ کو بمقام امروہہ میں ایک مرتبہ بنفس نفیس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اچانک آپ کی زبان مبارک سے نکلا کہ ہمارے اوپر جو حکمران ہیں پھاگن کے مہینے میں ان پر سخت آفت آئے گی۔ میں نے عرض کیا کون سا پھاگن آپ نے فرمایا یہ نہیں کہہ سکتا۔ اس سال یا چند سال بعد۔ اس کے تین سال بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کے فرمان کے مطابق ۱۱۸۵ھ میں قوم مرہٹہ نے شاہ عالم بادشاہ کو ہمراہ لے کر افغانوں پر حملہ کیا ضابطہ خان بھاگ گیا اور ملک ان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اہل چل میں تمہیں کچھ اذیت نہ ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہمارے خاندان کے کسی فرد کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت شیخ سید محمد المعروف شاہ فیاض چشتی صابری ثمہ اکبرآبادی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ کا ایک مقولہ ☆: آپ کا مقولہ ہے کہ "گمان نہ کرو کہ جو معلوم نہیں وہ موجود بھی نہیں ہے" کیونکہ علم کسی شے کا موجب عدم وجود اس کا نہیں ہے اور وہم نہ کرو کہ جو معلوم نہیں وہ موجود نہ ہو۔ وہ معبود نہیں ہے۔ کیونکہ عبادت کے لئے علم کا ضروری نہیں ہے۔ عبادت درحقیقت نقش غیر کا لوح دل سے مٹانا ہے۔ اور متخلق باخلاق اللہ ہونا ضروری ہے۔ جب تک شست وشعر میں ہے تمام اطاعت اس کی رویت اس کی سی ہے۔ جس وقت حجاب غیر درمیان سے اٹھ جائے دید دوست باقی رہ جاتی ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۷ رجب المرجب شریف ۱۱۷۲ھ بمطابق ۱۷۵۹ء کو امروہہ میں ہوا۔ مزار پرانوار امروہہ انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

سال تاریخ اوچو پر سیدم ۔۔۔ گفت ہاتف کہ شد بامر خدا

حضرت سیّد محمد سالم ترمذی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فردِ زمانہ، قطب یگانہ، محبوب العارفین، معشوق العاشقین، بدرالزاہدین، دلیل الکاملین، حضرت سیّد محمد سالم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کا شجرہ نسب ☆: سلسلہ نسب اس طرح ہے کہ حضرت سیّد محمد سالم خلف الرشید سیّد محمد رضا بن سیّد ابو محمد بن سیّد فتح اللہ بن سیّد عبدالفتاح بن سیّد جلیل بن سیّد عابد بن سیّد حاجی محمد حسین بن ابوسعید بن سیّد محمد عارف بن سیّد امر برہو بن سعید محمود بن سیّد محمد بن سیّد احمد بن سیّد معین بن سعید بن سیّد صلاح الدین بن سیّد جعفر صادق بن سیّد جمال الدین بن سیّد عیسیٰ بن سیّد موسیٰ بن سیّد حامد بن سیّد محمد بن سیّد حسن بن سیّد شہاب الدین بن سیّد موسیٰ بن سیّد جعفر بن امام عبداللہ بن سیّد امام محمد بن سیّد امام باقر بن سیّد امام زین العابدین بن سیّدنا امام المشارق والمغارب علی ابن ابی طالب وعلیہم الرحمۃ اجمعین کرم اللہ وجہہ الکریم۔

ولادت باسعادت ☆: آپ کی ولادت باسعادت قصبہ روپڑ شریف ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوئی وہیں پر ابتدائی تعلیم وتربیت مکمل کی اپنے والدین سے اجازت لے کر موضع کہرام شریف میں حضرت سیّد میراں شاہ بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا اور باقاعدہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

ترکِ سکونت ☆: حضرت قطب سیّد میراں شاہ بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کے بعد آپ نے کثرت سے عبادت وریاضت کی اور یادِ حق میں ایسے مستغرق ہوئے کہ اپنا گھر بار چھوڑ دیا۔ عزیز واقارب کو بھلا دیا اور یادِ خدا میں ایسے فنا ہوئے کہ بارہ سال تک آپ پوشیدہ رہے۔ کسی کو خبر نہ تھی کہ آپ کہاں پر ہیں۔

آپ کے گھر سے چلے جانے کا والدین کو اس قدر صدمہ ہوا۔ کہ وہ آپ کی یاد میں روتے رہے۔ اور روتے روتے اُن کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ جب آپ کے پیرومرشد حضرت قطب سیّد میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ کو اس بات کا باطنی طور پر علم ہوا۔ کہ آپ کے والدین کی آنکھوں کی بینائی آپ کے غم میں چلی گئی ہے۔

تو آپ کے پیرومرشد نے باطنی طور پر آپ کو تلاش کیا۔ جب آپ اپنے مرشد میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں پہنچے تو مرشد کامل نے آپ کو آپ کے گھر روپڑ شریف جانے کا حکم دیا۔ مرشد کے حکم کی تعمیل میں جب گھر پہنچے تو آپ کے والدین نے آپ کی شادی کردی۔

عبادت وریاضت ☆: آپ انتہائی متقی، پرہیزگار تھے، تمام رات عبادت اور ذکر خدا میں گزار دیتے تھے۔ سلوک کی تمام منزلوں کو اِس طریقہ سے طے کیا۔ کہ آپ کے زمانہ کے صوفیاء واولیاء بھی رشک کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ سیّد سالم ترمذی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ہم تمام میں بہتر شخصیت کے مالک ہیں۔

آپ انتہائی اعلیٰ اخلاق کریمانہ کے مالک تھے۔ اور مہمان نواز اس قدر تھے کہ پورے علاقہ میں آپ کی شہرت ہوگئی تھی۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور عبادت وریاضت میں مجاہدے کے ساتھ ساتھ آپ مخلوق خدا کی بھی خدمت کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی پورے کرنا چاہیں۔ اس لئے کہ خدا خوش ہوتا ہے۔

ایک سوال ☆: ایک مرتبہ آپ کے برادر زادہ وخلیفہ حضرت سیّد محمد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ حضرت یہ بات کہاں تک صحیح ہے کہ شیخ یعنی پیر کامل جس صورت میں چاہیے اپنے آپ کو ظاہر کردے۔

یہ بات سن کر آپ نے فرمایا کہ یہ قول درست ہے۔ آپ نے اپنا داہنا ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا تو تو بوڑھے نظر آنے لگے۔ اور بایاں ہاتھ پھیرا تو مثل بچے کے نظر آنے لگے۔

آپ کے خلفاء ☆: آپ کے دو خلفاء تھے ایک حاجی محمد حیات آہنگر دوسرے آپ کے برادر زادہ حضرت سیّد محمد اعظم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جو بعد کو آپ کے جانشین ہوئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۲ رمضان المبارک ۱۱۷۵ھ بمطابق 1761ء کو ہوا مزار پُر انوار روپڑ شریف ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شاہ محمد جمال چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العارفین، سلطان الواصلین، برھان الکاملین، حضرت محبوب الٰہی شاہ محمد جمال چشتی صابری سلپھانی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کو بچپن ہی سے فقراء کی خدمت کا شوق تھا۔

ایک مرتبہ حضرت میراں سید شاہ بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ تھانیسر سے کسی کام کی غرض سے کہیں جا رہے تھے کہ سلپھانی میں نماز کا وقت ہو گیا۔ شاہ صاحب نماز کے واسطے ٹھہر گئے۔ حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ ابھی بچے ہی تھے۔ فوراً دو لوٹے وضو کے واسطے لے آئے اور عرض کیا میں آپ کو وضو کراؤں گا۔

حضرت میراں شاہ بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ وضو کرتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے کہ اس نوجوان کی صورت پر محبوبیت برستی ہے۔ آخر جب حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ کو در طلب خدا کا شوق پیدا ہوا۔ پیر کامل کی تلاش میں نکلے۔ بموجب بعض اولیائے کاملین کے آپ حضرت شیخ محمد اعظم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے آپ نے تین روز کا روزہ طے رکھوایا چوتھے روز شب کے وقت غسل کرا کے اپنے سامنے بٹھایا اور نسبت صابری منتقل فرمائی۔

آپ عرض کرنے لگے میں مر جاؤں گا میں اس قدر اسرار کا متحمل نہیں ہو سکتا آخر چند روز بتدریج مجاہدہ اور اشغال میں مصروف رکھ کر کامل بنا دیا۔ آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو شغل محمدیہ اور شغل سہ پایہ اور سلطانہ نصیر اور سلطانہ محمودایہ تمام اشغال کرائے اور اعلیٰ درجے کی تکمیل پر بٹھا دیا۔ آپ کی شہرت بہت ہوئی بہت سی مخلوق خدا نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

کشف و کرامت ☆: ایک مرتبہ بمقام کرنال حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ کے عرس شریف میں سماع کے وقت اس قدر وجد طاری ہوا کہ بے خبر ہو گئے اور کپڑے قوالوں کو دے دیئے اس وقت غلاف روضہ قلندر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا خود بخود آپ کے اوپر آ پہنچا آپ نے سماع موقوف کرا دی اور فرمایا کہ اب مجھ کو کفن مل گیا ہے۔

اگلا عرس نصیب نہ ہو گا۔ اگلے روز وہاں سے واپس آتے ہوئے حضرت شاہ چاند صاحب رحمتہ اللہ علیہ جو ایک بزرگ اولیاء سلسلہ سہروردیہ کے تھے۔ آپ کو مبارک باد دی اور فرمایا کل تم کو چادر محبوبیت کی مل گئی ہے تمہارا بہت بڑا روضہ بنے گا اور قیامت تک تمہارا فیض جاری رہے گا۔

کرامت ☆: ایک کرامت آپ کے وصال کے بعد کی بھی مشہور ہے۔ کہ جب خان محمد خان نے آپ کا روضہ بنوایا تو

نواب صاحب کنج پورہ کے خزانے میں سے خان صاحب نے کچھ روپے اس خیال سے خرچ لئے تھے کہ تنخواہ ملنے پر ادا کر دیئے جائیں گے۔ فی الحال یہ کام اس وقت اس روپے سے پورا کر لیا جائے۔

چنانچہ خان صاحب کے مخالفوں کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے نواب صاحب کنج پورہ کو اس بات کی خبر کر دی۔ نواب صاحب نے خان صاحب کو بلا کر تہہ خانہ میں بند کرا دیا اور کہا کہ تازندگی اس تہہ خانے سے باہر نہ نکالوں گا ہاں اگر شاہ محمد جمال میں کچھ کرامت ہے۔ جس کے روضہ پر روپیہ لگایا ہے وہ اس تہہ خانے سے نکال کر لے جاویں۔

چنانچہ اسی رات آپ کی روح مقدس تہہ خانہ میں خان محمد خان کے پاس پہنچی اور فرمایا۔ چل خان صاحب نے عرض کیا حضور تہہ خانہ میں بند ہوں کوئی صورت باہر نکلنے کی نہیں ہے۔

حضرت نے ہاتھ پکڑ کر باہر نکال دیا۔ خان صاحب نے پھر عرض کیا حضور سب سپاہی جو میرے پہرے پر ہیں برطرف ہو جائیں گے کیونکہ وہ پہرے دے رہے ہیں ان پر سستی کا الزام آ جائے گا۔ حضرت شاہ محمد جمال نے فرمایا کہ نواب صاحب کے پاس جاؤ اور جا کر اطلاع کر دو پھر الزام نہ آوے گا۔

چنانچہ خان محمد نے نواب صاحب کنج پور کے قریب پہنچ کر آواز دی کہ میرے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ مجھے لے جاتے ہیں اتنا کہہ کر طرفتہ العین میں رنبہ پہنچے تو نواب نے آ کر دیکھا تو اندر کوئی نہ تھا۔

نواب صاحب نے اُسی وقت میر منشی کو بلوا کر معافی کا پروانہ لکھوایا اور اُس کو رنبہ بھیجا اور خان صاحب کی تنخواہ بجائے پانچ سو کے ایک ہزار روپیہ ماہوار کر دی اور خان محمد خان کو تمام خزانوں کا انچارج بنا دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۲۹ شعبان ۱۱۷۵ھ میں ہوا۔ مزار شریف موضع رنبہ ضلع کرنال انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت پیر سید باقی شاہ بخاری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: متصرف بہ تصرفات، غریق دریائے وحدت، مست الست بادہ خمار حضرت پیر سید باقی شاہ بخاری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یگانہ روزگار شخصیت اور عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ اور فقر وفاقہ، ترک وتجرید میں اپنی مثال آپ تھے۔

آپ نے تمام عمر ایک جھونپڑی میں گزاری۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ رات کو عموماً اپنی جھونپڑی سے غائب ہو جاتے تھے۔ اس کے لئے یہ بھی مشہور ہے کہ راتوں کو آپ اپنے علاقہ کی تمام مسجدوں میں تشریف لے جاتے۔ اور جس مسجد کا چراغ بجھ جاتا آپ اُس کو روشن کر دیتے تھے۔ آپ کا یہ معمول بھی رہا ہے کہ جن مسجدوں میں خادم وغیرہ نہ ہو یا جو مسجد غیر آباد ہو۔ ان مساجد میں خصوصی طور پر تشریف لے جاتے اور اُن مساجد کی صفائی و پاکیزگی کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ آپ بیک وقت سالک اور مجذوب کی صفت کے مالک تھے۔ بہت ہی کم گو بلکہ اپنے پاس آنے والوں کی بات کا جواب اشارے کنائے میں دیتے تھے۔ جو لوگ آپ کو دعا کے لئے کہتے تو آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ آسمان کی طرف اُنگلی اٹھاتے، گویا آپ لوگوں کو خدا کی طرف رجوع کرنے کی تلقین فرماتے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۷۸ھ بمطابق ۱۷۶۴ء کو اپنی جھونپڑی میں ہی ہوا اور اسی جگہ محلہ بھمرانہ جھنگ صدر ضلع جھنگ صوبہ پنجاب پاکستان میں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دیتے ہیں اور منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

حضرت شاہ لطف اللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، فیوض یزدانی، قبلہ طالبان علم طریقت وشریعت، حضرت شاہ لطف اللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کبار میں سے ہیں۔ آپ قطب دوران حضرت سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ ہی پرورش پاتے رہے انہی سے ظاہری وباطنی علوم کی تکمیل کی اور بعدازاں حضرت میراں جی شاہ بھیکھ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر خرقہ خلافت پا کر صاحب ارشاد اور سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ نے اپنے مرشد حضرت شاہ بھیکھ کی سوانح حیات وکرامات پر ایک کتاب ''ثمرۃ الفوائد'' بھی لکھی ہے جو کہ مقبول زمانہ ہے۔

نوٹ ☆: کتاب ثمرۃ الفوائد کا ایک نسخہ فقیر راقم الحروف کی لائبریری میں موجود ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بروز ہفتہ بیس ذیعقد ۱۱۸۶ھ کو ہوا۔ مزار فیض آثار جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ اس طرح لکھی ہے۔

شد چوں لطف اللہ باالطاف آلہ
بعد فوت خود بقرب حق قبول
کن رقم اہل نظر تاریخ او
باردیگر کن بیان فیض رسول

۱۱۸۶ھ

حضرت شیخ شاہ محمد حیات چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قیوم زمانی، عارف لامکانی، عالم ربانی، مرشد لاثانی، قندیل نورانی، شہباز طریقت و معرفت حضرت شیخ شاہ محمد حیات چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ واقف اسرار رموز و حقیقت ہیں۔

آپ عبادت وریاضت میں انتہا کے درجے پر تھے مجاہدہ و سلوک میں بے مثال کہ آپ کے زمانے میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی تھی۔ آپ صاحب ترک و تجرید اور صاحب ذوق و شوق اور صاحب کمال و صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ شریعت و طریقت پر سختی سے عمل پیرا رہے۔ حقیقت و معرفت کے رموز اپنے مریدین کو پہنچانے میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ کے پاس تھوڑے سے عرصہ بیٹھنے والا کمال کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ لنگر آپ کا بہت وسیع اور دسترخوان دراز تھا۔ حسن اخلاق میں یکتا ایسے کہ آنے والا غلام بے دام ہو کے رہ جاتا تھا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ کو گھوڑا دوڑانے کا بہت شوق تھا۔ اچانک آپ کی زندگی میں انقلاب اس طرح آیا کہ آپ ایک دن گھوڑے پر سوار ہو کر کسی بارات کے ساتھ جارہے تھے کہ یکا یک غیب سے آواز آئی کہ "بہت گھوڑے دوڑالیئے اب باز آجاؤ" آپ نے تعجب سے اِدھر اُدھر دیکھا اور کہنے لگے یہ کس کی آواز ہے۔ تھوڑی دیر میں پھر وہی آواز کانوں میں پڑی۔ آپ نے جواب میں کہا کہ گھوڑا نہ دوڑاؤں تو پھر کیا کروں۔ پھر آواز آئی کہ رنبہ کے مقام پر اللہ کا ایک محبوب شاہ جمال رہتا ہے۔

اس کے پاس چلے جاؤ اور نام خدا سیکھو۔ اس آواز کا آپ کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ تمام سامان گھوڑا اُسی جگہ چھوڑا اور رنبہ کے مقام پر پہنچ کر حضرت شاہ محمد جمال چشتی صابری کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور ایک عرصہ تک شیخ کی خدمت میں رہ کر عبادت وریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہے اور اس میں سخت محنت کی کے تمام مقامات کھل گئے

اور شغل سہہ پایہ کی ورزش انتہا کے درجے پر پہنچادی اور درجہ تکمیل کا حاصل کیا۔ اور اپنے شیخ سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے۔

آپ کے خلفائے نامدار اور سلسلہ طریقت ☆: آپ نے اپنے تین پیر بھائیوں کو خرقہ خلافت عطا کیا ان میں خلیفہ اول حضرت میراں غلام شاہ، دوم حضرت خان محمد، سوم حضرت میراں مظفر صاحب کو خرقہ خلافت سے نوازا اور صاحب ارشاد کیا۔ حضرت میراں مظفر علی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ شیخ جمال علی صابری ہوئے اور حضرت شیخ جمال علی چشتی صابری گنگوہی کے خلیفہ

حضرت خواجہ مولانا سید مظہر علی شاہ جلال آبادی ہوئے اور ان کے خلیفہ حضرت حاجی محمد شریف خان صاحب صابری کلیامی ہوئے اور ان کے خلیفہ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی صابری ہوئے جبکہ حضرت خواجہ فضل الدین کے پندرہ خلفا ہوئے۔ ان میں حضرت خواجہ محمد حسین۔ حضرت خواجہ مولوی عبدالستار۔ حضرت پیر کالا پاکپتنی کا سلسلہ بہت عروج کو پہنچا۔

حضرت خواجہ محمد حسین عرف میاں صاحب ماڑی والے چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ و صاحبزادے حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ خلیفہ اعظم و سجادہ نشین ہوئے۔ حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری ماڑی بگیال شریف علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین و خلیفہ اعظم جامع الحسنات و برکات، مجسمہ کمالات، بحرالعلوم پیر طریقت حضرت صاحبزادہ الحاج منیر احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ جو کہ فقیر راقم الحروف کے پیر و مرشد اور ہادی و رہنما ہیں۔ اور فقیر کو آپ کی غلامی کا اعزاز حاصل ہے۔

حضور قبلہ حاجی منیر احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادہ مشتاق احمد صابری کو آپ نے اپنی زندگی میں ہی سجادہ مقرر کر دیا تھا اور وہ اپنے والد گرامی کے دست حق پرست پر بیعت سے بھی مشرف ہیں۔

بہترین انداز میں اپنے بزرگوں کے طریقہ پر قائم رہتے ہوئے سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور اپنے پیر بھائیوں سے مسلسل رابطے میں ہیں۔

وصال با کمال ☆: حضرت شیخ محمد حیات چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال با کمال سترہ جمادی الاول ۱۱۹۲ھ بمطابق ۱۷۷۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار سلیھانی شریف انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مست الست نغمات بے ساز، خلوت کنت کنزٌ ہر خاص و عام بے دلیل، قطب مادرزاد، شیخ المشائخ حضرت شاہ عنایت اللہ المعروف شاہ عنایت جیتو چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ محرم راز مشائخ زمانہ سے ہیں۔

آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک شیخ فخر الدین بن میاں غریب اللہ مجذوب ہے۔ آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک شیخ فخر الدین بن میاں غریب اللہ مجذوب ہے۔ آپ کے والد قندھار سے ہجرت کر کے بہلول پور تشریف لائے اور حضرت شاہ ابوالمعالی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

آپ کی پیدائش ۲۷ رجب ۱۱۰۹ھ بمطابق گیارہ جولائی ۱۶۹۶ء بروز سوموار بوقت فجر بہلول پور میں ہوئی۔ آپ کی ذات والا صفات کی شبانہ روز کی جدوجہد سے حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سلسلہ عالیہ کو خوب رونق ملی اور دور دور تک سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کا شہرہ بلند ہوا۔ بڑے بڑے مشائخ زمانہ آپ کے دامان کرم سے وابستہ ہیں برصغیر پاک و ہند میں حضرت قطب العالم گنگوہی کے بعد حضرت میراں جی شاہ بھیکھ صابری علیہ الرحمۃ اس سلسلہ عالیہ کے سرخیل ثابت ہوئے۔

حضرت میراں جی سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے لاتعداد خلفاء ہوئے ہیں جن میں سے بیالیس خلفائے کرام کے نام معلوم ہو سکے مگر ان میں سے ایک حضرت سید محمد سالم ترمذی چشتی صابری جن کا مزار روپڑ شریف ضلع انبالہ میں ہے سے حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری کا سلسلہ شروع ہوا اور چہار دانگ عالم میں اس کی شہرت ہوئی اور صابریوں میں یہ سلسلہ حافظ جی کے نام سے منسوب اور مشہور ہے۔

جبکہ دوسرے خلیفہ حضرت شاہ عنایت اللہ المعروف شاہ عنایت جیتو چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا ہے جن کے نام سے اس مقدس سلسلہ کو پوری دنیا میں شہرت حاصل ہوئی اور یہ سلسلہ صابریوں میں شاہ عنایت جیتو کا سلسلہ کہلاتا ہے یعنی میراں جی کی دو مرکزی لائنیں نکلیں۔ ایک حافظ جی کے سلسلہ کی مانکپور شریف ضلع انبالہ سے اور دوسری شاہ عنایت جیتو کی شاخ بہلول پور لدھیانہ انڈیا سے آپ حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قوم سے گجر ہیں۔ ظاہری تعلیم آپ کی بالکل نہ تھی۔ مگر باطنی آپ کو ازبر تھے۔ تمام معاملات و مسائل کا حل باطنی علوم سے فرماتے تھے۔

قسمت کی یاوری ☆: آپ ابتداً بھینس چرایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ جنگل میں بھینس چرا رہے تھے کہ حضرت غوث زماں سید محمد سعید المعروف میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا گزر ہوا تو آپ کو دیکھ کر میراں جی کھڑے ہو گئے۔ آپ آگے

بڑھے اور میراں جی شاہ بھیکھ کے بیٹھنے کو اپنا کمبل زمین پر بچھا دیا اور عرض کیا حضور اس کمبل پر تشریف رکھیں۔

حضرت سید میراں شاہ بھیکھ نے پوچھا اے لڑکے تو نے کمبل کیوں بچھایا ہے؟ آپ نے عرض کیا حضور آپ مجھے پیارے لگ رہے ہیں۔ اور میرا جی چاہتا ہے کہ آج آپ میرے گھر پر قیام فرمائیں۔ حضرت میراں جی نے فرمایا نہیں ابھی تو میں کہیں اور جا تا ہوں پھر واپسی پر تمہارے پاس قیام کروں گا۔ چنانچہ چند روز کے بعد حضرت میراں جی واپس تشریف لائے تو آپ کے گھر پر رات کا قیام بھی فرمایا۔

آپ کے والدین نے جی بھر کر مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔ رات کو جب سب احباب چلے گئے تو حضرت میراں جی نے فرمایا شاہ عنایت تم یہیں سوجاؤ۔ آپ نے عرض کیا حضور میرا جو مطلب ہے وہ بپاس ادب عرض نہیں کرسکتا۔ حضرت میراں جی نے فرمایا بیشک کہو۔ تو آپ نے عرض کیا میرا دل حضور کے ساتھ سونے کو چاہتا ہے۔ حضرت میراں جی نے آپ کی اس بات کو قبول فرمایا اور اپنے ساتھ لیٹنے کا حکم دیا۔

جب آپ حضرت شاہ بھیکھ کے ساتھ لیٹے اور سینہ حضرت میراں جی کے سینہ فیض گنجینہ سے لگتے ہی آپ پر حقائق و معارف کے دروازے کھل گئے۔ صبح کو چلتے وقت حضرت میراں جی نے آپ کے ورثا کو فرمایا کہ اگر اس لڑکے کا جنون زیادہ بڑھ جائے تو تم اس کو لے کر قصبہ ٹھسکہ شریف ضلع کرنال آجانا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ پر جنون کی حالت بڑھتی گئی تو ورثا آپ کو لے کر ٹھسہ میں حضرت شاہ بھیکھ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ کو جب ورثا ٹھسکہ لے کر پہنچے تو حضرت شاہ میراں بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے دست حق پرست پر شرف بیعت بخشا جس سے آپ کے قلب کو اطمینان و سکون نصیب ہوا اور آپ اپنی اصلی حالت میں واپس آگئے۔ بعدازاں میراں جی کے بتائے ہوئے اذکار و اشغال اور درود ہزارہ کے ورد میں مشغول ہو گئے۔

آپ ٹھسکہ شریف سے واپس گھر تشریف لے آئے اور مرشد کے تلقین کئے ہوئے اذکار اور درود ہزارہ پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ جیسا کہ اس سے قبل تحریر کیا گیا ہے کہ آپ کے پاس ظاہر تعلیم تو بالکل نہ تھی جس کے سبب بجائے **مائة الف الف مرة** کے آپ کی زبان پر حــراً مــراً چڑھ گیا۔ اور اسی طرح پڑھتے رہے۔ آپ پر اس درود ہزارہ کی برکت اور مرشد کے فرمان کی تاثیر سے عرش سے لے کر فرش تک ہر چیز منکشف ہوگئی۔

پھر کیفیت یہ تھی کہ جو زبان ترجمان سے فرماتے وہ ہو کے رہتا تھا۔ جس کے سبب چاردانگ عالم میں آپ کی کرامات و کشف کا چرچا بلند ہو گیا۔

خلق خدا کا آپ کے پاس حاضر ہونا ☆: مرشد کامل سے خرقہ خلافت پانے کے بعد جب آپ بہلول پور میں مسند پر رونق افروز ہوئے اور مخلوق کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے لگے تو خانقاہ عالیہ کے قائم ہوتے ہی اطراف عالم سے مخلوق خدا آپ کے پاس آنے لگی۔ جس میں علماء مشائخ و صوفیاء امراؤ صلحا ہر خاص و عام آپ کی خدمت میں حاضری دے کر گوہر مقصود پانے لگے۔

کلیر شریف میں حاضری ☆: آپ اپنے شیخ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ کے طریقہ اور حکم کے مطابق ہر سال حضور مخدوم العلمین کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے کلیر شریف تشریف لے جاتے اور حضور مخدوم پاک کی بارگاہ میں حاضری دے کر فیوض و برکات سے مالا مال ہو کر آتے۔ آپ سے بھی ہزاروں افراد اس موقع پر فیض یاب ہوتے ہیں۔

بادشاہ محمد عالم شاہ کو نصیحت ☆: آپ نے محمد شاہ عالم کو درج ذیل نصیحتیں فرمائیں۔ (نمبر۱) خلق اللہ پر ظلم نہ کرنا۔ (نمبر۲) فسق و فجور سے باز رہنا۔ (نمبر۳) سلسلہ چشتیہ سے محبت رکھو۔ (نمبر۴) بادشاہ بے ادب ہوتے ہیں جس کی وجہ سے رعایا غافل اور عیش و عشرت میں مشغول ہو جاتی ہے اس کی وجہ سے ظلم اور گناہ کثرت سے ہوتے ہیں۔ (نمبر۵) اگر تم بھی ایسا ہی کرو گے تو بادشاہی نصاری کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ (۶) صوم صلوٰۃ کی پابندی کرو۔ (۷) عادل حقیقی اللہ رب العزت کو عدل و انصاف پسند ہے۔ خواہ کسی بھی ملت و مشرب سے ہو۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۵ رمضان المبارک ۱۱۹۵ھ بمطابق ۱۹۸۱ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار بہلول پور ضلع لدھیانہ مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ عبدالہادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہباز طریقت، مردمیدان حقیقت، پیغوائے اہل صفا، مرجع طالبان حق حضرت شاہ عبدالہادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عارف کامل اور صوفی بزرگ حضرت شیخ محمد حافظ کے گھر امروہہ انڈیا میں پیدا ہوئے۔

جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے والدین نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی جب آپ کی عمر عزیز چار برس کی تھی تو اتفاقاً حضرت شیخ سید محمدی المعروف شاہ فیاض آپ کے گھر میں آپ کے والد کے پاس تشریف لائے ہوئے تھے۔

کہ حضرت شیخ نے وضو کر کے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو قبلہ کی طرف منہ کیا۔ چونکہ شیخ محمد کو آنکھوں سے بوجہ ضعف کم نظر آتا تھا۔ اس لئے قبلہ رخ صحیح نہ کھڑے تھے۔ باوجود اس کے کہ آپ کی عمر عزیز صرف چار برس تھی آپ یکدم آگے بڑھے اور حضرت شیخ کا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رخ کر دیا۔

جس سے حضرت شیخ کا دل بہت خوش ہوا۔ اور آپ کے والد گرامی حضرت شیخ محمد حافظ علیہ الرحمۃ کو بشارت دی کہ یہ بچہ مقتدائے وقت کا ہوگا۔ اور ایک عالم اس سے فیض یاب ہوگا۔ حضرت شیخ سید محمدی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی ابتداء ہی سے آپ پر ایسی توجہ پڑی کہ بچپن ہی سے عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اور جنگلوں میں پھرنے لگے۔ تو ایک دن رسول خدا ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا آبادی میں رہ کر خلق اللہ کو نفع پہنچاؤ۔ آپ یہ حکم ملتے ہی آبادی میں آئے تو لوگوں کی کثرت یکدم آپ کی مرید ہو گئی۔

بیعت وخلافت ☆: جب آپ پر طلب حق کا غلبہ طاری تھا تو آپ کو مرشد کامل کی جستجو ہوئی۔ بعض دوست صلحا کے مشورے اور کہنے پر آپ حضرت شاہ سید محمدی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ نامدار حضرت شاہ عضدالدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد تکمیل مجاہدہ وریاضت وعبادت اور تکمیل منازل سلوک کی تکمیل پر اپنے شیخ کامل سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر درجہ کمال کو پہنچے۔ اور ہزاروں افراد کو آپ کی روحانیت سے فائدہ پہنچا۔ بہت سے طالبان حق آپ کی توجہ خاص سے اپنے مقصود کو پہنچے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چار رمضان المبارک بروز جمعتہ المبارک ۱۱۹۹ھ بمطابق ۱۷۸۵ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار امروہہ انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر فیوض وبرکات کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔

حضرت ملا اخوند امام الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆ : امام ربانی، مرشد لاثانی، فیوض برکات یزدانی، شیخ العصر حضرت ملا اخوند امام الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ حضرت ملا اخوند فقیر شاہ عبدالکریم چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ نے تعلیم ظاہری و باطنی از اول تا آخر اپنے شیخ کامل سے مکمل کی آپ شب و روز شیخ کی خدمت میں رہ کر عبادت و ریاضت، ذکر وفکر، مجاہدہ وسلوک میں مشغول رہتے تھے۔ بہت سی مخلوق کو آپ سے فائدہ پہنچا۔ سینکڑوں افراد آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔

لاتعداد افراد آپ کے فیض وکرم سے مستفید ہوئے۔ تمام زندگی درس وتدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا وصال باکمال رامپور شریف میں ہوا۔ مزار پُر انوار بھی رام پور شریف کے قریب ہی مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری میں ہوا۔

حضرت شیخ میاں جیون شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات وکمالات، منبع فیوض و برکات و معرفت، ہمہ صفت موصوف، حضرت میاں شیخ جیون چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صاحب فضل وکمال ہیں۔

آپ نکودر ضلع جالندھر کے رہنے والے اور قوم سے راجپوت خاندان سے متعلق تھے۔ آپ ابتدائی عمر میں ہی حضرت قطب دوراں غوث العالم سید محمد سعید المعروف میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہوئے اور انہی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ کسب سلوک میں آپ نے انتہا درجہ کی کوشش کی جس کا ثمرہ یہ ملا کہ حجاب درمیانی مطلق اٹھ چکا تھا۔ معرفت پوری پوری حاصل ہو چکی تھی۔ آپ کو درویشی سے متعلقہ امور پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ اس سلسلہ میں آپ بدرجہ احسن تکمیل کر کے کمال کے درجہ پر فائز تھے۔

آپ ہمہ وقت یاد خدا اور ذکر خدا میں مستغرق رہتے۔ صبح و شام گریہ وزاری آپ پر طاری رہتی تھی۔ پوری زندگی بڑے جوش و خروش سے بسر کی۔ آرام نام کی چیز آپ کی طبیعت میں نہ تھی۔

سماع کا حد درجہ شوق تھا۔ اور صاحب حال وجد تھے۔

ایک مرتبہ آپ اپنے پیر دستگیر حضرت قطب زمان غوث العالم سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے گھڑام شریف تشریف لے گئے تو پھر میراں جی کے خدام نے حجرے میں جا کر حضرت میراں جی کو اطلاع دی تو انہوں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں۔ عرض کیا گیا حضور شیخ جیون ہیں۔ میراں جی فرمایا ہاں وہ شیخ جیون نکودری۔ جس شیخ جیون کا تمام نور معرفت الٰہی سے بھرپور ہے۔ آپ اپنے مرشد میراں شاہ بھیکھ کی بارگاہ کے مقبول اور بارگاہ صمدیت میں برگزیدہ ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری کے آخر میں موضع ڈھیریاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر انڈیا میں ہوا۔ مزار پُر انوار بھی وہیں مرجع خاص و عام ہیں۔

حضرت شیخ محمد روشن لقب بے ریا چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: کلید مخزن ذوالجلال، متصرف ہمہ اسماء وافعال، ہادی سالکان صراط مستقیم حضرت شیخ محمد روشن لقب بے ریا چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلۂ اہل تحقیق ومعرفت ہیں۔

آپ کی ولادت قصبہ ستی کے تعلقہ نوہار وریاست پٹیالہ میں ہوئی اور یہی آپ کا آبائی وطن ہے۔آپ انتہائی صاف گو شخصیت کے مالک تھے اور کوئی بات ریا کی آپ سے سرزد نہیں ہوتی تھی۔

اس وجہ سے آپ کو "بے ریا" کے لقب سے پکارا اور لکھا جاتا ہے۔آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روح رواں ہیں آپ کی وجہ سے سلسلہ کو کافی دوام ملا دور دور تک آپ کے خلفائے نامدار نے سلسلہ کے کام کو عروج کمال تک پہنچایا۔

آپ حضرت شاہ عنایت اللہ بہلول پوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں اور وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شاہ میراں جی بھیکھ کے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری کے آخر میں چھ رمضان المبارک کو ہوا۔

مزار پُر انوار بہلول پور شریف ضلع لدھیانہ مشرقی پنجاب انڈیا میں مرشد کامل کے ہمراہ مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت شیخ محمد عثمان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان الاولیاء، برہان الاتقیان، شاہ زمین وزمن، مقبول بارگاہ رحمانی، پیر لاثانی، حضرت شیخ محمد عثمان چشتی صابری ثمہ کرنالوی رحمتہ اللہ علیہ برہان ملت اور گنج عزلت ہیں۔آپ مادرزاد ولی اور کشف وکرامات میں بے نظیر وعدیل تھے۔

آپ ترک وتجرید میں یگانہ روزگار تھے ساری عمر تقویٰ اور خلوت میں گزاری اذکار واشغال میں اس قدر مست ومستغرق ہوئے۔کہ دنیا اور اہل دنیا کو بھول گئے۔نہ اس سے کوئی اور واسطہ رہا۔عبادت وریاضت ومجاہدہ میں آپ کے ہم عصروں میں ہم پلہ نہ تھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اس سے پہلے کسی اور جگہ بیعت تھے۔مگر روحانی تربیت کی تشنگی باقی تھی جس کی تکمیل کے لئے آپ حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔حضرت شیخ سوندھا مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ داؤد کے اور وہ مرید وخلیفہ سجادہ تھے اپنے والدگرامی حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری کے اور وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی کے اور وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے۔آپ حضرت شیخ محمد عثمان چشتی صابری ثمہ کرنالوی رحمتہ اللہ علیہ کو عبادت وریاضت اور مجاہدہ کی تکمیل کے بعد ان کے پیشواء حضرت شیخ محمد سوندھا چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے خرقہ خلافت سے نواز کر سرفراز وممتاز فرما کر صاحب ارشاد فرمایا۔

ایک سوال کے سات جواب ☆: ایک مرتبہ ایک عالم نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کوئی مسئلہ دریافت کیا لیکن آپ نے اس کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا اور خاموش ہوگئے۔

رات کو جب آپ نماز تہجد کے بعد شغل باطن میں مشغول ہوئے تو آپ کے سینہ مبارک سے دوصورتیں برآمد ہوئیں اور ایک صورت نے دوسری صورت سے وہی مسئلہ دریافت کیا۔

دوسری صورت نے اس ایک سوال کے سات جواب دیئے۔اس کے بعد وہ دونوں صورتیں آپ کے وجود باجود میں گم ہو گئیں۔دوسرے دن وہ عالم جب دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے وہی جواب سنا دیئے۔یہ دیکھ کر وہ عالم آپ پر دل وجان سے شیدا وفریفتہ ہوگیا۔اور آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوکر کامیاب وبامراد ہوا۔

صاحب اقتباس الانوار کی زبانی ☆: سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی مشہور معروف کتاب "اقتباس الانوار" کے مصنف حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے پیر بھائی حضرت شیخ محمد عثمان چشتی صابری ثمہ کرنالوی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ رمضان المبارک میں نماز تراویح سے فارغ ہو کر اپنے حجرے میں شغل سیر وجود میں گم اور مشغول تھا کہ میری روح مثالی صورت اختیار کر کے میرے جسم سے باہر نکلی اور میرا جسم کپڑے کے مانند نیچے گر گیا۔ اور میری روح عروج کی طرف پرواز کر کے ہفت افلاک، عرش و کرسی سے نکل کر ایسے مقام پر جا پہنچی کہ حد فہم سے باہر ہے۔

صبح تک اسی حالت میں مغلوب رہا۔ جب افاقہ ہوا تو حضرت شیخ سوندھا علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس چیز کو خلع بدن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس حالت میں طالب علم کی عالم جبروت سے رسائی ہوتی ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری کو کرنال میں ہوا۔ اور کرنال نزد پانی پت انڈیا میں ہی آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ محمد علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: روندۂ قدم بہ قدم رسول عربی، بہ نظر عنایت حق منظور ومقبول، درشیوۂ فقر وفنا، یگانہ روزگار، درزہد وریاضت ہمتائے مشائخ کبار، واقف اسرار خفی وجلی از چشم اغیار حضرت شیخ محمد علی چشتی صابری ثمہ براسوی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تجرید وتوکل اور صاحب کشف وکرامات بزرگ ہیں۔

آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی حضرت شیخ اللہ بخش براسوی قادری علیہ الرحمۃ ہے جو کہ حضرت میاں میر قادری ثمہ لاہوری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ اور اپنے زمانے کے عظیم صوفی بزرگ اور ولی کامل ہو گزرے ہیں۔ حضرت شیخ محمد علی کی اولاد میں سے ایک صاحبزادے جن کا نام تصوف وفقر ولایت اور روحانی علمی دنیا میں جانا پہچانا نام حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری ثمہ براسوی کا نام ہے جو کہ تا قیامت زندہ وتابندہ رہے گا۔ عارف باللہ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری علیہ الرحمۃ حضرت شیخ اللہ بخش قادری کے پوتے اور حضرت شیخ محمد علی صابری کے وہ عظیم فرزند ہیں کہ ایک طرف خود ولایت کے مقام پر فائز رہ کر آپ نے جو چراغ روشن کیے ہیں وہ تا قیامت تک جگمگاتے رہیں گے اور دوسری طرف حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی کی معروف زمانہ کتاب ''اقتباس الانوار'' جو کہ چشتی صابری سلسلہ کی عظیم اور جامع تصنیف لطیف ہے اس کی اشاعت وتعلیمات قیامت تک حوالہ در حوالہ سلسلہ بسلسلہ نقل ہوتی رہیں گی جو کہ ان کی علمیت کا آئینہ دار ہے۔ اس سے آپ کی اپنی فضیلت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جن کے لخت جگر کا یہ مقام ہے اس کے عظیم والد گرامی حضرت شیخ محمد علی کا ولایت میں کتنا بڑا مقام ہوگا۔

حضرت شیخ محمد علی چشتی رحمتہ اللہ علیہ زہد وتقویٰ، تجرید وتوکل، فقر وفنا، عبادت وریاضت، عشق ومستی اور ظاہیر وباطنی علوم میں یکتائے زمانہ تھے۔ تمام عمر کسی شخص پر اپنا بھید کھلنے نہ دیا۔ ہمیشہ اپنے کو چھپائے رکھنا سب سے کم جاننا اپنے آپ کو دنیا اور اہل دنیا سے الگ تھلگ رکھنا آپ کا شیوہ خاص تھا۔ آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت آپ کے والد گرامی حضرت شیخ اللہ بخش قادری براسوی علیہ الرحمۃ نے ہی مکمل کی تھی۔ جب سن بلوغ کو پہنچے تو مقامی علماء سے تعلیم ظاہری مکمل کی۔ اس کے بعد والدہ ماجدہ نے آپ کی شادی کرنال کے ایک بزرگ حضرت شیخ محمد اسحاق انصاری جو کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے کی صاحبزادی جان بی بی سے کر دی۔

آپ کے صاحبزادے عارف باللہ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی لکھتے ہیں کہ مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت ہونے سے قبل آپ مختلف کتابوں میں سے اوراد ووظائف دیکھ کر اپنے والد حضرت شیخ اللہ بخش کا تصور کر کے ہمہ وقت مشغول بحق رہتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف

ہوئے تو حضرت شیخ نے آپ کو چند ایام میں ہی تمام اذکار و مشاغل مثل ذکر نفی و اثبات، ذکر اور ذوق و شوق سے ان اذکار و مشاغل پر عمل کیا اور یہ نہ جانا کہ دن کب نکلا اور رات کب طاری ہوئی تمام چیزوں سے قطع تعلق رہ کر آپ نے بعض چلے بھی مکمل کیے اور طے کے روزے بھی رکھے۔ بالآخر اپنے شیخ کی توجہ سے آپ مرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچ گئے۔ تو آپ کے شیخ کامل حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد فرمایا۔

سیرت و کردار☆: آپ انتہا درجہ کے متقی و پرہیز گار تھے۔ تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ اگر آپ کی کوئی بھینس کبھی کسی دوسرے کھیت میں جا کر چرآتی گھاس کھالیتی تو آپ ہمیشہ کے لئے اس کا دودھ پینا بند فرما دیتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ اکثر دن کے وقت روزہ رکھتے تھے۔ اور رات کو جاگتے تھے۔ حلال کھانا، سچ کہنا آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ شریعت و طریقت کی پابندی میں آپ قدرے ہمت سے کام لیتے کوئی کام بھی خلاف شرع یا خلاف طریقت سرزد نہ ہونے دیتے تھے۔ عشق و مستی سوز و گداز میں بے مثال تھے جو بھی آپ کے چہرہ انور کی زیارت کرتا گرویدہ ہو کے رہ جاتا اور بے ساختہ آپ کی ذات والا صفات کو ولایت کا حامل قرار دیتا تھا۔ آپ کو قرآن مجید کی تلاوت سے بہت شغف تھا اور دنیا اور اہل دنیا سے آپ مستغنی تھے۔ جود و سخا میں درجہ کمال حاصل تھا۔ قصبہ براس کے یتیموں غریبوں اور بیواؤں کو آپ کے گھر سے روزانہ کھانا ملتا تھا۔ آپ شغل باطن میں ہمہ وقت مستغرق رہتے تھے۔ حتیٰ کے مرض الموت میں بھی چھ ماہ تک کوئی وظیفہ ترک نہ ہوا۔ وفات سے قبل آپ نے اپنا کفن تین دن پہلے تیار کرالیا تھا۔ چونکہ آپ کو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ موت سے پہلے غشی کی وجہ سے پانچ نمازیں فوت ہو جائینگی۔ آپ نے اُن نمازوں کا فدیہ اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ اور وصال سے پہلے اپنے صاحبزادے شیخ محمد اکرم قدوسی سے فرمایا تھا کہ میں چھ ماہ بعد اسی مرض میں دار البقا کی طرف سفر کروں گا۔ آپ نے بھی اپنے والدگرامی کی طرح حیات و ممات میں اپنے جمال ولایت کو نظر اغیار سے مستور رکھا۔ آپ نے تمام عمر کسی کو نہ مرید بنایا اور آپ نے اپنی مرضی کے مطابق موت کو قبول کیا۔ جب آپ کے صاحبزادے شیخ محمد اکرم قدوسی علیہ الرحمۃ نے مرض کے ایام میں آپ کی صحت کے لئے رب کعبہ کے حضور دعا مانگی تو آپ نے فرمایا کہ خداتعالیٰ تجھے دیر تک زندہ و سلامت رکھے تم ہمارے خاندان کا چراغ ہو اور تمہاری بدولت ہمیں عزت نصیب ہوئی ہے۔ میں نے اپنی باقی عمر تمہیں بخشی ہے اور اب میں جا رہا ہوں۔

وصال باکمال☆: آپ کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو تین مرتبہ اللہ اللہ بلند آواز سے پکارا اور سب جمعہ کو آخری پہر آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُر انوار موضع براس کرنال نزد پانی پت انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر سکون قلب پاتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے شیخ محمد اکرم قدوس مصنف کتاب ''اقتباس الانوار'' سجادہ ہوئے اور بڑی دھوم دھام سے سلسلہ کی خدمت کا فریضہ انجام بجالا کر رضائے حق میں وصال فرما چکے ہیں۔

نوٹ☆: آپ کا سن اور تاریخ وصال کہیں سے بھی دستیاب نہ ہوسکی۔ حتیٰ کے آپ کے صاحبزادے شیخ اکرم قدوس کی کتاب اقتباس الانوار میں بھی نہ ہے۔

حضرت مولوی عبدالعزیز چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ غلام علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف باللہ، فنافی اللہ، بقاباللہ، مرشد حق آگاہ حضرت خواجہ غلام علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔ آپ کی ذات والاصفات سے سلسلہ عالیہ چشتیہ کو کافی فروغ حاصل ہوا۔ آپ جامع الحسنات وکمالات اور صاحب کشف و کرامات بزرگ ہوئے ہیں۔ ظاہری و باطنی علوم سے مرصع تھے۔ ہزاروں افراد نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ بہت سے گمراہوں کو راہ ہدایت ملی۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ جیون شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ مرید وخلیفہ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سے مرید وخلیفہ ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری میں قصبہ ڈھلوان ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوا۔ وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ مظفر المعروف نواب روشن الدولہ محمد ظفر خان صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان سلطنت مصطفوی، برھان محبت نبوی ﷺ، سلطان معرفت توحید تارراز مملکت دنیا حضرت خواجہ مظفر خان المعروف نواب روشن الدولہ محمد ظفر خان بہادر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سلطان گنج معرفت وحقیقت ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی خواجہ عبدالقادر تھا۔ آپ انتہائی فقیر منش درویش صفت اور خدا ترس انسان ہیں۔ خوف خدا اور عشق رسول ﷺ آپ کے سینے میں موجزن اور محبت اولیائے کاملین آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ فقرا کی خدمت کو اپنے لئے باعث اعزاز سمجھتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں آپ بادشاہ کی فوج میں عام عہدے پر ملازم تھے مگر بعدازاں خداوند کریم نے منصب عہدہ داری میں اتنا نوازا کے خود حیران ہو کے رہ گئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت غوث العالم سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

علو مرتبت ☆: بہادر شاہ جب تخت حکومت پر براجمان ہوا تو حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنے حکم سے بادشاہ دہلیہ کے پاس ملازمت کے لئے بھیجا۔ جہاں آپ کو جاتے ہی اعلیٰ منصب سرکاری پر سرفرازی نصیب ہوئی۔ بادشاہ بہادر شاہ کے بعد محمد معزالدین المعروف بہ جہاندار شاہ تخت دہلی پر تخت نشین ہوا۔ تو آپ نے ایک عریضہ لکھ کر حضرت میراں جی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور اس میں لکھا کہ چونکہ حال ہی میں نئے بادشاہ نے تخت سنبھالا ہے اور یہ غلام دربار شاہی کا نیا ملازم ہے۔ اس لئے لاہور جا کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونا ضروری سمجھتا ہے۔ اس سلسلہ میں جو امر حضور کا ہو اور جو جناب اقدس مناسب خیال فرمائیں اس تحریر کے جواب میں واپسی پر ارشاد فرمادیں۔ حضرت قطب العالم سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ لاہور جانے کا قصد بھولے سے بھی نہ کرنا۔ بلکہ میرے خیال میں یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے آپ کو جس طرح اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے لشکر ظفر اثر شہزادہ فرخ سیر میں پہنچائیں۔ اور یہ بات بنسبت لاہور جانے کے زیادہ بہتر اولیٰ ہے۔

یہ جواب پاتے ہی خواجہ مظفر خان نے بلاتوقف لشکر شہزادہ والا فرخ سیر میں حاضر ہو گئے۔ ان ایام میں شہزدہ فرخ کا لشکر خروج کر چکا تھا۔ اور ارادۂ جنگ سے بالکل کمربستہ ہو چکا تھا۔

جب آپ وہاں شہزادہ فرخ کے پاس پہنچے تو آپ کو سہ ہزاری کے منصب پر فوراً مقرر کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی بخشی گری کا عہدہ بھی عطا کیا گیا۔ بالآخر آپ کے شیخ طریقت حضرت میراں جی کی دعا و برکت سے آپ کا ستارہ قسمت بہت بلندی پر پہنچا اور آپ کو مرشد کی دعا سے دولت کونین بھی حاصل تھی۔ حق تعالیٰ کی ذات نے آپ کو دین و دنیا کی دولت سے مالا مال اور غنی کر دیا تھا۔

انہی دنوں ایک دن آپ اپنے مرشد کامل کی بارگاہ میں گھڑام شریف بغرض زیارت وقدم بوسی کو تشریف لے گئے تو آپ کو دیکھ کر حضرت میراں جی نے فرمایا کہ نواب روشن الدولہ بہادر آئے ہیں۔ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ سرکار نے اس سے قبل کبھی بھی آپ کو ان الفاظ یا کسی اور تعظیمی لفظ سے یاد نہیں فرمایا تھا مگر اس مرتبہ دیکھتے ہی فرمایا کہ نواب روشن الدولہ بہادر تشریف لائے ہیں۔ آپ یہ الفاظ سنتے ہی زاروقطار رونے لگے۔

حضرت میراں جی نے صاجزادہ سید محمد باقر شاہ جو وہاں موجود تھے سے فرمایا کہ وہ کپڑا اٹھالاؤ۔ اور ایک طرف سے دونوں سرے تم پکڑو اور دوسری طرف سے میں پکڑتا ہوں تاکہ ظفر خان کو یہ سلارہ اوڑھا دیا جائے۔ جس سے مراد یہ ہوگی کہ میری اور نواب ممدوح کی عاقبت یکجا ہوگی۔ یہ ایک خلعت فاخرہ تھا۔ جو اس خاص وقت میں حضرت میاں جی نے آپ کو عطا فرمایا اور رخصت کر دیا۔ جب آپ کو رخصت کیا جانے لگا تو آپ کی آنکھوں سے بے تحاشا آنسو نکل آئے اور زار وزار رونے لگے اور روتے روتے بے حال ہو گئے۔ وہاں پر موجود تمام لوگوں نے آپ کو مبارکبادیں دیں کہ آپ کو خلعت عطا ہوا ہے یہ تو خوشی کا مقام ہے اور آپ رو رہے ہیں۔ ہمیں آپ کی بات کی سمجھ نہیں آئی۔ تب آپ نے فرمایا کہ تم نے حضرت میراں جی کی گفتگو کا اندازہ ہی نہیں کیا اور اس کے معنی کو سمجھا ہی نہیں کہ آپ نے کیا فرمادیا ہے۔

اس کو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری زیارت وملاقات اور قدم بوسی ہے دوسری مرتبہ جب میں گھڑام شریف میں آؤں گا تو ممکن ہے کہ زیارت میسر آئے یا نہ آئے۔ بعد وجوہ یہ ملاقات آخری ہے۔ اور پھر حقیقتاً ہوا بھی ایسا ہی کہ نواب صاحب کو دوبارہ ظاہری ملاقات نصیب نہ ہو سکی۔

بادشاہ کے دربار سے روشن الدولہ بہادر کا خطاب ☆: مرشد کامل کی بارگاہ سے نواب روشن الدولہ بہادر کا خطاب پا کر آپ جب دربار شاہی پہنچے اور بادشاہ اپنی مہمات میں فتح وکامیابی کامرانی حاصل کر کے واپس لوٹا اور تخت نشین ہوا تو آپ کی شخصیت کو اس کا خاطر خواہ فائدہ پہنچا۔

بادشاہ جب بھی اہل دربار پر نگاہ اٹھاتا تو اس کی نظر صرف آپ پر پڑتی تھی آپ کے مقدر کا ستارہ اپنے عروج پر تھا۔ بادشاہ فرخ شاہ جو بھی مہم آپ کو سونپتا وہ خاص خصوصیت سے اس کی توقع سے بڑھ کر انجام کو پہنچتی تھی۔ جس کی بنا پر بادشاہ فرخ شاہ نے آپ کو اپنے دربار میں طلب کر کے نواب روشن الدولہ محمد ظفر خان بہادر کا خطاب بخشا۔ جیسا کہ اس سے قبل شیخ کامل حضرت میراں جی نے فرمایا تھا وہ آپ کو باقاعدہ خطاب سے نواز دیا گیا۔ جس کی وجہ سے نہ صرف شاہی دربار میں بلکہ دربار شاہی سے نکل ہر خاص و عام میں آپ کو ہردلعزیزی حاصل تھی۔ اور ہر زبان پر آپ کی تعریف کے کلمات تھے۔

تعمیر مزار حضرت شاہ بھیکھ ☆: حضرت قطب العالم غوث زماں سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے وصال

کے بعد آپ نے گھڑام شریف میں ایک وسیع رقبہ خرید کر تین منزلہ مزار مبارک تعمیر کرایا کہ ایسا خوبصورت مزار پاک و ہند میں اس سے پہلے تیار نہ ہوا ہو۔ روضہ مبارک پر سنہری کلس والا اعلیٰ درجہ کا گنبد ہے اور دوسری منزل پر چاروں طرف محراب دار دروں کا برآمدہ ہے۔ برآمدے کی چھت پر چاروں طرف پتھر کی سلیں ڈالی ہوئی ہیں۔ مزار اقدس کا تعویز پہلی منزل میں ہے۔ دوسری منزل پر پہنچنے والے تعویز کے عین اوپر قبر کا نشان بنا کر غلاف ڈالا ہوا ہے تاکہ نیچے والے مزار اقدس کے عین اوپر چھت پر دوسری منزل میں پاؤں نہ آسکیں اور بے ادبی نہ ہو۔ گنبد کے چاروں طرف چار بڑے میناروں کے درمیان چوالیس چھوٹے چھوٹے مینار بھی بنے ہوئے ہیں اور روضہ مبارک کی تمام کلسیاں اور کلس سنہری اور خالص سونے کے بنے ہوئے ہیں۔ مسجد روضہ سجادگان، مین گیٹ دربار مبارک سب عمارت کے مینار اور گنبد کے کلس اور کلسیاں تمام سنہری اور سونے کی ہیں۔ مسجد روضہ مبارک کے شمال کی جانب ہے۔ مسجد کے سامنے حوض ہے۔ مسجد کے ساتھ چلہ گاہ حجرہ مبارک حضرت میراجی کا ہے۔ مسجد اور دربار مبارک کے عقب میں آسمانی کنواں ہے۔ احاطہ کے اطراف میں حجرے بنے ہوئے ہیں جہاں زائرین آرام کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ آپ نے جب دربار شریف کی تعمیر کا کام شروع کیا تو روپے کے خرچ کے علاوہ سر دردی بھی بہت کرنا پڑی تھی۔ درویشوں کے آرام کے حجرے زائرین کے لئے مکانات سواریوں کے جانوروں کے لئے تمام ضروریات اور علیحدہ مکان عیدگاہ ایک بڑا تالاب ایک عظیم الشان باغ جو کہ ایک مربع زمین پر واقع ہے وغیرہ کی تعمیر کے لئے جو زمین درکار تھی۔ اس پر آبادی تھی۔ لوگ قیمتاً دیتے تھے اور روپئے کی بجائے اشرفیاں لیتے تھے یہ سلسلہ اتنا طویل ہوا کہ ہر شخص کی دیکھا دیکھی اور جو قطعات بیکار پڑے ہوئے تھے۔ اس وقت وہ بھی قیمتی بتائے گئے اور ان کی بھاری قیمت وصول کی۔ مگر تاریخ گواہ ہے اور آفرین ہے کہ آپ نے اپنی عقیدت ومحبت میں زرہ برابر فرق نہ آنے دیا بلکہ جس نے جو مانگا وہ عطا کر دیا۔ اور جس طرح کا دربار شریف بنوانے کا خیال آپ کے دل میں تھا ویسا ہی بنوا کر رہے۔ ذرہ بھر بھی فرق نہ ہونے دیا۔ آپ کو اپنے شیخ کامل سے حد درجہ عقیدت ومحبت تھی۔ اس کے علاوہ کسی بھی سلسلے کا کوئی بھی درویش اگر ملا ہے تو آپ نے اس کی بھی خدمت وعزت کی۔ اسی طرح اپنے مرشد کے غلاموں اور پیر بھائیوں سے حد درجہ پیار ومحبت اور الفت رکھتے تھے دروازے پر آنے والے سائل کو کبھی مایوس نہ لوٹایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری کو دہلی میں ہوا وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص وعام ہے۔ ہر جمعرات کو آپ کے دربار پر ختم شریف کی محفل ہوتی ہے۔ اور بعد ازاں محفل سماع بھی خوب ہوتی ہے۔

حضرت مولانا نوازش علی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل وافضل، ولی کامل، حضرت خواجہ مولانا نوازش علی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ یکتائے زمانہ بزرگوں میں سے ہیں۔

آپ حضرت صوفی لامکانی عارف ربانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانک پوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ مجاز ہیں۔۔آپ نے سلسلہ عالیہ کی بہت خدمت کی۔بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض اٹھایا ہزاروں گم کردہ راہوں کو راہ ہدیت ملی۔بہت سے حضرات آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کا مزار پرانوار ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا میں واقع مرجع خاص وعام ہے۔آپ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالعزیز چشتی صابری علیہ الرحمۃ ہیں۔جنہوں نے اپنے وقت میں سلسلہ عالیہ کی بہت خدمت کی۔غالباً آپکا وصال ۱۲ویں صدی ہجری کے آخرعشرے میں ہوا ہے۔

حضرت سید علیم اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مرد میدان جاہدو فی اللہ، ناظر جمال مطلق درمقید محقق درمقام ذوق و شہود، قطب حقیقت حضرت سید علیم اللہ بن سید عتیق اللہ شاہ فاضل جالندھری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے غوث زماں تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت جالندھر انڈیا پنجاب کے معروف سادا گھرانے کے عظیم روشن چراغ حضرت سید عتیق اللہ شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو حضرت شاہ ابوالمعالی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ اور حضرت میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری کے پیر بھائی کے گھر بائیس جمادی الاول ۱۱۰۹ھ کو ہوئی۔ بچپن ہی سے آپ میں ولایت کے آثار موجود تھے۔ بچپن سے ہی نیکی اور بھلائی زہدوتقوی ورع عبادت وریاضت میں مشغول رہے۔ آپ کے والدگرامی نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ اور نہایت ہی قابل وفاضل اساتذہ سے اعلیٰ تعلیم دلوا کر آپ کو منزل حقیقی پر پہنچانے کے لئے اپنی زیرنگرانی مجاہدات کی تکمیل کرائی۔

ابتدائی زمانے میں اپنے والدگرامی کے ہمراہ ان کے پیرومرشد حضرت سید شاہ ابوالمعالی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر رہ کر بھی اکتساب فیض کرتے رہے۔ بعدازاں ایک دن رسول کریم ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سید میراں شاہ بھیکھ یک خدمت میں جا کر استفادہ کرو تمہارا حصہ وہاں ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سرکار علیہ السلام کا حکم سنتے ہی حضرت قطب دوراں غوث زماں سید محمد سعید المعروف میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں گھڑام شریف پہنچے اور اپنا مدعا پیش کیا تو حضرت میراں شاہ بھیکھ نے آپ کو گلے سے لگا کر اپنے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف فرمایا۔ بعد تکمیل مجاہدات ومنازل سلوک کے آپ کو خرقہ خلافت اور کلاہ چہارترکی سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد فرمایا۔

کمال علمی وتصنیف وتالیف ☆: آپ اپنے وقت کے بہت بڑے جید عالم دین اور صاحب تصنیف وتالیف تھے۔ آپ کی تصانیف میں انہار الاسرار شرح بوستان سعدی، نزہتہ السالکین، شرح اخلاق ناصری، زبدۃ الروایات فقہ، نثر الجواہر۔ ترجمہ الدار الرجان (عربی) مولف مزاخان برکی محدث۔ اس کے علاوہ آپ صاحب دیوان بھی ہیں۔ شعر لکھنے میں بلند پایہ مقام رکھتے ہیں آپ کی ایک غزل کا مقطع اور مطلع پیش خدمت ہے۔

یار از خلوت گہہ قدسی عیاں تاختہ　　شیغ استغنا بگر دن ہائے اعتبار آختہ
از تلو نہائے تو شکر لباگا ہے علیم　　ہچو سیخ افسردہ گا ہے چوں نمک بگواختہ

اپنے وقت کے علماء اور مشائخ میں آپ کا علمی و روحانی لحاظ سے بہت بڑا مقام و احترام تھا۔ بڑے بڑے شیوخ وقت آپ کی خدمت میں مسائل کے حل کے لئے آتے اور آپ پل بھر میں مسئلہ کا حل نکال دینے میں دسترس رکھتے تھے۔

کشف و کرامت ☆: آدینہ بیگ فوجدار دوآبہ جالندھر کے زمانہ میں ایک شخص صدیق بیگ کو قصبہ نورمحل کا حاکم بنا دیا گیا۔ اس نے نورمحل پہنچتے ہی سب سے پہلا اقدام یہ کیا کہ ایک سید جو سادات جالندھر کے خانوادہ سے متعلق تھا کی تمام جائیداد ضبط کر لی اور ساتھ ہی تیس روپے جرمانہ بھی کر دیا۔ وہ سید آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ اس حاکم کو اس ظلم سے روکنے کی سفارش فرما دیں۔ آپ نے قصبہ نورمحل کے حاکم صدیق بیگ کے نام ایک سفارشی خط لکھا۔ مگر حاکم نے سفارش قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور آپ کے متعلق بڑی بے ہودہ اور نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ مگر ہوا یہ کہ دوسرے ہی دن آدینہ بیگ حاکم جالندھر نے صدیق بیگ حاکم قصبہ نورمحل کو کسی پرانے جرم میں طلب کر کے قید کر دیا اور تیس ہزار روپیہ تاوان بھی مقرر کر دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۶؍صفر المظفر ۱۲۰۲ھ بمطابق ۱۷۸۷ء کو ۹۳ سال کی عمر میں ہوا۔ مزار پُرانوار جالندھر شہر کے مشرقی کنارے چھاؤنی کی سڑک پر مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے مزار پر ''آفتاب چشتیہ'' سے تاریخ نکال کر پتھر پر لکھی گئی ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

حضرت سید علیم اللہ پیر — صاحب صدق و صفا خیر الانام
فیض دیدار است تولیدش عیاں — سال ترحیلش بگو شیخ الکرام
۱۲۰۲ھ

آپ کا سالانہ عرس مبارک ۵ محرم الحرام کو منایا جاتا ہے خلق خدا کا اژدھام ہوتا ہے تمام سلاسل کے لوگ حاضری دے کر فیضان حاصل کرتے ہیں۔ آپ کے مزار کا دروازہ بہشتی دروازہ کے نام سے مشہور ہے جو کہ ۶۔۵ محرم الحرام کی رات کو کھلتا ہے۔ آپ کے سجادہ نشین مولانا نواب الدین چشتی صابری سنکوہی علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر بیعت تھے وہ حضرت مولانا شیخ سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری فاتح قادیاں کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی اولاد سے کچھ احباب ماڈل ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہیں جو لاہور میں اپنی رہائش پر آپ کا سالانہ عرس کراتے ہیں۔

حضرت عبدالکریم المعروف ملا اخوند فقیر شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی زمانہ، قطب یگانہ، شیخ العصر، شہباز طریقت، امیر شریعت حضرت ملاں اخوند عبدالکریم المعروف فقیر شاہ قطب الدین چشتی صابری رامپوری رحمۃ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی عبدالکریم ہے اور لقب آپ کا ملاں اخوند فقیر شاہ اور قطب الدارین ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت شاہ عبدالقدوس قطب العالم چشتی صابری علیہ الرحمۃ اور حضرت سراج الامت امام اعظم ابوحنیفہ بن نعمان ثابت سے اس طرح ملتا ہے۔ شاہ عبدالکریم بن شیخ رحمت اللہ بن شیخ حافظ برخوردار بن حضرت شیخ محمد حیات عرف شیخ محمد کبیر گجراتی بن حضرت شیخ محمد صادق بن حضرت شیخ فتح اللہ بن شیخ عبدالصمد بن شیخ عبدالمجید بن قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی حنفی چشتی صابری علیہم الرضوان سے آگے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ بن نعمان بن ثابت سے ملتا ہے۔

ولادت باسعادت ☆: آپ کی ولادت باسعادت ۴ رجب المرجب شریف بروز جمعرات بوقت فجر ۱۱۴۳ھ بمطابق ۶ جولائی ۱۷۲۹ء بمقام گجرات (افغانستان کا قصبہ) میں حضرت شیخ رحمت اللہ بن شیخ حافظ برخوردار قدوسی حنفی کے گھر ہوئی۔

تعلیم و تربیت و سیاحت ☆: آپ کی تربیت اور ابتدائی تعلیم اپنے گھر ہی میں والدین سے ہوئی۔ بنیادی تعلیم کے بعد آپ ہندوستان اور افغانستان کی سیاحت کے لئے گھر سے نکلے تو اسی دوران مختلف مدارس میں نامور علماء سے تعلیم مکمل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ اس کے بعد پشاور، ہندوستان کے مختلف شہروں اور بغداد شریف اور بلاد عرب کی سیاحت کی۔ اس دوران لاتعداد علماء اور مشائخ و فقراء سے بھی ملاقاتیں کیں۔

بیعت و خلافت ☆: آپ جن دنوں سیاحت پر رواں دواں تھے۔ سیاحت کرتے ہوئے سرہند شریف پہنچے تو اُن دنوں حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا بہت چرچا تھا۔ شہرہ سن کر آپ بہلول پور شریف پہنچے اور حضرت شاہ عنایت اللہ المعروف شاہ عنایت جیو کے دست حق پرست پر ۵ رمضان المبارک ۱۱۶۷ھ کو شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد از تکمیل مجاہدہ انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ ابھی آپ حضرت شاہ عنایت جیو کے پاس پہنچے بھی نہ تھے کہ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ نے حضرت شاہ عنایت سے فرما دیا تھا کہ تمہارے پاس ایک شخص اس حلیے کا آئے گا اس کو داخل سلسلہ کر کے میری تسبیح و ناسدان ان کے سپرد کر دینا۔ چنانچہ حضرت شاہ عنایت جیو نے آپ کو بیعت فرمانے کے بعد مرشد کے حکم کے مطابق ان کی تسبیح و ناسدان آپ

کے حوالے کر دیا۔

بریلی شریف اور رامپور میں ورود مسعود☆: آپ اپنے پیرومرشد سے اجازت لے کر حافظ رحمت خان روہیلہ (والیٔ روہیلکھنڈ) کے ہمراہ بریلی شریف تشریف لائے اور سلسلہ عالیہ کی رشد وہدایت کا کام شروع کیا تو عوام کا ایک اژدھام آپ کی خانقاہ شریف میں جمع رہنے لگا۔ لاتعداد افراد نے آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔ حافظ رحمت خان مذکور نے بھی بیعت کی۔ بہت سے افراد کو آپ کی ذات سے ہدایت ورہنمائی ملی۔ سینکڑوں افراد نے آپ کے فیوض وبرکات سے استفادہ کیا۔

وہاں سے آپ رامپور تشریف لے آئے اور پھر تادم آخر یہیں پر مخلوق خدا کو علم وعرفان کی دولت سے مالا مال کرتے رہے۔ والی رام پور فیض اللہ خان بھی آپ کے مرید تھے۔

سیرت وکردار☆: آپ علوم ظاہری اور باطنی کے بحر بے کنار تھے۔ طبیعت میں سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اخلاق میں بہت عمدہ اور حلم اور بردباری آپ کی طبیعت کا خاصہ تھی۔ عبادت وریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ اپنے زمانے کے مشائخ وعلماء میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

حصول فیضان سلسلہ عالیہ قادریہ☆: حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی جو حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ اور سید کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ حضرت شاہ منور علی شاہ قادری علیہ الرحمۃ جو کہ حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کافی عرصہ تک قیام پذیر رہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور غوث اعظم کو وضو کروا رہا تھا کہ اس دوران میرے دل میں خیال گزرا کہ اگر مجھے آب حیات مل جائے تو میری عمر دراز ہو جائے گی۔ حضور شہنشاہ بغداد نے میرے دل کے اس خیال کو اپنے کشف سے بھانپ کر فرمایا "**باقی ماندہ آب وضو من کم از آب حیات نیست**" آپ کے باقی ماندہ وضو کے پانی کے میں نے چند قطرے پی لئے۔ اے بابا اخوند اس کی برکت سے میری عمر اس زمانہ تک دراز ہوئی۔ اسم ذات اللہ کی مشق کرنے سے میرے قلب میں ایک سوراخ ہو گیا۔ اور ناک بند ہو گئی تا کہ وہ پانی باہر نہ نکلے۔ پھر اپنی زبان حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخوند فقیر قطب الدارین رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں ڈالی اور اس بقیہ وضو کے قطرات ملا اخون فقیر کے حلق سے نیچے اتارے۔

نوٹ☆: حضرت شاہ منور علی قادری علیہ الرحمۃ الہ آبادی گیارہ رمضان المبارک ۴۹۱ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے جبکہ ان کا وصال باکمال ۱۵ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ کو ہوا۔ اور مزار پُر انوار رانی باغ الہ آباد انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جبکہ ان کے مرشد حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی ۴۹۹ھ کو پیدا ہوئے اور ۶۰۳ھ کو ان کا انتقال ہوا۔ مزار پُر انوار گجرات میں مرجع خاص وعام ہے۔

اس طرح آپ کے توسل سے سلسلہ عالیہ قادریہ بھی آپ کے مریدین وخلفاء میں جاری ہے جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ حضرت شاہ منور علی شاہ قادری کے خلیفہ حضرت شاہ عبدالکریم رامپوری ان کے خلیفہ حضرت حافظ عبدالرحمٰن ان کے خلیفہ شاہ غلام حسین ان کے خلیفہ حضرت میاں محمود الحق ان کے خلیفہ حضرت حافظ علی حسین مراد آبادی ان کے خلیفہ صوفی محمد حسین مراد آبادی ان

کے خلیفہ حضرت شاہ سراج الحق گورداسپوری ان کے خلیفہ حضرت شاہ مولانا عبدالغنی لاہوری ان کے خلیفہ حضرت پیر ابومظہر علی اصغر چشتی صابری ثمہ لاہوری کے علاوہ دیگر خلفائے سلسلہ عالیہ صابریہ بھی ہیں۔ حضرت ابومظہر پیر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ اپنی کتاب ''شمیم ولایت'' میں انوار العارفین کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخوند فقیر پندرہویں ماہ ربیع الآخر ۱۱۹۹ھ بوقت نماز اشراق الہہ پہنچ کر حضرت شاہ منور علی قادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنی آنکھوں کے پڑے ہوئے پردے کو اٹھا کر دیکھا اور فرمایا ''اے اخوند دیر کشید'' اس کے بعد تمام اشغال غوثیہ آپ کو تعلیم کئے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام تبرکات کلاہ وغیرہ جو آپ کے پاس امانت تھے وہ تمام امانتیں آپ کو عنایت فرمادیں۔

آپ کی علمی خدمات ☆: آپ نے اشاعت علم ظاہری و باطنی کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام بھی جاری رکھی۔ دسترخوان آپ کا کشادہ تھا۔ طالب علم اور درویش اور مسافر آپ کی خانقاہ معلیٰ میں کثرت سے جمع رہتے اور سب کو باقاعدہ کھانا ملتا تھا۔ آپ کا ایک مرید تھا جس کا نام احمد خان تھا جو کتابوں کی نقل اور جلد بندی پر مامور تھا۔ طلباء میں سے نظام خان گردوں، ملا اکرم سواتی، ملا احمد خان رزڑ، ملا شاہ زمان خان مہمند زئی اکثر حاضر رہتے تھے۔ علمائے کرام بھی حاضری دیا کرتے اور آپ کے فیضان سے مستفیض ہوتے جن میں ملا موتم اخوند، ملا حاتم اخوند شب و روز حاضر رہتے تھے۔ گویا علوم دینیہ اور علوم باطنیہ کا آپ مرکز و محور تھے۔ آپ کے مریدین ہندو پاک کے کونے کونے میں سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہیں۔ نگینہ کے قاضیوں کا خاندان اسی سلسلہ سے منسلک ہے۔

آپ نے جن حضرات شیوخ سے استفادہ کیا ان کی تعداد ۲۲ کے لگ بھگ ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے چودہ برس تک زمین سے کمر نہیں لگائی کہ کہیں مبادا کسی شیخ طریقت کی طرف پیر نہ ہو جائیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۳ شعبان المعظم ۱۲۰۶ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۱۷۹۲ء شب جمعہ بعد از نماز تہجد ہوا۔ مزار پُر انوار رام پور یوپی انڈیا میں مسجد حلقہ والی میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

حضرت سید غلام علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: حضرت مولانا سید غلام علی شاہ صاحب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مرشد آباد سادات کے گھرانے سے آپ کا تعلق ہے۔ آپ ایک خاندانی رئیس اور زبردست عالم تھے۔ عبادت و ریاضت کے پابند اور شریعت و طریقت کے اصولوں پر سختی سے کاربند رہتے تھے۔ حسن اخلاق صدق و وفا کے آپ پیکر ہیں۔ علم ظاہری و باطنی میں بے مثال تھے۔

بیعت و خلافت☆: ایک مرتبہ آپ زیارت حرمین شریفین کے واسطے حاضر ہوئے وہاں یکا یک طلب خدا کا شوق دل میں پیدا ہوا پیر کامل کی تلاش کرتے ہوئے ہندوستان آ کر اجمیر شریف میں حاضر ہوئے۔ وہاں کسی پر عقیدہ نہ جما۔ وہاں سے دہلی اور پانی پت میں آئے۔

وہاں حضرت قلندر صاحبؒ نے روحانی طور پر دستگیری فرمائی۔ خواب میں کیا دیکھا۔ کہ حضرت قلندر صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک گھوڑے پر سوار ہیں۔ دوسرے پر حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ سوار ہیں۔ حضرت قلندر صاحب رحمتہ اللہ علیہ مولانا غلام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ یہ تیرا پیر ہے۔ رہنہ میں اس کا امکان ہے شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ اس کا نام ہے۔

چنانچہ آپ صبح ہی رہنہ پہنچے۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا وہ تو عالم نہیں ہیں۔ قوم کے راجپوت ہیں اور دیہاتی ہیں۔ وہاں سے واپس آ گئے۔ عقیدہ نہیں جما۔ دوسری شب پھر قلندر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں رنبہ جا۔ شاہ محمد جمال وہی ہیں جن کو تو نے دیکھا ہے۔ چنانچہ دوسری دفعہ گئے دوسری دفعہ بھی وابستگی حاصل نہ ہوئی واپس ہو گئے۔ اور سخت بے قرار ہو کر اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیا۔ آخر رات کو دیکھا کہ ایک اژدھا نے آ کر نگلنا شروع کر دیا۔ مولانا نے ہر چند عملیات پڑھنے شروع کئے کچھ اثر نہ ہوا۔

اس وقت حضرت شاہ محمد جمال یاد آ گئے۔ اور بے اختیار ہو کر پکارا یا محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ اس وقت میری دستگیری کرو۔ چنانچہ اس وقت کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار ہیں اور نزدیک آ پہنچے اور اژدھے کے سر پر برچھا مارا۔ اس نے اگلنا شروع کر دیا یہاں تک کہ تمام بدن اگل دیا اور وہ صورت وہاں سے غائب ہو گئی جب آپ کو حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ کے عالم نہ ہونے کا خیال آیا تو خود امی بن گئے۔ تمام علم بھول گئے۔ مولانا نے عرض کیا آپ ہی نماز پڑھائیں مجھے کچھ نہیں یاد رہا۔

حضرت نے فرمایا اے مولوی صاحب تم نے صفائیوں سے نسبت حاصل کی ہے۔ فقیروں کے ساتھ رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ رات کا خاصہ ہے کہ صفات پر غالب رہتی ہے۔ تب آپ اپنے علم کے جال سے خالی ہو کر حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور خلافت حاصل کی اور طریقہ پیران چشت کا حاصل کیا۔

حضرت مولانا صوفی مشتاق احمد انبیٹھوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ شاہ آباد ضلع انبالہ میں غلام بھیکہ نامی نمبردار کے مکان پر گیا ان کے دروازہ میں ایک جگہ محفوظ دیکھی کہ تمام لوگ اس کو متبرک سمجھتے ہوئے

ان کی عزت کرتے ہیں میں نے وجہ دریافت کی لوگوں نے بتایا کہ ہمارے جد امجد حضرت سید غلام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید صحبت یافتہ ذکر میں مصروف ہیں کہ ان کے انتقال کا وقت آ گیا یہیں ان کی چارپائی تھی یکایک وہ تعظیم کو اٹھے اور بشاش ہو گئے۔ جب سب نے حال دریافت کیا تو بتلایا کہ میرے پیرومرشد حضرت مولانا غلام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی روح مقدس اس وقت رونق افروز تھی چنانچہ اسی وقت سے ہم اس جگہ کا ادب کرتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۱۵ جمادی الاول ۱۲۱۰ھ بمطابق ۱۷۹۵ء کو ہوا۔ مزار شریف سلیھانی شریف انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت سید علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: خوکردۂ جمال محمدی، پروردۂ کمال احمدی، فائز کمالات الفقر فخری، حضرت سید علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔

آپ جالندھر کے سادات گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ بچپن میں آثار ولایت چہرے سے عیاں تھے۔ آپ عبادت و ریاضت میں یکتا اور مجاہدہ وسلوک میں بے مثال تھے۔ آپ کے ہم عصر علماء اور مشائخ بڑے بڑے مسائل کے حل کے لئے حاضر ہوتے تھے۔

آپ نے تمام عمر رشد و ہدایت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج و اشاعت میں گزاری۔ سخاوت میں آپ کا ثانی نہ تھا۔ اخلاق کریمانہ ایسا کہ ایک مرتبہ ملنے والا گرویدہ ہو کے رہ جاتا تھا۔

آپ حضرت سید علیم اللہ جالندھری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔ لاتعداد لوگوں نے اکتساب فیض کیا۔

آپ کا وصال باکمال ۱۲۱۳ھ بمطابق ۹۔۱۷۹۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت شیخ محمد سعید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام الواصلین، برھان الکاملین، دلیل العارفین، قدوۃ السالکین حضرت شیخ محمد سعید چشتی صابری شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کاملین زمانہ میں سے تھے۔ بڑے ہی نیک پارسا متقی و پرہیزگار، عبادت گزار شب بیدار اور متوکل و صاحب قناعت اور صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ مقتدائے اہل علم و عرفان اور پیشوائے کاملین میں سے تھے۔ وقت کے علماء اور مشائخ میں بہت بلند پایہ مقام رکھتے تھے۔

ابتدائی حالات اور مشکل کشاء کی مشکل کشائی ☆: آپ رہنے والے شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ کے اور قوم سے خوجہ (کھوجہ) تھے۔ ابتدائی زمانہ میں عام نومسلم افراد کی طرح تجارت کا پیشہ کرتے تھے۔ غلہ سبزی لے کر فروخت کرتے تھے۔ بعض اوقات گندم اور چنے خرید کر مختلف علاقوں میں فروخت کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی غلہ وغیرہ بیلوں پر لاد کر لاہور لا کر فروخت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ بیل پر غلہ لاد کر شرقپور سے لاہور تشریف لا رہے تھے کہ ٹھوکر نیاز بیگ کے قدیمی مدرسہ گنبد والا کے نزدیک پہنچے تو آپ کے بیل کا پاؤں الجھا اور گر کر اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ جس کی وجہ سے تمام غلہ زمین پر آ گرا۔ آپ نے اپنے ہمراہی تاجروں سے کہا کہ تم سب مل کر میرا بوجھ تھوڑا تھوڑا بانٹ لو اور ہمیں لاہور تک پہنچا دو۔ اس لئے کہ میرا بیل ناکارہ ہو چکا ہے۔ مگر کسی نے بھی پروانہ نہ کی اور سکھ ڈاکوؤں کے ڈر سے قافلہ لے کر چلے گئے۔

ان دنوں مغلوں کی سلطنت کمزور ہو چکی تھی اور اس علاقہ میں سکھوں کے جھتے لوگوں بالخصوص تاجروں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ آپ اُسی بے آب گیاہ علاقے میں بے یار و مددگار کھلے آسمان کے نیچے رات کے اندھیرے میں پڑے رہے۔ آدھی رات کے وقت آپ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور رو رو کر اپنی حالت پر گریہ وزاری کر رہے تھے۔ کہ دور سے ایک گھوڑ سوار آتا ہوا نظر آیا اور آپ کے نزدیک پہنچ کر اُس نے آواز دی۔ کہ اس جنگل بیابان میں رات کی تنہائی میں کون ہے جو یہاں پڑا ہے۔ تم کیا کرتے ہو اور یہ غلہ جو تمہارے پاس پڑا ہے وہ میرے پاس لے آ ؤ۔

آپ کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ آنے والا کوئی ڈاکو ہے جس کے ہاتھ آج میری خیر نہیں۔ بہر حال ڈرتے ڈرتے آپ نے صاف بتا دیا کہ شرقپور کا رہنے والا ہوں تجارت کی غرض سے لاہور جا رہا تھا کہ بیل کی ٹانگ ٹوٹ گئی اب یہاں بے یار و مددگار پڑا ہوں۔ آنے والی شخصیت نے کہا کہ غلہ میرے پاس لاؤ۔ اور دیکھو تمہارا بیل تندرست ہے اس کی لات بالکل درست اور ٹھیک ہے تم

اس کو کھڑا کرو اور غلہ اس پر لاد دو۔ آپ نے عرض کی غلہ کا وزن زیادہ ہے میں اکیلے اس کو اٹھا کر بیل کی کمر پر نہیں رکھ سکتا۔ آنے والی شخصیت نے پھر کہا کہ تم آگے بڑھ کر بیل کو تو اٹھاؤ اور دیکھو اس کی ٹانگ بالکل درست ہے۔ چنانچہ آپ نے بیل کو کھڑا کیا تو بالکل تندرست بیل کی طرح کھڑا ہو گیا جب آپ نے یہ دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ کوئی غیبی امداد اور غیبی قوت ہے یہ راہزن نہیں بلکہ راہبر ہے۔ اب سوار نے اپنے نیزے کی انی سے غلے کی بوری بیل کی پشت پر رکھ دی اور وہاں سے بادصبا کی تیزی کے ساتھ چل دیا۔

آپ ہمت کر کے آگے بڑھے اور آنے والی شخصیت سے کہنے لگے آپ میرے محسن و مددگار ہیں۔

میں آپ کا نام اور مقام پوچھے بغیر تو نہیں جانے دوں گا۔ آپ ان کے قدموں پہ گر گئے اور بار بار اصرار تھا کہ ذرا اپنا نام اور مقام تو بتا دیں۔ آنے والی شخصیت نے بتایا کہ میرا نام اسد اللہ الغالب علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم ہے۔ میں اللہ کے حکم سے تمہاری مدد کو آیا ہوں۔ جاؤ اللہ کے حوالے یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔ آپ وہاں سے شرقپور واپس آئے اور اپنا تمام مال و متاع اللہ کی راہ میں قربان کر کے عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت شاہ مراد ملتانی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شاہ مراد ملتانی مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ جیوہ شاہ گجراتی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شیخ زکریا کے وہ مرید و خلیفہ حضرت حاجی قطب دوی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ درگاہی لاہوری کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شیخ شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ علیہم اجمعین کے تھے۔ بعد تکمیل مجاہدہ و منازل سلوک حضرت شاہ مراد ملتانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

کشف و کرامت ☆: ایک مرتبہ آپ نے خربوزوں کے موسم میں خوبوزے فروخت کرنے کیلئے شرقپور شریف میں ایک نیل گر کی دکان کے چبوترے پر بیٹھ گئے۔ لوگ آتے خربوزے خریدتے اور کھاتے اور اس کے چھلکے رنگریز کے برتن میں پھینک دیتے۔ جس سے رنگریز کے برتن میں خربوزوں کے بیج اور چھلکے جمع ہو گئے۔ رنگریز یہ صورت حال دیکھ کر پریشان ہوا اور گھبرا گیا۔ ابھی وہ کچھ کہنے کے لئے سوچ ہی رہا تھا کہ آپ سے عرض کروں کے یہاں سے کہیں اور چلے جائیں میرا بہت نقصان ہو چکا ہے۔ آپ نے اُس کے دل کے خطرے کو باطنی طور پر بھانپ لیا اور جس قدر خربوزے باقی بچے تھے۔ چیر کر ان کے بیج اور کاشیں برتن میں پھینک کر فرمایا لو تمہارا نیل ٹھیک کر دیا ہے۔ اس میں تازہ نیل ڈالنے کی ضرورت نہیں آئے گی۔ اسے عمر بھر استعمال کرتے رہنا۔ کپڑے ڈبوتے جاؤ اور رنگ کرتے رہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ رنگریز جب تک زندہ رہا۔ نیا نیل ڈالے بغیر کپڑے رنگتا رہا۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۱۲۱۴ھ بمطابق ۱۷۹۹ء کو ہوا۔ لفظ دریغ سے آپ کی تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ اور یہی تاریخ آپ کے مزار پر کندہ ہے۔ آپ کا مزار پُر انوار شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نورِ ایمانی سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ محمد سعید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مدرس مسائل عشق وعرفان ومعرفت، محدث وجد و پیمان، قبلۂ طالبان عشق ومستی حضرت شیخ محمد سعید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ محقق اولیائے کبار سے ہیں۔

آپ ظاہری و باطنی علوم سے مرصع اور صاحب کشف وکرامات بزرگ ہوئے ہیں۔ تمام عمر اپنے پاس آنے والے طلباء کی تربیت میں گزار دی۔ ہزار ہا افراد نے آپ سے ظاہری و باطنی دینی اور دنیاوی فیضان حاصل کیا ہے۔

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت علیم اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ حضرت علیم اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ قطب دوراں غوث زماں حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹ ذی الحج ۱۲۲۰ھ بمطابق ۱۸۰۶ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار قصبہ راہوں نزد جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

منقبت درشان حضرت سید محمد اعظم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

آباد رہے دربار سید اعظم شاہ
ہیں آپ سچی سرکار سید اعظم شاہ
در پہ آپ کے آیا جو بھی سوالی
لوٹا کبھی نہ ہاتھ وہ خالی
رتبہ آپ کا دو جگ میں عالی
ہیں آپ سخی لجپال سید اعظم شاہ
روپڑ شریف میں تیرے دوارے
ولیوں نے ہیں پھیرے مارے
دل کے دور ہوئے سب اندھیرے
بیڑی لگا دو پار سید اعظم شاہ
در پہ آپ کے جو بھی آوے
جذب و مستی میں کھو جاوے
شراب وصل کی جو بھی پیوے
دل روشن ہوئے سدا بہار سید اعظم شاہ
سید اعظم شاہ فقیر خدائی
ان حد والی آ کے بین بجائی
موتو قبل والی رمز بتائی
لجپال ابن لجپال سید اعظم شاہ
سید کا در ہے کعبہ میرا
اونچا روضہ جگ میں تیرا
مقصود کے گھر میں ہوئے پھیرا
تیرا ہوتا رہے دیدار سید اعظم شاہ

از قلم: صاحبزادہ مقصود احمد صابری

حضرت سیّد محمد اعظم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی مرشد لاثانی واقف اسرار حقانی شہباز میدان حقیقت ومعرفت آفتاب و ماہتاب ولایت، حضرت سید محمد اعظم شاہ چشتی صابری روپڑی رحمتہ اللہ علیہ شمس العارفین ہیں۔

آپ حضرت سیّد محمد سالم شاہ چشتی صابری روپڑی رحمتہ اللہ علیہ کے بھتیجے اور مرید وخلیفہ اکبر ہیں۔علوم ظاہری و باطنی پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔فقروفاقہ سخاوت عبادت وریاضت میں یکتا ہے۔

سکونت ☆: آپ دریائے ستلج کے مشرق والی سمت کی جانب شملہ اور سپاٹو کے پہاڑوں کے نزدیک موضع روپڑ شریف ضلع انبالہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں پر آپ نے علوم ظاہری وباطنی کی تکمیل کی۔اور طریقت وسلوک کی تمام منازل کو طے کیا۔

عبادت وریاضت ☆: آپ صاحب شریعت وطریقت بزرگ تھے۔کوئی کام بھی شریعت وطریقت کے خلاف نہ فرماتے تھے۔ ہمہ وقت یاد خدا میں مصروف آپ دنیا و مافیہا سے بے خبر رہتے تھے۔آپ شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت کے اسرار ورموز سے واقف تھے۔آپ اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے۔طبیعت میں ایک عجیب کیفیت تھی۔علم ظاہری حاصل کرنے کے بعد جب طبیعت کوسکون نہ ملا۔تو آپ اپنے عم محترم حضرت سیّد محمد سالم چشتی صابری روپڑی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اور اُن کے دست حق پرست پر بیعت ہوکر زانوئے تلمذ طے کئے اور بے شمار مجاہدے کئے۔اور تھوڑے ہی عرصہ میں سلوک کی تمام منازل طے کرلیں۔آپ کی محنت اور یادِ الٰہی کے شوق وغلبہ کو دیکھتے ہوئے۔آپ کے پیرومرشد نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر مسند ارشاد پر بٹھا دیا۔آپ کے زمانے میں آپ کی مثال کا کوئی درویش نہ تھا۔

آپ کا حسن اخلاق اور سادگی ☆: آپ کے حسن اخلاق اور سادگی کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی ہمسایہ کا بازار کا کوئی کام ہوتا تو بڑی خوشی سے کردیتے تھے۔آپ اکثر و بیشتر اپنی خانقاہ کے قریب مسجد کی سیڑھیوں کے دروازے پر بیٹھے رہتے تھے۔اگر کوئی آپ سے کہتا کہ میں بازار تک نہیں جاسکتا تو آپ بخوشی خود جا کر اِس کا سودا سلف خرید کر لا دیتے عاجزی وانکساری کا یہ عالم تھا۔کہ تمام عمر کسی بھی شخص کو اپنے سے کم تصور نہ کیا۔بلکہ ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھتے تھے۔آپ کی عادت شریفہ تھی۔کہ اگر کوئی شخص گوشت والا سالن آپ کی خدمت میں پیش کرتا۔تو آپ اس سالن میں پانی ڈال کر کھاتے اور فرماتے کہ ایسا اِس لئے کیا ہے۔کہ یہ نفس موٹا نہ ہونے پائے۔

ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید نے آپ کی دعوت کی آپ نے دعوت قبول کرلی جب آپ مرید کے گھر پہنچے اُس نے طعام آپ

کے سامنے پیش کیا آپ نے کھانا کھانے کے بعد اس کے لئے دعائے خیر و برکت کی اور واپس چلے آئے آپ کے آنے کے بعد جب اس مرید اور اس کے اہل خانہ نے کھانا کھانا چاہا تو معلوم ہوا کہ سالن میں نمک بالکل نہ تھا وہ مرید آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معذرت پیش کی اور کہنے لگا کہ حضور غلطی سے ایسا ہو گیا۔ ہم بہت شرمندہ ہیں آپ نے فرمایا۔ آپ زیادہ فکر مند یا پریشان نہ ہوں۔ مجھے تو نمک اور مرچ کا کچھ بھی مزا معلوم نہ ہوا۔

کرامت ☆: آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔ جن میں ایک کرامت یہ ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید نے آپ کو اپنے گھر بلایا۔ آپ نے دعوت قبول کر لی اور گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر تنہا نکلے۔ کہ راستے میں ڈاکوؤں نے گھیر لیا آپ نے اُن ڈاکوؤں سے فرمایا کہ یہ میرا گھوڑا بوڑھا اور ضعیف ہے۔ اور کم قیمت کا ہے۔ یہ تمہارے کسی کام کا نہیں اور میں تمہیں اپنے گھر سے بیش قیمت اور خوبصورت و جوان گھوڑا دیتا ہوں۔ چوروں نے آپ سے کہا کہ آپ اس وقت چلے جائیں ہم آپ کے پیچھے آ رہے ہیں۔

چنانچہ چور جب آپ کے گھر پہنچے آپ نے بڑے اخلاق و محبت سے انہیں بٹھایا اور خوب تواضع کی اور ایک بہترین خوبصورت نوجوان بہت قیمتی گھوڑا انہیں دے دیا یہ بات دیکھتے ہی چور حیرت میں رہ گئے اور کہنے لگے آج تک کسی کو ایسے سچے وعدے والا نہیں دیکھا۔ سب کے سب چوروں نے آپ کے سامنے اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کی۔ اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

آپ کے خلفاء ☆: آپ حضرت سیّد محمد اعظم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ۴ خلفاء ہیں چاروں سے سلسلہ جاری ہے۔ اول قطب الاقطاب حضرت صوفی لامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ چشتی صابری مانکپوری دوم سیّد غلام بھیک چشتی صابری سوم خواجہ محمد بخش چشتی صابری ساکن نالہ گڑھ چہارم صاحبزادہ محمد بخش رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۲۷ھ بمطابق 1812ء کو ہوا۔ مزار پر انوار آج بھی روپڑ شریف ضلع انبالہ پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت میاں شاہ سید محمد حسین ترمذی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف اکمل وافضل، شیخ باعمل وباکردار، عمدۃ الابرار، اشرف الاتقیاء حضرت شیخ میاں شاہ محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بن محمد اشرف علی ترمذی یکتائے روزگار زمانہ ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے تمام شیوخ میں بلند مقام کے حامل تھے اکثر شیوخ آپ کی خدمت میں حاضری دے کر استفادہ کیا کرتے تھے۔ آپ کا اصل نام غلام حسین شاہ تھا لیکن آپ کے پیر کے بیٹے کا نام بھی غلام حسین ہونے کی وجہ سے آپ نے اپنا نام محمد حسین کر دیا۔ البتہ شہرت آپ کی غلام حسین شاہ کے نام سے ہی ہوئی۔ انوار العارفین میں ان کا تذکرہ محمد حسین کے نام سے ہے۔ آپ کے والد گرامی حضرت سید محمد اشرف علی ترمذی علیہ الرحمۃ صحیح النسب سادات سے تھے۔ اور شہر ترمذ کے رہنے والے تھے کہ ہجرت کر کے شاہجہان آباد دہلی میں آ کر آباد ہوئے۔ آپ کے والد گرامی نے قصبہ ہوڈل میں شاہ قطب الدین خلیفہ محمد زبیر بن محمد نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

آپ حضرت سید شاہ محمد حسین ترمذی چشتی صابری نے ابتدائی تعلیم وتربیت والد گرامی سے مکمل کی اور ریاضت ومجاہدات واشغال باطن میں مشغول رہے۔ پھر حضور قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر بغرض زیارت مہروی تشریف لے گئے اور وہاں سے اجمیر شریف حضور غریب نواز کی بارگاہ میں چھ ماہ تک اقامت گزیں رہے۔ پھر دوبارہ ۱۲۵۰ھ میں اجمیر شریف تشریف لے گئے تو ایک رات خواجہ بزرگ حضور غریب النواز سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور غریب نواز پاک نے اپنے دست مبارک پر شرف بیعت بخشا۔ بس اس روز کے بعد سے حضور غریب النواز کی نظر التفات آپ پر جلوہ گر رہی۔ پھر حضور غریب النواز کے باطنی اشارہ پر آپ شاہجہان آباد دہلی تشریف لائے۔ وہاں پر نور محمد نامی درویش جو کہ حضرت شیخ عبدالکریم المعروف مُلّا اخوند فقیر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا مرید تھا اس کی زبان سے حضرت شیخ عبدالکریم کے اوصاف حمیدہ اور کمالات باطنیہ سن کر شوق قدمبوسی پیدا ہوا اور شہر رامپور پہنچ کر حافظ عبدالرحمٰن کے ہمراہ حضرت شیخ عبدالکریم المعروف ملا اخوند فقیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جو کہ حضرت شاہ عنایت اللہ بہلول پوری کے مرید وخلیفہ تھے اور وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت میراں سید بھیکھ کے۔ آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد تکمیل مجاہدات مرشد کامل نے خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد مجاز بنایا۔ آپ کے کئی مرید تھے۔ ان میں سے شاہ جی عبداللہ شاہ آپ کے خلیفہ ہوئے اور آپ کی درگاہ کے سجادہ نشین ہوئے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال آٹھ ربیع الثانی ۱۲۲۸ھ بمطابق ۱۸۱۳ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار محلہ بغیہ محلات مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت شیخ خیرالدین المعروف خیراشاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے طریقت، ماہتاب شریعت، واقف اسرار رموز معرفت وحقیقت حضرت شیخ خیرالدین چشتی صابری المعروف خیر شاہ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے زمانہ اور صاحب کشف وکرامات بزرگ ہوئے ہیں۔

آپ حضرت شیخ سلیم چشتی لاہوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔ حضرت شیخ محمد سلیم مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ محمد صدیق لاہوری چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ محمد عارف لاہوری چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ جان اللہ لاہوری چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری ثمہ تھانیسری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تھے۔

آپ حضرت شیخ خیرالدین چشتی صابری عرف خیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ جذب وجد اور سماع میں یگانہ روزگار تھے۔ لنگر آپ کا ہر ایک کیلئے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ محفل سماع تسلسل کے ساتھ اور مسلسل ہر روز سنتے تھے۔

جس کی وجہ سے علمائے ظواہر وخوارج آپ کی مخالفت کے درپے ہو گئے۔ مگر بری طرح ناکام ہوئے اور شرمندہ ہو کر معافی مانگنے لگے۔

آپ سخاوت، زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت اور مجاہدہ میں بے مثال تھے۔ وقت کے علمائے حق اور مشائخ میں آپ کا مقام اور مرتبہ بہت بلند تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۹ ذی الحج ۱۲۲۸ھ بمطابق ۱۲ دسمبر ۱۸۱۳ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار لاہور میں آپ کے مرشد کامل حضرت شیخ محمد سلیم صابری کے احاطہ میدان زین خان بیرون موچی دروازہ عقب کوٹھی خان بہادر ڈپٹی برکت علی خان میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت سیّد صابر علی شاہ عرف شاہ صابر بخش چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل وافضل، ولی ابن ولی، پروردۂ آغوش ولایت، فخر السادات دہلی حضرت سید صابر علی شاہ المعروف شاہ صابر بخش چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۱۷۴ھ کو ولی العصر حضرت شیخ سید نصیر الدین شاہ کے گھر دہلی میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب معروف صوفی بزرگ اور روحانی پیشوا حضرت سید شیخ محمد سلیم چشتی علیہ الرحمۃ سے اس طرح ملتا ہے۔ سید صابر علی بن سید نصیر الدین شاہ بن شاہ غلام سادات چشتی بن شیخ عبدالواحد عرف نواب بشارت خان برادر حقیقی قطب العارفین حضرت شیخ محمد سلیم چشتی علیہم الرحمۃ اور سلسلہ طریقت آپ کا اس طرح ہے کہ سید صابرؔ علی شاہ جو مرید وخلیفہ وسجادہ نشین ہیں اپنے دادا حضرت شاہ غلام سادات چشتی صابریؔ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ محمد سلیم چشتی دہلوی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ محمد ابراہیم رامپوری کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی چشتی صابریؔ قدوسی رحمتہ اللہ علیہم کے تھے۔ آپ حضرت سید صابر علی شاہ شاہ صابر بخش صابری کے نام سے معروف ہوئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ نام آپ کو اپنے دادا پیر ومرشد سے عنایت ہوا تھا۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کے خاندان کی سخاوت اور فیاضی کے ڈنکے دور دور بج رہے ہیں۔ در پہ آیا ہوا سوالی کبھی نہ لوٹا خالی۔ روزانہ آپ کی خانقاہ سے ہزاروں افراد لنگر کھا کر جاتے ہر اپنے بیگانے کی یکساں خدمت آپ کا مستقل معمول تھا۔ بے پناہ طالب علم حصول علم کے لئے آپ کی خانقاہ میں ہمہ وقت موجود رہتے۔ ان کے خرچ کا تمام انتظام والنصرام آپ ہی کی ذات والا صفات کے ذمہ تھا۔

اجرائے لنگر وانعقاد مجالس اعرائس وخدمت مساکین وخبر گیری آپ کو ورثہ میں ملی ہوئی تھی۔ سخاوت وعبادت اور ریاضت میں آپ شہرہ چاردانگ عالم میں بلند تھا۔ آپ طریقت میں چشتیہ صابریہ قدوسیہ ومشرب وجودیہ ومذہب حنفیہ ومتابعت شریعت محمدیہ رکھتے تھے۔ لاتعداد بزرگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴ ربیع الاول ۱۲۳۷ھ بمطابق ۱۸۲۱ء بعمر ۶۳ سال میں ہوا۔ مزار پُر انوار شاہجہان آباد دریا گنج دہلی میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت حافظ سید محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عمدۃ الابرار، قدوۃ الاخیار، حبیب رب کردگار، آشنائے رموز شریعت وطریقت ومعرفت حضرت حافظ سید محمد چشتی محبوب صابری رحمتہ اللہ علیہ دریائے گنج معرفت ہیں۔

آپ کی ولادت موضع ڈسکہ ہریاؤ میں ہوئی۔ اور یہی آپ کا اصل آبائی وطن ہے۔ اس جگہ مزار پُر انوار حضرت شیخ شہاب الدین عارف سابوشاہ علیہ الرحمۃ کا ہے۔ آپ حضرت شیخ محمد روشن لقب بے ریا چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

اور تمام عمر آپ نے قصبہ سنام انڈیا میں رشد وہدایت وتبلیغ میں گزاری۔ آپ انتہائی درجہ کے نیک متقی و پرہیزگار عبادت گزار پابند تہجد اور مرشد کے بتائے ہوئے ذکر واذکار پر سختی سے عمل پیرا رہتے تھے۔

آپ صاحب مجاہدہ اور صاحب کشف وکرامات بزرگ ہیں۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نماز عصر کی سنتیں ادا کرنے کے بعد فرضوں سے پہلے سر برہنہ ہوکر ایک تسبیح آیت کریمہ پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بیشک ان چار رکعتوں کے اور نماز عصر کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۶ رمضان المبارک ۱۲۴۰ھ بمطابق ۱۸۲۵ء میں مادہ تاریخ وفات۔ ''سید محمد چشتی محبوب صابری'' نکلتی ہے۔ مزار پُر انوار موضع سنام حضرت محمود نبوی علیہ الرحمۃ کے مزار سے متصل انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت سید محمد شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العاشقین، برھان الواصلین، دلیل الکاملین، قدوۃ السالکین حضرت خواجہ سید محمد شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔ آپ صحیح النسب سادات سے ہیں آپ کے اجداد میں سے لاتعداد افراد اپنے اپنے دور کے شیوخ ہوئے ہیں۔ آپ نے ظاہری و باطنی علوم کے حصول کے لئے انتھک جدوجہد کی۔ اور منزل کو پہنچے۔ بڑے بڑے سخت مجاہدات کئے اور منازل سلوک طے کیں۔ عبادت وریاضت، مجاہدات، ذکر واذکار، تہجد، دیگر نوافل، اور نماز پنجگانہ کے اہتمام کو ادائیگی میں بے مثال تھے۔ آپ کے دور کے بڑے بڑے علماء مسائل کی درستگی اور اصلاح احوال اور شریعت وطریقت کے معاملات کے حل کئے آپ کے پاس تشریف لاتے۔ سخاوت میں آپ یکتائے زمانہ ایسے کہ لوگ آپ کے لنگر اور سخاوت ودریادلی کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں تکمیل کے بعد تلاش مرشد میں آپ کو بہ قریہ بہ قریہ شہر بہ شہر پنجاب اور سرحد کے علاقوں میں پھرتے رہے۔ بالآخر آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے ملے مگر کہیں بھی تسلی نہ ہوئی دن بدن تشنگی بڑھتی رہی۔ چنانچہ آپ مرادآباد پہنچے حضرت مرشد پاکان شیخ العرب والعجم حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ الحسنی والحسینی سبزواری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے جمال با کمال کو دیکھتے ہی فریفتہ ہو گئے۔ اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ مرشد کامل نے بھی پہلی نگاہ میں کام تمام کر دیا اور منازل سلوک طے کرا کر آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز وممتاز فرمایا۔ اور پشاور کو روانہ کر دیا۔ آپ کی اپنے مرشد سے یہ پہلی اور آخری ملاقات تھی۔ آپ تمر پورہ پشاور پہنچے اور خانقاہ قائم کر کے رشد وہدایت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فروغ میں مشغول ہو گئے۔ ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ لاتعداد افراد آپ کے علم وعرفان سے مالا مال ہوئے۔ سینکڑوں دکھی دل افراد نے سکھ حاصل کیا۔ لاتعداد بیچاروں کو آپ کی روحانی توجہ سے شفا ملی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲۴۰ھ بمطابق ۵۔۱۸۲۴ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار تمر پورہ نزد ناصر پورہ پشاور صوبہ سرحد میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کا سلسلہ وفیضان حضرت پیر سید مستان شاہ صاحب صابری جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حضرت سیّد امیر الدین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، شہباز طریقت، حضرت سید امیر الدین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بروز جمعہ چار جمادی الاول ۱۱۷۴ ہجری کو قصبہ شاہ آباد ضلع انبالہ انڈیا میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت پیر دستگیر سید غلام علی شاہ سلیھانی شریف سے اپنے عقیدت مندوں میں شاہ آباد تشریف لایا کرتے تھے۔ ان دنوں آپ کے والد گرامی آپ کو لے کر حضرت پیر سید غلام علی شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یہ ہمارا لڑکا نہ دین کا ہے نہ دنیا کا۔

حضرت پیر سیّد غلام علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ دین کے کام کا تو ہوسکتا ہے اسے ہمارے سپرد کر دو۔ حضرت سید غلام علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو سامنے بٹھا کر نگاہ خاص سے توجہ بھر کر دیکھا تو آپ کے دل میں ایک خاص تعلق حضرت سیّد غلام علی شاہ علیہ الرحمۃ سے ہوگیا۔ اور رجوع الی اللہ کا مضمون دل میں سما گیا۔ اس کے بعد حضرت پیر سید غلام علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ تو سلیھانی شریف تشریف لے گئے مگر ان کے جانے کے بعد آپ کے دل کی کیفیت بدل گئی۔ طبیعت میں بے قراری نیند آنکھوں میں نہ تھی رات بمشکل کٹتی۔ صبح ہوتے ہی سلیھانی شریف پہنچے تو پیر و مرشد سے ملاقات ہوئی اور تین روز تک وہاں پر ان کے ہمراہ قیام رہا۔ تیسرے روز حضرت پیر سید غلام علی شاہ صابری دائرہ شریف حضرت قطب دوراں سید میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ کے مزار پر تشریف لے گئے تو حضرت سید امیر الدین شاہ صابری دریائے مارکندیا تک ہمراہ رہے۔ اس مقام پر حضرت پیر سید غلام علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا ٹھہرو شاہ صاحب آپ وہیں ٹھہر گئے۔ اور ایک ٹوٹے ہوئے کنویں جس میں پانی نہیں تھا میں بیٹھ کر ذکر جہر شروع کر دیا۔ تین روز کے بعد جب حضرت دائرہ شریف سے واپس تشریف لائے تو راستہ میں ذکر اللہ کی آواز سنی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سید امیر الدین شاہ ہیں۔ حضرت نے آپ کو بلوایا اور سلیھانی اپنے ہمراہ لے گئے۔ اس عرصہ میں حضرت خواجہ پیر سید غلام علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے خواب میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا۔ تو وہ فرماتی ہیں کہ میری اولاد کی حق تلفی نہ کرو۔ اس وقت ان کے دل میں خیال گزرا کہ شاید گھر اور وطن سے جدا کرنا ناپسند ہوا ہو۔ انہوں نے آپ کو حکم دیا کہ جاؤ شاہ آباد چلے جاؤ۔ آپ وہاں سے شاہ آباد تشریف لے آئے مگر طبیعت کو کہاں قرار آنا تھا کہ محبوب آنکھوں سے جدا ہوا اور جمال یار نظر نہ آئے۔ تین چار روز کے بعد پھر دوبارہ سلیھانی شریف تشریف لے آئے اور مرشد کامل کی خدمت میں حاضری دی اور ان کی زیارت سے مشرف ہو کر قرار پایا۔

اُسی رات حضرت خواجہ پیر سید غلام علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت خواب میں کی تو سرکار ﷺ نے فرمایا غلام علی امیر الدین کو تعلیم دو اور جا بجانہ پھراؤ۔

اس کے بعد سے حضرت نے آپ پر خصوصی توجہ دی اور ظاہری و باطنی تعلیم کی تکمیل کرائی اور ریاضت و مجاہدہ کروا کر درجۂ تکمیل پر پہنچا کر اپنا سجادہ نشین اور خلیفہ مقرر فرمادیا۔ اس کے بعد سے آپ کی بڑی شہرت ہوئی ہر طرف آپ کی ولایت و کرامات کے چرچے تھے۔ دور دور سے لوگ آ کر آپ سے فیض پانے لگے۔ دن رات مخلوق خدا کا ہجوم خانقاہ شریف میں رہنے لگا۔ ہر وقت آپ کی خانقاہ شریف سے ذکر جہر کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کے سامنے تمام فقرا مؤدب ہو کر بیٹھتے جبکہ آپ کا اپنا عالم یہ تھا کہ چہرے پر ہمہ وقت نقاب پڑا رہتا تھا۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ جانوروں کی بولیاں جانتے اور ان کی آواز کو سمجھتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک بھینس آپ کے پاس روتی ہوئی آئی اور عرض کرنے لگی کہ میرے مالک نے میرے چھ بچے ذبح کر ڈالے ہیں۔ جب آپ نے لوگوں کو بتایا کہ بھینس فریاد لائی ہے اور یہ کہہ رہی ہے تو لوگوں نے بھینس کے مالک سے تصدیق چاہی تو بات بالکل درست نکلی۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال بارہ جمادی الاول ۱۲۴۳ھ بمطابق ۱۸۲۷ء کو ہوا۔ مزار فیض آثار سلیمانی شریف ضلع انبالہ نزد شاہ آباد، انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت خواجہ غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی زمانہ، شیخ یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ، حضرت صاحبزادہ غلام شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ گنجینہ معرفت و حقیقت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۸۰ھ کو حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخون فقیر قطب الدارین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی دوسری اہلیہ محترمہ کے بطن مبارک سے قصبہ رام پور شریف انڈیا میں ہوئی۔ جب آپ کی عمر عزیز چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو والد گرامی نے خود علوم ظاہری کی تعلیم دینا شروع کر دی اور سات برس تک خود زیور تعلیم سے آراستہ کرتے رہے۔ بعد ازاں اپنے مرید صادق حضرت شاہ غلام حسین مراد آبادی چشتی صابری کے سپرد کر دیا۔ آپ جب تمام علوم ظاہری صرف نحو، فقہ، اصول حکمت، تفسیر و حدیث سے فارغ التحصیل ہوئے تو تلاش حق کی طرف مائل ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: جب آپ کے سینے میں عشق کی آتش بھڑکی تو آپ کو والد گرامی حضرت شاہ عبدالکریم اخون فقیر علیہ الرحمۃ نے اپنے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور ایک حجرہ میں گڑھا کھود کر اسم جلالیہ کی زکوٰۃ جس کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بیس ہزار بنتی ہے ایک سال میں پوری کی۔ اور ایک سال بعد حجرے سے باہر تشریف لائے تو والد گرامی اور شیخ طریقت کی طرف سے خرقۂ خلافت سے نوازے گئے۔ آپ نے جس حجرہ میں عبادت و ریاضت کی اس میں سے بہت عمدہ خوشبو نکلتی تھی۔ لوگ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ آپ کے والد گرامی نے اس حجرے کو بند کروا دیا۔ اور وصیت فرمائی کہ میرے وصال کے بعد مجھے اس حجرے میں دفن کرنا۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخون فقیر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کو وصیت کے مطابق اُسی حجرے میں دفن کیا گیا۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی نیک متقی و پرہیز گار تھے چھ سال کی عمر عزیز سے فرض نماز کی تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہیں ہونے دی۔ شب بھر میں دو گھنٹے سے زیادہ نہیں سوتے تھے۔ شب و روز عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے اور خادموں کو تعلیم طریقت سکھاتے۔ آپ نے عمر بھر درس و تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ آپ کا اخلاق بہت عمدہ اور مہمان نواز بہت زیادہ تھے۔ حالت یہ تھی کہ سب سے پہلے مہمانوں اور خدام کو کھانا اپنے ہاتھ سے کھلاتے۔ پھر تھوڑا سا خود تناول فرماتے۔ ماہ رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ ماہ شوال کے چھ روزے بھی تمام زندگی رکھتے رہے۔ ہر سال ماہ رمضان میں دس روز کا اعتکاف فرماتے۔ بسا اوقات پورے پورے مہینے کا اعتکاف بھی کرتے تھے۔ عشرہ محرم میں روزے رکھتے۔ ان دنوں مساکین کو کھانا کھلاتے اور شربت تقسیم فرماتے تھے۔ ہر ہفتہ میں دوشنبہ اور پنجشنبہ اور ہر ماہ چاند کی ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ کو بھی روزہ رکھتے تھے۔ ربیع الاول شریف میں یکم سے گیارہ ربیع الاول تک روزے رکھتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۷ جمادی الثانی ۱۲۴۳ھ بمطابق ۱۸۲۷ء کو رام پور شریف انڈیا میں ہوا۔ مزار پُر انوار والد گرامی کے مزار کے بالمقابل قصبہ رام پور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت الحاج شاہ عبدالرحیم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیر طریقت، رہبر شریعت، شہید راہ محبت، حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم شہید ولایتی چشتی صابری پشاور کے ایک علاقہ روہ کے سادات کے چشم و چراغ ہیں۔ سب سے پہلے آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ رحم علی جو کہ حضرت شاہ قمیص ساڈھوڑا ضلع انبالہ کی اولاد سے ہیں کہ ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعدازاں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بیعت کی غرض سے اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ امروہہ میں حضرت شاہ عبدالہادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پہلے تو تین دن تک آپ حضرت شیخ عبدالہادی صاحب کے ہاں مسجد میں مہمان رہے۔ شیخ عبدالہادی صاحب نے آپ پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اپنے حجرے سے نکل کر نماز کے لئے آتے اور نماز پڑھ کر اپنے حجرے میں تشریف لے جاتے۔ جب اسی طرح تین دن گزر گئے تو دونوں ہمراہیوں نے آپ سے کہا یہ پیر صاحب تو ایک امیر آدمی معلوم ہوتے ہیں ہماری طرف بالکل بھی توجہ نہیں کرتے۔ پھر ہم مرید ہو کر کیا کریں گے۔ لہٰذا چلو کوئی دوسری جگہ دیکھیں جہاں فقیری اور درویشی ہو۔

آپ نے فرمایا بھائی تمہیں اختیار ہے تم جا سکتے ہو میں تو اسی جگہ کا ہو کے رہ گیا۔ بالآخر وہ دونوں تو چلے گئے اور آپ حضرت شیخ عبدالہادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے سب سے پہلے تو آڑے ہاتھوں لیا اور سخت غصے کا اظہار کرتے ہوئے خوب ڈرایا دھمکایا کہ یہاں کیوں پڑے ہو جاتے کیوں نہیں؟ آپ نے عرض کیا حضرت مجھے تو سلسلہ عالیہ کے خدام میں شامل کر لیں۔ شیخ عبدالہادی نے جواب میں ارشاد فرمایا میاں میں تو ایک امیر آدمی ہوں پان چھالیہ کھاتا ہوں۔ میں بیعت کرنے کے قابل نہیں ہوں نہ ہی میں تم کو بیعت کرتا ہوں۔ جاؤ کوئی اور جگہ دیکھو۔ یہ سن کر آپ نے گردن جھکا لی اور عرض کیا حضرت مجھے تو بیعت فرمالیں۔ آخر دو چار دن کے بعد حضرت شیخ عبدالہادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کو بھی یقین کامل ہو گیا کہ یہ بیعت کے بغیر نہیں جائیں گے۔

تب ظہر و عصر کے درمیان آپ کو لے کر دریا کے کنارے پر گئے اور وہاں آپ کو بیعت کیا۔ مگر بیعت کے فوراً بعد آپ پر شدید قسم کی ہنسی کا غلبہ طاری ہوا اور اس کے ساتھ ہی حضرت شیخ عبدالہادی امام بنے اور آپ مقتدی مگر ہنسی تھی کہ ختم نہ ہوتی تھی۔ نماز کی نیت دونوں حضرات نہ کر سکے۔ بالآخر جب نماز کا وقت تنگ ہونے لگا تو بمشکل جذبات کو قابو کر کے نماز پڑھی۔ پھر چند دنوں کے بعد اپنے شیخ سے اجازت لے کر چھ ماہ تک ایک جگہ پر مقید ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ چھ ماہ کے بعد جب واپس امروہہ تشریف لے گئے تو

حضرت شیخ عبدالہادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تھا۔اس کے بعد آپ نے سید احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔

کرامت ☆: مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب ''ارواح ثلاثہ'' میں لکھا ہے کہ خانقاہ پنجسالہ میں جو تالاب ہے اس کو حضرت حاجی عبدالرحیم شہید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھوں سے کھودا تھا۔ پیر جیو محمد جعفر ساڈھوروی نے عرض کیا حضرت پہلے تمام سال تک اس تالاب میں بکثرت پانی رہتا تھا۔دوسرے تالاب سارے سوکھ جاتے تھے مگر اس کا پانی خشک ہوتا کبھی نہ دیکھا تھا۔مگر اب دس بارہ برس ہوئے کہ اس تالاب کو گاؤں والوں نے صاف کیا اور مٹی نکال کر گہرا کر دیا ہے۔اس وقت سے یہ بات جاتی رہی ہے اب تو برسات برسات پانی نظر آتا ہے اور بعد میں سوکھ جاتا ہے۔ برسات کے بعد ایک ماہ بھی پورا اس تالاب میں پانی نہیں رہتا۔حضرت نے ارشاد فرمایا ہاں جو بات اس تالاب میں تھی وہ تو جاتی رہی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۱ رمضان المبارک ۱۲۴۶ھ بمطابق ۱۸۳۱ء کو ہوا۔مزار شریف موضع اودہ پشاور صوبہ سرحد میں موجود ہے۔

منقبت در شان

حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

دکھا دو ایک جلوہ اے میری سرکار یا حافظؒ
تڑپتا ہے تمہارا طالب دیدار یا حافظؒ

چراغ چشتیاں روشن ہے مانک پور کی بستی میں
شرق سے تا غرب وحدت کے ہیں انوار یا حافظ

معین الدین شاہ خاموش نے تم سے جلا پائی
تمہارا فیض ہے دکن میں جلوہ بار یا حافظ

ملی دکن سے دولت جو طفیل حضرت خاموش
تمہارا فیض ہے یہ سب میری سرکار یا حافظؒ

پھنسی ہے میری کشتی بحر طوفان میں میرے آقا
لگا کر ایک ٹھوکر اس کو کر دو پار یا حافظ

میرے رشک مسیحا اب مسیحائی دکھا دیجیے
کہاں جائے تمہارے عشق کا بیمار یا حافظ

امیرؔ صابری کو اپنی تلچھٹ ہی پلا دیجیے
ہے یہ بھی آپ کے میخانے کا میخوار یا حافظ

از قلم: حضرت امیر بخش امیر صابری

حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہسوار طریقت، برھان شریعت، فخر الکاملین عارف ربانی، صوفی لامکانی حافظ آیات قرآنی، مرشد لاثانی، حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اپنے زمانے کے عظیم مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت بہلول پور ضلع لدھیانہ مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوئی۔ آپ طریقت وشریعت کے پابند صوم وصلوٰۃ عبادت وریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔

آپ شریعت وطریقت حقیقت ومعرفت کے اسرار ورموز سے نہ صرف واقف تھے بلکہ آنے والے طالبان حق کو بھی ان اسرار و رموز سے آشنا کرادیتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: جب آپ کو یاد خداوند کا شوق ولولہ پیدا ہوا تو پیر ومرشد کی تلاش میں گھر سے نکلے اور کوبکو پھرتے رہے۔ آخرالامر غیب سے اشارہ ہوا کہ روپڑ شریف چلے جاؤ وہاں سیّد محمد اعظم شاہ چشتی صابری روپڑی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دو جب آپ روپڑ شریف پہنچے تو حضور سیّد محمد اعظم شاہ علیہ الرحمۃ سے ملاقات کے بعد تسکین قلب حاصل ہوئی اور حضرت سیّد محمد اعظم شاہ صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

آپ کے پیرومرشد نے حسب قاعدہ تعلیم وتلقین اذکار شغل فرمائی۔ آپ نے اپنے شیوخ کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے سلوک کی منزلوں کو طے کیا اور آسمان ولایت کے آفتاب بن گئے۔ مجاہدہ وریاضت کی تکمیل کے بعد آپ کے مرشد نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کر دیا۔ اس کے بعد آپ کچھ عرصہ مرشد کی خدمت میں مزید رہ کر سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد جلد ہی مانکپور شریف جو روپڑ شریف سے بارہ میل دور جو راجپوتوں کی بستی ہے۔ آپ کی برکت ونسبت سے یہ گاؤں مانک پور شریف کے نام سے موسوم ہوا، بعدازاں سرکاری کاغذات میں بھی مانک پور شریف ہی درج ہوا۔ میں بھی مانک پور شریف ہی درج ہوا۔ آپ نے آخری وقت تک اس جگہ کو رونق بخش کر ابدالآباد اس کا نام زندہ کر دیا۔ میں قیام پذیر ہو گئے۔ اور مخلوق خدا کی رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا اور

ہزاروں طالبان حق کو خدا رسیدہ بنا دیا۔ آپ کی عجب شان محبوبیت تھی کہ جس پر ایک مرتبہ نظر فرماتے وہ تمام عمر کے لئے آپ ہی کا ہو کر رہ جاتا اور یاد خدا میں مست ہو جاتا۔ اکثر حضرات آپ کی توجہ باطنی سے مجذوب ہو کر اپنی نمود کو دم واپسی تک بھول جاتے، حضرت سائیں کریم شاہ اور محمد شاہ جن کا مزار دریائے مارکنڈہ کے کنارے واقع ہے یہ آپ ہی کی توجہ باطنی سے مجذوب ہوئے تھے۔

عبادت و ریاضت ☆: آپ ہمیشہ رات کے وقت اپنے مریدین کے ساتھ بیٹھ کر ذکر جہر فرماتے تھے۔ جو مرید یا درویش حلقہ سے غائب ہوتا وہ صبح اشتراق کے بعد جب قدم بوسی کے لئے آتا تو آپ سختی سے باز پرس فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کیا وجہ ہے کہ آج حلقہ ذکر جہر میں نہیں آئے۔

آپ کے روزانہ کے معمولات یہ ہیں کہ آپ روزانہ صبح اشراق کے بعد درس حقائق و معارف دیا کرتے تھے۔ اور نماز ظہر کے بعد سوا لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ اور سوا لاکھ بار اسم ذات پڑھا کرتے تھے۔ اور رات کے وقت حلقہ ذکر جہر ہوا کرتا تھا۔ الغرض صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک آپ کی خانقاہ کے در و دیوار سے اللہ اللہ کی آوازیں نکلتی تھیں۔ اور خانقاہ شریف پر تجلیات الٰہی کا ایک خاص جلوہ نظر آتا تھا۔

موضع مانکپور ضلع انبالہ کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو کہ راجپوتوں کی آبادی سے بھرپور ہے۔ اگرچہ وہ گاؤں چھوٹا سا تھا مگر حضور قبلہ حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کی وجہ سے اس گاؤں نے بڑے پیمانے پر شہرت حاصل کی۔

وہاں کے راجہ نے آپ کو گاؤں کی زمین الاٹ کرنا چاہی مگر آپ نے قبول نہ کی۔ آپ کے پاس تحفے تحائف اور فتوحات کثرت سے آتیں۔ مگر آپ اسے اپنے پاس نہ رکھتے بلکہ خانقاہ شریف کے لنگر میں خرچ فرما دیتے اور غریبوں اور مسکینوں، بیواؤں اور یتیموں پر خرچ کر دیتے تھے۔

حضرت سیّد میراں شاہ بھیکھ سے محبت ☆: آپ اویسی حضرت قطب الاقطاب سیّد میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ سے ہیں۔ حضرت سیّد میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ سے باطنی طور پر خصوصی محبت اور تعلق تھا۔ آپ کے خلیفہ حضرت عارف باللہ مولانا سیّد امانت علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے متعدد بار حضرت حافظ موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ میراں جی یہ کام نہیں ہوا جو کام بن پڑا آپ مدد کے لئے حضرت سیّد میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ کو پکارتے تھے۔

رئیس مراد آباد کا وسوسہ ☆: رئیس مراد آباد عباس خان جو آپ کا مرید تھا۔ ایک روز حضرت حافظ صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں حضرت حافظ موسیٰ صاحب کا مرید ہو گیا ہوں۔ مگر فائدہ کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ یہ وسوسہ رئیس مراد آبادی کے دل میں آیا ہی تھا کہ بدن میں جنبش سی پیدا ہو گئی۔ اور اس قدر جنبش غالب ہوئی کہ بے ہوش ہو گئے۔

جب ہوش میں آئے تو کسی نے پوچھا کہ کیا ہوا تھا۔ تو رئیس مراد آباد نے جواب دیا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرے سر کے سامنے تکیہ رکھا ہوا ہے اور میں بے ہوشی میں سر زمین پر مار رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنی غلطی کی آپ سے معافی چاہی۔ اور تائب ہو کر شرمندہ بھی ہوا حضرت حافظ صاحبؒ نے بھی معاف کر دیا اور تلقین کر دی کہ آئندہ اس قسم کا خیال کبھی دل میں نہ لانا۔

ایک مشہور واقعہ ☆ : ایک کتا جس کا نام حضرت نے کلوا رکھا تھا۔ حضور حافظ صاحب کی خانقاہ شریف کے دروازے پر رہتا تھا۔ لنگر خانہ سے مثل درویشوں کے اس کا کھانا بھی مقرر تھا۔ آٹھ پہر آستانہ مبارک پر پڑا رہتا تھا۔ اتفاقاً ایک عرصہ کے بعد ماہ کاتک میں کتا کہیں باہر چلا گیا۔ حضور نے بھنڈاری سے پوچھا کلوا کہاں ہے۔ عرض کیا حضور کتوں کا موسم ہے کتیوں کے ساتھ پھر رہا ہوگا۔

آپ نے سن کر فرمایا کہ اب اس کو یہاں نہ آنے دینا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ کلوا کتا آ گیا۔ اور خانقاہ شریف کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ آپ کو جب اس کی آمد کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا۔ میاں کلوا یہاں سے چلے جاؤ اس واسطے کہ تم دوسرے کی مادہ سے خراب ہوئے ہو اور دوسرے کتوں سے لڑ کر زخمی بھی ہوئے ہو۔

چنانچہ کتا شرمندہ ہو کر فوراً خانقاہ کے دروازے سے چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے خدام سے فرمایا۔ دیکھو اور تلاش کرو کلوا کہاں ہے۔ ہر چند لوگوں نے اس کو تلاش کیا۔ اس کو نہ پایا شام کے وقت ایک درویش نے دیکھا کہ تالاب کے کنارے کیچڑ میں سر پھنسا کے مر گیا۔ خدام نے یہ حال دیکھا تو حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ سفید کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو چنانچہ باغ میں دفن کر دیا گیا۔

نوٹ ☆ : یہ واقعہ مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے جو کہ بعینہ نقل ہے۔

جبکہ فقیر راقم الحروف نے اس واقعہ کو اپنے مرشد تربیت و عم محترم حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی زبان ترجمان سے بھی مکمل طور پر بارہا سنا ہے مگر اس میں فرق صرف اتنا ہے جب آپ کے کہنے پر وہ کتا شرمندہ ہو کے خانقاہ کے دروازے سے چلا گیا تو حضرت قمر المشائخ فرماتے ہیں کہ اس کتے نے آپ کے لنگر خانے والے کمرے کی باہر کی جانب نالی میں اپنا منہ ڈال دیا۔ جس کی وجہ سے نالی بند ہوگئی کمرے میں پانی آ گیا لانگری نے نالی کھولنے کے لئے جب ڈنڈا اس سوراخ میں مارا اور بار بار مارا تو اس نالی سے خون نظر آیا وہ فوراً دوڑتا ہوا حافظ مانکپوری کی خدمت میں پہنچا ماجرا عرض کیا تو آپ بذات خود باہر کی جانب گئے اور کیا دیکھا کہ وہ کتا نالی میں منہ دیئے ہوئے مر چکا ہے اور یہ خون اسی کتے کا خون تھا اس کے منہ سے ڈنڈا لگنے کی وجہ سے بہا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ کلوا غیرت مند تھا کہ دروازے پر ہی تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

کشفی ادراک ☆ : ایک روز حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرید خاص و خلیفہ حضرت پیر شاہ کی طرف توجہ

فرما کر صرف ہمت کرنے لگے۔ چونکہ آپ کی ظاہری نظر بوجہ ضعیفی کے کمزور تھی۔ مولوی امانت علی شاہ جو کہ آپ کے خلفاء میں سے ہیں وہ بھی حضرت پیر شاہ کے برابر بیٹھ کر نسبت کو اپنی طرف اخذ کرنے لگے۔ ایک ساعت کے بعد حضرت حافظ صاحب نے پیر شاہ سے پوچھا کہ تمہارے ہمراہ کوئی اور بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ حضور مولوی امانت علی شاہ صاحب ہیں۔ مولوی امانت علی شاہ صاحب کی خاطر حضرت حافظ صاحب خاموش ہو گئے اور کچھ نہ کہا۔

آپ کے خلفاء☆: آپ کے مشہور و معروف خلفا یہ ہیں۔ جن سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جاری ہوا۔ جن میں حضرت سیّد شاہ معین الدین حسینی المعروف حضرت شاہ خاموش چشتی صابری حیدر آباد دکنی مولوی میر سیّد امانت علی شاہ امروہی حاجی اکبر شاہ امروہی حاجی غلام علی شاہ امروہی حافظ شاہ محمد حسین المعروف حافظ بانکے صاحب جے پوری جن کا مزار جے پور میں ہے۔ مولوی خواجہ عبداللہ صاحب مولوی خواجہ حسین بخش امروہی اور حضرت پیر شاہ صاحب کا مزار شریف بھی مانکپور میں ہے۔ آپ کے تمام خلفاء میں سے حضرت سیّد شاہ معین الدین چشتی المعروف حضرت شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سیّد امانت علی شاہ صاحب امروہی رحمتہ اللہ علیہ زیادہ مشہور ہیں۔

مولانا سیّد امانت علی شاہ عارف کامل وشیخ کامل تھے۔ ابتدا ہی سے آپ زیور تقویٰ اور پرہیزگاری سے آراستہ ہے۔ آپ نے علوم ظاہری دہلی میں حاصل کئے۔ اور طریقت کے آداب شروع ہی سے حضرت سیّد شاہ غلام حسین شاہ سے سیکھے تھے۔ مگر چونکہ آپ کی استعداد غالب تھی۔ اس کے بعد حسب الارشاد حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب مانکپوری کی تعلیم کے بعد اسم ذات کی ورزش کو خوب ریاضت اور محنت سے ادا کیا۔ بعد میں اس مجاہدے اور ریاضت کے فارغ ہونے پر حضرت حافظ نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور اپنے تمام خدام پر ممتاز کر دیا۔

خانقاہ شریف میں جب بھی کوئی مجلس یا محفل ہوتی جس کو بھی جہاں جگہ ملتی وہ وہیں بیٹھ جاتا۔ مولانا سیّد امانت علی شاہ صاحب کے واسطے حضرت حافظ صاحب نے اپنے برابر تخت بچھا دیا تھا۔ اس پر بٹھاتے۔

برھمن بھی فیض یاب ہوتے ہیں☆: آپ کے آستانہ کے نزدیک برہمنوں کا گھر تھا، ایک مرتبہ انہوں نے عرض کی حضور ہمیں بھی کچھ عطا ہو جائے، آپ نے فرمایا کہ دور دور سے پھوڑے پھنسیوں والے تمہارے پاس آیا کریں گے، نیم کے درخت کی ٹہنی ہلا دیا کرنا شفایاب ہو جایا کریں گے۔ چنانچہ آج تک ہفتہ کی شام کو دور دور سے مریض آپ کی درگاہ میں آتے ہیں۔ اور اتوار کی صبح کو تندرست ہو کر چلے جاتے ہیں، شفا پانے والے مریض ان برہمنوں کی خدمت میں نذرانے پیش کرتے ہیں۔

آپ کا وصال باکمال☆: ایک مرتبہ حضرت سیّد امانت علی شاہ اور حضرت سیّد معین الدین شاہ المعروف خاموش رحمتہ اللہ

علیہ حیدر آباد دکن حضرت عبداللہ تھانیسری حضرت شاہ جی جان اللہ شاہ صاحب خانپوری اور حاجی مسکین شاہ صاحب سے حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم میں سے کون سا ایسا شخص ہے کہ جو میری جگہ بیٹھے اور خانقاہ و تعلیم تربیت کا کام اپنے ذمہ لے۔ یہ سوال سن کر تمام حضرات نے اس پر اظہار عذر کیا۔ آخر الامر حضرت پیر شاہ کو منتخب فرمایا گیا۔ اس بات پر تمام درویش بھی رضامند ہو گئے کیونکہ حضرت حافظ صاحبؒ جب بیمار تھے۔ تو پیر شاہ نے بیماری میں حضرت حافظ جی کی بہت خدمت کی تھی۔ اس لئے حضرت پیر شاہ کو اس کا حقدار سمجھا گیا۔

بالآخر ۱۶ رمضان المبارک ۱۲۴۷ھ بمطابق 1831ء بروز یکشنبہ بوقت ظہر آپ نے اس دنیائے فانی کو خیر باد کہا۔ مزار شریف مانکپور ضلع انبالہ میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے وصال کے بعد تمام خلفاء اور درویشوں نے حضرت پیر شاہ کو سجادگی کی دستار بندی کی اور مسند پر بٹھا دیا۔ آپ کا مزار پُر انوار کی عمارت ۲۵ بیگھ زمین کے رقبہ پر 80 فٹ بلند بنی ہوئی ہے۔ بلند چبوترے پر مزار کے آگے چار منزلہ ڈیوڑھی اور اس کے آگے پختہ تالاب ہے، جبکہ مزار شریف کے احاطہ میں ہی شمال مشرقی کونے کی جانب مسجد بنی ہوئی ہے۔ آپ کے مزار کے قریب چار منزلہ ڈیوڑھی اور تالاب کے بارے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے مرید محمد شاہ صاحب نے دریائے مارکندہ میں ڈیرہ لگایا ہوا تھا، جہاں سے حضرت میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحم کا مزار ٹھسکہ ضلع کرنال میں ہے۔

ایک دن کسی شخص نے حضرت محمد شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ حضرت جی ٹھسکہ میں میراں جی کا مزار بڑا عالی شان بن رہا ہے، آپ بھی اپنے پیر کا مزار شاندار بنا دیں، جواب میں محمد شاہ نے کہا کہ خدا نے چاہا تو شاندار ہی بنے گا۔ اسی دُھن میں عرض کی اے خداوندا میری لاج رکھنا، اس دوران محمد شاہ ریت سے کھیل رہے تھے، قدرت خدا کی اُسی لمحے ریت میں سے سونا ملنا شروع ہو گیا۔ اس کے بعد سے محمد شاہ صاحب اس ریت سے سونا نکال کر فروخت کرتے اور تمام روپیہ آپ کے مزار کی تعمیر پر خرچ کرنے جب ضرورت ہوتی ریت میں ہاتھ ڈال کر سونا نکال کر فروخت کرتے جاتے حتیٰ کے چار منزلہ ڈیوڑی اور آگے پختہ تالاب تعمیر ہو گیا۔ تقریباً دو سو برس کے قریب ہونے کو ہیں کہ وہ ڈیوڑھی اور تالاب اسی آب و تاب اور شان و شوکت سے قائم ہیں، جبکہ کسی نے ابھی تک سفیدی بھی نہیں کرائی۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت میاں جی شاہ نور محمد جھنجھانوی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، پیکر عشق ومحبت، ولی العصر، عالم ربانی حضرت میاں جی شاہ نور محمد جھنجھانوی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے عظیم بزرگوار حضرت شیخ شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے اور قصبہ جھجھانہ کے رہنے والے ہیں۔

آپ اپنے زمانے صوفی منش سادہ طبعیت کے مالک اور مجسمہ حسنات تھے۔ آپ کی تمام عمر سادگی۔ نماز روزہ کی پابندی۔ کثرت نوافل اور عبادت اور ریاضت میں گذری۔ آپ ترک تجرید میں یکتا مقام رکھتے تھے۔ بناوٹ، ظاہرداری، ریاکاری سے سخت نفرت بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو چھپاتے تھے کسی پر اپنا راز ظاہر نہ فرماتے تھے۔ آپ قصبہ لوہاری میں بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے تھے۔ اسی سلسلہ میں اپنی ولایت کو چھپائے رکھا۔ عرصہ تیس برس تک آپکی تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہیں ہوئی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم ولایتی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوکر درجہ کمال کو پہنچے۔

کشف وکرامات ☆: ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت میاں حاجی نور محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے حجرے میں جھانک کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوئے پڑا ہے۔ مجھے دیکھ کر تمام اعضاء یکجا ہوگئے اور آپ اٹھ بیٹھے اور مجھے بلا کر فرمایا کہ اس بات کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک دفعہ ایک سادھو نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کو اکیسر دی اور کہا کہ اس سے آپ لنگر کا انتظام کریں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جب اس نے دوسری بار پھر تیسری بار اصرار کیا تو آپ نے ایک ڈھیلا اٹھا کر سامنے دیوار پر مارا جس سے ساری دیوار سونے کی ہوگئی۔ یہ دیکھ کر سادھو نے کہا ٹھیک ہے اب میں سمجھا کہ اسی وجہ سے تو میاں جی کو اکیسر کی ضرورت نہیں ہے۔

کرامت نمبر۳ ☆: کتاب ارواح ثلاثہ میں مولوی اشرف علی تھانوی کی تحریر ہے کہ ایک مرتبہ ایک صاحب کشف جھجھانہ تشریف لائے اور میاں جی کے مزار پر حاضر ہوئے اور بعد میں انہوں نے کہا کہ افسوس کس ظالم نے ان کو امام سید محمود رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس دفن کر دیا ہے۔ یہ یہاں ادب کی وجہ سے اپنے انوار روکے ہوئے ہیں۔ اگر کسی ویرانے میں ان کا مزار ہوتا تو دنیا ان کے

انوار سے جگمگا جاتی۔ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انکی ہڈیاں نکال کر دوسری جگہ دفن کر دیتا۔ پھر ان کے انوار و برکات کا مشاہدہ ہوتا۔ یہ روایت بھی آپ کے حوالے سے مشہور ہے کہ جو حالت شیخ منصور حلاج پر وارد ہوئی تھی اور انا الحق کہہ اٹھے تھے۔ وہی حالت آپ پر بھی چھ مہینے تک طاری رہی۔ لیکن کسی کو خبر نہ ہونے دی اور بچوں کو قرآن پڑھاتے رہے۔

آپکے خلفائے نامدار☆: آپکے خلفائے نامدار کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر چشتی صابری، حضرت شیخ پیر محمد محدث تھانہ بھون چشتی صابری، حضرت حافظ محمد ضامن شہید، حضرت مولانا فتح محمد فاروقی، حضرت شیر محمد خان لوہاروی، حضرت سید محمد امیر جھنجھانوی حضرت شیخ برکت علی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

وصال باکمال☆: آپکا وصال باکمال چار رمضان المبارک ۱۲۴۹ ہجری بمطابق ۱۸۳۴ء کو ہوا۔ مزار پر انوار قصبہ جھنجھانہ ضلع سہارنپور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شاہ جی حسام الدین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: فنافی اللہ وفنافی الرسول، فنافی المرشد، شیخ یگانہ حضرت شاہ جی حسام الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ قطب الاسلام ہیں۔ آپ حضرت شیخ العرب والعجم خواجہ سید محمد حسین شاہ مرادآبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ (مذکورہ بالا) کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تو دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ نوجوانی کی عمر تھی ہمہ وقت شیخ کی خدمت میں مصروف رہتے۔ شب و روز ذکر خدا میں مست و مستغرق رہتے۔

حالت یہاں تک بنی کے صحرا میں نکل جاتے اور اکیلے ہی جنگل بیاباں میں ذکر و کفر میں مست و مخمور رہتے۔ فقراء اور مساکین سے پیار محبت آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ اکثر فقراء آپ کے دروازے پر حصول فیضان کے لئے پڑے رہتے۔ آپ کو اپنے شیخ کامل سے خصوصی عشق و محبت تھا۔ ایک دن آپ نے خواب میں اپنے مرشد حضرت خواجہ سید محمد حسین مرادآبادی علیہ الرحمۃ کو کہیں جاتے ہوئے دیکھا تو روک کر پوچھا حضور اس قدر جلدی جلدی قدم اٹھائے کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ تو مرشد کامل نے فرمایا کہ مولوی غلام جیلانی بلاسپوری کا جہاز غرق ہو رہا ہے اسے نکالنے جا رہا ہوں۔ بات آئی گئی ہوگئی۔

چند دن کے بعد ایک شخص رام پور میں آیا۔ اور اس نے کہا کہ مولوی غلام جیلانی کا جہاز غرق ہو گیا تھا کہ اُن کے پیروں نے جہاز نکال دیا۔

پھر مولوی غلام جیلانی صاحب تشریف لائے تو ملا اخوند امام الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ تو مولوی غلام جیلانی نے جہاز غرق ہونے اور مرشد کامل کا جہاز نکالنے کا واقعہ سنایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۸ محرم الحرام ۱۲۵۰ھ بمطابق ۱۸۳۴ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار انڈیا میں بھٹ پورہ نزد قصبہ بلاسپور جو کہ رام پور سے دس میل کے فاصلے پر واقع ہے میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شاہ علی محمد چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فردِ حقیقت، مرد میدان معرفت، محبوب حق حضرت شاہ علی محمد چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ عارف زمانہ اور حقیقت ومعرفت میں یگانہ اور ممتاز تھے۔

آپ حضرت عبدالکریم بہ معروف اخوند فقیر چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور عبادت وریاضت زہد وتقویٰ اختیار کر کے منازل سلوک طے کیں اور مرشد کامل سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فروغ اور ترا ویج کے لئے بہت محنت شاقہ کی اور آپ کی وجہ سلسلہ عالیہ کو عافی شہرت ودوام ملا۔

آپ قوت باطنیہ کے علاوہ قوت ظاہریہ بھی رکھتے تھے۔ مددعلی پہلوان جو قوت میں بہت مشہور وشہہ زور تھا۔ وہ آپ کی قوت کو بیان کرتا ہے کہ میں نے آزمائش کے لئے اپنا ہاتھ آپ کے آگے کیا۔ آپ نے میری ساعد یعنی کلائی کو دو انگلیوں سے پکڑ کر دبایا تو میں آپ کی گرفت کی تاب نہ لا سکا۔ اور عرض کیا میاں صاحب میرا ہاتھ چھوڑ دو ورنہ ٹوٹ جائے گا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال گیارہ جمادی الاول ۱۲۵۰ھ بمطابق ۱۸۳۴ء کو موضع پیلی متصل رامپور ضلع سہارنپور یوپی انڈیا میں خاص وعام ہے۔

حضرت شیخ اللہ بخش سنامی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات وکمالات، منبع فیوض وبرکات ومعرفت شیخ یگانہ حضرت شیخ اللہ بخش سنامی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ زبدۃ الاصفیاء ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت قصبہ لوہارو ریاست پٹیالہ انڈیا میں ۱۱۸۶ھ کو ہوئی۔

علم ظاہری کی تعلیم حضرت شیخ شہاب الدین المعروف سابو شاہ قادری شطاری سے ڈسکہ میں حاصل کی اور طریقہ قادریہ شطاریہ میں مرید ہونے کے بعد ان سے اجازت حاصل کر کے سنام میں آ کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

اور بعد ازاں حضرت حافظ سید محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ اپنے مریدوں کی تربیت و تعلیم میں اس قدر مہارت رکھتے تھے کہ قوت باطنی سے ایک ہی لحہ میں سالک کو ادنیٰ مقام سے بلند درجہ کے مقام پر پہنچا دیتے تھے۔ محفل سماع آپ بڑے ذوق وشوق سے سنتے تھے۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۲۰ ربیع الاول شریف بروز جمعہ بعمر ۶۸ برس ۱۲۵۴ھ بمطابق ۱۸۳۸ء کو ہوا۔ مزار پر انوار قصبہ سنام انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سندالکاملین، برهان الواصلین، امام العارفین، زبدۃ السالکین حضرت خواجہ مولانا حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی چشتی صابری رامپوری رحمتہ اللہ علیہ معدن اسرار ہیں۔ آپ قوم سے افغان ہیں آپ کے جدامجد افغانستان سے ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے اور رامپور میں سکونت اختیار کی۔ آپ کا مقام اپنے زمانے کے تمام مشائخ میں بلند و بالا ہے بڑے بڑے اہل علم مسائل کے حل کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے مرشد کے اعاظم خلفا سے ہیں۔ حضرت ملاں اخون فقیر عبدالکریم چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے اکثر مریدین خلفاحتیٰ کے پسران ملا اخون رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ سے تعلیم باطنی حاصل کی۔ حضرت ملاں اخون کے تیسرے صاحبزادے حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ سے تربیت حاصل کر کے آپ کو اپنا پیر صحبت تسلیم کیا ہے اور شجرہ شریف میں پہلے نام آپ کا لیتے ہیں اور پھر بعد ازاں اپنے والدگرامی حضرت شاہ عبدالکریم کا نام نامی اسم گرامی کا ورد کرتے ہیں۔

حضرت شاہ محمد حسین اور شاہ غلام حسین ☆: حضرت شاہ محمد حسین مراد آبادی علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت شاہ عبدالکریم اخون علیہ الرحمۃ کا اصل نام شاہ غلام حسین ہے انہوں نے اپنے مرشد کے صاحبزادے جناب شاہ غلام حسین کے اسم گرامی یک وجہ سے اپنا نام شاہ غلام حسین کی بجائے شاہ محمد حسین مراد آبادی تبدیل کر لیا تھا۔ حضرت شاہ محمد حسین نے اپنے دست مبارک سے حضرت حافظ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کی فرمائش پر شجرہ شریف ترتیب دیا۔ جیسا کہ انوار العارفین کے مصنف حضرت حافظ محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں۔

شجرہ منظومہ مع تاریخ فوت حضرات چشتیہ تصنیف خاص وبدستخط خاص آنحضرت شاہ محمد حسین نوشتہ دیدم کہ درآں مینو پسند تمام شد شجرہ طیبہ پیران چشت اہل بہشت قدس اسرارھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ راقم افقر احقر گنہگار محمد حسین سرہندی قدوسی پیش از عصر بفرمائش حافظ عبدالرحمٰن صاحب

اس تمام عبارت سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحب کا اپنے تمام پیر بھائیوں میں بہت بلند مقام تھا۔

آپ اپنے پیرومرشد حضرت ملا فقیر اخوند شاہ عبدالکریم چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خانقاہ معلّٰی رام پور شریف کے ایک حجرے میں مقیم رہتے تھے۔ اکثر و بیشتر مشائخ و صوفیاء و مستان آپ کے حجرہ مبارکہ میں مصروف عبادات و مراقبہ رہنا بہت پسند کرتے تھے۔

آپ کے حالات کتابوں میں ناپید ہیں۔ رامپور سے چھپنے والی کتاب ''تذکرہ کاملان رامپور'' میں بھی آپ کے حالات نہیں ملتے۔ حالانکہ اکثر بزرگان دین نے آپ سے ظاہری و باطنی فیضان حاصل کیا ہے اور آپ کا مزار پُر انوار بھی قصبہ رامپور شریف میں ہی مرجع خاص و عام ہے۔

صاحب انوار العارفین نے اپنی کتاب میں مختلف جگہ چند الفاظ میں آپ کا ذکر خیر کیا ہے جس سے یہ الفاظ شمیم ولایت کے مصنف ابو مظہر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ العالی نے نقل کئے ہیں۔

نوٹ ☆: شمیم ولایت میں اس مقام پر غلطی سے سید محمد حسین ترمذی المعروف غلام حسین شاہ مراد آبادی کو صوفی محمد حسین مراد آبادی سے ملا دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ سید محمد حسین عرف غلام حسین شاہ ۱۸۱۳ء میں فوت ہوئے ہیں جبکہ صوفی محمد حسین ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ مصنف انوار العارفین نے صوفی محمد حسین کا اپنی کتاب میں کہیں تذکرہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ اس وقت لڑکپن میں تھے اور ولایت کے درجے پر نہیں آئے تھے۔ البتہ ان کے پیر حافظ علی حسین صاحب کا تذکرہ ''انوار العارفین'' میں ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۵ رمضان المبارک کو ہوا۔ سن وصال نہیں مل سکا۔ تاریخ وصال مسلمہ ہے۔ اس تاریخ کو پوری دنیا میں آپ کے عقیدت مند آپ کا عرس مناتے ہیں۔

حضرت خواجہ ظہور الحسن فاروقی اوہی علیہ الرحمۃ نے بقول صاحب انوار العارفین ایک درویش خدمت علی صاحب مرحوم کا واقعہ نقل کیا ہے جو سن بارہ سو پچاس ہجری رونما ہوا ہے۔ اس واقعہ کے بعد جناب ظہور الحسن شاہ صاحب شاہ جہاں پور میں تشریف لائے اور شاہ نور محمد نامی درویش جو حضرت اخوند ملاں فقیر کا مرید تھا سے ملاقات فرمائی اس کے بعد رام پور تشریف لائے اور حضرت حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک میں قیام پذیر ہوئے۔ اور قبلہ حافظ صاحب سے درویش مذکورہ کا تذکرہ کیا تو حافظ صاحب نے فرمایا کہ ''ایں درویش را در حجرہ خود جا دہید ایں فقیر ہر روز در خدمت شیخ حاضر میشد''

اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حافظ صاحب ۱۲۵۲ھ تک اس عالم ناسوتی میں موجود تھے۔ اغلب خیال ہے کہ آپ کی وفات ۱۲۵۵ھ بمطابق ۱۸۳۹ء کے قریب قریب ہوئی ہو۔ واللہ اعلم

حضرت مخدوم شاہ محمد حسین رامپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ مصنف ''تواریخ آئینہ تصوف'' نے لکھا ہے کہ حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۹ صفر ۱۱۸۷ھ جمعہ کے دن بعد از نماز جمعہ بمقام رامپور حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے خرقہ خلافت پایا۔

حضرت مولانا محمد حسن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے کاملین، برھان الواصلین، زبدۃ المحدثین، حضرت محمد حسن صاحب چشتی صابری المعروف مولانا محمد بخش صاحب رامپوری اٹھارہ برس کی عمر شریف میں حضرت امام علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر دولت بیعت سے مشرف ہو گئے تھے۔ اور ایسا تعلق پیدا ہو گیا تھا کہ کسی وقت اپنے پیرو مرشد سے جدا ہونا گوارا نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت امام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ تہجد کی نماز پڑھنے کے واسطے گھر سے نکلتے اور مسجد میں جاتے تو مولانا محمد حسن رحمتہ اللہ علیہ کو دروازے کے باہر کھڑا ہوا پاتے۔

ایک روز شاہ امام علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ تیرا ہے اب تم دہلی جاؤ اور علوم عربیہ حاصل کر کے آؤ۔ آپ سنتے ہی حکم بجالائے اور علوم عربیہ حاصل کر کے آؤ۔ آپ سنتے ہی حکم بجالائے اور دہلی پہنچ کر مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ مگر اس عرصہ میں اذکار و اشغال کے سلسلہ میں بھی کمی نہیں آنے دی۔ مولانا مملوک علی صاحب آپ کے حالات دیکھ کر آپ کا ادب کرتے تھے اور نہایت معتقد تھے۔ مکان علیحدہ دے دیا تھا۔ دہلی کے اکثر درویش آپ کے پاس آتے تھے۔ جو واقعہ کالج اور مدرسہ کے متعلق پیش آنے والا ہوتا تھا۔ آپ مولانا مملوک علی کو پہلے اس کی خبر کر دیتے تھے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی نے ابتدائی کتابیں صرف ونحو کی حضرت محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ ہی سے پڑھی تھیں۔ دلائل الخیرات اور حزب البحر کی اجازت بھی آپ ہی سے لی تھی اور آپ ہی کی ترغیب پر اور ہدایت پر عقیل علوم کے واسطے مولانا دہلی تشریف لے گئے تھے۔

آپ کے استاد مولانا مملوک علی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں کوئی لڑکا نہ تھا۔ ایک روز مولانا محمد حسن رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ جس طرح ہمارے پیروں میں سے شاہ غریب اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیر حضرت شیخ محمد جی رحمتہ اللہ علیہ کے واسطے فرزند نرینہ کے پیدا ہونے کی دعا کی تھی چنانچہ میں اپنے اُستاد کے واسطے دعا کرتا ہوں کہ اُن کے گھر ایسا فرزند پیدا ہو۔ جو حافظ عالم اور ولی ہو۔ مولانا مملوک علی رحمتہ اللہ علیہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اللہ کریم نے آپ کی دعا قبول کی۔ اور مولانا محمد یعقوب رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ جو اول درجہ کے عالم حافظ اور صوفی تھے۔ بعد تحصیل علوم کے آپ رامپور واپس تشریف لے آئے اور اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں پہنچے شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

وصال باکمال: ۷ ذیقعد ۱۲۵۹ھ بمطابق ۱۸۴۳ء کو ہوا۔ مزار پورانوار رام پور انڈیا مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت میاں غلام حسین حریف چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، فیوض یزدانی، حضرت میاں غلام حسین حریف چشتی صابریؔ رامپوری رحمتہ اللہ علیہ دلیل الکاملین ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت غالبا: ۱۲۰۳ھ کو رامپور شریف میں حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر چشتی صابریؔ کے گھر ہوئی۔

آپ کا نام میاں غلام حسین ہے۔ آپ حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر کے صاحبزادے اور قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ نے ابتدائی ظاہری تعلیم اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر اور حضرت شاہ غلام حسین مرادآبادی سے حاصل کی۔ ۱۲۲۹ھ میں بزرگان دہلی کے مزارات کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات کی اجازت حاصل کی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ کی باطنی نسبت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے والد گرامی کے خلفا سے تھی۔ جن میں حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی چشتی صابریؔ صاحبزادہ عبدالقدوس چشتی صابریؔ حافظ محمد حضرت ملا دریا خان، حضرت اخوند شاہ زمان اور حضرت شاہ غلام حسین المعروف شاہ محمد حسین مرادآبادی سے فیضان حاصل کیا ان سب حضرات سے اجازت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حاصل ہے۔ مگر غالب نسبت اور اجازت حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کی ہے اسی لئے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں آپ کے پیشواؤں میں حضرت قبلہ حافظ صاحب کا نام آتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی سے اجازت و خلافت ہے۔ جبکہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں دعائے سیفی و دیگر اعمال وظائف میں حضرت میاں سید آل احمد اچھے میاں سے قصبہ مارہرہ میں ماذون ہوئے۔

مسند نشینی ☆: آپ چھ سلاسل سے اجازت لے کر اپنے والد مکرم حضرت شاہ عبدالکریم کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ سماع کے بہت شوقین تھے۔ وجد و رقص میں آپ کا چہرے کا رنگ بالکل متغیر ہو جاتا تھا۔ اپنے ہاتھوں کو بار بار اپنے سینے پر مارتے اور لباس کو عالم بیخودی میں چاک کر دیتے تھے۔ حاضرین مجلس حظ و لطف اٹھاتے تھے۔ آپ کی محفل میں بیٹھنے والے تمام امرا صاحب حیثیت تھے۔ ان میں اگر کوئی کسی مسکین کی امداد نہ کرتا تو آپ بہت ناخوش ہوتے تھے۔ اپنے مریدین پر شفقت فرماتے تھے۔ آپ کے تمام

مریدین صاحب ذوق تھے۔آپ اکثر و بیشتر اپنے پیر بھائی شیخ غلام حسین المعروف شاہ محمد حسین مرادآبادی علیہ الرحمۃ کے عرس میں شرکت کے لئے مرادآباد تشریف لے جاتے تھے۔مرادآباد کے تمام شیوخ آپ کا دل و جان سے احترام کرتے تھے۔خداوند عالم نے آپ کو بہت وجیہہ اور دراز قد خوبصورت وضع قطع کا مالک بنایا تھا۔

قسم عاشق اعتباری ندارد☆: آپ کے والد گرامی حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ایک مرید جو کہ امیر و کبیر اور صاحب حیثیت تھا۔اس کا نام بھی امیر خان تھا۔وہ آپ کی بارگاہ میں آیا کرتا تھا مگر آپ کو اس کا آنا پسند نہ تھا۔کئی مرتبہ اس کو منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا۔بالآخر وہ قید ہو گیا۔اور پاؤں میں زنجیریں ڈال دی گئیں۔کچھ عرصہ کے بعد جب وہ رہا ہوا تو حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔کسی نے اس سے پوچھا کیا تم نے شراب اب چھوڑ دی ہے۔اس نے جواب دیا قسم عاشق اعتبار ندارد

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے تین خلفائے نامدار ہوئے ہیں تینوں حضرات سے سلسلہ جاری ہوا۔ان میں (اول) حضرت صاحبزادہ خواجہ محمد محمودالحق چشتی صابری (دوم) حضرت غلام حسین خان عرف فقیر شاہ چشتی صابری (سوم) حضرت سید حافظ علی حسین چشتی صابری مرادآبادی علیہم الرحمۃ ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۹ رمضان المبارک بروز سوموار ۱۲۵۹ھ بمطابق ۱۸۴۳ء کو ہوا۔مزار پُرانوار والد گرامی کے ساتھ قصبہ رامپور شریف انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ عبدالباری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ نگاہ ولایت، ولی العصر، حضرت شیخ عبدالباری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت شیخ ظہور اللہ امروہہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کے جدامجد حضرت شیخ عبدالہادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو بچپن ہی اپنی آغوش تربیت میں لے لیا تھا۔ آپ کے ایک اور حقیقی بھائی حضرت شیخ دوست محمد چشتی صابری تھے۔ ان سے آپ کے دادا بزرگوار نے سخت مجاہدہ لیا تھا اور آپ کو کمزور ضعیف و ناتواں خیال کر کے آپ سے زیادہ محنت نہیں کرائی۔ اپنی نگاہ ولایت سے ہی مالا مال کر کے درجہ کمال پر پہنچا کر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کا کام تمام کرا دیا تھا۔ آپ دونوں بھائیوں سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جاری ہوا۔ آپ اپنے دادا بزرگوار حضرت شیخ عبدالہادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے اور ان کے وصال کے بعد آپ ہی ان کے جانشین مقرر ہوئے اور خلق اللہ کو فائدہ پہنچاتے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال گیارہ شعبان المعظم بروز جمعتہ المبارک ۱۲۶۳ھ بمطابق ۱۸۴۷ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار امروہہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مولوی غلام مصطفیٰ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین، عمدۃ الواصلین، سند الکاملین حضرت مولوی غلام مصطفیٰ چشتی صابری ثمہ وزیر آبادی رحمتہ اللہ علیہ عمدۃ الاخیار ہیں۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے معروف بزرگوں سے ہیں اور مرید وخلیفہ حضرت شیخ اللہ دتہ چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے تھے وہ مرید وخلیفہ شیخ کریم الدین کے وہ مرید وخلیفہ شیخ محمد غوث کے وہ مرید وخلیفہ شیخ قادر بخش کے وہ مرید وخلیفہ حامد شاہ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ محمد صدیق لاہوری چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ تھے شیخ محمد عارف کے وہ مرید وہ خلیفہ شیخ عبدالخالق وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ جان اللہ لاہوری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے تھے۔ آپ اپنے وقت کے مشائخ میں صاحب دل اور صاحب باطن اور ممتاز واکمل اور صاحب کشف وکرامت اور پابند شریعت و طریقت بزرگ ہوئے ہیں۔ عبادت وریاضت اور مجاہدہ میں درجہ کمال حاصل تھا۔ آپ انتہائی خلیق اور مہربان صفت کے مالک تھے۔ بناوٹ تصنع ریاکاری سے کوسوں دور تھے۔ آپ کے بعد آپ کے خالہ زاد بھائی حضرت سید چراغ علی شاہ سبزواری چشتی صابری علیہ الرحمتہ آپ کے خلفا میں ممتاز اور سجادہ نشین ہوئے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲۶۷ھ بمطابق ۱۸۵۰ء کو ہوا۔ جناب بہادر شاہ لاہوری نے آپ کی تاریخ وفات لفظ ''خداپرست'' نکالی ہے۔

حضرت مفتی غلام سرور لاہوری قادری علیہ الرحمتہ نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

چو از دنیا بفردوس بریں رفت — غلام مصطفیٰ ہادی عالم
وصالش مخزن شرع است سرور — دوبارہ جلوہ گر شد نور اعظم
۱۲۶۷ھ — ۱۲۶۷ھ

مزار پُرانوار لاہور میں ہے۔

حضرت حافظ محمد شریف خان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: آں مدرس مسائل عشق وعرفان۔ محدث وجدو پیمان۔ امام الفقراء سلطان الاصفیاء رہبر کاملاں حضرت خواجہ حاجی حافظ محمد شریف خان صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ المعروف حافظ نور کلیامی آپ دہلی کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی مرزا روح اللہ بیگ تھا۔

آپ کا شجرہ نسب چند واسطوں سے ظہیر الدین بابر بادشاہ سے اس طرح ملتا ہے کہ مرزا روح اللہ بیگ بن مرزا رحیم بیگ بن بہادر شاہ ظفر بن شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر بن شہاب الدین شاہ جہان بن شہنشاہ جہانگیر بن جلال الدین محمد اکبر بن نصیر الدین محمد ہمایوں بن ظہیر الدین بابر بن عمر شیخ مرزا۔

دہلی کے بازار میں فقیر کی صدا ☆: آپ فوج میں رسالدار میجر کے عہدے پر فائز تھے۔ ایک دن آپ فوجی دستے کے ہمراہ پورے اعزاز سے دہلی کے بازار سے گذر رہے تھے کہ بازار میں ایک مجذوب درویش فقیر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے آپ کو دیکھ کر صدا دی کہ ہے کوئی جو مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور منہ مانگی مراد پائے۔ آپ آواز سُن کر اپنی سواری سے نیچے اترے اور فقیر کو اپنے ہمراہ لے قریب ہی ایک چھابڑی والا تھا۔ جس کے پاس کھانے پینے کا سامان تھا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ فقیر بابا جو کھاتا ہے اسے کھلاؤ فقیر نے کھانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ اس چھابڑی والے کا تمام سامان خورد ونوش ختم ہو گیا۔ مگر اس کے باوجود اُس نے پھر صدا لگائی کہ ہے کوئی جو فقیر کو پیٹ بھر کر کھلائے یہ سُن کر آپ نے اپنے پاس موجود تمام رقم گھوڑا زین ہتھیار حتیٰ کہ اپنے جسم کی قمیص تک اتار کر فقیر کو پیش کر دی یہ کمال محبت وسخاوت دیکھ کر فقیر خوش ہو کر اُٹھا اور آپ کو اپنے گلے لگا کر کہنے لگا تم نے میرا پیٹ کھانے سے بھرا ہے میں نے اس کے بدلے تمہارا سینہ نور سے بھر دیا ہے۔ لہٰذا اب تم فوراً جلال آباد چلے جاؤ وہاں پر ایک مرد باخدا اور غوث زماں جناب حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ رہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہو جاؤ تمہارا حصہ ان کے پاس ہے۔

جلال آباد آمد اور بیعت وخلافت ☆: آپ جب جلال آباد شریف پہنچے تو حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ درس وتدریس میں مصروف تھے۔ حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ پہلے سے ہی آپ کے منتظر تھے۔ بڑی ہی محبت سے گلے لگا کر ملے اور اپنے قریب بٹھایا آپ کے دل میں خیال گذرا کہ میں تو اپنا سب کچھ لٹا کر جو لینے آیا ہوں وہ تو یہاں پر نہیں ہے۔ یہ تو قیل وقال میں مصروف ہیں۔ حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ آپ کے دل میں آنے والے اس وسوسے سے باطنی طور پر مطلع ہوئے اور فرمایا کہ بھئی میں تو ایک

پنساری ہوں یہاں جیسا مریض آتا ہے ویسی ہی دوا دیتا ہوں۔ تم تو مریض عشق ہو میرے حجرے میں چلے جاؤ بعدازاں آپ کو اپنے حجرے میں شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی تعلیم سے نوازا۔

ریاضت و مجاہدہ ☆: آپ نے اپنے مرشد کامل کے پاس رہ کر سخت مجاہدے کیے حتیٰ کہ ایک مجاہدہ کے موقع پر مرشد کامل نے آپ کو حجرے میں بند کر دیا۔ آپ چھ ماہ تک بے ہوشی کے عالم میں اس حجرے میں پڑے رہے۔ حتیٰ کہ آپ کے جسم کو سینکھ (ایک کیڑا ہے جو گوشت اور لکڑی کو کھاتا ہے) نے آپ کے جسم مبارک کو جگہ جگہ سے کھالیا تھا چھ ماہ گذرنے کے بعد حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے خدام کو حجرے کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا جب دروازہ کھول کر دیکھا تو آپ کے جسم مبارک کو جگہ جگہ سے سینکھ نے کھالیا تھا آپ کے کپڑے اور جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو سینکھ سے محفوظ رہا ہو۔

حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا کہ عشق کے بازار کا خریدار ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کے بعد مُرشد کامل نے آپ کے مجاہدے کی تکمیل ہوتی دیکھ کر فرط جذبات سے خوشی میں اللہ اکبر کا نعرہ لگایا تو حافظ شریف خان صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کھولی اور مرشد کامل کو اپنے قریب کھڑا دیکھ کر کروٹ لے کر اٹھنے کی کوشش کی مگر نقاہت اور زخموں کی وجہ سے نہ اُٹھ سکے۔ مگر مرشد کامل کے قدموں سے لپٹ گئے۔

آپ کے مرشد کامل حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ صاحب نے آپ کے جسم پر اپنا دست کرم پھیرا تو سارے جسم کے زخم ختم ہو گئے اور قوت بھی بحال ہو گئی۔ مُرشد کامل نے پھر آپ کو سینے سے لگا کر باطنی فیض سے آپ کے سینے کو منور اور روشن کر دیا اور فرمایا کہ فوج کی رسالداری کی بجائے ولایت کی سرداری تمہیں عطا کر دی۔ پھر آپ کو دستار اور خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر خطہ پوٹھوار کی ولایت عطا فرما کر حکم دیا اب یہاں سے فوراً کلیام چلے جاؤ وہاں ایک مرد قلندر پیدا ہونے والا ہے۔ جس سے ولایت و فقر کا ایک چشمہ جاری ہوگا اور وہ ہمارے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فیض کو عام کرے گا اور لاکھوں افراد اس سے فیض یاب ہوں گے۔

کلیام شریف کے لئے روانگی ☆: مرشد کامل نے کلیام شریف روانگی کے وقت آپ کو اپنا کُرتہ مُبارک ٹوپی، چوغہ اور تسبیح عنایت کی اور فرمایا کہ یہ ہماری امانت اُن تک پہنچا دینا۔ مُرشد کامل سے رخصت ہو کر آپ دہلی سے جانب کلیام شریف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی اُنہوں نے ابتدائی تعارف کے بعد فرمایا کہ کہاں سے آ رہے ہیں اور کس منزل کی جانب جانا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جلال آباد سے آ رہا ہوں اور کلیام شریف خطۂ پوٹھوار جانا ہے۔ یہ سُن کر مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور اگر کرم فرمائیں تو آج کی رات میرے پاس قیام فرمائیں۔ مجھے خدمت کا موقع دیں صبح کو آپ کو منزل کی جانب روانہ کر دوں گا۔

آپ نے مولوی کے زیادہ اصرار کرنے پر اُس کی خواہش پوری کی اور رات وہیں گذارنے کا پروگرام بنا لیا۔ آپ نے مسجد میں ہی قیام کیا اور رات کے وقت مولوی صاحب کو کچھ تبرکات ایک تھیلے میں ڈال کر دیئے اور فرمایا کہ یہ میرے مُرشد کے تبرکات ہیں جو میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ آپ ان کو اپنے گھر لے جا کر رکھ لیں صبح کو روانگی کے وقت تم سے واپس لے لوں گا۔ مولوی مذکورہ نے وہ تبرکات جا کر گھر میں رکھ لئے۔ مولوی صاحب اور اُن کے اہل خانہ جب سو گئے تو رات کے آخری پہر اُس تھیلے سے اللہ اکبر کی آوازیں آنے لگیں اور جوں جوں

رات گذرتی جاتی اُس سے ذکر الٰہی کی آوازیں آتی رہیں۔ مولوی صاحب یہ کرامت دیکھ کر حیران و پریشان ہو گئے اور دلی طور پر بے ایمان بھی ہو گئے اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ اتنا متبرک تھیلا میں اب اُس درویش کو نہ دوں گا اور یہ برکت میں اپنے گھر میں ہی رکھوں گا۔

مولوی صاحب چونکہ صرف قیل وقال کو جانتے تھے صاحب حال لوگوں کے منصب سے بے خبر تھے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت خواجہ حافظ شریف خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب اب ہماری یہاں سے روانگی کا وقت ہے۔ لہٰذا میری امانت لے آؤ تو مولوی صاحب کہنے لگے کونسی امانت میرے پاس تو آپ کی کوئی امانت ہے ہی نہیں۔ اس موقع پر مسجد کے باقی نمازی بھی موجود تھے۔ اُنہوں نے آپ سے پوچھا اے اجنبی مسافر آپ کی کونسی امانت ہمارے امام صاحب کے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے مُرشد کے تبرکات ہیں۔ جو میں نے مولوی کو رات کے وقت امانتاً دیئے تھے۔ مگر اب وہ میری امانت واپس نہیں کر رہا یہ بات سُن کر لوگوں نے کہا کہ اے فقیر ہمارا امام کوئی ایسا غریب شخص نہیں ہے کہ تمہاری ان چیزوں کے لئے بے ایمان ہو جائے۔ ہم عرصہ دراز سے اس کے پیچھے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارا امام نیک آدمی ہے۔ بے ایمان نہیں ہے۔ آپ نے لوگوں کی بات سُن کر دل ہی دل میں سوچا کہ اب کیا کیا جائے ان تبرکات کو اس وعدہ خلاف مولوی کے پاس چھوڑا بھی نہیں جا سکتا۔ آپ نے بے بسی کے عالم میں اپنی متاع حیات کو اس طرح لٹتا دیکھ کر خاموشی اختیار کر لی اور آگے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

آپ نے دوسرے روز اس مولوی سے پھر کہا کہ مسافروں اور فقیروں کو تنگ نہیں کیا کرتے۔ لہٰذا میرا تھیلا مجھے دے دو مگر مولوی پر اس بات کا کوئی اثر نہیں ہوا اور دھمکی دینے لگا کہ اب اگر تم نے مجھ سے دوبارہ اس سے متعلق بات کی یا مجھ سے تھیلا مانگا تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔ مولوی کی دھمکی سُن کر آپ کے دل سے آہ نکلی جو کہ مولوی کی بدبختی اور بدقسمتی کی داستان لکھتی ہوئی غائب ہو گئی۔ اور اسی روز مولوی صاحب کا ایک بیٹا مر گیا۔ مگر باوجود اس کے اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ اپنی بات پر ڈٹا رہا۔ آپ نے تیسری مرتبہ پھر مولوی سے مطالبہ کیا مگر اُس نے حسب معمول انکار کرتے ہوئے مزید سخت لہجہ اختیار کیا۔ تیسرے روز پھر مولوی کا دوسرا بیٹا مر گیا۔ اس پر لوگوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ مسلسل دو روز سے اس درویش کے مطالبے کے بدلے اس مولوی کے دو بیٹے مر گئے بالآخر یہ معاملہ کیا ہے اور یہ شاہانہ لباس اور ٹھاٹھ باٹھ کی شان والا درویش جھوٹا نہیں ہو سکتا انہوں نے کہا کہ شائد یہ درویش سچا ہو اس لئے کہ سارا علاقہ اور بستی تو بالکل ٹھیک ہے۔ مگر مولوی کے گھر ہیضے کی بیماری پھوٹ پڑی ہے۔ اس میں ضرور کوئی بات ہے۔ لوگوں کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی عام کُرتہ یا ٹوپی نہیں ہے بلکہ میرے مُرشد کامل حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری کے تبرکات ہیں جو کہ میرے پاس امانت ہیں۔ جو انہوں نے مجھے عطا کئے ہیں۔

آپ جب لوگوں سے بات کر رہے تھے تو چہرہ جلال سے سُرخ تھا۔ بات کرتے کرتے جب آپ کی نگاہ مولوی کے گھر پر پڑی تو اس کے گھر کو آگ لگ گئی یہ دیکھ کر لوگوں نے آپ سے معافی مانگنی شروع کر دی اور عرض کرنے لگے کہ آپ خدا کے لئے ہمیں معاف فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے تبرکات واپس نہ کئے تو تمہارا پورا علاقہ جلا کر راکھ کر دوں گا۔ آپ کا فرمان سُن کر تمام علاقے کے لوگ آپ کے قدموں میں گر گئے اور کہنے لگے کہ آپ خود جا کر اپنی امانت نکال لائیں۔ آپ جلتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے اور اپنی چیزیں جو آگ

سے بالکل محفوظ تھیں وہ لے کر باہر آگئے جیسے ہی آپ نے وہ تبرکات حاصل کئے آگ بھی اُسی طرح ٹھنڈا ہونا شروع ہوگئی۔ یہ دیکھ کر تمام علاقے کے لوگ آپ کے قدموں میں گر گئے اور معافی کے طلب گار ہوئے۔ آپ نے انہیں معاف فرما کر ان کے لئے دُعا فرمائی۔

جلال آباد کے لئے واپسی ☆: اس جگہ سے اپنے مُرشد کامل کے تبرکات لے کر اس علاقے سے خوشی خوشی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے تو اچانک اپنے اندر ایک بہت بڑی تبدیلی محسوس کی کہ باطنی اور روحانی فیض ضبط ہو چکا ہے۔ وہ نظر جو سب کچھ لٹا کر حاصل کی تھی اور ولایت کی عطا کے ساتھ جو تصرفات ملے تھے۔ ان پر اختیار ختم ہو چکا تھا۔ وہ باطنی نظر جس کے سامنے کائنات کا ذرہ ذرہ روز روشن کی طرح عیاں تھا۔ وہ ختم ہو چکی تھی۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ واپس دوبارہ مُرشد کریم کی بارگاہ میں حاضری دی جائے اور ان کے سامنے سارا معاملہ پیش کیا جائے۔

چنانچہ آپ مُرشد کریم کی بارگاہ میں واپس جلال آباد پہنچے اور تمام ماجرا عرض کر کے معافی کے خواستگار ہوئے اور مرشد کامل کے قدموں میں پڑے رہے بالآخر حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے اظہار کرامت سے منع فرماتے ہوئے آپ کو معاف کر کے تمام باطنی دولت ونظر واپس عطا کر دی۔

دوبارہ سرزمین پوٹھوار کے لئے روانگی ☆: مرشد کامل حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے رخصت ہوتے وقت آپ نے عہد کر لیا کہ اب میری جان بھی چلی جائے تو کرامت کا اظہار نہ ہونے دوں گا۔ جلال آباد سے روانہ ہو کر دہلی آئے اور اپنے گھر بار رشتہ دار عزیز و اقارب کو خدا کے سپرد کر کے اللہ کی رضا کی خاطر جانب پوٹھوار چل دیئے اور چلتے چلتے کابل پہنچ گئے۔ وہاں ایک درویش سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ آپ اصل جگہ تو پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ آپ کا علاقہ اٹک کی حدود میں ہے۔ وہاں سے واپس حضرت عبداللطیف شاہ قادری کاظمی المعروف بری امام علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچ کر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی حضرت امام بری شاہ لطیف قادری علیہ الرحمۃ نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ وہاں سے رخصت ہو کر حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس پر پہنچے۔ ایک رات وہاں ہی گذاری فاتحہ پڑھی حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ نے بھی آپ کو خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ آپ کا مقام یہی ہے۔ آپ کے آنے سے اس علاقے کو سکون و امن ملے گا۔ آپ کی وجہ سے اس علاقے اور خطہ پوٹھوار کو خداوند قدوس قحط سالی سے محفوظ رکھے گا۔ پوٹھوار کے تمام صوفیاء آپ کے تابع فرمان ہونگے اس کے علاوہ آپ جس ذات اور شخصیت کی تربیت ونگرانی کے لئے خصوصی طور پر سفر کر کے یہاں تشریف لائے ہیں۔ وہ شخصیت بھی جلد ہی آپ کو ملے گی۔ وہ شخص بہت بلند اور اعلیٰ مقام کا حامل ہوگا۔

جس کی خوشبو اکناف عالم میں پھیل جائے گی۔ بہت سے لوگ اس کے ذریعے فیض اور روحانی کمال حاصل کرینگے وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں مقبول اور مقرب خاص ہونگے اور اللہ کریم کی جانب سے اسے عشق الٰہی کی دولت نصیب ہوگی۔

حضرت شاہ چن چراغؒ سے حفظ قرآن کی بشارت ☆: حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ نے آپ کو روحانی طور پر بتایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفظ قرآن مجید کی سعادت تمہارے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔ اس لئے آپ فوری طور پر کسی کامل اور باعمل استاد سے قرآن مجید کو حفظ کرنے کا سلسلہ شروع کر دیں۔

حفظ قرآن کے لئے لنڈی پٹی روانگی☆: آپ حفظ قرآن کے لئے حضرت شاہ چمن چراغ علیہ الرحمۃ سے رخصت ہو کر لنڈی پٹی روانہ ہوئے۔آپ کو کسی نے بتایا کہ وہاں بقہ دھن نامی ایک گاؤں ہے۔وہاں پر ایک بہت ہی نیک سیرت با کردار با عمل حافظ قرآن ہیں۔ جو بہت ہی خوش الحان اور بہترین قاری ہیں۔آپ وہاں پہنچے اور اپنے استاد سے بہت جلد قرآن کریم کو حفظ کیا۔آپ کے اُستاد کے ایک بہترین دوست میاں محمد حاجی تھے۔ جو اس علاقہ میں بہت بڑے زاہد و عابد متقی پرہیز گار اعلیٰ سیرت و کردار کے حوالے سے بہت مشہور تھے۔میاں محمد حاجی نے اپنی باطنی نظر سے آپکو پہچان لیا تھا کہ یہ ملوک زادہ شاہی خانوادے سے تعلق رکھنے والا آج کسی مرد قلندر کا رنگا ہوا ہے جس نے شاہی پوشاک کو ترک کر کے فقر کی گودڑی کو اپنایا اور ایک وقت آئے گا کہ چہار دانگ عالم میں اس کی ولایت کا شہرہ اور چرچا ہوگا اس کی پیشانی چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہی ہے۔خوش بختی اس کے چہرے سے عیاں ہے۔کیوں نہ اسے اپنا بیٹا بنالیا جائے۔میاں محمد حاجی کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی۔صرف اور صرف ایک نیک سیرت با کردار متقی اور صالحہ بچی تھی۔میاں محمد حاجی نے آپ کے استاد اور اپنے دوست سے اس بات کا اظہار کیا۔میرا ارادہ ہے کہ اپنی بچی کا نکاح دہلی کے شہزادے اور حضرت خواجہ مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے نور نظر سے کردی جائے۔آپ کے استاد نے کہا کہ میاں محمد حاجی پھر دیر کیوں کرتے ہو نیکی کے کام میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔

آپ کی شادی اور اولاد☆: آپ کے اُستاد اور میاں محمد حاجی دونوں نے مل کر آپ سے نکاح کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اجنبی مسافر ہوں اور میرے پاس نہ تو دنیاوی جاہ و حشم ہے اور نہ ہی مال و دولت ہے۔لہٰذا میں اس صورت میں شادی کیسے کر سکتا ہوں۔محمد میاں حاجی نے کہا کہ میرے پاس رزق زمین جائیداد سب کچھ خدا کا دیا موجود ہے۔اور مجھے آپ کی طرف سے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔آپ نکاح کے لئے ہاں کر دیں تو میں زندگی بھر آپ کا مشکور ہوں گا۔آپ نے محمد میاں حاجی کے پُر زور اصرار اور اپنے استاد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نکاح کے لئے حامی بھر لی۔اس طرح آپ کا نکاح آپ کے استاد نے محمد میاں حاجی کی دختر نیک اختر سے کر دیا۔شادی کے بعد اللہ نے ایک نیک سیرت خاتون کے شکم سے آپ کو بیٹا دیا۔آپ نے اس کا نام غلام مصطفیٰ رکھا۔کچھ عرصہ کے بعد آپ ہندوستان تشریف لے گئے۔واپس آئے تو خدا نے دوسرا بیٹا عنایت کیا آپ نے اُس کا نام غلام مرتضیٰ رکھا۔اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا صابر و شاکر ہونے کے علاوہ نفس پر جبر کرنے والا ہوگا۔انہی دنوں صاحبزادوں سے آپ کی اولاد کا سلسلہ چلا جس میں بے شمار مردان خدا اور فقیر و درویش پیدا ہوئے۔

حضرت خواجہ حافظ شریف خانؒ کی کلیام شریف آمد☆: کچھ عرصہ کے بعد آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ میں اس جگہ مزید نہیں ٹھہر سکتا میرا مقام کہیں اور ہے۔میرے ذمے ایک بہت بڑا فریضہ ہے۔جو میں نے کلیام جا کر ادا کرنا ہے اس پر آپ کی اہلیہ محترمہ نے عرض کیا کہ آپ کے دونوں صاحبزادے آپ کی کمی محسوس کریں گے۔آپ نے فرمایا کہ ایک بچہ تم رکھ لو ایک میں ساتھ لے جاتا ہوں۔آپ نے بڑے صاحبزادے کو گھر پر ہی چھوڑا اور چھوٹے صاحبزادے غلام مرتضیٰ کو ساتھ لے کر کلیام شریف میں کرم بخش نامی شخص کے ہاں ٹھہرے اس کے بیٹے کا نام درگاہی تھا اور اس کی بیوی انتہائی نیک سیرت با کردار اور بلند اخلاق تھی۔اس نے بڑی

محبت سے آپ کے بیٹے غلام مرتضیٰ کو پالا اور مثل ماں کے اس نے حذمت اور تربیت کی۔آپ کو درگاہی کی والدہ کی یہ ادا پسند آ گئی اور وہیں پر مستقلاً قیام پذیر ہو گئے۔

بختاور بی بی کی خدمت کا صِلہ ☆: درگاہی کی والدہ جن کا نام بختاور بی بی تھا نے کسی جگہ درگاہی کا رشتہ کر دیا۔مگر کچھ عرصہ کے بعد ہی درگاہی کے والد کریم بخش کا انتقال ہو گیا۔جس کی وجہ سے درگاہی اور بختیاور بی بی کے معاشی حالات خراب ہونے شروع ہو گئے ادھران کے حالات خراب ہونے شروع ہو گئے دوسری طرف سے لڑکی والوں نے شادی جلدی کرنے کا مطالبہ کر دیا کہ ہم زیادہ دن نہیں ٹھہر سکتے ان حالات میں درگاہی اور اس کی والدہ سخت پریشان ہو گئے۔اور گھر میں بیٹھ کر دونوں ماں بیٹا تدبیریں سوچنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے حالات تو پہلے ہی سے خراب ہیں۔اگر شادی کر لی گئی تو حالات مزید خراب ہو جائیں گے اور گذر اوقات ناممکن ہو جائے گی اور اگر لڑکی والوں کو رشتہ سے انکار کر دیا جائے تو خاندان اور برادری ناراض ہو جائے گی۔بختاور بی بی نے اپنے بیٹے درگاہی کی سسرال والوں کو کہا کہ میں کسی سے ادھار لینے کی کوشش کرتی ہوں اور اگر ادھار نہ ملا تو ایک سال کے عرصے میں ہم شادی کر لیں گے۔لہٰذا ہمیں وقت اور مہلت دی جائے۔

یہ تمام باتیں حضرت خواجہ حاجی محمد شریف خان رحمتہ اللہ علیہ نے اُن کے گھر میں رہ کر سن لیں وہ نیک سیرت خاتون بختاور بی بی روز بروز اسی غم میں پریشان ہو کر وقت گذار رہی تھی کہ ایک دن آپ نے پوچھا اے خاتون تو پریشان کیوں ہے۔آپ کی بات سُن کر بختاور بی بی رونے لگی۔اور روتے روتے تمام ماجرا آپ کے گوش گذار کیا اور کہنے لگی حضور ہم شادی کے اخراجات بھی برداشت نہیں کر سکتے بلکہ ایک دن کی مائیوں کا خرچہ صرف ۱۲ من آٹا ہے۔اس لئے کہ ہماری برادری بہت بڑی ہے اور میں یہ خرچ برداشت نہیں کر سکتی۔آپ نے فرمایا کہ تمہارے گھر میں اس وقت کتنی گندم ہے۔اس نے کہا کہ ایک من آپ نے جواباً فرمایا کہ اس کو کسی برتن میں آٹا بنا کر ڈال دو جس کے اندر پورا ایک من آٹا سما جائے اور ڈھکن سے بند کر دو۔مائی نے آٹا پیس کر ایک برتن کوٹھی میں رکھ دیا اور کوٹھی کو ڈھکن سے ڈھانپ دیا۔پھر عرض کی کہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق آٹا پیس کر ایک برتن میں ڈال دیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اب اپنے بیٹے کی شادی کرو مگر کسی دوسرے آدمی کو اس بات کی خبر نہ دینا۔اَب تیرے گھر میں رزق کی فراوانی اس وقت تک رہے گی۔جب تک اس راز کو راز میں رکھے گی اور کمی نہ آئے گی اگر یہ بات ظاہر کر دی تو برکت اُٹھ جائے گی۔بختاور بی بی کے بیٹے کی شادی بھی ہو گئی۔کھلا آٹا خرچ ہوا اس کے بعد عرصہ دراز تک وہ آٹا اسی طرح نکلتا رہا اور گھر میں استعمال ہوتا رہا۔مگر کوئی کمی واقع نہ ہوئی ارد گرد کی عورتوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مائی بختاور کو عرصہ ہوا کبھی آٹا پیستے نہیں دیکھا آخر اس نے کتنا آٹا پیس کر رکھا ہوا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔ایک دن مائی بختاور کی بہن نے پوچھا بہن کیا بات ہے کہ تمہیں کبھی آٹا پیستے نہیں دیکھا اور تیرے ہاتھوں پر چکی چلانے کے نشان بھی نظر نہیں آتے جب کہ دونوں وقت آٹا پیس پیس کر میرے ہاتھوں میں نشان پڑ چکے ہیں۔ایک وقت اگر آٹا نہ پیسوں تو وقت نہیں گذرتا اور تم ہو کہ سالہا سال سے چکی نہیں پیس رہی اور نہ ہی بتاتی ہو کہ کیا ماجرا ہے اگر کوئی راز کی بات ہے تو مجھے بتا دو آخر تمہاری بہن ہوں۔

مائی بختاور نے مجبور ہو کر اس سے کہا کہ تم نے اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کرنا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے گھر میں جو ہندوستانی فقیر رہتا ہے۔ یہ بڑا با کمال اور بابرکت شخص ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ تمہارے گھر میں جتنی گندم ہے وہ پیس کر ایک برتن میں ڈال دو۔ میں نے آٹا پیس کر برتن میں ڈال کر فقیر کو بلایا تو انہوں نے آٹے پر اپنے ہاتھ کا پنجہ لگایا اور فرمایا کہ اب ڈھکن نہ کھولنا اس میں سے آٹا نکالے جاؤ استعمال کیئے جاؤ یہ سب کچھ اس فقیر حضرت حاجی حافظ شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی وجہ سے ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر تم کسی سے ذکر نہ کرو گی تو قیامت تک یہ آٹا ختم نہ ہوگا۔

جس دن بی بی بختاور نے اپنی بہن سے اس کا ذکر کیا اس کے بعد وہ خیر و برکت ختم ہوگئی۔ آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہو کے رہا اس واقعہ کے بعد آپ کی شہرت عام ہوگئی لوگوں کا اژدھام آپ کے گرد رہنے لگا۔ اس وجہ سے آپ اس مائی بختاور بی بی کے گھر سے بابا نظام الدین کے دادا محمد صدیق کے گھر تشریف لے آئے۔ بابا محمد صدیق اپنی خوش قسمتی پر نازاں تھا کہ اللہ کے ولی نے قدم رکھ کر اس کے گھر کو رشک جنت بنایا۔

حضرت بابا فضل الدین کلیامیؒ کی بیعت ☆: جن دنوں آپ بابا محمد صدیق ملک کے گھر قیام پذیر ہوئے انہی دنوں حضرت شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ حضور بابا جی فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ کے بڑے بھائی حافظ غلام رسولؒ نے بھی اسی بیٹھک میں آپ کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کی تھی۔ بابا محمد صدیق ملک کی بیٹھک کی بھی ابدی خوش بختی تھی کہ اُس میں حضور شہنشاہ کلیام اور دیگر حضرات آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ اس طرح آپ کا وہ فرض بھی ادا ہو گیا۔ جس کے لئے آپ کو حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے بھیجا تھا۔

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین کی تعداد اس طرح نہ تھی۔ جس طرح اُس زمانہ قدیم اور آج کل کے دور میں مشائخ کے ہاں ہوتی ہے۔ آپ نے گنتی کے چند مُرید کیئے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(ا) حضرت غلام حسین صاحب۔ (مغل) حضرت میاں دین محمد (کلیام شریف) ایک روہتاس ضلع جہلم کے تھے جن کا نام معلوم نہ ہوسکا اور حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ۔

آپ کی اہلیہ اور بڑے صاحبزادے کی کلیام آمد ☆: آپ نے کئی سال بابا محمد صدیق ملک کے گھر کو رونق بخشی اور فیض عام کا مرکز بنایا اس کے بعد آپ دین محمد کی خصوصی پیش کش پر اس کے گھر میں جلوہ گر ہوئے۔ اسی دوران آپ کی زوجہ محترمہ اور بڑے صاحبزادے اپنے گاؤں لڈوہ نوترہ میں کافی عرصہ تک انتظار کرنے کے بعد کلیام شریف آپ کے پاس تشریف لے آئیں۔

نوازش انعام ☆: حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ عمر شریف کے آخری حصے میں کھانسی کی وجہ سے اکثر تکلیف میں رہنے لگے۔ اسی بیماری کے دوران ہی آپ نے اپنے مرید خاص اور خدمت گار غلام رسولؒ سے فرمایا کہ آج ایسی چیز کھانے کی طبیعت ہے۔ جس کو عرصہ دراز سے کھانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ غلام رسول صاحب نے عرض کیا۔ حضور حکم فرمائیں کس چیز کو

طبیعت چاہتی ہے۔ وہ تیار کرادی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ کھیر کھانے کو جی چاہتا ہے۔

حکم ملتے ہی خادم خاص غلام رسولؒ صاحب فوراً کھیر تیار کروا کر لے آئے اس وقت آپ کی خدمت میں حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ بھی تشریف فرما تھے۔ کھیر آپ کی خدمت میں پیش کی گئی آپ نے ابھی پہلا لقمہ ہی منہ میں ڈالا تھا کہ کھانسی شروع ہوگئی تو آپ نے فوراً وہ لقمہ باہر نکال کر اس پلیٹ میں واپس ڈال دیا اور غلام رسولؒ سے فرمایا کہ یہ کھیر تم کھالو یہ سُن کر غلام رسولؒ خاموش ہوگئے۔ فوراً حضرت شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ بولے اور عرض کی حضور حکم ہو تو یہ کھیر میں کھالوں آپ نے فرمایا فضل الدین تم کھالو آپ نے وہ تمام کھیر کھالی اور مٹی کا وہ پیالہ جس میں کھیر تھی وہ بھی رگڑا اور اس کی خاک تک کھالی اور اس خزانہ کے وارث بن گئے۔ جو حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آبادؒ چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ کے پیرومرشد نے عطا فرمایا تھا۔ مرید صادق کی یہ ادا دیکھ کر مُرشد کریم خوش ہوئے اور حضرت خواجہ فضل الدین علیہ الرحمۃ کو باطنی انعام و اکرام سے نوازا اور اللہ کریم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوگئے۔

وصال باکمال ☆: آپ نے اپنے وصال سے قبل ہی وصیت فرمادی تھی کہ جب میری روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے تو ایک شخص کا انتظار ضرور کرنا۔ اس لئے کہ وہ بہت دور سے آئے گا۔ آپ کا یہ ارشاد گرامی سُن کر حضور خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ تڑپ گئے اور رونا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ فضل الدین رونا دھونا کوئی اچھا عمل نہیں ہے اور نہ ہی شریعت مطہرہ اس کی اجازت دیتی ہے۔ بس میری وصیت پر عمل کرنا۔ کچھ عرصہ کے بعد ۱۸۴۹ء بمطابق ۱۲۷۰ ہجری بروز جمعہ کو آپ کا وصال باکمال ہوا اور آپ کی وصیت کے مطابق چوتھے دن آپ کو دفنایا گیا۔

مزار مبارک کی تعمیر اور عرس پاک کی اجازت ☆: آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے خلیفہ مجاز حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے آپ سے روضۂ مبارک کی تعمیر اور عرس پاک کی اجازت مانگی اور میٹھے پانی کے کنوئیں کی دعا کی کیونکہ اس وقت کلیام شریف کے علاقے میں جہاں آپ کا مزار مقدس ہے۔ میٹھے پانی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ جب حضرت خواجہ فضل الدین علیہ الرحمۃ نے آپ کے دربار پر حاضر ہو کے دعا کی اور اجازت مانگی تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ جس پر حضرت خواجہ فضل الدین علیہ الرحمۃ نے ان تمام معاملات میں خاموشی اختیار کر لی اچانک کچھ عرصہ کے بعد حضرت خواجہ حافظ شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پیرومرشد حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آبادی علیہ الرحمۃ کے پوتے حضرت پیر سید فتح علی شاہ علیہ الرحمۃ کلیام شریف تشریف لائے۔ جن کے چہرہ مبارک سے نور کی شعاعیں نکل رہیں تھیں۔ اور چہرہ انور کو دیکھ کر ہر شخص بے ساختہ کہہ رہا تھا کہ واقعی حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آبادؒ علیہ الرحمۃ کا پرتو نظر آرہا ہے۔ آپ کی آمد کلیام شریف کے باسیوں کے لئے باعث رحمت ثابت ہوئی۔ حضرت بابا فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے اپنے دادا مُرشد کے پوتے کا انتہائی والہانہ انداز میں استقبال کیا اور اُن کے قیام کے دوران خوب خدمت کی۔

چند دن گزرنے کے بعد حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے حضرت پیر سید فتح علی شاہ علیہ الرحمۃ سے عرض کیا کہ حضور میں نے اپنے مرشد گرامی سے تین باتوں کی اجازت مانگی مگر مجھے اجازت نہیں ملی۔ آپ کا مجھ پر اور کلیام والوں پر بہت احسان ہوگا کہ آپ تینوں چیزوں کی مجھے منظوری لے دیں کیونکہ آپ میرے مرشد گرامی مرشد کی اولاد پاک سے ہیں۔ میرے مرشد آپ کی بات کو ہرگز

نہ ٹالیں گے آپ کی بات سُن کر حضرت پیر سید فتح علی شاہ نے فرمایا کہ میں رات کو عرض کروں گا۔ صبح تمہیں جواب مل جائے گا۔ اگلے روز صبح سویرے حضرت پیر سید فتح علی شاہ علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کو خوشخبری سنائی کہ تینوں باتیں مان لی گئیں ہیں اور مجھے خاص طور پر حکم ہوا ہے کہ میں خود کنوئیں کی ابتداء کروں۔

چنانچہ ہر دو حضرات نے مل کر کنویں کی کھدائی کے لئے سب سے پہلے تبرکا تھوڑی سی کھدائی کی تا کہ میٹھا پانی نکل آئے۔ چنانچہ کھدائی مکمل ہونے پر بہت ہی میٹھا پانی نکلا جو کہ ضرورت سے بھی زیادہ تھا۔

بعدازاں آپ کا دربار شریف بھی تعمیر ہوا اور عرس مبارک بھی دس دن ہوتا ہے۔ آپ کا مزار فیض آثار کلیام شریف تحصیل گوجر خان نزد حدود تھانہ مندرہ ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں پر اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف کا تعلق بھی اسی سلسلہ عالیہ سے ہے۔ آپ کے مرید خاص و خلیفہ اعظم حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ المعروف میاں صاحب ماڑی والوں کے سجادہ نشین بحر العلوم حضرت قبلہ حاجی منیر احمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا ہے اور بارہا آپ کے آستانہ عالیہ کلیام شریف میں عرس کے علاوہ بھی اکثر و بیشتر حاضری کا اتفاق اور سعادت نصیب ہوتی رہتی ہے۔ دُعا ہے کہ خواجگان چشت اہل بہشت کا صدقہ قیامت تک اس در کی غلامی کا شرف عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شاہ غلام حسین المعروف فقیر شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے جمیع اہل کمال، مرآۃ جمال بے مثال، فارغ از مستقبل وحال سلطان ملک بقا قیم مقام رجال، ناطق اللسان احوال حضرت شاہ غلام حسین المعروف فقیر شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سلطان ارباب مشاہدہ ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ حضرت شیخ شہاب الدین خان عرف کٹے بابا قادری علیہ الرحمۃ جو کہ اپنے وقت کے بہت بڑے نواب ہونے کے ساتھ ساتھ فقیروں درویشوں کے ساتھ خصوصی لگاؤ اور دلچسپی رکھتے تھے۔ برسوں خانقاہوں میں جاروب کشی فرماتے رہے۔ قادریہ سلسلہ میں بیعت تھے بڑے صاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں۔

آپ کا آبائی علاقہ قندھار موضع پشین اور وطن شورادک تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد قندھار سے ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے اور مراد آباد میں مستقل قیام پذیر ہو کر مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے والد گرامی نواب مدد علی خان کی شادی مرزا خان صاحب کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔ نواب مرزا خان کے ایک صاحبزادے جو کہ نوجوان اور نوابی کے باوجود نیک متقی و پارسا خدا ترس شخصیت کے مالک تھے۔ باوجود نواب زادہ ہونے کے پیدل سفر حج کرتے۔ کربلا معلیٰ، نجف اشرف، عراق ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے تھے۔ اور ہر تیسرے سال واپس تشریف لایا کرتے تھے۔ انہیں اپنی ہمشیرہ (والدہ حضرت فقیر شاہ) سے بے پناہ عقیدت ومحبت تھی۔ جب بھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو انہیں تبرکات دیتے تھے۔ جب ساتویں بار حج بیت اللہ شریف سے واپس ہوئے تو اس وقت آپ (حضرت فقیر شاہ) گود میں تھے۔ انہوں نے گود میں اٹھا کر خوب پیار کیا اور تبرکات چٹائے۔ اس وقت آپ کی عمر ڈھائی سال کی تھی۔ وہ آپ کو اپنی زبان چسایا کرتے تھے۔ ابتدائی عمر میں آپ نے تعلیم فقر سلسلہ آزادیہ کے کمالات تیرہ سال میں پورے کئے۔ جب آپ کی عمر سولہ برس کی ہوئی تو جلسہ فقر آزادایہ میں شرکت کرنے لگے۔ آپ نہایت خوبصورت تھے۔ سیاہ کفنی کنٹھ بیراگن جسم مبارک پر ہوتی تھی، آپ کو درویش اور دنیادار دیکھ کر ششدرہ رہ جاتے تھے۔ سولہ برس کا سن آغاز شباب، رنگ سرخ وسفید، سونے پر سہاگہ، نوابزادہ اور لباس فقر آزادیہ شان اور مرتبہ یہ کہ جس پر آپ کی ایک نظر پڑی یا جس نے کمال عقیدت سے دیکھا فوراً سیاہ کفنی کنٹھ کا عاشق ہو کر مرید ہو جاتا تھا۔

آزادیوں کا جلسہ ☆: ایک مرتبہ مراد آباد محلہ گلشہید عقب مسجد سرائے میں ایک بہت بڑا اجتماع تھا۔ جس میں آزادیوں کا ایک جلسہ ہوا۔ سلسلہ آزادیہ سے تعلق رکھنے والے دور دراز مقامات اور پنجاب سے درویش آئے ہوئے تھے۔ انہوں

نے جب آپ کو دیکھا تو کسی سے معلوم کیا کہ یہ درویش نوعمر کون ہیں؟ کسی نے بتایا کہ یہ نواب روندے خاں کے پوتے نواب غلام حسین خان ہیں۔ ان کو لباس درویشی کا شوق ہوگیا ہے اس لئے پہن لیتے ہیں۔ پنجاب سے آئے ہوئے درویش ششدرہ رہ گئے اور کہنے لگے نوابزادے اور یہ لباس۔ آخران دریشوں نے آپ سے فقر کے متعلق گفتگو شروع کی اور کہا کہ اگر ہمارے سوالوں کا جواب صحیح نہ دے سکے تو یہ سیاہ کفنی بیراگنٹھ ہم تم سے چھین لیں گے اور جب تک ہمارے مرید نہ ہوگے تب تک یہ لباس پہننے نہ دیں گے۔

یہ سن کر آپ ان درویشوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ بتاؤ تمہارا سوال کیا ہے؟ اس فقیر کو جو کچھ یاد ہوگا وہ تم سے کہہ دے گا۔ اگر تمہارے سوال کا جواب نہ دے سکا تو یہ لباس اتار کر تم کو دے دوں گا۔ مگر یہ بات بھی سن لو کہ تمہارے سوال کے بعد ایک سوال میں بھی تم سے کروں گا۔ یہ شرائط طے ہوگئیں تو آپ نے فرمایا کہ بتاؤ تمہارا سوال کیا ہے؟ پنجابی درویشوں نے دل میں خیال کیا کہ یہ تو نوابزادے ہیں ان کو فقر سے کیا تعلق ہوگا اور ان کا سوال ہی کیا ہوگا۔ یہ تو شوقیہ لباس درویشوں والا پہن کر اپنے کو فقیر کہلاتے ہیں۔ بالآخر اُن درویشوں نے اپنے سلسلہ آزادیہ کے طریقہ کے متعلق آپ سے چند سوال کئے جن کا جواب آپ نے پورے اعتماد سے ان کی مرضی کے مطابق دیا اور پھر ان سے پوچھا کیا تمہارے سوالوں کا جواب تمہیں مل گیا ہے۔ وہ کہنے لگے جناب آپ کے جوابات سے ہماری تسلی ہوگئی ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ تم نے جو سوالات مجھ سے کئے ہیں ان کا جواب ہر فقیر دے سکتا ہے اور کوچہ فقر اور ان سوالات سے فقیر کو کچھ تعلق نہیں تمہارے سوالات جدا ہیں اور فقیری جدا چیز ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اب تم میرے سوال کا جواب دے کر میری خواہش بھی پوری کرو۔ انہوں نے عرض کیا جناب فرمایئے آپ کا سوال کیا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ اب فقیر کی تسبیح بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ پڑھتی ہے۔ اور تمہاری تسبیح اگر کلمہ طیبہ پڑھے اور بیراگن کلمہ شہادت پڑھے اور تم میں سے ہر فقیر کی بیراگن کلمہ توحید پڑھے گی۔ یہ سن کر وہ خاموش اور حیران رہ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے اور تمہاری تسبیح سے آواز نہیں نکلے گی تو تمہیں جملہ سامان کفنی بیراگن مجھے دینا ہوگی۔ تمام درویش سلسلہ آزادیاں حیران ششدرہ رہ گئے۔ چہروں کے رنگ فق ہوگئے اور جواب نہ دے سکے۔ اور قدموں میں گر کر عرض کرنے لگے یا حضرت ہمیں اپنے دست مبارک پر شرف بیعت بخشیں اور ہماری گستاخی معاف فرمایئے۔ ہم نے آج تک سخن آیات یاد کیں اور اس کو فقر و فخر سمجھتے رہے۔ مگر آواز کا نکلنا لباس فقر کے یہ کام اولیائے اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ہوسکتا۔ وہ تمام درویش آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنا تمام سامان فقر اور لباس آپ کے حوالے کر کے مدت درازت آپ کی خدمت میں مصروف و مشغول رہے۔ آپ کے فیضان و کرم سے یہ تمام کے تمام دولت فقر سے مالا مال ہوکر پنجاب کی جانب رخصت ہوگئے۔

بیعت و خلافت ☆: جب آپ کی ولایت کا شہرہ پنجاب اور دیگر شہروں میں کھل ہوا تو ہر طرف سے مخلوق خدا آ کر فیضیاب ہونے لگی۔ اور آپ نے سلسلہ آزادیہ میں پوری طرح تکمیل فرمالی اور کتب دینیہ کے مطالعہ سے فراغت پائی تو آپ رامپور شریف تشریف لے گئے اور وہاں جا کر اپنے ہم نام بزرگ جناب حضرت شیخ غلام حسین شاہ چشتی صابری سجادہ نشین زیارت حلقہ والی

رامپور کے دست حق پرست پر چار پیر چودہ خانوادوں میں بیعت سے مشرف ہوئے اور ان تمام سلاسل وخانوادوں کی اجازت اور خلافت اپنے مرشد سے حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔

نوٹ ☆: آپ کے پیشواء کا نام نامی بھی غلام حسین ہے اور آپ کا نام بھی غلام حسین خرقہ خلافت عطا فرماتے ہوئے آپ کے پیرومرشد نے فرمایا تمہارا نام فقیر شاہ رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد سے آپ فقیر شاہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ حالانکہ آپ نوابزادہ تھے، آپ کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے۔ غلام حسین المعروف فقیر شاہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ غلام حسین مرید وخلیفہ پسر بزرگوار حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخوند فقیر مرید وخلیفہ حضرت شاہ عنایت اللہ بہلول پوری مرید وخلیفہ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہم الرضوان۔

بے ادب بے مراد باادب بامراد ☆: ضلع مرادآباد کا مردم خیز قصبہ کندرکی جہاں مختلف مذاہب اور فرقوں کے لوگ رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ بیل گاڑی میں سوار ہو کر کہیں سفر سے واپس آ رہے تھے کہ کندرکی کے مقام کے قریب پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ چند لڑکے حلقہ مشائخ کی نقل کر رہے ہیں۔ آپ بیل گاڑی سے نیچے اترے اور ان لڑکوں کے پاس جا کر دو چار ضربیں لگائیں اور بیل گاڑی میں بیٹھ کر اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد ان لڑکوں نے بھی ذکر شروع کیا۔ اور ضربیں لگانے میں اسی قدر مصروف ہو گئے کہ ان کو اپنی خبر نہ رہی۔ یہاں تک کہ بہت سے لڑکے ذکر کرتے ہوئے بے ہوش ہو گئے۔ لڑکوں کے والدین پکڑ پکڑ کر ان کو گھروں کی طرف لے جا رہے تھے جب چھوڑتے تو وہ گھر سے نکل کر اُسی جگہ آ جاتے تھے۔ جب وارثان نے دیکھا کہ یہ کسی طرح بھی قابو میں نہیں آتے اور ان کو بالکل ہوش نہ ہے تو وہ ان کو گودیوں میں اٹھا کر آپ کی خدمت اقدس میں لے کر آئے۔ آپ نے پانی دم کر کے پلایا تو ہوش میں آ گئے۔ ان میں سے بہت سے شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والوں نے اپنے عقیدہ سے توبہ کی اور سنی حنفی ہو کر آپ کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

واقعہ قبل از وصال ☆: ۱۳ شوال بروز جمعہ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر جب گھر تشریف لائے تو اپنے ساتھ کورے مٹکے مٹی کے لوٹے اور کفن کا کپڑا اور آم لائے اور اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ آم کھا لو۔ عورتوں کا جیسا معمول ہے اس کے مطابق انہوں نے جواب دیا رکھ دو کھا لوں گی۔ یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا مگر ان ہاتھوں سے کھانا نصیب نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ اٹھیں اور آم کھائے۔ آپ چادر تان کر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد گھر والوں نے دیکھا تو آپ کا وصال باکمال ہو چکا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴ شوال بروز جمعۃ المبارک ۱۲۷۰ھ بمطابق ۱۸۵۴ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار بمقام کٹ گھر کنارہ دریائے گنگا مرادآباد انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

مادہ تاریخ وصال۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۱۲۷۰ھ ہے

حضرت خواجہ محمد افضل چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: ساقی خمخانہ اسرار، سرشار بادۂ بے خمار، مرآۃ جمال بے مثال، حضرت خواجہ محمد افضل چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جمال معرفت وکمال حقیقت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت قصبہ سنور ضلع سرہند انڈیا کے ایک معزز خالصہ خاندان میں ہوئی۔ آپ عوام الناس میں روشنی والے پیر کے نام سے مشہور ہیں۔

آپ کی ولادت وولایت سے متعلق عجیب واقعہ☆: ایک دفعہ حضرت خواجہ ابو یوسف علیہ الرحمۃ چشتی صابری سرہندی نے شب کے وقت خواب دیکھا کہ میرے دامن میں چاند ٹوٹ کر گر رہا ہے۔ اگلی صبح حضرت خواجہ ابو یوسف علیہ الرحمۃ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ ابوالفتح سرہندی کی خدمت بابرکت میں بغرض شرکت عرس پاک سرہند شریف لے گئے۔ دوران عرس پاک جب محفل سماع کا آغاز ہوا۔ اور محفل اپنے جوبن پر پہنچی تو قوال نے عارفانہ کلام کے ایک مصرع پر جب تکرار کی تو حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی صابری کو وجد طاری ہوگیا۔ محفل سماع میں کافی تعداد میں سامعین اور معتقدین شامل تھے۔ ان سامعین میں سکھ خاندان کا ایک فرد اپنی گود میں نومولود بچے کو لئے کھڑا تھا۔ جب حضرت ابو یوسف چشتی صابری حالت وجد میں اس سکھ کے پاس سے گزرتے تو زبان مبارک سے فرماتے ''اوئے رات والا چاند تو ہی تو ہے'' اسی طرح آپ مسلسل رقص کناں جب اس سکھ کے پاس تشریف لاتے تو بار بار اس طفل خورد کو دیکھ کر فرماتے۔ ''اوئے رات والا چاند تو ہی تو ہے'' حضرت خواجہ ابو یوسف سرہندی کی اس کیفیاتی تواجد کے تخاطب نے اس سکھ کی گود میں بیٹھے ہوئے معصوم بچے کو بھی وجدانی کیفیت پیدا کر دی۔ حضرت کی نظر کرم نے ایسا کام کیا وہ معصوم بچہ بھی اپنے باپ کی گود سے اُچھل کر حضرت خواجہ ابو یوسف سرہندی کے قدموں میں گر گیا۔

حضرت خواجہ نے اس کو گود میں اٹھا کر پیار کیا۔ اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا کہ ''اب تو میرا ہے'' یہ تمام منظر اپنی نگاہوں سے دیکھ کر لڑکے کا والد جو مذہبا سکھ تھا حیران وششدہ رہ گیا۔ اور پریشانی وگھبراہٹ کے عالم میں اٹھ کر لڑکے کو پکڑنا چاہا۔ جیسے ہی باپ لڑکے کو ہاتھ لگاتا لڑکا بے ہوش ہو جاتا تھا۔ اور جب حضرت خواجہ ابو یوسف سرہندی علیہ الرحمۃ لڑکے کے سر پر دست شفقت پھیرتے تو لڑکا ہوش میں آ جاتا تھا۔ دوسری مرتبہ جب بچے کے باپ کی محبت نے جوش مارا اور لڑکے کو بڑے پیار سے اٹھانے کی کوشش کی تو لڑکا پھر بے ہوش ہوگیا۔ جب حضرت خواجہ ابو یوسف نے پیار بھرے دست مبارک سے اٹھایا تو لڑکا ہوش میں آ گیا۔

بالآخر لڑکے کے باپ نے جب بار ہا یہ ماجرا دیکھا تو اپنے بیٹے کو حضرت ابو یوسف چشتی سرہندی کی گود میں دے کر کہنے لگا

حضرت یہ آپ کا ہے۔آج کے بعد اس کی پرورش بھی آپ ہی فرمائیں۔اور کہنے لگا اب یہ صاحبزادہ آپ کا ہے میرا نہیں۔

حضرت خواجہ ابو یوسف سرہندی علیہ الرحمۃ بچے کو لے کر اپنے ہمراہ سرہند شریف لے آئے۔اس کی ہر طرح سے پرورش فرمائی اور خود ہی تعلیم وتربیت فرمائی۔آپ نے اس صاحبزادے کو قرآن وحدیث اور فقہ کی مکمل تعلیم دی۔

اس کے علاوہ تصوف اور باطنی زیورِ تعلیم سے بھی آراستہ فرمایا۔اٹھارہ سال تک مسلسل تربیت کے بعد جب حضرت خواجہ ابو یوسف سرہندی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے دیکھا کہ کام تمام ہو چکا ہے تو اپنے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف فرما کر دستار خلافت سے نوازا اور آپ کا نام نامی اسم گرامی خواجہ محمد افضل چشتی صابری تجویز فرما کر ٹانڈہ شریف تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور میں سکونت کا حکم دیا۔ٹانڈہ شریف میں آپ نے علم تصوف کی ترویج واشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ہزاروں بے راہوں کو راہ ہدایت بخشی۔سینکڑوں لوگوں کو نعمت خداوندی سے مالا مال کیا۔لاتعداد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر واصل باللہ ہوئے۔

آپ کے خلفاء میں سے حضرت خواجہ یار محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے بہت شہرت پائی۔جن سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی بہت نشوونما ہوئی اور اس چراغ سے چراغ جلتا رہا اور ایسے ہی اس علاقے میں دین اسلام کی بھرپور تبلیغ واشاعت ہوتی رہی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۳ صفر المظفر ۱۲۷۱ھ بمطابق ۱۸۵۴ء کو ہوا۔مزار پُر انوار موضع ٹانڈہ شریف تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت شاہ جی عبداللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق صادق وفنافی المرشد، فارغ از قید مشیخیت، مست الست نغمات بے ساز حضرت شاہ جی عبداللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سلطان العاشقین ہیں۔

آپ رہنے والے مراد آباد کے تھے۔ بچپن ہی سے عارف کامل واکمل حضرت سیدی شاہ غلام حسین المعروف شاہ محمد حسین مراد آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لا کر مرشد کامل کی غلامی اختیار کی اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد تکمیل مجاہدات کے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ نے اپنی جوانی اور تمام عمر شیخ کے قدموں میں گزار دی۔ حتیٰ کہ شیخ کامل کے وصال کے بعد شیخ کے مزار کی مٹی اپنے اوپر ڈالتے۔ شیخ کے وصال کے بعد بھی تمام عمر شیخ کی چوکھٹ پر ہی بسر کی۔ اپنے شیخ کے مزار کے ساتھ ایک مسجد بنوائی۔ شیخ کا مزار پختہ بنوایا۔

آپ نے تمام عمر عشق شیخ میں گزار دی اور شادی بھی نہیں کی۔ تمام عمر علماء مشائخ سے پیار کرتے رہے۔ عبادت وریاضت، مجاہدہ وسلوک، سخاوت وحلم، علم وبردباری آپ کی طبیعت کا خاصہ رہی۔ ہمہ وقت ذکر خدا میں مست الست رہتے تھے۔

اہل دنیا سے کوئی سروکار نہ تھا۔ پوری زندگی میں صرف حضرت شاہ عبدالرحیم مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کو مرید وسجادہ نشین بنایا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲۷۷ھ بمطابق ۱۸۶۰ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار مرشد کامل کی خانقاہ کے اندر محلہ بغیہ مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کا سلسلہ تاہنوز جاری وساری ہے۔

حضرت میاں جی کریم بخش رامپوری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: زبدۃ الصالحین حضرت میانجی کریم بخش صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آپ کو بچپن ہی سے نام خدا لینے کا شوق پیدا ہوا گیا تھا۔ آپ حضرت مولانا محمد حسن المعروف محمد بخش چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ عبادت و ریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے آپ نے اذکار واشغال سا مجاہدے سے شروع کیے کہ آپ کی آواز میں گنگناہٹ پیدا ہوگئی تھی۔

ایک روز آپ جس دم کے ساتھ مسجد میں شغل کر رہے تھے۔ سخت بے قرار ہوئے اور کپڑے پھاڑ ڈالنے کو تیار ہوئے۔ کہ ایک دن حضرت مولانا محمد حسن المعروف محمد بخش کی روح مقدس مجسم تشریف لائی۔ اور پکڑ لیا اور ہر طرح سے تسلی فرما کر غائب ہوگئی۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ جب میں ذکر کر کے سر اٹھاتا ہوں۔ تو اپنے سر سے آسمان تک ذکر لکھا ہوا دیکھتا ہوں۔

مولوی عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سخت گرمی کے وقت دوپہر کے قریب بمقام رامپور حضرت میانجی کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے کا اتفاق ہوا۔ مسجد کے آگے چارپائی پر بیٹھے ہوئے حقہ پی رہے تھے آپ نے حقہ میرے سامنے کر دیا میں چونکہ میانجی رحمۃ اللہ علیہ سے بے تکلف تھا۔ میں نے یہ کہا کہ ہم تو آپ کی بزرگی اس وقت تصور کریں گے کہ ایسی گرمی کے وقت بارش ہو جاوے۔ اور آرام ملے۔

چنانچہ آپ کچھ دیر سنتے رہے اور میں بار بار یہی اصرار کرتا رہا۔ اچانک ایک دم آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ بارش ہوگئی اور گرمی کی تپش دور ہوگئی۔ کہا جاتا ہے کہ جس وقت آپ کے پیر و مرشد مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت آیا۔ تو میرے مریدین نے عرض کیا کہ آپ کا جنازہ کون پڑھائے گا۔ تو فرمایا کریم بخش۔ سب یہ سن کر متعجب ہوئے کہ کریم بخش تو جے پور میں ملازم ہیں کس طرح آئیں گے کہ اگلے ہی روز حضرت کا وصال ہو گیا۔ اور آپ وہاں پہنچ گئے اور نماز جنازہ پڑھائی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۷ شوال ۱۲۷۹ھ بمطابق ۱۸۶۳ء کو ہوا۔ مزار شریف رامپور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا سیّد امانت علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ الاخیار، عمدۃ الابرار، ولی کامل واکمل، پیر روشن ضمیر حضرت مولانا سید امانت علی شاہ چشتی صابری امروہی رحمتہ اللہ علیہ اولیائے کبار سے ہوئے ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے آداب طریقت وشریعت حضرت شاہ غلام حسین المعروف محمد حسین خلیفہ مجاز حضرت شیخ عبدالکریم اخوند فقیر سے سیکھے اُن کی وفات کے بعد فیض صحبت حافظ کامگار خان خلیفہ حضرت محمد حسین سے فیض پایا اور انہی حافظ محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی معیت میں صوفی لامکانی، مرشد لاثانی حضرت شیخ حافظ محمد موسیٰ چشتی صابری مانکپوری علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد تکمیل مجاہدہ ومنازل سلوک کے حضرت حافظ صاحب مانکپوری سے ہی خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ کے پیرو مرشد صوفی لامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمۃ نے جب خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ مجھے تمہاری ارادت پر فخر ہے۔ حضرت حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ مریدین کو حلقہ میں بٹھا کر ذکر بالجبر کراتے تھے تو اُس وقت آپ کے تمام خلفاء سامنے ہوتے مگر حضرت سید امانت علی شاہ امروہی کے لئے اپنے ساتھ فرش بچھوا کر ساتھ بٹھاتے تھے۔ جس سے اُن کے مرتبے کا پتہ چلتا ہے کہ مرشد کامل کی نگاہ میں کتنا مقام حاصل تھا۔ آپ کا اصل مشرب ترک ماسوائے اللہ تھا۔ حقائق ومعارف بیان کرنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ صاحب انوار العارفین نے آپ سے اس شعر کے معنی پوچھے:

علم حق در علم صوفی گم شود — ایں سخن کے باور مردم شود

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: میں کہتا ہوں فعل حق در فعل صوفی گم نہیں ہوتا۔ اور فرمایا لا اشارہ تھا۔ برغیب وفنا۔ خود برکل موجودات یعنی عدم ہے اور علوم بھی نہیں ہے۔ ایضاً بین العدمین عدم اگر اس ورزش میں ایک لفظ باقی نہ رہے اور غیب اپنے سے از خود بخود نظر رکھے تو حیرت حاصل ہوتی ہے کہ اس جگہ حضور خود بخود ہے۔ آپ کا مشرب وجودیہ تھا۔ مولف۔ بقولہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

مافات مضاوک ماسناتک فاین نم ففتم الذات بین العدمین

آپ کے تین صاحبزادے ہیں جن کے مزارات امروہہ میں ہی ہیں جبکہ آپ کے مریدوں میں شیخ عبدالرحیم شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ سمیع اللہ پٹیالوی بڑے معروف بزرگ ہوئے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۹ ذیقعد ۱۲۸۰ھ بمطابق ۱۸۶۳ء کو بہتر سال کی عمر میں ہوا۔ مزار پُر انوار امروہہ ضلع مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت حافظ محمد حسین عرف حافظ بانکے چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حضرت عارف باللہ حافظ سید محمد حسین عرف حافظ بانکے صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مشائخ کرار سے ہیں۔ آپ حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں علوم ظاہری اور باطنی کے جامع تھے۔ اسرار عجیبہ اور نکات عربیہ بیان فرماتے تھے۔ آپ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ پھر علوم ظاہری سے فارغ ہو کر مانکپور شریف پہنچے آپ کے فضل و کمال کا شہرہ چاروں طرف یکدم پھیل گیا۔ طالبان حق علوم باطنی حاصل کرنے کی غرض سے آپ کے گرد جمع ہونے شروع ہو گئے اور کافی تعداد میں لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ کا لقب حافظ بانکے اس لئے ہے کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری نے آپ کو ایک مرتبہ لباس سپاہیانہ پہنا ہوا دیکھا۔ تو فرمایا تم بانکے ہو چنانچہ اُسی روز سے آپ حافظ بانکے کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آپ کے پیر و مرشد آپ کے ریاضت و مجاہدہ زہد و تقویٰ سے بہت خوش تھے۔ اور آپ کو خرقہ خلافت بھی عطا کر دیا۔ آپ کا سلسلہ جاری ہے اور صالحین کی بہت بڑی جماعت اس میں موجود ہے آپ کا وصال ۷ ذی الحج ۱۲۸۰ھ بمطابق ۱۸۶۴ء میں ہوا۔ مزار شریف جے پور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ فیض بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: جامع الحسنات و برکات، منبع فیوض و کمالات، آفتاب طریقت، ماہتاب شریعت حضرت شیخ فیض بخش چشتی صابری ثمہ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ لاہور کے مشہور صاحب حال اور باکمال بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ صاحب کشف و کرامات و وجد و حال اور مقامات سلوک میں ورا الوریٰ تھے۔ عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ ترک و تجرید اور مجاہدہ میں باکمال تھے۔ ہر روز رات کو تین مرتبہ غسل فرماتے اور تمام رات اللہ کریم کی عبادت میں مصروف رہتے۔ آپ کو دنیا اور اہل دنیا سے کوئی غرض نہ تھی۔ ریشمی کپڑے بنا کر فروخت کر کے گزر اوقات کرتے تھے۔ کھانے پینے میں دنیاوی لذتوں سے اس قدر بے نیاز تھے کہ کبھی کبھی زردہ کھانے کو پیش کیا جاتا تو آپ اس میں نمک ڈال کر تناول فرماتے اور کبھی حلوہ پیش کیا جاتا تو اس میں مرچیں ڈال کر تناول فرماتے تھے۔ آپ حضرت پیر سید حیدر شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ وہ مرید و خلیفہ حضرت شیخ خیر الدین شاہ المعروف خیر شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری کے وہ مرید و خلیفہ تھے شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری کے وہ مرید و خلیفہ تھے شیخ عبدالخالق چشتی صابری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ جان اللہ چشتی صابری لاہوری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ نظام الدین بلخی ثمہ تھانیسری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تھے۔

وصال باکمال☆: وصال سے قبل آپ بخار کی تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ ۹ رجب المرجب شریف ۱۲۸۶ھ بمطابق ۱۵ ر اکتوبر ۱۸۶۹ء کو وصال سے چند ساعت قبل آپ نے حافظ قادر بخش نعت خوان کو طلب فرمایا اور فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی نعت سناؤ۔ انہوں نے درج ذیل کے چند شعر پڑھنا شروع کیے۔

منم خاک در کوئے محمد ﷺ　　اسیر حلقۂ گیسوئے محمد ﷺ
قتیل نوک شمشیر نگاہش　　شہید تیغ ابروئے محمد ﷺ

یہ نعت سنتے ہی آپ پر وجد طاری ہوا اور تڑپنے لگے۔ جسم پسینہ سے شرابور ہو گیا۔ اور اسی حالت میں آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔ مزار قبرستان میانی صاحب لاہور میں ہے۔ مزار پُر انوار حضرت مفتی غلام سرور لاہوری علیہ الرحمۃ نے قطعہ تاریخ لکھی:

ذدا رالفنا سوی فردوس رفت　　چوں آہ فیض بخش صفا اہل فیض
بگو محرم فیض حق سال او　　وگر مرد اہل عطا اہل فیض
۱۲۸۶ھ　　۱۲۸۶ھ

منقبت در شان

حضرت سید معین الدین المعروف شاہ خاموش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

پیمانے پہ بھر دو پیمانہ خاموش پیا خاموش پیا
میں بھی ہوں تمہارا دیوانہ خاموش پیا خاموش پیا

تم نقشہ ء حسن حافظ ہو تم شمع بزم حافظ ہو
عالم ہے تمہارا پروانہ خاموش پیا خاموش پیا

بھر بھر کے خوب پلائی ہے مستوں نے عید منائی ہے
آباد رہے یہ میخانہ خاموش پیا خاموش پیا

جس کو ہے دیکھا کر ڈالا بس ایک نظر سے متوالا
اے جلوۂ حسن جاناناں خاموش پیا خاموش پیا

میں آپ کے در کا منگتا ہوں میں آپ کا در کا بردا ہوں
کیا چیز ہے تخت شاہانہ خاموش پیا خاموش پیا

اک نظر کرم کر دیجیے عطا اے منبع بحر جودو سخا
یہ جان و جگر ہیں نذرانہ خاموش پیا خاموش پیا

آقا اس امیرؔ صابری کو بس ایک نظر ہی دکھلا دو
سرکار وہ روئے تابانہ خاموش پیا خاموش پیا

حضرت سیّد خواجہ معین الدین المعروف شاہ خاموش چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: امام العاشقین محبوب السالکین فنافی الرسول وفنافی المرشد۔ امام العارفین برہان الواصلین عارف باللہ حضرت سیّد معین الدین شاہ المعروف حضرت شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ۔

آپ کی ولادت باسعادت محمد آباد بیدر شریف میں ۱۲۰۴ھ بمطابق 1789ء کو سادات دکن کے عظیم خانوادے کے عظیم چشم و چراغ حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسودراز علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ آپ کے اوصاف حمیدہ وذکر مجاہدات وریاضت شاقہ مقام فقر احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔

آپ کے بچپن کا واقعہ☆: ایک روز جب حضرت شاہ خاموش صاحب اپنے مکان سے باہر محلہ میں ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ایک بزرگ حضرت بندہ علی شاہ صاحب مجذوب علیہ الرحمۃ کا ادھر سے گزر ہوا۔ انہوں نے حضرت کو کھیلتا ہوا دیکھ کر فرمایا ''تم شیر ہو گیدڑوں میں کھیلتے ہو۔'' نمک کی پوٹلی حضرت کو دی۔ بس اس کے بعد سے شوق الی اللہ کا غلبہ شروع ہوا۔ اور حق جوئی کی طرف توجہ غالب ہوئی۔ ذکر وشغل پسند خاطر مبارک ہوا۔ اپنے بڑے بھائی سیّد پیراں حسینی صاحب سے سفر کی اجازت چاہی بھائی نے ایک اسپ سواری اور ایک پیر بھائی کو ساتھ دیکر روانہ کیا۔ اس زمانہ سے کچھ قبل زمانہ تنہائی پسندی میں گزراتھا۔ حضرت حافظ شیرازی قدس سرہ کے شعر۔

بہ مئے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود زراہ وبیِنم منزلہا

میری طبیعت الجھ گئی کہ وہ ''سجادہ رنگیں'' سے کیا مقصد ہے۔ ''پیر مغاں'' کون ہوتا ہے۔ اور اس ''مے'' سے کون سی ''مئے'' مراد ہے۔

بیدر سے ایک منزل آگے جاکر گھوڑا پیر بھائی کے حوالے کیا اور پاپیادہ اسی تفکر میں سفر طے فرماکر بارگاہ عالیہ اجمیر شریف حضور خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر حاضری دی اور کئی سال مزار اقدس پر متوجہ رہے۔ حضور غریب نواز نے پنجاب کی طرف روانگی کا حکم دیا اور ارشاد مبارک ہوا کہ مانکپور میں حافظ موسیٰ صاحب کے پاس تمہاری قسمت کا فیض ہے۔ جاکر فیض حاصل کرو۔

چنانچہ آپ نے پاپیادہ راہ سفر اختیار فرمایا اور پنجاب کو پہنچ گئے۔ وہاں پر ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی وہ بزرگ اپنے ہزاروں مریدین ومعتقدین میں گھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت کو دیکھتے ہی قدموں پر سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ آپ حافظ موسیٰ مانکپوری

علیہ الرحمۃ کی طرف بھیجے گئے ہیں اور آپ کا پیر مجھ سے زیادہ چوکا (یعنی بہتر) ہے۔ راہ بتلادی سارے مریدین نے پریشان ہو کر پوچھا کہ یہ کون صاحبزادہ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ سادات دکن سے ہیں۔ حضور غریب نواز خواجہ اعظم کے روانہ کردہ ہیں اور اپنے مقصد کی تلاش میں نکلے ہیں یہ صاحبزادہ پیدائش سے ہی حاملِ ولایت ہے۔ تکمیل ظاہری وحقائق باطنی کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

آپ کے مانکپور شریف ضلع انبالہ پہنچنے سے قبل حضرت حافظ موسیٰ صاحب علیہ الرحمۃ نے حضور غریب نواز کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ ہمارا بچہ تمہاری طرف آرہا ہے۔ اس کو لے لو۔ حافظ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ خواب سے چونکے اور سب مریدین، معتقدین وحاضرین خانقاہ کو حکم دیا کہ حضور غریب نوازؒ کا بھیجا ہوا صاحبزادہ آرہا ہے۔ سب استقبال کے لئے دو میل دور موضع ماجرئی پر جاکر لائیں۔ بڑے بڑے جلیل القدر خلفاء مریدین عقیدت مندان پر مشتمل حلقہ ذکر کے ساتھ ایک عظیم الشان گروہ استقبال کے لئے بھیجا گیا۔

چنانچہ آپ کی آمد آمد پر تمامی حضرات عاشقان خواجہ مانکپوری نے آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا اور حلقہ ذکر کے ساتھ مانکپور شریف اپنے پیرومرشد کی خدمت میں لے گئے۔

ادھر حافظ صاحب اپنی خانقاہ کے دروازے پر منتظر کھڑے تھے۔ حضرت حافظ صاحب قبلہ نے آپ کو اپنے گلے لپٹا لیا اور سب کے سب رونے لگے۔ اس کے بعد آپ کو حجرۂ خاص میں ٹھہرایا گیا عام مریدین اور خاص مہمانوں سے بھی زیادہ تواضع کی گئی کہ یہ غریب نواز کے بھیجے ہوئے ہیں۔

اسی طرح طریقۂ قدیم کے موافق آج تک جب بھی سجادہ نشین حضرت شاہ خاموش قبلہ علیہ الرحمۃ حیدر آباد دکن سے جب خانقاہ عالیہ حافظیہ مانکپور شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ تمام فقراء خانقاہ حافظیہ اور سب باشندگان مانک پور شریف حلقہ ذکر کرتے ہوئے دو میل آگے مقام ماجرئی سے استقبال کر کے ذکر کے ساتھ مانک پور لاتے ہیں۔

والدِ گرامی کا عطا کردہ رقعہ☆: جب آپ گھر سے روانہ ہوئے تھے تو آپ کے والد گرامی نے حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے آپ کو رقعہ تحریر کر کے دیا تھا۔ آپ نے اپنے والد گرامی کا تحریر کردہ رقعہ حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ رقعہ میں تحریر تھا کہ حافظ صاحب اس بچے کو دیکھیں۔ اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ حضرت حافظ نے رقعہ پڑھ کر آپ سے پوچھا کہ برخوردار کیا تم شادی شدہ ہو۔ آپ نے جواباً عرض کیا۔ جی حضور! دو بچے بھی ہیں۔ اس کے بعد حضرت حافظ صاحب نے آپ کے والد محترم کے نام جوابی رقعہ لکھا اور تحریر کیا کہ بچہ ایک ولی کامل ہوگا مگر ہے چرب زبان۔ یعنی ایک سوال کے دو جواب دینے والا۔ یہ جواب ملنے پر آپ کے والد محترم نے دوبارہ آپ کو حکم دیا کہ واپس جاؤ اور حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری سے بیعت کا شرف حاصل کرو۔ چنانچہ آپ دوبارہ حاضر خدمت ہو کر حضرت حافظ صاحب مانکپوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بیعت سے مشرف ہوئے۔

بیعت وخلافت☆: آپ نے حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف

ہوئے اس کے بعد تمام مجاہدات وریاضات اور سلوک کی تمام منازل کو بڑی آسانی سے اور بہت جلد طے کیا۔ آپ کے مرشد نے آپ کی محنت اور سلسلہ سے لگن اور پیر بھائیوں سے پیار اور محبت کے بڑھتے رشتے دیکھ کر آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور خلق خدا کی رشد و ہدایت کیلئے امروہہ ضلع مراد آباد میں ۱۲ سال تک قیام کیا۔ اس دوران آپ اپنے پیرومرشد حافظ محمد موسیٰ مانک پوری علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے کبھی کبھی مانک پور بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

سعادت حج بیت اللہ شریف ☆: حضرت حافظ محمد موسیٰ مانک پوری رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ اپنے پیرو مرشد حضور حافظ کے مزار شریف کی تعمیر میں مصروف ہوگئے۔ مرشد کامل کے دربار کے ساتھ آپ نے عظیم الشان جامع مسجد بھی تعمیر کروائی جو آپ کے فن تعمیر کا بہترین نمونہ اور یادگار ہے۔ بعد از فراغت آپ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کے لئے روانہ ہوگئے۔ اور ایک سال تک آپ حجاز مقدس میں مقیم رہے۔

حیدر آباد دکن میں قیام ☆: حج بیت اللہ سے واپسی پر آپ اپنے شیخ کامل صوفی لامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کے اشارہ باطنی پر ۱۲۵۳ھ میں مستقل طور پر حیدر آباد دکن میں قیام پذیر ہوگئے۔ اور خلق خدا کی رشد و ہدایت اور خانقاہ کا نظام سنبھالا اور یاد حق میں مشغول ہوگئے۔ اور تمام ساکنان حیدر آباد دکن کو سرچشمہ فیض سے سیراب کرتے رہے۔

حضرت کی سوانح جو (۶۰) سال قبل کی اور حیدر آباد دکن سے آپ کے سجادہ نشین کی مطبوعہ ہے۔ اس میں یہ واقعہ درج ہے۔ کہ مولوی سیّد امانت علی صاحب خلیفہ حضرت حافظ صاحب نے اپنے پیرومرشد کو فرماتے سنا ہے کہ صاحبزادہ شاہ خاموش میرے سلسلہ کے فیوضات میں ثانی حضرت نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ رہیں گے اور صاحبزادہ نہایت سخی ہوں گے ہندو دکن ان کے فیوضات ظاہری و باطنی سے معمور و فیض یاب رہے گا۔

ایک دوسرے خلیفہ حضرت مولوی سیّد امانت علی شاہ امروہی فرماتے ہیں کہ حضور حافظ صاحب بھیکھ نے ارشاد فرمایا کہ "مولانا میر امانت علی صاحب نے خواب دیکھا کہ حضرت میراں بھیکھ صاحب علیہ الرحمۃ (جو حضرت حافظ صاحب قبلہ کے پڑدادا تھے) حضرت شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ کے سر پر عمامہ اپنے دست مبارک سے باندھ رہے ہیں۔ صبح بیدار ہو کر اپنے پیرومرشد حضرت حافظ صاحب سے خواب بیان فرمایا۔

حضور نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ کے عمامہ باندھنے پر کیا تعجب ہے۔ وہ تو حضور خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہٗ کا مقبول بارگاہ فرستادہ و فیضیاب ہیں۔

شہر روپڑہ شریف جہاں حافظ صاحب کے پیرومرشد دادا پیر حضرت پیر سیّد اعظم و حضرت پیر سیّد سالم قدس سرہٗ کی درگاہ شریف واقع ہیں۔ جو سرہند سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آج تک حضرت شاہ خاموش سرکار کا حجرہ مبارک مشہور ہے اور زیارت گاہ خلائق ہے۔ جس میں ذکر و اشغال و عبادت گزاری فرمایا کرتے تھے۔

اکثر تواریخ و سوانح حیات میں درج ہے کہ حضرت شاہ خاموش صاحب کو ذکر و شغل میں پاس انفاس بہت تھا۔ ایک بھی نفس خالی نہیں

جاتی تھی۔ اس پاس انفاس کی وجہ عرصہ تیس سال تک کسی سے کلام تک نہ کیا۔ اگر کسی کو کچھ پیغام یا کلام دینا ہو تو اشارہ سے وہ بھی بہت کم۔
حضرت سیّد امانت علی صاحب اور حضرت مولوی میر امانت علی شاہ صاحب امروہی علیہم الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز ہم دونوں حضور حافظ صاحب کے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اہل سلسلہ بکثرت موجود ہیں۔ کہ حضور نے صاحبزادہ سیّد معین الدین چشتی کے سر پر دستار خلافت باندھی اور دکن کی قطبیت وولایت سرفراز فرما کر تاکید فرمائی کہ ہماری حیات تک امروہہ میں رہ کر ہر دوسرے تیسرے ماہ آیا کرو ہمارے بعد دکن میں مقیم رہنا۔ حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ نے تمہیں قطبیت دکن عطا فرمائی ہے۔ حضور حافظ صاحب نے اُن کے سینہ کو علم ظاہر و باطن سے بھر دیا اور حقائق منکشف فرمائے۔

کشف و کرامات ☆: مشہور ہے کہ امانت خان ساکن محلہ گنگوئی امروہی نے بکمال عقیدت حضرت کی دعوت فرمائی مجلس سماع بھی منعقد تھی۔ لوگ زیادہ جمع ہو گئے جس سے امانت خان پریشان ہو گئے۔ حضرت نے اُن کے چہرے سے حال معلوم فرمایا اور ارشاد فرمایا کھانے کے مقام پر ہم کو لے چلو۔ حضرت نے روٹی کے تھالوں پر اپنی چادر ڈال دی اور کھانے کی دیگ پر رومال ڈھانک دیا۔ اور کھلانا شروع فرما دیا۔ تمام اہل مجلس کے سیر ہو کر کھا چکے مگر کھانا جوں کا توں بچ رہا۔ جو کہ بعد میں اہل محلہ میں تقسیم کروا دیا گیا۔

اس واقعہ سے تمام اہل شہر میں دھوم مچ گئی۔ اور ہزاروں افراد نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ آج تک ان شہروں میں حضرت کے اہل سلسلہ مریدوں کے مرید بکثرت بحمد اللہ موجود ہیں۔ دس سال تک حضرت کی تشریف فرمائی وہاں رہی۔ سینکڑوں کرامات خرق عادات سرزد ہوئے۔

آپ کے والد بزرگوار اور حضرت مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی، حضرت شاہ سلیمان تونسوی، میاں حضرت عبداللہ شاہ صاحب دہلوی، حضرت جمعدار صاحب ابوالعلائی، حضرت شاہ سعد اللہ صاحب نقشبندی، حضرت مولوی حافظ محمد علی صاحب چشتی نظامی، خیر آبادی حضرت مولانا شجاع الدین حسینی چشتی قادری، حضرت مولوی محمد حسین صاحب، ابوالعلائی صاحب، حضرت محمود میاں صاحب احمد آبادی، حضرت حافظ محمد علی صاحب خیر آبادی، حضرت شاہ خاموش صاحب علیہم الرضوان ایک دوسرے کو بھائی فرماتے باہم بہت محبت تھی۔

کرامت ۲ ☆: آپ کے خرق عادات و کرامات ہزار ہا مشہور ہیں۔ لیکن حضرت ان کے اظہار بیان سے ناخوش ہوا کرتے تھے۔ اس لئے قلم ان خاص حالات کی تحریر سے قاصر ہے۔ مگر سابقہ سوانح نویسوں نے لکھا ہے کہ ایک روز جبکہ حضرت امروہہ میں بہلول خان کی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک صاحب نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا کئی ہزار کا زیور کھو گیا ہے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ العالم عبدالحق ردولوی صاحب علیہ الرحمۃ کے توشہ شریف کی نیاز کر اس شخص نے نیاز مان لی۔ مگر ادا نہ کی بعد ازاں پھر دوبارہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور میرا زیور ابھی تک نہیں ملا ہے؟ حضرت قبلہ نے فرمایا پہلے توشہ کی نیاز ادا کرو۔ تعمیل حکم میں وہ صاحب بنیئے کی دکان پر گئے ڈبہ سے ترازو میں بنیئے نے جو شکر ڈالی اس میں زیور کی پوٹلی بھی شکر کے ساتھ گری بنیئے نے پوٹلی اٹھانی چاہی اس شخص نے پوٹلی پکڑ لی کہ یہ میری ہے۔ بنیئے نے پوٹلی دے دی اور چور کا نام بتا دیا وہ شخص خوش بخوش حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نیاز توشہ شریف ادا کی گئی۔

کرامت ۳ ☆: ایک روز کا واقعہ یوں لکھا ہے کہ نواب افضل الدولہ بہادر شاہ دکن نے ازراہِ عقیدت نامپلی کا بنی باغ حضرت کی خدمت میں نذر کیا۔ حضرت قبلہ نے حضرت یوسف صاحب وشریف صاحب کی مروت ومحبت کے لحاظ سے اسے قبول فرمایا۔ اس باغ میں ایک روز اپنے کئی سو مریدین کے ساتھ سیر فرمار ہے تھے۔ ہر طرف کی آراستگی وصفائی دیکھی لیکن ایک مقام غیر صاف حالت میں پڑا ہوا تھا۔ باغ کے داروغہ سے دریافت کرنے پر اس نے عرض کیا کہ اس جگہ ایک بڑا اژدھا ہے۔ اس کے ڈر سے کوئی وہاں جا کر صاف کرنے کی مجال نہیں رکھتا۔

حضرت مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور پانچ مریدین کو حکم دیا کہ تم جا کر اس اژدھے سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا یہاں اب ہمارے رہنے کا قصد ہے۔ تم دوسری طرف چلے جاؤ۔ جیسے ہی ان مریدین نے حضرت کا حکم سنایا۔ وہ اژدھا اپنے پٹھے سے نکلا اور مسجد کے سامنے سے حضرت یوسف صاحب کی درگاہ کی جانب جو دروازہ ہے اس میں ہوتا ہوا قبرستان کی طرف چلا گیا۔ اس کے پیچھے سینکڑوں تماشائی بھی دیکھ رہے تھے۔ پھر اسی مقام پر حضرت کا مقام مبارک اور گنبد شریف بنایا گیا۔

کرامت ۴ ☆: بہ زمانہ قیام مانک پور شریف وضو کے لئے پانی طلب فرمایا۔ پانی دستیاب نہ ہوا حضرت نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اس آم کے درخت سے پانی لو۔ آم کے چھوٹے پودے کو جو وہاں موجود تھا۔ حضرت نے جھکا دیا درخت سے پانی نکل آیا۔ آج تک اس درخت سے پانی نکلتا ہے۔ اور ہزار ہا آدمی اس پانی کو دفع امراض کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس درخت کا قطر تقریباً ۶۰ فٹ ہے۔ اور تنا تقریباً ۱۶ فٹ بلند ہے۔ جس سے پانی نکلتا ہے۔

عطائے سجادگی ☆: حضرت شاہ خاموش کے بڑے بھائی حضرت شاہ پیراں حسینی صاحب جو حضرت سیّد محمد ہاشم حسینی شاہ محمد کے والد بزرگوار تھے۔ وہ بھی حضرت ہی سے بیعت وخلافت رکھتے تھے۔ حضرت پیر دستگیر سیّد محمد ہاشم حسینی صاحب سندھی افواج کے صدر جمعدار تھے۔ ایک دن آپ نے اپنے خلیفہ حضرت ہلالی شاہ صاحب، حضرت بہبود علی شاہ ابوالعلائی کو حکم دیا کہ جمعدار محمد شاہ کو بلا لاؤ یہ دونوں حضرات ڈیوڑھی پر پہنچے اور جمعدار صاحب سے فرمایا کہ حضرت نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔

حضرت نے سواری نکالنے کا حکم دیا۔ تمام فوج اس زمانہ کے رواج کے مطابق ہاتھی گھوڑے پالکی سب لوازم کے ساتھ سواری برآمد ہوئے اور خانقاہ کے عقب مکہ مسجد کی طرف روانگی عمل میں آئی۔ جیسے ہی جمعدار صاحب موصوف اپنے پیر ومرشد حضرت شاہ خاموش صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے اپنے خلفاء ومریدین کو حکم دیا کہ ان کا لباس بمعہ جامہ وپگڑی اور ہزاروں روپے کے قیمتی ہتھیار جو زیب تن تھے۔ تمام اتار لو اور خود اپنا فقیرانہ لباس وخرقہ خلافت وسجادگی پہنا کر اپنا جانشین فرمادیا۔ پھر جمعدار موصوف نے یہ نہیں دیکھا۔ ڈیوڑھی کہاں گئی اور صاحبزادگان کا کون خبر گیراں ہے۔ اپنے پیر ومرشد کی خدمت اقدس میں خدمت گزاری سے حصول فیض میں مشغول رہے۔

جب اس واقعہ کی خبر فرخندہ یار جنگ کلاں اور نواب نصیر جنگ نے نواب مختار الملک کو دی۔ نواب موصوف نے خدمت جمعداری پر بڑے فرزند حضرت سیّد شاہ اکبر حسینی صاحب کا تقرر فرمادیا۔ اس کے بعد حضرت شاہ خاموش صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی علالت شروع ہوگئی

اورحضرت سیّد شاہ اکبر حسینی صاحب اور حضرت سیّد محمد شاہ اصغر حسینی صاحب علیہ الرحمۃ دونوں صاحبزادگان کو حضرت سیّد محمد شاہ ہاشم حسینی علیہ الرحمۃ نے اور ڈاکٹر محمد اشرف صاحب (مرحوم) نے بھی اپنے فرزند ڈاکٹر لقمان الدولہ بہادر/ شاف سرجن شاہ دکن کو حضرت کی بیعت میں داخل کر دیا۔ اس طرح ہزاروں مریدین وخلفاء نے اپنے اپنے فرزندوں کو بیعت میں داخل کیا۔ مزاج مبارک کی نازلی زیادہ ہوتی گئی۔ حکماء اور ڈاکٹر مصروف علاج رہے۔ یکم ذیقعد بروز جمعہ تمام حکماء وخلفاء ومعززین کی موجودگی میں حضرت پر غشی طاری ہوئی اور سبھی نے سمجھا وصال ہوگیا ہے۔ چیخ وپکار شروع ہوگئی۔ حکیموں نے نبض دیکھ کر یقین کرلیا کہ وفات ہوگئی ہے۔ لوگوں کی چیخ وپکار سے آپ متوجہ ہوئے۔ اور دریافت فرمایا کہ آج کیا دن ہے۔ سبھی نے عرض کیا حضور آج جمعہ کا دن ہے۔ آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ پیر کے دن پر رکھیئے۔ بڑے فرخندہ یار جنگ جو بیٹھے ہوئے تھے۔ معروضہ کیا کہ حضرت کے اختیار کی بات ہے۔ چند دن اور تشریف فرما رہیں تو مناسب ہے۔ حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتُ" بڑے فرخندہ یار جنگ اور حضرت محمد شاہ صاحب نے اس آیت مبارکہ کو اس انداز میں ارشاد فرمایا کہ ہم سب کو موت کا ذائقہ ولذت محسوس ہوئی۔

اس کے چار روز بعد پیر کے دن چار ذیقعد ۱۲۸۸ھ جبکہ حضرت قبلہ نے خانقاہ میں باجماعت ظہر کی دو رکعتیں ادا فرمائی تھیں۔ حالت نماز میں روحِ مبارک قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ مکہ مسجد میں لاکھوں کے مجمع نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

تواریخ وسوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ مکہ مسجد کے اطراف جو بنگلے واقع تھے۔ چار مینار تک ان کی چھتوں پر ہزارہا امراء وعہدیدار موجود ہاتھیوں پر سوار تھے۔ جب نیچے پاؤں رکھنے کو جگہ نہ ملی تو ہاتھیوں پر سوار ہی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ حضرت شاہ خاموش صاحب کے بعد حضرت مرشدی وموالائی حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے منجھلے صاحبزادے حضرت سیّد محمد اصغر حسینی صاحب کو اپنی جگہ جانشین مقرر فرما کر بہ ماہ محرم ۱۳۸۸ھ (۸۴) سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۶ ذیقعد ۱۲۸۸ھ بمطابق 1871ء بروز سوموار ظہر کے وقت ہوا۔ مزار شریف محلہ نام پلی کے اسٹیشن کے قریب حیدرآباد دکن میں مرجع خاص وعام ہے۔ آج بھی اہل دنیا، اہل عشق اور اہل طریقت طالبان خدا آپ کے دربار سے فیض یاب ہورہے ہیں۔ آپ کے وصال پر کسی عاشق صادق نے آپ کا قطع تاریخ وفات یوں لکھا ہے۔

قطب عالم برشاخ پنج تنی
دروطن آنکہ پسندید غیر الوطنی
نام آن قطب زماں شاہ معین الدین بود
ہست از گوہر سادات حسینی حسنی
سال تاریخ وفات شہہ عالی درجات
گفت ہاتف شہہ خاموش چراغ دکنی

۱۲۸۸ھ

آپ صاحب دیوان بھی ہیں۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف کے علاوہ منقبت اور معرفت کے کلام بھی لکھے ہیں۔ آپ کا دیوان فقیر راقم الحروف کی لائبریری میں موجود ہے۔

آجکل دربار شریف کے موجودہ سجادہ نشین حضرت سید شاہ علی اکبر نظام الدین حسینی صابری مدظلہ العالی ہیں جو اپنے اسلاف کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بڑے احسن انداز میں سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت شاہ علی اکبر نظام الدین حسینی صابری مدظلہ العالی جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن انڈیا کے چانسلر کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت عبداللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف کامل، شیخ العصر، قطب الوقت، جامع الحسنات و برکات، حضرت پیر سید عبداللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل عرفان ہیں۔ آپ صوفی لامکانی طائر لاہوتی وملکوتی حضرت شیخ الشیوخ حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کو اپنے شیخ کامل حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمۃ سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی۔ شیخ کامل کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔ حالت یہ تھی کہ بیس برس تک آپ نے اپنی کمر بستر پر نہیں لگائی۔

مریدین کی تربیت میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ اپنے مریدوں میں تصفیہ قلوب کے ذریعہ توجہ فرماتے تھے۔ صاحب ''انوار العارفین'' نے آپ کی شان میں درج ذیل اشعار لکھے ہیں۔

اگر دام دلِ آگاہ دیکھا ۔۔۔ جمال شاہ عبداللہ دیکھا
سحاب تیرگی جب پیش آیا ۔۔۔ وہ نور اخ چراغ راہ دیکھا

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۸ ذیعقد ۱۲۸۸ھ بمطابق ۱۸۷۲ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار تھانیسر نزد دہلی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شاہ محمد امیر شاہ چشتی صابری رامپوری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قطب الارشاد، سلطان العارفین، دلیل الکاملین، قدوۃ السالکین، شیخ الشیوخ حضرت پیر شیخ شاہ محمد امیر شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب توحید وتفرید ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت چار ماہ رجب المرجب شریف ۱۲۰۲ھ بروز دوشنبہ بوقت بعد نماز مغرب قصبہ رامپور یوپی انڈیا میں ہوئی۔ آپ اپنے وقت کے عظیم شیخ کامل اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم سرخیل ہوئے ہیں۔ آپ کی وجہ سے سلسلہ عالیہ کو بہت تقویت پہنچی ہے۔ برصغیر پاک وہند میں اس سلسلہ کو پھیلانے میں آپ کے خلفائے کرام کی بڑی کاوش ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت میاں غلام شاہ چشتی صابری رامپوری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ ظاہری وباطنی علوم سے مرصّع تھے عربی وفارسی پر آپ کو خاصہ عبور حاصل تھا۔ ہر وقت اپنے شیخ حضرت شاہ غلام چشتی صابری علیہ الرحمتہ کی خدمت میں مصروف رہتے۔ عبادت وریاضت میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ انتہائی خدا پرست، خداترس، غریب پرور درویش تھے۔ اپنے زمانے کے مشائخ میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپ کے خلفا میں حضرت مخدوم شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری علیہ الرحمتہ صاحب تصنیف ''حقیقت گلزار صابری'' و''تواریخ آئینہ تصوف'' بہت معروف ہوئے اور ان کی وجہ سے سلسلہ عالیہ کو بہت تقویت ملی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۳ صفر المظفر ۱۲۹۰ھ بمطابق ۱۸۷۳ء کو ہوا۔ مزار پرانوار قصبہ رام پور شریف انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جناب احمد علی شوق صاحب تذکرہ کاملان رامپور بھی آپ کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور ان کے والد گرامی جناب اصغر علی خان متوفی گیارہ شعبان ۱۳۲۱ھ آپ کے مرید وخلیفہ تھے۔ انہوں نے ہی آپ کا مزار پرانوار تعمیر کروایا۔ جبکہ پیر اعظم الدین صاحب نے بھی تعمیر مزار میں بھرپور کردار ادا کیا۔

حضرت ناصرالدین المعروف محمد ناصر خان صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حضرت ناصرالدین المعروف محمد ناصر خان صاحب چشتی صابری حضرت حافظ محمد حسین عرف حافظ بانکے صاحب کے مرید وخلیفہ ہیں

ریاضت ومجاہدہ آپکا پہلے بزرگوں تے سے ملتا جلتا ہے۔ مدتوں تک روزمرہ روزہ رکھتے رہے۔ ساری ساری رات عبادت میں گزارتے تھے۔ جواز کار واشغال آپکے پیرومرشد حافظ بانکے صاحب نے بتلائے تھے۔ نہایت احترام سے انکو پورا کرتے تھے آخر الامر حضرت حافظ صاحبؒ نے خوش ہوکر آپ کو اپنا خلیفہ اور قائم مقام بنایا۔

بڑی تعداد میں لوگ آپکے مرید ہوئے اور صدہا عقائد باطلہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت توبہ کی۔ آپکو حضرت صابر علاؤالدین شاہ کلیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑی عقیدت ومحبت تھی۔ جب صابر صاحبؒ کا نام نامی سنتے تو بے اختیار رونے لگے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۲ شوال ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۸ء میں ہوا۔ مزار شریف فیروز آباد ضلع آگرہ میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت حافظ علی حسین خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قطب زمانہ، مرشد یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ، ولی ابن ولی، متصرف بر تصرفات، آشنائے رموز و کنایات، محو توحید و معرفت، خورشید ولایت آثار ولایتش ظاہر بر خاص و عام بے دلیل حضرت حافظ صوفی علی حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی و ہدایت ہیں۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی نواب حافظ علی حسین خان ہے جبکہ مشہور حافظ میاں کے نام سے ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت جناب نواب غلام حسین خان صاحب المعروف حضرت فقیر شاہ چشتی صابری کے گھر مراد آباد میں ہوئی۔ ولادت کے بعد آپ نے تین دن تک والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا۔ والدہ ماجدہ ہزار کوشش کے باوجود بھی دودھ نہیں پلا سکیں۔ آپ کی نظریں آسمان کی جانب لگیں ہوئیں تھیں۔ اور ضرب لگاتے تھے۔ اس واقعہ سے والدہ ماجدہ خوفزدہ اور پریشان تھیں۔

بالآخر تیسرے روز والدہ ماجدہ حضرت قبلہ فقیر شاہ علیہ الرحمتہ نے قرب و جوار کے بزرگوں درویشوں کو مدعو کر کے ان کی دعوت کی اور ان سے اس کا تذکرہ فرمایا۔

اس موقعہ پر سب سے پہلے آپ کے والد گرامی حضرت غلام حسین المعروف فقیر شاہ چشتی صابری علیہ الرحمتہ نے خود دعائیں اور کلمات طیبہ پڑھ کر آپ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دم فرمایا۔ پھر تمام بزرگوں نے باری تعالیٰ کے حضور آپ کے لئے دعائیں کیں اور دم کیا۔ اس کے بعد والد گرامی نے آپ کو والدہ کی آغوش مبارک میں دیتے ہوئے فرمایا۔ کوئی فکر کی بات نہیں ہے بچہ پیدائشی ولی ہے۔ پیدائش سے لے کر اب تک ذکر جہر ضرب لگا کر کرتے رہے۔ اب آئندہ خفی ذکر کریں گے۔ اس کے بعد سے آپ نے اچھل کر ضربیں لگانا موقوف کر دیں۔

بچپن کے حالات و کرامات ☆: ابھی آپ کا بچپن تھا کہ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ حلقہ درویشاں میں تشریف لائے۔ اس وقت ایک شخص روتا چلاتا ہوا مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضرت مجھے بچھو نے کاٹ لیا ہے۔ تمام ہاتھ مونڈھے تک بیکار ہو گیا ہے اور پورے جسم میں زہر پھیل رہا ہے۔ خدارا آپ دم کریں تا کہ آرام آ جائے۔ اُس وقت آپ نے پوچھا کہ یہ شخص کیوں روتا ہے؟ بتایا گیا کہ اس کو بچھو نے ڈنگ مارا ہے۔ اس لئے روتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بچھو ہم اتار دیتے ہیں۔ یہ سُن کر سب درویشوں

کو تعجب ہوا کہ بھلا آپ کس طرح بچھو کے ڈنگ کا درد ختم کریں گے۔ یہ تو ابھی بچے ہیں۔ اور ان کو ابھی کچھ یاد بھی نہیں ہے کہ پڑھ کر دم کردیں گے۔ درویش ابھی تعجب میں تھے کہ آپ نے فرمایا کہاں ہے بچھو، کہاں ہے بچھو، بچھو بھاگ گیا، یہ فرمانا تھا کہ بچھو کا زہر فوراً جاتا رہا اور وہ شخص ایسا ہو گیا کہ جیسے بچھو نے کاٹا ہی نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر حاضرین اور بھی زیادہ تعجب میں پڑ گئے۔

دوسرا واقعہ☆: آپ کے بچپن کا دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ وہ دودھ بیچنے والا ایک شخص آپ کے والد گرامی حضرت فقیر شاہ صابری کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا حضور میری بھینس کو نظر ہو گئی ہے سات آٹھ روز سے دودھ دھوتے دھوتے پھٹ جاتا ہے۔ ہر چند کے نظر کا علاج کیا مگر دودھ پھٹنا بند نہیں ہو رہا۔ اس وقت آپ کی عمر عزیز ۳۔۴ برس تھی اور آپ اپنے والد گرامی کے حضور تشریف رکھتے تھے۔ اس موقعہ پر حسب معمول خانقاہ میں بہت سے درویش بھی تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ تیری بھینس کا دودھ اچھا ہو جائے گا تو آج کا دودھ لے کر آ۔ ہم کھیر پکا کر کھائیں گے۔

وہ اپنے گھر گیا اور دودھ دوھ کر لے آیا جو کہ نہایت ہی اچھا دودھ تھا اور پھر کبھی نہ پھٹا۔ جب ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے تو ہر طرف شہرہ ہو گیا لوگ اپنی اپنی حاجات لے کر حضرت فقیر شاہ صاحب کے پاس آتے اور عرض کرتے حضرت اپنے صاحبزادے سے کہلا دیجئے کہ ہمارے کام پورے ہو جائیں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہاں ہاں کام ہو جائے گا۔ اللہ کے فضل و کرم سے وہ کام ہو جاتا تھا۔

حفظ قرآن اور بیعت☆: آپ کے والد گرامی نے جب یہ واقعات دیکھے تو آپ کو قرآن کریم پڑھنے کے لئے بٹھا دیا۔ آپ نے چند مہینوں میں قرآن کریم پڑھ لیا۔ اس کے بعد آپ نے قرآن شریف حفظ کرنا شروع کر دیا۔ مکتب میں جو لڑکے برسوں اور مہینوں پہلے سے حفظ کر رہے تھے آپ نے اُن سے پہلے قرآن کریم حفظ کر لیا اور ماہ رمضان المبارک میں محراب میں کھڑے ہو کر قرآن سنا دیا۔ اس موقع پر تمام خاندان اور درویشوں کو خوشی ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے والد گرامی حضرت غلام حسین المعروف فقیر شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے علم سینہ در سینہ کی تعلیم حاصل فرمائی اور تربیت طریقت اور بیعت کے لئے اپنے والد گرامی سے رجوع کیا۔ والد گرامی نے آپ کو بیعت تعلیم و تربیت سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ و جملہ سلاسل چار پیر چودہ خانوادوں کی تفصیل سے اپنے دست حق پر بیعت فرمایا۔

خرقہ خلافت☆: آپ کے والد گرامی حضرت غلام حسین المعروف فقیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ اور آپ ہر دو حضرات ایک ہی مرشد حضرت شاہ غلام حسین بن حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر چشتی صابری رامپوری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ دونوں باپ بیٹے کے رشتہ اور بزرگی اور برخورداری کے مرتبہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو تلقین فرمائی کہ وہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے والد بزرگوار حضرت فقیر شاہ صابری سے رجوع کریں۔

چنانچہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں آپ کے والد بزرگوار حضرت فقیر شاہ نے خرقہ خلافت و اجازت بیعت عطا فرمائی۔ اس

طرح آپ اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ مجاز اور جانشین ہوئے۔

اور اسی وجہ سے آپ کے اور والد گرامی کے درمیان مرتبہ بزرگی وعظمت واحترام اور بھی زیادہ مضبوط ہو گیا۔ اور آپ والد گرامی کے بعد ان کے سجادہ مسند نشین مقرر ہوئے۔ الحمدللہ اب تک آپ کی ہی اولاد حقیقی وخانوادہ وقریبی میں ہی سلسلہ سجادگی مسند نشینی بحسن وخوبی نیک نامی سے جاری وساری ہے۔

سیرت وکردار☆: آپ نہایت حسین وجمیل اور دراز قد تھے، چہرہ مبارک نورانی اور چمک دمک والا، آنکھیں پُرکشش و پُرجلال تھیں آپ کسی کو بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے۔ اگر کسی پر اتفاقیہ نظر پڑ بھی جاتی تو تڑپنے لگتا تھا، جسم مبارک آپ کا مضبوط مگر گوشت پوست کم تھا۔

ہمہ وقت مشغول ومعروف ذکر رہتے، ہر عضو بدن حتیٰ کہ دہن مبارک سے ذکر کی آواز سنائی دیتی تھی، جہر کا عالم یہ تھا کہ جب اِلّا اللّٰہ کی ضرب لگاتے تو آواز کوسوں دور تک سنائی دیتی تھی۔ صحبت کا اثر یہ کہ بیٹھنے والے کو حرارت ایمان، نور یقین اور تعلق باللہ کا گرانقدر سرمایہ میسر ہوتا، مستورات کی جانب کبھی نظر نہ فرماتے اس لئے کہ ہمہ وقت یادالٰہی میں مشغول اور مشاہدہ حق میں رہتے۔ آپ نے شادی نہیں کی تھی، کٹ گھر والی خانقاہ میں جو عورتیں آتیں جہاں موجودہ رکشہ اسٹینڈ ہے اس سے آگے عورتوں کو آنے کی اجازت نہ تھی، آپ کو اپنے کشف اور روحانیت کے ذریعے ان کی تکالیف درد ومرضوں غرضوں کا پتہ چل جاتا تھا۔ آپ ان کی حاجات کے مطابق تعویز یادم کیا ہوا پانی اپنے مرید خاص کے ہاتھ بھیج دیتے تھے۔ آپ زہد وتقویٰ، فنافی الشیخ جیسی بے مثال خوبیوں کے مخزن وبیش بہا خزانہ تھے، علم وعرفان، شرم وحیا، جود وعطا کے عظیم پیکر تھے۔

حضرت مخدوم پاک سے نسبت وعقیدت☆: آپ اکثر پیران کلیر شریف بادشاہ دو جہاں حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ ہر وقت مراقب باحضور رہتے تھے۔ ادب کا یہ حال تھا کہ پیران کلیر شریف کی حدود میں کبھی آپ ضرورت کو بھی نہیں بیٹھتے تھے، یہاں تک کہ پان کھانا بھی ترک فرما دیتے تھے۔ آپ کو حضور مخدوم پاک صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصی لگاؤ اور تعلق تھا۔

کشف وکرامات☆: آپ ایک مرتبہ مارہرہ تشریف رکھتے تھے۔ اور یہاں مراد آباد میں عشرہ محرم میں ہندو مسلم فساد برپا ہوا۔ جس کی بنا پر دونوں طرف کے لوگ مارے گئے، اس ضمن میں آپ کے چھوٹے بھائی ہدایت علی خان پر قتل کا مقدمہ قائم کر دیا گیا۔ اس سلسلہ میں پولیس نے بہت چھاپے مارے اور ان کو گرفتار کر کے جیل بھیج کر مقدمہ قتل شروع کر دیا گیا۔
آپ کے کشف انکشاف جذب عاشقیت اور معشوقیت اور کرامت کی حالت یہ تھی کہ باتوں باتوں میں ہر جگہ کے ہونے

والے واقعات بیان فرما دیتے اور عقدہ کشائی خلق فرما دیتے تھے۔

آپ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ ہدایت علی خان مقدمہ قتل میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ آپ نے سجادہ نشین شاہ ابوالحسن سے فرمایا کہ مراد آباد چلتے ہیں بھائی ہدایت علی خان پر قتل کا مقدمہ ہو گیا ہے۔ شاہ ابوالحسن کو تعجب ہوا کہ نہ کوئی آدمی آیا نہ خط آیا پھر جناب کو کیونکر معلوم ہوا کہ ہدایت علی خان گرفتار ہو گئے۔ غرض کہ آپ معہ شاہ جی عنایت شاہ صاحب مراد آباد تشریف لائے اور فوراً پیران کلیر جانے کی تیاری کی۔

چونکہ راستے پیدل کے تھے تقریباً ہفتہ دس دن میں آپ بمعہ ہمراہیوں کے کلیر شریف پہنچے اور وضو کیا اور مزار شریف کے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔ دو چار منٹ کے اندر ہی آپ روضۂ انور حضور مخدوم پاک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا الحمدللہ قتل سے بری ہو گئے۔ اس کے بعد کلیر شریف میں بالکل قیام نہ فرمایا اور فوراً وہاں سے براہ راست مراد آباد جو کے راستے میں پڑتا ہے پہنچے تو ایک شخص راستے میں ملا اس نے بتایا کہ حضرت جناب کے بھائی ہدایت علی خان صاحب فلاں تاریخ فلاں وقت مقدمہ قتل سے بری ہو گئے ہیں۔

کرامت نمبر۲ ☆: حافظ شمس الدین بریلوی نے میاں صاحب گھیرے والے جو آپ کے خلیفہ مجاز ہیں سے فرمایا کہ شیخ نور احمد رئیس مادھو پور ضلع پیلی بھیت ایک عورت پر فریفتہ ہو گئے ہیں۔ ہر چند اپنے رئیس ہونے کا اس پر مسکر و فریب بھی کیا مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ روپیہ پیسہ بھی بہت خرچ کیا مگر بے سود رہا۔ الغرض میاں صاحب گھیرے والے حافظ شمس الدین اور رئیس نور احمد کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا سب حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا نور احمد تم اس کام کے لئے کسی اور کے پاس چلے جاؤ وہ تمہارا کام تعویذ گنڈے سے کر دے گا۔ نور احمد ہم کو تعویذ گنڈا نہیں آتا اور نہ ہم کرتے ہیں۔ ان دونوں نے عرض کیا حضور ہم نے بہت تعویذ گنڈے کروائے مگر ناکام رہے۔ اب تو آپ ہی مشکل کشائی کر سکتے ہیں۔ نور احمد کہنے لگا حضور میں تو آپ ہی کا غلام اور نام لیواہوں میں تو یہیں پڑا رہوں گا۔ اور جاروب کشی کرتا رہوں گا۔ اور جب تک آپ میرا مسئلہ حل نہیں فرمائیں گے نہیں جاؤں گا۔

جب آپ نے دیکھا کہ نور احمد بہت ہی بے چین ہے تو ارشاد فرمایا نور احمد یہ بتلاؤ کہ اس عورت کا نام کیا ہے۔ نور احمد نے عرض کیا حضور اس کا نام اکبری بیگم ہے۔ آپ نے فرمایا نور احمد اس کے دروازے پر جا کر یہ پکارو کہ ''اکبری نور احمد کے گھر آ پڑی'' اور خبردار حرام نہ کرنا۔ عقد شرعی پہلے کر لینا۔ آپ ارشاد مبارک سن کر دونوں صاحبان واپس چلے گئے اور اکبری کے مکان پر پہنچ کر وہی الفاظ پکارے۔ یہ پکار سن کر اکبری کے تن بدن میں نور احمد کے عشق کی آگ بھڑکی اور سب کو چھوڑ کر نور احمد کے گھر پیلی بھیت آ گئی۔

آپ کا ذوق سماع ☆: آپ کو سماع کا بہت ذوق تھا۔ اکثر جناب کے مرید حیدر بخش قوال آپ کو عارفانہ کلام سنایا کرتے تھے۔ دوران محفل سماع کے جب آپ کو کیف و وجد ہوتا اس وقت جو چشم مبارک کے سامنے آتا وہ بھی کیف و مستی اور حال قال میں مصروف ہو جاتا تھا۔

ایک مرتبہ گنگوہ شریف کے سجادہ نشین حضرت شاہ میاں محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کلیر شریف کے عرس کے موقعہ پر حضرت صوفی احمد حسین المعروف میاں صاحب گھیرے والے چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ آپ کے خلیفہ نامدار ہیں کے بستر پر آ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ آج کے وقت میں صابری سلسلہ میں حافظ علی حسین مراد آبادی جیسا پیر پرست درویش کہیں نظر نہیں آتا۔فرمانے لگے ایک مرتبہ آپ گنگوہ شریف حضرت قطب العالم کے عرس مقدس میں تشریف لائے۔اس وقت گنگوہ شریف کی خانقاہ میں اور بھی بہت سے درویش موجود تھے۔قوال نے حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لکھا ہوا کلام شروع کیا۔جب اس شعر پر پہنچے

نور پاکم آمدہ در مشتِ خاک　　　کور چشماں را اگر روشن نیم

اس وقت آپ قوال کی طرف مخاطب ہوئے اور آپ کو اس مصرع پر وجد و کیف ہو گیا اور زبان مبارک سے فرماتے جاتے تھے۔

نور پاکم آمدہ در مشت اخک

اس کیفیت کے دوران آپ کی چشم کرم کا جس طرف اشارہ ہوتا پوری کی پوری صف درویشوں اور مشائخ کی وجد و حال میں مستغرق ہو جاتی تھی۔جس کے جسم کے ساتھ آپ کا جسم مبارک کا حصہ لگ جاتا وہ بھی وجد و حال میں مستغرق ہو جاتا تھا۔

سجادہ نشین گنگوہ شریف فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسا حال و وجد کسی درویش میں نہیں دیکھا۔اس وقت ایک شخص نے بااعتراض یہ لفظ کہا کہ سنا کرتے تھے کہ حافظ علی حسین مراد آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بڑے ہی صاحب شریعت بزرگ اور درویش ہیں مگر آج تو ہم مجلس سماع میں خلاف شرح حال و وجد دیکھ رہے ہیں۔اس کے علاوہ اور بھی گستاخانہ کلمات کہے۔آپ کو بذریعہ کشف اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اپنی نظر مبارک اس کی طرف کی تو اس طرف بیٹھے ہوئے تمام درویشوں اور مشائخ کو ایسا وجد ہوا کہ سب سلوک میں آ گئے۔اور اس گستاخ کو حال عتاب شروع ہوا۔اُس نے اپنے جسم پر پہنے ہوئے کپڑے پھاڑنا شروع کر دیئے اور جسم سے خون جاری ہو گیا مگر حال عتاب سے کم نہیں تھا کہ وہ قریب المرگ ہو گیا۔اور سب کو معلوم ہو گیا کہ یہ بے ادبی اور گستاخی جو اس نے آپ کی شان میں کی اس کی وجہ سے سب کچھ ہے۔اب جب تک آپ معاف نہیں فرمائیں گے یہ اسی طرح تڑپتا رہے گا۔

اس کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر تمام مشائخ اور درویشوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور اس کا قصور معاف فرما دیں۔یہ اپنے کیئے کی سزا پا چکا ہے۔اور اب یہ قریب المرگ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس کو مشائخ چشتیہ کی سماع اور وجد و حال پر اعتراض کی جرأت کیسے ہوئی۔جو ہمارے مشائخ کی سماع کا منکر ہوگا اس کی سزا یہی ہے۔جب تمام حاضرین نے بار بار التجا کی تب آپ نے پانی دم کر کے منہ پر چھڑکا تب ہوش میں آیا اور فوراً معافی کا خواستگار ہو کر عرض کرنے لگا حضور نے مجھے معاف فرمایا ہے اب مجھ کو سلسلہ علایہ میں بیعت سے مشرف فرما دیجیے۔آپ نے اس کو اپنے

دست حق پرست پر بیعت سے مشرف فرمادیا۔

معمولات قبل از وصال☆: آپ چالیس سلاسل طریقت میں مختلف بزرگوں سے فیض یافتہ وخلیفہ مجاز تھے۔ایک زمانہ تھا کہ مارہرہ شریف کے قیام کے دوران چند مشائخ سلسلہ قادریہ سے اکتساب فیض کیا۔خصوصاً سلسلہ عالیہ چشتیہ وقادریہ میں حضرت شاہ محمود صاحب سے بیعت ہوئے جن کا مزار رامپور میں دریائے کوسی پر واقع ہے۔ان کے پیرومرشد حضرت غلام حسین شاہ جو حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحب سے بیعت تھے اور وہ حضرت ملا اخون فقیر شاہ عبدالکریم رامپوری چشتی صابریؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ یعنی رامپور رہ کر دادا مرشد کے حضور سے مراتب ومدارج روحانی تمام فرمائے۔آپ اپنے دادا مرشد کے مزار شریف پر رہ کر ریاضت ذکر وشغل یادالٰہی اور مراقبہ میں مصروف رہتے تھے۔کہ اس دوران دادا مرشد حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخون فقیر چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ کے مزار پُرانوار پر دوران عبادت وریاضت آپ کا وصال باکمال ہوگیا۔

آپ کی وصیت اور بعداز وصال کرامت☆: آپ کی وصیت تھی کہ بعداز وصال مجھے میرے والدگرامی حضرت فقیر شاہ کے مزار کے پاس دفنایا جائے۔رامپور شریف میں جب آپ کا وصال باکمال ہوا تو اقربا خلفا مریدین کو وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ مبارک مرادآباد لانے کی فکر لاحق ہوئی۔اس وقت تک ریل نہ ہونے کی وجہ سے عام آمدورفت خشکی کے راستے یا پھر دریائے رام گنگا میں کشتی کے ذریعے ہوتی تھی۔چونکہ موسم برسات کا تھا جس کی وجہ سے دریا میں طغیانی آئی ہوئی تھی۔جنازہ مبارک لانے کے لئے ملاحوں سے کشتی لگانے کو کہا تو طغیانی کی وجہ سے پہلے تو انکار کرتے رہے۔جب حاضرین مریدین اہل اللہ نے ملاحوں کو ہمت بندھائی اور کہا کہ تم اللہ کا نام لے کر کشتی لگاؤ۔اللہ کریم خود ہی اس کشتی کی حفاظت ونگہبانی فرمائیں گے۔چنانچہ ملاح تیار ہو گئے کشتی لگائی گئی اللہ کا نام لے کر جسدِ مبارک کشتی میں رکھا کہ کشتی کے بندھن کھول دیئے گئے اور کشتی خدا کے نام پر چھوڑ دی۔کشتی رواں دواں ہوئی اور طوفانی موجوں اور طغیانی کے تھپیڑے عبور کر کے منزل پر پہنچ گئی۔یہ سب آپ ہی کی کرامت تھی کہ الحمدللہ کشتی میں ایک بوند تک کا اثر نہ ہوا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال پانچ رمضان المبارک ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۸۰ء کو ہوا۔مزار پُرانوار والدگرامی حضرت فقیر شاہ صابریؒ کے ساتھ محلہ کاغذیاں مرادآباد انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

مادہ تاریخ وصال عیسوی **قطب وقت رفت**

۱۱۱۔۵۰۶۔۶۸۰

جبکہ سن ہجری کے اعتبار سے **حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد**

۱۲۹۷

حضرت صوفی احمد حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آشنائے رموز و کنایات، مجمع الحسنات و برکات، جامع الصفات و کمالات حضرت صوفی احمد حسین شاہ چشتی صابری المعروف میاں صاحب گھیرے والے رحمتہ اللہ علیہ مست الست جمال احمدیت وصمدیت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت جناب صوفی نور احمد صاحب کے گھر قصبہ پاکبڑہ ضلع مراد آباد میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی جناب صوفی نور احمد حضرت حافظ علی حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پیر و مرشد اور والد گرامی فقیر شاہ علیہ الرحمۃ کے مرید خاص تھے۔ ایک دن آپ کے والد گرامی صوفی نور احمد سے حضرت حافظ صاحب نے فرمایا نور احمد تمہارے گھر ایک لڑکا ہوگا وہ ہمارا ہوگا۔

چنانچہ بفرمان حافظ صاحب خدا نے نور احمد صاحب کو بیٹا دیا جس کا نام احمد حسین رکھا گیا۔ جب عمر عزیز دس گیارہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد گرامی ساتھ لے کر حضرت حافظ صاحب کے پاس گئے اور عرض کیا حضور یہ آپ کی دعا سے خدا نے دیا ہے اور یہ آپ ہی کی امانت ہے۔ بچہ حاضر خدمت ہے اس کو اپنے پاس رکھ لیں تاکہ کچھ لکھنا پڑھنا آ جائے۔ حضرت قبلہ حافظ علی حسین چشتی صابری مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے آپ کی تربیت اور تعلیم شروع کی تھوڑے ہی عرصے میں مرشد کامل کی خصوصی توجہ اور عنایت سے اپنے زمانے کے بہترین صوفی باصفا اور نیکو زاہد متقی و پارسا ہوئے۔

آپ کا معمول تھا کہ دن کے وقت اپنے مرشد کی بکریاں چرانے جنگل کو جاتے اور واپس آ کر تعلیم کے حصول اور فیض باطنی کے لئے ہمہ وقت مرشد کی خدمت میں حاضر رہتے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت حافظ علی حسین بن حضرت غلام حسین عرف فقیر شاہ چشتی صابری علیہم الرضوان کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بعدہ تکمیل مجاہدات و منازل سلوک حضرت حافظ صاحب سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ نے تمام عمر یاد خدا عبادت و ذکر و فکر اور ریاضت و مجاہدہ میں گزاری کوئی دم یاد خدا سے غافل نہ گزرا۔ اپنے شیخ کے سچے عاشق و متبع تھے۔ انتہائی خوبصورت نیک سیرت باکمال شخصیت کے مالک اور ایثار و رضا کا مجسمہ تھے۔ عاجزی و انکسار میں اپنی مثال آپ تھے۔ حسن اخلاق اور گفتگو میں اس قدر چاشنی کہ پاس بیٹھنے والوں کا دل کھینچا چلا جاتا تھا۔ تمام عمر شادی کے بغیر گزار دی۔

اتباع مرشد اور حصول عرفان ☆: آپ کے پیر و مرشد حضرت حافظ علی حسین بن فقیر شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ

مرتبہ بریلی شریف تشریف لے گئے وہاں اپنے مرید جو موضع تھانہ امریہ ضلع پیلی بھیت کا زمیندار تھا۔ وہ بریلی سے پیلی بھیت موضع امریہ قبلہ حافظ صاحب کو لے گئے۔ حضرت حافظ صاحب وہاں سے جنگل کی طرف چلے گئے۔ یہ جگہ آبادی سے دو میل کے فاصلے پر تھی۔ یہاں جنگل میں ایک پاکھڑ کے درخت کے نیچے ایک شیر اور شیرنی اپنے بچوں سمیت بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی حضرت حافظ صاحب نے ان کی طرف نگاہ بھر کے دیکھا تو وہ شیر اور شیرنی بچوں سمیت وہاں سے جنگل کی طرف چلے گئے۔ حضرت حافظ صاحب کو یہ جگہ بہت پسند آئی اس لئے کہ یہ جگہ چاروں طرف سے ندی نالوں کے درمیان گھری ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے گھیرا کے نام سے مشہور تھی۔

حضرت حافظ نے اپنے مرید نور احمد جو اس رقبے کا مالک تھا سے فرمایا کہ یہ جگہ مجھے بہت پسند ہے تو اُس نے عرض کیا حضور یہ جگہ آپ کی نذر پیش کرتا ہوں آپ اسے اپنے تصرف میں لے لیں۔ وہاں سے واپسی پر حضرت حافظ نے گھیر پیپل رامپور والے سید جعفر شاہ سے فرمایا کہ تم وہاں چلے جاؤ۔ وہ خاموش رہے۔ پھر حاضرین مریدین سے یہی سوال کیا کہ اس جنگل میں جانا کون پسند کرتا ہے؟ یہ سوال سُن کر سب خاموش رہے۔ حضرت صوفی احمد حسین (منظور نظر مرشد کامل) نے مؤدب کھڑے ہو کر عرض کیا حضور میں حاضر ہوں۔ یہ سُن کر حضرت حافظ صاحب نے اپنے بھائی مولانا میاں سے فرمایا کہ جب یہ بڑے ہو جائیں تو ان کو وہاں بھیج دینا۔ چنانچہ حضرت حافظ صاحب کے وصال کے بعد مولانا میاں نے آپ کے سر پر پگڑی باندھی اور دعائیں دے کر وہاں کے لئے روانہ کیا۔ آپ وہاں سے روانہ ہو کر وہاں کے زمیندار اور اپنے پیر بھائی نور احمد کے پاس پہنچے اور کیفیت بیان کی۔ نور احمد زمیندار ان کو اُس جنگل میں اُس جگہ جو حافظ صاحب نے پسند کی تھی لے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو شیر نے آپ کو دیکھتے ہی راہ فرار اختیار کی۔

اس کے بعد آپ نے اُس جگہ پر مستقل سکونت اختیار کر لی اور وہ آپ کا پیر بھائی زمیندار نور احمد آپ کو جنگل میں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ جب چار پانچ دن کے بعد اُسے خیال آیا تو وہ اس گھیر والی جگہ پر پہنچا اور آپ سے ملاقات کے بعد کہنے لگا چار پانچ روز کس طرح گزارے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس چند گولر تھے جو کافی رہے۔ اس کے بعد اُس زمیندار نور احمد نے اس جگہ ایک کوٹھڑی یعنی کمرہ بنوا دیا۔ اس کے بعد علی حسین بریلوی نامی آپ کے عقیدت مند و مرید نے اس جگہ پر ایک مسجد تعمیر کروادی۔ اس طرح وہاں رفتہ رفتہ آبادی بڑھتی گئی کافی عمارتیں بن گئیں جس سے جنگل میں منگل کا سماں نظر آتا تھا ہے۔ آپ نے اپنے مرشد کامل کے حکم کے مطابق مستقلاً وہی سکونت اختیار کر لی اور اسی جگہ کو اپنا مسکن قرار دیا اور تمام عمر بغیر شادی کے گزاری اور اس جگہ کو عبادت و ریاضت سے علم و عرفان کا گہوارہ بنایا۔ جہاں سے ہزاروں افراد روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ لاکھوں بے راہوں کو راہ ہدایت ملی۔

نوٹ ☆: اس گھیر والی جگہ پر قیام کی وجہ سے ہی آپ کو گھیرے والے میاں صاحب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور یہی جگہ مرکز عاشقاں ٹھہری۔

وصال با کمال ☆: آپ کے وصال کے بعد آپ کے بھتیجے صوفی فدا حسین صاحب آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بھائی امداد حسین سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ مزار پُر انوار موضع تھانہ امریہ ضلع پیلی بھیت میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کی تاریخ اور سن وصال کا صحیح علم نہ ہو سکا۔ تقریباً ۱۲۰۰ کے آخر یا ۱۳۰۰ھ کے اوائل کا زمانہ ہوگا۔

حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آں نسیم صبح وصال، قیم مقامِ رجال، مخصوص بعنایت رسول عربی، پروردۂ لطفِ رسول مدنی، ساقی خمخانہ اسرار، شہبازِ اقلیم ولایت، آشنائے رموز و کنایات، متعلم مکتب خانہ ام الکتاب، معلم مدرسہ یہدی اللہ من اناب، حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ صاحب چشتی صابری الحسنی والحسینی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت موضع بارخانیاں گیلانیہ ضلع گوڑگانواں انڈیا کے عظیم روحانی سادات گیلانی کے خانوادہ میں ہوئی۔

آپ حضرت پیر پیراں میر میراں محبوب سبحانی حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم سرخیل ہیں۔ آپ کی ذات والا صفات بحر اسرار و معدن حقائق و معارف، اور عشق کامل، شوق وافر وجدِ صادق، حالِ قوی اور ہمتِ بلند میں مشہور ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے وقت کے عظیم مرد درویش حضرت پیر احمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی کے زیر سایہ رہ کر آپ نے اپنی ظاہری و باطنی تعلیم وتربیت مکمل کی۔ آپ کے پیرومرشد حضرت پیر احمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے جب دیکھا کہ آپ کی ظاہری و باطنی اور اخلاقی و روحانی تکمیل ہو چکی ہے تو انہوں نے آپ کو اپنے دستِ مبارک سے خرقہ خلافت و اجازت عنایت فرما کر سرفراز فرمایا۔

پیران کلیر شریف آپ کی حاضری ☆: جب آپ کی اخلاقی و روحانی تعلیم وتربیت مکمل ہو گئی تو آپ کے مرشد کامل آپ کو لیکر حضور مخدوم العالمین سلطان الاولیاء حضرت سیّدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری ختم اللہ الارواح کی بارگاہ میں کلیر شریف حاضر ہوئے۔ کلیر شریف میں آپ اپنے مرشد کامل کی معیت میں حضور مخدوم پاک صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے روحانی فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہے۔

آپ حضور مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں عبادت و ریاضت میں مصروف تھے کہ ایک دن قسمت کا ستارہ چمکا کہ حضور مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور مخدوم پاک نے آپ کو کلیر شریف سے پنجاب کی جانب سفر کا حکم دیا اور فرمایا کہ پنجاب چلے جاؤ اور میری باطنی دولت اور روحانی فیوض و برکات جو تمہارے پاس امانت ہیں جاؤ اس امانت کے اہل لوگوں کو پہنچا دو۔ حضور مخدوم پاک کی جانب سے حکم ملتے ہی آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت احمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے اپنے سفر کی کامیابی کے لئے

دعا کی درخواست کی اور اجازت لیکر وہاں سے پیدل روانہ ہوئے۔

چلتے ہوئے آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو سرمے کی ایک شیشی عنایت فرمائی اور فرمایا کہ راستے میں اگر کوئی نابینا مل جایا کرے تو اس کی آنکھ میں ڈال دینا خدا اس کو شفائے کاملہ اور بینائی عطا کر دے گا۔

آپ وہاں سے روانہ ہو کر لدھیانہ، انبالہ وغیرہ اور دیگر اضلاع اپنے پیرو مرشد کا عطا کیا ہوا سرمہ نابینا لوگوں کو تلاش کر کے ان کی آنکھوں میں ڈالتے اللہ تعالیٰ نے بہت سے نابینا افراد کو بینائی عطا فرمائی۔اس علاقہ میں آپ سرمے شاہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔

آپ اپنی منزل پر اپنے مرشد کامل کے حکم کے مطابق رواں دواں رہے۔بالآخر چلتے چلتے ضلع گجرات کی سرزمین نے آپ کے قدموں کے بوسے لینے شروع کر دیئے۔گجرات سے پھالیہ آنے والی سڑک پر آپ اپنی منزل کی تلاش میں تھے گرمیوں کا موسم تھا۔سڑک کے کنارے دور تک بے آب وگیاں کا عالم تھا۔پانی کا گھونٹ بھی پینے کو نہ ملتا تھا۔اور اس صورتحال سے علاقہ بھر کے لوگ بہت پریشان تھے۔آپ کو بھی اس دوران پینے کے لئے کہیں بھی جب پانی نظر نہ آیا تو آپ کی ملاقات موضع پھالیہ میں گاؤں کے سردار چوہدری سکھا خان تارڑ سے ہوئی جو کہ انتہائی شریف النفس سخی اور درویش منش انسان تھا۔آپ نے اس سے ایک اچھا مشکیزہ مہیا کرنے کی فرمائش کی۔

چنانچہ چوہدری سکھا خان نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ کو مشکیزہ بنوادیا۔اس کے بعد آپ کا معمول بن گیا کہ روزانہ مشک میں پانی بھر کر کندھوں پر اٹھاتے اور پھالیہ گجرات روڈ پر چل دیتے۔راستے میں جو مسافر مل جاتا اسے پانی پلاتے۔جہاں یہ مشکیزہ ختم ہو جاتا۔ آپ وہاں لکیر کھینچ دیتے اور پھر پانی والی جگہ تشریف لے جا کر مشکیزہ میں پانی بھرتے اور چلتے چلتے اس لکیر پر پہنچ جاتے۔پھر وہاں سے از سر نو آگے لوگوں کو پلانی پلانا شروع کر دیتے حتیٰ کہ صبح سے شام ہو جاتی اس طرح اس حقیقی بہشتی نے یہ کام چھ برس کے عرصے تک سرانجام دیا۔بالآخر آپ کی صحت کافی خراب ہو گئی اور آپ نے مجبوراً یہ کام چھوڑ دیا۔

موضع مکھو پنڈی میں آمد ☆: جب آپ کی صحت خراب ہو گئی تو آپ پھالیہ سے قریبی گاؤں موضع مکھو پنڈی کے چوپال میں تشریف لے آئے۔

نوٹ ☆: چوپال کو پنجابی زبان میں دیوڑھی، ڈیرہ اور ہزارہ کے علاقہ میں دارہ بھی کہتے ہیں جو کہ گاؤں کے عین وسط میں ہوتا ہے۔اس چوپال میں گاؤں کے بڑے بوڑھے چوہدری نمبردار جمع ہو کر حقہ پیتے اور دیگر دنیاوی معاملات کے علاوہ گاؤں کے فیصلے بھی اس جگہ کرتے ہیں۔

آپ روزانہ ان کے ساتھ بیٹھتے اور ان حضرات کو حقہ کے لئے آگ فراہم کرتے تھے۔دن بھر جنگل سے لکڑیاں، اُپلے چن کر لاتے اور پھر ان کو جلا کر حقے کی آگ تیار کرتے۔صبح کو جب چوہدری اور گاؤں کے دیگر حضرات آتے تو ان کو حقوں کے لئے آگ کا ایک بڑا ڈھیر تیار ملتا تھا۔آپ کے اس عمل سے گاؤں کے چوہدری صاحبان بہت خوش ہوئے اور کہتے کہ یہ فقیر اچھا اور بلند اخلاق ہے جو ہماری بلا معاوضہ خدمت کرتا ہے۔

آپ کی اس علاقہ میں پہلی کرامت ☆: ایک روز حسب معمول چوہدریوں کی مجلس لگی ہوئی تھی کہ آپ نے فرمایا کہ

دریائے چناب کے کنارے موضع باہری کے بیلا میں ایک بہت بڑی لکڑی پڑی ہے۔ اگر سارے حضرات مل کر اٹھوالائیں تو کافی عرصہ تک بچ کی آگ کا آسانی سے کام چلتا رہے گا۔ چوہدریوں نے اپنی عادت کے مطابق مشورے شروع کر دیئے اور روز بروز ارادے بنتے اور ٹوٹتے رہے۔ مگر مطلوبہ لکڑی نہ لائی جا سکی۔ اس لئے کہ وہ وزن کے اعتبار سے بہت بھاری بھر کم تھی دو چار دس آدمیوں کے لئے بھی مشکل تھی۔

ایک دن لوگ حسب معمول صبح کو جب چوپال میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ مذکورہ لکڑی چوپال میں پڑی ہے۔ سب حیران رہ گئے کہ یہ لکڑی یہاں کیسے آ گئی جبکہ نہ کسی ریڑھے بیل گاڑی کی لکیر نہ ہی اونٹ یا گدھوں کے قدموں کا نشان کے جن پر لادھ کر لائی گئی ہو۔ نہ ہی اس کی چرائی کر کے ٹکڑے کئے گئے۔

بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ اس فقیر کی کرامت ہے اور ہم نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا۔ کہ اس اللہ کے ولی سے حقہ بھروانے کی حقیر ڈیوٹی لیتے رہے۔ اس واقعہ کے بعد گاؤں کے لوگوں کے نظریات بدل گئے اور وہ دل کی اتھاہ گہرائی سے آپ کا احترام کرنے لگے۔ جب آپ نے لوگوں کی یہ کیفیت دیکھی تو علاقہ چھوڑ کر کشمیر کی طرف تشریف لے گئے اور کافی عرصہ کے بعد واپس اپنی مطلوبہ منزل پر پہنچے۔

کشمیر سے واپسی اور موضع چک نظام میں قیام ☆: کشمیر میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ واپس پنجاب کی جانب پلٹے اور چلتے چلتے موضع چک نظام نزد ٹلس شریف کے قریب کانواں رولی دریائے جہلم کے جنوبی کنارے پہنچ کر ڈیرہ لگایا اور مخلوق خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ لوگوں کا ہجوم جوق در جوق آپ کی طرف آنے لگا۔ آپ کی ولایت کا شہرہ سن کر مختلف علاقوں سے علمائے صوفیائے کرام مشائخ عظام بھی خدمت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہونے لگے۔

ایک مرتبہ علمائے کرام کا ایک وفد اور علاقہ کے کچھ معززین آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو ان میں حضرت پیر سیدن صابری علیہ الرحمۃ جن کی ابھی تک ولادت نہیں ہوئی تھی کہ دادا جان حضرت پیر شاہ علیہ الرحمۃ بھی شامل تھے۔ معززین اور علمائے کرام تو تبادلہ خیال کر کے چلے گئے۔ مگر حضرت پیر شاہ صاحب آپ کی خدمت میں بیٹھے رہے اور آپ کی پیار بھری گفتگو سے مستفیض ہوتے رہے۔ اور آپ کے چہرہ انور کو ٹکٹکی باندھ کر حیرت سے دیکھتے اور محسوس ہوتا تھا کہ آپ کی پیشانی سے ایک نورانی چمک نکلتی اور آسمان کی طرف چلی جاتی اور پھر واپس آپ کی پیشانی میں ضم ہو جاتی۔ حضرت پیر شاہ انہی نظاروں میں گم تھے کہ یکا یک اچانک آپ نے مخاطب کر کے فرمایا کہ پیر شاہ صاحب آپ نے بھی کوئی سوال پوچھنا ہے تو پوچھ لیں۔ حضرت پیر شاہ صاحب نے عرض کیا حضور میں تو آپ کی نظر کرم چاہتا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ پیر شاہ صاحب میرا ایک پیغام سن لیں۔ ایک مدت ہوئی آپ کی امانت لیکر دشوار گزار راستوں سے ہوتا ہوا آج اپنی منزل پر پہنچا ہوں۔ آپ چاہیں تو اپنی امانت لے سکتے ہیں۔

آپ کی یہ بات سن کر حضرت پیر بخش شاہ صاحب کو فوراً حضرت خواجہ شمس العارفین علیہ الرحمۃ سیال شریف کی وہ بشارت یاد آ گئی جو انہوں نے حضرت پیر سید حیدر علی شاہ جلالپوری علیہ الرحمۃ کو بیعت کرنے کے بعد آپ سے فرمایا تھا کہ پیر بخش شاہ آپ کا حصہ میرے پاس نہیں ہے۔ بلکہ آپ کا حصہ ایک صابری بزرگ لیکر آ رہے اور وہ خود تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ خواجہ سیالوی کی اس

بات کے بعد آپ مدتوں سے انتظار فرما رہے ہے کہ کب میری امانت مجھ تک پہنچے گی اور گوہر مقصود میرے ہاتھ آئے گا۔

حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ صاحب صابری علیہ الرحمۃ کا یہ جملہ سن کر حضرت پیر بخش شاہ اٹھے اور آپ کے قدموں میں گر گئے۔ اور بیعت و رہنمائی کے لئے درخواست کی۔

نوٹ ☆: حضرت پیر بخش شاہ صاحب سے پہلے اس خاندان کے تمام افراد سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں بیعت تھے اور وہیں سے ان کو اجازت و خلافت ہوتی تھی۔

نیز یہ کہ حضرت پیر بخش شاہ صاحب کا نسبی شجرہ حضرت غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے۔اس طرح سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت پیر بخش شاہ المعروف حضرت پیر شاہ علیہ الرحمۃ پہلے ولی کامل ہوئے ہیں۔آپ حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت پیر شاہ صاحب کو اپنے دست مبارک پر شرف بیعت بخشا اور جو امانت ان کے سینے میں موجود تھی وہ باطنی دولت آپ کو منتقل فرما کر وصیت فرمائی کہ تمہاری پشت سے ایک نیک بخت اور روشن ضمیر بچہ پیدا ہوگا۔یہ میری امانت اسے پہنچا دینا۔

چنانچہ حضرت پیر شاہ صاحب نے جب فرمایا اپنے مرشد کی وہ امانت اپنے پوتے حضرت سیّدن شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو ان کی ولادت کے بعد منتقل کر دی۔

آپ کی اچانک کلس شریف آمد☆: ایک رات حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ چک نظام میں عقیدت مندوں کا ہجوم تھا۔آپ کے دیوانے مستانہ وار جس طرح پروانے شمع کے گرد ستارے چاند کے گرد ہالہ بنا کر جمع ہو جاتے ہیں ٹکٹکی باندھ کر آپ کے روئے انور کی زیارت سے مشرف ہو رہے تھے کہ اچانک آپ نے کلس شریف جانے کے لئے قدم اٹھائے۔آپ کے دیوانے بھی پیچھے پیچھے ہو لئے کسی کو خبر نہیں کہ آفتاب ولایت کہاں کیوں اور کس لئے جا رہا ہے۔عاشقوں کا ہجوم خاموش خاموش اپنے آقا کے قدموں کے نشانوں پر چلتا رہا۔کہ ایک بے آب و گیاں اور تاریک بستی جس کا جنوبی حصہ بالکل غیر آباد اور ویران شکل اختیار کئے ہوئے ہے قرب و جوار کی بستیوں کے لوگ مارے خوف کے اس طرف قدم نہیں رکھتے۔لوگ سمجھتے تھے کہ اس جگہ جنات اور بھوتوں کا ڈیرہ ہے۔مگر آپ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اس جگہ ایک دن تاجدار فقر ولایت حضرت پیر سیدن شاہ صابری کا ظہور ہونا ہے۔یہاں جن بھوت نہیں بلکہ خدا کے بڑے بڑے برگزیدہ بندے آئیں گے اور ان بندگان خدا کے پاس ہجوم در ہجوم جوق در جوق قافلوں کی شکل میں مصیبت زدہ اور غم کے مارے اپنے دکھوں کے مداوا کے لئے حاضری دیں گے۔

اس مقام پر آج غوث الاعظم کے خانوادے کا عظیم چشم و چراغ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کا وہ عظیم درویش جس کو صابر پارسا نے خود کلیر سے حکم دیکر جس مقصد کے لئے بھیجا تھا وہ آج اس مقدس زمین کی نہ صرف نشاندھی بلکہ روحانی طور پر اس کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے بیری کے ایک درخت کے نیچے درخت کی ٹہنی پکڑے آنکھیں بند کئے کافی وقت تک کھڑے رہے۔حاضرین میں سے کسی کو جرأت اظہار نہ تھی۔بالآخر آپ نے آنکھیں کھولیں اور حضرت پیر بخش شاہ المعروف پیر شاہ کی طرف دیکھ کر حاضرین سے فرمایا کہ یہاں پیر صاحب کے میلے ہوا کرینگے۔فیوض و برکات کی دولت بٹے گی۔

نوٹ ☆: یہ وہی جگہ ہے جہاں آج دربار گلزار صابر آستانہ عالیہ کلس شریف اور اس سے ملحقہ جامع مسجد لنگر خانہ سماع ہال اور زائرین کی رہائش کے لئے لاتعداد کمرے بنے ہوئے ہیں۔ یہ تمام ماحول ایک پُرشکوہ ماحول پیش کر کے لوگوں کو دعوت نظارہ دے رہا ہے۔ آج سے 160 برس پہلے جس جگہ اور جس مرد درویش کی آمد کی خبر آپ نے بیان فرمائی تھی آج بفضل خدا ایک حقیقت کے روپ میں اظہر من الشمس ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت پیر شاہ صاحب پیر عبداللہ شاہ صاحب اور حضرت پیر محمد شاہ صاحب علیہم الرحمۃ کے مزارات ہیں اور اسی جگہ پر یہ مردان حق وصداقت گم کردہ راہوں کو راہ ہدایت دینے میں مصروف رہے اور ان کے جانشین آج بھی لوگوں کو معرفت کے جام پلا رہے ہیں۔

کشف وکرامات ☆: موضع چک نظام اور مکھو پنڈی کے قیام کے دوران بے شمار کرامات وخوارق وعادات آپ سے سرزد ہوئیں جن کو اگر جمع کیا جائے تو ایک الگ دفتر درکار ہے۔ نیز یہ کہ آپ کی تمام زندگی مکمل اور مجسمہ کرامت تھی۔ اس لئے بھی کرامات کا زیادہ تحریر کرنا مشکل کام ہے۔ قارئین کرام اور صاحب ذوق اور عقیدت مندان سلسلہ عالیہ کے لئے چند کرامات سپرد قلم کرتا ہوں۔ تاکہ عقیدت مندان کے عشق ومحبت میں اضافہ ہو۔

کرامت ۱ ☆: اکثر دیہاتوں میں زمیندار حضرات اپنی زمینوں بالخصوص سبزیوں کو پانی لگانے کے لئے کنویں کا پانی نکالنے کے لئے (ہرٹ) لگاتے ہیں اور اس کے ساتھ ایک بیل جوڑ دیتے ہیں۔ آپ کے حجرے کے قریب گوندل قوم کے نوجوان اشرف نامی شخص نے اپنے کنویں سے اپنی سبزیوں کو پانی دینے کے لئے بیل (ہرٹ) کے ساتھ باندھا ہوا تھا بیل کنویں کے گرد گھوم رہا تھا اور زمینوں کو پانی سیراب کر رہا تھا کہ اچانک کنویں کی چھت گری اور بیل کنویں میں جا گرا۔ نوجوان آپ کی خانقاہ میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضور میرا بیل چھت گرنے کی وجہ سے کنویں میں گر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گاؤں میں جاؤ اور اپنے چند آدمیوں کو بلا لاؤ۔

چنانچہ وہ اشرف نامی نوجوان گاؤں میں گیا اور اپنے چند عزیزوں دوستوں کو جگا کر لے آیا۔ مگر جب وہ تمام حضرات دوڑتے ہوئے کنویں پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ بیل کنویں سے باہر کھڑا تھا اور اس کے جسم سے پانی ٹپک رہا تھا۔ لوگ حیران رہ گئے کہ بیل کنویں سے باہر کیسے نکل آیا اور حیران وپریشان آپ کی خانقاہ عالیہ میں پہنچے اور عرض کرنے لگے حضور یہ بیل کنویں سے باہر کیسے آ گیا۔

آپ نے فرمایا کہ اشرف گوندل کو غلط فہمی ہوگئی ہے۔ بیل تو کنویں میں گرا ہی نہیں ہوگا۔ اس واقعہ کو اپنی طرف منسوب ہونے ہی نہ دیا بلکہ بار بار یہی تکرار فرماتے رہے کہ بیل کنویں میں گرا ہی نہیں ہوگا۔

کرامت نمبر۲ ☆: مستانہ نامی آپ خادم ہر وقت آپ کی خدمت میں مصروف رہتا تھا۔ ایک روز وہ لنگر کے لئے جنگل میں لکڑیاں چننے کے لئے گیا لکڑیاں اکٹھی کر رہا تھا کہ اچانک موضع بولا کا ایک شخص مستانہ کے قریب رکا اور سلام کر کے کھڑا ہو گیا۔ مستانہ نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو۔ اس نے کہا کہ میری گدھی گم ہوگئی ہے بہت تلاش کے باوجود نہیں ملی اب تمہارے مرشد حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعا کے لئے جا رہا ہوں۔

وہ شخص آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور میرا چھوٹا سا تنور کا کاروبار ہے میں نے ایک گدھی رکھی ہوئی تھی۔

جس کی کمر پر جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور تنور جلاتا تھا اچانک وہ گدھی گم ہوگئی ہے میں نے بہت ڈھونڈا مگر نہیں ملی۔ حضور دعا فرمائیں۔ میری گدھی مل جائے۔ آپ نے اپنے گورے گورے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور فرمایا مالک مہربانی کرے گا تمہاری گدھی مل جائے گی۔

اس کے بعد وہ شخص اگلے روز دوبارہ اور اس کے اگلے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور یہی کہتا کہ میری گدھی ابھی تک نہیں ملی۔ تیسرے روز جب وہ حاضر ہوا تو مستانہ نے پوچھا کہ سناؤ تمہاری گدھی ملی یا نہیں اس نے کہا کہ ابھی تک ناکام و نامراد پھر رہا ہوں۔

اس کی مایوسی کی کیفیت مستانہ سے برداشت نہ ہوئی اور کہنے لگا کہ فلاں گاؤں میں فلاں شخص کے گھر تمہاری گدھی کھڑی ہے جا کر لے آؤ۔

وہ گیا تو کیا دیکھا کہ گدھی بالکل اسی جگہ اسی کمرے میں کھڑی ہے۔ جہاں مستانہ نے بتایا تھا۔ اس نے گدھی کھولی اور لیکر اپنے گھر آ گیا۔ اور بازار سے کچھ مصری خرید کر آپ کے آستانہ عالیہ میں حاضر ہوا اور لوگوں میں مصری تقسیم کرنے لگا۔ کسی نے پوچھا کہ یہ کیسی مصری ہے تو اس نے کہا کہ میں منت مانی تھی کہ اگر میری گدھی مل گئی تو آپ کی خانقاہ میں مصری تقسیم کروں گا۔ یہ بات آپ تک بھی پہنچی تو آپ نے طلب فرما کر اس سے پوچھا کہ گدھی کیسے ملی تو اس نے کہا کہ سائیں مستانہ نے بتایا تھا کہ فلاں گاؤں کے فلاں گھر میں کھڑی ہے۔ لہٰذا میں گیا اور کھول کر لے آیا۔ آپ نے سائیں مستانہ کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے کیسے بتا دیا کہ گدھی وہاں کھڑی ہے۔ سائیں مستانہ نے عرض کی حضور آپ کی برکت سے مجھے نظر آ رہی تھی۔ اور یہ شخص آپ کے در دولت سے مایوس لوٹ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا مستانہ کیا اسے نظر نہیں آ رہی تھی جس کی برکت سے تمہیں نظر آئی تھی۔ فقیر کا غلام ہو کر پردہ اٹھایا۔ فقیر کا کام پردہ پوشی ہے۔ لو آئندہ نہیں دیکھو گے۔

کرامت نمبر ۳ ☆: موضع چک نظام کے قیام کے دوران گردونواح کے لوگ اپنی دکھ تکلیف اور بیماریوں سے نجات کے لئے آپ کے پاس حاضر ہو کر طالب دعا ہوتے۔ آپ جس کسی بھی بیمار کو دم کرتے خداوند کریم اسے شفا عنایت فرما دیتا۔

گاؤں کے ایک شخص کی گھوڑی کو باولے کتے (پاگل کتے) نے کاٹ لیا وہ گھوڑی بھی باؤلی (ہلکی) ہوگئی۔ گاؤں کے لوگ اس گھوڑی کو رسوں سے جکڑ کر آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ اور آ کر تمام ماجرا عرض گزار کیا۔ آپ نظر ولایت سے گھوڑی کی طرف دیکھا اور فرمایا کہا یہ گھوڑی باولی (ہلکی) نہیں بلکہ بھوکی ہے اسے کھلا چھوڑ دو۔

چنانچہ آپ کے حکم سے گھوڑی کو جب کھلا چھوڑا گیا تو وہ بڑے آرام سے گھاس چرنے لگی۔ پھر دوبارہ کبھی اس کو تکلیف نہ ہوئی۔

کرامت نمبر ۴ ☆: موضع چک نظام کا رہائشی رحمان ولد لکھی قوم آہیر کی عمر ابھی ایک سال تھی کہ اچانک اس کی چھاتی میں دل کی جگہ پر شدید قسم کا درد اٹھا اور وہ تڑپنے لگا۔ اس کا والد اٹھا کر آپ کی خدمت میں لے آیا اور دم کے لئے عرض کیا۔ آپ نے اپنی انگشت مبارک پر اپنا لعاب لگا کر درد والی جگہ پر دائرہ بنا دیا اس کے بعد درد کو فوری آرام آ گیا۔ دوبارہ پھر کبھی اس جگہ درد نہ ہوا۔

وہ بچہ جوان ہوا اور جوانی سے عالم پیری میں پہنچا اس کے تمام جسم کے باس سفید ہو گئے مگر اس جگہ کے بال تازندگی کالے رہے جہاں آپ نے دائرہ بنایا تھا۔ آپ کے عقیدت مند بڑی محبت سے اس دائرہ کی زیارت کرتے اور چومتے تھے۔ یہ ہمارے مرشد کامل کی انگشت مبارک کا نشان ہے۔

کرامت نمبر ۵ ☆: موضع چک نظام کا کچھ رقبہ دریا کے دو پاٹوں کے درمیان واقع ہے جو کہ اچھا اور زرخیز رقبہ ہے۔ گاؤں

کے لوگ اس کو ''بیلا'' یا ''ٹھڈا'' کے نام سے پکارتے ہیں۔ آپ کے زمانہ ظاہری حیات میں اس رقبہ پر کاشت ہوتی تھی اور فصل بھی بہت اچھی ہوتی تھی۔ تمام گاؤں کے لوگوں نے ''بیلا'' کی دو ایکڑ زمین آپ کے نام کر دی تھی۔ جس میں آپ کی گھوڑی کے لئے چارہ کاشت ہوتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد لالچی اور سرکش حضرات نے آپ کے غلام سائیں مستانہ کو اس جگہ سے گھاس کاٹنے سے نہ صرف منع کیا بلکہ اس سے بدکلامی بھی کی۔

سائیں مستانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور انہوں نے مجھے چارہ بھی نہیں کاٹنے دیا اور بے عزت بھی کیا ہے۔ اس کی بات سن کر آپ جلال میں آ گئے۔ اور فرمایا کہ مستانہ تم روؤ نہیں وہ اپنی کی ہوئی گستاخی کی سزا پالیں گے۔ فرمایا کہ فقیر کا دل دکھانے والے تا قیامت دکھی رہتے ہیں اور فقیر کا دل خوش رکھنے والے دونوں جہاں کی خوشیاں حاصل کرتے ہیں۔

آپ کے اس فرمان کو جاری کئے ہوئے ایک صدی سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ وہ بیلا مویشیوں کی چراہ گاہ بن گیا ہے۔ دوبارہ اس میں فصل کبھی نہ ہوئی۔ اہل دیہہ ہل جوت کر جاتے یا کوئی فصل کاشت کرتے ہیں تو رقبہ دریا برد ہو جاتا ہے۔ فصل اور زمین دونوں غرق ہو جاتے ہیں جب ارادہ ترک کر دیتے ہیں تو زمین دوبارہ خود بخود بحال ہو جاتی ہے اور جانوروں کی چراہ گاہ بنی رہتی ہے۔

ولی راولی می شناسد☆: وزیر محمد خان نامی ایک شخص جو کہ عابد و زاہد متقی و پرہیزگار تھا۔ اچانک اپنی منزل میں کسی الجھن کا شکار ہو گیا۔ وہ اس الجھن کے حل کے لئے اولیائے کاملین کے مزارات پر حاضریاں دینے لگا مگر مقصد حقیقی کہیں سے پورا نہ ہوا۔ اسی دوران کسی شخص نے اسے بتایا کہ موضع چک نظام میں حضرت پیر سید مردان علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دو انشاء اللہ مقصد حقیقی پورا ہوگا۔ اور دلی مراد پوری ہوگی۔ وزیر محمد خان کافی تگ و دو تلاش و بسیار کے بعد آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ سے اپنا معاملہ پیش کیا۔ آپ نے اپنی نظر ولایت اور سخن ہائے کریمانہ سے اس کا مداوا فرمایا اس کی مشکل حل ہو گئی۔

اس کے بعد وہ شخص کئی روز تک آپ کی خدمت عالیہ میں رہ کر آپ کی لطف اندوز محفل سے محظوظ ہوتا رہا۔ ایک روز آپ کی خانقاہ میں عقیدت مندوں کی محفل جمی ہوئی تھی کہ وزیر محمد درویش نے آپ کی اجازت سے آپ کے غلاموں سے ایک سوال پوچھنا چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی بھٹی (آوی) تو کچی ہے مگر تم پوچھو انشاء اللہ بہتر نتیجہ رہے گا۔ اس درویش وزیر محمد نے اہل محفل سے پوچھا کہ میں نے سن رکھا ہے کہ ایک بیڑی باراتیوں سے بھری ہوئی تھی کسی وجہ سے دریا میں غرق ہو گئی۔ بارہ سال تک غرق رہی۔ دولہا کی ماں نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور فریاد کی۔ حضور غوث پاک نے دعا فرمائی۔ آپ کی دعا سے بارہ سال تک دریا میں غرق رہنے والی کشتی بمعہ باراتیوں کے تیرنے لگی۔ تمام باراتی زندہ سلامت نکل آئے۔ سوال یہ ہے کہ بارہ سال تک دریا میں غرق رہ کر کوئی آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے غوث پاک کی دعا کی برکت سے دوبارہ زندگی عطا کی۔

اب۔ بعث الموت کا یہ فیصلہ ہے کہ ایک بارہ جو مر کر زندہ ہوگا دوبارہ نہیں مرے گا باراتی مر کر زندہ ہوئے قانون قدرت کے مطابق دوبارہ نہیں مر سکتے۔

پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ اگر وہ زندہ ہیں تو کہاں ہیں؟

آپ کی خانقاہ عالیہ کا ایک طالب علم اٹھا اور عرض کی جناب شاید میں زیادہ وضاحت نہ کرسکوں مگر اتنا ضرور عرض کروں گا کہ وہ باراتی زندہ ہیں اور موت کی دسترس سے ماوراہ ہیں۔اس بارات کا دولہا میرے سامنے حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری کی صورت میں جلوہ افروز ہے۔اور تم بھی مجھے اس کے باراتی نظر آرہے ہو۔یہ وہ باراتی ہیں جو مر کر بھی نہیں مرا کرتے۔

چک نظام سے روانگی اور مکھو پنڈی آمد☆: جب آپ نے دیکھا کہ موضع چک نظام کے لوگ انتہا درجہ کی عقیدت و محبت کرنے لگے ہیں اور دور دور تک کے لوگ آکر مقصد برآری کے لئے تنگ کرتے ہیں تو آپ نے وہاں سے کوچ کا پروگرام بنا کر اپنے عقیدت مندوں سے فرمایا کہ موضع مکھو پنڈی کے لوگوں نے ابتدائی ایام میں میری بہت خدمت کی ہے اور اب میرا وقت آخر بھی قریب آرہا ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ یہاں سے مکھو پنڈی منتقل ہو جاؤں۔اگلی صبح آپ نے رخت سفر باندھا اور اپنے ساتھ خادم خاص مستانہ، مسلم شیخ سکنہ دھالہ ضلع گجرات اور بہادر قوال سکنہ ملکوال جو کہ آپ کی خدمت میں رہتا تھا کو ہمراہ لیا اور مکھو پنڈی تشریف لے آئے۔

چوہدری تاجہ خان تارڑ کے کنویں پر آپ نے ڈیرہ لگایا۔تاجہ خان تارڑ نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر لی تھی اس خوشی میں اس نے مٹھائی تقسیم کی اور آپ کی خدمت وخاطر میں لگ گئے۔اہل مکھو پنڈی کو جب آپ کی دوبارہ آمد کی اطلاع ملی تو جوق در جوق حاضری دینے لگے۔بہت سے افراد بیعت سے مشرف ہوئے۔ایک روز آپ نے فرمایا کہ میری آخری آرام گاہ یہیں بنے گی یہ سن کر چوہدری تاجہ تارڑ نے ایک ایکڑ رقبہ زمین نذر کر دی جہاں آج کل آپ کا مزار پُر انوار اور اس سے ملحقہ مسجد اور دیگر مکانات موجود ہے۔

آپ کے چند خصوصی خلفائے نامدار و عقیدت مندان☆: یوں تو آپ کی خدمت میں رہنے والے تمام احباب صاحب بصیرت اور پاک باز تھے۔آپ کا ہر غلام آقا بنا۔جن لوگوں نے اس چشمۂ فیض وکرم سے اکتساب فیض کیا ان کی فہرست تو بہت طویل ہے مگر چند ایسے حضرات کے اسمائے گرامی عرض خدمت ہیں جنہوں نے آپ کے اس چشمۂ فیض سے جام پینے کے بعد مخلوق خدا کو مستانہ وار بنایا اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو خدا کے دروازے پر لا کے کھڑا کر دیا۔ان حضرات میں

(نمبر۱) حضرت پیر بخش شاہ علیہ الرحمۃ کلس شریف ملکوال ضلع سرگودھا (نمبر۲) حضرت پیر عبداللہ شاہ علیہ الرحمۃ بن حضرت پیر بخش شاہ صابری کلس شریف (نمبر۳) حضرت سید غالب شاہ علیہ الرحمۃ ساکن کتووال تحصیل پھالیہ (نمبر۴) سائیں خدا بخش علیہ الرحمۃ مکھو پنڈی (نمبر۵) کرم دین المعروف کماں موچی علیہ الرحمۃ مکھو پنڈی (نمبر۶) تاجہ خان تارڑ ساکن مکھو پنڈی (نمبر۷) چوہدری سکھ خان قوم تارڑ ساکن پھالیہ (نمبر۸) شرف دین قوم گوندل (بلہ) ساکن چک نظام ضلع سرگودھا۔

وصال باکمال☆: وصال سے ایک دن پہلے ہی آپ نے اپنے غسل اور کفن کا سامان منگوا لیا تھا اور مکھو پنڈی چک نظام پھالیہ کلس شریف اور مرالہ کے علاوہ گردونواح کے دیہاتوں کو اطلاع بھیج کر ایک رات پہلے ہی بلوا لیا تھا۔رات کو تمام رات محفل گرم رہی اس دوران آپ نے فرمایا کہ آنے والی صبح کو ہمارا سفر آخرت ہے۔یہ میرا غسل اور کفن کا سامان ہے اسے سنبھال لو۔اور حضرت پیر بخش شاہ کو اپنی آخری وصیت امانت والی یاد دلائی اور عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے اور صبح صادق کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا وصال باکمال تیرھویں صدی ہجری میں ہوا۔

آپ کے وصال باکمال کے بعد تمام ساتھیوں نے مل کر آپ کی قبر مبارک کی کھدائی اور غسل وکفن کا نظام مکمل کیا۔ نماز جنازہ ادا کر کے آپ کو خدا کے سپرد کر دیا۔ آپ کا مزار پر انوار موضع مکھو پنڈی نزد پھالیہ ضلع گجرات میں مرجع خاص و عام ہے جہاں پر اہل عقیدت ومحبت حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے نہ صرف منور کرتے بلکہ اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھی بھرتے ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک حضرت صاحبزادہ پیر شمیم صابر صابری صاحب مدظلہ جو کہ آستانہ کلس شریف کے زیب سجادہ اور مسند آراہیں کی زیر صدارت ہوتا ہے۔ بہت ہی پر کیف اور روحانی محفل ہوتی ہے جو بھی گدا بھی اس در پہ آیا سلطان بن کے جاتا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ مولوی احمد حسن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام السالکین، قدوۃ الکاملین، فخر العاشقین، حضرت شیخ مولوی احمد حسن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کامل صوفی اور باعمل عالم دین ہیں،

آپ کی ولادت ۱۸ صفر المظفر ۱۲۸۸ھ کو ہوئی آپ قوم سے شیخ صدیقی ہیں۔ آپ نے علم منطق علم معقول ومنقول وحدیث اور تفسیر میں مہارت نامہ حاصل کی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی علم توحید میں مخصوص بہ حقائق ومعارف مہذب الاخلاق ومحب الفقرأ تھے۔ سخاوت، عبادت، ریاضت، مجاہدہ وسلوک میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔

آپ حضرت مولانا سیّد امانت علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت فاکر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ کے پیرومرشد حضرت مولانا سیّد امانت علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ پر بے انتہا شفقت ومحبت فرمایا کرتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳ ویں صدی ہجری کے وسط میں مراد آباد ضلع روہیل کھنڈ انڈیا میں ہوا۔ مزار پُرانوار بھی اُسی جگہ پر مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت سیّد شاہ امیر حسین چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شیخ طریقت، برہان حقیقت، امیر شریعت حضرت شاہ امیر حسین چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم شیخ کامل حضرت سیّد پیر عبداللہ شاہ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے فرزند تھے وہ حضرت سیّد صابر علی شاہ المعروف شاہ صابر بخش کے وہ فرزند سیّد غلام نصیر الدین شاہ کے دو فرزند حضرت سیّد غلام شاہ سادات کے تھے جو حضرت شاہ نصیر کو کا ذکر اللہ صابریؔ کے خلیفہ تھے دو مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ محمد دہلوی چشتی صابریؔ کے اور وہ خلیفہ حضرت شیخ، ابراہیم رامپوری کے وہ خلیفہ بندگی شیخ ابو سعید گنگوہی چشتی صابریؔ علیہم الرحمۃ کے تھے۔ آپ حضرت پیر سیّد امیر حسین شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار حضرت پیر سیّد عبداللہ شاہ چشتی صابریؔ دہلوی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ اور جانشین ہیں۔

سماع سے خصوصی لگاؤ اور تعلق رہا۔ زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت میں بے مثال کشف و کرامات میں باکمال، سخاوت و فیاضی جو کہ آپ کو ورثہ میں ملی تھی میں بے مثال تھے۔ ہر مہینے چاند کی پہلی جمعرات کو آپ کے ہاں مجلس سماع ہوتی۔ ہر شخص لنگر سے مستفید ہوتا تھا۔

دور دور سے قوال نعت خوان حضرات آتے تھے محفل میں خوب رونق ہوتی تھی۔ سالانہ عرس مبارک کے موقع پر لنگر اتنا وسیع اور دراز ہوتا تھا کہ اہل دہلی دنگ رہ جاتے۔ مساکین اور غرباء کی مدد اور خبر گیری آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔

آپ کے جواں سال صاحبزادے سیّد مظفر حسین شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ بھری جوانی میں آپ کو داغ مفارقت دے کر چلے گئے جس کا آپ کو دلی طور پر از حد صدمہ اور رنج پہنچا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳ ویں صدی ہجری کو دہلی میں ہی ہوا۔

مزار پُر انوار والد گرامی حضرت سیّد عبداللہ شاہ کے قریب ہی شاہجہان آباد دریا گنج دہلی میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شاہ محمد امیر صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام طریقت، سلطان زمن، شیخ العصر، قطب الارشاد والاقطاب، عارف یگانہ، مرد حقیقت آگاہ مالک اربعہ سلاسل طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد امیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بارہویں صدی ہجری کے عظیم روحانی پیشوا تھے آپ کا ثانی دُور دُور تک نظر نہ آتا تھا۔ آپ شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت میں یکتا روزگار تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت امام الاولیاء، شیخ المشائخ، قطب زمانی حضرت خواجہ میاں غلام شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جو چند واسطوں سے حضرت میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سلسلہ عالیہ سے وابستہ تھے کے دست حق پرست پر ماہ شعبان کی دو تاریخ ۱۲۳۹ھ میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت بھی چاروں سلاسل اور چودہ خانوادوں میں حاصل کیا۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہائی نیک پارسا، متقی وپرہیزگار نماز پنجگانہ تہجد دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ نے عبادت وریاضت میں اتنی محنت شاقہ سے کام لیا کہ اس زمانہ کے صوفیاء اور دیگر شیوخ اس درجہ کو نہ پہنچ سکے۔ آپ شغل سہ پایہ اور سلطان الاذکار میں مکمل دسترس اور مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ کو خداوند قدوس نے ظاہری اور باطنی حسن و جمال سے اس قدر نوازا ہوا تھا کہ غیر مسلم اگر آپ کے جمال جہاں آرا کو دیکھ لیتا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا تھا۔ آپ اپنی خانقاہ میں سال بھر میں ایک مرتبہ حضرت سلطان الاولیاء ختم اللہ الاروح حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صاحب کلیری علیہ الرحمۃ کا عرس مبارک کا اہتمام فرماتے تھے۔ پوری زندگی میں ایک مرتبہ حضرت مخدوم پاک حضرت علاؤالدین کلیری علی احمد صابر علیہ الرحمۃ کے دربار گوہر میں حاضری دی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال موضع کلیام سیداں میں ہوا مزار پُر انوار موضع کلیام سیداں نزد مندرہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھر سکتے ہیں۔

حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: نیر تاباں افق ولایت و معرفت، شہباز طریقت و حقیقت، مجاہد جاھد و فی سبیل اللہ حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ واقف اسرار رموز حقانی ہیں۔

آپ قصبہ ڈھلوان ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا کے رہنے والے ہیں۔ آپ میں وہ تمام صفات ہمہ صفت موجود ہیں جو ایک فقیر اور ولی کامل میں ہونی چاہئیں۔ آپ اپنے ہم عصر مشائخ میں بہت محبوب اور ممتاز تھے بڑے بڑے عارفین آپ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔ آپ ظاہری و باطنی علوم کا مرجع و منبع تھے۔ دین اسلام کی تبلیغ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فروغ کے لئے آپ نے تن من دھن کی بازی لگائے رکھی۔ اپنے دور میں سلسلہ عالیہ کا اتنا کام کیا کہ لوگ دنگ رہ گئے۔ آپ حضرت پیر احمد علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ کے مرشد حضرت پیر احمد علی چشتی صابری علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ غلام علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت خواجہ جیون شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت میراں شاہ بھیکھ کے۔ آپ حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے مرشد سے خرقۂ خلافت پانے کے بعد جو خدمات انجام دیں ان میں سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ آپ نے آنے والے سائل کو کبھی مایوس نہیں کیا۔ دروازے پر جو سائل دین مانگنے آیا تو دین اگر دنیا کا طالب آیا تو اسے دنیاوی دولت سے مالا مال کر کے بھیجا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال آپ کے آبائی قصبہ ڈھلوان ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوا۔ وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا وصال تقریباً تیرھویں صدی ہجری میں ہوا۔

حضرت سید جان محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ نورنگاہ نبوت ورسالت، فخر السادات حضرت سید جان محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے شیخ کبیر ہیں۔ موضع مدھ گھیراں جالندھر آپ کا آبائی وطن مالوف ہے اور اس موضع کے اردگرد کے مواضعات اور جالندھر شہر کے لوگ آپ سے روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ بہت سے گمراہوں کو آپ کی بدولت راہ ہدایت ملی۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا، حضرت سید علیم اللہ چشتی صابری جالندھری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں جو کہ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تیرہویں صدی ہجری میں موضع مدھ گھیراں میں ہوا۔ مزار پُرانوار موضع مدھ گھیراں نزد جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ شیخ جلال الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات وکمالات وکرامات، منبع فیوض وبرکات حضرت خواجہ شیخ جلال الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے روزگار ہیں۔ آپ ہوشیار پور کے رہنے والے ہیں تمام عمر دین اسلام کی تبلیغ اور رشد وہدایت میں گزاری، سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم ترجمان کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ہزاروں افراد آپ کے فیضان سے منور ومستفید ہوئے۔ سینکڑوں طالبان حق واصل الی اللہ ہوئے۔ سینکڑوں افراد آپ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ امیر شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ کا مزار پُرانوار موضع ٹانڈہ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور، انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کا وصال ۱۳ ویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔

حضرت مولوی عبدالعزیز چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل فاضل بے بدل، صوفی باصفا، پیکر عشق و وفا، کشتہ عشق رسول ﷺ حضرت مولوی عبدالعزیز چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مشائخ یگانہ روزگار ہیں۔ آپ کی ولادت امروہہ ہندوستان میں ہوئی۔ وہیں پر ظاہری علوم ابتدائی طور پر حاصل کر کے مزید تحصیل علوم کے لئے حضرت خواجہ مولوی احمد حسن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مرادآباد تشریف لے گئے اور عرصہ دراز تک ان کی صحبت سے مستفیض ہوکر علوم دینیہ کی سند فراغ حاصل کی۔ دوران قیام آپ اپنے استاد مولانا احمد حسن سے حضرت مولانا پیر سید امانت علی شاہ چشتی صابری کی بزرگی کے چرچے اور تذکرے سنتے رہتے تھے۔ علوم کی تکمیل کے فوراً بعد امروہہ تشریف لے جا کر حضرت مولانا سید امانت علی شاہ چشتی صابری ثمہ امروہی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے حاصل کیا۔ اور تکمیل مجاہدات وسلوک کے بعد آپ کو شیخ کامل نے خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز و ممتاز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تیرہویں صدی ہجری کے آخری دور میں امروہہ میں ہوا۔ مزار پُرانوار بھی امروہہ میں ہی مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت بابا شیخ عمر بخش ناصری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، محرم راز خفی وجلی، آئینہ جمال حقانی، حضرت بابا شیخ عمر بخش ناصری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ عظیم عارف کامل ہوئے ہیں۔ آپ حضرت بابا سندھی سجادہ نشین درگاہ حضرت امام ناصرالدین چشتی علیہ الرحمۃ جن کا وصال ۳۴۴ھ کو جالندھر میں ہوا اور چشتیہ سلسلہ کے بانی حضرت ابواسحاق شامی چشتی علیہ الرحمۃ کے زمانہ سے قبل کے بزرگ ہیں۔ حضرت بابا سندھی اس درگاہ کے سجادہ نشین اور بابا شیخ عمر بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے بزرگوار گرامی ہیں۔ حضرت بابا شیخ محمد بخش ناصری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ درگاہ حضرت امام صاحب کے سجادہ نشین اور حضرت بابا شیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ مجاز ہوئے ہیں۔ حضرت بابا شیخ محمد بخش کا مزار پُرانوار درگاہ امام حضرت ناصرالدین چشتی علیہ الرحمۃ کے احاطہ جالندھر میں اپنے بزرگوار حضرت بابا سندھی کے مزار کے ہمراہ ہے۔ آپ کا وصال تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔

حضرت پیر علی احمد جی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف کامل، پیر طریقت، امیر شریعت حضرت پیر علی احمد جی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صوفی لا مکانی عارف ربانی، حافظ آیت قرآنی، قندیل نورانی، حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر موضع ڈنگولی میں آپ نے خانقاہ قائم کی اور اپنے مرشد کی طریقت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے رشد وہدایت اور خلق خدا کی خدمت میں مصروف ہو گئے تحصیل روپڑ شریف اور ضلع انبالہ میں آپ کے مریدین بہت بڑا حلقہ تھا بہت سے لوگوں نے آپ دولت علم وعرفان لوٹی۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ جب مغلوں کی حکومت کا سورج غروب ہو چکا تھا ان کے علاقے میں سکھوں کی دہشت گردی تھی۔ اور انگریزوں کی حکومت کے پاؤں مضبوط سے مضبوط تر ہو رہے تھے۔

انگریز مسلمانوں کے مذہبی راہنما اور مبلغین کو نفرت سے دیکھتے تھے اور ان کو ختم کرنے کے لئے مختلف منصوبے بنا رہے تھے۔ مغل حکمرانوں اور شہزادوں کی بداعمالیوں کی سزا مسلمان عوام بھگت رہے تھے۔ اکثر صوفیاء اور درویش شہر سے باہر جنگلوں میں پناہ لینے پر مجبور تھے اور صوفیاء نے اپنے اخلاق وعادات وکردار اور تائید غیبی سے اپنے آپ کو بچائے رکھا اور اپنے مشن پر کام کرتے رہے۔ اسی طرح ان صوفیاء کے غریب پیروکاروں نے اپنے بزرگوں کی طریقت پر عمل پیرا ہو کر اسلام کی شمع کو جلائے رکھا۔

اس پُرفتن دور میں آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُر انوار موضع ڈنگولی ضلع انبالہ میں مرجع خاص وعام ہے جہاں سے آج بھی لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔

حضرت میاں محمود الحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آئینہ جلال و جمال حقانی، فیوض یزدانی، عارف ربانی، مرشد لاثانی، حضرت میاں محمود الحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ دریائے گوہر فضل وکمال ہیں۔

آپ حضرت صاحبزادہ غلام حسین بن شاہ عبدالکریم ملا اخون فقیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہا کے خلیفہ اعظم ہیں۔ علم و فضل اور عشق و مستی میں بلند پایہ عالم وفقیر و درویش تھے۔ اپنے پیر بھائی حضرت غلام حسین عرف فقیر شاہ سے ملاقات کے لئے مراد آباد تشریف لایا کرتے تھے۔

حضرت حافظ علی حسین ابن حضرت غلام حسین عرف فقیر شاہ اگرچہ صاحبزادہ غلام حسین رامپوری کے مرید تھے لیکن وہ اپنے والد گرامی حضرت فقیر شاہ اور حضرت میاں محمود الحق خان رامپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کو اپنا پیر صحبت تسلیم کرتے تھے۔

حضرت حافظ علی حسین صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات میں اس کا مفصل ذکر ہے۔ آپ کے تفصیلی حالات اور سن وصال نہیں مل سکا تاریخ وصال ۸ ذی الحج غالباً ۱۳ ویں صدی ہجری کو وصال ہوا۔ ۸ ذی الحج کو آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔ تاریخ مسلمہ ہے۔

حضرت شیخ پیر محمد شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی، مرشد لاثانی، امام الواصلین، قدوۃ السالکین حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری تھانوی رحمتہ اللہ علیہ مقتدائے راہ دین ہیں۔ آپ قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر یو پی انڈیا کے رہنے والے بڑے ہی عبادت گزار اور صاحب مجاہدہ تھے۔ فقر و فنا میں آپ کی ذات والا صفات بے نظیر و بے مثال تھی۔ آپ کے مجاہدہ کا یہ حال ہے کہ آپ تجلی صمدیت سے مشرف ہو چکے تھے۔ اور چالیس سال تک آپ نے آرام نہیں کیا اور نہ ہی کچھ کھایا پیا۔ اور نہ ہی آپ کو بول و براز کی حاجت ہوئی۔ یاد رہے کہ تجلی صمدیت وہ مقام ہے کہ جہاں کھانے پینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور اسی تجلی میں آپ کا وصال بھی ہوا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ نے حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

مقام بعد از وصال اور کرامت ☆: آپ کے وصال کے بعد آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بہت پریشان اور مغموم رہنے لگے۔ ایک رات نماز تہجد کے بعد حضرت شیخ سوندھا شغل باطن میں مصروف و مشغول تھے۔ کہ آپ کی روحانیت منکشف ہوئی اور اپنے شیخ سے کہنے لگے اگر آپ میری جدائی اور مفارقت میں بے چین ہیں تو میں دنیا میں واپس آتا ہوں۔ حضرت شیخ سوندھا نے پوچھا کیسے آؤ گے۔ آپ نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے مجھے دنیا اور عقبیٰ کا اختیار دے دیا ہے۔ اور مجھے قدرت عطا فرمائیے کہ میں جب چاہوں دنیا میں آ جاؤں۔

حضرت شیخ سوندھا نے فرمایا کہ اب جبکہ تم دنیا سے جا چکے ہو تو بہتر یہ ہے کہ وہیں رہ جاؤ اور دنیا میں مت آؤ۔ کیونکہ آج تک مرنے کے بعد کوئی واپس نہیں آیا۔ اور یہی سنت اللہ ہے۔

محبت شیخ ہو تو ایسی ہو ☆: آپ اپنے شیخ کامل حضرت سوندھا کی ذات میں اس قدر فنا اور ان کی محبت میں اتنے بے اختیار تھے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ سوندھا علیہ الرحمۃ غلبہ سکر و استغراق میں صحرا کی طرف نکل گئے اور ایک کنویں تک پہنچ گئے۔ آپ نے روکنے کی بہت کوشش کی کہ آپ کنویں کی طرف نہ جائیں ایسا نہ ہو کہ اس میں گر جائیں۔ لیکن وہ جذبہ سکر استغراق میں کنویں کی طرف بڑھتے گئے اور اس کے کنارے پر کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر آپ نے خود کنویں میں اس خیال سے چھلانگ لگا دی کہ اگر حضرت شیخ سوندھا کنویں میں گرے گئے تو میری کمر پر ہی گریں گے۔ اس طرح ان کو چوٹ نہیں آئے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت شیخ سوندھا

علیہ الرحمۃ کنویں میں گر گئے۔ جب لوگوں کو اس بات کا علم ہوا تو فوراً پہنچے اور دونوں کو کنویں سے باہر نکالا تو کیا دیکھا کہ حضرت شیخ سوندھا کو خراش تک نہ آئی جبکہ حضرت شیخ پیر محمد کو شدید چوٹیں آئیں اور اسی وجہ سے آپ کی موت واقعہ ہوئی۔

کرامت نمبر۲☆: دیوبندیوں کے معروف عالم مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے ملفوظات کی کتاب ''الافادات الیومیہ'' جلد نہم کے صفحہ ۲۶۶ پر آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ: ہماری خانقاہ کی مسجد میں ایک مؤذن رہتے تھے جن کا نام پیر محمد تھا۔ اُنہیں کے نام سے یہ مسجد پیر محمد والی مشہور ہے۔ وہ بہت نیک اور بزرگ تھے۔ بکریاں پالتے تھے۔ لیکن چونکہ ان کے رات کے رہنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ وہ مسجد ہی میں بکریوں کو رکھتے تھے۔ لیکن یہ اُن کی کرامت تھی کہ جب کسی بکری کو پیشاب یا مینگنیں کرنا ہوتیں تو وہ فوراً مسجد سے باہر چلی جاتی اور فراغت کے بعد واپس آ جاتی تھی۔ غرض کہ جب تک مسجد میں بیٹھتی تھیں مینگنی پیشاب کبھی نہیں کرتی تھیں۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو باہر چلی گئیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال تیرہویں صدی ہجری میں قصبہ بہو ہر نزد تھانہ بھون ضلع مظفر نگر یوپی انڈیا میں ہوا۔ اور وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری جلال آبادی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: واقف اسرار رموز طریقت و معرفت، شہسوار میدان حقیقت، حضرت پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قطب الاقطاب ہیں۔ آپ خاندان سادات کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کو گھر میں ہی خالص دینی ماحول ملا۔ جس میں للّٰہیت، اخلاص، سچائی اور نیکی کی تمام خصوصیت شامل تھیں۔ اِس ماحول میں یقیناً قطرے کو سمندر کی تہہ میں سیپ میسر آنے کے بعد گوہر بننے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ آپ نے اپنے گھر سے ہی تمام خصوصیات حمیدہ اور اخلاق حسنہ سیکھ لئے تھے اور جوں جوں زندگی کے لمحے آگے بڑھتے گئے آپ کے اندر یادِ خدا اور خوف الٰہی کے جذبات مزید فروغ پاتے گئے۔ آپ نے تعلیم و تربیت مکمل کرنے کے فوراً بعد ایک درس گاہ قائم کی جس میں آپ نے قال اللہ و قال رسول کی تعلیم دینی شروع کی اور ساتھ ہی ساتھ آنے والے تشنگانِ علم کو روحانی فیوض و برکات عطا کرنے کا آغاز کیا۔ آپ کے علم، زہد و ورع اور تقویٰ کا چرچا عام ہونے لگا اور دور دراز تک آپ کے علم و عمل اور تقویٰ و طہارت سے فیض پانے والے افراد آپ کی ذات و شخصیت کا تعارف بن گئے۔ جن میں بڑے بڑے علماء، صلحا، صوفیا اور سالکان راہ طریقت شامل ہی ان فیض یافتگان میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف کے بانی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات بھی ہے۔ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ جیسی نابغہ روزگار شخصیت اور بحرِ بیکراں آپ کے سلسلہ میں شمار ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان کلیامی رحمتہ اللہ علیہ جب آپ کی خدمت اقدس میں ایک مجذوب کی رہنمائی سے پہنچے تو آپ نے ایک درسگاہ کا ماحول دیکھا جس میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری تھا۔ خواجہ حافظ صاحب کے دل میں یہ بات آئی کہ شاید یہاں صرف ظاہری علوم کا ہی سلسلہ ہے مگر خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے دل میں آنے والے خیالات پر نظر کرتے ہوئے فرمایا: میں تو ایک پنسار کی طرح ہوں جو آدمی جس مرض کی دوا لینے کے لئے آتا ہے میں دے دیتا ہوں۔ اگر کوئی ظاہری علم کا پیاسا ہو تو اُسے وہ ملے گا اور اگر کوئی باطنی اسرار و رموز کا متلاشی ہے تو وہ بھی مجھ سے ملے گا۔ یوں آپ نے خواجہ حافظ صاحب کو فیض باطنی کے خزانے عطا کرتے ہوئے ولایت کا شہنشاہ بنا دیا۔ اور پھر وہ سلسلہ فیض آج تک پوری آب و تاب کے ساتھ جاری ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تیرہویں صدی ہجری کے اواخر میں ہوا۔ مزار پُر انوار جلال آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت پیر سید عبداللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : ولی ابن ولی، پروردۂ آغوش ولایت، عارف کامل، شیخ العصر، قطب الوقت حضرت پیر سید عبداللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ عارف حق حضرت سید صابر علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے فرزند و جانشین وخلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲ رمضان المبارک کو دہلی میں ہوئی تھی۔ آپ بچپن ہی سے یاد خدا میں مست ومستغرق اور عبادت وریاضت میں مصروف تھے۔ جس کے انوار وتجلیات آپ کے چہرہ انور سے عیاں تھے۔ بڑے سے بڑے جاہ وجلال کا مالک ہو یا بادشاہ وقت یا انگریز حکمران یورپین آپ کے سامنے دست بستہ مؤدب کھڑے ہوتے ہیں۔ اور آپ کا اعزاز واکرام کرتے تھے۔ دہلی کے تمام پیرزادگان میں یگانہ عصر تھے۔ اگرچہ سخاوت وشاہی آپ کو ورثہ میں ملی تھی مگر باوجود اس کے تمام زندگی کا انداز اور لباس فقیرانہ ہی رہا۔ آپ کے زمانہ کے مشائخ آپ کو سراج دہلی، فخر دہلی، اور برکات دہلی کے نام سے پکارتے تھے۔ سینکڑوں لوگوں نے آپ کے علوم معرفت سے فیض پایا۔ ہزاروں طالبان حق کو راہِ ہدایت ملی۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۰۴ھ بمطابق ۱۸۸۶ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار شاہجہان آباد دریا گنج دہلی میں آپ کے والد گرامی کے ساتھ ہی مرجع خاص وعام ہے۔ سلسلہ آپ کا جاری وساری ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

حضرت شاہ جی عبدالرحیم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آئینہ جمال وجلال حقانی، شہباز قضائے تجرید، ہمائے آشیانہ تفرید، شمع قصر ہدایت، فرد حقیقت، ماہتاب شریعت، شہباز معرفت وطریقت حضرت شیخ شاہ جی عبدالرحیم مرادآبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب بلندی ہائے عظمت وجلال ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت اٹھارہویں صدی ہجری کے ربع اول میں مرادآباد کے ایک معزز اور صوفی منش بزرگ حضرت محمد نورخان کے گھر ہوئی۔ آپ کے والدگرامی اور دیگر اجداد رام پور کے رہنے والے تھے۔ قوم یوسف زئی پٹھان ہے۔ والدگرامی جناب محمد نورخان رام پور سے نقل مکانی کر کے مرادآباد تشریف لائے اور وہیں کے ہو کے رہ گئے۔ بالآخر وہیں زندگی تمام ہوئی اور خانقاہ عالیہ چشتیہ صابریہ بغیہ سے ملحق بیرونی قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی۔

آپ بچپن ہی سے تصوف اور فقراء درویشوں کی طرف مائل تھے۔ فقرا سے پیار محبت اس قدر کے ہمہ وقت انہی میں رہتے تھے۔ بارہ برس کی عمر عزیز میں آپ خانقاہ عالیہ چشتیہ صابریہ بغیہ مرادآباد میں حضرت شاہ جی عبداللہ چشتی علیہ الرحمۃ کے پاس آنے جانے لگے اور ان کے پاس بیٹھ کر منازل سلوک طے کیں۔

بیعت وخلافت ☆: ۱۸۳۳ء میں آپ حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری مرادآبادی المعروف سید محمد حسین شاہ مرادآبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز حضرت شاہ جی عبداللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت دینے کے علاوہ اپنے بعد اپنا جانشین اور سجادہ بھی مقرر کیا۔

دینی خدمات سیرت وکردار ☆: آپ اپنے وقت کے جید عالم دین تھے۔ عربی وفارسی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ قرآن کریم کی تعلیم دینے اور اس کی تفسیر کو بہت اچھے اور آسان اسلوب میں لوگوں کے ذہن میں بٹھاتے تھے۔ آپ نے اپنے دور میں بعض نام نہاد پیروں اور تصوف اور طریقت سے دور کم علم اور جاہل مولویوں کا زبردست طریقے سے مقابلہ کیا۔ اور عوام کو ان کے شر سے محفوظ رکھنے کی بھرپور کوششیں کیں۔ مرادآباد اور روہیل کھنڈ کے اکثر شہروں میں آپ کی مساعی جمیلہ سے دین اسلام کو بہت تقویت ملی۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو فروغ دینے میں آپ کا مرکزی کردار رہا ہے۔ جس کا اعتراف تاریخ صوفیائے کرام کی فارسی میں مشہور

کتاب ''انوار العارفین'' کے مصنف نے اپنی کتاب میں بھی کیا ہے کہ ''آپ مراد آباد کے سرکردہ ترین صوفیاء میں سے ہیں'' حالانکہ اس وقت آپ عین شباب کے عالم میں تھے اور جوانی میں ہی منازل سلوک طے کر رہے تھے۔ آپ نے تمام عمر شادی نہیں کی بلکہ مجرد زندگی گزاری۔

اسی طرح آپ کے ہم عصر صوفیائے کرام، علمائے کرام، مشائخ عظام، فقرا، صلحا، آپ کی ذات سے بے حد عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ حضرت ملا اخوند فقیر شاہ عبدالکریم رامپوری چشتی آپ کے پردادا مرشد ہیں ان کے سلسلہ میں اس دور میں آپ کو بہت بلند بالا مقام حاصل رہا ہے کہ ہر طرف سے آپ کی ولایت کا شہرہ زبان زد خاص و عام تھا۔ پورے ہندوستان اور افغانستان کے بڑے بڑے قبیلوں کے سردار آپ کے حلقہ بگوش اور غلام تھے۔ جبکہ آپ کے مرشد اعلیٰ کے قصبے رامپور کے نواب کلب علی خان کو آپ سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی۔ نواب رامپور کلب علی خان اکثر آپ سے ملاقات کے لئے خود خانقاہ بغیہ مراد آباد میں نہایت ہی عاجزی سے حاضری دیتے تھے۔

آپ کے عقیدت مندوں میں نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو بھی شامل تھے اور حاجات برآری اور دعا کے لئے آتے۔ آپ بھی یکساں طور پر ان کے لئے دعا گو رہتے تھے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے مریدین کی تعداد بے شمار ہے۔ مگر خلفا صرف دو ہی ہوئے ہیں۔ ان میں اول شاہ عبدالرحمٰن خان چشتی صابریؔ جو کہ آپ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ دوم حضرت صوفی جان شاہ صابری علیہم الرحمۃ ہوئے ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال ۱۳۰۷ھ بمطابق ۱۸۹۰ء کو مراد آباد میں ہوا۔ مزار پُر انوار اپنے مرشد کے پہلو میں خانقاہ معلیٰ چشتیہ صابریہ بغیہ مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

منقبت

حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ

فضلؒ شاہ کا بے حد فضل ہو رہا ہے
یہ در ہے سخی کا عمل ہو رہا ہے

نہ منگتا کوئی آج جائے گا خالی
کہ فیض و کرم برمحل ہو رہا ہے

یہاں پر حکومت ہے صابرؒ پیا کی
جو کچھ ہو رہا ہے اٹل ہو رہا ہے

علی احمدؒ صابرؔ کے کلیر کا جلوہ
اے دل سوئے کلیام پر ہو رہا ہے

جسے سجدہ عشق عشاق کہتے
وہ سجدہ یہاں سر کے بل ہو رہا ہے

مرادوں کے دامن بھرے جا رہے ہیں
کہ مشکل کا ہر عقدہ حل ہو رہا ہے

امیر حزیں تو ہے جن کا
نہ گھبرا کرم آج کل ہو رہا ہے

(از قلم......محمد امیر صابریؔ)

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، قطب زمانہ، وارثِ ولایتِ کلیری سلطان العارفین، برھان الواصلین، امام العاشقین، قدوۃ السالکین، حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ دریائے گوہر فضل وکمال ہیں آپ جدامجد حضرت شیخ حافظ ذکاؤ الدین علیہ الرحمۃ موہدی پور ضلع گجرات سے ہجرت کر کے کلیام سیداں تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی میں آکر مقیم ہوئے۔ آپ کا تعلق بنو ہاشم کے خاندان سے ہے آپ کا سلسلہ نسب آباؤ اجداد کی طرف سے سہام قریشی خاندان سے ہے جو کہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے اور اس خاندان کے ہزاروں افراد ضلع گجرات کے مختلف دیہات مدینہ، جمال پور، عالی سیداں، قلعے والی سیداں، کوٹ حسن شاہ، ٹبہ حامد شاہ، ٹبہ بوٹے شاہ اور سیدھڑی میں ہزاروں کی تعداد میں آباد ہیں۔ آپ کے جدامجد حضرت شیخ ذکاؤ الدین علیہ الرحمۃ نے کلیام سیداں کے سہام قریشی خاندان میں شادی کی۔ اور کلیام سیداں کی مسجد میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اُن کے صاحبزادے فناء اللہ ہاشمی نے بھی اسی خاندان میں شادی کی۔ جن کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے۔

(۱) حافظ نور احمد (۲) حافظ غلام رسول (۳) حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہم الرضوان۔ یہ تینوں اپنے وقت کے بلند پایہ عالم دین اور اُردو، عربی وفارسی کے بہترین خوشنویس تھے۔ ان تینوں میں سے صرف حافظ نور احمد نے شادی کی۔ بقیہ دوسرے بھائیوں نے شادی نہیں کی۔

ولادت باسعادت ☆: شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۲۲۳ ہجری کلیام سیداں تحصیل گوجرخان (المعروف شاہاں دی کلیام) میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حافظ فناء اللہ ہاشمی قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب تک میں نے شادی نہ کی تھی۔ میری نگاہ ساتوں زمینوں کے نیچے اور ساتوں آسمانوں کے اوپر تک جاتی تھی۔ اور پہلے پانچ آسمانوں کے اوپر تو سب کچھ صاف نظر آتا تھا۔ لیکن جب سے میں نے شادی کی ہے۔ اب میری نگاہ دو آسمانوں سے اوپر نہیں جاتی۔ یعنی جب آپ میری صلب میں تھے۔ تو تمام جہاں مجھ پر روشن اور عیاں تھا۔ یہ سب آپ کے نور ولایت کی برکت سے ہی تھا۔

سلسلہ طریقت ☆: طریقت میں آپ کا تعلق چشتیہ صابریہ سلسلہ سے تھا۔ آپ اس سلسلہ کے بزرگوں سے بہت عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس پاک میں باقاعدگی سے حاضری دیتے۔ اور کبھی کبھی تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے ہمراہ سالانہ عرس مبارک میں پاکپتن شریف لے جاتے۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم فتاء اللہ ہاشمی علیہ الرحمۃ سے ہی مکمل کی۔ آپ دینی اور دنیاوی علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ اور خوشنویسی میں مکمل مہارت تھی۔ علوم ظاہریہ کی انتہا یہ تھی کہ وقت کے بڑے بڑے علماء فضلاً آپ کے سامنے گنگ ہو کے رہ جاتے۔

لہذا آپ کلیام شریف تشریف لے جائیں۔ اور ان کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت مکمل کریں۔ مرشد کامل کا حکم سنتے ہی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمۃ دہلی سے روانہ ہو کر کلیام اعوان آباد ہو گئے۔ موضع کلیام اعوان کلیام سیداں سے ۲ کلومیٹر دور واقع ہے۔ والی کلیام حضور بابا جی صاحب اور آپ کے برادر اکبر حافظ غلام رسول علیہ الرحمۃ اپنے والد گرامی سے علوم ظاہریہ کی تکمیل کے بعد کلیام اعوان آ کر حضور حافظ خواجہ محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمۃ سے تعلیم حاصل کرتے۔ رفتہ رفتہ مرشد کامل کی محبت اور خصوصی توجہ اور کشش کی بدولت آپ اپنے برادر اکبر حافظ غلام رسول کے ہمراہ کلیام سیداں سے کلیام اعوان ہی مستقل طور پر تشریف لے آئے۔ اور تمام زندگی مرشد کامل کی خدمت میں مصروف رہے۔

روشن از عکس جمالش عالم امکان ما ☆: ایک دن آپ کے والد ماجد مسجد سے نماز ادا کر کے گھر واپس تشریف لائے۔ تو کیا دیکھا کہ آپ دیوار کی طرف منہ کر کے لیٹے ہوئے درج ذیل اشعار پڑھ رہے ہیں۔

دین اساں درد رانجھے دار روز ازل تھیں آیا	بھارا بھار محبت والا سر پر چا اٹھایا
سو بدیاں تے لکھ طعنے میرے پر جھگڑا آیا	او جے نظر کرم دی رکھے میرا دیہوں دیہوں نہیں سوایا

جس وقت آپ یہ درد بھرے اشعار پڑھ رہے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۸ برس تھی۔ آپ اشعار پڑھ رہے تھے۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری تھیں۔ آپ کی اس اس کیفیت کو دیکھ کر آپ کے والد گرامی نے آپ کی والدہ ماجدہ کو بلایا اور کہنے لگے نہ جانے اس عمر میں اس بچے کو کیا ہو گیا ہے۔ اور آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ کر آپ کی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ دیکھو اس وقت اس کا چہرہ کس طرح چمک رہا ہے۔ اگر آپ کو سورج بھی دیکھے تو شرما جائے۔ کیونکہ اس وقت آپ کی پیشانی پر نور کی ایک خاص جھلک نظر آ رہی ہے۔

بچپن کا واقعہ ☆: ابھی آپ کم سن ہی تھے۔ اتنی چھوٹی عمر تھی کہ چل پھر بھی نہیں سکتے تھے۔ والدہ ماجدہ گود میں اٹھائے گھر کا کام کرتی تھیں۔ ایک دن شام کے وقت ہانڈی روٹی پکانے کیلئے چولہے کے پاس کام کاج میں مصروف تھیں۔ آپ والدہ کی گود میں تشریف رکھتے تھے۔ دوران کام والدہ ماجدہ کو گھر سے کوئی چیز لانے کا خیال آیا تو انہوں نے آپ کو چولہے کے پاس بٹھایا اور اندر کمرے میں چلی گئیں۔ جب واپس آئیں تو کیا دیکھا کہ آپ چولہے کے اندر آگ کے انگاروں پر بیٹھے کھیل رہے ہیں۔ والدہ دوڑیں اور شور مچا کر کہنے لگیں کہ (ہائے مہاڑا فضل سڑ گیا) یعنی میرا فضل جل گیا۔ یہ کہہ کر فوراً آگ سے آپ کو اٹھا کر سینے سے لگا کر آپ کے چہرے کو دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ آگ کے انگاروں نے ذرا بھی آپ کو نقصان نہیں پہنچایا۔

شہنشاہ کلیامؒ اور پیر سید فضل الدین گولڑویؒ ☆: حضور شہنشاہ کلیام کے عیدا نامی مرید کی شادی گولڑہ شریف میں ہوئی

تھی۔اس لئے وہ کبھی کبھی گولڑہ شریف اپنی سسرال جایا آیا کرتا تھا۔گولڑہ شریف میں تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے ماموں پیر سید فضل الدین قادری گولڑوی علیہ الرحمۃ کو جب یہ معلوم ہوا کہ عیدا شہنشاہ کلیام کا مرید ہے۔تو اس وجہ سے عیدا کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے اور شفقت فرماتے تھے۔ایک مرتبہ پیر سید فضل الدین قادری گولڑوی علیہ الرحمۃ نے عیدا سے فرمایا کہ سنا ہے کہ تمہارے مرشد آج کل کلیام شریف سے راولپنڈی شہر تشریف لائے ہوئے ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ میری بہن کے بیٹے سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ حال ہی میں ہندوستان سے علم ظاہری کی تکمیل کے بعد گولڑہ پہنچے ہیں۔ان کو راولپنڈی ساتھ لے جاؤ اور شہنشاہ کلیام سے ملاقات کراؤ اور میری طرف سے ۲ روپے اور ۲ کلو مصری لے جاؤ انکو نذرانہ بھی پیش کرنا اور میرا اسلام بھی عرض کرنا۔

چنانچہ سید پیر فضل الدین گولڑوی علیہ الرحمۃ کی ہدایت کے مطابق شہنشاہ کلیام کا مرید عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ راولپنڈی شہر میں سرکلر روڈ پر تکیہ شاہو حضور شہنشہ کلیام کے پاس حاضر ہوئے۔

نوٹ ☆: تکیہ شاہو سرکلر روڈ پر اسلامیہ ہائی سکول نمبر ۲ کے مدمقابل جہاں آج کل صابری سروس اسٹیشن ہے۔اس جگہ کا نام ہے۔

آپ کے مرید عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ نے آپ کو سلام عرض کیا اور پیر سید فضل الدین شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کا سلام بھی پہنچایا اور ان کا نذرانہ اور مصری بھی آپ کو دی۔آپ نے سلام کا جواب ضرور دیا۔مگر مزید کوئی بات نہ فرمائی۔آپ کے مرید عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ آپ کے قریب بیٹھ گئے اور آپ حاضرین سے گفتگو فرماتے رہے۔مگر پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور نہ ہی حال احوال پوچھا آپ کے مرید عیدا کے دل میں یہ خیال بار بار آرہا تھا کہ جب سے میں سید مہر علی شاہ کو لے کر آیا ہوں آپ نے کوئی توجہ نہیں دی۔نہ ہی حال احوال پوچھا گولڑے شریف جا کر میری بے عزتی ہوگی۔اسی پریشانی میں بیٹھے بیٹھے نماز ظہر کا وقت ہوگیا ہم نے نماز کیلئے شہنشاہ کلیام سے اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی۔نماز پڑھ کر عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ واپس آئے اور آپ کی محفل میں دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔مگر آپ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔بیٹھے بیٹھے نماز عصر کا وقت ہوگیا۔عیدا کہتے ہیں کہ ہم نے اجازت لی اور نماز پڑھ کر حسب معمول واپس آئے اور دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔اسی طرح بیٹھے بیٹھے نماز مغرب کا وقت ہوا تو ہم نے نماز پڑھنے کی اجازت مانگی تو شہنشاہ کلیام نے فرمایا۔جا اگر دل چاہتا ہے تو پڑھ آ۔نماز مغرب سے واپسی پر ہم دوبارہ مجلس میں آکر دوزانو بیٹھ گئے۔ آپ کے مریدین لنگر کھا رہے تھے۔آپ نے نہ تو ہمیں کھانے کا پوچھا اور نہ ہی ہمیں کوئی توجہ دی۔میں لنگر خانے سے لنگر لے کر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے پاس آیا اور ہم دونوں نے لنگر کھانا شروع کیا۔مگر پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے ۲ نوالے کھانے کے بعد کھانا چھوڑ دیا اس کے بعد عشاء کی نماز کا وقت ہوگیا۔تو ہم نے آپ سے نماز عشاء کی اجازت مانگی۔تو حسب معمول آپ نے فرمایا کہ اگر دل مانتا ہے۔ تو نماز پڑھ آ۔پھر فرمایا چلے جاؤ ہم نماز پڑھنے چلے گئے واپس آکر آپ کی مجلس میں دوزانوں ہو کر بیٹھ کر آپ کے مریدین نے آرام کرنے کے لئے بستر لگانے شروع کر دیئے اور تمام بستر آپس میں تقسیم کر لئے۔مگر ہمیں کوئی بستر نہ دیا۔جب میں نے بستر مانگا تو فرمایا کہ پرسوں بنیں گے اور پھر فرمایا۔

ستھر گاہ گاہ سمدج اندر ساری عمر گذاری　　　　اج میں اسنوں سیج سوالاں مت تیری کیوں ماری

جب آپ نے یہ ارشاد فرمایا تو عیدا فرماتے ہیں کہ میں بہت شرمندہ ہوا کہ میں ایک عزت دار آدمی کو ساتھ لے کر آیا ہوں۔ اور میری وجہ سے سیدزادے بھی پریشان ہورہے ہیں۔ اس کے بعد ہم مسجد چلے گئے اور نماز عشاء کے بعد پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ چراغ کے نیچے کتاب لے کر بیٹھ گئے اور کتاب پڑھتے رہے سخت سردی کا موسم تھا۔ میں نے پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے عرض کیا پیر صاحب آپ میرا کمبل اور اپنی لوئی جوڑ کر اپنے اوپر اوڑھ کر سوجائیں تو آپ نے فرمایا کہ بابا چپ کر خاموشی سے سوجا مجھے آج کوئی بات اچھی نہیں لگ رہی۔ اس پریشانی میں میری نیند بھی اڑ گئی۔ اور رات بھی اسی طرح گذری پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ تمام رات کتاب پڑھتے رہے۔ صبح کی اذان سے پہلے فرمانے لگے۔ بابا آپ ادھر ہی رہیں اور میں جارہا ہوں۔ تو میں نے عرض کیا حضرت آپ اس وقت کہاں اور کیوں جارہے ہیں۔ تو جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ کے پاس جارہا ہوں۔ صبح کی نماز بھی وہاں پڑھوں گا۔ اور سلام بھی کرنا ہے۔ تم ادھر ہی رہو میں آجاؤں گا۔ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نماز کے لئے چلے گئے میں نماز پڑھنے کے بعد آپ کا انتظار کرتا رہا۔ صبح کا سورج نکل آیا۔ مگر آپ تشریف نہ لائے تو میں بذات خود حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ کے روضے پر آپ کا پتہ کرنے گیا تو کیا دیکھا کہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ دربار کے صحن میں بے خود پڑے ہیں۔ آپ کی کتابیں کہیں اور پگڑی کہیں اور دھسہ کہیں پڑا ہوا ہے۔ اور آپ کے منہ سے جھاگ نکل رہی ہے۔ میں نے دربار کے خدام سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ دربار میں کوئی شخص آیا اس نے ستار بجایا تو آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اور اسی کیفیت میں بے ہوش پڑے ہیں۔ عیدا فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی پگڑی کتاب دُھسہ سنبھالا اور اسی بے ہوشی کے عالم میں پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو اٹھایا۔ اور تکیہ شاہو حضور شہنشاہ کلیام کے پاس پہنچا۔ تو لوگوں نے دیکھ کر کہا کہ بابا کیا کر کے آگئے ہو تو میں نے رو کر حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں رات والا اور صبح والا واقعہ عرض کیا۔ حضور شہنشاہ کلیام نے پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے سر سے لے کر پیر تک اپنا ہاتھ پھیرا آپ ہوش میں آگئے۔ اور کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضور شہنشاہ کلیام نے دیوان حافظ کا شعر پڑھا۔ تو پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوگئے۔ اور منہ سے کچھ بول نہ سکے۔ اس کے بعد حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کو دعا دی اور کمر پر تھاپڑا دیا۔ اور رخصت فرمایا۔

عیدا جب پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو لے کر گولڑہ شریف والے پیر سید فضل الدین شاہ علیہ الرحمۃ کے پاس پہنچے تو تمام ماجرا سنایا۔ آپ سنکر بہت خوش ہوئے اور عیدا سے فرمایا کہ عیدا تیرے مرشد فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کا اور میرا نام ایک ہے وہ اپنے نام کی لاج خود نبھائیں گے۔ اور سنو عیدا سنو کہ تمہارے پیر کا ثانی اس جگ میں کوئی نہیں ہے۔ بڑی بڑی مشکل کے وقت بیڑے پار لگاتے ہیں۔ تمہیں مبارک ہو۔

کوڑھ کے مریض کو شفا ہوگئی ☆: موہڑہ گوہڑہ کلیام اعوان کا رہنے والا جنگ نامی شخص کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھا۔ اس بے چارے کی وجہ سے گھر والے بھی اس سے بے زار تھے۔ ایک دن وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آکر عرض کرنے لگا حضور مجھے اس موذی مرض سے نجات عطا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کہ جمعہ حکیم کے پاس چلے جاؤ۔ اس سے دوا لو جو پرہیز وہ بتائے اس کے مطابق دوا کھاؤ۔ اللہ کرم کرے گا۔ جنگ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوگیا۔ اور زار و قطار رونے لگا اور عرض کرنے لگا حضور دوائی پہلے بھی بہت کھا چکا ہوں۔

کوئی آرام نہیں۔ اب کوئی دوا نہیں کھاؤں گا۔ اب تو صرف آپ کی نگاہ کی ضرورت ہے۔ آپ اللہ کے ولی ہیں اگر ایک نظر فرمادیں تو مجھے اس مرض سے نجات مل جائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اپنے گھر جا اور کپڑوں کا ایک جوڑا لے کر آؤ۔ وہ اپنے گھر گیا اور کپڑے لے کر آیا۔ حضور شہنشاہ کلیام نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ تمام احباب اللہ سے دعا کرو کہ اسے شفا ہو جائے۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے جنگ سے فرمایا کہ اپنا کوہڑ والا جسم میرے جسم سے مس کر اور میرے کنوئیں پر جا کر نہا۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا کہ اپنا خون آلود کوہڑ والا جسم آپ کے جسم سے مس کیا اور آپ کے کنوئیں پر جا کر نہایا جب وہ نہا کر آیا۔ تو لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کبھی اس کو مرض ہوا ہی نہیں۔

نابینا بینا ہو گیا ☆: ہندوستان کے ایک نابینا مولوی صاحب آپ کی خدمت عالیہ میں کلیام شریف پہنچے تو آپ نے پوچھا کہ مولوی صاحب کس طرح آنا ہوا۔ تو جواب میں مولوی صاحب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام جنگل میں کسی درخت کے نیچے آرام فرمارہے تھے کہ درخت پر ایک کوا الو بولنے لگا۔ آپ نے جب اوپر نگاہ اٹھا کر کوے کی طرف دیکھا تو کوے کا رنگ تبدیل ہو کر سفید ہو گیا وہ کوا اپنی جگہ سے اڑ کر دوسری جگہ گیا۔ جہاں بہت سے کوے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس کا رنگ بدلا ہوا دیکھا۔ تو اس کو مارنا شروع کر دیا۔ وہ اڑ کر اپنی پہلی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا اور موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔ حضور میری برادری نے مجھے نہ پہچانتے ہوئے مارنا شروع کر دیا ہے وہ تو اس طرح مجھے مار ڈالیں گے۔ آپ نے اس کی فریاد سن کر دوبارہ نظر اس کی جانب کی تو وہ موتی چگنے لگا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا۔ حضور مجھ پر بھی کرم کی نگاہ فرماتے ہوئے ظاہر و باطن کی نگاہ فرمادیں۔ تا کہ شیطان کی شر سے میں بچ سکوں۔

حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ مولوی تو نے نبی کے ساتھ میری مثال دی ہے۔ اٹھ یہاں سے چلا جا اور اپنے خادم نور علی جو کہ مغل گاؤں کے رہنے والے تھے ان سے فرمایا نور علی اس کو لے جاؤ اور کلیام سے باہر جا کر راستہ بتادو۔ نور علی اس نابینا حافظ کو لے کر آپ کے آستانہ عالیہ سے نکلا۔ چلتے چلتے سڑک کے کنارے آ کر نور علی نے کہا کہ مولوی صاحب یہ راستہ سڑک کو جاتا ہے نابینا کہنے لگا نور علی اب مجھے چھوڑ دو میں نے جو شہنشاہ کلیام سے مانگا تھا۔ مجھے مل گیا ہے۔ خدا نے مجھے ظاہر و باطن کی روشنی دے دی ہے۔

پورے علاقہ کو شفا مل گئی ☆: دیوان صاحب پاکپتن شریف نے اپنے بیٹے کی شادی کے موقع پر تمام مشائخ کو دعوت دی۔ اسی سلسلہ میں دیوان صاحب کا خادم خاص حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں شادی کا پیغام لے کر پہنچا۔ آپ نے وعدہ فرمایا اور وقت مقررہ پر شادی میں شرکت کے لئے کچھ تحفے لے کر پاکپتن شریف پہنچے۔ تو اس وقت بارات تیار تھی۔ دیوان صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ صرف آپ کی آمد کا انتظار تھا۔ لہٰذا اجازت دیجئے۔ تا کہ بارات روانہ ہو سکے۔ آپ نے اجازت دی۔ بارات روانہ ہوئی۔ تو سب سے پہلے آپ کی پالکی تھی۔ جس میں آپ سوار تھے۔ اور اس کے پیچھے دیوان صاحب اور باقی تمام باراتی جن میں کئی سجادہ نشین مشائخ عظام شامل تھے۔ بارات میں گھوڑے، اونٹ ہاتھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ بارات بڑی شان و شوکت سے جاری تھی۔ جب بارات شہر کے نزدیک پہنچی تو کسی نے دیوان صاحب سے عرض کیا۔ حضور شہنشاہ کلیام میاں فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی پالکی پیچھے کروائیں

اور آپ بذات خود آگے چلیں۔ دیوان صاحب نے اس کی بات مانتے ہوئے ایک گھوڑا سوار سے کہا کہ جاؤ شہنشاہ کلیام میاں فضل الدین علیہ الرحمۃ کی پالکی رکوا دو۔ جب گھوڑا سوار نے چلنے کا ارادہ کیا تو دیوان صاحب نے فرمایا کہ نہیں رہنے دو۔ اس لئے کہ شہنشاہ کلیام کی پالکی بذات خود حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے آگے رکھی ہوئی ہے۔ اس سفر میں حیوان تھک گئے ہیں۔ جبکہ میاں فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی پالکی اٹھانے والے نہیں تھکے۔ وہ بالکل ہشاش بشاش نظر آ رہے ہیں۔ اس میں کوئی راز ضرور ہے۔

بارات چلتے چلتے لڑکی والوں کے شہر میں داخل ہوئی تو معلوم ہوا کہ پورے شہر میں چیچک کا مرض پھیلا ہوا ہے۔ ہر گھر میں چیچک کی وبا اور مرض ہے۔ لوگ اس وبا کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس شہر کے لوگ کرامات اولیاء کے منکر تھے۔ جب حضور شہنشاہ کلیام کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص بھی چاول کے سات دانے مجھ سے دم کروا کر کھائے گا۔ اسے اس مرض سے شفا ہو جائے گی۔ آپ کا یہ اعلان سن کر شہر کے تمام لوگ آنا شروع ہو گئے۔ ہر شخص سات دانے چاول لاتا اور دم کروا کر کھا لیتا۔ پورے شہر میں جس نے بھی چاول دم کروا کر کھائے خدا نے اسے شفا بخش دی۔ بالآخر فقراء اور اولیاء اللہ کی کرامت کے منکرین جب شفا یاب ہو گئے تو کوئی شخص نقد رقم اور کوئی کھانا اور کوئی تحفے حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں پیش کر رہا تھا۔

یہ تمام ماجرا دیکھ کر دیوان صاحب پاکپتن شریف نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ وجہ تھی کہ آپ کے لئے پوری بارات آٹھ دن رکی رہی اور یہی وجہ تھی کہ میں نے اپنی سواری کو حضور شہنشاہ کلیام کی سواری سے آگے نہ جانے دیا۔

شہنشاہ بغداد اور شہنشاہ کلیام ☆: حضور شہنشاہ کلیام کی پالکی کو ۶۰ برس تک اٹھانے والے بابا متولی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم شہنشاہ کلیام کو پالکی میں بٹھائے پاکپتن شریف لے جا رہے تھے۔ کہ راستے میں ایک جگہ رات کے وقت قیام کیا۔ ہم تمام خدام سو گئے مگر آپ ساری رات اُف ہائے اُف ہائے کرتے ہوئے جاگتے رہے۔ صبح کے وقت آپ نے ہی تمام خدام کو اٹھایا اور چلنے کا حکم دیا۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے۔ مجھے پالکی کا وزن کچھ زیادہ محسوس ہونے لگا۔ کاندھے تھکے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ مگر تھوڑی دیر گذری کہ پالکی کا وزن معمول کے مطابق ہو گیا اور بوجھ ہلکا سا محسوس ہونے لگا۔ آگے چل کر ایک مقام پر جب قیام فرمایا تو میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا حضور معاملہ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ راستے میں چلتے چلتے پالکی کا وزن بڑھا بعد میں پھر اسی طرح کم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا بابا متولی تمہیں معلوم نہیں ہے۔ رات میری طبیعت خراب تھی اور مجھے سخت بخار تھا۔ اس لئے اب تمام سلاسل کے اولیاء اللہ اور حضور شہنشاہ بغداد پیران پیر دستگیر میری عیادت کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے پالکی کا وزن بڑھ گیا تھا۔ اب وہ سارے مجھ سے رخصت ہو کر چلے گئے ہیں۔ فکر نہ کرو ہمت کر کے چلو۔

سجادہ نشین دربار کاکا صاحبؒ اور شہنشاہ کلیام ☆: صوبہ سرحد کی مشہور درگاہ کاکا صاحب علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین مولوی عبدالحکیم علیہ الرحمۃ موضع کھینگر پوٹھوار میں اپنے مریدین سے ملنے اکثر آیا کرتے تھے۔ انہوں نے حضور شہنشاہ کلیام کی تعریف اور چرچا سنا تو یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ تارک الصلوٰۃ ہیں۔ انہیں آپ سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب وہ ملاقات کیلئے حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں پہنچے تو آپ کے پاس عوام اور عقیدت مندان کا جم غفیر تھا۔ کچھ دیر کے بعد سجادہ نشین کاکا صاحب جناب مولوی عبدالحکیم

صاحب آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور آپ سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا ان لوگوں کو باہر بھیج دیں تا کہ ہم تخلیئے میں بات کر سکیں۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب اتنے آدمیوں کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے ہم دونوں ہی یہاں سے الگ جگہ چلے جاتے ہیں۔ وہاں بات ہو جائے گی علیحدگی میں جانے کے بعد مولوی عبدالحکیم صاحب علیہ الرحمۃ نے عرض کیا یا حضرت آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نماز نہیں پڑھتے اس کی خاص وجہ کیا ہے۔ تو حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ آپ تو فقرا کی اولاد ہیں اور عالم دین بھی میں آپ کو کیا بتاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اس ظاہری وجود کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ خدا کے سامنے پیش کیا جائے اس لئے دوسرے وجود کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔ شہنشاہ کلیام کا یہ جواب سن کر مولوی عبدالحکیم علیہ الرحمۃ موضع کھینگر تشریف لائے۔ تو لوگوں نے پوچھا کہ فرمایئے۔ نماز کے بارے میں حضور شہنشاہ کلیام نے کیا جواب ارشاد فرمایا ہے تو مولوی عبدالحکیم علیہ الرحمۃ نے جواب دیا کہ جہانداد خان تیرا مرشد لاثانی ہے۔ اور جو جواب تیرے مرشد نے دیا۔ وہ کسی اور سے ملنا مشکل ہے۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ○: پنجاب کا راجہ رنجیت سنگھ آپ کے دربار میں قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا اور ایک بہت بڑی جائیداد کا کاغذ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ حضور کے واسطے زمین کی ملکیت کے کاغذ ہیں۔ آپ نے راجہ رنجیت سنگھ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم مجھے دنیا کی دولت سے مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ میری حکومت تو تمام زمین پر ہے تم بولو کون کون سے علاقوں کی مسند حکومت دوں۔

یہی وجہ ہے کہ آج تک لنگر کی کوئی زمین نہیں۔ راجہ رنجیت سنگھ اپنے عمل پر نادم اور شرمسار ہو کر معافی چاہنے لگا اور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کیا۔ آپ نے دعا دیکر رخصت کر دیا۔

اس واقعہ سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر شہنشاہ کلیام کو دولت سے محبت ہوتی تو وہ کبھی بھی اتنی بڑی جائیداد کی پیش کش کو مسترد نہ کرتے۔ جبکہ حالت حقیقتاً یہ تھی کہ بسا اوقات لنگر کی دال خریدنے کیلئے اگر آپ کے پاس پیسے نہ ہوتے تو آپ اپنی تسبیح گروی رکھ دیا کرتے اور مہمانوں کیلئے لنگر کا اہتمام ضرور فرماتے۔ فقر و فاقہ کی اس کیفیت کے باوجود آپ کے پاؤں میں کبھی لغزش نہیں آئی اور کبھی بھی دنیا کی دولت کو عزیز نہ سمجھا۔ بلکہ **قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ** سمجھتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے بھی نہ تھے۔

زمین کربلا اور شہنشاہ کلیام ☆: شہنشاہ کلیام حضور باباجی صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک سید تشریف لائے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا کہ حضور میں نے آج رات خواب میں تمام کربلائے معلّٰی کی زیارت کی اور واقعہ کربلا کے واقعات کو ملاحظہ کیا اور میں نے کربلا کا ریتلا میدان بھی دیکھا۔ جس کے سینے پر حضرت امام حسین علیہ السلام کا لاشہ پڑا رہا۔ اور وہ خیمے بھی دیکھے جس میں اہل بیت اُس وقت قیام پذیر تھے۔

حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ شاہ صاحب جھوٹ کی بھی حد ہوتی ہے۔ آپ نے کربلا کے تمام واقعات کو دیکھا۔ پھر بھی ہوش میں پھر رہے ہیں۔ میری طرف دیکھیں میں نے میدان کربلا کا صرف ایک کونہ دیکھا ہے۔ تو اب تک ہوش میں نہ آ سکا اور اپنے جسم کو پتھر کی سل پر جلا رہا ہوں۔ اور چھری سے اپنے جسم کا گوشت کاٹ رہا ہوں کہ شاید ہوش میں آ جاؤں۔

نوٹ ☆: یہی وجہ تھی کہ حضور شہنشاہ کلیام نے تمام عمر اپنے جسم پر گوشت نہیں رہنے دیا اور نہ ہی کبھی سائے میں سوئے۔

تاجدارِ گولڑہ کا فرمان ☆: تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ آپ کے زہد و تقویٰ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آج تک جتنے ولی اس دنیا میں تشریف لائے۔ انہوں نے نماز کی نیت کی اور سلام پھیرا۔ لیکن حضور شہنشاہ کلیام وہ ولی اللہ ہیں کہ جنہوں نے نماز کی نیت کر کے تمام عمر سلام نہیں پھیرا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر ولی نے ایک حد تک عبادت کی۔ لیکن حضور شہنشاہ کلیام فرد الزماں بابا جی کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کی واحد ذات ہے۔ جس کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے اپنی تمام عمر فانی میں یاد خدا اور یاد محبوب خدا سے ایک پل بھی دھیان نہ پھیرا۔ یہی وجہ ہے کہ غلامان شہنشاہ کلیام یہ بات بڑے فخر سے کہتے ہیں۔ میرے پیر کا رتبہ زمین پر کوئی فقیر نہیں بتا سکتا۔ ایک مرتبہ حالت وجد میں حضور شہنشاہ کلیام نے خود فرمایا کہ دریائے عشق کی اس گہرائی سے تیر کر نکلا ہوں۔ جہاں سے آج سے پہلے نہ کوئی نکلا ہے اور نہ ہی نکلے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا رتبہ لوگوں کو قیامت کے دن ہی معلوم ہوگا۔

حضور شہنشاہ کلیام کی نماز ☆: حضرت خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ نے جب حضور شہنشاہ کلیام کی نماز کے بارے میں اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اسے میری نماز کی خبر نہیں ہے۔ تو وہ شاہ سلیمان کی گدی کے لائق نہیں ہے۔ اسے کہنا کہ آج نماز کے وقت اٹھ کر دیکھنا خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ جب نماز کے لئے مسجد میں پہنچے نماز پڑھ کر جب سلام پھیرا تو دیکھا کہ حضور شہنشاہ کلیام خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ کے دونوں طرف موجود ہیں۔ خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ یہ معاملہ دیکھ کر پریشان اور خوفزدہ ہوئے۔ اور واپس آ کر معافی چاہی تو آپ نے فرمایا کہ بے نماز غازی کا اس دن پتہ چلے گا۔ جس دن خدا قاضی ہوگا۔ پھر فرمایا کہ اللہ بخش اگر تو شاہ سلیمان علیہ الرحمۃ کا پوتا نہ ہوتا تو تیرا حشر دنیا دیکھتی۔

پیر صاحب موہڑہ شریفؒ اور نماز کا واقعہ ☆: پیر صاحب موہڑہ شریف علیہ الرحمۃ ہندوستان سے واپسی پر جب گوجر خان پہنچے تو وہاں اپنے مریدوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی درویش صفت انسان بھی ہے۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں سے کچھ میل دور کلیام شریف میں خواجہ فضل الدین نامی ایک بزرگ ہیں۔ جو کہ راگ بھی سنتے ہیں اور عشق میں مبتلا ہو کر نماز بھی چھوڑ دی ہے۔ یہ بات سن کر پیر صاحب کو آپ سے ملنے کا زیادہ اشتیاق ہوا۔ چلتے چلتے کلیام شریف پہنچے۔ آپ سے ملاقات کے بعد پہلا سوال یہی کیا۔ کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ آپ نے فرمایا کہ معذور ہوں۔ مگر باوجود اس کے پیر صاحب بضد ہو گئے کہ میں آج آپ کو نماز پڑھوا کر جاؤں گا۔

آپ نے فرمایا کہ اگر نہیں مانتے تو آؤ مسجد چلیں۔ مسجد میں داخل ہو کر آپ نے پیر صاحب سے وضو کے لئے لوٹا مانگا۔ پیر صاحب نے دو لوٹے پانی بھر کر پیش کیا۔ آپ نے جب ان کو ہاتھ لگایا تو دونوں خالی تھے۔ پیر صاحب کو بلا کر فرمایا کہ جناب یہ لوٹے تو خالی ہیں۔ وضو کیلئے پانی بھر کر لاؤ۔ دوبارہ اسی طرح پھر لوٹے پیش کئے گئے۔ آپ نے ہاتھ لگایا تو وہ دونوں پھر خالی تھے۔ حتیٰ کہ اس طرح پیر صاحب بار بار پانی لاتے رہے۔ اٹھاون لوٹے پانی لایا گیا مگر آپ کا ہاتھ لگتے ہی خالی نظر آتے۔ پیر صاحب حیران و پریشان تھے کہ آخر معاملہ کیا ہے۔ حضور شہنشاہ کلیام نے پیر صاحب کو پریشان دیکھ کر اپنی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرا تو پانی کی فوار نکلی اور ساتھ ہی فرمایا کہ تمہیں میرے وضو کی خبر نہیں اور بات نماز کی کرتے ہو۔ یہ معاملہ دیکھ کر پیر صاحب معافی کے طلب گار ہوئے۔ آپ نے پیر

صاحب کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میرے راز دار اپنے پیرومرشد کے پاس پہنچو تو میرا سلام ان کو کہنا۔ چنانچہ جب وہ اپنے مرشد کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ بھئی میری امانت مجھے دو۔ جب مرید نے آپ کی طرف بھیجا ہوا سلام اپنے پیرومرشد کو دیا تو انہوں نے کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ شہنشاہ جہاں نے تمہاری وجہ سے ہمیں بھی یاد کیا۔

شہنشاہ کلیام اور عزت سادات ☆: حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ حضور میں دولتالہ سے حاضر ہوا ہوں اور سید ہوں۔ آپ نے مریدین کو آواز دے کر فرمایا کہ یہ شاہ صاحب ہیں۔ سید ہیں ان کی خوب تواضع اور خدمت خاطر کرو۔ خدام نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے خوب خدمت کی اور رات گذارنے کے لئے مخصوص انتظام و اہتمام کیا۔ رات گذری صبح کے وقت وہ شخص شہنشاہ کلیام کی خدمت میں دوبارہ پہنچا تو حضور شہنشاہ کلیام نے اس کی طرف دیکھا تو وہ مسکرانے لگا۔ آپ نے فرمایا مسکراتے کیوں ہو تم جو کچھ بھی ہو وہ مجھے معلوم ہے۔ کہ تم معمولی ذات کے مصلی ہو۔ مگر ہم نے تمہاری جو عزت کی ہے کہ وہ صرف اور صرف اس سید کے نام پر کی ہے جس کا تم نے جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ آپ کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ سنتے ہی وہ نادم ہوا اور قدموں میں گر کر معافی کا خواستگار ہوا۔

ایک مرغ ایک سو بیس آدمی ☆: گلشن فضل کے عظیم روحانی پیشوا حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ماڑی بگیال شریف فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شہنشاہ کلیام حضرت سائیں فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ موضع ڈنے کسی کے گھر تشریف لے گئے۔ تو آپ کے مرید خاص سائیں عطر صاحب کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ شہنشاہ کلیام کی سواری پاک آج ہمارے گاؤں میں تشریف فرما ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ حضور شہنشاہ کلیام ہمارے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں۔ اور میں اپنے ہاتھ سے حضور شہنشاہ کلیام کو کھانا پکا کر کھلاؤں۔ سائیں عطر نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ گھر میں کیا کچھ موجود ہے۔ تو بیوی نے کہا کہ ایک مرغ اور ۵ کلو آٹا ہے۔ یہ سن کر سائیں عطر نے کہا کہ حضور اکیلے ہی تو نہیں۔ بلکہ آپ کے ساتھ کافی تعداد میں افراد موجود ہیں۔ اتنا کم راشن کیسے پورا ہوگا۔ تو بیوی نے عرض کیا اے میرے شوہر نامدار آپ گاؤں میں کسی کے پاس چلے جائیں۔ اور کچھ کھانے پینے کا سامان ادھار لے آئیں۔

چنانچہ سائیں عطر صاحب پورا گاؤں پھرے کسی کے گھر سے کچھ نہ ملا۔ ہر شخص نے ادھار دینے سے انکار کر دیا۔ صرف ایک گھر سے دو کلو دانے گندم کے ملے۔ سائیں عطر نے وہ دانے لا کر بیوی کو دیئے۔ عزیز و اقارب کی لڑکیوں کو لگا کر آٹا پیسا گیا۔ مرغ ذبح ہو کر پکنا شروع ہو گیا۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو سائیں عطر نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم خود جا کر حضور شہنشاہ کلیام کو دعوت بھی دو اور اپنے گھر کے حالات بھی بتاؤ۔

چنانچہ بیوی آپ کے ڈیرے پہنچی اور دعوت کے لئے دست بستہ عرض کیا اور حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور ہم غریب لوگ ہیں۔ اس قابل نہیں کہ آپ کا کھانا پکا سکیں۔ بہرحال ہماری دلی تمنا پوری فرما دیں اور حضور یہ بھی خیال رکھیں صرف ایک مرغ ہے اور تھوڑا سا آٹا ہے۔ لہٰذا چند افراد کے ہمراہ تشریف لائیں۔ تا کہ آپ کی دعوت بھی ہو جائے اور غریب کا بھرم بھی رہ جائے۔ یہ سن کر حضور شہنشاہ کلیام نے اپنے ایک مرید کو بلایا جس کے ساتھ ۴۰ آدمی تھے۔ اور فرمایا کہ تم اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر ان کے گھر چلو کھانا

کھاؤ۔اس نے عرض کیا حضور ۵ کلو آٹا اور ایک مرغ پکا ہے۔دعوت بھی صرف آپ کی ہے۔لہٰذا آپ تشریف لے جائیں ہم اتنے تھوڑے سے کھانے کیلئے جا کر کیا کریں گے۔آپ نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت جاؤ اور کھانا کھا کر واپس آؤ۔لہٰذا وہ شخص اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سائیں عطر کے گھر پہنچا زمین پر کمبل بچھا کر تمام افراد کو بٹھا کر کھانا شروع کر دیا گیا۔جب تمام احباب کھانا کھا چکے تو وہ اپنے چالیس ساتھیوں سمیت حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں پہنچا اور عرض کیا کہ حضور ہم کھانا کھا آئے تو حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ اب تمام افراد جو میرے ساتھ آئے ہیں اور جو مہمان دوسرے گاؤں سے آئے ہیں۔سب چلیں جب گنتی کی گئی تو آپ کے ہمراہ اسی افراد تھے۔ تمام کے تمام سائیں عطر کے گھر پہنچے۔کھانا شروع ہوا تو پہلے والا شخص عرض کرنے لگا۔حضور ۴۰ افراد تو ہم تھے۔۸۰ آپ ہیں۔ایک مرغ اور ۵ کلو آٹا کیسے پورا ہوگا۔تو شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ تم دیکھو ہوتا کیا ہے۔جب حضور کھانا کھا چکے تو آپ نے سائیں عطر سے فرمایا کہ اندر جا کر مرغ کی بوٹیاں بھی گن لو۔جب سائیں عطر اندر سے واپس آئے تو عرض کرتے ہیں۔حضور مرغ کی بوٹیاں بھی پوری ہیں اور آٹا بھی اسی طرح ہے۔جیسا کہ ہم نے ابتداء میں گوندھا تھا۔کھانا ذرا بھی کم نہ ہوا اور ۱۲۰ افراد نے کھا بھی لیا۔

نزول بارش ☆: راولپنڈی شہر میں سرکلر روڈ پر واقع تکیہ شاہو کے مقام پر ایک مرتبہ آپ نے دو ماہ تک قیام کیا۔اس دوران کلیام اعوان کے چند افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔حضور آپ تو دو ماہ سے اپنے خدام سمیت شہر تشریف لے آئے۔اور گاؤں کی یہ حالت ہے کہ ۴ ماہ گذر گئے۔مگر بارش نہیں ہوئی۔ہماری فصلیں تباہ ہونے کا خطرہ ہے۔انسان وحیوان چرند پرند بارش نہ ہونے کی وجہ سے پریشان اور بیماریوں میں مبتلا ہے۔اگر بارش نہ ہوئی تو قحط پڑ جائے گا۔آپ اللہ کے ولی ہیں۔بارش کیلئے دعا فرمائیں۔تاکہ ملک سے قحط سالی بھی دور ہو جائے اور بیماریاں بھی ختم ہو جائیں۔ان کی بات سن کر حضور شہنشاہ کلیام بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔وہ ہی خالق مالک اور کارساز ہے۔جس نے پیدا کیا ہے بارش بھی دے گا یہ تو فرما دیا مگر آپ نے دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھائے۔جس پر گاؤں سے آئے ہوئے تمام افراد پریشان ہوئے شام کا وقت تھا کہ آپ نے اپنے خادم جس کا نام پیلو تھا جو کوڑھ کا مریض بھی تھا اس کو بلایا اور فرمایا کہ یار پیلو آج دل بہت تنگ ہے۔لہٰذا کوئی کہانی سناؤ۔

اس نے کہا یا حضرت اگر کہانی سننی ہے۔تو پھر سنیں۔ایک آدمی کی دو بیویاں تھیں۔ایک کا نام حشمت دوسری کا نام رحمت۔حشمت ہمیشہ رحمت کو مارتی اور ناجائز تنگ کرتی تھی۔ایک دن رحمت نے اپنے خاوند سے کہا کہ اے میرے شوہر نامدار حشمت مجھے روز مارتی اور تنگ کرتی ہے۔آخر میں بھی آپ کی بیوی اور غلام ہوں۔میں آپ کے علاوہ کس سے شکایت کروں۔لہٰذا آپ اپنی دوسری بیوی حشمت کو سمجھائیں کہ وہ مجھ پر زیادتی بند کرے اس پر خاوند نے کہا کہ اچھا ٹھیک ہے۔آئندہ اگر وہ تیرے ساتھ کوئی زیادتی کرے تو تو ایک کے بدلے اس کو سو باتیں سنا دینا۔اس نے کہا کہ میری اتنی قدر کہاں کہ میں اس کو جواب دوں اور گھر میں آرام سے رہ لوں۔وہ تو میرا جواب سن کر مجھے جوتے مارے گی۔اس وقت آپ میرے قریب کھڑے ہو کر میرا تماشہ دیکھیں گے۔رحمت کی بات سن کر خاوند نے کہا کہ تو فکر نہ کر میں تیرا ساتھ دوں گا۔اور ایمان سے کہتا ہوں کہ حشمت نے اگر میرے سامنے کوئی زیادتی کی تو اسے میں پکڑ لوں گا۔اور تجھ سے اسے مار پڑواؤں گا۔

چنانچہ دوسرے ہی دن حشمت نے رحمت سے زیادتی کی کوئی بات کی۔ رحمت نے اُسے پلٹ کر جواب دیا۔ تو اس نے کہا کہ تو نے میری بات کا جواب کیوں دیا اور غصے میں آ کر حشمت نے رحمت کو جوتی پھینک کر ماری اور کہنے لگی کہ تو نے خاوند کے کہنے پر ایسا کیا ہے۔ اب میں تجھے ہرگز نہ چھوڑوں گی۔ یہ سن کر خاوند نے حشمت کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور رحمت کو کہا۔ کہ اب اس کے اوپر چڑھ کر اسے خوب مار جب رحمت نے حشمت کے اوپر چڑھ کر مارنا شروع کیا تو خاوند نے کہا کہ رحمت تکڑی ہو کر اس چنڈال کو مار اب اس کو چھوڑنا نہیں۔ اس لئے کہ تیرا سائیں تیرے ساتھ ہے۔

جب تکڑی تکڑی رحمت والی بات پیلو نے کہی تو شہنشاہ کلیام تڑپ گئے اور اٹھ کر حالات وجد میں رقص کرنے لگے۔ ادھر آپ حالت وجد میں رقص فرما رہے تھے کہ آسمان پر ایک دم بادل بن آیا اور آپ بار بار فرماتے تھے کہ تکڑی تکڑی رحمت جوں جوں آپ یہ جملہ دہراتے اسی طرح زوردار بارش شروع ہو گئی۔ اس جگہ قوال بھی موجود تھے۔ کہ انہوں نے آپ کی وجدانی کیفیت دیکھ کر ساز کھول دیئے اور اس مصرع کی تکرار کرنے لگے۔

تکڑی ہوسیں تکڑی رحمت خصم تیرا ہے سنگی

جوں جوں قوال اس مصرع کی تکرار کرتے اسی طرح بارش بھی تیز ہوتی جاتی تھی۔ ادھر آپ کی وجدانی کیفیت میں بھی ہر لحہ اضافہ ہو رہا تھا۔ اسی حالت میں آپ اپنے حجرے سے باہر بارش میں تشریف لے آئے اور کافی دیر تک آپ اپنے حجرے میں تھے۔ تمام افراد کو آپ کی وجدانی کیفیت دیکھ کر پسینہ آ گیا۔ سب کے وجود پسینے سے شرابور تھے۔ ادھر آپ حجرے سے نکل کر باہر تشریف لائے۔ تو تمام حضرات بھی آپ کے پیچھے باہر ہی آ گئے اور بارش میں مسلسل بھیگتے رہے۔ خدا کی مہربانی سے کوئی بھی نہ بیمار ہوا۔ اور نہ ہی کوئی تکلیف ہوئی۔

جب آپ کی وجدانی کیفیت ختم ہوئی تو لوگ آپ کو اٹھا کر اندر لے گئے۔ ہوش میں آئے تو بارش بھی رک گئی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضور بہت بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے اندر لے کر نہ آتے تو کم از کم گز گز پانی کھڑا ہو جاتا۔

چور جنات ☆: ایک دفعہ قحط سالی کا زمانہ تھا نہ گندم آٹا وغیرہ وافر مقدار میں موجود نہ تھا۔ اور نہ ہی بازار سے دستیاب تھا۔ حضور شہنشاہ کلیام کے لنگر میں روزانہ ۳۵ کلو آٹا پکتا تھا۔ قحط سالی کے باوجود لنگر کے آٹے میں یا مقدار میں کمی واقع نہ فرمائی۔ مگر اتفاق کی بات کے جتنا آٹا روزانہ پکتا تھا مہمان بھی تقریباً اتنے ہی آتے تھے۔ کہ اچانک معاملہ کچھ ایسا ہوا کہ آٹا بھی اتنا مہمان بھی اتنے ہی مگر کھانے کے وقت روٹیاں کم پڑ جائیں۔ لانگری اور خدام نے حضور شہنشاہ کلیام کی عرض کیا کہ حضور ماجرا سمجھ سے باہر ہے۔ روٹیاں پوری نہیں ہوتیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اس طرح کرو کہ لنگر تقسیم کرتے وقت جس جگہ روٹیاں رکھی ہوتی ہیں۔ اس جگہ پر دائیں بائیں نظر رکھنا۔

چنانچہ حسب الارشاد لنگر تقسیم کرتے وقت روٹیوں کے برتن پر نظر رکھی گئی۔ تو خدام نے دیکھا کہ روٹیوں کے برتن پر ایک ہاتھ نمودار ہوا مگر جسم ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔ تو آپ کے خادم خاص ملک سائیں نے آگے بڑھ کر وہ ہاتھ پکڑ لیا۔ جب ہاتھ پکڑا تو جسم بھی ظاہر ہو گیا۔ خدام نے قابو کر کے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں جننی ہوں یعنی جن کی مادہ اس نے رو کر اپنی داستان غم بیان کی اور کہنے لگی۔ میرا خاوند

فوت ہوگیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تخی کے لنگر سے اپنے بچوں کی روٹیاں لے جا کر اپنے بچوں کو کھلاتی ہوں۔ خدام نے اسے حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں پیش کیا۔ آپ نے اس کی داستان سن کر فرمایا کہ اگر تم پر کوئی مصیبت آگئی تھی۔ تو اپنے گھر اور بچوں کے لئے لے جاتی یہ تو اچھی بات نہیں کہ لنگر کھانے والے مہمان بھوکے رہیں اور تم فضول روٹیاں لے جا کر برباد کرو۔ اس پر وہ نادم ہوئی۔ اور آپ سے معافی مانگتے ہوئے کہنے لگی حضور اب دوبارہ ایسا نہ کروں گی۔ آپ نے اس کا قصور معاف فرمادیا اور اسے دعا دی۔ اور فرمایا جاؤ اللہ تمہیں کبھی رزق کی تنگی نہ دے۔ اور کسی کا محتاج نہ کرے۔ کلیام کے لوگ گواہ ہیں۔ اس کی نسلوں میں سے دوبارہ پھر کسی نے ایسی حرکت نہیں کی۔

ڈوبتی بیڑی پار لگادی ☆: ایک مرتبہ حضور شہنشاہ کلیام پاک پتن شریف سے واپسی پر دریائے چناب کے کنارے پہنچے۔ تو شدید بارش شروع ہو کر بارش اور طوفان باد و باراں کی وجہ سے بیڑی دریا میں سے نہیں چل سکتی تھی۔ کافی تعداد میں لوگ جمع تھے۔ بارش بھی تھی۔ لوگوں کے پاس دریا کے کنارے قیام کرنے کے اسباب کے علاوہ دوسری طرف سے کسی راستے پر جانے کیلئے زادراہ بھی موجود نہ تھا۔ جس کی وجہ سے کئی افراد کے بچے بھوک پیاس سے بلبلا رہے تھے۔ آپ سے ان کی یہ کیفیت برداشت نہ ہوسکی۔ آپ نے ملاح سے فرمایا کہ خدا پر توکل کر کے بیڑی میں سب کو بٹھاؤ اور چلو چلتے ہیں۔

چنانچہ آپ کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ نکلتے ہی تمام افراد کشتی میں سوار ہوگئے۔ کشتی چھوٹی تھی۔ افراد زیادہ تھے۔ جب کشتی دریا سے منزل کی جانب روانہ ہوئی۔ تو اس میں زیادہ آدمیوں کی وجہ سے پانی بھرنا شروع ہوگیا اور بیڑی دریا میں ہی لڑکھڑانے لگی۔ لوگ کشتی سے پانی باہر نکالتے مگر پانی دوبارہ پھر اسی طرح اور زیادہ داخل ہو جاتا یہ کیفیت دیکھ کر تمام لوگ حیران و پریشان ہو کر دریا میں ہی رونے چیخنے لگے۔

چونکہ ان تمام کو موت سامنے نظر آرہی تھی۔ ادھر حضور شہنشاہ کلیام بڑے اطمینان سے کشتی میں سوار تھے۔ آپ کے چہرے پر کوئی غم یا پریشانی اور فکر نہ تھا۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے حضور ہم تو آپ کے کہنے پر بیڑی میں سوار ہوئے تھے۔ اب یہ دریا میں ڈوب رہی ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں آپ دعا کریں۔ کہ اللہ اسے بچالے آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ڈوبتی ہوئی کشتی تیرنے لگی۔ اور کشتی میں سوار تمام افراد بخیریت اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ کنارے پر پہنچ کر سب نے اللہ کی ذات کا شکر ادا کیا اور آپ کے قدموں میں گر گئے۔

سنکھیا سے علاج ☆: آپ کے ایک مرید مہر دخان اعوان جو کہ موضع جھانڑوانوالہ کے رہنے والے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ایک دن میرے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں نابینا ہوں۔ میری آنکھوں سے مجھے نظر کچھ نہیں آتا۔ تم میرے ساتھ کلیام شریف چلو۔ اور اپنے مرشد شہنشاہ کلیام سے دعا کراؤ۔ کہ خدا مجھے آنکھیں عطا فرمادے۔ نابینا شخص کی بات سن کر مہر دخان نے کہا کہ میں تو دنیاداری کے کاموں میں مصروف ہوں تمہارے ساتھ نہیں جاسکتا ہاں رقعہ تحریر کر دیتا ہوں۔ تم کلیام شریف چلے جاؤ۔ حضور دعا فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تمہیں شفا ہو جائیگی۔ نابینا نے کہا کہ اگر تم نہیں جاسکتے تو پھر رقعہ ہی بنادو۔

چنانچہ مہر دخان نے رقعہ تحریر کیا۔ وہ نابینا اپنے بیٹے کو لے کر کلیام شریف پہنچا۔ تو اس وقت آپ کے پاس جذام کا ایک مریض بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے ایک شیشی سے تھوڑی سے دوائی نکال کر دی اور اسی شیشی میں سے اس نابینا کو دی اور فرمایا کہ رات کو سوتے وقت ایک

ایک سلائی آنکھوں میں ڈال کر سو جایا کرو۔

چنانچہ وہ نابینا دوائی لے کر گھر پہنچا۔ اس نے رات کو ایک ایک سلائی دوائی کی آنکھوں میں ڈالی اور سو گیا۔ صبح کو جب بیدار ہوا تو آنکھوں میں روشنی آ گئی تھی۔ اسے بینائی کی نعمت حاصل ہو چکی تھی۔ جب یہ بات لوگوں میں مشہور ہوئی تو ایک اور نابینا شخص اس کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ جو دوائی تمہیں شہنشاہ کلیام نے عنایت کی تھی وہ مجھے بھی دے دو۔ تا کہ مجھے بینائی جیسی نعمت مل جائے۔ اس نے کہا کہ مجھے مہرو خان نے رقعہ دے کر کلیام بھیجا تھا۔ لہٰذا تم بھی اسی کے پاس چلے جاؤ۔ وہ رقعہ دے گا تم بھی کلیام جا کر دوا لے آنا۔ وہاں پر ہم تم جیسے ہزاروں بیمار آتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں۔

چنانچہ وہ نابینا شخص بھی مہرو خان کے پاس پہنچا اور رقعہ مانگا۔ مہرو خان نے اسے کہا کہ تھوڑی دیر ادھر ٹھہرو اور ایک لڑکا بھیج کر اسے بلایا۔ جب وہ آیا تو مہرو خان نے کہا کہ تم تو بڑے مطلب پرست آدمی ہو۔ تم جب نابینا تھے۔ تو میرے پاس چکر لگاتے تھے۔ اب شفا حاصل ہو گئی تو اب اپنا حال بتانے بھی نہیں آئے۔ مہرو خان کے سوال پر اس نے بتایا کہ آپ کو شہنشاہ کلیام نے سلام بھی بھیجا ہے اور مجھے دوائی دی تھی۔ کہ تین دن تک رات کو سونے سے پہلے آنکھوں میں ڈالنا حالانکہ میرا کام تو پہلی ہی سلائی میں ہی ہو گیا تھا۔ مگر میں گھر سے ڈر کی وجہ سے نہیں نکلا کہ تین دن دوا استعمال کر لوں۔ تو پھر نکلوں گا۔ اسی وجہ سے نہ آپ کو سلام پہنچا سکا نہ ہی حال بتا سکا۔ مہرو خان نے کہا کہ اچھا وہ دوائی تو دکھاؤ جو شہنشاہ کلیام نے عطا فرمائی تھی۔

چنانچہ وہ شخص گھر گیا اور دوائی کی شیشی لیکر واپس آیا۔ مہرو خان نے جب دوائی شیشی سے نکال کر دیکھی تو دوائی کی بجائے سنکھیا تھا۔ تو اس نے کہا کہ بے وقوف یہ تو سنکھیاں ہے۔ مجھے وہ دوائی دکھاؤ جو کلیام کے والی سے لائے ہو۔ تو اس نے کہا کہ قسم باخدا آپ نے مجھے یہی دوائی دی تھی۔ جس سے میری آنکھیں روشن ہوئی ہیں۔

نسبت بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ☆: والی کلیام حضور بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت دیوان صاحب پاکپتن شریف کے بیٹے کی شادی میں شرکت کے لئے پاکپتن شریف تشریف لے گئے تھے اور شادی کے موقع آپ سے جو کرامت ظاہر ہوئی تھی۔ اس موقع پر بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے تعلق رکھنے والے حضرت پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ بھی موجود تھے۔ انہوں نے جب شہنشاہ کلیام کی کرامت اور مرتبہ و مقام کو دیکھا تو فوج کی نوکری کرتے تھے۔ انہوں نے اسی وقت فوج کی نوکری کو خیر باد کہہ دیا اور آپ کے ہمراہ ہی کلیام شریف آ گئے۔ پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ چونکہ حضور سرکار گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے تھے آپ نے کلیام شریف کے قیام کے دوران اسی وجہ سے پیر کالا صاحب کو الگ کمرہ اور پلنگ عنایت فرما دیا تھا۔ کافی عرصہ تک پیر کالا صاحب ایک مرید صادق کی حیثیت سے کلیام شریف میں قیام پذیر رہے۔ ایک دن پیر کالا صاحب نے عرض کیا۔ حضور مجھے سیر کرنے کی اجازت عنایت فرما دیں۔ آپ نے اجازت بھی دی اور کچھ زادِ راہ بھی عطا فرمایا پیر کالا سیر کرتے کرتے انڈیا کے ایک علاقے فیروز پور پہنچ گئے۔ وہاں کے لوگ ان دنوں ایک بڑی مصیبت میں مبتلا تھے۔ ان دنوں وہاں پر اس قدر پانی چڑھ آیا تھا کہ لوگ اپنی جان و مال بچانے کی فکر میں تھے۔ وہاں کے لوگوں کو جب علم ہوا کہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد سے پیر کالا صاحب اس بستی

میں جلوہ گرہ ہیں۔ وہ تمام اکھٹے ہوکر آپ کے پاس آئے اور عرض کیا حضور آپ زبدۃ الانبیاء کی اولاد ہیں۔ ہم مصیبت میں گرفتار ہیں۔ یہ پانی ہم سب کو سامان اور مال واسباب سمیت بہا کر لے جائے گا۔ آپ دعا کریں کہ خدا ہمارے سر سے یہ عذاب دور کر دے۔ لوگوں کی بات سن کر پیر کالا صاحب نے فرمایا کہ اچھا اب تو تم چلے جاؤ صبح کو آنا تمہارے لئے کچھ کریں گے۔

جب لوگ چلے گئے تو پیر کالا صاحب نے اپنے ساتھی سے کہا کہ بھائی ہم میں اتنی طاقت کہاں کہ ہم دعا کریں اور پانی یہاں سے چلا جائے۔ صبح ہوگی تو لوگ آئیں گے۔ تو ہم کیا جواب دیں گے۔ اسی لئے بہتر ہے کہ ابھی اپنا بوریا بستر لپیٹو اور یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ کی بات سن کر ساتھی نے کہا کہ حضور اب تھکے ہوئے ہیں۔ نیند بھی سخت آرہی ہے۔ لہٰذا ابھی سو جاتے ہیں۔ آدھی رات کے وقت اٹھ کر یہاں سے کہیں اور چلے جائیں گے۔

چنانچہ حسب پروگرام آپ کا ساتھی تو سو گیا۔ مگر پیر کالا صاحب نے بستر گول کر کے سرہانے رکھا اور لیٹ گئے۔ اتفاق سے پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ کی آنکھ لگ گئی۔ تو خواب میں کیا دیکھا کہ مرشد کامل شہنشاہ کلیام حضور بابا صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ پیر صاحب سوتے کیوں نہیں ہو تو پیر کالا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ہم یہاں پر بالکل نہیں رہیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ گھبراتے کیوں ہو صبح تک یہیں رہو۔ جب شہر کے لوگ آئیں گے تو ان سے کہنا کہ ایک بکرا لیکر آؤ۔ بکرا ذبح کر کے اس کا سر دریا میں ڈال دینا۔ جہاں تک سر جائے پانی وہاں تک واپس ہو جائے گا۔ اور بکرے کے سینگ یا گلے میں یہ تعویز لکھ کر ڈال دینا۔

چنانچہ صبح بیدار ہوئے تو پورے شہر کے لوگ پیر کالا علیہ الرحمۃ کے پاس جمع ہو کر فریاد کرنے لگے کہ حضور آپ بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد ہیں۔ برائے کرم مہربانی کر کے ہمیں اس طوفان اور آفت سے نجات دلایئے۔ پیر کالا صاحب نے کہا کہ جاؤ ایک بکرا ذبح کر کے لے آؤ۔

چنانچہ حسب الحکم بکرا ذبح کر کے لایا گیا۔ آپ نے بکرا پانی میں ڈال دیا۔ خدا کے فضل وکرم سے پانی اس جگہ سے چھ کوس دور چلا گیا شہر کے لوگ پیر کالا کی یہ کرامت دیکھ کر بہت معتقد اور مشکور ہوئے۔ چند روز کے بعد پیر کالا اپنے ساتھی کے ہمراہ وہاں سے رخصت ہو کر کلیام شریف شہنشاہ کلیام کے دربار گوہر بار میں پہنچے۔ تو آپ نے پیر کالا علیہ الرحمۃ کو خرقۂ خلافت سے نواز کر فیروز پور انڈیا کی ولایت عطا فرما دی۔ اس کے بعد پیر کالا صاحب تمام زندگی فیروز پور انڈیا میں ہی رہے۔ وہیں ان کا وصال ہوا۔ آج بھی ان کا مزار فیروز پور انڈیا میں مرجع خلائق عام ہے۔

وفات حسرت آیات کی قبل از وقت اطلاع ☆: حضور شہنشاہ کلیام بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے ایک ماہ قبل اپنے خدام سے فرما دیا تھا کہ ہمارا وقت قریب آ گیا ہے۔ اب ہم تم میں جدائی پڑنے والی ہے۔ لہٰذا میرے لئے صندوق تیار کروا لیا جائے جب یہ خبر سنی۔ تو ایک کہرام برپا ہو گیا۔ لوگ زار و قطار رونے لگے۔ دور دور تک لوگوں کو خبر ہوگئی۔ مریدین عقیدت مندان صبح شام آنے لگے۔ کلیام شریف کے باسی رو رو کر بے حال ہونے لگے۔ آپ نے جب لوگوں کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ مردوں کا شیوہ نہیں کہ وہ روئیں۔ دوسری بات یہ کہ ہم موت سے ڈرنے والے نہیں بلکہ اس کو اپنے سینے سے لگاتے ہیں۔ جب سائیں فیض علی نے یہ خبر سنی تو روتے ہوئے باہر چلے گئے۔ آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا کہ فیض علی ایک ضروری کام تمہارے ذمہ لگا رہا ہوں۔ اور میری یہ

نصیحت یادرکھو گے۔تو زندگی میں کبھی خسارہ نہیں ہوگا۔آپ نے فرمایا کہ فیض علی اللہ کے نام پر صدقہ خیرات کھلے دل سے کرتے رہنا اور اگر تیرے پاس کوئی آکر کبھی بھی کچھ مانگے تو اس سے اس کا خاندان یا مقصد نہ پوچھنا بلکہ جو کچھ بھی مانگے دے دینا۔یعنی تمہارے در سے کبھی کوئی سائل خالی نہ جائے اور سنو جو بھی تم نے کسی کو دینا ہے وہ اپنی جیب سے نہیں بلکہ خداوند قدوس میری وجہ سے غیب سے عطا فرماتا رہے گا۔اور اللہ تعالیٰ تیرے رزق میں برکت دے گا۔سائیں گلاب علی بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے اسی طرح جدائی کے غم میں رو رہے تھے۔تو شہنشاہ کلیام نے فرمایا گلاب علی خدا کے واسطے چپ ہو جا مجھے آخری وقت کیوں غم دیتا ہے۔تو اس نے عرض کی حضور میری بادشاہی لٹی جارہی ہے۔میں کیوں نہ روؤں میری فوج کے جو لوگ مجھ سے نفرت کرتے تھے۔وہ آپ کی وجہ سے میرے تابع ہو گئے ہیں۔ حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ گلاب علی اگر اس بارگاہ میں میری منظوری ہوئی تو تمہیں زندگی میں پریشان نہ ہونے دوں گا۔اور اگر میں خدا کا فقیر ہوں۔تو تمہیں زندگی بھر رزق کی تنگی نہیں آئے گی۔اور اگر ذرہ برابر بھی فرق آیا تو سمجھنا کہ وہ تو ٹھگ تھا۔ویسے ہی دنیا میں لارے لگاتا رہا آپ نے فرمایا کہ گلاب علی میری ایک وصیت یادرکھنا کہ جب میرا جنازہ ہو تو میرے جنازے کے ساتھ یہ شعر ضرور پڑھنا۔

لالاں والیا وے ویسیار و نج کھری گھراوہدے   دیس بیگانہ ماں پرائی لیکھے نال نبھادے

آپ کا فرمان سن کر سائیں گلاب نے عرض کیا۔حضور اس وقت تو جنازہ میں بڑے بڑے مفتی قاضی عالم ہوں گے۔ایسا نہ ہو کہ وہ یہ چیز دیکھ کر جنازہ پڑھنے سے انکار کردیں۔

شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ کوئی میرا جنازہ پڑھے یا نہ پڑھے مجھے اسکی فکر نہیں۔آپ نے فرمایا کہ میرے جنازے میں تمام مسالک کے لوگ موجود ہوں گے۔کوئی بھی اس بات سے انکار نہیں کرے گا اور میرا جنازہ تاجدار گولڑہ سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ جو اپنے وقت کے چوٹی کے عالم اور شیخ طریقت ہیں۔بڑی محبت وعقیدت سے پڑھائیں گے۔اس لئے تم کسی کے منع کرنے سے میری خواہش کو بند نہ کرنا۔ بلکہ میری چارپائی کے ساتھ قبر تک یہ شعر ہمراہ رباب و چنگ گاتے رہنا۔

چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا گیا۔جنازے کے وقت جب اس شعر کو رباب و چنگ کے ساتھ پڑھا جارہا تھا۔تو جنازہ کے حاضرین پر عجیب کیفیت طاری تھی۔

اہل کلیام کے لئے آخری دعا☆: آپ نے اپنے آخری وقت اہل کلیام کو جو آپ سے نسبت اور محبت تھی۔اور انہوں نے جس خلوص ومحبت سے آپ کی خدمت کی تھی۔اس کے صلے میں آپ نے اہل کلیام کو جس دعا سے نوازا قیامت تک اس کے اثرات باقی رہیں گے۔آپ نے فرمایا

بریاں بریاں سب کوئی آکھے بہہ نیناں دیاں چھٹریاں   سکھی وسو کلیامی لوگو اسیں بس کھیڈ کے ٹریاں

ہجر مصیبت آن جگایا ختم ہوئی زند گانی   فیض نام خدا دا رہسی کل دنیا ہے فانی

آپ کی زبان ترجمان سے یہ کلمات سن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے روتے نڈھال ہو گئے۔لوگوں کو روتا دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا۔

ایہہ دیہاڑا آ سی اک دن رونا ہے فضولی — عاشق مرنے کو خوشی جانے جین حیاتی سولی

جس مرنے توں خلق ڈردی عاشق خوشیاں کردے — وچ حیاتی سڑک دے نت سولی پر چڑھدے

ماہ رمضان دی عیدی وانگوں رکھن نت اڈیکاں — آوے موت میلا ہووے سد سد مارن چیکاں

اس خالی تھیں لنگھنا اگے مینوں یار بھراؤ — ہر دم رکھو اللہ اللہ ادیہہ غم مول نہ کھاؤ

الوداعی دُعا ☆: ایک شکاری شخص کسی جگہ سے لومڑی کا شکار کر کے گھر لے آیا۔ رات کو گھر پر رکھی۔ صبح سویرے گھر سے لے کر گاؤں سے باہر چلا گیا۔ لوگ اس لومڑی کو دیکھنے کیلئے جوق در جوق جا رہے تھے۔ شہنشاہ کلیام کے حجرے میں جو احباب تشریف فرماتھے۔ ان میں سے اکثر لوگ بھی شکار کے شوقین تھے۔ وہ بھی اس لومڑی کا تماشہ دیکھنے کے لئے لے گئے صرف چند آدمی آپ کے پاس باقی رہ گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ دوستو الوداع کا وقت آ گیا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے بخش بخشوا کرنا ہے۔ تو کر لو کیونکہ میں تم سے جدا ہو رہا ہوں۔ اس کے بعد بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ اے مالک کائنات میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا ملنے والا کوئی بھی شخص دنیا میں بھوک کی تنگی نہ دیکھے اور میرے ملنے والوں کو ایمان کی موت عطا فرما۔ دعا مانگ کر آپ نے اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیرے تو لوگ اپنی خواہشات عرض کرنے لگے۔

آپ کے مرید خاص اور منظور نظر درویش قاسم علی صاحب فرماتے ہیں کہ حجرہ مبارک میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ میرے قریب ایک ۱۵۔۱۶ سالہ نوجوان آیا اور کہنے لگا۔ مجھے اپنے پیر شہنشاہ کلیام کے پاس لے چلو اور ان سے میرے لئے دعا کراؤ کہ مجھے تاج سلطانی مل جائے۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ میں سید آل رسول ہوں۔

سائیں قاسم علی فرماتے ہیں کہ میں نے تلاوت قرآن بند کی اور لڑکے کو لے کر جب شہنشاہ کلیام کے دربار میں پہنچا تو اس وقت آپ آخری الوداعی ملاقات کر کے فارغ ہو چکے تھے۔ اور مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو یہ منظر دیکھ کر میرا دل کانپنے لگا۔ لیکن صبر و تحمل اور ضبط سے کام لیتے ہوئے شہنشاہ کلیام کے کاندھے کو ہلایا۔ آپ نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو میں نے عرض کیا حضور یہ سید زادہ آپ کے در پر کھڑا ہے۔ اس کی بات سنیں آپ نے فرمایا کہ کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ حضور یہ تاج سلطانی مانگتا ہے۔ شہنشاہ کلیام نے دروازے کی طرف ہاتھ کر کے فرمایا کہ دیکھ لیا ہے۔ پھر اس سید زادے کے لئے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے دعا ختم ہوئی تو اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیرنے کے بعد جب آپ کے ہاتھ گود میں گئے تو آپ کا وصال با کمال ہو چکا تھا۔ " ان اللّٰہ وانا الیہ راجعو ن" اس کے بعد وہ لڑکا نظر نہیں آیا۔ اس کے بارے میں لوگوں میں مختلف قیاس آرائیاں ہوتی رہیں۔ کوئی کچھ اور کوئی کچھ حتیٰ کہ لوگوں نے یہ بھی کہا یہ لڑکا ملک الموت تھا۔ مختلف دلیلیں لوگ دیتے رہے۔ "واللہ اعلم ورسولہ"۔

جنازہ کی وصیت ☆: شہنشاہ کلیام حضور بابا جی فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ نے علالت کے آخری ایام میں تاجدار گولڑہ حضرت سید پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے فرمایا تھا کہ ظاہری علم رکھنے والے مولوی میرے حال سے ناواقف ہیں۔ ان میں سے بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم بابا فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کا جنازہ نہیں پڑھائیں گے۔ لہٰذا پیر جی میری وصیت یاد رکھنا کہ میرا جنازہ آپ نے

خود ہی پڑھانا ہے۔

اسی طرح آپ نے اپنے مریدین سے بھی فرمادیا تھا کہ میرا جنازہ علم وفضل وکمال کے شہنشاہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے پڑھوانا۔

جب آپ کا وصال با کمال ہوا تو وصیت کے مطابق مریدین نے حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو بذریعہ ٹیلی گرام آپ کے وصال کی اطلاع کی اور ساتھ ہی ایک آدمی کو کلیام سے گولڑہ شریف بھیج دیا کہ ہوسکتا ہے کہ تار نہ ملے۔ اس لئے خود جا کر اطلاع دی جائے۔ جب وہ آدمی آپ کے بارے میں اطلاع دینے کے لئے گولڑہ شریف پہنچا تو حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ تیاری کر کے کلیام شریف کی طرف روانہ ہونے والے تھے۔

جب آپ کا وصال با کمال ہوا تو بذریعہ تار اطلاع کرنے کے باوجود آدمی بھی روانہ کر دیا گیا تھا۔ لیکن ادھر وصال کے بعد خود حضور شہنشاہ کلیام حضور باباجی صاحب کلیامی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ پیر جی آپ یہاں بیٹھے ہیں۔ فوراً اٹھیں اور کلیام شریف پہنچ کر میرا جنازہ پڑھائیں۔ حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنے خادم خاص حافظ فضل الدین کو بلایا اور فرمایا کہ میرا گھوڑا تیار کرو۔ جب سواری تیار ہوئی تو آپ گولڑہ شریف کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی روانہ ہو چکی تھی۔ آپ گھوڑے پر ہی سوار ہو کر راولپنڈی ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ وہاں سے ریل کار میں بیٹھ کر کلیام شریف پہنچے تو شہنشاہ کلیام حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کلیام کی حدود سے باہر مین سڑک پر استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ شہنشاہ کلیام کو دیکھ کر تاجدار گولڑہ نے پوچھا کہ باباجی یہ کیا ہے۔ ادھر مجھے آپ نے خواب میں آ کر خود فرمایا کہ کلیام پہنچ کر میرا جنازہ پڑھاؤ ادھر آپ سڑک پر کھڑے نظر آ رہے ہیں۔ تاجدار گولڑہ کی یہ بات سن کر شہنشاہ کلیام نے فرمایا میں نے جو خواب میں کہا کہ میرا جنازہ پڑھاؤ یہ بات بھی بالکل درست ہے۔ لیکن پیر جی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سید زادہ آئے اور میں اپنی حدود میں اس کا استقبال نہ کروں۔

تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ جب جنازہ گاہ میں پہنچے تو لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ آپ کو گھوڑے پر سوار ہو کر صفیں درست کرنا پڑیں۔ نماز جنازہ کے بعد پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آج جس جس شخص نے بھی باباجی کلیامی کی نماز جنازہ پڑھی وہ دوزخ میں نہ جلے گا۔ اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ نماز جنازہ کے موقع پر وہ تمام علماء جو زندگی بھر آپ فتوی لگاتے رہے۔ انہوں نے بھی آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ لوگوں نے دیکھا کہ ان کی آنکھیں پُرنم تھیں۔ ان میں بعض نے بعد از وصال آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی تھی۔ جو کہ بعد میں مجذوب ہو گئے تھے۔

نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا قوال جنازہ کے آگے قوالی کر رہا تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ گولڑے کے تاجدار حضور پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو اُس وقت وجد طاری ہو گیا تھا اور تمام حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔

تاریخ وصال ☆: مورخہ یکم جنوری ۱۳۰۸ ہجری ۱۸۹۲ء بروز جمعۃ المبارک آپ کا وصال با کمال ہوا۔ چار روز تک آپ کا جسد خاکی دیدار عام کیلئے کلیام شریف میں رکھا رہا۔ بروز سوموار آپ کی تدفین ہوئی۔ نماز جنازہ پیر سید مہر علی شاہ تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے پڑھائی جبکہ آپ کو غسل قاضی فضل احمد قطبالی" نے دیا۔ مولوی سید حسن صاحب اوپر سے پانی ڈالتے رہے۔ آپ کا مزار پر انوار اپنے پیر

مرشد حضرت حافظ میاں محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمۃ کے قریب ہی ہے۔ جہاں پر آج بھی عقیدت مندان زیارت کر کے اپنے قلوب و اذہان اور ایمان کو تازگی بخشتے ہیں۔ آپ کا عُرس مبارک ہر سال یکم جنوری کو کلیام شریف میں شروع ہو کر ۱۰ دن تک جاری رہتا ہے۔ جس میں ہزاروں افراد روزانہ شرکت کرتے ہیں۔ ملک بھر کے معروف قوال حضرات دس روز تک متواتر عارفانہ کلام پیش کرتے ہیں۔

منم محو جمال او نمید انم کجا رفتم ☆: ۱۹۳۸ء میں آپ کے سالانہ عرس مبارک شروع تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے مزار پر انوار کے سامنے آغا بشیر رشید فریدی قوال اور ہمنوا سے حضرت بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کا کلام سن رہے تھے۔ جب قوال اس مصرع پر پہنچا کہ

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اُڑا دے　　تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

تو ہزاروں لوگوں نے دیکھا کہ آپ کی تربت ہلنے لگی۔ ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ حتیٰ کہ تربت مبارک پر لگا ہوا پتھر بھی ہل گیا اور پھر تربت مبارک قوال کی سُر اور قوالی کی تھاپ کے مطابق رقص کرتی رہی۔ لوگوں نے دروازہ بند کرا دیا۔ بعد ازاں جب دروازہ کھولا گیا تو کیفیت وہی تھی۔ پھر چشم فلک اور ہزاروں لوگوں نے اشکبار آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کے مزار کا گنبد بھی رقص کرنے لگا۔ اس وقت قوال نے اس کا منظر یوں بیان کیا۔

سیرت محمد ﷺ صورت میں علی کرم اللہ وجہ ہو تم ایسے ولی ہو
روضہ بھی رقص کرتا ہے یہ شان جلالی کلیام کے والی

حضور شہنشاہ کلیام کے خلفاء ☆: (۱) حضرت سید امیر علی شاہ صاحب گیلانی علیہ الرحمۃ موضع شاہ درگاہی آپ کا مزار مبارک کلیام شریف میں موجود ہے۔

۲ ☆: حضرت سائیں محمد حسین علیہ الرحمۃ المعروف سائیں سنگھوری والے مجذوب آپ کا مزار مبارک بھی کلیام شریف میں ہے۔

۳ ☆: حضرت الحاج مولوی عبدالستار علیہ الرحمۃ آبائی علاقہ مظفر آباد ہے۔ جبکہ مزار شریف کلیام شریف میں واقع ہے۔ آپ کی تاریخ وصال ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۱ء ہے۔

۴ ☆: حضرت پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ آپ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے ہیں آپ کا مزار پر انوار فیروز پور انڈیا میں ہے۔

۵ ☆: حضرت خواجہ محمد حسین قریشی صاحب علیہ الرحمۃ آپ کا مزار پر انوار موضع ماڑی بگیال شریف بسالی روڈ براستہ روات تحصیل و ضلع راولپنڈی میں واقع ہے۔ تاریخ وصال مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۹ء

۶ ☆: حضرت قاضی محسن الدین علیہ الرحمۃ موضع بگا شیخاں تحصیل و ضلع راولپنڈی

۷ ☆: حضرت راجہ دوست محمد علیہ الرحمۃ ضلع جہلم کے رہنے والے تھے اور حضور بابا جی کے خاص منظور نظر تھے۔ ان کا مزار پر انوار ان کے آبائی علاقہ جہلم میں واقع ہے۔

۸☆: حضرت بدرالدین علیہ الرحمۃ المعروف بدری بابا آپ کا مزار قصر شیریں سویٹ ہاؤس کے ساتھ مری روڈ تیلی محلہ اسٹاپ راولپنڈی میں واقع ہے۔

۹☆: حضرت قاضی امام الدین صاحب علیہ الرحمۃ آپ کا مزار شریف موضع پھلینہ ضلع راولپنڈی میں واقع ہے۔

۱۰☆: حضرت قاضی گاماں علیہ الرحمۃ آپ کا مزار شریف موضع ہردو گہر نزد سہالہ میانہ تھب ضلع اسلام آباد میں ہے۔

۱۱☆: حضرت سائیں برکت اللہ علیہ الرحمۃ چبارہ شریف میں مزار واقع ہے۔

۱۲☆: حضرت سائیں اللہ دتہ علیہ الرحمۃ آپ کا مزار شریف گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت حاجی امداداللہ چشتی صابری مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شیخ العرب والعجم، سیّدالعرفا، حجۃ اللہ فی زمانہ، وآیۃ اللہ واوانہ، شہباز طریقت، مردِ میدان حقیقت، عارف زمانہ، مرشد زمانہ حضرت حاجی شاہ محمد امداد حسین المعروف حاجی امداداللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ماہ صفرالمظفر بروز ۲ سوموار ۱۲۳۳ ہجری قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور انڈیا میں حضرت حافظ محمد امین بن حضرت حافظ شیخ بڈھا رحمتہ اللہ علیہ کے گھر ہوئی۔

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے حاجی امداداللہ بن حافظ محمد امین بن حافظ شیخ بڈھا بن حافظ شیخ بلاقی بن شیخ عبداللہ بن حضرت شیخ محمد حضرت شیخ عبدالکریم بن حضرت شیخ عبدالرحیم بن حضرت شیخ سراج الدین بن حضرت قاضی چندن بن حضرت قاضی محمد موسیٰ بن حضرت قاضی محمد نصراللہ خان بن حضرت قاضی محمد یعقوب خان بن حضرت شیخ نظام الدین بن حضرت شیخ شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ۔ آپ نسباً فاروقی اور شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ کابلی بادشاہ کابل کی اولاد سے ہیں۔ جبکہ مذہباً حنفی مسلکاً اہل سنت و جماعت اور مشرباً چشتی صابری ہیں۔

آپ کا شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے معروف بزرگ اور مجدد و سلسلہ عالیہ صابریہ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ سے ہوتا ہوا حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم العالمین حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

ابتدائی حالات ☆: ابھی آپ کی عمر عزیز صرف سات برس تھی کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی حسینی بنت حضرت شیخ علی محمد صدیقی نانوتوی انتقال مکانی کر کے آپ کو جدائی کا داغ دے گئیں۔ والدہ ماجدہ نے وصال سے پہلے ہی آپ کے بارے میں گھر کے تمام افراد کو تاکید کر دی تھی کہ ان کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے کسی بھی معاملہ میں بازپرس اور جانچ پڑتال نہ کی جائے۔ تعلیم کے میدان میں ان کی خصوصی سرپرستی و رہنمائی کی جائے۔ آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف اور اچھوتا تھا۔ کسی قسم کے کھیل اور لہو و لعب میں کبھی حصہ نہیں لیا۔ اپنے باطنی شوق سے آپ نے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا اور اس کی تکمیل کے بعد سولہ برس کی عمر میں آپ مولانا مملوک علی نانوتوی کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں کے قابل اساتذہ کرام سے درسی کتب اور علوم دینیہ کی تکمیل کی اور فن خوشنویسی سیکھا۔

بیعت کا واقعہ عجیب ☆: مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی اپنی کتاب ''امداد المشتاق'' میں رقم طراز ہیں کہ ایک مرتبہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ مجلس اعلیٰ واقدس سرور عالم ﷺ میں حاضر ہوں۔ رعب و دبدبہ کی بنا پر آگے قدم بڑھانے کی جرأت نہیں پڑ رہی تھی کہ اچانک میرے جد امجد حضرت حافظ بلاقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر سرکار مدینہ ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا۔ نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ اس وقت تک میرا حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے بظاہر کوئی تعارف، تعلق واسطہ نہ تھا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو طبیعت میں عجیب انتشار تھا اور حیرت میں سوچتا تھا کہ یارب یہ کون بزرگوار ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور خود مجھ کو اُن کے سپرد کر دیا۔ اس طرح کئی سال گزر گئے کہ ایک دن استاذی المکرّم مولانا محمد قلندر و محدث جلال آبادی علیہ الرحمۃ نے میرا اضطراب دیکھ کر بکمال شفقت فرمایا کہ تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔ موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے۔ وہاں جاؤ اور حضرت میاں جیو صاحب سے ملاقات کرو شاید تمہارا گوہر مقصود تمہیں مل جائے۔ اور تمہاری یہ پریشانی اور اضطرار ختم ہو جائے۔

حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ جب استاذی المکرّم کی زبانی یہ بات سنی تو سوچ میں پڑ گیا کہ کیا کروں۔ آخر بغیر کسی سواری کے پیدل ہی جانب لوہاری چل دیا۔ اور شدت سفر سے حیران و پریشان چلتا رہا۔ یہاں تک کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے مگر دل میں ایک کشش تھی اور کوشش تھی کہ کسی طرح جلدی سے پہنچوں۔ آخر لوہاری پہنچ کر حضرت میاں جی کی خانقاہ میں پہنچا جیسے ہی دور سے جمال باکمال پر نظر پڑی تو پہچان لیا کہ یہ وہی صورت ہے جس کی زیارت خواب میں کی تھی۔ اور میں دیوانہ وار بے ساختگی کے عالم میں آپے سے باہر ہو گیا اور جلدی جلدی قدم اٹھا کر آگے بڑھا اور میاں جی کے قدموں پر گر پڑا۔ حضرت میاں جی نے میرے سر کو اٹھایا اور مجھے اپنے سینے سے لگایا اور بکمال عنایت فرمایا کہ تم کو اپنے خواب پر کامل وثوق و یقین ہے۔ یہ پہلی کرامات تھی جو میاں جیو صاحب کی ظاہر ہوئی تھی۔

چنانچہ دل کو اطمینان و استحکام ملا اور ایک مدت تک جناب میاں جیو صاحب کی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کرتا رہا۔ اور آپ کے دست شفقت پر بیعت سے مشرف ہوا۔ اِس کے کچھ عرصہ بعد حضرت میاں جیو صاحب نے خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر ارشاد فرمایا امداد اللہ کیا چاہتے ہو۔ تسخیر یا کیمیا جس کی رغبت ہو وہ عطا کروں۔ آپ یہ سن کر رونے لگے اور عرض کیا۔ کہ میں نے دنیا کے واسطے آپ کا دامن نہیں پکڑا ہے میں تو صرف خدا کو چاہتا ہوں مجھ کو وہی بس ہے۔

آپ کا یہ جواب سن کر میاں جیو بہت خوش ہوئے اور گلے لگا کر میری اعلیٰ ہمت پر مجھے داد تحسین پیش کیا اور میرے حق میں دعا فرمائی اور مجھے رخصت کر دیا۔

عبادت وریاضت وسیاحت ☆: مرشد کامل کے پاس سے روانہ ہو کر آپ کی طبیعت میں ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ

ماسوائے اللہ ہر چیز اور مخلوق سے نفرت کرنے لگے اور زیادہ تر وقت پنجاب کے جنگلوں میں گزارنے لگے۔ اکثر فاقہ کو سنت رسول اللہ سمجھ کر اختیار فرماتے اور کئی کئی روز تک کچھ نہ کھاتے حتیٰ کہ ہفتہ ہفتہ حلق سے کوئی چیز نیچے نہ اترتی تھی۔ اس حالت میں جو اسرار و عجائبات مکشوف ہوئے وہ بیان سے باہر ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دن بہت بھوک لگی تو میں ایک ایسے دوست کے پاس گیا جو مجھ سے قلبی لگاؤ اور خلوص دل رکھتا تھا۔ اس سے میں نے چند روپے بطور قرض مانگے تو اُس نے باوجود پاس ہونے کے مجھے انکار کر دیا۔ مجھے اس شخص کے اس رویہ سے بہت ملال ہوا۔ مگر چند منٹ کے بعد تجلی ذات خدا نے اظہار فرمایا تو معلوم ہوا کہ یہ فعل تو فاعل حقیقی سے متکون ہوا ہے۔ اس وقت سے خلوص اس دولت کا زیادہ ہوا اور وہ مکدر مبدل بہ لطف ہو گیا۔ اس واقعہ کو چند ماہ گزرے تھے کہ میں مراقبہ میں تھا سیدنا جبرائیل علیہ السلام وسیدنا میکائیل علیہ السلام کو نہایت جلال ملکانی و نہایت جمال نورانی سنبل کاکل سیاہ کندھوں پر ڈالے ہوئے دیکھا اور خود رفتہ ہو گیا جو لذت اس وقت حاصل ہوئی وہ احاطۂ بیان سے باہر ہے۔ اور وہ دونوں تبسم کناں واز دیدۂ نگاہ سے دیکھتے ہوئے اسی طرح چلے گئے اور کچھ نہ کھایا۔

تاجدارِ مدینہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس آؤ☆: ۱۲۶۰ھ میں آپ آقائے نامدار تاجدار مدینہ ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آقا علیہ السلام نے فرمایا امداد اللہ ہمارے پاس آؤ۔ یہ خواب دیکھتے ہی آپ زادراہ کی فکر کئے بغیر مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں ایک گاؤں میں پہنچے تو آپ کے بھائیوں اور ساتھیوں عقیدت مندوں نے برائے زادراہ کچھ نذرانہ پیش کیا۔ جس کو آپ نے بخوشی قبول کیا اور وہاں بذریعہ بحری جہاز آپ ۵ ذی الحج کو پہنچے۔ وہاں سے سیدھے میدان عرفات پہنچ کر جملہ ارکان حج بجالائے۔

مکہ مکرمہ میں آپ نے بہت سے علمائے کرام مشائخ عظام اور عارفین وکاملین سے ملاقاتیں کیں۔ وہاں سے جب مدینہ پاک کی روانگی کا پروگرام بنایا تو احباب نے بتایا کہ راستہ کے حالات ٹھیک نہیں ہیں لہٰذا آپ آگے جانے کا ارادہ ترک کر دیں۔

یہ باتیں سن کر آپ کی طبیعت رنجیدہ ہوئی اور دل میں سوچا کہ اگر مدینہ پاک نہ گیا تو سفر کی تمام محنت رائیگاں چلی جائے گی۔

آپ مکہ معظمہ میں موجود ایک ولی کامل حضرت سید قدرت اللہ شاہ کے پاس حاضر ہو کر اپنا مدعا پیش کیا تو انہوں نے آپ کو تسلی دی اور اپنے چند مرید بدوی آپ کے ساتھ روانہ کئے اور ان سے فرمایا کہ حاجی صاحب کے ساتھ مدینہ شریف جاؤ اور راستے میں نہ ہی ان کو کوئی تکلیف نہ ہی ان کے قلب کو کوئی رنج پہنچے۔ کیونکہ ان کو رنج پہنچنے سے تمہاری عاقبت کی خرابی کا اندیشہ ہے۔

چنانچہ آپ مکہ معظمہ سے مدینہ پاک کی طرف روانہ ہوئے تو دل میں آیا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ درود تنجینا کا کوئی عامل مجھ کو بغیر مانگے اس کی اجازت دے تو بہت ہی اچھا ہو۔ جب آپ مدینہ شریف پہنچے تو دربار رسول اللہ ﷺ میں حاضری دی اور صلوٰۃ وسلام پیش کیا۔ وہاں آپ کی ملاقات مولانا شاہ گل محمد خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی جو کہ مدینہ پاک میں تیس برس سے مجاور روضۂ شریف تھے سے ہوئی تو انہوں نے آپ کو بغیر کسی ذکر کے اجازت درود تنجینا دی۔ اور فرمایا کہ اگر ممکن ہو سکے تو روزانہ ایک ہزار بار و گرنہ تین سو ساٹھ

باراور اگر اتنا بھی نہ ہو سکے تو روزانہ کم از کم اکتالیس بار ضرور پڑھ لیا کرو۔ اور اس میں ناغہ ہرگز نہ ہو۔ قیام مدینہ منورہ کے دوران ایک مراقبہ میں تھے کہ آپ نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ بذات خود بنفس نفیس مزار مقدس سے باہر بصورت حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی کے نکلے اور آپ کے دست مبارک میں عمامہ ہے وہ آپ ﷺ نے میرے سر پر نہایت شفقت و محبت سے رکھ دیا۔ اور کچھ فرمائے بغیر واپس چلے گئے۔

حج بیت اللہ سے وطن کی واپسی ☆: مدینہ منورہ سے آپ دوبارہ پھر مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور وہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد واپس اپنے وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر انڈیا تشریف لائے تو مخلوق خدا آپ کی آمد اور دید کی منتظر تھی۔ سینکڑوں لوگ آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت کے متمنی تھے مگر آپ نے کسی کو بھی بیعت نہ فرمایا۔ آپ اگرچہ متوسل خاندان سے متعلق تھے مگر آپ اپنی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ تمام کی تمام اپنے بھائی کے نام منتقل کرا دی تھی۔ اور گھر بار سے لاتعلق ہو کر تھانہ بھون کی معروف مسجد جو کہ مسجد پیر محمد والی مشہور ہے۔ میں قیام رکھ لیا۔ یہ مسجد صابری سلسلہ کے ایک بہت بڑے ولی کامل حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جن کا مزار تھانہ بھون میں ہی ہے کے نام سے مشہور اور منسوب ہے۔ حاجی صاحب کے قیام کے بعد اس مسجد کی شہرت اور بھی بڑھ گئی۔
آپ کا قلب سلیم الطبع اور زہد و تقویٰ کا حامل تھا۔ اور گمنامی کے ساتھ زندگی گزارنے کی طرف راغب تھے اس لئے آپ نے ہمیشہ اپنے آپ کو چھپایا۔ یہی وجہ تھی کہ علیحدگی اور یکسوئی کو اخفاو کتمان حال کا سبب بنایا۔ مگر بقول شخصے کہ

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اپنے چھپائے سے کب چھپ سکتے تھے۔ خدا کی مخلوق نے جبیں سائی کو فخر سمجھا اور غربا و مساکین اور عوام الناس طالبان حق کی آمد شروع رہی۔ بالآخر مجبوراً آپ نے لوگوں کو بیعت کرنا شروع کر دیا اور اللہ کا نام سیکھنے کے لئے آنے والوں کی دستگیری فرماتے تھے۔ دن بدن طالبان حق کا ہجوم بڑھتا گیا اور آپ بخوشی آنے والے مہمانوں کی ضیافت کرتے رہے۔
جب یہ سلسلہ زور پکڑ گیا اور ہر شخص اس خرچ کو دیکھ کر حیران تھا کہ کون سی غیبی قوت اس کو چلا رہی ہے۔ اس دوران آپ کی بھاوج نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ موروثی جائیداد تو آپ منتقل فرما چکے ہیں اور خود تو توکل پر گزارا فرماتے ہیں۔ پھر اس پر مہمانوں کی کثرت اور نو وارد مسافروں کی زیادتی اگرچہ آپ کو محسوس نہیں ہو رہی مگر میری غیرت تقاضہ نہیں کرتی کہ اس خدمت سے چشم پوشی کروں۔ اس لئے آپ کے جتنے مہمان آئیں گے ان کا دونوں وقت کا کھانا میرے گھر سے آیا کرے گا۔ آپ نے پہلے تو اپنی بھاوج کو یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ نہیں یہ میرے مہمان ہیں ان کی خدمت کا مجھ پر ہی حق ہے۔ مگر جب بھاوج نے زیادہ مجبور کیا تو ان کے اخلاص کے سبب ان کی درخواست کو قبول فرما لیا اور اس روز سے مہمانوں کا کھانا دونوں وقت گھر سے آنے لگا۔ اور آپ کی بھاوج کا حسن اعتقاد اور مخلصانہ برتاؤ تھا کہ مہمانوں کا کھانا خود پکاتی تھیں اور کسی مہمان کے بے وقت آنے سے کبھی تنگ دل نہ ہوتی تھیں۔

خواجہ غریب نواز کی غریب نوازی ☆: آپ بذات خود فرماتے ہیں کہ جب میں پہلے پہلے مکہ معظمہ آیا تو تنگدستی کا

یہ عالم کہ اکثر فاقوں پر نوبت آ جاتی تھی۔ میں نے اللہ کریم کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ امتحان دے سکوں۔ اسی دوران ایک رات حضرت خواجہ خواجگان خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ لاکھوں روپیہ کا خرچ تمہارے ہاتھوں مقرر ہوگا۔ میں نے عرض کیا حضور میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ غریب نواز نے ہنس کر فرمایا کہ تمہاری حاجت بند نہیں رہے گی (یعنی تمہاری ہر حاجت جب چاہو گے پوری ہوگی) اس وقت سے ماہانہ خرچ سو روپے ماہوار متواتر خزانہ غیبی سے مل رہا ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ فاروقی النسب، حنفی المذہب، حقیقت آگاہ، معرفت دستگاہ اور علوم ظاہریہ و باطنیہ کی دولت سے مالا مال اور صاحب کشف و کرامت و استقامت بزرگ گزرے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ آپ کی ذات والا صفات کے دست حق پرست پر صرف آٹھ صد علمائے کرام نے شرف بیعت حاصل کیا ہے۔ آپ نے تمام زندگی یاد خدا میں بسر کی دنیا اور اہل دنیا سے آپ کو کوئی غرض نہ تھی۔ وقت کے بڑے بڑے تاجروں نے آپ کی قدم بوسی کی۔ آپ سنت رسول اللہ ﷺ کے متبع اور بلند اخلاق نیک سیرت باکردار عبادت گزار پابند تہجد اور صوم و صلوٰۃ ہونے کے علاوہ ایک بہترین مبلغ بھی تھے۔ آپ کے زمانہ میں آپ کی نظیر کا کوئی بزرگ نہ تھا بڑے بڑے علماء اور مشائخ نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ پوری دنیا میں آپ کے مریدین خلفا کی ایک بہت طویل فہرست موجود ہے۔ جن کا احاطہ کرنا عام حالات میں مشکل ہے۔ صرف عرب ممالک میں حضرت حاجی صاحب کے خلفاء کی تعداد ۵۳ ہے جبکہ برصغیر کے خلفاء کی تعداد کا علم نہیں ہو سکا۔ بارہویں اور تیرھویں صدی کے آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم مبلغ اور مجدد ہو گزرے ہیں۔ آپ کی بدولت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو پوری دنیا میں چار چاند لگے ہیں۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے خلفائے نامدار میں حضرت سید محمد وارث حسن شاہ چشتی صابریؒ اپنے دور کے عظیم شیخ طریقت ہوئے ہیں آپ کا وصال ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار ٹیلہ لکھنؤ انڈیا میں ہے۔ ان کے مرید و خلیفہ حضرت ذوقی شاہ صاحب "سرِ دلبراں" ہوئے ہیں۔

حاجی صاحب کے دوسرے خلیفہ حضرت سید محمد افضل بخاری چشتی صابریؒ ہوئے ہیں جن کا مزار آگرہ میں ہے تیسرے خلیفہ حضرت مولانا مجیب الدین چشتی صابریؒ ہوئے جو کہ افغانستان کے رہنے والے تھے۔ حضور مخدوم پاک کے حکم سے حاجی صاحب کے مرید ہوئے اور خلافت پائی مکہ مکرمہ میں ہی وصال ہوا۔ چوتھے خلیفہ مولانا عبداللہ انصاری انبہٹوی چشتی صابری ہوئے انبہٹہ میں ہی ان کا وصال ہوا۔ پانچویں خلیفہ مولانا عبدالسمیع رامپوری چشتی صابریؒ ہوئے جو کہ جامع علوم و فنون اور اپنے مرشد کے حکم کے پورے پابند اور فرمانبردار تھے تمام عمر اشاعت علوم دینیہ میں گزاری۔ نعت لکھنے کا ذوق اور میلاد شریف سننے کا شوق تھا۔ رسول کریم ﷺ کے سچے عاشق اور غلام تھے۔ چھٹے خلیفہ حضرت مولانا شاہ محمد حسین اللہ آبادی تھے جن کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔ اجمیر شریف میں محفل سماع سنتے ہوئے وصال باکمال ہوا۔ وہیں مدفون ہیں۔ ان کے بعد ان کے جانشین و خلیفہ ان کے صاحبزادے جناب مولانا ولایت حسین چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ ہوئے۔

ساتویں خلیفہ مولوی رشید احمد گنگوہی چشتی صابری دیوبندی آٹھویں مرید و خلیفہ اشرف علی تھانوی ہوئے۔ نویں خلیفہ مولوی محمد قاسم نانوتوی چشتی صابری بانی مدرسہ دیوبند تھے۔ ان کے علاوہ شمالی علاقہ جات ہنزہ گلگت کے معروف روحانی بزرگ سید عبدالمعبود شاہ گیلانی صابری جن کا ۱۹۸۵ء میں اسلام آباد پاکستان میں ۱۶۳ برس کی عمر شریف میں وصال ہوا ہے وہ بھی آپ کے اعاظم خلفا میں سے تھے۔ ان کے علاوہ حاجی صاحب کے لاتعداد خلفاء ہوئے جس سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو بہت فروغ ملا۔

آپ کے ایک خلیفہ حضرت مولانا احمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ تھے جو کہ آپ کے ہم خیال اور راسخ العقیدہ تھے۔ علمائے دیوبند کے چند حضرات نے عقائد کے معاملہ میں آپ سے اختلاف برتے رکھا جس کے جواب میں حضرت حاجی صاحب نے خود بھی فیصلہ ہفت مسئلہ جیسی کتاب لکھ کر اُن کے نظریات کی تردید کی اس کے علاوہ براہین قاطعہ کے جواب میں انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ مولانا عبدالسمیع رامپوری صابری سے لکھوا کر مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۴۶ھ میں شائع کرائی۔

خواجہ گولڑوی کی حاجی صاحب سے ملاقات ☆: ایک مرتبہ حضرت تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی علیہ الرحمۃ حج کے لئے تشریف لے گئے تو قیام مکہ معظمہ کے دوران انہوں نے حضرت مولانا محمد غازی مدرّس مدرسہ صولیہ سعودی عرب کو ہمراہ لیا اور ملاقات کی غرض سے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے تو وہاں پر حاجی صاحب مسئلہ وحدت الوجود پر درس دے رہے تھے کہ کسی طالب علم نے سوال کیا کہ مولانا روم تو وحدت الوجود کے قائل ہیں جہاں دوئی کا تصور ہی نہیں۔ پھر یہ وصل کی تمنا چہ معنی دارد؟ حضرت حاجی صاحب نے اس کی بات کے کچھ جوابات دیئے مگر اس کی تسلی نہ ہو سکی۔ تو پھر تاجدار گولڑہ نے مداخلت کرتے ہوئے عرض کیا حضرت اگر حکم ہو تو اس کے سوال کا منشا عرض کر دوں۔

آپ نے فرمایا کیا مضائقہ ہے۔ اس پر خواجہ گولڑوی نے ایک مستقل اور مضبوط تقریر کی۔ جس سے حاجی صاحب کو وجد ہو گیا اور بے حد رقت طاری ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو کمرہ کے اندر تشریف لے گئے اور دستار خلافت لا کر آپ کے سر پر باندھی اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو اس کی چنداں حاجت نہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ کی وجہ سے شمالی ہند میں میرے سلسلے کی بھی ترویج ہو۔

اس پر حضرت خواجہ گولڑوی نے عرض کیا حضرت آپ کی عنایت کا شکریہ۔ حضرت خواجہ گولڑوی فرماتے ہیں کہ جب میں حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُس وقت ہندوستان کے چار مشہور علماء بھی حاضر درس تھے۔ میری تقریر اور حاجی صاحب کی جوابی مہربانی کو انہوں نے کچھ محسوس کیا اور مجھ سے ایک منطقی سوال پوچھا۔ میں نے کہا میاں یہاں تو ایک باخدا انسان کی مجلس ہے یہاں سے کچھ حاصل کرنا چاہیے۔

یہ مناظرہ کا مقام نہیں۔ اگر آپ حضرات کو مناظرہ کا اتنا ہی شوق ہے تو فلاں مقام پر آ کر مجھ سے گفتگو کیجیے گا۔ اور اگر میرے پاس آنا مناسب نہ سمجھیں تو میں خود آپ کے مقام پر حاضر ہو جاؤں گا۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ حضرت تاجدار گولڑہ فرماتے ہیں کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مجھے مکہ مکرمہ میں رہائش اختیار کرنے کا خیال پیدا ہو گیا۔ مگر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

نے ارشاد فرمایا کہ پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا جس کا سدباب صرف آپ ہی کی ذات سے متعلق ہے۔

اگر اس وقت آپ محض اپنے گھر میں خاموش ہی بیٹھے رہے تو بھی علمائے عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے۔ اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا۔ حضرت خواجہ گولڑوی واپس اپنے وطن تشریف لائے۔ اس کے بعد فوراً ہی مرزائیت کا فتنہ کھڑا ہو گیا۔ تب آپ کے علم میں آیا کہ حاجی صاحب کی بات سے کیا مراد تھی کہ پنجاب میں فتنہ کھڑا ہوگا اور وہ یہی ہے۔

کشف و کرامات ☆: مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ''ارواح ثلاثہ'' میں لکھتے ہیں کہ ایک آزاد شخص تھا نماز بھی نہ پڑھتا تھا۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضرت اعمال کی تو ہمت نہیں اگر آزاد رکھا جائے تو بیعت ہوتا ہوں۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ ایک تو نماز نہ پڑھوں گا دوسرا یہ کہ ناچ بھی دیکھوں گا۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی تمام شرطیں مان لیں اور بیعت کر لیا۔ اور فرمایا کہ ہماری بھی ایک شرط ہے کہ ہم تھوڑا سا ذکر بتا دیں گے اس کو کر لیا کرنا۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ اس ذکر کا ان پر یہ اثر ہوا کہ جب نماز کا وقت آیا تو دفعتاً بدن میں خارش شروع ہو جاتی۔ اب جو بھی تدبیر کرتے مگر افاقہ کچھ نہیں ہوتا۔ کہیں چنبیلی کا تیل استعمال کر رہے ہیں کہیں کچھ اور تدبیر، مگر آرام کی کوئی صورت نہیں۔ بلکہ جس قدر علاج کیا جاتا اتنا ہی مرض بڑھتا چلا جاتا۔

جب ان کے دل میں خیال آیا کہ ٹھنڈے پانی سے ہاتھ منہ دھو کر دیکھوں۔ جب دھو چکے پھر خیال آیا کہ سب اعضا تو دھل گئے۔ لاؤ مسح بھی کر لو۔ اس نے وضو مکمل کیا ہی تھا کہ خارش آدھی رہ گئی پھر دل میں خیال آیا کہ چلو وضو تو ہے ہی نماز ہی کیوں نہ پڑھ لی جائے۔ کوئی یہ شرط تو نہیں تھی کہ بالکل ہی نہیں پڑھوں گا۔

بس اس نے نماز پڑھنی شروع کی خارش ختم ہونا شروع ہو گئی۔ پھر تو پانچوں وقت نماز کے وقت خارش ہوتی وہ وضو کر کے نماز پڑھتا آرام آ جاتا تھا۔ اب سمجھے کہ حضرت حاجی صاحب نے نماز پڑھوانے کے لئے پہرہ لگا دیا ہے۔ پھر اس کے بعد پکے نمازی ہو گئے۔

جب مکمل نماز کے عادی ہو گئے تو پھر دل میں خیال آیا کہ پانچوں وقت خدا کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے۔ کس منہ سے ناچ گانا دیکھتا۔ اس کے بعد وہ بھی چھوٹ گیا۔ اس کے بعد خدا نے اس کی حالت بہتر کر دی کہ نماز تہجد اور اشراق وغیرہ اور دیگر نوافل بھی پڑھتے رہے۔

کرامت نمبر ۲ ☆: لاوڑ ضلع میرٹھ کے رہنے والے ایک شخص کا معمول تھا کہ جو بکری کا بچہ پیدا ہوتا اس کی اُون کتر والیتا تھا۔ اس طرح اُس نے بہت سی اون جمع کر کے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کے لئے کملی بنوائی حالانکہ وہ آدمی کبھی آپ سے نہ ملا تھا نہ ہی اُس نے کسی بھی طرح آپ کی زیارت کی تھی۔ یہ کہتا ہے کہ میں آپ کا نام سن کر غائبانہ طور پر مستفید تھا۔

جب میں حج کے لئے گیا تو اس کملی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ کہ ناگاہ ہمارا جہاز طغیانی میں گھر گیا اور جہاز میں ایک شور برپا ہو گیا۔ میں چھتری پر تھا۔ وہاں سے اتر کر تنق کی جالیوں نے کمر لگا کر اور منہ لپیٹ کر ڈوبنے کے لئے بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں سمجھ گیا تھا کہ تھوڑی دیر میں جہاز ڈوب جائے گا اور ہم موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔ اسی اثناء میں مجھ پر غفلت طاری ہوئی میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ نیند تھی یا

غم کی بدحواسی۔ اسی غفلت میں کسی شخص نے مجھ سے کہا اے فلانے اٹھو اور پریشان مت ہو۔ ہوا موافق ہو گئی ہے۔

کچھ دیر میں جہاز طغیانی سے نکل جائے گا۔ اور میرا نام امداد اللہ ہے۔ مجھے میری کملی دو۔ میں نے گھبرا کر کملی دینا چاہی اس گھبراہٹ میں میری آنکھ کھل گئی اور میں نے لوگوں سے کہہ دیا کہ مطمئن ہو جاؤ جہاز ڈوبے گا نہیں۔ اس کے بعد میں نے لوگوں سے پوچھا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو جانتا ہو۔ مگر کسی نے اقرار نہیں کیا۔ آخر جہاز طغیانی سے نکل آیا اور ہم مکہ شریف پہنچ گئے۔

میں نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے حاجی صاحب کے بارے میں کوئی نہ بتانا میں خود پہچان لوں گا۔ جب میں مکہ شریف میں طواف قدوم کر رہا تھا تو میں نے حاجی صاحب کو مالکی مصلیٰ کے قریب کھڑے دیکھا اور دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کیونکہ ان کی شکل اور لباس وہی تھا۔ جو میں نے جہاز میں خواب کے دوران دیکھا تھا۔ صرف فرق اتنا تھا کہ جب میں نے جہاز میں دیکھا تو اس وقت آپ لنگی باندھے ہوئے تھے۔ اور پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ میں نے نہیں سمجھا کہ اتنا فرق کیوں تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ طواف سے فارغ ہو کر حاجی صاحب سے ملا اور کملی پیش کی اور جہاز کا قصہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ بھائی مجھے تو خبر بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے کسی بندے کی صورت سے کام لے لیتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ مرض وفات میں آپ پر استغراق کا غلبہ طاری تھا۔ جب افاقہ ہوتا تو عشقیہ اشعار پڑھنے لگتے تھے۔ جس سے سامعین بہت زیادہ محظوظ ہوتے تھے اور خاص کر یہ مصرع تکرار کے ساتھ پڑھتے تھے:

یہ منزل عشق ہے اس میں آئے جس کا جی چاہے

وصال باکمال سے قبل آپ نے مولوی اسماعیل صاحب بن ملا نواب صاحب کو جو بذات خود ایک شیخ طریقت ہیں اور حضرت سے ان کو بہت اُنس تھا۔

یہ وصیت فرمائی کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے جنازے کے ساتھ ذکر جہر ہو۔ انہوں نے کہا مناسب نہیں۔ آپ نے حسب عادت فرمایا اچھا جیسے مرضی ہو۔ غرض جب جنازہ لے کر چلے تو ایک عرب بولا **اذکر اللہ** اس کے بعد جنازہ کے سب ہمراہیوں نے ذکر جہر شروع کر دیا۔

آپ کا وصال باکمال بارہ یا تیرہ جمادی الآخر ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۲ء صبح فجر کی اذان کے وقت بروز بدھ بعمر چوراسی سال تین مہینے بیس روز کی عمر میں ہوا۔ مزار پُر انوار جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ میں حضرت مولوی رحمت اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے پہلو میں موجود اور مرجع خاص و عام ہے۔ فقیر راقم السطور نے بھی آپ کے مزار پُر انوار پر حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔

حضرت میاں اللہ بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مجمع الحسنات، مجسمہ کمالات وفیوض و برکات حضرت میاں اللہ بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مشائخ کبار سے ہیں آپ حضرت شیخ فیض بخش چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ اپنے مرشد کامل کے تمام کمالات وحسنات کے حامل تھے۔ ساری عمر دین اسلام کی تبلیغ واشاعت اور درس وتدریس میں گزاری۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فروغ کیلئے بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ کا شجرہ طریقت اس طرح ہے۔ میاں اللہ بخش چشتی صابری مرید وخلیفہ شیخ فیض بخش مرید وخلیفہ حضرت شیخ حیدر شاہ مرید وخلیفہ شیخ خیر الدین شاہ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری کے وہ مرید وخلیفہ شیخ محمد صدیق لاہوری چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ محمد عارف لاہوری کے وہ مرید و خلیفہ شیخ عبدالخالق چشتی صابری لاہوری کے وہ مرید وخلیفہ تھے شیخ جان اللہ لاہوری چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ نظام الدین بلخی صابری کے تھے۔

آپ کے مرشد کا وصال بھی نعت سماعت کرتے ہوئے ہوا تھا۔ آپ نے بھی آخری وقت اپنے مرشد کی مکمل سنت ادا کرتے ہوئے حافظ قادر بخش نعت خوان کو بلایا اور وہی نعت سنی جو آپ کے پیرومرشد نے سنی تھی۔ نعت خوان جب ان اشعار پر پہنچا تو آپ کا وصال ہو گیا تھا اشعار درج ذیل ہیں:

منم خاک در کوئے محمد — اسیر حلقہ موئے محمد ﷺ
قتیل نوک شمشیر نگاہش — شہید تیغ ابروئے محمد ﷺ

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۵ شوال ۱۳۱۱ھ بمطابق ۱۸۹۳ء میں ہوا۔

مزار پُرانوار غازی علم دین شہید کے مزار کے بالمقابل قبرستان میانی صاحب لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے خلیفہ اکبر حضرت سائیں خیر دین چشتی صابری علیہ الرحمۃ ہوئے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالرحمٰن خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مظہر نامہ کمال انسانی، عارف ربانی، مرشد لاثانی حضرت شاہ عبدالرحمٰن صاحب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بقیۃ السلف ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۳۸ء کے لگ بھگ مراد آباد انڈیا میں معروف صوفی بزرگ جناب محمد نور خان صاحب کے گھر ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی جناب محمد نور خان اور اپنے بڑے بھائی شیخ العصر حضرت شاہ عبدالرحیم مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے مکمل کی۔ اس کے بعد دینی و دنیاوی علوم کے حصول کے لئے مختلف مکتب و مدارس میں اپنے وقت کے بہترین مایہ ناز اساتذہ سے اکتساب کرتے رہے۔

آپ کو عربی، فارسی، انگریزی، اردو زبان پر خصوصی دستگاہ حاصل تھی۔ آپ اپنے ہمعصر دوستوں سے فارسی میں خط و کتابت کرتے تھے۔ اوائل عمر میں آپ کافی عرصہ تک ریاست جے پور میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس تعینات رہے۔ پھر استعفیٰ دے کر واپس مراد آباد تشریف لا کر ویکسینیشن انسپکٹر تعینات ہوئے۔ باوجود اس مرتبہ و جاہ حشمت کے آپ کو تصوف سے خصوصی لگاؤ تھا۔ اور اپنے بزرگوں کے طریقت پر کاربند رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ ہمہ وقت یاد خدا اور ذکر و فکر میں مست و مستغرق رہتے تھے۔ عبادت و ریاضت اور فرائض کے علاوہ سنت و نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ اپنے بڑے بھائی شیخ العصر حضرت شاہ عبدالرحیم مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی درگاہ عالیہ چشتیہ صابریہ کا سجادہ اور اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا۔ آپ اپنے برادر بزرگوار اور شیخ طریقت کے وصال باکمال کے بعد سات برس تک سجادگی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اپنے دور سجادگی میں بہترین طریقہ سے خانقاہ عالیہ کا انتظام و انصرام چلایا۔ اور بڑی دھوم دھام سے ہر سال اپنے بزرگوں کا عرس منعقد کرتے رہے۔ اور مخلوق کی رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۶ء کو مراد آباد میں ہے۔ مزار پُر انوار خانقاہ عالیہ چشتیہ صابریہ عالیہ مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ نے اپنی حیات میں ہی اپنے صاحبزادہ شاہ عزیز الرحمٰن کو سجادہ نشین درگاہ عالیہ مقرر فرمایا۔ دیگر دو پسران محمد حسین خان و شاہ احمد حسن خان صابری بھی تھے۔ اور تینوں صاحبزادے باکمال اور صاحب جمال ہوئے۔

حضرت سید چراغ علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العارفین، برھان الواصلین، قدوۃ السالکین، دلیل الکاملین، فخر السادات حضرت پیر سید چراغ علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان ہدایت ہوئے ہیں۔

آپ کے آباؤ اجداد سبزوار کے رہنے والے تھے ۱۷۰۶ء میں میر عالم سبزوار سے لاہور بعہد اورنگزیب عالمگیر آئے تھے اور کچھ عرصہ کے بعد واپس چلے گئے۔ دوسری مرتبہ ۱۷۰۹ء میں بمعہ اہل وعیال تشریف لائے اور پھر لاہور ہی کے ہو کے رہ گئے۔ یہ زمانہ بہادر شاہ اول کا تھا۔ بادشاہ نے آپ کو اپنا ذاتی معالج مقرر کیا ہوا تھا۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے کہ سید چراغ علی شاہ حکیم بن سید احمد شاہ بن میر قمر علی المشہور میر شاھین بن میر جیا بن میر عالم شاہ جو کہ پینتیس واسطوں سے حضرت امیر المومنین مولائے کائنات مشکل کشا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا کر ملتا ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت میاں غلام مصطفیٰ وزیر آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ حضرت صوفی میاں غلام مصطفیٰ چشتی صابری مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ اللہ دتہ شیخ صابری کے وہ مرید وخلیفہ شیخ کریم الدین کے وہ مرید وخلیفہ شیخ محمد غوث کے وہ مرید وخلیفہ شیخ قادر بخش کے وہ مرید وخلیفہ حامد شاہ کے وہ مرید وخلیفہ شیخ محمد صدیق لاہوری کے وہ مرید وخلیفہ شیخ محمد عارف صابری کے وہ مرید وخلیفہ شیخ عبدالخالق کے وہ مرید وخلیفہ شیخ جان اللہ لاہوری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ خواجہ نظام الدین بلخی چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے تھے۔

سیرت وکردار ☆: آپ نہایت ہی خوش مزاج خوش طبیعت اور بہت ہی خلیق اور مہربان طبیعت کے مالک تھے۔ اللہ کریم نے آپ کو ظاہری باطنی حسن سے مالا مال کیا ہوا تھا علم حکمت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کو بقراط ثانی لکھا ہے۔

عبادت وریاضت مجاہدہ وسلوک میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ وصال سے بارہ برس قبل ہی کھانا ترک کر دیا تھا۔ ترک وتجرید وتفرید آپ کی طبیعت کا خاصہ بن چکا تھا۔

آپ کے دور کے بڑے بڑے نامور علماء اور مشائخ اور امرأ آپ کے پاس تشریف لاتے جن میں سید سردار شاہ گیلانی

المعروف شاہ سردار جھنڈے والے سید نظام الدین المعروف حضرت نظام الدین بودیاں والے گیلانی، مولوی احمد بخش چشتی یکدل، مولوی نور احمد چشتی مصنف تحقیقات چشتی اور سائیں شاہ حسین چشتی جن کو لاہور میں میٹھی کھچڑی مشہور ہے آپ سے خاص میل میلاپ رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی جب بھی لاہور تشریف لاتے تو آپ کے پاس ہی ٹھہرتے تھے۔ حضرت حاجی محمد رمضان خلیفہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی بھی ملاقات کیلئے حاضر ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ مسٹر رابرٹ منٹگمری لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اکثر و بیشتر آپ کی خدمت میں قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا کرتا تھا۔

معمولات خاص ☆: اپنے اوراد و وظائف عبادت و ریاضت کے معمولات کے علاوہ آپ کے معمولات میں خاص طور پر یہ بات شامل تھی کہ آپ نماز تہجد کے بعد حضرت میاں میر قادری علیہ الرحمۃ کے دربار گوہر بار میں حاضری دیتے نماز فجر وہاں ادا فرما کر قرب و جوار کے میدانوں میں سیر فرماتے تھے۔ نماز ظہر مسجد اندرون مزار حضرت میاں میر پر ادا فرماتے نماز عصر حضرت شاہ محمد غوث بیرون دہلی دروازہ میں ادا فرماتے نماز مغرب جامع مسجد وزیر خان میں ادا فرماتے اور حضرت شاہ محمد اسحاق المعروف میراں بادشاہ کے مزار پر فاتحہ پڑھتے اور نماز عشاء تک یہیں قیام فرماتے تھے۔

صاحبزادگان ☆: اللہ کریم نے آپ کو اپنی قدرت کاملہ سے تین صاحبزادے عنایت فرمائے بڑے صاحبزادے سید حاکم علی شاہ سجادہ مقرر ہوئے۔ آپ کا وصال با کمال ۱۸۹۸ء بمطابق ۱۳۱۶ھ بروز اتوار کو ہوا۔ مزار احاطہ سید چراغ شاہ واقع قبرستان میانی لاہور صاحب جو کہ آپ نے مقامی زمینداروں سے جگہ خرید کر اپنے خاندان کے لئے الگ بنایا تھا میں مرجع خاص و عام ہے۔

موجودہ پتہ لٹن روڈ سے دل افروز سٹریٹ نمبر ۹ جو قبرستان میانی صاحب کو نکلتی ہے۔ اس کے رہائشی مکانات کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد تھوڑی دور آگے جا کر برلب سڑک پختہ پر دائیں طرف باغیچی و احاطہ سید چراغ شاہ چشتی صابری سبزواری کا موجود ہے۔

مزار پُر انوار پختہ اور سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے۔ نواب غلام علی نے قطعہ تاریخ لکھی ہے۔

بزرگ نیک طینت سید پاک ‏ ‏ ‏ زد نیا رفت در کنج محمد خفت
زیں فوتش ملک از روی الطاف ‏ ‏ ‏ مکانش جنت الاعلیٰ سید گفت
۱۳۱۶ھ

حضرت محمد صابر علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حضرت محمد صابر علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ عمدۃ السالکین زبدۃ العارفین ہیں۔ آپ نے پہلے قرآن کریم تجوید کے ساتھ حفظ کیا تھا۔ آپ نہایت خوش الحان تھے۔ قرأت اور ترتیل سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ اُس کے بعد علوم دینیہ کی تعلیم کے واسطے دہلی پہنچے۔ نصف تعلیم حاصل کر چکے تھے کہ غدر ہو گیا۔ اور آپ وطن واپس آ گئے دہلی کے قیام کے دوران حافظ مجذوب صاحبؒ جو صاحب خدمت دہلی مانے جاتے تھے۔ آپ کے پاس آتے اور نظر شفقت سے دیکھتے تھے کیونکہ اس زمانہ میں آپ کے اوقات وظائف واوراد سے منضبط تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت میانجی کریم بخش صاحب رامپوری کے مرید وخلیفہ ہیں۔

سیرت وکردار ☆: آپ ہر وقت عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ کوئی وقت قرأت وقرآن شریف اور درود شریف اور اذکار واشغال سے خالی نہیں جاتا تھا۔ آپ نے برادری کی تقریبات میں جانا بالکل بند کر رکھا تھا۔ تمام عمر کبھی کسی نے نہیں دیکھا ہوگا کہ بلاضرورت کسی دنیادار کے پاس گئے ہوں۔ باوجود عیال واطفال زیادہ ہونے کے اور اجلا خرچ ہونے کے دنیا کی فکر میں خلوت خانہ سے باہر جانا پسند نہیں کیا۔ ہمیشہ متوکل اور خوش رہے علمی استعداد فارسی کے علاوہ عربی میں بہت اچھی تھی۔ علوم دینیہ سے بقدر ضرورت ماہر تھے تمام امور میں اتباع شریعت کو مقدم سمجھتے تھے۔ عام محفل سماع میں شریک نہ ہوتے تھے۔ ہاں اگر خلوت میں مع لحاظ شرائط کے سماع ہوتا تب اُس کو بہت ہی اچھا اور نہایت مفید خیال فرماتے تھے۔

کشف وکرامت ☆: مولانا مشتاق احمد صاحب انبہٹوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ محمد علی چشتی صابری کے وصال کے ۱۵ مہینے بعد مولوی سید ستار حسین صاحب منگلوری رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت حافظ صاحب کے رفص الخواص خدام میں سے تھے۔ حضرت کا مزار مقدس پختہ بنوانا چاہا۔ لحد کے قریب سے بنیاد کی دیوار اٹھانا چاہی تاکہ آئندہ نقصان نہ پہنچے چنانچہ بنیاد کھودی جارہی تھی کہ لحد کھل گئی۔ کیا دیکھا کہ حضرت پیرومرشد حافظ محمد صابر علی صاحب کا کفن بھی اس پندرہ مہینے کے عرصہ میں میلا نہ ہوا۔ بلکہ بدستور سفید ہے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ عجیب کیفیت ہے۔ اور تصدیق کہ حضرت اولیاء اللہ سے ہیں۔ فالحمد اللہ ثم الحمد اللہ علی ذالک۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۸۹۸ء شب جمعہ کو ہوا۔ مزار شریف رامپور میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت صدق شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آئینہ جلال و جمال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، معدن گنجینہ علوم لدنی حضرت صدق شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ دریائے گوہر وفضل وکمال ہیں۔ آپ موضع سلہریاں کلاں تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا کے ایک معزز خاندان راجپوت قوم کی گوت منڈے کے چشم و چراغ ہیں۔ بچپن سے ہی مزاج شریف میں سیاحت کا ذوق وشوق تھا۔ تمام عمر ازدواجی رشتہ سے علیحدہ رہے۔ بلکہ مجرد زندگی گزاری۔ آپ نے تمام عمر اپنے مرشد کامل حضرت سائیں رحمت شاہ جو کہ قوم گجر سے تعلق رکھتے تھے کے ساتھ گزاری۔ ہمہ وقت مرشد کامل کی خدمت میں مصروف رہ کر دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ کے مرشد کامل موضع گورسیاں متصل دریائے بیاس (کاہنواں) ضلع گورداسپور کے نزدیک قیام پذیر تھے۔ وہاں پر باقاعدہ دربار بنا ہوا تھا جو کہ ان کے ایک مرید سید چراغ علی شاہ کی ملکیتی زمین تھی انہوں نے باقاعدہ دربار شریف کے نام وقف کردی تھی۔ سید چراغ شاہ کا وصال ۱۹۰۸ء میں ہو گیا تھا۔ جن کو وہیں دفن کیا گیا۔ اس کے علاوہ دربار شریف کے نام دس ایکڑ اراضی بھی تھی۔ وہیں پر آپ کے پیر ومرشد کا مزار پُر انوار بھی بنا۔ آپ کا شجرہ طریقت اس طرح ہے کہ حضرت صدق شاہ مرید وخلیفہ سائیں رحمت شاہ جو مرید وخلیفہ ہیں پیر بہادر شاہ ٹھسکہ والوں کے وہ مرید وخلیفہ نور علی شاہ کے وہ مرید وخلیفہ پیر محمد عمر شاہ کے وہ مرید وخلیفہ پیر عبداللہ شاہ چشتی صابریؔ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت سید محمد سعید کاظمی المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؔ علیہم الرضوان والغفر ان کے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۸۹۸ء بمطابق ۱۳۱۶ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار مرشد کے دربار کے ایک طرف کونے میں موضع گورسیاں متصل دریائے بیاس (کاہنواں) ضلع گورداسپور انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حافظ القرآن، عالم باعمل، شیخ یگانہ، عارف زمانہ، حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ عظیم مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت کمیٹی محلہ گنج شہر ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا کے مغل گھرانے میں تقریباً ۱۲۳۲ھ کو ہوئی۔ والدین چونکہ شروع ہی سے پابند صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نیک ومتقی تھے۔ گھر کے مذہبی ماحول کے پیش نظر سکول کی بجائے آپ کی تعلیم کا آغاز مسجد و مدرسہ سے ہوا۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اس کے بعد تجوید وقرأت اور عربی اور فارسی میں خاصی دسترس حاصل کی۔ بعض عربی کتابیں آپ کو مکمل طور پر حفظ تھیں۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلند پایہ تصنیف ''مرآۃ العارفین'' آپ نے اپنے مرید وخلیفہ حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری کے لئے آپ نے زبانی تحریر کروائی تھی۔

بیعت وخلافت ☆: علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ کو تلاش حق کی جستجو ہوئی تو آپ ٹانڈہ میں حضرت امیر شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو حضرت خواجہ محمد افضل چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد تکمیل مجاہدات کے انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللہ پر عمل پیرا تھے۔ اپنے اہل وعیال کے گزر اوقات کے لئے محنت و مشقت فرما کر پیٹ پالتے اور ہمہ وقت یادالٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ عبادت وریاضت میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ بارہ برس تک روزانہ اپنے گھر کمیٹی محلہ گنج شہر سے بیس میل دور اپنے پیرومرشد کی خدمت میں ٹانڈہ تشریف لے جاتے اس دوران تلاوت قرآن مجید آپ کا معمول تھا۔ گھر سے نکل کر مرشد کے آستانے تک بیس میل کے سفر کے دوران آپ ایک قرآن مجید مکمل ختم فرماتے۔ اسی طرح مرشد کے آستانے سے واپسی پر اپنے گھر پہنچنے تک پورا قرآن ختم فرماتے تھے۔ اس طرح آپ روزانہ دو قرآن مجید ختم فرما لیتے تھے۔

ٹانڈہ سے جب آمدورفت کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ رات کو روزانہ جھڑی بابا فرید جو کہ ہوشیار پور شہر سے شمال کی جانب ایک گھنے جنگل میں تشریف لے جا کر (جہاں بابا جی چلہ کر رہے تھے) میں تشریف لے جا کر عبادت وریاضت کرتے تھے۔

اولاد وامجاد وخلفائے کرام ☆: آپ کے دو خلیفہ ہیں اول۔ حضرت خواجہ دیوان محمد صابری دوسرے خلیفہ شیخ برکت علی

ہوشیار پوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ ہیں۔آپ کے دو صاحبزادے ہیں اول بڑے صاحبزادے میاں فخر الدین جو کہ محکمہ ریلوے میں ملازم تھے۔قیام پاکستان کے بعد گوجرانوالہ آ گئے اور ۱۹۸۰ء میں گوجرانوالہ میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔دوسرے صاحبزادے میاں دولت علی قیام پاکستان کے بعد پہلے گوجرانوالہ میں تشریف لائے بعد ازاں قلعہ دیدار سنگھ چلے گئے وہاں سے غلام محمد آباد کوارٹر کالونی فیصل آباد آ کر مقیم ہوئے وہیں ۲۵ رمضان ۱۳۷۹ھ کو وصال ہوا۔

کشف و کرامات ☆: ایک دفعہ ایک فوجی پنشنر جو قوم سے راجپوت تھا۔اُس کے دل میں والی کون و مکان سرکار دو عالم ﷺ کی محبت موجزن تھی۔وہ بے قرار حالت میں بوقت شب ہاتھ میں ڈنڈا لئے جنگل میں سرگرداں پھرتا رہتا تھا۔اگر کوئی شخص راستے میں دکھائی دیتا تو گرجدار آواز میں پوچھتا کہ تم کون ہو؟ اگر کسی نے کسی نفسی سے کام لیتے ہوئے کہہ دیا میں فقیر منش آدمی ہوں۔ اس کے بعد وہ دوسرا سوال فوراً کر دیتا کہ اگر فقیر ہے تو مجھے سرکار دو عالم کے حضور پہنچا دو۔وہ اگر ایسا کرنے میں عاجزی ظاہر کرتا تو وہ اُس کے سر میں اس زور سے ڈنڈا مارتا کہ وہ مر جاتا۔

ایک دن اس کی قسمت کا ستارہ چمکا کسی شخص نے اسے بتایا کہ ہوشیار پور میں ایک بحر بیکراں ہستی جن کا نام حضرت خواجہ کرم بخش چشتی صابری ہے لیکن انہوں نے اپنے آپ کو عام لوگوں سے مخفی رکھا ہوا ہے۔ان سے ملاقات کا طریقہ یہ ہے کہ وہ رات کے وقت جھڑی بابا فرید گنج شکر میں عبادت کے لئے جاتے ہیں اور راستے میں ایک ندی پر غسل کرتے ہیں۔لہٰذا تم اس ندی کے پاس چھپ کر بیٹھ جاؤ۔جب وہ تشریف لائیں تو اپنا مدعا پیش کر دینا۔چنانچہ ہدایت کے مطابق وہ اس ندی کے کنارے بیٹھ گیا۔جب اس نے پانی کی جانب سے کسی کے غسل کرنے کی آواز سنی تو آگے بڑھ کر حسب عادت گرجدار آواز میں وہی سوال کر دیا کہ تم کون ہو؟ تو آپ نے جھڑک کر فرمایا چپ رہو ہمیں غسل کرنے دو۔آپ کی آواز کا اس پر ایسا رعب پڑا وہ دم بخت ہو کر ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔اور طاقت کا تمام نشہ کافور ہو گیا۔

جب آپ غسل سے فارغ ہوئے اور کپڑے پہنے کو فارغ ہوئے اور پانی سے باہر تشریف لائے تو اُس سے فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ اُس نے ڈرتے ہوئے عاجزی اور انکساری سے عرض کیا کہ میری ازلی تمنا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کا قرب نصیب ہو جائے۔آپ نے فرمایا کہ وضو کر کے دو نفل کی نیت باندھ کر میرے پیچھے مقتدی بن کر کھڑا ہو جا۔چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جب اس شخص نے آپ کے ساتھ سجدے میں سر رکھا تو سرکار دو عالم ﷺ کے دربار اقدس میں پہنچ گیا۔والئی دو جہاں نے نظر شفقت فرمائی وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔اس کے بعد وہ شخص اسی جگہ پر ڈیرے ڈال کر بیٹھ گیا حتیٰ کے وہیں انتقال ہوا اور وہیں قبر بنی۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک دفعہ حکیم شیخ عبدالرحمٰن نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی جب سر سجدے میں رکھا تو انہیں مقامات مقدسہ، خانہ کعبہ، مدینہ منورہ، نجف اشرف، کربلا معلّٰی وغیرہ کی زیارتیں ہو گئیں۔جب سجدہ زیادہ طویل ہوا تو شیخ عبدالرحمٰن

نے اپنا سر سجدے سے اٹھالیا۔لیکن آپ بدستور سجدہ میں سر رکھے ہوئے تھے۔آپ کو دیکھ کر شیخ عبدالرحمٰن دوبارہ سجدے میں چلے گئے۔مگر چونکہ اب وہ منظر ختم ہو چکا تھا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو حکیم صاحب نے عرض کی حضور آج تو آپ کی برکت سے مقامات مقدسہ کی زیارتیں ہو گئیں۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارا وہم وخیال ہے۔اس نے کہا حضور سچ کہتا ہوں۔آپ نے فرمایا اگر سچ ہے تو تم نے سجدے سے سر کیوں اٹھایا تھا۔

وصال باکمال ☆: وصال شریف سے چند ماہ قبل آپ کی طبیعت اکثر اُداس رہنے لگی اور صحت میں کچھ خراب سی رہتی تھی۔ بالآخر علالت شدت اختیار کر گئی اور اسی علالت میں ۲۲ ذلحقد بروز سوموار ۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۹۰۰ء کو بعمر ۸۵ سال آپ کا وصال باکمال ہوا۔

مزار پُرانوار قبرستان کندن شاہ ہوشیار پور انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت مولانا محمد حسین الٰہ آبادی چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہید راہ محبت و عاشق غریب نواز، رونق بزم عاشقاں، پیکر کشتگان، خنجر تسلیم حضرت حاجی مولانا محمد حسین الٰہ آبادی چشتی صابرؔی الٰہ آباد ہندوستان میں پیدا ہوئے۔

آپ اپنے وقت کے بہترین جید عالم دین ہونے کے علاوہ شیخ وقت تھے۔ آپ شمع مجلس جبروتی و بزم ملکوتی و وارث علم احدی مالک معرفت احمدی، تخلص باخلاق محمدی، متصف با اوصاف احمدی اور جامع الکمالات منبع فیوض و برکات و حسنات تھے۔ آپ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ محفل سماع سے خصوصی لگاؤ تھا۔

آپ مستقل طور پر اجمیر شریف میں تشریف لے آئے تھے وہیں درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔

وصال سے قبل حضرت خواجہ سید محمد معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس مقدس تھا کہ آٹھ رجب المرجب ۱۳۲۲ھ بعد تناول طعام مکان سرور جنگ پر قوالی شروع ہوئی۔ اور قوالوں نے یہ شعر بہ لحن داؤدی پڑھا

گفت قدوسِ فقیر در فنا و دربقا　　　خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

آپ نے قوال سے اس شعر کی کئی بار تکرار کروائی اس دوران آپ پر وجد طاری ہو گیا اور اسی حالت وجد میں دوران محفل سماع آپ کا وصال ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال آٹھ رجب المرجب شریف ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۴ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار اجمیر شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مخدوم شاہ محمد حسن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی وہدایت، ماہتاب ولایت، قطب الحق والشرع، شہباز بلندی ہائے عظمت وجلال، غریق بحر توحید وتفوید، مدرس مسائل عشق وعرفان، محدث وجدو پیان حقیقت ومعرفت، سلطان ارباب مشاہدہ، جلال و جمال حقانی حضرت خواجہ مخدوم شاہ محمد حسن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ رجب المرجب شریف ۱۲۲۰ھ بروز چہارشنبہ بوقت مغرب اپنے زمانے کے عارف کامل حضرت شاہ حافظ محمد عبداللہ کے گھر بلاسپور انڈیا کے ایک علمی وروحانی ماحول میں ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد کو علم وعرفان سے خصوصی لگاؤ تھا۔ خاندان کے بہت سے حضرات علم وعرفان کے مراکز میں بیٹھ کر مخلوق خدا کی خدمت اور رہنمائی میں مصروف رہے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے گھر میں ہی مکمل ہوئی۔ والد گرامی کی خصوصی توجہ اور نظر عنایت سے بہت جلد علوم ظاہریہ میں تکمیل حاصل کر کے صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ پیدائشی ولی ہیں۔ بچپن میں ہی آثار ولایت آپ کے چہرہ سے عیاں تھے۔ انتہائی نیک سیرت و باکردار اور باصلاحیت و باہمت اور اخلاق میں بہت ہی عمدہ اور سخاوت وفیاضی میں بے مثل و بے مثال تھے۔

آپ ظاہری و باطنی علوم سے مرصع اور صاحب کشف القبور تھے۔ بڑے بڑے مشائخ زمانہ انتہائی دقیق مسائل لے کر آتے آپ آن واحد میں جواب لکھ کر تسلی وتشفی فرما دیتے۔ طریقت وتصوف، حقیقت ومعرفت کا کوئی باب ایسا نہیں جو آپ پر نہ کھلا ہو۔

قطب العالم شیخ الشیوخ مجدد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ جنہوں نے سلسلہ عالیہ کی عظمت کو چار چاند لگائے۔ کہ حضرت سلطان الاولیاء بادشاہ دو جہاں حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پُرانوار کی نشاندہی اور حضور مخدوم پاک کے جلال باکمال کو حضرت مخدوم پاک سے جمال میں تبدیل کروا کر عقیدت مندان و جانثار عاشقان مخدوم پاک کلیری کو ان کے در تک رہنمائی کا ذریعہ بنے۔ اور سلسلہ عالیہ کی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے تصنیفات تحریر فرما کر در حقیقت آپ نے ملت صابریہ پر احسان عظیم فرمایا۔

حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی جو تصانیف منظر عام پر آئیں ان کی تعداد آٹھ ہے۔ جن کا تفصیلی ذکر حضرت قطب عالم کے حالات میں درج ہے۔

حضرت قطب عالم کے تقریباً چار سو برس بعد آپ کی ذات والا صفات نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں جو تعارف آپ نے پیش کیا ہے جو تعلیم تحریر کی ہے جو تاریخ مرتب کی ہے۔ ۱۲۰۰ھ کے بعد کا رائٹر، ہر مصنف، ہر ادیب، ہر اہل قلم، ہر اہل علم آپ کی تصنیفات کو سامنے رکھے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اور نہ ہی سلسلہ عالیہ کی تعلیم کی اصل روح کو پہنچ سکتا ہے۔

آپ نے جو علمی جواہر پارے آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

آپ کی علمی وقلمی خدمات ☆: تواریخ آئینہ تصوف، کنج غدش، گنجینہ وحدت، کتاب الشجرات، لب الحیوانات، مثنوی وجود باشہود، مثال نکات صوفیہ، معرفت حقائق الحقیقیہ، مولود شریف صابری، نکات و تعلیمات حسینیہ، نگار وحدت، رسالہ برزخیہ وجدانی، رسالہ برزخیہ روحی، رسالہ تکثیر الشیوعات، شجرہ حقیقت، حقیقت گلزار صابری۔ یہ تمام علمی جواہر پارے ہیں جس سے تصوف کے انمول موتی چنے جاسکتے ہیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بعمر بتیس برس مورخہ یکم جمادی الآخر ۱۲۶۲ھ بروز چہارشنبہ بوقت مغرب حضرت مولانا شاہ محمد امیر شاہ چشتی صابری کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں داخل ہوئے۔ اور ۲۷ ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۶ھ بروز جمعتہ المبارک کو آپ کے شیخ کامل نے خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

سلسلہ بیعت آپ کا اس طرح ہے کہ مخدوم شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری بن حضرت حافظ شاہ عبداللہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ محمد امیر شاہ صابری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت میاں غلام شاہ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ عبدالکریم عرف ملا فقیر اخون کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ عنایت جیؒ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ سید محمد سعید کاظمی المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہم الرحمۃ والرضوان والغفر ان اعلی الدرجات کے۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہا درجہ کے ذاکر وشاغل تھے۔ مریدین کی تربیت میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ لاتعداد مریدین شب وروز خانقاہ معلیٰ میں حاضر رہتے۔ ہر شب کو حلقہ ذکر بالجہر ہوتا تھا۔ آپ کے محلہ دار بوجہ ذکر تہجد گزار بن گئے تھے۔ شاعری سے لگاؤ تھا حسن تخلص فرماتے تھے۔ علوم ظاہری وباطنی میں مکمل دسترس رکھتے تھے، عبادت وریاضت مجاہدہ وسلوک میں بے مثال تھے۔ آپ کو چاروں سلاسل اور چودہ خانوادوں سے اجازت بیعت اور خرقہ خلافت حاصل تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۶ شعبان المعظم بروز جمعہ بوقت تہجد ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۴ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار قصبہ رام پور شریف یوپی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت پیر بخش المعروف پیر شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی رونق و بہار، عاشق نبی مختار، غریق در دریائے وحدت و معرفت، مشعلہ دار شبستان طریقت، سرمست جام وحدت حضرت پیر بخش المعروف پیر شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مشائخ کبار سے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت اپنے وقت کے عظیم عارف کامل حضرت پیر یٰسین سہروردی علیہ الرحمۃ کے گھر واقع کلس شریف تحصیل ملکوال ضلع سرگودھا میں ہوئی۔

حضرت پیر بخش المعروف پیر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ، حضرت پیر یٰسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے نیک بخت صاحبزادے تھے۔ کلس شریف کے خاندانِ ہاشمی کو سلسلۂ چشتیہ صابریہ سے وابستہ کرنے والے یہی صاحبِ کرامت بزرگ ہیں حضرت پیر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ موصوف حضرت پیر سیدن سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے دادا جان تھے۔ نہایت عابد و زاہد عالم و متقی تھے۔ عبادات و ریاضات سے انتہائی دل شغف تھا۔ ہمہ وقت مصروف عبادت رہتے۔ یہ شوق باپ سے ورثہ میں ملا تھا۔ آپ کے والد ماجد بھی انتہائی عبادت گزار تھے۔ یہ انہی کی پاکیزہ تربیت کا اثر تھا کہ حضرت پیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ اولیاء عصر میں بطور ضرب المثل پیش کئے جاتے تھے۔ ان کے وجودِ مسعود سے کئی کرامات ظہور میں آئیں۔ اگر ان سب کا تفصیلی ذکر کیا جائے تو مضمون لمبا ہو جائے گا۔ ''مشت نمونہ از خروارے'' صرف ایک کرامت تحریر کی جاتی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

کشف و کرامت ☆: گرمیوں کا موسم تھا۔ آپ اپنے گھوڑے پر سوار موضع شاکر پور جا رہے تھے۔ موضع شاکر پور کے راجہ وارث خان سے پیار تھا۔ ان کے بچوں کو بھی اپنے بچے فرمایا کرتے تھے۔ راستہ میں موضع کھیویا نوالہ کے روشن نمبردار کا کنواں چل رہا تھا۔ کنواں گاؤں کے قریب ہی گاؤں سے باہر واقع تھا۔ آپ کپڑا باندھ کر نہانے لگے۔ ٹھنڈے پانی سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ کافی دیر نہاتے رہے۔ گاؤں سے دو عورتیں سر پر گھڑے رکھے اس کنوئیں سے پانی لینے آئیں۔ آدمی کو نہاتا دیکھ کر دور کھڑی ہو گئیں۔ آپ کو

عورتوں کے آنے کا علم نہ تھا۔ یہاں سے روشن نمبردار عورتوں کو کھڑا دیکھ رہا تھا۔ وہ آپ کے پاس آ کر گستاخانہ زبان استعمال کرنے لگا۔ آپ کو کنوئیں سے فوراً چلے جانے کو کہا اور گندی زبان استعمال کی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ نہانے والا مہمان کون ہے۔ روشن مذکور، اجڈ قسم کا وحشی اور جاہل آدمی گوئی کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا خاموش ہو کر میری بات سنو، تم نے جو کچھ کرنا تھا اپنے ساتھ کر لیا۔ اگر شام تک باؤلا ہو کر کتوں کی طرح بھونکنے لگو تو میرے گھر کلس شریف میں یہیں۔ میں شاکر پور جا رہا ہوں، مجھے مل لینا۔ آپ یہ کہہ کر بھونکنے لگا۔ بیلوں اور عورتوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔ شور برپا ہوا۔ لوگ اکٹھے ہوئے ماجرا پوچھا گیا۔ عورتوں نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا بتایا۔ لوگ سمجھ گئے کہ وہ شخص حضرت پیر شاہ صاحب ساکن کلس شریف ہی ہو سکتے ہیں۔ اللہ کے ولی کی گستاخی کی سزا مل چکی ہے۔ اب لوگوں نے اسے رسوں سے جکڑ کر ایک چارپائی سے باندھا اور اٹھا کر شاکر پور لے آئے۔ جہاں ابھی ابھی حضور پہنچے تھے۔ کسی کو ملے نہ خیریت وغیرہ پوچھی۔ الگ تھلگ ایک کمرہ میں بیٹھ رہے تھے۔ واقف کار لوگ بھی خوفزدہ تھے کہ آج آپ کی طبع سخت جلال میں ہے۔ خدا جانے کیا ماجرا ہے کہ کھیویاں والے لوگ بیمار لیکر پہنچ گئے۔ شاکر پور کے راجگان اور آپ کے مریدین سے صورت حال عرض کی۔ طالب معافی ہوئے۔ مگر کسی میں جرات نہ تھی کہ قریب جائے اور معافی مانگے۔ خطرہ تھا جو بھی زباں سے نکل گیا پورا ہو کر رہے گا۔ آخر راجہ وارث خان کی ۸۔۹ سالہ بچی جسے آپ محبت سے اپنی بچی کہتے تھے کو بہلا کر بھیجا گیا کہ تم مریض کے لئے معافی مانگو۔ پیچھے پیچھے سارا گاؤں خود بھی ہاتھ باندھ کر چل دیا۔ اور رو رو کر گستاخی کی معافی مانگنے لگے۔ طبیعت ٹھنڈی ہوئی۔ اسے دم فرمایا اور فرمایا لے جاؤ اب یہ ٹھیک ہے۔ مگر تمام عمر جب وقت عصر آئے گا اس کی یہ حالت ہو جائے گی۔ مریض ٹھیک ہو گیا۔ مگر تمام عمر اس کی عصر کے وقت حالت باؤلے کتے کی طرح ہو جاتی تھی۔ یہ کیفیت آدھ گھنٹہ تک رہتی پھر درست ہو جاتا۔ روشن نمبردار مذکور نے راجہ وارث سے دوبارہ التجا کرنے کو کہا کہ یہ حالت بھی جاتی رہے۔ مگر راجہ صاحب موصوف نے اسے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اگر فقیر کی زبان سے ساری نسل کے لیے لفظ نکل جاتے تو پھر کیا بنتا۔ اب صبر کرو۔ فقیر کا ادب کیا کرو۔ گستاخی کی سزا جہنم پر ختم ہوتی ہے۔ ان کا ادب جنت میں لے جاتا ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

تلاش مرشد☆: آپ زاہد تھے، متقی تھے۔ بڑے عبادت گزار اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ شب و روز عبادت میں محو رہتے۔ آپ سے کئی کرامات ظہور میں آ چکی تھی اس کے باوجود اپنے آپ میں کمی محسوس کرتے۔ سلوک و تصوف کی کٹھن راہوں میں مرشد کامل کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ یہ سب اپنے والد گرامی کی بہتر تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا۔ نیک ماں کے پاکیزہ شیر کا ثمر تھا کہ آپ کی طبع نیکی کی طرف راغب تھی۔ دنیا کی کوئی دلفریبی دھوکہ نہ دے سکتی تھی۔ کئی بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر دل کی تسلی نہ ہوئی اور نہ

کہیں بیعت ہوئے۔

سیال شریف حاضری ☆: حضرت سید حیدر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ آستانہ عالیہ جلال پور شریف آپ کے دوست اور محرم راز تھے۔ دنوں حضرات باہم مشورہ کے بعد خواجہ شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ آستانہ عالیہ سیال شریف کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بیعت ہونے کی درخواست کی۔ مردکامل کی نگاہ حق بین نے سب کچھ دیکھ لیا۔ سید حیدر علی شاہ رحمتہ الہ علیہ کو باوضو ہو کر حاضر ہونے کا حکم دیا اور دست حق پرست پر بیعت فرمالیا مگر حضرت پیر بخش شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو فرمایا کہ تمہارا حصہ میرے پاس نہیں تمہاری امانت لے کر ایک صابری بزرگ چلا ہوا ہے تم انتظار کرو۔ وہ مردکامل خود تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ تمہارا حصہ تمہیں مل جائے گا۔ تم اپنے وظائف جاری رکھو۔ حضرت پیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ پیر سیال رحمتہ اللہ علیہ کا یہ پیغام حق آگاہ سن کر واپس آگئے اور شب و روز انتظار میں کٹنے لگے۔ یہ راز حضرت سید مردان علی شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات پر کھلا۔ (اس ملاقات کا ذکر حضرت سید مردان علی صابری شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے حالات میں آئے گا۔ جہاں پر حضرت پیر بخش رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت کا واقعہ درج ہے۔)

اولاد ☆: حضرت پیر بخش شاہ رحمتہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے عطا فرمائے جو انتہائی نیک سیرت، خوش صورت اور صاحب کردار بزرگ ہوئے۔ حضرت پیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے لڑکے کا نام حضرت عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور چھوٹے لڑکے کا نام پیر محمد شاہ رکھا گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ آپ کا مزار پرانوار کلس شریف، ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین میں مرجع خاص و عام ہے۔

آجکل دربار شریف کے سجادہ نشین آپ کی اولاد سے حضرت پیر طریقت صاحبزادہ پیر شمیم صابر صابری مدظلہ العالی ہیں جو پوری دُنیا میں سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی۔

منقبت در شان

حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

شمعِ بزمِ چشتیاں مخدوم محمد حسینؒ
تکیہ گاہ عارفاں مخدوم محمد حسینؒ

ہیں مزین علم سے اور معرفت کے نُور سے
واقفِ سرِّ نہاں مخدوم محمد حسینؒ

رُوحِ جسم زاہداں جانِ جہانِ دلبراں
قبلہ گاہ عاشقاں مخدوم محمد حسینؒ

ایسا محرم راز ہے جس کو ملی پرواز ہے
شاہ بازِ لامکاں مخدوم محمد حسینؒ

تُو ہے مشتاقِ فضلؒ دنیا ہے شیدائی تیری
اے شہنشاہِ زماں مخدوم محمد حسینؒ

ازقلم: صاحبزادہ مشتاق احمد صابری

حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: دریائے گوہر فضل و کمال، بلبل چمنستان فضلی، عارف باللہ مرد حقیقت آگاہ، شہباز سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ، تارک مملکت دنیاں، طالب عقبیٰ، خانوادہ رسول ہاشمی، سلطان العاشقین، برھان الواصلین حضرت خواجہ میاں محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ستارۂ ولایت آسمانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۳ھ بمطابق 1856ء میں راولپنڈی سے تقریباً 45 کلومیٹر دور بسالی روڈ موضع ماڑی بگیال شریف میں حضرت میاں شرف الدین علیہ الرحمۃ کے علمی اور روحانی گھر میں ہوئی۔

جس خاندان اور گھر میں آپ کی ولادت ہوئی وہ شروع ہی سے ایک دینی مذہبی روحانی خاندان تھا جس کے افراد کے ذریعے پورے علاقہ میں علم وعرفان کی بارش ہوتی رہی اور یہ سلسلہ نسل در نسل ابھی تک جاری وساری ہے۔

آپ کے داداجان حضرت میاں حبیب اللہ قریشی ہاشمی علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے بلند پایہ عالم دین اور روحانی شخصیت کے مالک تھے تمام عمر دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں گزار دی ہزاروں جاہلوں کو نور قرآن کی دولت سے مالا مال کیا، بے علموں کو علم، بے ادبوں کو ادب اور بے راہوں کو راہ ہدایت پر گامزن کیا۔ اور دین متین کی اس انداز سے خدمت کی اور ایسے دیپ جلائے کے وہ روشنی نہ صرف آج بھی قائم ہے بلکہ اس روشنی سے تا قیامت مخلوق خدا مستفیض ہوتی رہے گی۔

آپ کے داداجان نے تمام عمر دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت کا فریضہ صرف اور صرف رضائے خدا کیلئے سرانجام دیا ہے۔ جس کے بالعوض کبھی بھی کسی شخص سے کسی چیز کے طالب نہ ہوئے اور خود کھیتی باڑی کر کے گزارا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ذات والا صفات میں بچپن ہی سے ولایت کے آثار نمایاں تھے۔ والدہ ماجدہ کی گود سے لے کر اپنے لڑکپن تک آپ کی عادات واطوار اور طرز زندگی تمام بچوں سے مختلف تھا ہر وقت یاد خدا میں مستغرق اور دنیاوی لعو لعب کھیل تماشے دنیا اور اہل دنیا سے مختلف رہا۔

ابھی آپ سن شعور کو بھی نہ پہنچے تھے کہ آپ کے والد گرامی حضرت میاں شرف الدین قریشی ہاشمی کا وصال باکمال ہو گیا۔ اس کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت کا نظام آپ کے داداجان حضرت میاں حبیب اللہ قریشی ہاشمی علیہ الرحمۃ نے سنبھال لیا اور اپنی نگرانی و سرپرستی میں آپ کی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام فرماتے رہے۔ آپ نے اپنے داداجان کی سرپرستی میں ہی ظاہر و باطنی تعلیم مکمل کی۔

بیعت وخلافت ☆: ظاہری تعلیم کے بعد آپ کو طلب حقیقی کی جستجو پیدا ہوئی اور دن ورات اسی لگن میں مست رہے۔ بہت سے بزرگان خدا کے مزارات پر حاضری دیتے رہے۔ اسی ضمن میں بہت سے پاکباز بندگان خدا سے ملاقات بھی کی اسی ضمن میں آپ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ میاں فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت عالیہ میں پہنچے تو پہلی نگاہ میں ہی حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کو پہچان لیا اور سمجھ گئے کہ آنے والا شہباز اپنے وقت کا عظیم اور درخشندہ ستارہ ہوگا جس کی کرنوں سے لاتعداد طالبان خدا منزل حقیقی کو پالیں گے۔ حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کو اپنے قریب بلایا اور اپنے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز فرما کر ایسی کرم کی نگاہ ڈالی کہ دل کی دنیا ہی بدل کر رکھ دی اور مرتبۂ کمال کو پہنچا دیا۔

آپ کافی عرصہ تک حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مصروف رہ کر حضور شہنشاہ کلیام کے روحانی چشمہ فیض سے مستفیض ہوتے رہے۔ اور سلوک کی منازل طے کرتے رہے۔ آپ نے اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ کلیامی کی اس انداز سے خدمت کی جس کو دیکھ کر حضور خواجہ کلیامی کا دریائے کرم جوش میں آ گیا اور وہ آپ پر خصوصی شفقت ومحبت اور ہر موقع پر دستگیری فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ حضور شہنشاہ کلیام نے خانقاہ عالیہ کلیام شریف کے لنگر کا تمام نظام آپ کے سپرد کر دیا۔ آپ نے بھی ان تمام ذمہ داریوں کو بخوبی واحسن طریقہ سے نبھایا اور اس دوران اپنے اوراد ووظائف اور دیگر باطنی معاملات میں زرہ بھر بھی فرق نہ آنے دیا۔

جب آپ کے مرشد کامل حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے دیکھا کہ کام تمام ہو چکا ہے تو آپ کو خلوت میں بلا کر اپنے سینے سے لگایا اور نعمت باطنی سے نواز کر آپ کے سینے کو نور عرفان سے لبریز کیا اور خرقہ خلافت عطا فرما کر صاحب اجازت وارشاد کیا۔ اور فرمایا کہ اب آپ اپنے آبائی گاؤں ماڑی بگیال شریف چلے جائیں اور وہاں بیٹھ کر مخلوق خدا کی رشد وہدایت کا فریضہ سرانجام دیں۔

کلیام شریف سے جانب ماڑی بگیال ورود مسعود ☆: مرشد کامل کے فرمان کے بعد آپ نے اپنے آبائی علاقہ بسالی روڈ ماڑی بگیال شریف کی جانب رخ کیا اور وہاں پہنچ کر یاد خدا میں مست ومستغرق ہو گئے اور موجودہ آستانہ عالیہ کی جگہ کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں اور رشد وہدایت کا مرکز بنا لیا۔ ماڑی شریف میں قیام کے بعد آپ کے پاس مخلوق خدا کا جم غفیر رہنے لگا اور دور سے لوگ آتے اور آپ کے اس چشمہ فیض سے مستی کے جام پیتے۔ خالی آتے اور دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کر واپس جاتے۔ ہزاروں افراد نے آپ کی خدمت میں رہ کر راہ ہدایت پائی۔ سینکڑوں گمراہوں کو کھوئی ہوئی منزل ملی۔

ماڑی بگیال شریف میں قیام کے بعد آپ کے فیضان نظر اور ولایت کا شہرہ اس قدر عام ہوا کہ آپ کے مرشد خانہ کلیام شریف کے لوگ قبیلہ در قبیلہ جوق در جوق آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کے وصال باکمال کے بعد کلیام شریف کے وہ مریدین سالانہ عرس مبارک کے موقع پر ہر سال کلیام شریف سے آپ کے آستانہ عالیہ ماڑی بگیال شریف ڈالیاں لیکر حاضر ہوتے اور آپ کے دربار مقدسہ پر چادر پوشی کرتے۔ زمانہ گزر گیا مگر آج بھی کلیام شریف کے مریدین کی اولادیں اس تعلق اور رسم کو قائم رکھتے ہوئے آپ کے عرس پاک پر ڈالیاں اور چادریں لیکر آتی ہیں۔

اسی طرح روات بسالی روڈ اور ماڑی بگیال شریف ماڑی جبر، ماڑی دانش منڈاں، پوٹھی بجیال تحصیل گوجر خان کے معروف گھرانے اور گکھڑ برادری کے سرکردہ افراد اور متعدد گھرانے آپ کے دست مبارک پر نہ صرف بیعت ہوئے بلکہ آپ کے در دولت کی غلامی کرتے رہے۔ یہ سلسلہ صرف یہیں تک محدود نہیں بلکہ پورے ملک پاکستان بالخصوص پاکپتن شریف، رحیم یار خان، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، پیر محل تک آپ کے پوتے حضرت صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری علیہ الرحمۃ کے ذریعے پھیل چکا ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ کی ذات والا صفات کو جس طرح خداوند کریم نے باطنی حسن سے نوازا تھا اسی طرح ظاہری حسن و جمال بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ انتہائی حسین وجمیل خوش پوش حلیم الطبع، کریم الاخلاق، عمیم الاشفاق اور مستجاب الدعوات شیخ طریقت تھے۔ آپ کی تمام زندگی سادگی کا عملی نمونہ تھی۔ نمود و نمائش سے سخت نفرت اور تزکیہ نفس میں کمال کا درجہ حاصل تھا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ چار چیزوں کی کمی کرنا ہی انسانی کمال ہے۔ کم کھانا، کم بولنا، کم سونا اور لوگوں سے کم میل جول رکھنا۔ بالخصوص طریقت کی منازل طے کرنے والے حضرات کے لئے بہت ضروری ہے۔ آپ نے اپنی ظاہری زندگی کے آخری سالوں میں اپنا کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ کئی کئی مہینوں کے بعد کوئی چیز کھاتے تھے۔ آپ پر اکثر استغراق کا عالم طاری ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اکثر و بیشتر خوارق وعادات (یعنی کرامات) کا اظہار ہو جاتا۔ آپ سیف زبان تھے زبان ترجمان سے جو فرماتے وہ ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ آپ کے پاس مریدین عقیدت مندان اور دکھی انسانیت کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ اپنی حاجات کی قبولیت کے لئے اکثر لوگ حاضری دیکر طالب دعا ہوتے تھے۔ آپ نے تمام زندگی سخت مجاہدات کئے۔ ہر وقت عبادت وریاضت میں مگن رہتے۔ آپ کی زندگی کا کوئی سانس بھی تادم آخر ذکر خدا سے خالی نہ گزرتا تھا۔ فرائض کو ہر قیمت پر پورا فرماتے۔ اسی طرح نوافل اور نفلی عبادات اور اوراد و وظائف میں بھی یگانہ روزگار تھے۔ آپ کی گفتگو علم معرفت کا انمول خزانہ تھی معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی پر خاص ملکہ عطا کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے اسرار و رموز معرفت کے موتی اپنی گفتگو میں بکھیرتے تھے اور آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے صاحب دل اور صاحب حال لوگ وہ موتی سمیٹ کر لے جاتے۔ آپ نے اپنی نوک قلم سے چند علمی یادگاریں بھی چھوڑی ہیں جو کہ دربار عالیہ ماڑی بگیال شریف کی لائبریری میں آج بھی محفوظ ہیں۔

کشف و کرامات☆: ایک مرتبہ کلیام شریف جو کہ آپ کے پیر خانہ کا گاؤں ہے میں آپ کے پیرومرشد حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد طاعون کی وبا پھوٹ گئی۔ اہلیان کلیام شریف کی حالت یہ تھی کہ روزانہ باجماعت کئی کئی افراد مر جاتے اور جنازے اٹھا اٹھا کر لوگ تھک گئے۔

حتیٰ کہ کلیام شریف سے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے اور دوسری جگہ آباد ہونا شروع ہو گئے۔ بہت سے خاندان کلیام شریف کی حدود سے باہر کھلے میدانوں میں مقیم ہونے پر مجبور ہو گئے۔ یہ سلسلہ جاری تھا کہ ایک روز کلیام شریف کے ہی کسی شخص کو حضور شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی زیارت ہوئی تو حضور شہنشاہ کلیام سے فرمایا کہ ماڑی شریف چلے جاؤ۔ اور حضرت خواجہ محمد حسین صابری سے دعا کے لئے درخواست کرو۔

چنانچہ اس شخص نے کلیام شریف کے چند چیدہ چیدہ بزرگوں کو اپنے خواب والا واقعہ سنایا اور بتایا کہ شہنشاہ کلیام فرماتے ہیں کہ اس

بیماری سے نجات کے لئے ماڑی شریف چلے جاؤ اور خواجہ محمد حسین صابری صاحب سے دعا کے لئے درخواست کرو۔

اس شخص کی بات سن کر کلیام شریف کے چیدہ چیدہ معتبر حضرات کا ایک جرگہ تیار کیا گیا اور یہ تمام اکٹھے ہو کر کلیام شریف سے ماڑی بنگیال شریف حضرت خواجہ میاں محمد حسین صابری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور رو کر اپنا حال دل اور اپنے ساتھ گزرنے والی بپتا بیان کی اور عرض کرنے لگے حضور ہمارے حال پر رحم فرماتے ہوئے اہل کلیام کے لئے دعا فرمائیں۔ خداوند کریم ہمیں اس موذی بیماری سے نجات عطا فرمائے۔ آپ نے ان کی گریہ وزاری اور حالت خراب کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو میں انشاء اللہ کل کلیام شریف آؤں گا خداوند کریم بہتر اسباب پیدا فرمائے گا۔

چنانچہ وعدے کے مطابق اگلے روز آپ کلیام شریف پہنچے تو آپ نے کلیام شریف کی حدود سے باہر ہی باشندگان کلیام کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ اس راستے میں جس کا گھر پہلے آتا ہے وہ آگے آ جائے اور اسی طرح بالترتیب اس کے بعد دوسرا گھر کا مالک آتا جائے اور میرے ساتھ اپنے مکان میں بمع اہل وعیال داخل ہوتا جائے۔

چنانچہ آپ نے ایک برتن میں پانی لیا اور طاعون والے گھر میں داخل ہوئے اور پانی دم کر کے وہ پانی طاعون والے گھر میں چھڑکتے جاتے اور گھر والوں کو گھروں میں داخل کرتے جاتے اور فرماتے انشاء اللہ اب اس جگہ طاعون نہ آئے گا۔ حتیٰ کہ تمام گاؤں کے سارے گھروں میں آپ قدم رنجہ فرماتے گئے اور پانی دم کر کے چھڑکتے گئے اور لوگوں کو گھروں میں داخل فرماتے گئے۔ آخری مکان میں فرمایا کہ انشاء اللہ اب دوبارہ کبھی بھی اس گاؤں میں طاعون کی بیماری نہیں آئے گی۔ خدا کا کرنا ایسا ہی ہوا کہ دوبارہ پھر کبھی تادم تحریر اس جگہ یا اس کے اردگرد طاعون کی بیماری نہیں آئی۔

وصال با کمال ☆: آپ نے اپنی ظاہری زندگی کے آخری ایام میں اپنے نور نظر اور جانشین وفرزند حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن صابری علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ میرا وقت قریب آ چکا ہے میرے وصال کے بعد تین دن تک بارشیں ہوتی رہیں گی۔ مگر گھبرانہ نہیں میری میت کو کچھ بھی نہ ہوگا۔ تیسرے روز مطلع صاف ہو جائے گا اس کے بعد میرا جنازہ اور تدفین کر دینا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا مورخہ ۱۳۲۷ھ بمطابق 23 دسمبر 1909ء کو آپ کا وصال با کمال ہوا۔ آپ کے فرمان ذیشان کے مطابق اسی طرح تین دن تک مسلسل لگاتار بارشیں ہوتی رہیں۔ تیسرے دن آپ کے پیر بھائی حضرت مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامی علیہ الرحمۃ کی اقتدا میں ہزاروں عقیدت مندوں نے نماز جنازہ ادا کی اور آپ کے چہرہ انور کی زیارت۔ آپ کو اسی حجرہ مقدسہ میں دفن کیا گیا جہاں پر آپ ستائیس برس تک مسلسل یاد خدا میں مست ومستغرق رہے اور مخلوق خدا کو رشد و ہدایت کا درس دیتے رہے۔ آپ سے بے شمار کرامتوں کا ظہور ہوا جس کے لئے الگ ایک دفتر درکار ہے۔ آپ کی کرامات میں سے سب سے بڑی کرامت قوت پرواز ہے۔

آپ کے وصال با کمال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ مسند ارشاد دوسجادگی پر فائز رہ کر 1952ء میں واصل بحق ہوئے اور اپنے عظیم والد بزرگوار خواجہ محمد حسین صابری رحمۃ اللہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن صابری علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد ان کے بڑے پوتے بحر العلوم مرد قلندر ہمہ اوصاف یگانہ وارث علوم

اسرار خفی وجلی ولی ابن ولی حضرت خواجہ صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری علیہ الرحمۃ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ جنہوں نے دربار عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی بگیال شریف کی سجادگی کا حق ادا کر دیا اور اپنے عظیم دادا اور پڑدادا کے مشن کے صحیح معنوں میں وارث اور امین ثابت ہوئے اور آج بھی خواجگان چشت اہل بہشت کی شمع کو فروزاں کیئے ہوئے ہیں۔ آپ کے عقیدت مندان ملک کے طول وعرض میں موجود ہیں۔ آپ اکثر فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی خانقاہوں سے رشد وہدایت، امن ومحبت، یکجہتی اور اسلامی شعائر کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

نوٹ ☆: حضرت الحاج صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری 1952ء سے دربار عالیہ چشتیہ ماڑی بگیال کی سجادگی کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے 30 نومبر 2004ء کو وصال باکمال فرما گئے اور اپنے دادا بزرگوار کے پہلو میں جلوہ افروز ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت سیّد صوفی محمد حسین مرادآبادی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: آفتاب شریعت، غواص بحر حقیقت، محو توحید و معرفت، مست الست جمال احدیت، محبوب بارگاہ صمدیت، خورشید ولایت، غزالی صحرائے الوہیت، رازی صحرائے نبوت، شمع قصرِ ہدایت، حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آفتاب توحید و تفرید ہیں۔

آپ مرشد پاکاں کے لقب سے ملقب ہیں اور حسنی حسینی نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے کہ صوفی سید محمد حسین بن سید احمد حسن بن سید حسن علی بن سید میرا بن سید عظمت اللہ بن سید مظفر حسین بن سید محسن بن سید محمد امین عرف محمد ابوالقاسم حجازی رحہم اللہ اجمعین۔ آپ کے جداعلیٰ حضرت سید محمد امین عرف ابوالقاسم بزمانہ شاہ جہاں بادشاہ علیہ الرحمۃ حجاز مقدس سے ہندوستان میں تشریف لاکر دہلی میں سکونت اختیار کی۔ بعدازاں دہلی سے مرادآباد تشریف لاکر مستقل رہائش اختیار کی۔ آپ محلّہ مغل پورہ مرادآباد انڈیا میں جناب سید احمد حسن شاہ بن سید حسن علی شاہ کے گھر پیدا ہوئے۔

آپ کے آباؤ اجداد زمیندار ہونے کے ناطے صاحب ثروت و صاحب چشت تھے۔ آپ کے والد گرامی کا تعلق بھی زمینداری سے تھا۔ اور ایک متمول حیثیت سے زندگی گزار رہے تھے۔

عجیب اتفاق اور واقعہ عجیب ☆: آپ حضرت صوفی خواجہ سید محمد حسین مرادآبادی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ایک متمول خاندان کے فرزند تھے۔ ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی فقیری اور درویشی مسلک کی طرف راغب تھے، اور کسی شخص کامل سے بیعت ہونے کے خواہشمند تھے۔

چنانچہ آپ نے حضرت حافظ علی حسین چشتی صابری ابن غلام حسین فقیر شاہ چشتی صابری علیہم الرحمۃ کا چرچا سنا تو ان کی خانقاہ معلّٰی محلّہ کاغذیاں میں آنے جانے لگے۔ آپ کے والد گرامی کو یہ بات بالکل پسند نہ تھی کہ ایک زمیندار اور صاحب حیثیت گھرانے کا فرد فقیروں اور درویشوں کے پاس جائے اور خود بھی فقیر بن جائے۔ وہ آپ کے راستے میں ہمیشہ حائل ہوتے رہے اور آپ کو بار ہا منع کرتے رہے۔

مگر چونکہ آپ کے سینے میں حضرت حافظ علی حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی محبت گھر کر چکی تھی۔ اس لئے آپ باز نہ آئے۔ آپ کے والد گرامی نے جب معاملہ طول پکڑتا ہوا اور طبیعت پر بار خاطر دیکھا تو ایک دن گھر سے لاٹھی لے کر قبلہ حضرت حافظ علی حسین علیہ الرحمۃ کو مارنے کیلئے چل دیئے۔

ابھی گھر سے تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ کیا دیکھا کہ حضرت حافظ علی حسین صابری علیہ الرحمۃ اپنے چند مریدوں کے ہمراہ چلے آ رہے ہیں۔ جونہی حضرت حافظ صاحب کی نظر جادواثر آپ کے والد گرامی پر پڑی انہوں نے لاٹھی کو ایک طرف پھینکا اور حضرت حافظ صاحب کے قدموں میں جا کر گر گئے اور کہنے لگے مجھے اپنا مرید کر لیجئے بعد میں میرے لڑکے کو بھی مرید کر لیں۔

چنانچہ حضرت حافظ علی حسین مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے پہلے آپ کے والد کو اور پھر آپ کو اپنے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد مرشد کامل حضرت حافظ صاحب نے حضرت صوفی سید محمد حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

سیرت وکردار☆: آپ اپنے زمانہ میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بڑے جلیل القدر شیخ طریقت ہوئے ہیں۔ بڑے ہی پابند شریعت اور صاحب طریقت تھے۔ مرشد کے فیض والتفات اور علوم ظاہری و باطنی سے پوری طرح فیضیاب ہوئے۔ دور و نزدیک اور گردونواح میں کثیر التعداد مرید ہونے کی وجہ سے بہت مشہور اور تمام مشائخ وقت میں ممتاز تھے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی دو عظیم اور بزرگ شخصیات بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری میں ایسی ہوئی ہیں کہ جنہوں نے حجاز مقدس، یورپ، ایشیائی ممالک اور برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی اشاعت کا صحیح معنوں میں حق ادا کر دیا۔ ان بزرگ شخصیات میں اول شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری دوم حضرت مرشد پاکاں امام الاولیاء سید صوفی محمد حسین شاہ چشتی صابری مراد آبادی علیہم الرضوان ہیں۔ اگر یہ بات کہہ دی جائے تو بے جا نہ ہوگی کہ آپ چودھویں صدی کے مجدد اعظم ہیں تو بجا ہوگا۔ سرکار ابد قرار سید الابرار مدینے کے تاجدار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا اَمْرَهَا دِيْنَهَا ۔ (ابوداؤد، حاکم، بیہقی)

ترجمہ☆: بیشک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آخر میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو دین کے امور کو زندہ کرے گا۔

مجدد کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ دین کا متبع ہو سنت کا احیاء کرے، بدعات قبیحہ کو رفع کرے۔ صحیح عقیدہ کا حامل ہو، ایک صدی کے آخری اور دوسری صدی کے شروع میں اس کے اتقاء پرہیز گاری احیاء سنت کے لئے جہاد کا چرچا ہو۔ یہ تمام چیزیں اور امور حضرت مرشد پاکاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پائی جاتی ہیں مریدین ومتبعین کی کثیر تعداد اور پھر خلفا کا دنیا کے اطراف واکناف میں پھیل کر تبلیغ کرنا یہ دولت عظیم اس صدی میں سوائے آپ کے کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔

ارتداد فتنہ مرزائیت☆: جب فتنہ قادینیت اٹھنے والا تھا تو آپ کی نگاہ فراست نے اس کو دیکھ لیا تھا۔ اور اس کے ارتداد کے لئے آپ نے اپنے محبوب خلیفہ سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی علیہ الرحمۃ کو ارشاد فرمایا کہ آپ کرنال سے نقل مکانی کر کے گورداسپور میں اپنی خانقاہ قائم کریں۔ چنانچہ حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق کرنالوی علیہ الرحمۃ نے آپ کی اس ہدایت پر فوری عمل کیا۔ اور اس فتنہ کے خاتمے کے لئے وہ کام کر دکھایا کہ مرزائیت کی جڑیں ہل کے رہ گئیں۔

نوٹ☆: یہاں یہ ذکر بھی مناسب ہوگا جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے صابری سلسلہ کے دو حضرات بزرگ ایسے ہوئے ہیں کہ جنہوں نے ہر محاذ پر کام کر کے دین اسلام کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ان میں ایک حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ چشتی صابری مراد آبادی مجدد اعظم رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کہ جنہوں نے اس فتنہ کو قبل از وقت بھانپ کر تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کو مکہ مکرمہ میں قیام سے منع فرما کر عازم ہندوستان کیا اور فرمایا کہ ہندوستان میں ایک بہت بڑا فتنہ اٹھنے والا ہے آپ فوراً جائیں اور اس کی سرکوبی کریں۔

آپ کے خلیفہ سراج الاولیاء خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری نے نقل مکانی کر کے گورداسپور کی خانقاہ سے مرزائیت کے لئے جو کام کیا اگر اس کو دیانت کی نگاہ سے دیکھا جائے اور اس پر تفصیلی لکھا جائے تو کئی کتابیں بن جائیں گی۔اس کی مختصر تفصیل خواجہ شاہ محمد سراج الحق کے مضمون میں دی جائے گی تا کہ حقیقت آشکار ہو اور عوام الناس سمجھ سکیں کہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والے کون ہیں اور اس کے نام پر فنڈ اکٹھا کر کے رقبے خریدنے اور ملیں کارخانے لگانے والے کون ہیں۔

اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ صوفی محمد حسین مراد آبادی کا تذکرہ انوار العارفین میں نہیں ہے کیونکہ جب یہ کتاب تحریر کی گئی تو آپ کی عمر ۲۵ سال تھی اور آپ سلوک کی منازل طے کر رہے تھے۔مراد آباد میں صوفی صاحب سے قبل اور ان کے دور میں بھی ''محمد حسین'' نام کی کئی بزرگان شخصیات گزری ہیں۔صوفی صاحب کو اور ان کو ایک شخص خیال کرنا غلط ہوگا۔

محدث بریلی کی آپ سے عقیدت☆: آپ کی خدمت میں ایک غیر مقلد حاضر ہوا اور آپ کی تصوف و معرفت سے لبریز گفتگو سے بہت متاثر ہوا۔اور کہنے لگا کہ میں آپ کے علم سے بہت متاثر ہوا ہوں دل تو چاہتا ہے کہ آپ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہو جاؤں لیکن میرے دل میں ابھی تک ایک خطرہ موجود ہے وہ یہ کہ آپ محفل سماع کے متوالے ہیں اور سماع بدعت ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''بدعت کی تعریف کیا ہے؟'' اُس نے جواب دیا کہ ''بدعت وہ ہے جو بات حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ تھی۔''

آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ کا زمانہ تو قیامت تک کے لئے ہے۔جب ایک نبی کا زمانہ ختم ہوتا ہے تو دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا ہے لیکن حضور ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں۔جب حضور ﷺ کا زمانہ باقی ہے تو بدعت کیا ہوئی۔یہ سن کر وہ غیر مقلد لاجواب ہو گیا۔اور اپنے عقیدہ بد سے توبہ کر کے آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر حلقہ مریدین میں شامل ہو گیا۔

اس موقع پر حضرت صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ بھی موجود تھے۔آپ کے وصال کے کچھ عرصے کے بعد حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ جب مراد آباد سے بریلی شریف حضرت محدث بریلی الشاہ امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تشریف لے گئے تو ان کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر بھی کیا۔تو اعلیٰ حضرت محدث بریلی پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور ارشاد فرمایا کہ یہ بات کوئی عالم نہیں کہہ سکتا۔یہ قول ضرور کسی صوفی اور عارف کامل کا ہے۔ حضرت صدر الافاضل نے جب آپ کا نام نامی لیا تو اعلیٰ حضرت نے ملاقات کی تمنا کا اظہار کیا تو حضرت صدر الافاضل نے بتایا کہ

آپ کا تو کچھ ہی عرصہ قبل وصال ہو چکا ہے۔ یہ سن کر اعلیٰ حضرت محدث بریلی کو بہت دکھ ہوا کہ ایک ولی کامل کی زیارت سے محرومی ہو گئی۔

صدر الافاضل کی دستار بندی پر اظہار مسرت☆: ۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۹۰۲ء میں بیس سال کی عمر میں حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کی جب دستار بندی ہوئی۔ تو مدرسہ امدادیہ میں نہایت احتشام کے ساتھ جلسہ منعقد ہوا۔ علمائے کرام نے اہل سنت کے اس عظیم عالم ربانی فاضل حقانی کی دستار بندی فرمائی۔

اس موقع پر آپ کو دلی مسرت ہوئی جس کی بنا پر آپ نے پورے شہر مراد آباد میں جا بجا مختلف پروگرام ترتیب دیئے۔ پورے شہر میں ہر روز ہر محلہ میں صدر الافضل کے بیان ہونے لگے۔ لوگوں میں حضرت صدر الافاضل کی صلاحیت اُجاگر ہوئی۔ شہر کے لوگ بڑے ذوق وشوق سے ان پروگراموں میں شریک ہوتے۔ جس کی وجہ سے شہر سے وہابیوں، خارجیوں کا اثر کافور رہوا۔ اور مسلک حق اہل سنت وجماعت کو دن بدن فروغ ہونے لگا۔

تفضیل بلا تنقیص☆: جناب نواب احمد رضا رامپوری جو کہ تفضیلی شیعہ تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی شہرت و چرچا سن کر مراد آباد تشریف لا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس دوران آپ کے عالمانہ صوفیانہ گفتگو کا نواب احمد رضا پر بہت اثر ہوا۔ اور اطمینان قلب کی دولت نصیب ہوئی۔ ان کے دل میں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا جذبہ پیدا ہوا تو عرض کرنے لگے حضور طبیعت تو آپ کی طرف مائل ہے۔ مگر میں تفضیلی ہوں۔ آپ نے بلا توقف ارشاد فرمایا۔ نواب صاحب تفضیل بلا تنقیص کے تو ہم بھی قائل ہیں۔ چنانچہ کوئی مباحثہ نہ ہوا۔ اور دو لفظی گفتگو نے نواب صاحب کو گرویدہ بنا دیا۔ نواب صاحب فوراً قدموں میں گرے اور شرف بیعت سے مشرف ہو کر اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کی اور اس کے بعد اس قدر ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہوئے کہ مرشد کامل نے آپ کو خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد کیا۔

اولاد و امجاد☆: آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ فقط دو صاحبزادیاں تھیں جو جناب سید مشہود حسین صاحب اور جناب مسرور احمد صاحب سے منکوحہ تھیں۔ اول الذکر سید مشہود حسین آپ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں ان کے ایک صاحبزادے جناب سید محبوب حسین شاہ صاحب کا نام معلوم ہو سکا۔ باقی دونوں صاحبزادیوں کی اولاد کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملی۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کیا حضور آپ بارگاہ خداوندی میں مستجاب الدعوات ہیں۔ آپ اللہ کے حضور نرینہ اولاد کے لئے دعا فرمائیں تاکہ آپ کا سلسلہ جاری ہو۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''اولاد زیادہ سے زیادہ دو یا تین پشتوں تک نام زندہ رکھتی ہے اور مریدین جو روحانی اولاد ہوتے ہیں قیامت تک سلسلہ کو جاری رکھتے ہیں۔'' البتہ آپ کے بھائی صاحب کے پڑپوتے سید محبوب حسین مراد آباد میں ہیں۔

مریدین وخلفائے نامدار☆: آپ کے دست حق پرست پر تقریباً تیرہ لاکھ افراد نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ و دیگر سلاسل میں توبہ کی اور سلاسل میں داخل ہو کر تقویٰ و پرہیز گاری کی زندگی بسر کی۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا کہ جس نے غفلت کا

شکار ہو کر نماز قضا کی ہو۔

ان میں سے ۱۶۰۰ (سولہ سو) حضرات خلیفہ مجاز ہوئے ہیں جو عالم کے اطراف و اکناف میں تعلیم و تربیت خلق اللہ کے لئے ماذون و مامور ہوئے۔ آپ کے خلیفہ حضرت سید محمد امین چشتی صابری علیہ الرحمۃ لاہوری فرماتے ہیں کہ جس قدر آپ کی ذات سے اس زمانہ میں ہدایت ہوئی ہے۔ آپ کے زمانہ کے مشائخ میں سے کسی سے نہیں ہوئی۔ بے شمار آدمیوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی جن میں اکثر فاضل ترین علماء ہیں۔ اور آپ کی تعلیم ایسی وسیع تھی کہ آخر وقت تک ہر متعلم اپنے آپ کو مبتدی جانے رہا۔ غائبانہ حکمائے اشراقین کے طور طرز پر بھی آپ کے ہاں تعلیمی سلسلہ قائم تھا۔

آپ کے ان تمام خلفاء میں امام الاولیاء، سراج السالکین حضرت مولانا شاہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری ثمہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ نے بہت کام کیا اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سراجیہ کی بنیاد ڈالی اور بالخصوص عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے خلاف آپ کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

سیرت و کردار☆: ذات باری تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ اور منبع ولایت حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے آپ کو بلاواسطہ اویسی نسبت حاصل تھی۔ آپ قطب الارشاد کے درجہ پر فائز المرام تھے۔ آپ کو علم و عمل اور طریقت میں جو کمال حاصل تھا آپ کے جاننے والے مخالف و موافق سب اس کے معترف اور مداح تھے۔

عبادت و ریاضت مجاہدہ و سلوک میں اپنی مثال آپ تھے۔ حسن و جمال میں یکتا زر و مال اور سخاوت میں آپ کی نظیر نہیں ملتی۔ اخلاق و کردار میں عمدہ اور پرکشش الغرض آپ کی ذات والاصفات اس عالم رنگ و بو میں عجیب جامعیت کے لباس سے مزین تھی۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۱ھ بمطابق ۱۹۱۳ء میں ہوا۔ مزار پُر انوار مغل پورہ محل سرا مراد آباد شریف انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

ابھی ہو جائے گا جل تھل ابھی لہرائے گا سبزہ
اٹھا ہے جھوم کر ابرِ بہار ہاشم حسینی شاہ محمد
ادھر بھی اِک نگاہ لطف اے ارباب میخانہ
میری جانب بھی جام زرنگار ہاشم حسینی شاہ محمد
اسے سرمہ بنا کر اپنی آنکھوں میں لگاؤں گا
اگر مل جائے خاک رہگذار ہاشم حسینی شاہ محمد
رہِ دشوار کا کیا غم تمہیں اے قافلے والو
بہت ہموار ہے یہ رہگذار ہاشم حسینی شاہ محمد

عجب اک بیخودی کی کیفیت طاری ہے غنچوں پر
میرے گلشن میں آئی ہے بہار ہاشم حسینی شاہ محمد
خدا رکھے سلامت دم غلام حسنین شاہ کا
لئے بیٹھے ہیں ہم اِک یادگار ہاشم حسینی شاہ محمد
غلام حسنین فیض الدین اور مقصود زندہ ہیں ابھی عاقل
ابھی باقی ہے کچھ بوئے دیار ہاشم حسینی شاہ محمد

کلام: عاقل کاظمی

حضرت سیّد ہاشم حسینی شاہ محمد صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فرزند صوری و معنوی حضرت محمد مصطفیٰ، وارث ولایت خاص علی المرتضیٰ، معلم مدرسۃ یہدی اللہ من اناب، قطب دائرہ کائنات، تارک مملکت دنیا، طالب عقبیٰ، سبوح طریقت، واصل اصل حقیقت، محرم اسرار ربوبیت، مستغرق در مقام رویت، موحد حمیدہ صفات، مستغرق تجلی ذات، مقرب احدیث، مقدس حمدیت، پاکباز ولایت، شاہباز ہدایت، عزیق بحر حقیقت، قطب وقت، مقتدائے طریقت، عارف حقیقت، قبلہ اہل بصیرت، پیشوائے ارباب طریقت، ولی مادر زاد، فخر السادات، سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے نیر تاباں حضرت خواجہ پیر سیّد ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت محمد شاہ صاحب آپ سادات حیدر آباد دکن کے نیر تاباں حضرت خواجہ سیّد محمد حسینی بندہ نواز گیسودراز علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے اور امام العارفین چراغ دکنی حضرت سیّد محمد معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کے بھتیجے اور مرید و خلیفہ اکبر و سجادہ نشین ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت بمقام بیدر محمد آباد میں ۱۴ صفر المظفر بروز جمعتہ المبارک ۱۲۵۷ھ کو حضرت سید شاہ پیراں حسینی حیدر آباد دکنی علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی جب آپ کی عمر عزیز آٹھ برس کی ہوئی تو ۱۲۶۵ھ میں اپنے وطن مالوف بیدر محمد آباد سے اپنے چچا امام العارفین حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کے پاس گلبرگہ حیدر آباد دکن تشریف لے آئے اور انہی کے زیر سایہ آپ نے ظاہری و باطنی تعلیم مکمل کی۔ آپ کو ظاہری و باطنی علوم پر اس قدر استعداد حاصل تھی کہ بڑے بڑے اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات اپنے مسائل کے حل کے لئے تشریف لاتے اور آپ کی طرف سے شافی جواب ملنے پر مطمئن ہو کر جاتے شروع شروع میں دنیاوی امور میں آپ ایک منتظم المزاج شخصیت کے مالک تھے زمانے کے رؤسا و نواب آپ کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے تھے۔

فوج میں ملازمت ☆: علوم ظاہریہ میں اعلیٰ استعداد رکھنے کی بنا پر نواب ناصر الدولہ والی ریاست حیدر آباد دکن نے آپ کو اپنی فوج میں بطور جمعدار پانچ سو روپے ماہوار پر مقرر کر دیا اور آپ نواب ناصر الدولہ والی ریاست دکن کے دور سے میر محبوب علی خان بہادر والی ریاست دکن کے زمانے تک اس عہدہ پر کام کرتے رہے۔ جب آپ سواری پر سوار ہو کر کارسرکار کے لئے نکلتے تو تین سو فوجی سپاہیوں کا دستہ آپ کے ہمراہ ہوتا تھا۔ جسم پر ہزاروں روپے کے ہتھیار حرب آویزاں ہوتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ امام العارفین دلیل الکاملین، سلطان العاشقین حضرت خواجہ سید محمد معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار صابری علیہ الرحمۃ حیدر آباد دکنی کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور مجاہدہ و ریاضت شاقہ کی تکمیل اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد اپنے چچا و پیر و مرشد حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ سے خرقہ خلافت پا کر مسند ارشاد پر فائز ہوئے اور ان کی ظاہری حیات مبارکہ میں سجادہ نشین مقرر ہو کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

نوٹ☆: آپ اپنے پیر دستگیر حضرت شاہ خاموش سرکار کے بھتیجے اور داماد، مرید خاص وخلیفہ اکبر وسجادہ نشین تھے۔ یہ تمام سعادتیں بیک وقت آپ ہی کو زیبا تھیں۔ نیز آپ کے والد گرامی حضرت سید شاہ پیراں حسینی چشتی صابری علیہ الرحمۃ بھی حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔ اس طرح آپ کے والد گرامی آپ کے پیر بھائی بھی ہوئے۔

سیرت و کردار☆: آپ میں بچپن سے ہی ولایت کے آثار نمایاں تھے۔ فقر واستغنا آپ کی طبیعت کا خاصہ رہا۔ عالم شباب سے نماز پنجگانہ نماز تہجد ذکر واشغال کے پابند تھے۔ عبادت و ریاضت میں یگانہ روزگار تھے، سخاوت میں عدیم المثال تھے، عاجزی وانکساری آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ خلق محمدی کا عملی نمونہ اور صورت وسیرت میں ایسے حسین یوسف ثانی تھے کہ جہاں رونق افروز ہوتے وہاں شمع محفل نظر آتے۔ اور ہزاروں سامعین وناظرین آپ کے چہرۂ انور کو حیرت سے دیکھتے ہی رہ جاتے۔ آپ اپنے پیر ومرشد سے اس طرح اور اتنا عشق کرتے تھے کہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے تھے کہ آپ خسروِ زمانہ ہیں۔ لاکھوں روپے اپنے پیر ومرشد کے مزار مبارک کی تعمیر میں اپنی گرہ سے خرچ کئے۔ محفل سماع کا یہ عالم تھا کہ بس قوالوں کو روپے اور نذر اس قدر عطا فرماتے تھے کہ لوگ دنگ رہ جاتے کہ اتنا روپیہ کہاں سے آ رہا ہے۔ نوکری کے زمانہ میں ہزاروں روپے اپنے پیر دستگیر حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کے قدموں پر نچھاور کرتے رہے۔ دروازے پر آنے والے کو نہ کبھی جھڑکا اور نہ ہی مایوس لوٹایا۔ آپ کا معمول تھا کہ اپنے مرشد کی خانقاہ شریف میں روزانہ ایک سو کے قریب درویشوں کو لنگر کھلاتے اور یہ معمول سجادگی کے اول روز سے زندگی کے ظاہری آخری دن تک تسلسل کے ساتھ جاری رہا۔ آپ کے لئے ہر دن عید کا دن ہوتا اور ہر رات شب برأت ہوتی تھی۔ خانقاہ شریف میں ہر طرف ذکر جہر کے حلقے ہوتے تھے۔ آپ کے دور میں خانقاہ شریف کے اندر کہیں ذکر وفکر کی مجالس کہیں محافل میلاد شریف اور کہیں محفل سماع کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ مکہ مسجد اور خانقاہ شریف کے در و دیوار سے اللہ اللہ کی آوازیں آتیں آپ کی خانقاہ کیا تھی عرش آشیاں وجنت مکان تھی آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ ان کے لئے ایک الگ دفتر درکار ہے۔ ان مختصر اوراق میں اس کی گنجائش نہ ہے۔ آپ نے چالیس سال تین ماہ کے عرصہ میں تمام عالم کو فوائد دینی ودنیوی وروحانی سے مفتخر وممتاز کیا اور ہزار ہا بندگان خدا کو خدا رسیدہ بنایا۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: جن حضرات نے آپ سے خرقہ خلافت ودستار فضیلت واجازت حاصل کی ان میں آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ محمد اصغر حسینی عرف منجھلے میاں جو کہ آپ کے سجادہ اور خلیفہ اول ہیں اور دوسرے خلیفہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ محمد اکبر حسینی عرف بڑے میاں تیسرے خلیفہ آپ کے چھوٹے صاحبزادے سید محمد بندہ حسینی عرف فقیر میاں چوتھے خلیفہ سید شہباز حسینی پانچویں خلیفہ منشی فیض الدین شاہ چھٹے خلیفہ محمد حسین شاہ پیش امام خانقاہ شریف جو کہ آپ کے وصال باکمال کے بعد لاہور تشریف لا کر قیام پذیر ہوئے ان کے مریدین نے مزنگ لاہور میں درگاہ شاہ سلیمانی میں خانقاہ بنوا دی تھی۔ تمام عمر اُسی مقام پر بندگان خدا کو رشد وہدایت کا پیغام دیتے رہے اور وہیں پر اپنے پیر ومرشد کا سالانہ عرس مبارک کراتے رہے۔ ساتویں خلیفہ حضرت محمد عبدالزندہ ولیمکھ جبکہ آٹھویں خلیفہ حضرت سید ابراہیم شاہ المعروف حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری احمد آبادی ثمہ میرٹھی ہیں۔

جن کو حضور شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ نے اپنے دست مبارک سے خرقہ خلافت عطا کیا تھا مگر وہ اپنے پیر بھائیوں کے رویہ سے نالاں ہونے کی بنا پر سلسلہ عالیہ کو موقوف کیے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ خانقاہ حضرت صابر بخش علیہ الرحمۃ واقع دریا گنج دہلی میں آپ حضرت سید محمد ہاشم حسینی شاہ محمد صابری حیدرآباد دکن سے عرس میں شرکت کے لئے دہلی تشریف لائے تو پیر جی حضرت شاہ امیر حسین صابری علیہ الرحمۃ نے حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا کہ سید مظہر علی شاہ صاحب سے لوگ بہت معتقد ہیں مگر وہ مرید نہیں کرتے۔ آپ ان سے فرمادیں کہ یہ مرید کیا کریں۔ پھر حضرت قبلہ ہاشم حسینی شاہ محمد صابری نے فرمایا مظہر علی شاہ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم ہمارے پیر بھائی وصاحب اجازت ہو۔ تو حضرت سید مظہر علی شاہ صاحب نے عرض کیا حضور میرے پیر بھائی میاں عبداللہ شاہ وغیرہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے پاس خلافت کی کیا سند ہے اور دوسرا یہ غلام اس لائق نہیں۔ حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری رحمۃ اللہ علیہ المعروف محمد شاہ نے یہ سن کر فرمایا لوگ غلط کہتے ہیں رشک سے کہتے ہیں تم مرید کرو حضرت کی اجازت ہے اور ہماری بھی اجازت ہے۔ یہ واقعہ ۱۳۰۵ھ کا ہے۔ پھر اُسی روز بہت سے لوگ رسالہ و پلٹن کے آپ سے مرید ہوئے۔ اس کے بعد حضرت سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ ۱۳۱۲ھ میں پیدل میرٹھ سے حیدرآباد دکن تشریف لے گئے اور اپنے پیر و مرشد کا عرس کرنے کے بعد حضرت سید ہاشم حسینی شاہ محمد صابری رحمۃ اللہ علیہ سے خرقۂ خلافت و خلافت نامہ و ہر دو شجرہ شریف چشتیہ عالیہ و قادریہ عالیہ سے ممتاز ہوئے۔ حیدرآباد دکن میں بر موقع عرس قل شریف کی محفل میں حضرت سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو جو کیفیت وجد ہوئی کچھ عجیب اور پُر لطف و غریب کیفیت تھی سب حاضرین کو حیرت وسکتہ تھا۔ بار بار حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر پڑتے تھے اور روپے نظر دے رہے تھے۔ اللہ اکبر پیر پرست ایسے ہوتے ہیں۔ پھر شجرہ شریف میں حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری علیہ الرحمۃ کا نام مبارک اور حضرت میاں کا نام شریک کیا۔ سبحان اللہ ایسے ہی لوگ بزرگوں سے فیض پاتے ہیں جس سے خدا کے نام کا ایک حرف سیکھتے ہیں اُس کو پیر تربیت و پیر اجازت مانتے ہیں۔

آج ایسے لوگ بھی دنیا میں موجود ہیں جو کسی سے صدہا باتیں سیکھتے ہیں اور انجان بن جاتے ہیں۔ حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری علیہ الرحمۃ کے نویں خلیفہ حضرت پیر دستگیر سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدرآبادی ہیں جن کے دم قدم سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو بے پناہ عروج حاصل ہوا اور اس کا فیضان تا قیام قیامت جاری رہے گا۔

عطائے منصب سجادگی ☆: آپ کے پیر و مرشد حضور سید معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ نے اپنے وصال باکمال سے ایک ہفتہ قبل اپنے تمام خلفا سے مشورہ کر کے آپ کو اپنا سجادہ مقرر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اور اپنے خلیفہ حضرت ہلالی شاہ اور حضرت بہبود علی شاہ علیہم الرحمۃ کو حکم دیا کہ جمعدار محمد شاہ کو بلالاؤ۔ یہ دونوں حضرات آپ کی ڈیوڑھی میں پہنچے اور عرض کیا کہ آپ کو حضور قبلہ شاہ خاموش سرکار نے یاد فرمایا ہے۔ آپ نے خدام کو سواری باہر نکالنے کا حکم صادر فرمایا۔ تمام فوج اس زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق ہاتھی گھوڑے پالکی دیگر لوازمات کے ساتھ برآمد ہوئے۔ اور خانقاہ کے عقب مکہ مسجد کی طرف روانگی عمل میں آئی۔ آپ جیسے ہی اپنے پیر و مرشد حضور شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ نے

اپنے خلفاء ومریدین کو حکم دیا کہ ان کا لباس بمعہ جامہ وپگڑی اور ہزاروں روپے کے قیمتی ہتھیار جو زیب تن تھے تمام اتار لو۔ جب حکم کی تعمیل ہوگئی تو حضور شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ نے خود اپنا فقیرانہ لباس وخرقہ خلافت وسجادگی پہنا کر اپنا جانشین مقرر فرما دیا۔ اس کے بعد پھر آپ نے نہیں دیکھا کہ ڈیوڑھی کہاں گئی اور صاحبزادگان کا کوئی خبر گیراں ہے۔ بس اس کے بعد سے اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں شب وروز مصروف ہو کر حصول فیض میں مشغول رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ اپنے پیر ومرشد شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال سے آٹھ روز قبل سجادہ نشین درگاہ شریف وخانقاہ معلیٰ حیدر آباد دکن مقرر ہوئے اور عرصہ چالیس سال تین ماہ تک اس انداز سے فرائض سجادگی انجام دیئے جس کی مثال ناممکن ہے۔ آپ کے دور سجادگی کو دیکھنے والے بزرگ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی بزرگ کے ایسے سجادہ نشین دیکھے نہ سنے ہیں۔

حیدر آباد دکن کی روحانی درگار خانقاہ چشتیہ صابریہ پر چالیس برس تین ماہ سجادگی کرنے کے بعد بالآخر ۲۴ محرم الحرام بروز جمعرات بوقت نماز تہجد ۱۳۴۰ھ کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُرانوار خانقاہ معلیٰ گلبرگہ حیدر آباد دکن انڈیا بھارت میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت سید شاہ محمد اصغر حسینی چشتی صابری حیدر آباد دکنی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

حضرت سید شاہ محمد اصغر حسینی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنے فرزند ونور نظر حضرت سید محمد شاہ صابر الحسینی کو ماہ محرم ۱۳۴۸ھ میں اپنی جگہ خانقاہ معلیٰ حیدر آباد دکن کا سجادہ نشین مقرر فرمایا۔ حضرت سید محمد شاہ صابر الحسینی چشتی صابری نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنے نور نظر ودلبند حضرت محمد سید شاہ قطب الدین الحسینی چشتی صابری کو ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ کو سجادہ نشین درگاہ حضرت سید معین الدین المعروف حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ مقرر کیا اور اسی دن دوسرے فرزند حضرت سید شاہ فرید الدین حسینی چشتی صابری کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت صوفی جان شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صاحب کشف وکرامات وکمال، پیکر شوکت و جمال، آئینہ جلال و جمال، مزین بمرتبہ عزت وکمال، حضرت شیخ صوفی جان شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ پروردۂ لطف رسول مدنی ہیں۔

آپ مراد آباد کے رہنے والے اور عاشق حضرت مخدوم صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شاہ عبدالرحیم مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے اور انہی سے خرقۂ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ کی ذات والا صفات کی وجہ سے سلسلہ عالیہ کو بہت فروغ ملا۔ آپ دن رات سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی اشاعت وترویج میں مصروف رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے بہت جلد ہی آپ کا شہرہ بلند ہوا۔ اور دور دور سے لوگ آ کر اکتساب فیض کرنے لگے۔ ہزاروں افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور لاتعداد لوگ روحانی دولت سے مالا مال ہو کر مستفید ہوئے۔ جنوبی ہندوستان میں آپ کے کثیر تعداد میں خلفائے نامدار موجود ہیں جو دن رات سلسلہ کو وسعت دینے پر مصروف عمل ہیں۔

آپ ہر سال پیران کلیر شریف حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک میں شرکت کرتے۔ اس کے علاوہ بھی آپ اکثر وبیشتر بارگاہ مخدوم پاک میں حاضری دیتے رہتے تھے۔ میرٹھ شہر کے مشہور رئیس بشیرالدین عرف بھیا بشیرالدین آپ کے مرید خاص تھے۔ آپ کے پیرومرشد حضرت شاہ عبدالرحیم مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمتہ آپ پر خصوصی توجہ اور عنایت فرماتے تھے۔ آپ اپنے شیخ کے وصال باکمال کے وقت کھنڈوہ میں تھے۔ کھنڈوہ سے حضرت شاہ دولہ ولی گجراتی علیہ الرحمتہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے قصبہ بہادر پور ضلع برہان پور تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت شاہ دولہ ولی کے سجادہ نشین سید نور علی شاہ بھی آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مالا مال ہوئے۔

وصال باکمال ☆: ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۳ء میں آپ قصبہ بہادر پور ضلع برہان پور حضرت شاہ دولہ ولی کے مزار پر محو عبادت اور چلہ کش تھے کہ وہیں آپ کا وصال ہوگیا۔ اور درگاہ حضرت شاہ دولہ کے احاطہ میں آپ کی مرقد منورہ مرجع خاص و عام ہے۔ میرٹھ کے مشہور رئیس اعظم جناب بھیا بشیرالدین نے میرٹھ سے برہان پور جا کر آپ کی مرقد منورہ کو پختہ تعمیر کروایا۔

حضرت سائیں بھیکھے شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: فقیر مست الست، حق گو حق سنج، راہ حق کے بادیہ پیا، زینت زمرّہ فقراء، مرد حقیقت آگاہ، حضرت سائیں بھیکھے شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ شہسوار میدان شریعت وطریقت ہیں۔ آپ دامن کوہ شوالک کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے، بچپن ہی سے یادِ خدا سے لو لگائے ہوئے ذکر وفکر میں مست الست تھے۔

جب سن شعور کو پہنچے تو گھر سے شیخ کامل کی تلاش میں صوفی لامکانی، حافظ آیت قرآنی حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار گوہر بار میں مانکپور شریف ضلع انبالہ پہنچے اور دربار کے خلیفہ حضرت عبدالرحمٰن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے، اور اس دوران مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر منازل سلوک طے کرتے رہے۔ بعد ازاں مرشد کامل سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آستانہ عالیہ مانکپور شریف میں قیام کے دوران عبادت وریاضت اور مجاہدات کے ساتھ ساتھ آپ دربار شریف سے ملحقہ مسجد کی خدمت اور صفائی کا اہتمام بھی فرمایا کرتے تھے۔

یہ مسجد صابری سلسلہ کے معروف صوفی بزرگ حضرت سید معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ حیدر آباد دکن نے زر کثیر سے تعمیر کروائی تھی۔ اس مسجد کی محراب پر درج ذیل شعر لکھا ہوا ہے۔

معین الدین شاہ خاموش اس مسجد کا بانی ہے
دکن میں بیٹھے بیٹھے کی نہایت جانفشانی ہے
سرور تجھ کو لازم ہے لکھ تاریخ یوں اس کی
یہ کعبہ دوسرا ہے مسجد اقصیٰ ثانی ہے

۱۲۸۴ء

دربار شریف پر ہر جمعرات کو نوبت بجا کرتی ہے، مقامی طور پر لوگ قوالی کی طرز پر نذرانہ عقیدت ومحبت پیش کرتے ہیں، اس دوران اگر کوئی شخص خلاف طریقت یا آپ کی طبیعت کے خلاف کام کرتا تو آپ اسے ڈانٹ دیا کرتے تھے، آپ کی طبیعت میں بہت جلال تھا، اگر کسی سے ناراض ہو جاتے تو بمشکل راضی ہوتے تھے، حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار شریف کے جملہ

امور آپ کے سپرد تھے۔

رات کے وقت دربار شریف سے باہر حضرت مولانا سید امانت علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے پاس ایک چبوترے پر املی کے درخت کے نیچے بیٹھ کر اکثر ذکر جہر فرمایا کرتے تھے۔ اپنے پاس بیٹھنے والوں کو بھی ذکر کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

ولی العصر حضرت عبداللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند جناب حضرت حاجی خلیل الرحمٰن خالد حجازی مانکپوری چشتی صابری ثمہ لاہوری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں میرے دوست حاجی جان محمد اور میں بذات خود کھانا کھا کر فجر کی آذان سے قبل جب جامع مسجد دربار مانکپور شریف میں جاتے تو آپ ہمیں بھی ذکر کرنے کی تلقین فرماتے تھے، لیکن ہم چونکہ اس وقت اتنا شعور نہ رکھتے تھے، اس لئے ٹال جایا کرتے تھے۔

کالا گوجراں ضلع جہلم میں ورود مسعود☆: ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد آپ مانکپور شریف کے دیگر مہاجرین کے ہمراہ ہندوستان سے ہجرت کر کے کالا گوجراں ضلع جہلم میں اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ آ کر آباد ہوئے اور سلسلہ رشد وہدایت جاری کر کے مخلوق خدا کی خدمت میں مشغول ہو گئے، لاتعداد افراد نے آپ سے فیض ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ اور بہت سے حضرات آپ کی نگاہ اور دعا سے مراد کو پہنچے۔

حالانکہ کالا گوجراں کی مقامی آبادی کے لوگ سنی حنفی بریلوی مکتبہ فکر کے لوگ تھے، مگر باوجود اس کے بہت سے افراد چونکہ بریلوی مکتبہ فکر قوالی کے خلاف ہے، اس لئے بہت سے لوگ آپ کے ہاں عرس کے موقع پر منعقد ہونے والی محافل سماع کے خلاف تھے اور مختلف قسم کے فتوے اور حربے استعمال کرتے رہے۔ مگر آپ نے ان کی پرواہ کئے بغیر اپنے خواجگان کے طریقہ پر قائم رہتے ہوئے، ہر سال ۱۴/۱۵/۱۶ ذیقعد کو حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ عرس بڑی دھوم دھام اور نہایت تزک واحتشام سے منایا کرتے تھے۔

ہر سال زبدۃ الانبیاء، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مقدس کے موقع پر پاکپتن شریف تشریف لے جاتے اس موقع پر سراپا شان قدرت حضرت صوفی پیر قدرت اللہ شاہ صابری، اور حضرت منظور المشائخ صاحب پیر صوفی منظور احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ اوکاڑہ والوں سے بالخصوص ملاقات فرماتے ہر دو حضرات سے آپ کا قلبی تعلق تھا۔

سیرت و کردار☆: آپ اپنے مرشد کے سچے پکے عاشق، اور ذکر خدا میں مست وسرشار تھے، کلمہ طیبہ کا ذکر بلند آواز سے رات کے آخری حصہ میں کرنا آپ کا معمول خاص تھا، کوئی لمحہ یادِ خدا سے غافل نہ گذارتے، تمام عمر مرشد کے آستانے کی خدمت اور خلق خدا کی خدمت کو شعار بنائے رکھا، طبیعت میں جلال اور طرز زندگی رندانہ تھا۔ اگر کوئی آپ پر تنقید کرتا تو بُرا نہیں مناتے بلکہ یہ فرمادیتے کہ یہ سب میرے ہیں بُرا کس کا مناؤں، پھر ہوتا بھی یہی کہ وہی مخالفین آپ کے حسن اخلاق کی بدولت غلام بے دام ہو جاتے آپ اپنے اسلاف کی طریقت اور اصولوں پر سختی سے کاربند تھے۔

خلفائے نامدار ☆: پاکستان میں آپ کے دو خلفائے نامدار ہوئے ہیں، جن میں اول الذکر حضرت حاجی محمد خلیل الرحمٰن چشتی صابری مانکپوری جو آج کل لاہور میں قیام پذیر ہیں، کو آپ نے اپنے وصال سے تین، چار سال قبل اپنا چغہ اور ٹوپی مبارک اور چند اورادو وظائف عنایت فرما کر اجازت بیعت عطا فرمائی۔

آپ کے دوسرے خلیفہ جناب محمد طفیل شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جو کہ کالا گوجراں میں ہی آپ کے فرمان کے مطابق سلسلہ رشد و ہدایت جاری کئے ہوئے ہیں، جن کے پاس لاتعداد افراد دم درود اور دعا و علاج معالجہ کے لئے آج بھی آتے ہیں بہت سے افراد کو فیضان حاصل ہوا ہے۔

آپ کے مریدین بالخصوص، لاہور، گوجرانوالہ، سرگودھا، جہلم میں لاتعداد موجود ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۴۰ھ بمطابق ۲۲ فروری 1982ء کو ہوا۔

مزار پر انوار کالا گوجراں ضلع جہلم کے قبرستان کے ایک کونے میں اونچی جگہ پر مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شاہ محمد فاروق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل وافضل، صاحب فضل وکمال، آئینہ جلال و جمال حقانی حضرت شاہ محمد فاروق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ دریائے گوہر فضل وکمال ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۲۶۹ھ کو رامپور میں حضرت مولوی محمد حسن خان کے گھر ہوئی۔ ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد طلب حق کی جستجو ہوئی تو مخدوم زمن حضرت شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

بعداز تکمیل مجاہدہ وسلوک مرشد کامل نے خصوصی نگاہ ولایت سے آپ کے سینے کو گنجینہ معرفت بنادیا اور خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز وممتاز فرمایا۔ آپ صابری رنگ کا لباس پہنتے تھے۔ آپ کی ذات والا صفات سے سلسلہ عالیہ کو بہت فروغ ملا۔ آپ نہایت خلیق اور متواضع شخصیت کے حامل بزرگ تھے۔ اکثر مہمان آپ کے دسترخوان سے لنگر کھاتے۔ آپ کی خدمت میں آنے والا کبھی مایوس نہیں لوٹا۔ مستجاب الدعوات تھے جو زبان سے فرماتے وہ ہو کے رہتا تھا۔ اللہ کریم نے آپ کو نیک صالح اولاد بھی عطا فرمائی تھی۔

آپ کا سلسلہ روحانی جاری وساری ہے۔ وارثان سلسلہ عالیہ میں حضرت شاہ محمد فضل حسن صابری رحمتہ اللہ علیہ رامپور شریف میں مدفون ہیں۔ جبکہ حکیم منظور حسین صابری، شاہ محمد سلطان صابری، مالک مکتبہ صابریہ بستی چراغ شاہ قصور پنجاب پاکستان۔ جناب محمد احسان صابری، جناب محمد فیضان صابری وغیرہ ہم شامل ہیں۔ اللہ کریم ان کے فیضان کو تا قیامت جاری رکھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳ رمضان المبارک بروز جمعرات ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۲ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار محلہ بنگلہ آزاد خان رامپور شریف انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت مولانا غلام رسول "ہاشم" چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع علوم ومعقول ومنقول، حاوی معالم فروع واصول صوفی باصفا، عارف باللہ حضرت مولانا غلام رسول ہاشم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کشور طریقت ومعرفت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸۰ھ بمطابق 3 مارچ 1863ء کو جناب حضرت خلیفہ پیر محمد صابری علیہ الرحمۃ کے گھر واقع شکارپور صوبہ سندھ میں ہوئی۔ آپ رئیس العارفین حضرت خواجہ امین شاہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے خلیفہ مولانا حافظ صاحب ڈنہ چشتی کے پڑپوتے (یعنی پوتے کے بیٹے) تھے۔

تعلیم وتربیت ☆: ابتداً میں محلّہ کی مسجد شریف میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد حضرت مولانا قاضی سید بہادر علی شاہ چشتی (جو کہ حضرت خواجہ سید محمد گیسودراز چشتی قدس سرہ متوفی ۸۲۵ھ مدفون حیدرآباد دکن کی اولاد میں سے تھے) سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔

بیعت وخلافت ☆: اپنے والد ماجد خلیفہ پیر محمد سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں دست بیعت ہوئے اور بعد میں خلافت سے نوازے گئے۔

عادات وخصائل ☆: بعد فراغت علمی نواب سخی مددخان مرحوم کی مشہور جامع مسجد کے امام وخطیب مقرر ہوئے۔ آپ کا وعظ اثر انداز پُر تاثیر تھا۔ شیریں گفتار مالک کے، اس کے علاوہ نامور حکیم بھی تھے۔ پوری زندگی بندگی ومعرفت خداوندی اور حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبارت تھی۔ ذکر الٰہی، درود شریف، تلاوت قرآن مجید اور درس وتدریس آپ کا روز کا معمول تھا۔

شادی واولاد ☆: آپ نے تین شادیاں کیں، جن سے پانچ بیٹے تولد ہوئے۔ بڑے بیٹے میاں شہاب الدین چشتی نے شکارپور سے ہفت روزہ سندھی اخبار "شہباز" جاری کیا تھا۔

شاعری ☆: آپ ایک بلند پایہ کے شاعر تھے، علم عروض کے ماہر اور فارسی زبان پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ "ہاشم" تخلص تھا۔ نمونہ کلام:

چوں شوی فارغ از مناسک او　　زاہد روضہ نبی می
روضہ دیدہ بگو تو اے احمد　　سرورا دستگیر من می

تصنیف وتالیف ☆: آپ نے تلقین وارشاد، وعظ ونصیحت، حلقہ ذکر، شعر وشاعری کے ساتھ تصنیف وتالیف کا کام بھی

جاری رکھا۔ آپ کی بعض تصانیف کا علم ہو سکا جو کہ درج ذیل ہیں:

☆ میلاد نامہ (سندھی) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف کا بیان

☆ معراج نامہ (سندھی) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج شریف کا بیان

☆ تنبیہ المسلمین (سندھی)

☆ دیوان ہاشم اس میں سندھی سرائیکی اور فارسی کلام درج ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۷ جون ۱۹۲۶ء/۱۳۴۴ھ کو ۶۳ سال کی عمر میں ہوا۔ مزار پُر انوار شکار پور کے قبرستان میں واقع ہے۔ (ماخوذ: مہران مطبوعہ ۱۹۵۷ء)

بشکریہ، تذکرہ انوار علمائے اہلسنت سندھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ چشتی صابری

تعارف ☆: مظہر اولیاء، عاشق ذات الہٰ، سلطان ملک بقا، مرد میدان جاہد و فی اللہ، امام الاولیاء، زبدۃ العارفین، امام العاشقین برہان الواصلین، دلیل الکاملین، عارف باللہ، فنافی الشیخ، حضرت خواجہ محمد ابراہیم المعروف حضرت سید مظہر علی شاہ بہ لقب حضور خواجہ مظہر نوری رحمتہ اللہ علیہ آپ سادات خاندان کے چشم و چراغ ہیں آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے حضرت سید محمد ابراہیم المعروف سید مظہر علی شاہ چشتی صابریؒ بن حضرت دادمیاں نقشبندیؒ بن سید شہاب الدینؒ بن سید قطب الدینؒ بن حضرت سید مخدوم شاہ شرف الدینؒ بن سید رکن الدینؒ بن سید شرف الدینؒ بن سید حسن اسماعیلؒ بن سید علی شہید ہمدانیؒ بن سید حسنؒ بن سید علی نقیبؒ بن سید اسماعیل علیہم الرحمۃ بن حضرت امام موسیٰ کاظمؑ بن حضرت سید امام جعفر صادقؑ بن سیدنا امام باقرؑ بن حضرت سیدنا امام زین العابدینؑ بن حضرت سیدنا امام حسین علیہم السلام بن حضرت امام المشارق والمغارب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے۔

سکونت ☆: آپ حضرت خواجہ سید محمد ابراہیم المعروف حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ مظہر نوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صوبہ گجرات احمد آباد کے رہنے والے ہیں آپ کے آباؤ اجداد مشہد سے سکونت ترک کر کے احمد آباد گجرات میں آ کر مقیم ہوئے آپ کے والد ماجد حضرت سید دادا میاں رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہو کر خواجگان نقشبندیہ کی تعلیمات سے لوگوں کو فیض یاب کرتے رہے ہزاروں بندگان خدا کو راہ ہدایت سکھائی اور زاہد بنایا آپ کا مزار شریف احمد آباد محلہ پیڑ یہ ہٹر میں آج بھی مرجع خلائق عام ہے۔ حضرت خواجہ سید محمد ابراہیم المعروف خواجہ سید مظہر علی شاہ حضور خواجہ مظہر نوری رحمتہ اللہ علیہ آپ چار بھائی ہیں جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

سید شاہ شرف الدین سید شاہ رکن الدین، سید شاہ شہاب الدین اور سید محمد ابراہیم المعروف حضرت سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی متقی پرہیزگار و فاضل ذاکر و شاغل تھے آپ کو بچپن ہی سے اولیائے کاملین سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی اکثر و بیشتر مختلف بزرگوں کے مزارات پر حاضری دینا آپ کا معمول تھا اور صوفیا، صلحاء کی محفل اور صحبت میں بیٹھنا آپ کے معمولات کا حصہ تھا۔ آپ کو تنہائی پسند تھی دنیاداروں اور ان کے تمام مشاغل سے علیحدہ رہتے ہر وقت ذکر خدا اور ذکر رسول کریم ﷺ اور ذکر پاکان امت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ 14-13 سال کی عمر سے ہی مستی کی حالت میں تھے رات کے وقت

آپ حضرت محمد شیر احمد آبادی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر جایا کرتے تھے جس وقت آپ کے والد محترم جناب حضرت سید دادا میاں رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس وقت آپ کی عمر سولہ، سترہ سال تھی والد گرامی کے وصال کے بعد آپ کے حصے میں جائیداد کا جو حصہ بنتا تھا وہ اس وقت کے تین لاکھ روپے بنتے تھے۔ آپ نے اپنے تمام بھائیوں کو جمع کر کے کہا کہ والد صاحب کی جائیداد میں جو میرا حصہ بنتا ہے میں اس سے دستبردار ہوتا ہوں وہ آج کے بعد آپ تینوں بھائیوں کا ہے اپنی جائیداد کی تقسیم سے فارغ ہو کر آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ میں دہلی جانا چاہتا ہوں لہٰذا مجھے اجازت دی جائے والدہ ماجدہ نے اجازت بھی دی اور آپ کو کچھ اشرفیاں بھی دیں آپ وہ لے کر دہلی آ گئے اور دریا کے کنارے جامع مسجد زینت المساجد میں چھ ماہ تک قیام پذیر رہے اور چھ ماہ گزرنے کے بعد آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کو خط لکھا کہ میں دنیاداری کو خیر باد کہہ چکا ہوں لہٰذا اب فقیری کروں گا آپ دل و جان سے بخوشی مجھے فقیری کرنے کی اجازت عنایت فرما دیں والدہ ماجدہ نے خط پڑھ کر جواب تحریر کیا کہ کیا تم مجھے ستا کر فقیری کرو گے تمہاری فقیری قبول نہ ہو گی لہٰذا فوراً گھر واپس آ جاؤ۔ والدہ کا حکم ملتے ہی آپ فوراً گھر پہنچے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی شادی کر دی۔ شادی کے بعد آپ کی اہلیہ محترمہ صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔ بعد ازاں ان کا وصال ہو گیا۔ اہلیہ کے انتقال کے بعد آپ اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ ایک سال کے عرصہ کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی اس دنیائے فانی کو خیر باد کہہ دیا اور اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد آپ نے ان کا چہلم کیا بعد ازاں اپنے برادران کو بلا کر کہا بھائیو! تمہیں ہمارا سلام ہے ہم یہاں سے جا رہے ہیں آپ جانیں اور یہ جائیداد۔

ترک سکونت ☆: آپ احمد آباد کو مستقل خیر باد کہہ کر آگرہ تشریف لے گئے اور وہاں پر جامع مسجد کے عقب میں ایک فقیر جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمتہ تھا وہ مجذوب تھے آپ ان کی خدمت میں دو سال تک رہے ایک روز وہ مجذوب کہنے لگے ابراہیم شاہ آپ اٹاوہ کے مقام پر ایک مجذوب ہیں ان کے پاس چلے جائیں۔ آپ اشارہ ملتے ہی وہاں چلے گئے اس مجذوب کی خدمت میں چھ ماہ تک رہے چھ ماہ کے بعد ان مجذوب جن کا نام رتبہ شاہ تھا انہوں نے پھر آپ کو فرمایا کہ آپ واپس حضرت مظہر علی شاہ علیہ الرحمتہ کے پاس چلے جائیں اور ان ہی کی خدمت کریں اور سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے نام پیغام بھیجا کہ لڑکا بہت ہونہار ہے ہمارے بس کا نہیں لہٰذا آپ کے پاس واپس بھیج رہا ہوں۔

مجذوب کے پاس سے آگرہ کی واپسی ☆: آپ حضرت سید ابراہیم شاہ المعروف سید مظہر علی رحمتہ اللہ علیہ اس مجذوب رتبہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا پیغام لے کر واپس آگرہ میں حضرت سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا میاں شاہ صاحب ایک بزرگ حیدر آباد دکن سے آگرہ میں آ رہے ہیں آپ ان سے ملیں اور ان کے دست حق پر بیعت کریں چونکہ آپ کا حصہ ان کے پاس ہے۔

مرشد کی بارگاہ میں حاضری ☆: اتفاقاً اس سال حضرت پیر دستگیر حضرت سید محمد معین الدین شاہ حسینی چشتی صابری المعروف حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمتہ اپنے پیر و مرشد صوفی لامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمتہ کے سالانہ عرس

پاک میں شرکت کے لئے حیدرآباد دکن سے مانکپور تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں آگرہ میں بھی قیام فرمایا۔ آپ کو جب معلوم ہوا کہ حضور (حیدرآباد دکن سے) آگرہ میں اپنے کسی مرید کے گھر پر تشریف فرما ہیں تو آپ فوراً حضرت سید محمد معین الدین چشتی صابری المعروف حضرت شاہ خاموش علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مقصد و مدعا بیان کیا حضرت شاہ خاموش علیہ الرحمۃ نے آپ کی بات سن کر فوراً آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور آگرہ کے چار روز قیام کے موقع پر آپ کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہو گئے اور صرف چار روز کے بعد ہی آپ کے پیرومرشد پیر دستگیر حضرت شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو خرقہ خلافت سے بھی سرفراز فرمایا اور صاحب مجاز کیا۔

آگرہ سے میرٹھ کا سفر ☆: آپ کے پیرومرشد حضرت شاہ خاموش آگرہ میں چار روز قیام فرما کر مانکپور شریف کے لئے روانہ ہوئے تو آپ بھی ان کے ہمراہ چل دیئے چلتے چلتے جب آپ میرٹھ پہنچے تو آپ نے حضرت پیر دستگیر حضرت شاہ خاموش علیہ الرحمۃ سے میرٹھ میں قیام کی اجازت چاہی تو انہوں نے بخوشی اجازت دے دی اور خود مانکپور شریف تشریف لے گئے۔

میرٹھ میں قیام ☆: جب آپ میرٹھ میں قیام پذیر ہو گئے تو لوگوں کی آمد و رفت کا ایک عجیب سلسلہ جاری ہو گیا ہر وقت آپ کے دروازے پر فقراء، مجذوب، طالبان خدا عوام اور عاشقان مصطفی ﷺ کا ایک جم غفیر رہنے لگا۔ مسلمان تو مسلمان بلکہ ہندو بھی آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے جو کہ دل و جان سے آپ کا احترام کرتے تھے۔

مرشد کامل سے محبت ☆: امام العارفین حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدرآباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب حیات مظہریہ میں میرٹھ کے رہنے والے صوفی اکبر حسین قادری نقشبندی جو حکیم حسین صاحب کے بھانجے تھے ان سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ لالکرتی سے آ رہے تھے کہ آپ برف خانہ کے قریب رک گئے اور فاتحہ پڑھی اور رونے لگے میں نے عرض کیا کہ حضور کیا یہاں پر کسی کا مزار ہے جو حضور نے فاتحہ پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میرے پیرومرشد حضرت سید معین الدین المعروف حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ حالت سفر میں اس مقام پر مجھ سے جدا ہو کر مانکپور شریف تشریف لے گئے تھے میں جب کبھی اس مقام سے گزرتا ہوں مجھے وہ منظر یاد آ جاتا ہے۔ اس لئے یہاں فاتحہ پڑھتا ہوں اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ آپ حیدرآباد دکن سے آتے ہوئے اپنے مرشد کے دست مبارک پر بیعت ہوئے تھے اور آگرہ سے میرٹھ تک کے سفر میں جو کچھ تعلیم باقی تھی وہ دوران سفر پوری کر دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ فقیر کو لازم ہے کہ جہاں اپنی دلچسپی ہو وہاں بیٹھے اور اپنا کام تنہائی میں کرتا رہے اگر وہاں شہرت کا ڈر ہو تو وہاں سے دوسری جگہ چلا جائے پھر بعد اطمینان ایک جگہ ایسا بیٹھے کہ دوبارہ نہ اٹھے اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہم نے بتایا ہے کئے جاؤ جہاں بھی جاؤ کسی کی پرواہ نہ کرو (**الاستقامت فوق الکرامت**)

سید مظہر علی شاہ کے نام سے مشہور ہونے کی خاص وجہ ☆: آپ نے اپنے پیرومرشد کی ہدایت کے مطابق عمل کیا اور کسی کی پرواہ کئے بغیر اپنے کام میں مصروف رہے اور پھر اپنے پیرومرشد پیر دستگیر حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کے ارشاد

کے مطابق دوبارہ آگرہ میں حضرت سید مظہر علی شاہ مجذوب علیہ الرحمۃ سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے مجذوب فقیر سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے جب آپ کو دیکھا تو فرمایا کہ میاں ابراہیم اب تمہارا سینہ روشن ہوگیا ہے میں قربان جاؤں اس رنگریز کے بہت اچھا رنگ چڑھایا میاں سید ہمارے پاس یہ رنگ نہیں تھا ہمارا رنگ ظاہر بگاڑ اور باطن درست اور یہ رنگ ایسا ہے جو ظاہر اور باطن روشن ہے میاں ابراہیم اب ہماری طرف سے تمہیں یہ انعام ہے ہمارا نام تمہارا نام ہوگا یعنی آج کے بعد آپ کا نام ہمارے نام پر ہوگا لوگوں میں ابراہیم شاہ کی بجائے سید مظہر علی شاہ کے نام سے مشہور رہوگے۔

آگرہ سے ملک پور روانگی ☆: آگرہ والے مجذوب فقیر سے سید مظہر علی شاہ کا لقب لے کر آپ آگرہ سے ملک پور تشریف لے گئے اور وہاں پر بارہ سال تک مخلوق خدا کو راہ ہدایت دکھاتے رہے اور ہزاروں بندگان خدا کو ان کی حقیقی منزل دکھائی اور اب تک آپ کی چلہ گاہ اسی طرح موجود ہے۔

میراں پور ضلع مظفر نگر میں قیام ☆: ملک پور سے آپ میراں پور ضلع مظفر نگر میں تشریف لے گئے اور تین سال کے عرصہ تک بندگان خدا کو توحید کا درس دیا اور ہزاروں گمراہوں کو راہ سلوک دکھائی میراں پور میں آپ کی نشست کا چبوترہ اب تک اسی طرح موجود ہے وہاں کے ہندو اور مسلمان بحالت بیماری اس چبوترہ کی مٹی لے جاتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں۔

میرٹھ میں مستقل قیام ☆: میراں پور سے آپ چھپر والی مسجد میرٹھ میں تشریف لے آئے اور کچھ عرصہ قیام کیا۔

فوج میں نوکری ☆: میرٹھ چھاؤنی میں ایوب خان نامی ایک رسالدار تھے ایک روز آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ہمارا نوکری کرنے کا ارادہ ہے۔ ایوب رسالدار نے کہا کہ اچھا ہم نوکر رکھ لیں گے مگر ضمانتی لاؤ آپ نے فرمایا ہمارا کون ضمانتی ہے اللہ کے سوا، اس بات کا رسالدار پر ایسا رعب پڑا کہ فوراً آپ کو رسالا میں ملازم رکھ لیا۔ آپ ملازمت کرتے رہے کچھ روز بعد ایک مولوی صاحب جو ایوب رسالدار کے مرشد تھے رسالدار کے پاس تشریف لائے تو رسالدار نے اپنے پیرومرشد کی دعوت کی حضرت چونکہ ملازم ہونے کی وجہ سے اس رسالدار کے اردلی تھے دعوت کے موقع پر مہمانوں کو پانی پلانے پر مامور تھے آپ کی جانب جب اچانک ایوب رسالدار کے پیرومرشد کی نگاہ پڑی تو فوراً اس رسالدار سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں جو مہمانوں کو پانی پلا رہے ہیں اس نے کہا کہ یہ رسالا میں ملازم ہیں میرے اردلی ہیں رسالدار کے پیرومرشد مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ سوار شہسوار ہیں یہ اگر کھانا کھائیں گے تو ہم بھی کھائیں گے وگرنہ ہم بھی نہ کھائیں گے رسالدار نے حکم دیا کہ آپ پانی رکھ دیں اور میرے پیرومرشد کے ساتھ کھانا کھائیں حضرت نے مجبوراً موجب حکم رسالدار کے مولوی صاحب کے ہمراہ کھانا تناول فرمایا اگلے روز صبح گھوڑا چھوڑ کر مولوی صاحب سے فرمایا کہ آپ نے ہمارا راز فاش کر دیا اب ہم نوکری نہیں کریں گے ہر چند رسالدار صاحب نے خوشامد کی مگر آپ انکار ہی کرتے رہے اور فرمایا لو اب ہم جاتے ہیں۔ ہمارا سلام ہے رسالدار صاحب نے کہا آپ نوکری نہیں کرتے نہ کریں آپ صرف میرے گھر تشریف رکھیں آپ کا میرے گھر تشریف رکھنا باعث برکت ہوگا۔ مگر آپ نے رسالدار صاحب کی ایک نہ مانی بلکہ تشریف لے گئے اس طرح آپ اس رسالدار کے ساتھ چھ ماہ تک ملازم رہے وہاں سے ملازمت چھوڑ کر ایک انگریز کے پاس بطور اردلی ملازم رہے مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ نے وہ نوکری بھی چھوڑ دی۔

میرٹھ شہر میں قیام اور آپ کی پہلی کرامت ☆: انگریز کے ہاں سے نوکری چھوڑنے کے بعد آپ میرٹھ میں حضرت مخدوم شاہ، ولایت علیہ الرحمۃ کے ہاں تین روز تک قیام پذیر رہے وہاں سے میرٹھ شہر کی طرف رخ کیا راستے میں ایک لالہ ہرسا نامی کشمیری سے ملاقات ہوئی اس نے بقصد تعظیم آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا حضور کہاں رہتے ہیں آپ نے فرمایا بابا ہم فقیر لوگ ہیں ہر جگہ ہمارا گھر ہے اور کہیں بھی نہیں وہ ہندو بہت فقیر دوست تھا اس کے اولاد پیدا نہیں ہوتی تھی اور فقیروں سے بہت ملتا اور اس نیت سے خدمت کرتا کہ شاید کسی کی دعا سے مجھے اولاد مل جائے اس نے حضرت سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا حضور اگر کرم فرمائیں تو میرے غریب خانے پر تشریف لے چلیں اور وہاں ہی قیام فرمائیں اور میں حضور کا غلام ہوں ہر طرح سے آپ کی خدمت کروں گا۔ حضرت نے سوچا کہ شاید یہ غیبی حکم ہے جو یہ کہہ رہا ہے حضرت اس کی دلجوئی کے خیال سے اس کے ہمراہ ہو گئے وہ ہندو حضرت سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے گھر لے گیا اور ایک کمرہ آپ کے لئے الگ مختص کر دیا اور آپ کی نماز کے لئے تمام سامان مہیا کر دیا اور ہر وقت حضرت سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مصروف رہنے لگا۔ اسی طرح بارہ سال تک آپ اس ہندو کے مکان میں قیام پذیر رہے اور وہ بھی عقیدت مندی سے آپ کی خدمت کرتا رہا ایک روز آپ نے لالہ ہرسا سے فرمایا لو بھائی اب ہم جاتے ہیں تم نے کتنا عرصہ ہماری خدمت کی ہے اس نے جواب میں عرض کیا سرکار آپ نے بارہ سال تک میرے گھر میں قدم رنجہ فرما کر میرے گھر کو رشک جنت بنایا آپ نے فرمایا تو نے جس غرض سے ہماری خدمت کی ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ تیری بیوی کتیا کی طرح بچے جنے گی۔ چنانچہ حسب الارشاد آپ کے فرمان کے مطابق ایسا ہی ہوا اس کی بیوی کی کثیر اولاد ہوئی اب تک اس کا سلسلہ اولاد کثرت سے جاری ہے پوتا پوتی، نواسا نواسی والی ہوئی اس ہندو لالہ ہرسا کے خاندان کے لوگ اب تک آپ کے معتقد ہیں۔ اس مکان کے کمرہ کی جہاں پر آپ بارہ سال تک رہے اس کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کی اولاد حضرت کی نذر نیاز فاتحہ بھی کراتی ہے آپ کے بعد از وصال آپ کے مرید خاص وخلیفہ اعظم و جانشین حضرت صوفی اللہ بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بھی اس ہندو لالہ کی اولاد خدمت کرتی رہی۔ یہ میرٹھ میں آپ کی پہلی کرامت تھی اس کے بعد آپ پیڑا مل بازار کی مسجد میں قیام پذیر ہوئے اور مسجد کے صحن کے ایک کونہ میں چھپر ڈلوا لیا تھا جس میں ایک چارپائی بچھائی جا سکے اور نماز کے لئے ایک مصلیٰ کی جگہ تھی اس حالت میں آپ نے اپنی زندگی کے بیس بائیس سال اس چھپر میں تادم آخر گزار دیئے۔ آپ کے مریدین میں بڑے بڑے روسا حافظ شیخ عبدالکریم شیخ بشیر الدین نے چاہا کہ آپ کے لئے علیحدہ خانقاہ و مسجد و باغ بنوا دیا جائے مگر ان کی ہزار کوشش کے باوجود آپ نے قبول نہ کیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: حضرت سید مستان شاہ صاحب کابلی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص منشی غلام باری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور چند احباب میرٹھ شہر سے آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے گھر سے روانہ ہوئے راستے میں خیال آیا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں شکر قند یا حلیم عرض کھانے کی کوئی چیز لے چلیں جو وہاں حضرت کے ہاں سب مل کر آپ کے دستر خوان پر کھائیں گے پھر یہ طے پایا کہ حضرت کے پاس اس طرح چلتے ہیں وہاں سے کسی آدمی کو بھیج کر بازار سے کچھ منگوا لیں گے جب ہم تمام حضرات آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے اپنے خادم خاص سے فرمایا ارے بھائی یہ فلاں چیز کھانے کی خواہش رکھتے ہیں میں

اس وقت اس چیز کا نام بھول گیا ہوں جو منشی موصوف فرماتے تھے غرض وہی چیز جو ہم خواہش رکھتے تھے حضرت نے چار پائی کے نیچے سے گرم منگا کر ہمارے سامنے رکھ دی اور فرمایا منشی جی کھاؤ یہ معاملہ دیکھ کر میں اور میرے ساتھی حیرت میں رہ گئے۔

کرامت نمبر ۳ ☆: یہی منشی غلام باری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ باہر سے کچھ مہمان آپ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے فرمایا منشی کو بلاؤ۔ منشی جی آپ کے مرید صادق اور صاحب خدمت تھے۔ اکثر و بیشتر آپ کے مہمانوں کے لئے وہی اپنے گھر سے کھانا پکوا کر لایا کرتے تھے غرض جب منشی صاحب کو بلانے کے لئے گئے تو اسی اثناء میں دو خوان جن میں چار مشقاب پلاؤ و زردے کے بھرے ہوئے تھے۔ کہیں سے حضرت کے پاس آئے۔ منشی غلام ربانی فرماتے ہیں کہ میں نے وہ برتن خالی کر دیئے آپ نے آواز دے کر فرمایا کہ منشی غلام باری دستر خوان بچھاؤ، دستر خوان بچھا دیا گیا اور اندر سے کھانا لاتے ہوئے یہ خیال دل میں پیدا ہوا کہ مہمان تھوڑے ہیں۔ کھانا زیادہ ہے لہٰذا دو مشقاب کھانا کافی ہوگا باقی کل کسی اور مہمان کے کام آ جائے گا۔ آپ نے با آواز بلند فرمایا کہ منشی صاحب کل کی فکر نہ کرو جس نے آج بھیجا ہے وہی کل بھیجے گا لہٰذا سب کھانا لے آیئے۔ منشی غلام باری فرماتے ہیں کہ اللہ اکبر حضرت بڑے صاحب کشف ہیں جو خیال میرے دل میں تھا حضرت اس خطرے سے فوراً واقف ہو گئے وہ تمام کھانا دستر خوان پر لایا گیا سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا جو کھانا بچا وہ غریبوں میں تقسیم کر دیا۔

کرامت نمبر ۴ ☆: صوفی شرف الامین وارثی علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت حافظ پیاری صاحب علیہ الرحمۃ کے احرام پوش اور صاحب نسبت شخص ہیں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت کے ہمراہ دہلی میں حضرت سید مستان شاہ کابلی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی دعوت میں گیا جب دہلی کے اسٹیشن پر اترے تو حضرت سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو لے جانے کے لئے محترم علی چشتی صاحب نے دو گھوڑوں والی بگھی بھیجی تھی حضرت نے دوسرے لوگ جو دعوتی تھے انہیں بگھی پر سوار کر دیا اور مجھ سے فرمایا کہ کوئی ٹانگہ کرایا کا لاؤ میں حسب الارشاد کرائے کا ٹانگہ لے آیا اور ہم دونوں اس میں سوار ہو گئے۔ دوران سفر میرے دل میں خیال آیا کہ میزبانوں نے شاہ صاحب کے لئے نہایت عمدہ سواری بھیجی تھی آپ اس میں سوار نہ ہوئے اور کرایہ کے خراب ٹانگہ میں سوار ہو گئے۔ اس خیال کے دل میں آتے ہی آپ نے فوراً میری طرف پلٹ کر دیکھا اور فرمایا کہ صوفی جس گاڑی کی تم بات کر رہے ہو وہ راستے میں ہی ٹوٹ جائے گی اور ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میں اس گاڑی میں جاؤں لہٰذا ہم نے ان تمام کو اس گاڑی میں سوار کر دیا اور خود اس ٹانگے میں بیٹھ گئے ہم اور تم آرام سے جائیں گے اور ان سے پہلے پہنچیں گے۔

صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا وہ گاڑی راستے میں ٹوٹ گئی اس پر سوار تمام لوگ پریشان ہوئے اور ہم آرام سے اپنی منزل پر پہنچے۔ صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت حضور سید مظہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تقدس اور صاحب کشف ہونے کا پتہ چلا۔ ایک دن حضرت صاحب عشاء کے بعد ذوق وشوق سے محفل سماع سن رہے تھے اور بار بار قوالوں کو روپیہ دے رہے تھے۔ مجھے حیرت تھی کہ یہ روپیہ کہاں سے نکال کر دے رہے ہیں صبح پانچ بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا نماز فجر کے بعد پھر یہ سلسلہ شروع ہوا اس روز میں حضرت سید مظہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر عجیب کیفیت دیکھی آپ پر وجد طاری تھا۔

کرامت نمبر ۵ ☆: چوہدری محمد عمر صاحب جو کہ حضرت کے مرید خاص ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے چچا مجھ پر ناحق خفا ہوئے اور گالیاں دینے لگے۔ میں غیرت کے مارے روتا ہوا شہر سے باہر چلا گیا اور یہ خیال کیا کہ کسی کنویں میں چھلانگ لگا کر زندگی کا خاتمہ کر لوں میں حضرت مخدوم شاہ ولایت صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس ایک مسجد میں چھپ کر سو گیا مگر میرے یہاں سونے کا کسی کو علم نہ تھا میں سورہا تھا کہ میرے مرشد حضرت سید مظہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور میرا نام لے کر عمر عمر کہہ کر مجھے سوتے ہوئے جگایا۔ میں فوراً اٹھ گیا فرمانے لگے مردار موت جان دیتا ہے ہم دیکھ رہے ہیں تو کس طرح مرتا ہے میں نے عرض کیا حضور آپ کو کس نے بتایا میں یہاں سورہا ہوں فرمانے لگے اب ہمیں ہمارے خدا نے کہا ہم سے اور کون کہتا ہے ہم کو خدا سب باتوں کی خبر دیتا ہے محمد عمر کہتے ہیں کہ میں حیران رہ گیا پھر مجھے اپنے ہمراہ لے آئے اور کھانا کھلایا اور میرے والد صاحب کے پاس پہنچا دیا اس لئے کہ والد صاحب میری تلاش میں پریشان تھے اللہ اکبر یہ ہیں وہ پیر کامل کہ مرید جان سے روٹھ گیا اور اس کو پکڑ کر لائے بقول مولانا رومی

دست پیراز غائباں کو تاہ نیست   دست اُو جزٔ قبضہء اللہ نیست

کرامت نمبر ۶ ☆: حضرت صوفی قدرت اللہ شاہ لاہوری اور حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک ہندو ساہوکار کا مقدمہ عرصہ دراز سے لگا ہوا تھا اور مختلف عدالتوں سے ہندو مقدمہ ہارتا رہا آخری عدالت میں مقدمہ کی آخری تاریخ پڑی تو اس کو فکر لاحق ہوئی کہیں پہلے کی طرح اس عدالت سے بھی مقدمہ ہار نہ جاؤں۔ بالآخر ہندو ساہوکار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مقدمہ کی ساری روداد سنائی اور عرض کیا کہ حضور مقدمہ لڑتے لڑتے تھک گیا ہوں۔ ہزاروں روپیہ بھی خرچ ہو گیا اس کے باوجود ہندوستان کی تمام چھوٹی بڑی عدالتوں سے مقدمہ ہارتا ہی رہا اب آخری عدالت ہے اور آخری تاریخ فیصلے کی ہے حضور دعا فرما دیں تاکہ مجھے مقدمہ میں کامیابی حاصل ہو جائے۔ آپ نے فرمایا اچھا بھئی ہم دعا کریں گے خدا کے فضل سے حضرت کی دعا کی برکت سے اس ساہوکار نے مقدمہ جیت لیا عدالت نے فیصلہ اس کے حق میں کر دیا ساہوکار نے خوش ہو کر ایک ہزار روپیہ نقد اور مٹھائی لے کر حضور کی خدمت میں پیش کی اور خود قدموں میں گر گیا اور عرض کیا کہ حضور کی دعا کی برکت سے میں کامیاب ہو گیا آپ نے اس کی مٹھائی پر فاتحہ پڑھی اور سب کو تقسیم کرا دی اور روپوں والی تھیلی کی نسبت فرمایا یہ کیا ہے ہندو نے عرض کی یہ حضور کی نذر ہے فرمایا میں کیا کروں گا تو لے جا کر ان پیسوں سے غریبوں کو کھانا کھلا دے جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے خفا ہو کر اسے خانقاہ سے نکل جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ فقیر کو اس کی کوئی حاجت نہیں۔

کرامت نمبر ۷ ☆: حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اور صوفی جان محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک سبزی فروش کسی طوائف پر فریفتہ ہو گیا بہت عرصہ تک پریشان رہا اور اس کو حاصل کرنے کے لئے کچھ وظائف کی مدد لیتا رہا۔ مگر کوئی عمل کارگر ثابت نہ ہوا بالآخر کسی نے آپ کا پتہ بتا دیا کہ ایک بزرگ حضرت سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ پیڑ اہل بازار کی مسجد میں رہتے ہیں وہاں چلے جاؤ تمہارا کام ہو جائے گا سبزی فروش مذکور ایک دن حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنا مدعا بیان کیا آپ نے پہلے تو ٹال دیا مگر وہ بار بار کی حاضری دیتا رہا بالآخر ایک روز آپ نے اس کو کاغذ پر ایک نقش لکھ کر دیا اور فرمایا جہاں وہ بیٹھی ہے چلا جا سبزی فروش وہ نقش لے کر اس

کی تلاش میں گیا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ طوائف شہر میں کسی کی شادی میں گانے کے لئے گئی ہوئی ہے سبزی فروش شادی والے گھر پہنچ گیا جہاں وہ گانا گا رہی تھی اور مجمع میں بیٹھ گیا کہ اچانک اس طوائف کی نظر سبزی فروش پر پڑ گئی تو اس نے فوراً گانا بجانا چھوڑا اور سبزی فروش کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگی چل مجھے کہاں لے کر چلتا ہے۔ یہ ماجرہ دیکھ کر شادی والے گھر میں بیٹھے ہوئے سب لوگ حیران و پریشان ہو گئے اور وہ سب کچھ چھوڑ کر اس سبزی فروش کے ساتھ چل پڑی وہ بڑی خوشی سے اپنے گھر لے گیا وہ ایک مالدار شخص تھا بالآخر اس شخص نے اس طوائف سے بڑی دھوم دھام سے شادی کر لی حضرت قبلہ اللہ دیا شاہ صاحب رحمتہ اللہ کے زمانے تک وہ طوائف شہر میں زندہ رہی ضعیف ہو گئی ہے جبکہ اس سبزی فروش کا انتقال ہو چکا ہے اس سبزی فروش کے بچے بھی ہیں حالانکہ حضرت قبلہ مظہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ عامل نہ تھے کسی کو نقش وغیرہ لکھ کر نہیں دیا کرتے تھے مگر بار بار تنگ کرنے پر آپ نے اللہ کا نام لکھ کر دے دیا جو اس کیلئے کیمیا بن گیا۔

کرامت نمبر ۸☆: آپ کی مسجد کے پیش امام حاجی صاحب آپ سے بے تکلفی سے بات کرتے تھے آپ جواب دیا کرتے تھے کہ ہم تو بدعتی ہیں لیکن تمہاری تو قبر بھی کہیں نہ ہوگی۔ چنانچہ امام مسجد حاجی صاحب کا سفر حج میں انتقال ہوا اور جہاز میں سے لاش سمندر کے سپرد کر دی گئی۔

کرامت نمبر ۹☆: وارثی سلسلہ کے صوفی شرف الدین علیہ الرحمۃ جو کہ میرٹھ ہی کے رہنے والے تھے آپ کے پاس بڑی عقیدت ومحبت سے آیا کرتے تھے ایک روز بیمار ہو گئے آپ ان کے گھر گئے اور دیکھ کر فرمایا کہ کیا بات ہے گھر والوں نے بتایا کہ حضور ہیضہ ہو گیا ہے۔ صوفی شرف الدین علیہ الرحمۃ کے گھر والے ان کے لئے کچھ دوا پیس رہے تھے آپ دوا پسوا کر دوا تو خود ساتھ لے گئے اور چلتے ہوئے فرمایا کہ صوفی تو اچھا ہو گیا ہے بیمار نہیں ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صوفی شرف الدین وارثی علیہ الرحمۃ کو صحت کاملہ حاصل ہو گئی اور کوئی بیماری نہ رہی۔

کرامت نمبر ۱۰☆: منگلور کے مشہور رئیس نواب صاحب جو کہ حضور قبلہ خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تو نہ تھے مگر مثل مرشد خدمت کرتے ایک دفعہ نواب کے ہاتھ سے ایک چمار مر گیا۔ واقعے کے وقت تو سمجھ نہ آیا بعد میں پریشان ہوا تو دعا کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اپنے مرشد سے رجوع کریں اور اپنے مرشد کو خط لکھیں وہ دعا کریں گے۔ موصوف نے اپنے مرشد کو خط میں سب واقعہ لکھا جو دیوبند کے رہنے والے تھے اور دعا کی درخواست کی نواب صاحب کے مرشد نے خط کا جواب تحریر کیا کہ اگر قتل کیا ہے اس کی سزا ملے گی اور نہیں کیا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف کریں گے نواب صاحب اپنے مرشد کا جواب لے کر دوبارہ آپ کی خدمت میں پہنچے اور خط آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے فرمایا جب مقدمہ کی تاریخ ہو تو ہم کو خط لکھ دینا نواب صاحب نے خط میں تاریخ لکھی جو پیشی تھی اس تاریخ کو آپ مظفر نگر پہنچ گئے اور جامع مسجد میں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جب جج کے سامنے پیش ہوں تو مجھے اطلاع کریں چنانچہ پیشی کے وقت آپ کو اطلاع دی گئی آپ مسجد میں بیٹھے بیٹھے جذب میں آ گئے اور اوپر اٹھے اور عالم جذب میں فرمانے لگے اللہ تیری طاقت ہے۔ اے اللہ سچ کو جھوٹ کر دے جھوٹ کو سچ کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مجسٹریٹ نے پہلی پیشی پر ہی جھوٹ کہہ کر مقدمہ خارج کر دیا ادھر حضرت کا جسم مسجد کے اندر لہولہان ہو گیا آپ عالم جذب میں فرماتے

اللہ میں خون کا بدلہ خون دیتا ہوں۔

استغناء☆: ایک مرتبہ احمد آباد سے آپ کے بھائی سید شہاب الدین شاہ صاحب آپ کو دیکھنے اور ملنے کے لئے میرٹھ تشریف لائے آپ نے ان کو دیکھ کر مثل اور لوگوں کے تعظیم و تکریم کے ساتھ بٹھایا حضرت سید شہاب الدین شاہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میاں میں آپ کا بھائی ہوں آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں آپ کا وہ بھائی نہیں ہوں جس کو آپ بھائی سمجھتے ہیں۔ یہاں پر سب میرے لئے بھائی ہے جس طرح اور تشریف لاتے ہیں آپ بھی میرے مہمان ہیں شوق سے تشریف رکھیں اور پھر اپنے پیر و مرشد قبلہ حضرت سید معین الدین المعروف شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ کے یہ اشعار پڑھے۔

دل میں تیرے گر ہے خویش و برادر چھوڑ دے سب
در پر اس کے مر جانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو
عشق کی راہ میں نہیں فخر نسب اِے خاموش
پیر زادہ ہے کسی شیخ کا گو پوتا ہے

فرمایا کہ میں نے سب کو چھوڑا اور مجھ سے چھوٹ گئے اب میرا کوئی بھائی ہے نہ کوئی بند ہے جس کا تعلق خدا سے ہے اس کا تعلق کسی سے نہیں حضرت شہاب الدین علیہ الرحمۃ آپ کا استغناء دیکھ حیرت میں رہ گئے اور آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے کہ الحمد للہ میرے بھائی اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئے اس کے بعد آپ کے بھائی سید شہاب الدین شاہ علیہ الرحمۃ کئی دن تک تشریف فرما رہے حضرت قبلہ پیر خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے خدام اُن کی ہر طرح خدمت خاطر مدارت کرتے رہے جب میرٹھ سے گھر جانے کے لئے آپ سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے ایک کمبل تقریباً پچیس یا پچاس روپے نذر کے طور پر پیش کئے اور فرمایا اللہ حافظ۔

شریعت و طریقت کی پابندی اور آپ کے معمولات☆: آپ شریعت کے بہت پابند تھے لباس بہت پاکیزہ اور سفید قمیص شلوار پہنتے تھے اور پاؤں میں زرد بانات کا جوتا رہا کرتا تھا کبھی کبھی تبرکاً صابری چادر یا رومال رکھ لیا کرتے تھے۔ نماز باجماعت کا بہت اہتمام فرماتے تھے جب آپ ملک پور تشریف لائے تو اس زمانے میں آپ کے پاس ایک گھوڑا تھا اس پر سوار ہو کر میرٹھ کی جامع مسجد میں آ کر نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ پوری زندگی میں کوئی بات یا کام خلاف شریعت آپ سے سرزد نہیں ہوا اپنے پیران طریقت کے طریقہ پر سختی سے کاربند رہے اپنے پیروں کا ختم شریف عرس وغیرہ ان کی مقررہ تاریخ پر کیا کرتے تھے۔ چار ذیعقد کو اپنے پیرو مرشد پیر دستگیر جناب سید معین الدین المعروف شاہ خاموش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک بڑی دھوم دھام سے منایا کرتے تھے عرس کی رات کو میلاد شریف کا اہتمام فرماتے معمولات زندگی میں آپ ابتداء سے انتہا تک ایک ترکیب پر عمل پیرا رہے۔

آپ اخلاق محمدی ﷺ کا عملی نمونہ تھے متواضع خلیق، ہمدرد اور رفیق مزاج میں انکساری، عاجزی اور مہمان نوازی غرض کے آپ تمام اوصاف درویشی کی مکمل تفسیر تھے۔ شب بیدار و ذاکر و شاغل تھے۔ اپنے پیروں کے طریقہ کے مطابق خود ذکر جہر کرتے تھے اور مریدین سے حلقہ کراتے تھے اور بعد نماز فجر شجرہ شریف باآواز بلند پڑھتے تھے اور مریدین سے بھی پڑھواتے تھے۔ اپنے معمولات اور وظائف کے پابند

تھے اور اکثر بزرگان دین کے عرس میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور مریدین وغیرہ بھی ساتھ ہوا کرتے تھے عرس کی تقریبات میں محفل سماع کے دوران قوالوں کو روپیہ پیسہ بھی خوب دیا کرتے تھے اپنا کھانا علیحدہ پکوایا کرتے تھے لوگ حیرت میں ہوتے تھے کہ حضرت کے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آتا ہے اکثر لوگ سمجھتے تھے کہ آپ کے پاس دست غیب ہے روزانہ آپ کے دستر خوان پر پانچ یا دس آدمی ایک وقت کے کھانے پر ضرور رہتے تھے۔

حضرت خواجہ مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس میں کلیر شریف مریدین کے ساتھ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کلیر شریف میں گولر کے درخت کے نیچے آپ کا بستر رہا کرتا تھا کلیر شریف میں بہت ہی انتظام والصرام سے آپ حاضری دیتے تھے وہاں پر لنگر وغیرہ کا اتنا خرچ فرماتے تھے لوگ حیران ہو جاتے تھے۔ یہ فقیر ہیں مگر لنگر شہنشاہوں سے بھی زیادہ فراخدلی سے کرتے ہیں ویسے بھی آپ طبعاً بہت سخی تھے جو کچھ آپ کے پاس آجاتا کسی چیز کی پرواہ کئے بغیر دونوں ہاتھوں سے تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ آپ کا معمول تھا دہلی حضرت دریا گنج اور حضرت صابر بخش رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے عرس شریف میں 24 محرم الحرام ضرور تشریف لے جاتے پیر سید امیر حسین صاحب علیہ الرحمۃ کو آپ سے کمال درجہ کی محبت تھی اب تک حضرت شاہ امیر حسین علیہ الرحمۃ کے پوتے سید شاکر حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے حضرت سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین وخلفاء سے ویسے ہی تعلقات ہیں۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ☆: حضرت خواجہ پیر سید شاہ غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابری حیدرآباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ راقم الحروف کے والد گرامی حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پیرو مرشد ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ایک سال میں پیران کلیر شریف حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے حاضر تھا اس سال چشتی نظامی سلسلہ کے معروف بزرگ فاتح قادیاں حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ گولڑے شریف والے بھی تشریف لائے ہوئے تھے حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ بھائی صاحب چلیں۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کی ملاقات کرتے ہیں۔ حضرت شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدرآباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت قبلہ دونوں پیر مہر علی شاہ سے ملاقات کیلئے گئے پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے بہت محبت کے ساتھ مصافحہ ومعانقہ کیا اور بہت سی باتیں محبت آمیز لہجہ میں فرماتے رہے۔ جب وہاں سے رخصت ہوئے میں نے پوچھا حضور فرمائیے پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے بارے میں کیا خیال ہے کیسے لوگ ہیں آپ نے فرمایا اچھے عالم و فاضل اور صاحب تقویٰ ہیں امیری میں فقیر ہیں۔

حضرت سیّد شاہ غلام حسین شاہؒ سے محبت ☆: حضرت خواجہ پیر سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فقیر پر حضور خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا بڑا کرم تھا۔ بڑی عنایت اور شفقت فرماتے تھے اور مجھے بھائی کے خطاب سے پکارا کرتے تھے حالانکہ حضرت سید مظہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ میرے چچا پیر تھے مگر یہ ان کی غلام نوازی تھی جو مجھے بھائی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

آپ کی دوسری مرتبہ خلافت ☆: حضرت شاہ غلام حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے بھائی کہہ کر

پکارنے کا ایک سبب یہ بھی ہے حضرت سید خواجہ مظہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو دوبارہ خلافت و اجازت میرے پیر و مرشد حضرت امام العارفین سید محمد ہاشم حسینی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ہوئی تھی اور یہ بات مجھ سے میرے پیر و مرشد حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین حضرت سید شاہ محمد اصغر حسین صاحب علیہ الرحمۃ نے دریا گنج میں خانقاہ حضرت صابر بخش رحمۃ اللہ علیہ واقع دہلی میں بیان فرمائی تھی کہ پیر جی شاہ امیر حسین صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قبلہ حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت سید مظہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لوگ بہت زیادہ معتقد ہیں مگر یہ مرید نہیں فرماتے آپ ان سے فرمادیں کہ یہ مرید کیا کریں پھر حضرت قبلہ ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ سید مظہر علی شاہ ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ ہمارے پیر بھائی ہیں اور صاحب اجازت و خلافت بھی ہیں۔

اس کے باوجود آپ لوگوں کو بیعت کیوں نہیں کرتے آپ حضور قبلہ سید مظہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ حضور میرے پیر بھائی میاں عبداللہ شاہ وغیرہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے پاس اجازت و خلافت کی کیا سند ہے دوسری بات یہ کہ میں اس قابل بھی نہیں ہوں یہ جواب سن کر حضرت سید محمد ہاشم شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ لوگ غلط کہتے ہیں رشک سے کہتے ہیں تم مرید کیا کرو حضرت کی اجازت ہے اور ہماری بھی اجازت ہے یہ واقعہ 1305 ہجری کا ہے پھر اسی روز بہت سے لوگ رسالہ و پلٹن کے ملازم آپ سے مرید ہوگئے پھر آپ میرٹھ سے 1312ء میں پیدل حیدر آباد دکن تشریف لے گئے اور اپنے پیر و مرشد حضرت سید معین الدین شاہ المعروف شاہ خاموش رحمۃ اللہ علیہ کا عرس کیا بعد ازاں حضور شاہ خاموش علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت و خلافت نامہ ہر دو شجرہ شریف چشتیہ صابریہ و چشتیہ قادریہ عالیہ سے آپ کو ممتاز فرمایا بروز ختم شریف یعنی قل شریف کے روز حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جو کیفیت وجد طاری ہوئی بہت عجیب و غریب کیفیت تھی جو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے محفل میں تمام حاضرین کو حسرت و سکتہ تھا بار بار حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری علیہ الرحمۃ کے قدموں میں گرتے تھے اور قوالوں کو روپے پر روپے دے رہے تھے محفل رنگ اور لنگر کے بعد آپ نے حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ حیدر آباد دکنی سے اجازت لے کر واپس میرٹھ تشریف لے آئے چلتے ہوئے حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے بہت چاہا کہ آپ کو زادِ راہ کے لئے کچھ رقم پیش کی جائے مگر آپ نے انکار کر دیا اور میرٹھ تشریف لے آئے پھر آپ نے شجرہ شریف میں حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا نام مبارک اور حضرت میاں صاحب کا نام مبارک شامل کیا سبحان اللہ ایسے ہی لوگ بزرگوں سے فیض پاتے ہیں کہ جس سے خدا کے نام کا ایک حرف سیکھتے ہیں اس کو پیر تربیت و پیر اجازت مانتے ہیں آپ کی شان عجب شان محبوبی تھی ہر ایک سے محبت کرتے۔

خلافت ☆: آپ امام العارفین برہان الواصلین پیر دستگیر حضرت سید شاہ معین الدین المعروف حضرت شاہ خاموش رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ و صاحب اجازت اور حضرت سید ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری حیدر آباد دکنی علیہ الرحمۃ سے بھی خلافت یافتہ اور صاحب اجازت تھے دیگر خلفاء کی نسبت آپ اپنی شان میں یکتا تھے۔

مقام آخر کی تلاش اور بیماری کے ایام ☆: کلیر شریف سے میرٹھ واپسی پر کچھ دنوں کے بعد آپ قبرستان فاتحہ کے لئے تشریف لے گئے جہاں آج کل آپ کا مزار پُر انوار ہے وہ جگہ ملاحظہ فرما کر آپ نے اپنے خلیفہ حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ یہ جگہ کس کی ہے جواب میں حضرت صوفی اللہ دیا شاہ علیہ الرحمۃ نے عرض کیا حضور یہ جگہ آپ کے غلام کی ہے آپ نے فرمایا اللہ دیا شاہ یہ جگہ بہت اچھی ہے یہاں ایک باغیچہ بناؤ ہم یہاں آ کر بیٹھا کریں گے۔ لوگوں نے اس کے علاوہ اور بھی جگہیں تجویز فرمائیں مگر بالا اتفاق یہی جگہ تجویز ہوئی جو حضرت نے پہلے پسند فرمائی تھی چھٹی جمادی الثانی 1332ء کو آپ بیمار ہوئے تین ماہ دس دن تک آپ نے کوئی غذا نہیں کھائی بہت سے مریدین عقیدت مندان کچھ میوا غذا انگور وغیرہ لاتے تھے آپ ان کی دلجوئی کے لئے ایک دانہ چبا کر تھوک دیتے تھے میرٹھ شہر کے ڈاکٹر حکیم چوبیس گھنٹے آپ کی بیمار پرسی اور طبیعت کو دیکھنے کے لئے حاضر رہتے لاتعداد دوائیاں بھی کھلائیں مگر کوئی بھی کارگر ثابت نہ ہوئی تمام ڈاکٹر حکیم صاحبان نے متفقہ طور پر کہا کہ حضور کو کوئی مرض جسمانی نہیں ہے بلکہ یہ مریض عشق ہیں۔

اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے عشق میں فنا ہو جاتے ہیں انہیں کوئی دوا اثر نہیں کرتی ایام علالت میں تین ماہ دس دن تک آپ نے ایک بھی نماز نہ چھوڑی۔ پانچ وقت کی نماز کا با قاعدہ اہتمام فرماتے رہے جب تک جسم ظاہری میں طاقت رہی پانچوں وقت کی نماز با جماعت ادا فرماتے رہے جب کمزوری بہت زیادہ ہوگئی تو آپ اپنے کمرے میں ہی تیمم فرما کر چارپائی پر ہی بیٹھ کر نماز ادا فرماتے رہے اپنے پیران عظام کی مثل کبھی بھی آپ نے شریعت کی خلاف ورزی نہ کی بلکہ ایک مستحب عمل بھی کبھی ترک نہ کیا زمانہ علالت سے آپ کی خانقاہ و مسجد شریف ایک شادی خانہ بنا ہوا تھا۔ جوق در جوق شہر و دیہات سے لوگ آپ کی عیادت و ملاقات کے لئے حاضر ہوتے حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا گھر بھی لنگر خانہ بنا ہوا تھا جاں صبح سے شام تک مہمانوں کے لئے لنگر جاری رہتا۔ مستری حکیم اللہ صاحب و عبد المجید ٹھیکیدار فرماتے ہیں کہ آپ اپنی مسجد میں ایسے بیٹھے رہتے تھے جیسے کوئی شیر بیٹھا ہو ہم اور محلہ کے بچے مسجد میں آتے ہوئے خوف کھاتے تھے۔

خلفائے نامدار ☆: حضور سید پیر مظہر علی شاہ صاحب احمد آبادی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے چودہ خلفائے نامدار ہوئے ہیں جن میں آپ کے پہلے خلیفہ حضرت صوفی اللہ دیا شاہ میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ چشتی صابری مظہری علیہ الرحمۃ جو کہ آپ کے جانشین وسجادہ بھی ہیں۔ حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال مبارک سے کئی سال پہلے حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر کلیر شریف کے درخت کے نیچے ایک بڑے اجتماع میں آپ کو خرقہ خلافت اور دستار عطا فرمائی حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آبادی دکنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مجلس میں ہزاروں احباب کے علاوہ بہت سے مشائخ بھی موجود تھے۔ میں بھی اس موقع پر موجود تھا۔

وصیت ☆: حضور خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ احمد آبادی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے پہلے اپنے مرید خاص و خلیفہ و جانشین حضرت صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت فرمائی تھی میرے وصال کے بعد نیا تختہ بنوانا نئی چارپائی لانا

اور مجھے غسل بھی اپنے ہاتھوں سے دینا اور قبرستان کے اندر جہاں میرے بیٹھنے کا چبوترہ ہے وہیں میرا مزار بنوانا۔ بابو رحمت علی کو تیس یا چالیس اشرفیاں دیں اور فرمایا کہ ان سے میرا کفن خریدنا چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے نیا تختہ بنوایا نیا پلنگ بنوایا اور انہیں اشرفیوں سے آپ کا کفن منگوایا اپنے ہاتھ سے غسل دے کر جنازہ مبارک تیار کروایا جب جنازہ تیار ہو گیا تو پورے شہر کے لوگ جنازہ پڑھنے کو حاضر تھے۔ میرٹھ کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے پوری زندگی میں اتنا بڑا جنازہ میرٹھ میں نہیں دیکھا تا حد نگاہ مخلوق خدا کا ہجوم تھا۔ حضور قبلہ سیدی و سندی حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابری حیدر آبادد کنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنازہ اس شان کا تھا کہ دیکھنے والے سمجھتے تھے کہ کسی کی بارات جا رہی ہے اور اس منظر کو دیکھ کر مخلوق کے دلوں میں جذبات و محبت کی لہریں دوڑتی تھیں اور زبان سے بے ساختہ نکل رہا تھا۔

عاشق کا جنازہ ہے بڑی دھوم سے نکلے محبوب کی گلیوں سے ذرا جھوم کے نکلے

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال رمضان المبارک ۱۳۴۷ ہجری بروز شنبہ بوقت نماز ظہر ہوا بعد نماز مغرب آپ کو لحد میں اتارا گیا آپ کا مزار ساڑی دروازہ گھمیا پل میرٹھ شہر کے قبرستان تکیہ اللہ دیا شاہ میں آج بھی مرجع ہر خاص و عام ہے جہاں آج بھی اہل عشق و محبت اور اولیاء اللہ کے ماننے والے آتے ہیں۔ جہاں ان کے دامن کو ہر مراد سے بھر دیئے جاتے ہیں۔

نوٹ ☆: ۱۹۸۳ء میں فقیر راقم الحروف بھی اپنے چچا پیر حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ محمد صابر چشتی صابری مظہری کے ہمراہ میرٹھ شہر میں بمع شیخ محمد بوٹا نور الدین غلام صابر وغیرہ کے ہمراہ آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے تھے اور آپ کے مزار مبارک کی سفیدی اور گنبد شریف اور مزار شریف کے کمرے کی مرمت وغیرہ اپنے ہاتھوں کر کے آئے تھے الحمد للہ بڑا ہی پُرسکون ماحول اور اطمینان قلب حاصل کرنے کی جگہ ہے وہاں جو انوار و تجلیات بکھر رہے ہیں وہ احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔

نوٹ ☆: آپ کا وصال سولہ رمضان بوقت نماز ظہر ہوا اسی طرح آپ کے پیر و مرشد حضرت قبلہ سید معین الدین شاہ المعروف شاہ خاموش رحمۃ اللہ علیہ کا وصال بھی وقت ظہر حالت نماز میں وصال ہوا۔ اسی طرح آپ کے دادا پیر حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال بھی چودہ رمضان المبارک بوقت نماز ظہر ہوا سبحان اللہ، اللہ والوں کی نسبتیں دیکھیں کہ اپنے پیشوا کی ہی تاریخ اور وقت نصیب ہوئے۔

مریدین کی عقیدت ☆: آپ کے وصال کے بعد محمد ولایت خان کوتوال شہر میرٹھ نے ایک چھوٹا سا چبوترہ بنوا کر مزار شریف کچا بنوا دیا تھا اور لوہے کا جالی دار سایہ آپ کے مزار پر بنوا دیا تھا صوفی قدرت اللہ شاہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے مرید خاص ہیں انہوں نے چار دیواری اور ٹین کا سایہ گنبد نما بہت ہی محبت سے بنوایا اور حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کے مزار کے قریب ایک مسجد بنوائی بابو لیاقت علی صاحب جو کہ حضرت کے مرید اور معتقد خاص تھے انہوں نے بہت سارا روپیہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کیا جبکہ صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے مزار کے بازو کی طرف ایک حجرہ اپنے پیسوں سے بنوایا جس میں حضرت

کے مزار کا خدمت گار رہائش پذیر تھا جن کا نام حبیب شاہ تھا اس کے علاوہ مسجد کا سامان بھی اس حجرے میں رہتا اور آنے والے مریدین اور دربار پر حاضری دینے والے احباب بھی اس حجرہ میں قیام فرماتے تھے۔ ہر جمعرات کو بڑا ہجوم عقیدت مندوں کا رہتا ہے ہر جمعرات کو آپ کے دربار پر قوالی بھی ہوتی ہے اور کبھی کبھی میلاد شریف ہوتا ہے آپ کا مزار بیرون ساڑھی دروازہ گھمیال پل تکیہ اللہ دیا شاہ میں زیارت گاہ ہر خاص و عام اور شہرہ آفاق ہے۔

قطعہ تاریخ وصال اردو

حضرت مظہر علی شاہ صابری جب ہوئے واصل بذات ذوالجلال
فکر کی تاریخ کی جب صابری کہہ دیا ہاتف نے سن اے نیک فال
یک الف اللہ کا شامل مغفور کر دیکھ لے پھر اس میں تاریخ وصال

۱۳۲۷

قطعہ تاریخ فارسی

حضرت مظہر علی شہہ صابری شدو صالش چوں بذات ذوالجلال
سال رحلت چوں بجستم صابری گفت ہاتف بشنوائے نیکو خصال
کن تو خارج دو عدد از نام او سید مظہر علی سال وصال

۱۳۲۷

از قلم سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی رحمۃ اللہ علیہ

منقبت درشان حضرت سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

ہیں مقبل جلال وعلا مظہر علی شاہ صابری
نور چشم مصطفیٰ ﷺ مظہر علی شاہ صابری

لخت جگر شاہ علی سبط نبی ﷺ سالار دین
فرزند شاہ کربلا مظہر علی شاہ صابری

بس خلق اور اخلاق میں رکھتے تھے خلق صابری
بس تھے حبیب کبیریا مظہر علی شاہ صابری

کہتے ہیں سب خوردو کلاں میرٹھ بے شک بے گمان
اوصاف ہیں صدق و صفا مظہر علی شاہ صابری

فانی بخود باقی بحق انسان کامل دل رہا
واللہ تھے شاہ مصدر مظہر علی شاہ صابری

خواجہ معین کے لاڈلے صابر کے ہیں نور نظر
دل بند خاموش اولیاء مظہر علی شاہ صابری

در پر جو آیا آپ کے پائیں مرادیں دل کی سب
ایسے تھے مقبول دعا مظہر علی شاہ صابری

مدحت میں ان کی صابری قاصر زباں ہے اب میری
تھے سر بسر شان خدا مظہر علی شاہ صابری

از قلم حضور شاہ غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابری حیدر آبادکنی رحمتہ اللہ علیہ۔

حضرت بابا رحمت اللہ شاہ المعروف فقیر لال بادشاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: آئینہ جلال و جمال حقانی، حضرت پیر سید رحمت اللہ شاہ المعروف فقیر لال بادشاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم عارف کامل اور مجذوب فقیر ہوئے ہیں۔

بزرگی اور ولایت کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے عیاں تھے۔ عرصہ دراز تک حضور مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں چلہ کشی اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ آپ کا وصال باکمال گیارہ ربیع الاول ۱۳۴۹ بمطابق ۱۹۳۰ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار باغ کلیر شریف کے جنوبی کونے کلیر شریف یو پی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت سائیں غلام قادر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیکر علم وعرفان، شیخ العصر حضرت سائیں غلام قادر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ موضع میٹراں، سرہند کورالی کے نزدیک رہنے والے اور قوم سے جٹ زمیندار تھے۔ آپ ہمیشہ بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے عرس وغیرہ میں شرکت فرماتے۔ خانقاہ عالیہ حافظیہ مانکپور شریف میں بڑی ہی عقیدت ومحبت سے آپ کا آنا جانا رہتا تھا۔ آپ ہمہ وقت محویت میں رہا کرتے تھے۔ مست الست زندگی آپ کا خاصا رہا ہے۔ آپ حضرت گوہر علی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف تھے تمام زندگی مرشد کی خدمت کی اوران کی تعلیمات پر سختی سے کاربند رہے۔ حضرت مخدوم صابر کلیری سے جنون کی حد تک عشق تھا۔ مرشد کامل نے سلوک کی منازل طے کرانے کے بعد آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد فرمایا۔ آپ کا سلسلہ بہت وسیع تھا آپ کے حلقہ میں مسلمان تو مسلمان ہندو بھی آپ کے غلام اور عقیدت مند تھے۔ بہت سے افراد آپ سے فیض یاب ہو کر کامل و اکمل بنے ان میں حضرت پیر میاں قدرت اللہ شاہ کے ذریعے سلسلہ کو بہت عروج ملا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۲۸ء ماہ جیٹھ کو ہوا۔ مزار پُرانوار موضع میٹراں ضلع انبالہ انڈیا میں تعمیر کیا گیا۔ ۱۹۴۷ء کے غدر سے پہلے تک آپ کا دربار اصل حالت میں تھا قیام پاکستان کے بعد حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری علیہ الرحمۃ نے مرمت کرائی۔ تقسیم ہند کے بعد اس جگہ پر سکھوں نے قبضہ کرلیا تھا جس کی وجہ سے دربار شریف کا تقدس بھی پامال ہوا اور آپ کے دربار شریف کے ساتھ مسجد پر بھی سکھوں نے قبضہ کر کے رہائش اختیار کرلی تھی۔ تقسیم ہند کے وقت جب لوگ پاکستان آرہے تھے تو اس قافلے میں آپ کے صاحبزادے بھی تھے جن کو سکھوں ہندوؤں نے شہید کر دیا تھا آپ کے خاندان کے بقیہ لوگ گوجرانوالہ میں آکر آباد ہوئے۔

حضرت سیّد شاہ محمد اصغر حسینی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی مادر زاد، جگر گوشہ شاہ دلبند، نور نظر علی المرتضیٰ، پروردۂ آغوش ولایت حضرت سید شاہ محمد اصغر حسینی چشتی صابری حیدرآباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ عبادت و ریاضت میں یگانۂ روزگار ہیں۔ آپ سادات حیدرآباد دکن انڈیا کے عظیم روشن چراغ نیرافق ولایت حضرت خواجہ سید محمد شاہ ہاشم حسینی المعروف بہ محمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر ماہ شعبان المعظم ۱۲۷۷ھ کو پیدا ہوئے۔ اور ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے گھر میں ہی اپنے والد گرامی حضرت شاہ محمد ہاشم حسینی المعروف بہ محمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ہی مکمل کی اور بعدازاں قابل ترین اساتذہ کی نگرانی میں علوم ظاہری مکمل کر کے باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ انتہائی بلند اخلاق اعلیٰ کردار باصلاحیت باوقار شخصیت کے مالک اور منتظم المزاج اور سلیقہ شعار مردم شناش تھے۔ عبادت و ریاضت مجاہدہ وسلوک میں ہمہ وقت اپنے خواجگان کی پیروی کا خیال رکھتے اور مکمل جستجو اور یگانگی سے اپنے کام کو آگے بڑھاتے رہتے تھے اور ہمیشہ **هَلْ مِنْ مَزِيْد** کا دم بھرتے تھے۔ راہ سلوک میں اپنا مال و متاع اور جان عزیز سب کچھ قربان کئے ہوئے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت خواجہ پیر سید محمد شاہ ہاشم حسینی المعروف بہ محمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت و سجادگی پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ نماز روزہ، عبادت و ریاضت، مجاہدہ وسلوک میں بے مثال تھے۔ ہمہ وقت شریعت محمدیہ اور اپنے خواجگان کی طریقت کی پاسداری فرماتے تھے۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ دیگر نوافل اور تہجد بھی پابندی سے ادا فرماتے۔ سخاوت میں آپ بے مثال تھے لنگر و دستر خوان آپ کا وسیع اور دراز تھا۔ ہر آنے والے کی مہمان نوازی خود فرماتے اس کی سہولتوں کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ اخلاق میں عمدہ کردار اور قول و فعل ایسا تھا کہ مخالف بھی انگشت بدنداں تھے۔ مریدین کی تربیت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آنے والے سالک کو چند دنوں میں ہی واصل باللہ فرما دیتے تھے۔ آپ کے دور سجادگی میں خانقاہ عالیہ حیدرآباد دکن کے در و دیوار سے اللہ اللہ کی آوازیں چوبیس گھنٹے آتی رہتی تھیں۔ جامع مسجد کے ہر کونے اور صحن کے چاروں طرف فقرا صوفیاء جماعت در جماعت گروہ در گروہ بیٹھے حلقہ ذکر بلند کئے رکھتے تھے۔

سجادگی قبل از وقت ☆: پروردۂ نور نگاہ مصطفیٰ ﷺ، نور دیدۂ بتول، جگر گوشہ علی المرتضیٰ حضرت خواجہ پیر سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ۱۲۸۸ھ میں جب حضرت خواجہ سید شاہ محمد معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ

کا وصال باکمال ہوا تو حضرت خواجہ سید شاہ محمد ہاشم حسینی المعروف محمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ سجادہ نشین مقرر ہوئے تو وہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد علیل ہو گئے تو بوجہ علالت اُنہوں نے آپ حضرت شاہ محمد اصغر حسینی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کو خانقاہ معلیٰ حیدر آباد دکن کا سجادہ نشین مقرر فرما کر اپنے تمام مریدین کو آپ کی ہی نگرانی میں دے دیا۔ اس وقت سے تمام دربار خانقاہ معلیٰ درگاہ شریف کا انتظام و انصرام آپ نے سنبھالا اس کے علاوہ اپنے والد گرامی کے مریدین کی تربیت خاص بھی ان کے حکم سے فرماتے تھے۔

حضرت سیدی وسندی مرشدی ومولائی آقائی وملجائی سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آبادکنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ حضرت سیدی شاہ محمد اصغر حسینی حیدر آباد کنی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ میرے پیر تربیت بھی ہیں۔ ابتدائے بیعت کے بعد میں بذات خود حضرت کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ اور ذکر وشغل کی ابتدائی تعلیم آپ نے ہی اس فقیر کو دی۔

حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ کی خدمت میں تشریف لاتے رہتے تھے۔ آپ حضور صاحبزادہ صاحب عجیب ذات ستودہ صفات اور کریم الاخلاق اور صاحب جود و کرم ہیں باوجود دنیاوی معاملات میں مصروفیت کے آپ کے اوقات مبارک فقر کے پابند ہیں۔ عالم طفل سے ہی میں آپ کی خدمت میں رہتا تھا۔ کبھی حضور کے تہجد وغیرہ میں بھی فرق نہیں دیکھا۔ مجھ پر جو بھی کرم پیران عظام کا اور حضرت پیر ومرشد سیدی محمد شاہ ہاشم حسینی المعروف محمد شاہ علیہ الرحمۃ کا ہے وہ صرف آپ کی صحبت مبارک کا صدقہ ہے۔ فوائد دینی ودنیاوی اس بارگاہ عالی سے حاصل ہوئے ہیں۔ آپ اپنے والد گرامی و پیر مرشد حضرت سید محمد شاہ ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد مسند آرا حیدر آباد دکن ہوئے۔ اور ہزار ہا بندگان خدا آپ کی زیر تربیت ہدایت پا چکے ہیں۔ اور اپنے اجداد کے زمانہ اور طریقہ کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے خانقاہ شریف کی وہی رونق وزینت ہے۔ حلقہ وغیرہ اسی طرح برابر ہوتا ہے۔ آپ صورت وسیرت میں حسین وجمیل ہیں دیکھنے والا فریفتہ ہو کے رہ جاتا تھا۔

آپ کے دو صاحبزادے ہیں ایک صاحبزادے کا نام مبارک سید معین الدین چشتی عرف شاہ صاحب میاں اور دوسرے صاحبزادے کا نام سید محمد صابر حسنین عرف صابر میاں ہے۔ دونوں صاحبزادے علم وفضل سے آراستہ پیراستہ اور اپنے والد گرامی کے پیروکار اور سلسلہ عالیہ کے غلاموں پر وہی شفقت ومحبت وکرم رکھتے ہیں جو آپ کے والد گرامی رکھتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً ۱۳۵۰ھ بمطابق ۱۹۳۱ء حیدر آباد دکن انڈیا میں ہوا۔ اور وہیں پر آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد دین غریب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مجمع الحسنات و کمالات، منبع فیوض و برکات، جامع الصفات، اسم با مسمیٰ حضرت مولانا محمد دین غریب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ گنجینہ علوم و معرفت ہیں۔ آپ کی ولادت موضع فتح آباد ضلع امرتسر مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم فتح آباد میں ہی حاصل کی۔ ۱۹۱۱ء میں آپ تلاش معاش کے لئے گھر سے نکلے اور امرتسر شریف لے آئے وہاں آپ ایک سکول میں بچوں کو تعلیم دینے پر مامور ہو گئے۔ امرتسر میں آپ نے حضرت مولانا محمد عالم آسی کے علم کا شہرہ سنا تو اکتساب علم کے لئے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اور ظاہری علوم میں تکمیل حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کو باطنی علوم کی طلب اور تکمیل کی فکر ہوئی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت شاہ محمد فاروق بن مولوی محمد حسن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شاہ محمد فاروق چشتی صابری علیہ الرحمۃ مرید وخلیفہ مجاز تھے حضرت مخدوم شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری صاحب حقیقت گلزار صابری کے۔ مرشد کامل کی ایک ہی نگاہ ولایت نے کام تمام کر دیا۔ بعد ازاں تکمیل مجاہدات آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز و ممتاز فرما دیا۔ آپ نے امرتسر سے ایک ماہنامہ ''کشاف'' جاری کیا جو علم و ادب کے ساتھ روحانیت کے مضامین پر مشتمل ہوتا تھا۔ دائمی جنتری کے موجد آپ ہی ہیں آپ نے ہی سب سے پہلے جاری کی ہے۔ شاعری میں خاص ملکہ رکھتے تھے مقام یہ تھا کہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور علامہ حسنین میر کاشمیری کا شمار آپ کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ ہر ماہ اپنے مرشد کامل کا عرس کرواتے جس میں محفل سماع ضرور ہوتی تھی۔ آپ کی وفات پر مولانا عرشی امرتسری غیر مقلد نے اپنے سہ ماہی رسالہ ''بلاغ'' امرتسر بابت ماہ جون جولائی اگست ۱۹۳۱ء میں طویل تعزیتی مضمون شائع کیا۔ اس کے علاوہ انہی مولانا عرشی غیر مقلد نے آپ کی قطعہ تاریخ وصال بھی کہی ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال محرم ۱۳۵۰ھ بمطابق ۳ جولائی بروز جمعتہ المبارک ۱۹۳۱ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار امرتسر میں ہی مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت سید محمد حسین شاہ چشتی صابری المعروف پیش امام رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، فنافی اللہ، بقایا اللہ، فنافی الرسول، فنافی الرسول حضرت خواجہ شیخ سید محمد حسین شاہ چشتی صابری حیدرآباد دکنی ثمہ لاہوری المعروف پیش امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ حیدرآباد دکن میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی معروف خانقاہ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ سید محمد شاہ ہاشم حسینی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے شیخ کی خدمت میں عرصہ دراز تک رہنے کے بعد عبادت و ریاضت، مجاہدہ وسلوک میں مشغول رہے۔ اس دوران آپ کے مرشد کامل نے آپ کو خانقاہ معلٰی حیدرآباد دکن کے ساتھ قائم مسجد میں پیش امام مقرر فرمادیا۔

آپ کافی عرصہ تک جامع مسجد حیدرآباد دکن میں امامت کے فرائض بحسن وخوبی سرانجام دیتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ پیش امام صاحب کے نام سے پکارے جانے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سلسلہ عالیہ کے مشائخ وعوام میں بھی پیش امام صاحب کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔

آپ کے پیر ومرشد حضرت خواجہ سید محمد شاہ ہاشم حسینی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے جب دیکھا کہ آپ مجاہدہ کی بھٹی میں کندن بن چکے ہیں تو پھر انہوں نے آپ کو خرقہ خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد اور سرفراز وممتاز کیا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور میں تشریف لے آئے۔ یہاں بھی امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہے۔ آپ کے دست حق پرست پر سینکڑوں لوگوں نے بیعت اختیار کی۔

آپ کے دیگر خلفاء کے علاوہ عاشق حضرت مخدوم صابر کلیری شاعر ملت صابریہ جناب محمد امیر صابری جو کہ عرصہ دراز سے لاپتہ ہیں وہ آپ ہی کے خلیفہ اکبر ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال یکم رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۳۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار باغ گل بیگم قبرستان میانی صاحب لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت محمد امیر صابری کے صاحبزادے محمد سلیم صابری ہر سال اپنے والد گرامی کی یاد تازہ کرتے ہوئے آپ کا سالانہ عرس مبارک اپنے مکان پر کراتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو ان سے ایک ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: سراج السالکین، برھان العارفین، دلیل الکاملین، سلطان الواصلین، شاہد بزم الانسان سری، ہادی ساکنان بحری وبری، شہباز قضائے تجرید، ہمائے آشیانہ تفرید، فائز بہ کمالات الفقر فخری، فرد حقیقت، خورشید ولایت، آئینہ جمال و جلال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، معدن گنجینہ علوم لدنی، پروردۂ لطف رسول مکی و مدنی، امام الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جمال معرفت وکمال حقیقت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت کرنال انڈیا میں قریشی فاروقی خاندان کے فرد جناب محمد منیر بن وزیر علی کے گھر ۱۴ ذیعقد ۱۲۷۳ھ بمطابق ۶۸۔۱۸۶۷ء میں ہوئی۔ آپ نسباً فاروقی حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔

آپ کے والد گرامی حضرت محمد منیر صاحب کرنال شریف میں سکونت پذیر اور حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشینوں میں سے تھے۔ آپ کا تعلق ایک پڑھے لکھے اور مذہبی گھرانے سے تھا۔ والد گرامی جناب محمد منیر صاحب ملتان اور مظفر گڑھ صوبہ پنجاب میں افسر مال اور ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر فائز رہے۔ ان اضلاع کی زرعی اور ضلعی حد بندی آپ کے والد گرامی نے ہی کی تھی۔

تعلیم وتربیت☆: آپ نے مڈل اور میٹرک کا امتحان ملتان میں پاس کیا۔ ان دنوں آپ کے والد محترم ملتان میں بسلسلہ سرکاری ملازمت تعینات تھے۔ اس تعلیمی دور میں ہی آپ نماز روزہ کے نہ صرف خود پابند تھے بلکہ اپنے دوستوں ہم سبقوں کو بھی اس کی پابندی کے لئے ایک ایسی تنظیم بنائی جس کا مقصد ہی لوگوں کو نماز کا شوق دلانا تھا۔ اور نماز کی پابندی نہ کرنے والے کو ہلکی پھلکی سزا بھی دی جاتی تھی۔ میٹرک کی تعلیم کے بعد آپ ہمہ وقت عبادت وریاضت میں مصروف رہنے لگے اور سلاسل اربعہ کے معمولات پر عمل پیرا ہوگئے۔ یہاں تک کہ سلسلہ نقشبندیہ کے تمام لطائف شیخ کی مدد کے بغیر ہی طے کر لئے۔ اس طالب علمی کے دور میں آپ ایسے عملیات کے ماہر ہوگئے کہ جن کے ذریعے سے بہت سی لاعلاج بیماریوں کا علاج کر لیا کرتے تھے۔ آپ کے کمرے میں مریضوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ آپ کا یہ فیضان کسی ایک مذہب کے لئے مخصوص نہ تھا۔ بلکہ ہر مذہب وملت کے مصیبت زدہ اشخاص آپ کے در دولت پر آتے اور یہ کہتے ہوئے جاتے۔

کرم کردی الٰہی زندہ باشی

نائب تحصیلداری کا کورس اور تقرری ☆: آپ کے والدگرامی آپ کو کسی اعلیٰ عہدے پر دیکھنا چاہتے تھے۔انہوں نے آپ کو نائب تحصیلداری کا کورس پاس کرنے کو کہا چونکہ آپ کی طبیعت کا رجحان خالصتاً مذہبی تھا اس کو اس اور عہدے کے لئے ذہنی طور پر تیار مگر چونکہ والدگرامی کا حکم ٹال بھی نہیں سکتے تھے۔آپ نے اس کے لئے کما حقہ تیاری بھی نہ کی اور امتحان دے دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کے فیل ہوگئے۔والدگرامی نے دوبارہ امتحان کے لئے کہا پھر بھی ایسا ہی ہوا کہ نا کام ہوگئے۔بلکہ آپ نے اس ناکامی کی خوشی میں کہ دنیا کے امتحان میں ناکام اور آخرت کی طرف متوجہ ہوں فقرا غربا کو کھانا کھلایا۔آپ کے اس فعل سے والدگرامی بہت ناراض ہوئے اور پھر تیسری مرتبہ امتحان کی تیاری کا حکم دیا۔اس مرتبہ آپ نے پوری تیاری سے امتحان دے کر نہ صرف کامیابی حاصل کی بلکہ اعلیٰ پوزیشن حاصل کی۔اور گورداسپور میں نائب تحصیلدار تعینات ہوگئے۔

دوران ملازمت تقویٰ کا یہ حال رہا کہ سرکاری قلم دوات سے کبھی کسی کو ذاتی خط یا کسی مریض کو تعویذ وغیرہ نہیں لکھتے تھے۔نماز کے وقت خواہ کتنا بڑا اور ضروری کام ہوتا فوراً چھوڑ کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔نماز جمعہ کا خطبہ آپ خود ارشاد فرماتے اور نماز ہمیشہ آخری وقت میں پڑھاتے۔اکثر فرمایا کرتے تھے کہ نماز جمعہ کی قضا نہیں اور نہ ہی منفرد حالت میں پڑھی جاسکتی ہے۔اس لئے اس نماز کو دیر سے ادا کرنا چاہیے تاکہ سب لوگ شامل ہوجائیں۔ایک دن نماز جمعہ کیلئے تشریف لے گئے تو آپ کی عدم موجودگی میں سکھ افسر آیا اور آپ کو اپنی جگہ پر نہ پا کے سیخ پا ہوا۔

جب آپ نماز جمعہ پڑھا کر تشریف لائے تو اس نے پوچھا کہ سراج الحق کہاں سے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ نماز جمعہ ادا کر کے آیا ہوں۔سکھ افسر نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ یہ سرکاری ڈیوٹی ہے۔آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں اُس سرکار کی ڈیوٹی کر کے آیا ہوں جو سب سرکاروں کی سرکار ہے۔سکھ افسر نے کہا پھر اسی سرکار کی نوکری کرلو۔اس سرکار کی نوکری سے علیحدگی اختیار کرلو۔

آپ چونکہ پہلے ہی ملازمت سے رغبت نہ رکھتے تھے فوراً استعفیٰ لکھ کر دے دیا۔سکھ افسر نے اس پر نوٹ لکھا کہ یہ شخص سرکاری ڈیوٹی صحیح ادا نہیں کرتا۔اکثر نماز وغیرہ کے لئے جاتا ہے اور بہت دیر سے واپس آتا ہے۔دستخط کر کے استعفیٰ منظور کر کے افسر مال کے پاس بھیج دیا۔افسر مال چونکہ آپ کے والد محترم تھے انہوں نے جب اپنے نور چشم کا استعفیٰ دیکھا تو سکھ افسر کو بلا کر پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ استعفیٰ کس کا ہے۔وہ کہنے لگا نہیں بس اس قدر معلوم ہے کہ یہ شخص ڈیوٹی صحیح نہیں کرتا۔

جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ آپ افسر مال کے صاحبزادے ہیں تو معذرت طلب کی اور آپ کو دوبارہ ڈیوٹی پر واپس آنے کی اپیل کی۔آپ نے فرمایا۔اب ہم نے احکم الحاکمین کی نوکری کرلی ہے ہمیں دنیاوی سرکار کی ملازمت سے کوئی واسطہ نہ ہے۔اب آپ چونکہ مکمل طور پر فارغ البال تھے۔ہمہ تن خداتعالیٰ کی عبادت اور مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف ہوگئے۔اور اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا ''نیک بخت! اگر تم عیش وعشرت کی زندگی گزارنا چاہتی ہو تو والدگرامی کی جائیداد میں میرا حصہ ہے وہ لے کر اپنی علیحدہ زندگی بسر کرلو۔ اگر تم فقر وفاقہ کی زندگی گزارنا چاہتی ہو اور درویشی کی طرف لگاؤ ہے تو میرے ساتھ رہو۔لیکن یہ یاد رکھو اگر میرا مہمان رات کے کسی

بھی حصے میں آ گیا تو اس کو کھانا تیار کر کے دینا ہوگا۔" آپ کی خوش بخت نیک سیرت بیوی نے عیش وعشرت کی زندگی کو فقیری پر قربان کر دیا اور آپ ہی کے ساتھ رہنا پسند کیا۔

علوم دینیہ اور دورۂ حدیث ☆: دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم پہلے ہی آپ کے پاس کافی تھی۔ اب باقاعدہ کتب متداولہ پڑھیں اور اپنے پھوپھا مولانا رشید احمد گنگوہی سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم آپ کے ہم درس تھے۔

تلاش مرشد اور بیعت توبہ ☆: آپ عبادت و ریاضت میں پہلے ہی بہت محنت کر چکے تھے مگر چونکہ مرشد کامل کے بغیر منازل سلوک کی تکمیل مشکل تھی۔ اس کے لئے آپ نے گھر بار کو چھوڑ کر کوبہ کو سیاحت کی مگر کسی بات نہ بنی۔ بالآخر استخارہ فرمایا تو حق کی طرف سے رہنمائی ملی اور حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ مراد آبادی کی صورت مبارکہ دکھائی گئی۔ اب اس دیکھی ہوئی صورت کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے کلیر شریف حضور مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مقدس پر پہنچے تو وہاں مرشد پاکاں حضرت خواجہ صوفی محمد حسین مراد آبادی سے ملاقات ہوگئی۔ طالب و مطلوب اس انداز سے ملے جیسے پہلے سے شناسائی ہو۔ عرس کے اختتام پر آپ حضرت صوفی صاحب کے ہمراہ مراد آباد تشریف لے آئے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

بیعت کے وقت مرشد کامل نے جو خصوصی توجہ اور نگاہ ولایت سے آپ کی طرف دیکھا تو مست و مخمور ہو گئے۔ عشق و مستی کی وجہ سے آپ پر بے ہوشی کا عالم رہنے لگا تین دن تک یہی حالت رہی۔ سینہ بے کینہ سے درد بھری آوازیں نکلتی تھیں۔ تین دن کے بعد جب افاقہ ہوا تو مرشد کامل نے خدام سے فرمایا انہیں باہر کی طرف لے جا کر سیر کراؤ۔ تا کہ سکر سے محو میں آ جائیں۔ باہر کی طرف سیر کرنے سے آپ کی طبیعت کافی حد تک بحال ہوئی۔ اس کے بعد کافی عرصہ میخانہ مرشد کامل میں رہ کر عرفان کی دولت حاصل کرتے رہے۔ پھر آپ کے والد گرامی تشریف لائے اور آپ کو گھر لے گئے۔

پاکپتن شریف میں حاضری ☆: شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس پاک میں آپ حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ دوران قیام مرشد کامل نے آپ کو بلا کر آپ کی جیب سے تمام رقم نکال لی۔ یہاں تک کہ ایک پیسہ بھی آپ کی جیب میں نہ رہنے دیا۔ پھر ارشاد فرمایا سراج الحق اب تم جاؤ۔ ماہ ربیع الاول شریف میں حضرت مخدوم پاک کے عرس میں ہم سے ملاقات کرنا۔ آپ وہاں سے رخصت ہو کر کرنال کی طرف چل دیئے۔ افسر مال اور سجادہ نشین حضرت بوعلی شاہ قلندر کی گود میں ناز ونعم سے پلنے والا یہ شہزادہ اور طالب حق اس طرح پاکپتن شریف سے کرنال پہنچا ہوگا۔

بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ عشق کی منزل کے مسافر کی کیفیت کو کوئی عاشق ہی سمجھ سکتا ہے کہ اس کا سفر کتنا کٹھن ہے۔ حافظ صاحب نے اس مقام پر خوب کہا۔

عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکل ہا

کلیر شریف میں امتحان اور نزول عرفان ☆: مرشد کامل کے فرمان کے مطابق آپ کلیر شریف حضور مخدوم پاک صابر علاؤالدین کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک پر مرشد کامل کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اس دوران باران رحمت کا سخت نزول ہوا۔ حقیقتاً باطنی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ بارش نہ تھی بلکہ نزول عرفان کہ اس موقعہ پر ہی آپ کو آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی و ہدایت قرار دیا جانا تھا۔ بارش کی وجہ آپ کے مرشد کے کیمپ میں پانی آنا شروع ہو گیا تو مرشد کامل نے آپ سے فرمایا سراج الحق کدال لو اور زمین کھود کر کیمپ کے گرد بند باندھ دو تا کہ پانی اندر نہ آئے۔ آپ نے حکم ملتے ہی کدال پکڑ کر زمین کھودنا شروع کی اور کیمپ کے گرد بند لگا دیا۔ مگر آپ کے نازک ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے۔ مرشد کامل نے جب بند کو دیکھا تو اپنی مسند سے اٹھے اور ایک طرف پاؤں مار کر بند توڑ دیا اور فرمایا کہ سراج الحق ادھر دیکھو بند ٹوٹ گیا ہے اور پانی کا رخ کیمپ کے اندر ہو گیا ہے اسے فوراً ٹھیک کرو۔ آپ ایک طرف سے ٹھیک کرتے تو مرشد کامل دوسری طرف سے پاؤں مار کر توڑ دیتے تھے۔

چنانچہ اسی طرح متعدد بار بند ٹوٹا پھر بنا بالآخر آپ تھک کر چور ہو گئے ہاتھوں کے چھالے پھوٹ گئے۔ سانس پھول گئی مگر حضرت نے پھر بند توڑ دیا اور فرمایا سراج الحق تم سے پانی کا بند نہیں باندھا جاتا۔ فقیری کیسے حاصل کرو گے۔ نفس کو کیسے باندھو گے۔ آپ نے مرشد کامل کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ سنے تو دم بخود ہو گئے اور آنکھوں میں اشکوں کا سیلاب آ گیا۔ آنسوؤں کے قطرے موتیوں کی طرح ٹپ ٹپ رخساروں پر گرنے لگے۔ مرشد کامل تو پہلے ہی اس وقت کی انتظار میں تھے۔ جلدی سے آگے بڑھے اور آپ کو اپنے سینے سے لگا کر دولت عرفان سے مالا مال کر کے دریائے عشق و معرفت میں غوطہ زن کر دیا۔

سیرت و کردار ☆: آپ ابتدا ہی سے احکام شریعت کے دلدادہ تھے بلکہ ہر ممکن کوشش کر کے دوسروں سے بھی احکام شریعت کی پابندی کراتے تھے۔ پوری زندگی میں کوئی فعل خلاف شرع سرزد نہ ہونے دیا۔ تبلیغ اسلام اور احیائے دین و سنت آپ کی زندگی کا مقصد رہا۔ زہد و تقویٰ، ورع توکل، سخاوت، علم و حلم، شرم و حیا کا پیکر تھے۔ فرائض کے علاوہ سنن واجبات اور نوافل تک ترک نہ فرماتے تھے۔ اپنے خواجگان کے اوراد و وظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے۔ مریدین کی تربیت اور اصلاح میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ گفتگو میں اس قدر نرمی کے لبوں سے پھول جھڑتے تھے۔ کسی کی غلطی پر مواخذہ کے لئے سختی نہیں بلکہ حکمت سے کام لیتے اور اس انداز سے نشاندہی فرماتے کہ غلطی کرنے والا خود نادم ہو جاتا تھا۔ آپ سنت کے سخت پابند تھے۔ یہاں تک منہ میں دانت نہ ہونے کے باوجود مسوڑھوں پر ہر نماز کے لئے وضو کے وقت مسواک فرمایا کرتے تھے۔ تمام دن مہمانوں میں مشغول رہتے اور ان کو کھانا خود پیش کرتے۔ ہر وقت تبلیغ جاری رکھتے۔ اس کے علاوہ نماز تہجد کے بعد سے نماز فجر تک ذکر بالجہر فرماتے۔ روزانہ ایک پارہ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ شریف، حزب البحر، اوراد فتحیہ، دعائے رقاب، دعائے حیدری، دعائے مغنی اور دعائے سیفی اور شجرہ شریف صبح کے وقت نماز اشراق پڑھ کر مہمانوں کی خدمت رشد و ہدایت میں مشغول ہو جاتے تھے۔

جس کو پیا چاہے وہی سہاگن کہلائے ☆: آپ کے مرشد کامل محفل سماع بہت شوق سے سنتے تھے اسی طرح ان

کے دیگر خلفا اور مریدین بھی۔ مگر آپ کو محفل سماع سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ کچھ حاسدین نے اس بات کو بہانہ بنا کر آپ کے مرشد کامل کی خدمت میں عرض کیا حضور آپ تو محفل سماع ضرورت سے زیادہ شوق فرماتے ہیں اور آپ کی اتباع میں تمام خلفا اور مریدین سماع میں حاضر ہوتے ہیں مگر ہمارے پیر بھائی سراج الحق محفل میں نہیں بیٹھتے جبکہ آپ ان سے بہت پیار اور شفقت فرماتے ہیں۔ حضور قبلہ پیرو مرشد نے جواباً فرمایا ''جو چیز ہم سماع سے حاصل کرتے ہیں ہمارا سراج الحق قرآن مجید سے حاصل کر لیتا ہے'' یہ سن کر تمام خاموش ہو گئے۔

دائمی فیضان بصورت سپرداری لنگر☆: ایک مرتبہ مراد آباد کی خانقاہ معلیٰ میں لاکھوں مرید اور سینکڑوں خلفاء کی موجودگی میں مرشد پاکاں خواجہ صوفی سید محمد حسین مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو میرے لنگر کا کام سنبھال سکتا ہے؟ مجلس میں خلفاء امرا نواب سبھی حاضر تھے مگر سب خاموش اور کسی کی جرأت نہیں ہوئی کہ لنگر کی تقسیم اپنے ذمے لیتا۔

آپ نے بڑے ہی ادب سے کھڑے ہو کر مرشد کامل کی خدمت میں عرض کیا حضور اگرچہ یہ فقیر اپنے تمام پیر بھائیوں میں ایک عاجز بندہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ کی نظر عنایت کو شامل رکھ کر لنگر کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔

مرشد پاکاں حضرت صوفی صاحب نے فرط محبت سے آپ کو دیکھا اور دعا کیلئے ہاتھ پھیلا دیئے۔

نوٹ☆: یہ بات ذہن نشین رہے کہ فقیر کو زندگی کا سب سے بڑا انعام لنگر کی تقسیم کا ہی ملتا ہے۔ اس لئے کہ جتنا وسیع دستر خوان اور لنگر ہو گا اس فقیر کا اتنا ہی فیضان اپنے خواجگان سے کھلتا ہے۔ عبادت و ریاضت سے ہٹ کر لنگر کی تقسیم اور بھوکوں کو کھانا کھلانے میں فیضان و عرفان کا بہت بڑا دخل ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہزاروں مرید تھے مگر لنگر کے تقسیم کی ڈیوٹی حضور مخدوم پاک صابر کلیری نے سنبھالی۔ اسی پر آپ کو بادشاہ دو جہاں کا اعزاز حاصل ہے اور آج پوری دنیا میں حق صابر یا صابر نے نعرے لگ رہے ہیں۔

حضرت صوفی محمد حسین مراد آبادی مرشد پاکاں کے سولہ سو خلفاء میں سے جو مقام آپ کو حاصل ہوا ہے وہ کسی اور کو نہیں اس کی وجہ آپ کی دینی تبلیغی خدمات کے علاوہ تقسیم لنگر ہے کہ آج پوری دنیا میں حلقہ چشتیہ صابریہ سراجیہ کے فیضان کا شہرہ ہے اور آپ کے خلفا در خلفا قیامت تک اس فیضان کو جاری رکھیں گے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ

فقیر راقم الحروف اکثر کہا کرتا ہے کہ جتنا بڑا لنگر اتنا ہی فیضان۔ جس کا لنگر نہیں اس کا فیضان بھی نہیں۔

کمانڈر انچیف در فتنہ رد قادیانیت☆: مرزا غلام احمد قادیانی کے رد ابطال کے سلسلہ میں یوں تو تمام صوفیائے کرام علمائے کی قربانیوں شامل ہیں۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ خصوصیت سے حضرت حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری اور حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ مراد آبادی چشتی صابری علیہم الرحمۃ کا نام سرفہرست ہے۔ حضرت حاجی صاحب نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی گولڑوی کو یہ کہہ کر حجاز مقدس میں قیام سے منع فرمایا تھا کہ ہندوستان میں ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے۔ جس کا استیصال آپ کے ہاتھوں ہو گا۔

اور حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اس خطرے کو بھانپتے ہوئے اپنے نامور اور محبوب خلیفہ سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کو اس فتنہ کے رد کیلئے کمانڈر انچیف مقرر فرما کر حکم دیا سراج الحق کرنال کو چھوڑ کر گورداسپور چلے جاؤ اور مرزا قادیانی کے گرد گھیرا تنگ کر دو۔

نوٹ ☆: گورداسپور قادیان کے نزدیک ترین جگہ ہے جہاں آپ کو دشمنوں کے نرغے میں بیٹھنے کا حکم ملا۔ اور مرید صادق نے بھی پھر بیٹھنے کا پورا حق ادا کر دیا۔ اور مرزا کا ایسا ناطقہ بند کیا جسے مردود مرزا قادیانی کی نسلیں بھی تا قیامت یاد رکھیں گی۔ (مؤلف)

گورداسپور سے فیضان مراد آباد بصورت تحریک تحفظ ختم نبوت ☆: مرزا قادیانی مردود کے خلاف آپ نے سب سے پہلے مرشد کے حکم سے گورداسپور میں خانقاہ قائم کی اور وہاں پر علماء اور مناظرین ذاکرین کی ایک جماعت تیار کی۔ پھر ان میں قابل ترین فاضلین کا ایک گروپ الگ کر کے قادیان کے چاروں کونوں پر ان کو متعین کر کے خانقاہیں بنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہاں پر بیٹھ کر فاضلین و ذاکرین کی جماعتوں کی تربیت کر کے ان کو مختلف قصبوں دیہاتوں اور شہروں میں بھیج کر ختم نبوت کی تحریک کو زندہ کرو اور مردود قادیانی کا تعاقب ہر انداز سے کیا جائے۔

ان تمام فاضلین میں سے اپنے خلیفہ اکبر سلطان المناظرین حضرت علامہ مولانا خواجہ محمد نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کو رمداس سے ستکوہہ میں بٹھا دیا۔ جو قادیان سے صرف تین میل ہے۔ اردگرد کے دیہات کے مسلمان مرزا قادیانی مردود کی کارستانیوں اور چالاکیوں سے بخوبی واقف تھے۔ جبکہ مرزا کی شکل بھی بڑی مکرہ قسم کی تھی۔ اس کے مقابلے میں یہ گورداسپوری جماعت کے حسین و جمیل چاند ستارے اپنے اندر ایک کشش رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے دیہات اور گردونواح کے لوگوں کے لئے حق و باطل میں امتیاز کرنا کوئی مشکل نہ تھا۔

جب آپ اپنی جماعت کے فاضلین ذاکرین کو لے کر نکلتے تو قادیان کے گردونواح کے مسلمان گروہ در گروہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونا شروع ہو گئے۔ آپ نے ان کی تربیت کی اور ان میں سے دس بارہ افراد کو خرقہ خلافت سے نواز کر انہیں انہی کے علاقے میں تبلیغ اور رشد و ہدایت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بٹھا دیا۔ اس مشن کی تکمیل کے لئے آپ تا دم آخر گورداسپور میں ہی قیام پذیر رہے اور یہیں سے مبلغین کی جماعتیں تیار کر کے برصغیر پاک و ہند کے کونے کونے میں بھیجتے رہے۔

یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری ☆: سلطان المناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد نواب الدین چشتی صابری ستکوہی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند عاشق رسول ﷺ معروف ادیب و نعت گو شاعر حسان العصر حضرت حافظ مظہر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کے ساتھ جو جماعت ہوتی تھی۔ انہیں دیکھ کر یہ گمان گزرنے لگتا تھا کہ سلف صالحین کی کوئی جماعت قبروں سے نکل آئی ہے، جسم قد آور، چہرے حسین درخشندہ، طویل داڑھی، سر کے بال لمبے، ہاتھ میں عصا اور تسبیح اور رنگین لباس میں ملبوس قدسیوں کی اس جماعت کے ساتھ جب آپ کسی گاؤں میں تشریف لے جاتے تو لوگ جمع ہو جاتے اور غایت درجہ عقیدت و محبت کرنے لگتے اور دعاؤں اور تعویزات کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ نماز تہجد کے بعد حضرت خواجہ ذکر بالجہر فرماتے تو سامعین پر ایک

وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ جبکہ مرزائیوں میں یہ ذوق وشوق کی متاع کہاں تھی؟ وہ عوام کا تاثر زائل کرنے کے لئے کمال بے حیائی سے کہتے کہ یہ جذب وشوق نہیں نئی گندم کھانے کا اثر ہے۔ لیکن ایسی خرافات سے عوام کے تاثر کا زائل ہونا ممکن نہ تھا۔

عرس کی تاریخوں کی حکمت ☆: تمام خواجگان چشت اہل بہشت کے عرسوں کی تاریخیں سن ہجری کے مطابق ہیں۔ مگر آپ نے گورداسپور کی خانقاہ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں عیسوی سن کے حساب سے عرس کا آغاز کیا تو عرس کی تاریخ ۲۴۔۲۵۔۲۶ دسمبر مقرر کی۔ ایک صاحب نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ انہی تاریخوں میں قادیان کا مرکزی جلسہ ہوتا ہے۔ یہ تاریخیں مقرر کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ان تاریخوں میں مسلمان ادھر نہ جائیں۔ حضرات گرامی! بظاہر یہ ایک معمولی سی بات نظر آتی ہے۔ لیکن اس سے آپ کی فراست اور دور بینی واضح ہو رہی ہے کہ عوام کو مرزائیت سے دور رکھنے کے لئے آپ کو کس قدر فکر تھی۔ ہوسکتا ہے یہ تدبیر آپ نے اپنے مرشد کے ایما اور مشورہ سے مقرر کی ہو۔

مرزا قادیانی کا منصوبہ ناکام کر دیا ☆: مرزا غلام احمد قادیانی مردود نے اپنے خفیہ تحریک چلانے کا منصوبہ بنایا۔ وہ یہ کہ اس نے سلطنت برطانیہ کو درخواست بائیں مقصد گزارنے کا عزم کیا چونکہ قادیان میں میرے معتقد زیادہ ہیں۔ لہٰذا اس وجہ سے قادیان کو میری ریاست قرار دیا جائے۔

عین ممکن تھا کہ اس کی درخواست منظور ہو جاتی اس لئے بھی کہ گورنمنٹ برطانیہ تو پہلے ہی مسلمان کے خلاف تھی اور مرزا قادیانی انہیں کا چربہ اور چیلا تھا۔ مگر آپ کو دو سال پہلے ہی اس کا علم ہو گیا کہ مرزا اس تحریک کا آغاز کر چکا ہے اور کسی بھی وقت درخواست بھجوا دے گا۔

آپ نے اپنے مرید صادق مولانا حافظ محمد فضل دین مدنی صاحب علیہ الرحمۃ کو مدینہ شریف میں حصول علم کے لئے بھیجا ہوا تھا۔ کو واپس بلا لیا۔ ان کی آمد پر گورداسپور میں ایک ہائی سکول کھولا گیا۔ اور تبلیغ کا کام قدرے تیز کر دیا۔ حافظ فضل دین صاحب کے ذمہ اضافی ڈیوٹی یہ بھی لگائی کہ اپنی جماعت سراجیہ کے افراد کی ایک مکمل فہرست نام مکمل سکونت تیار کی جائے۔

لہٰذا اس حکم کی تعمیل کی گئی اور کئی جلدوں میں فہرست تیار ہوئی۔ تکمیل فہرست کے بعد گورنمنٹ برطانیہ کو درخواست بھجوادی گئی کہ مرزا قادیانی کے مریدین سے زیادہ مرید گورداسپور اور اس کے گردونواح کے دیہاتوں میں ہمارے ہیں۔ لہٰذا گورداسپور کو بنام خواجہ محمد سراج الحق ریاست قرار دیا جائے۔

اس سے آپ کا مقصد ریاست حاصل کرنا تو نہ تھا۔ اصل مقصد تو صرف اور صرف مرزا کی درخواست کا رد اور نا منظور کروانا تھا جو کہ کامیاب رہا۔ اور مقصد پورا ہو گیا۔ مرزا صاحب نے جو درخواست ریاست کے لئے دی تھی آپ کی درخواست کی وجہ سے انگریز حکام کو نامنظور کرنا پڑا۔ جس سے مرزا کو سخت مایوسی ہوئی۔ اس طرح کے اور بھی واقعات لاتعداد ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اس فتنے کو دبانے کے لئے کیا کیا تکالیف برداشت کیں اور کس حکمت عملی سے کام لیا۔

محمدی بیگم اور مقدمہ فسخ وتنسیخ نکاح ☆: آپ کے خلیفہ نامدار سلطان المناظرین حضرت علامہ مولانا محمد نواب

الدین چشتی صابری سنکوہی علیہ الرحمۃ نے مرزا قادیانی کی بیوی جو کہ خود کو مسلمان کہتی تھی کے ساتھ نکاح کر لیا اور اسے اپنے گھر میں بسا لیا تھا۔

مولانا نواب الدین پہلے ہی مرزائیوں کی طرف سے قائم کردہ کئی مقدمات میں ملوث تھے۔ ۱۹۲۵ء سے قبل جب قادیانیوں کی طرف سے منعقد جلسے میں ایک مرزائی مقرر نے مولانا نواب الدین علیہ الرحمۃ کی شان میں توہین آمیز جملے استعمال کئے اور بہت سی بکواس کی بات جب طول پکڑ گئی تو مولانا نے اس مرزائی کو قتل کر دیا۔ یہ بات آناً فاناً دور دور تک پھیل گئی جب ''خانقاہ سراجیہ'' میں پتہ چلا تو آپ نے فرمایا کہ ''دنیا میں کوئی مائی کا لعل میرے شیر کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔'' مقدمہ کا فیصلہ انگریز جج کے ہاتھوں میں تھا۔ جج نے مرزائیوں کو یقین دلایا تھا کہ مولوی نواب الدین کو پھانسی کا حکم دوں گا۔ جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو فرمایا کوئی مائی کا لال میرے شیر کو پھانسی تو کیا اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا۔

چنانچہ فیصلے کے روز آپ خود عدالت میں تشریف لے گئے۔ جج آپ کی آمد سے قبل مولانا نواب الدین علیہ الرحمۃ کی پھانسی کا حکم لکھ چکا تھا۔ آپ جو کہ انتہائی متین اور متحمل مزاج تھے مگر اس وقت نہایت غضبناک لہجے میں فرمایا ''لے جج سنا فیصلہ'' آپ بار بار عدالت میں کھڑے فرماتے تھے اور جج نہایت ہی زیادہ پریشان اور حیران تھا۔ کہ کل میں نے خود ہی پھانسی کا حکم لکھا ہے۔ آج میری فائل پر مولانا کے حق میں کیسے فیصلہ لکھا گیا ہے۔ جج یہ دیکھ کر کرسی سے نیچے اترا اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی مانگ کر کہنے لگا ''آپ تو بڑے پیر پادری ہیں۔'' آپ نے فرمایا کہ مجھے پیر پادری نہ کہو۔ میں تو اللہ کا ادنیٰ سا بندہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے جج سے فرمایا کہ اگر تم فیصلہ نہیں سنا سکتے تو لاؤ یہ فیصلہ میں سنا دوں۔ آخر انگریز جج نے مولانا نواب الدین کو بری کرنے کا حکم سنا دیا۔

ایک عیسائی کا قبول اسلام ☆: یہ اُن دنوں کی بات ہے جب مسمریزم کی لعنت ابھی نئی نئی عمل میں آئی تھی۔ ایک عیسائی پادری گورداسپور میں آیا اور مجمع لگا کر ایک نوجوان کو نیچے زمین پر لٹا کر پھر اس کو فضا میں دو گز کے فاصلے پر معلق کر دیتا۔ اس طرح وہ عیسائیت کا پرچار کر کے سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کی ناپاک جسارت میں مصروف تھا اور سادہ لوح ضعیف الاعتقاد لوگ دھڑا دھڑ مذہب اسلام چھوڑ کر عیسائیت کو قبول کرنے لگے۔ اس امر کی شکایت بعض مریدوں نے آپ سے کی۔ مگر آپ نے سکوت اختیار کیا۔ آخر ایک مرید نے عرض کیا حضور آپ اس وقت قدم اٹھائیں گے جب سارا گورداسپور مرتد ہو جائے گا۔ یہ سُن کر آپ اٹھے اور اپنا عصا ہاتھ میں لیا اور پادری کے مجمع میں تشریف لے گئے اور پادری سے فرمایا کہ ہمیں بھی اپنے کرتب دکھائیے۔ پادری نے لڑکے کو سفید چادر میں لٹا کر فضا میں معلق کر دیا۔ آپ نے اُس سے فرمایا بس اسی قدر جانتے ہو یا کچھ اور بھی؟ پادری کہنے لگا جی میں اتنا ہی کرتب دکھا سکتا ہوں۔

اس کی بات سن کر آپ جلال میں آ گئے اور اپنی انگشت شہادت کو لڑکے کی طرف اشارہ کر کے آسمان کی جانب کیا اور فرمایا لَآ اِلٰهَ لڑکا آسمان کی فضا میں غائب ہو گیا۔ پھر فرمایا اِلَّا اللّٰه اس کے بعد لڑکا زمین پر آ گیا۔ آپ نے اسی طرح تین چار مرتبہ کیا۔ لڑکا کبھی آسمان پر جاتا اور کبھی نیچے آتا تو پادری صاحب کی ہوائی نکل گئیں اور قدموں میں گر کر عاجزی کرنے لگا۔ حضور لڑکا مر جائے گا معاف

فرما دیجیے میں اسلام قبول کرتا ہوں۔'' مجمع میں کھڑے لاتعداد لوگوں نے یہ دیکھ نعرۂ تکبیر بلند کر دیا۔ مرتدین دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے۔ پادری صاحب اور کئی عیسائی کلمہ شہادت پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور حضرت کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

مولوی ثناء اللہ خانقاہ سراجیہ میں ☆: آپ کے خلیفہ پیر طریقت فاضل نگینہ عاشق مدینہ حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالغنی چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل حدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری خانقاہ سراجیہ میں اکثر حاضری دیا کرتا تھا اور حضرت خواجہ جب امرتسر تشریف لے جاتے تو مولوی ثناء اللہ آپ کو اپنے گھر لے جاتا۔ ایک مرتبہ مولوی ثناء اللہ نے تصرفات اولیاء پر گفتگو چھیڑ دی تو ساتھ ہی جنات کے عمل کا انکار کیا۔

آپ نے فرمایا کہ جنات اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں۔ انسانوں کی طرح ان میں نیک بھی ہیں اور شر پسند بھی۔ جس طرح بعض شر پسند انسان انسانوں کو اور دوسری مخلوقات کو بلاوجہ تنگ کرتے ہیں۔ عین اسی طرح شریر جن انسانوں کو تنگ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو طاقت بخشی ہے کہ وہ انسان کے جسم میں محلول ہو جاتے ہیں جیسا کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان انسان کی رگ رگ میں اس طرح پھیل جاتا ہے جیسے خون رگوں میں دوڑتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے باوجود دلائل کے آپ کی بات کو تسلیم نہ کیا۔ آپ کا معمول تھا کہ کسی مناظرے کی شکل میں گفتگو نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے خاموشی اختیار کر کے واپس گورداسپور تشریف لے آئے۔

اِدھر آپ گورداسپور میں پہنچے۔ اُدھر مولوی ثناء اللہ کا بیٹا بغیر سیڑھی کے مکان کی چھت پر اور پھر نیچے فرش پر آنے جانے لگے۔ گھر میں ایک کہرام برپا ہو گیا کہ اس کو اچانک کیا ہوا۔

مولوی صاحب بڑے پریشان ہوئے لڑکے کو پکڑنے کی کوشش کرتے مگر وہ ہاتھ نہ لگتا تھا۔ بالآخر مولوی صاحب بھاگے اور تار گھر جا کر بذریعہ فون آپ کو اس واقعہ کی اطلاع کی۔ آپ نے ان کی بات سن کر فرمایا اللہ کرم فرمائے گا۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ لڑکا اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب آپ کے بہت زیادہ معتقد ہو گئے۔

اسی طرح ایک مرتبہ پھر آپ امرتسر تشریف لے گئے تو مولوی ثناء اللہ نے پھر اپنے گھر جانے کی دعوت دی آپ نے قبول فرمائی اور تشریف لے گئے۔ اس ملاقات کے درمیان مولوی صاحب نے عرض کیا ''حضور بعض لوگ (اہل سنت و جماعت) کہتے ہیں کہ اولیائے کرام بھی غیب پر مطلع ہوتے ہیں۔''

آپ نے فرمایا ''ہاں'' مولوی صاحب نے کہا کہ آپ کو بھی یہ مقام حاصل ہے تو فرمائیں میری عمر اس وقت کتنی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک کورا گھڑا لے آؤ۔ اور اس پر سفید چادر ڈال دو۔ پھر اس سے کہو کہ سراج الحق کہتا ہے کہ میری عمر بتا دو۔ مولوی صاحب نے یہ عمل کیا تو گھڑا اپنی جگہ سے اوپر کو اٹھا پھر اپنی جگہ پر آیا۔ اس طرح کئی بار اوپر اٹھا۔ مولوی صاحب نے اپنی ڈائری دیکھی تو اُن کی اتنی ہی عمر تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تو پہلے ہی معتقد تھے۔ اب بیعت کے لئے بھی اظہار کرنے لگے مگر آپ ٹالتے رہے۔ یہ بات جب علمائے اہل حدیث کے علم میں آئی تو انہوں نے یہ کہہ کر باز رکھا کہ خواجہ محمد سراج الحق کی جماعت میں بڑے بڑے قابل علماء

موجود ہیں۔ آپ کا وہاں کوئی خاص مقام نہ ہوگا۔ اس جماعت کے آپ صدر ہیں۔

اس کے بعد مولوی صاحب آپ کے پاس آخری وقت تک آتے رہے لیکن بیعت نہ ہو سکے۔

تصرفات باطنی ☆: معروف محدث مولانا فیروز دین علیہ الرحمۃ آپ کا شہرہ سن کر قصبہ دیال گڑھ ضلع گورداسپور سے آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے خانقاہ معلیٰ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں پہنچے تو آپ بکمال شفقت محبت سے پیش آئے اور رات کو قیام کی اجازت مرحمت فرمائی۔

مولانا خود فرماتے ہیں کہ میں ان دنوں نماز تہجد کا بہت پابند تھا۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد خیال پیدا ہوا کہ شاید آج نماز تہجد ادا نہ ہو سکے۔ کیونکہ دوسری جگہ پر ایسا عمل مشکل ہوتا ہے اور طبیعت یہ بھی نہ چاہتی تھی کہ آپ سے عرض کروں۔ بس اسی کشمکش میں تھا کہ حضرت خواجہ ایک مصلیٰ اور ایک پانی سے بھرا ہوا لوٹا لے کر میرے کمرے میں تشریف لائے اور فرمایا "اگر تہجد کی عادت ہو تو یہ مصلےٰ ہے اور پھر استنجے اور وضو کی جگہ کی نشاندہی فرمائی۔" اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میں آپ کے تصرف کا شہرہ پہلے ہی سن چکا تھا۔ اب میرے ساتھ جو معاملہ حضور نے اپنی شفقت و تصرف کا فرمایا تو اور زیادہ متاثر ہوا۔ میں نے شب کے معمولات بخوبی و بآسانی ادا کئے۔ صبح اشراق کی نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ آپ خود ناشتہ لے کر حاضر ہوئے۔ میرے ہمراہ آپ نے بھی ناشتہ کیا۔ میں کھانا بھی کھاتا جاتا تھا اور آپ کے نورانی چہرے کی زیارت سے بھی مشرف ہو رہا ہے۔

آپ کے تابانی چہرے کی نورانی کرنیں میرے دل میں سرائیت ہو کر میرے دل کو منور کرتی جا رہی تھیں۔ میرے بدن کی عجیب حالت تھی۔ ناشتہ سے فارغ ہوئے۔ آپ برتن اٹھا کر لے گئے۔

اب میرے لئے ایک اور مسئلہ تھا کہ قصبہ دیال گڑھ تک پہنچنے کے لئے کرایہ میں کچھ پیسوں کی کمی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ فلاں اسٹیشن تک کا ٹکٹ خرید لوں گا باقی آگے کا سفر پیدل طے کر لوں گا۔

آپ برتن رکھ کر واپس تشریف لائے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک رومال تھا۔ جس میں روٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپ نے مجھے مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ راستے میں بھوک لگے تو کھا لینا۔ اسکے بعد جیب سے چند سکے نکال کر مجھے عنایت فرما کر فرمایا شاید اب تمہیں سفر میں تکلیف نہ ہوگی۔

اس کے بعد میں آپ سے اجازت لے کر باہر آیا۔ اپنے اور آپ کے عطا کردہ پیسوں کو جو گنا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ میرا کرایہ مکمل ہو چکا تھا۔

تصرف کا واقعہ نمبر۲ ☆: حضرت علامہ پیر طریقت مولانا حکیم عبدالغنی چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم آپ کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے کہ مغرب کی جانب سے سخت آندھی اُٹھی۔ ہم نے عرض کیا حضرت اس جنگل میں تو کوئی پناہ گاہ بھی نہیں۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس طوفان سے محفوظ رکھے۔ آپ نے کچھ پڑھ کر اپنی انگشت شہادت پر دم کیا اور پھر اس سے تین مرتبہ آندھی کی طرف اشارہ کیا۔ اُسی وقت آندھی کا نشان ختم ہو گیا۔

تصرف کا واقعہ نمبر۳ ☆: حضرت مولانا غلام ربانی چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ والد گرامی حضرت مولانا محمد نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ اپنی ارادت کے ابتدائی دور میں آپ کے ہمراہ تبلیغی دورے پر قریہ قریہ بستی بستی گشت فرما رہے تھے۔ کہ ایک ایسے گاؤں میں پہنچے جس کے کچھ فاصلے پر ایک مسجد بالکل بے آباد کو دیکھا۔ مسجد میں پرندوں اور کتوں وغیرہ نے گندگی پھیلا رکھی تھی۔ مسجد سے تعفن اُٹھ رہا تھا۔ آپ نے مسجد کو صاف کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر اسی مسجد میں قیام فرمالیا۔ تین دن اور تین راتیں اس مسجد میں ذکر وفکر میں مشغول رہے۔ وہاں کھانے کو کیا تھا۔ آپ کی زندگی تو متوکلانہ تھی۔ کھانا کبھی ساتھ نہ رکھتے تھے۔ تین دن کی بھوک نے برا حال کر دیا۔

حضرت مولانا نواب الدین صابری علیہ الرحمۃ جو آپ کے دست مبارک پر تھوڑے ہی عرصہ پہلے بیعت ہوئے تھے۔ اور ابتدائی منازل طے کر رہے تھے۔ انہوں نے مولویت کی زندگی سے درویشی میں پہلا قدم رکھا تھا۔ عرض کرنے لگے قبلہ عالم اگر درویشی اسی بھوکے رہنے کا نام ہے تو بندہ اس سے باز آیا۔ بندہ کو اجازت دیجئے۔ آپ نے مسکرا کر مولانا نواب الدین صابری علیہ الرحمۃ کی طرف اپنی پُر نور نگاہ ولایت سے دیکھا اور فرمایا مولانا آج شب اور قیام کرلو۔ مولانا غلام ربانی صابری فرماتے ہیں کہ والد گرامی فرماتے تھے کہ آپ کی نگاہ تھی یا جام شیر اس نگاہ نے مجھے صبر وتحمل کا پیکر بنا دیا۔

اسی روز شام کو واقعہ یوں پیش آیا کہ نماز مغرب کے بعد ذکر کی محفل منعقد ہوئی تو پروانے وجد میں آ گئے۔ اتفاق کی بات گاؤں کے چند بچے جو شام کو سیر کی غرض سے نکلے اور انہوں نے ذکر کی آواز سنی تو ان کے لئے یہ نئی بات تھی۔ وہ مسجد میں آ کر ہمارے ساتھ بیٹھ گئے اور پھر ہمارے ساتھ ذکر کرنے لگے جب اندھیرا خوب پھیل گیا تو بچوں کے والدین کو فکر لاحق ہوئی۔ وہ ان کو تلاش کرتے کرتے مسجد میں پہنچ گئے۔ ان کے دلوں پر ذکر کا ایسا اثر ہوا کہ وہ بھی وہیں براجمان ہو گئے۔ ذکر کے بعد دعا ہوئی تو حاضرین کے دلوں پر مزید رقت طاری ہوگئی جس سے اہل دیہہ مزید متاثر ہوئے۔

فراغت کے بعد جب ان سادہ لوگوں کو پتہ چلا کے ذاکرین کی جماعت تین دن اور تین رات سے بھوکی پیاسی ایسی جگہ ٹھہری ہوئی ہے تو وہ اپنے گھروں سے کھانا لے کر آئے۔

اہل دیہہ کو جماعت کی خبر دی اور جماعت کا وجد وکیف بیان کیا گیا تو پورا گاؤں مسجد میں جمع ہوگیا۔ آپ کے نورانی چہرے اور پُر اثر گفتگو نے ان کے دلوں میں نور پیدا کر دیا۔ تقریباً سارا گاؤں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوگیا۔ اب اہل دیہہ آپ کے جانے پر رضامند نہ تھے۔ آپ نے آٹھ دن اپنی جماعت کے ساتھ اسی گاؤں میں قیام کیا۔ جو علمائے کرام جماعت کے ہمراہ تھے خصوصاً علامہ نواب الدین صابری ان تمام دنوں وعظ فرماتے رہے۔ جس سے پورے گاؤں کی کایا پلٹ گئی۔ جو لوگ کل تک اسلام سے بے خبر تھے آج اسلام کے دیوانے اور مستانے بن گئے۔ مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ اکٹھا کرنے لگے۔ بچوں، نوجوانوں بوڑھوں کی زبان پر الا اللہ کے نعرے تھے۔ آپ نے اپنی جماعت کے ایک درویش کو اہل دیہہ کی رشد وہدایت کے لئے مقرر فرما دیا۔ اور وہاں سے رخت سفر باندھا۔ آپ کا یہی مشن تھا کہ جس گاؤں میں جاتے اس میں تبلیغ کے لئے ایک درویش کامل کو مقرر فرما دیتے تھے۔

سادات کرام کا احترام ☆: آپ سادات کرام کا بہت احترام فرمایا کرتے تھے۔ اگر کوئی سیدزادہ بیعت ہونے کے لئے آتا تو فرماتے کہ ہم تو سادات کے غلام ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد کی امانت ہمارے پاس موجود ہے۔ وہ ہم آپ کو دے دیتے ہیں۔ اور پھر ان کو وظائف و اوراد کی اجازت دے دیتے۔

شادی و اولاد ☆: آپ نے دو شادیاں کیں تھیں۔ پہلی بیوی سے حضرت قبلہ صاحبزادہ محمد ظہور الحق صاحب اور صاحبزادہ منظور الحق پیدا ہوئے۔ اور دوسری بیوی سے حضرت صاحبزادہ محمود الحق فاروقی پیدا ہوئے۔ آپ کی چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جو غالباً دوسری زوجہ محترمہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۸ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ بمطابق ۸ مارچ ۱۹۳۲ء بروز منگل کو ہوا۔ مزار پُر انوار محلہ غفوری نزد جھولنا محل اندرون ہنومان گیٹ ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ہندو معتقدین آپ کے مزار مقدس کی حفاظت و نگرانی پر مامور ہیں۔ ۱۹۸۳ء کے زمانے میں ماسٹر پرنام داس صاحب خدمت پر مامور تھے۔

عجیب اتفاق ☆: فقیر راقم الحروف کافی عرصہ سے آپ کے حالات اکٹھے کر رہا تھا۔ کہ لاہور رابطہ کرنے پر حضرت پیر مولانا ابو مظہر علی اصغر چشتی مدظلہ نے اس پورے سلسلے کا مواد کتابی شکل میں بھیج کر نہ صرف مجھ پر احسان کیا بلکہ درحقیقت انہوں نے پوری ملت صابریہ پر احسان عظیم کیا۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے پیشوایان کی خدمات کوئی معمولی خدمات نہیں۔ مگر ان حضرات کی تمام کاوشیں معمولات اوراد و وظائف سینہ بسینہ ہی چلے آرہے ہیں۔ جبکہ بڑے بڑے مناظرین فاضلین محدثین مفسرین اس سلسلہ سے وابستہ ہوئے۔ مگر تاریخ اور ان بزرگوں کا کردار تحریر میں نہ لایا جاسکا۔ ہر ایک نے درویشی اور فقیری ہی دکھائی اور خاموشی سے وقت گزار کر رخت سفر باندھا۔ آپ صرف مسئلہ ختم نبوت پر ہی اگر سلسلہ عالیہ صابریہ کے بزرگوں کی خدمات کو جمع کر کے رقم فرمائیں تو ایک بڑی ضخیم جلد تیار ہو جائے گی۔ مگر آج مجھ جیسے نالائق اور کم عمر کو کیا پتہ کہ ہمارے بزرگ کیا کارنامے انجام دے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں علامہ پیر علی اصغر چشتی صابر صاحب مدظلہ کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ میری یہ تحریر بھی انہی کی مرہون منت ہے جو آنے والوں کے کام آئے گی۔ (مؤلف مقصود صابری)

حضرت مولانا قاری محمد فضل دین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: ولی ابن ولی، عالم باعمل، فاضل بے بدل، شیخ لاثانی حضرت علامہ مولانا قاری محمد فضل دین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان ہدایت ہیں۔ آپ ۱۸۸۷ء میں موضع فضل وال نزد قادیان ضلع گورداسپور میں اپنے زمانے کے عظیم شیخ طریقت حضرت پیر فقیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ نے پانی پت کرنال سے قرآن کریم حفظ کیا اور قرأت و تجوید کے علاوہ علوم جدیدہ میں موضع کلانور سے مڈل کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۰۱ء میں حضرت خواجہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ جب موضع کلانور کے دورے پر تھے اور اُن سے ملاقات کے بعد دینی تعلیم سے رغبت ہوئی تو حضرت مولوی عبدالعزیز خلیفہ حضرت گورداسپوری علیہ الرحمۃ سے گلستان بوستان پڑھی۔ حضرت خواجہ گورداسپوری کی آپ پر خاص نظر کرم تھی۔ انہوں نے آپ کو دین اسلام کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے مدینہ منورہ بھیج دیا۔ آپ نے وہاں کے علماء سے سند حدیث حاصل کر کے فراغت حاصل کی۔

بیعت وخلافت☆: آپ حضرت سراج الاولیاء خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری ثمہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

مرشد کامل کی آپ کو مدینہ شریف سے واپسی کی ہدایت☆: مرشد کامل حضرت خواجہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ نے جب تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلائی اور مرزا کا ہر طرف سے راستہ بند کرنے کا پروگرام ترتیب دیا تو مسلمانوں کے بچوں کو انگریزی کے قائم کردہ سکولوں اور ان میں بڑھتی ہوئی بے راہ روی کو دیکھ کر ایک ہائی سکول قائم کرنے کا حکم دیا۔ کہ جس میں مسلمانوں کے بچے انگریزی اور دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم سے بھی بہرہ ور ہوں۔ تو اس مقصد کی تکمیل کے لئے آپ کو پیغام بھیج کر مدینہ پاک سے گورداسپور واپس بلا لیا اور اس پورے شعبے کا آپ کو نگران مقرر کر دیا۔ آپ نے بھی اپنی خداداد صلاحیتوں سے اس شعبے میں اتنا کام کیا کہ مرشد کامل نے خوش ہو کر دعائیں دیں۔

صاحبزادگان☆: خداوند کریم نے آپ کو چار صاحبزادے عطا فرمائے تھے۔ جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں (نمبر۱) الحاج عبدالحمید صاحب (۲) محمد صدیق صاحب (۳) محمد بشیر صاحب (۴) قاری محمد شریف صاحب۔ جناب قاری محمد شریف صاحب کا ۱۹۹۰ء میں وصال ہو گیا تھا۔ باقی ماندہ تینوں صاحبزادے انتہائی متوکل اور درویش صفت انسان ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۵۰ھ بمطابق ۲۔۱۹۳۱ء کو گورداسپور میں ہوا۔ اور وہیں عام قبرستان میں دفن کئے گئے جبکہ آپ کا عرس ہر سال مرغی خانہ تکیہ سندر لاہور کینٹ میں منایا جاتا ہے۔

حضرت سائیں فضل الدین چشتی صابر رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: مردقلندر، اوصاف یگانہ، ولی العصر، مقتدائے کاملاں پیکر تسلیم و رضا حضرت بابا سائیں فضل الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ مارچ ۱۸۴۲ء موضع میانہ تھب داخلی مغل نزد سہالہ ضلع اسلام آباد میں حضرت بابا سائیں نور علی علیہ الرحمۃ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی حضرت بابا سائیں نور علی علیہ الرحمۃ بھی اپنے وقت کے عظیم روحانی پیشوا اور عابد و زاہد متقی و پرہیزگار پابند شریعت و طریقت بزرگ تھے۔ جنہوں نے آپ کی تربیت و تعلیم اپنے ذمہ لے رکھی تھی آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی حضرت سائیں نور علی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ آپ کے چہرہ مبارک سے بچپن سے ہی ولایت کے آثار نمایاں تھے۔ آپ کا بچپن انتہائی سادہ تمام بچوں سے مختلف اور خاموشی کے عالم میں گزرا۔ تعلیم و تربیت مکمل ہونے کے وقت چونکہ آپ پر فقر کا غلبہ تھا ہر وقت یادِ خدا میں مست و مستغرق رہتے تھے۔ ایک دن آپ نے اپنے والد گرامی سے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری کی اجازت چاہی تو والد گرامی نے بخوشی اجازت دے دی گھر سے نکلے اور لاہور میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری دی اور عرصہ ۴ سال تک یادِ خدا میں مست و مستغرق رہے اور روحانی فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کے بعد لاہور سے آپ پاکپتن شریف میں حضرت زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر تشریف لے جا کر یادِ خدا میں مصروف ہو گئے اور وہاں سے کچھ عرصے کے بعد آپ حضرت لعل شہباز قلندر کے مزار پُر انوار سہون شریف تشریف لے گئے وہاں سے جلد ہی آپ شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہر بار میں حاضر ہوئے۔ یہاں پر تقریباً بارہ برس تک محو عبادت و ذکر و فکر رہے اور چلہ کشی کی اور تمام وقت عبادت و ریاضت میں گزارا وہاں سے آپ حضرت عبداللہ شاہ غازی کے مزار پُر انوار کلفٹن کراچی میں حاضر ہوئے اور ذکر خدا اور ذکر رسول میں مصروف ہو گئے وہاں آپ کی ملاقات ایک فقیر سے ہوئی۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ حضرت اب کہاں جانے کا ارادہ ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ حج بیت اللہ شریف کا ارادہ ہے۔ آپ کی بات سن کر اس فقیر نے آپ سے کہا کہ آپ واپس اپنے گھر چلے جائیں اور اپنے والدین کی خدمت کریں۔

چنانچہ آپ کراچی سے جب اپنے گھر پہنچے تو آپ کے والد گرامی علیہ الرحمۃ سے آپ کی ملاقات ہوئی تو والد گرامی نے فرمایا کہ ابھی آپ کی منزل مکمل نہیں ہوئی والدِ گرامی کا فرمان ذیشان سن کر آپ گھر سے نکلے اور حضرت سخی شاہ درویش علیہ الرحمۃ کے دربار گوہر بار پر تشریف لے گئے اور عبادت و ریاضت میں اس قدر مستغرق ہوئے کہ کبھی کبھی اپنے آپ کو بھی بھول جاتے اور آپ پر وجد کی

کیفیت طاری ہو جاتی اور اس وقت جو فرماتے اسی وقت خدا فضل وکرم سے پورا ہو جاتا۔

حالت استغراق میں آپ کی کیفیت ☆: جن دنوں آپ پر حالت استغراق طاری تھی تو ان دنوں آپ کے جسم پر ماسوائے تہبند کے کچھ نہ تھا کہ اسی استغراقی کیفیت میں آپ نے شہد کی مکھیوں کے جال پر پتھر دے مارا جس کے نتیجے میں مکھیوں نے اڑ کر آپ کے جسم کو کاٹنا شروع کر دیا تو آپ بار بار تکرار کے ساتھ مکھیوں سے فرماتے کہ مجھے کھاؤ اور خوب کھاؤ یہ بدن میرا ہے ہی نہیں۔ جب آپ نے یہ فرمایا کہ یہ بدن میرا ہے ہی نہیں تو اس کے بعد مکھیوں نے کاٹنا چھوڑ دیا۔

نمبر۲ ☆: استغراق کے عالم میں آپ کی کیفیت کبھی کبھی اس طرح بھی ہوتی تھی کہ آپ جذب کے عالم میں کانٹے دار جھاڑیوں میں قلابازیاں لگاتے آپ کا بدن کانٹوں کی وجہ سے لہولہان ہو جاتا آپ اپنے بدن سے سوال کرتے کہ تیرے اندر اب بھی کوئی تکبر وغرور ہے۔ اس کیفیت میں لوگ جب آپ کو دیکھتے تو آپ ان پر کوئی توجہ نہ دیتے بلکہ یاد الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ بالآخر وہ وقت آیا کہ آپ پر جو استغراقی کیفیت تھی وہ ختم ہوئی اور آپ حالت سکر میں آئے اس کے بعد آپ گھر تشریف لائے اور والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو والد گرامی نے فرمایا کہ میری تیاری کا وقت آ گیا ہے لہٰذا آج سے تمام دینی ودنیاوی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد آپ کے والد گرامی سائیں نور علی علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہو گیا۔ والد گرامی کے وصال کا آپ کے دل پر گہرا صدمہ اور رنج ہوا جس کی وجہ سے آپ پر دوبارہ استغراقی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ دو برس تک اپنے حجرہ مبارک میں عالم استغراق میں رہے اتنے عرصے میں آپ نے نہ کچھ کھایا نہ ہی پیا دو سال کے بعد جب استغراقی کیفیت ختم ہوئی اور آپ حالت سکر میں آئے تو پھر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ اور طریقت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔

کشف وکرامات ☆: آپ کے بارے میں یہ بات شہرت کو پہنچی ہے کہ آپ اکثر اوقات جذب کے عالم میں بستی کے قریب کنویں میں چھلانگ لگا دیا کرتے تھے۔ لوگ پریشانی کے عالم میں جب آپ کو کنویں کے اندر تلاش کرتے تو آپ کنویں میں نظر نہ آتے بلکہ بستی کے کسی دوسرے راستے پر چلتے ہوئے نظر آتے لوگ حیرانی اور پریشانی کی حالت میں عرض کرتے حضرت ہم نے آپ کو خود دیکھا ہے کہ آپ نے کنویں میں چھلانگ لگائی مگر اب آپ راستے سے آتے ہوئے نظر آ رہے ہیں بالآخر ماجرا کیا ہے آپ فرماتے کہ تم لوگوں نے مجھے کہاں سے آتے ہوئے دیکھا ہے تو لوگ کہتے کہ ہم نے واقعی آپ کو بستی کے راستے سے ہی آتے دیکھا تو آپ فرماتے کہ جب تم لوگوں نے خود دیکھ لیا کہ میں کہاں سے آ رہا ہوں تو پھر میرے سامنے سوال کیسا؟

کرامت نمبر۲ ☆: ایک مرتبہ آپ موضع عثمان پور تحصیل کہوٹہ کے رہائشی اپنے مرید محمد گلاب کے گھر تشریف لے گئے آبادی کے لوگوں کو جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو سائیں محمد گلاب کے گھر عوام کا ایک ہجوم ہر وقت جمع رہنے لگا۔ لوگ آپ کی خدمت میں آتے دعا کراتے اور کامیاب وبامراد لوٹتے۔ ایک روز کچھ احباب نے محمد گلاب سے کہا کہ اللہ کے ولی حضرت سائیں فضل الدین تمہارے گھر میں تشریف فرما ہیں لوگ ان سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ لہٰذا آپ بھی ان سے اپنے لئے اولاد کی دعا کرائیں تاکہ خداوند کریم آپ کے طفیل تمہیں بھی اولاد جیسی نعمت سے نوازے۔

چنانچہ لوگوں کے اصرار پر میزبان محمد گلاب نے ایک دن ڈرتے ڈرتے آپ کی خدمت میں اولاد نرینہ کے لئے دعا کی درخواست کی تو آپ نے محمد گلاب خان کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ کریم نے آپ کی دعا کی برکت سے محمد گلاب خان کو دو بیٹے عطا فرمائے جس میں سے ایک کا نام محمد سرور دوسرے کا نام محمد انور رہے جو کہ ابھی بھی تادم تحریر زندہ ہیں اور آپ کے سالانہ عرس مبارک پر ہر سال دربار عالیہ چشتیہ صابریہ میانہ تھب میں حاضری دے کر اپنے والد گرامی کے مشن پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔

کرامت نمبر ۳ ☆: ایک مرتبہ آپ چک تھب میں اپنی زمینوں میں ہل جوت کر گندم کا بیج ڈالنے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں آپ نے بابا خان نامی ایک شخص کو دیکھا جو زمینوں پر بیٹھا ہوا رو رہا تھا آپ نے بابا خان سے رونے کا سبب پوچھا تو اُس نے بتایا کہ میں بیج سر پر رکھے زمینوں میں ڈالنے جا رہا تھا کہ سکھ آئے اور میرا بیج چھین کر لے گئے اب میں پریشان ہوں چونکہ میرے پاس مزید بیج نہ ہے اور نہ ہی بیج خریدنے کے لئے پیسے ہیں۔ اب بیج نہ ہونے کی بنا پر فصل کیسے ہوگی۔ اس طرح ہمارا تو سال بھر کا معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا رونے کی ضرورت نہیں تم یہ میرا بیج لے جاؤ اور اپنا کام چلاؤ میرا اللہ مالک ہے۔ آپ نے بیج اس کو دیا اور خود ہل لے کر اپنی زمینوں پر چلے گئے اور بغیر بیج ڈالے زمینوں پر ہل چلاتے رہے ادھر گاؤں کے کسی آدمی نے آپ کے گھر یہ شکایت کر دی تھی کہ سائیں فضل الدین نے تمام بیج بابا خان کو دے دیا اور خود بغیر بیج کے زمینوں پر ہل چلا رہے ہیں۔ جب آپ گھر پہنچے تو آپ کی بڑی ہمشیرہ محترمہ جن کا آپ بے حد احترام فرماتے تھے انہوں نے ماجرا پوچھا تو آپ نے فرمایا اس بات کا چرچا کسی سے نہ کرنا۔ انشاء اللہ باقی گاؤں کے لوگوں کی فصل چھ دن کے بعد اُگے گی مگر ہماری زمین کی فصل پانچویں دن ہی اُگ جائے گی۔ اور پھر خدا کے فضل و کرم سے ایسا ہی ہوا کہ آپ کی زمین کی فصل بغیر بیج ڈالے لوگوں کی فصل سے ایک دن پہلے اُگ گئی تھی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹۰ برس کی عمر شریف میں مورخہ ۲۶ جنوری بروز جمعرات ۱۹۳۲ء کو ہوا۔ وصال کے وقت کلمہ طیبہ زبان پر با آواز بلند جاری تھا۔ آپ کا مزار پُرانوار موضع میاں تھب داخلی مغل براستہ سہالہ ضلع اسلام آباد میں مرجع خاص و عام ہے جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے دو صاحبزادے سائیں محبوب حسین اور سائیں محمد افضل بڑے نیک متقی و پرہیزگار اور آپ کے مشن کے وارث تھے۔ دونوں صاحبزادگان کا بھی وصال باکمال ہو چکا ہے۔ اب آپ کی اولاد میں سے موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ نعمت اللہ صابری اور صاحبزادہ حافظ غلام جیلانی چشتی ہیں جو کہ آپ کے مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف عمل ہیں۔

جناب صاحبزادہ پیر سائیں نعمت اللہ صابری راقم الحروف کے دیرینہ کرم فرما دوستوں میں سے ہیں غالباً ۱۹۹۰ء سے فقیر کے ساتھ تعلق و رابطہ رکھے ہوئے ہیں۔ بڑے ہی ملنسار حلیم الطبع بلند اخلاق صاحب ذوق اور محبت و شفقت بھری شخصیت ہیں راقم الحروف نے اس نوجوان کو ہمیشہ اپنے بزرگوں کے مشن پر پایا بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی خدمات انجام دے رہے ہیں دعا ہے کہ

حضرت سید رحمت علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ نگاہ لطف رسول مدنی ﷺ، فخر السادات، جامع الصفات وکمالات حضرت پیر سید رحمت علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ غریق دریائے وصال ہیں۔

آپ عارف ربانی حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ انتہائی نیک سیرت و باکردار باصلاحیت طبعًا سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ اپنے مرشد سے خصوصی عقیدت ومحبت رکھتے تھے تمام عمر اتباع شیخ میں گزاری۔

سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت میں آپ کا بھرپور کردار رہا ہے۔ لاتعداد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لاعلاج مریضوں کو آپ کی روحانی توجہ سے شفا ملی۔ بہت سے دکھی دل اور مایوس افراد آپ کے در سے خوش وخرم اور شادوکام ہو کر لوٹے۔

اول خاندان سادات سے تعلق دوسرا سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر کے دست مبارک پر بیعت ونسبت سونے پر سہاگے کا کام کر گئی۔ جو کہ دکھی انسانیت کے کام آتی رہی۔ آپ کے خلیفہ جناب صوفی کرامت علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کو آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ محمد صدیق صابری نے اپنی ظاہری حیات میں اور آپ کی موجودگی میں آپ کی طرف سے خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کر کے فائز المرام کیا۔ جو سلسلہ عالیہ کی رشد وہدایت اور اشاعت میں مصروف ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۹۵۶۔۱۹۵۵ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار ضلع میانوالی میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت پیر سجاول دین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی مادرزاد، پروردۂ آغوش ولایت، مہر طریقت حضرت صاحبزادہ پیر سجاول دین صابری چشتی رحیمی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو حضرت خواجہ غلام معین الدین سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین صابری چشتی علیہ الرحمۃ کے گھر واقع ببر کی شریف ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کے تیسرے فرزند ارجمند اور مادرزاد ولی تھے۔ آپ کی پیدائش سے قبل ہی آپ کے والدین کو باشارہ باطنی خوشخبری سنادی گئی تھی کہ پیدا ہونے والا بچہ ولی کامل ہوگا۔ چنانچہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے چہرے کے انوار و تجلیات کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا پکار کے کہہ اٹھتا تھا کہ یہ ولی کامل ہوگا۔ ابھی آپ گود میں ہی تھے جب چالیس دن کے ہوئے تو آپ نے کلام کرنا شروع کر دیا تھا۔ مگر آپ زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکے صرف چھ ماہ کی قلیل عمر عزیز میں آپ کا وصال ہوگیا۔ جب آپ کا وصال ہوگیا تو آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ رحم الدین صابرؔی علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنے آبائی گاؤں ببر کی تحصیل حسن ابدال میں امانتاً سپرد خاک کر دیا۔ لیکن حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے آبائی گاؤں ببر کی چھوڑ کر حسن ابدال خواجہ نگر میں ہر پور روڈ پر منتقل ہونے کا حکم ملا تو انہوں نے اپنے مریدین اور خدام کو حکم دیا کہ پیر سجاول دین کی قبر کشائی کر کے ان کا تابوت نکال کر ان کو بھی خواجہ نگر لے چلو، چنانچہ تکمیل حکم کے تحت مریدین نے قبر کشائی کی، جب تابوت نکالنے کی کوشش کی تابوت باہر نہ نکلتا تھا۔ خدام نے حضرت خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت پیر سجاول دین صاحب کا تابوت باہر نہیں نکل رہا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم یہیں ٹھہرو آپ بذات خود قبر پر تشریف لے گئے اور کچھ دیر مراقب رہ کر واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ فوراً ایک بکرا لے کر آؤ۔ چنانچہ بکرا آپ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ آپ نے اس قبر کے قریب اس کو ذبح کر کے اس کا خون پیر سجاول دین کی قبر میں ڈالا تو آپ کا تابوت باہر نکال کر ذبح شدہ بکرا اس میں دفن کر دیا اور آپ کو خواجہ نگر شریف دفن کر دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۶ جولائی ۱۹۳۶ء کو ببر کی شریف نزد دورہ گاؤں میں ہوا۔ مزار فیض آثار خواجہ نگر شریف میں ہری پور روڈ نزد ریلوے اسٹیشن حسن ابدال ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔ فقیر راقم الحروف کو بار بار آپ کے مزار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔

حضرت سید محمد وارث حسن شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، شیخ کامل، فرد حقیقت، شہباز طریقت، امیر شریعت حضرت مولانا شاہ وارث حسن کوڑہ جہاں آبادی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ دلیل الکاملین ہیں۔

آپ کا شمار دور حاضر کے جلیل القدر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ اپنے وقت کے متبحر عالم دین اور شیخ کامل ہیں۔ آپ شیخ العرب والعجم حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کی تربیت مولوی رشید احمد گنگوہی چشتی صابری جو کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید وخلیفہ مجاز ہیں نے کی۔ اور انہوں نے ہی اپنے شیخ کے جانب سے آپ کو خرقہ خلافت عنایت کر کے صاحب ارشاد کیا۔

آپ کے حالات وملفوظات پر مشتمل ایک کتاب بنام "شمامتہ العنبریہ" کپتان علامہ واحد بخش سیال نے لکھی ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ آپ کا وصال باکمال ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ کو بمطابق ۱۹۳۶ء کو ہوا۔ مزار پر انوار ٹیلہ لکھنو انڈیا میں واقع ہے۔

مولانا مشتاق احمد انبہٹوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: محقق سلسلہ عالیہ صابریہ عارف باللہ، عالم باعمل، شیخ کامل حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی صابری انبہٹوی رحمتہ اللہ علیہ ایک عالم باعمل اور صوفی بزرگ تھے۔ اپنے زمانے کے علماء اور مشائخ میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔

آپ حضرت حافظ محمد صابر علی رامپوری چشتی صابری کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ کے پیرومرشد نے مولانا محمد عمر (مرحوم) سے ارشاد فرمایا کہ مشتاق احمد سلسلہ میں داخل ہو جاوے تو اچھا ہے۔ مگر آپ کو دیگر حضرات سے عقیدہ تھا۔ جب آپ مدرسہ دیوبند پہنچے اور قیلولہ کیا تو کیا دیکھا کہ دیوبند کی طرف سے رامپور حضرت حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ امام علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ دونوں رونق افروز ہیں دیکھتے ہی دونوں کے گرد طواف کرتے اور طواف کرتے کرتے دونوں میں فنا ہو گئے۔

مولانا محمد عمر دیکھ رہے تھے اور تعجب کر رہے تھے کہ یہ سوتا سوتا کیوں رو رہا ہے۔ اس کے بعد آپ کے دل کو ایسی کشش ہوئی کہ دیوبند سے رامپور پہنچ کر بیعت سے مشرف ہوئے اس کے بعد آپ کے پیرومرشد نے جب آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز کرنا چاہا تو آپ نے انکار کر دیا کہ حضرت میں اس کے اہل نہیں مگر آپ کے پیرومرشد نے فرمایا کہ ہمیں معاملہ میں دو یا تین دوپٹے سر کے باندھنے کے ملے ہیں بالآخر وصال سے چند ماہ بیشتر خلافت نامہ تحریر فرما کر بذریعہ ڈاک آپ کے پاس بھیج دیا۔

آپ نے اس خلافت کو قبول فرما کر سر آنکھوں پر رکھا مگر اس کی اطلاع کسی کو نہ دی۔ آپ کا وصال باکمال غالباً تیرہویں صدی ہجری کے وسط میں ہوا۔

حضرت میاں شہاب الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: صوفی باصفا، پیکر صدق ووفا، فنافی الرشد حضرت میاں شہاب الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ابن قاضی محمد عمر بخش قادری علیہ الرحمۃ کے گھر ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد گرامی حضرت قاضی محمد عمر بخش سلسلہ عالیہ قادریہ کے معروف بزرگ ہوئے ہیں بہت سے لوگوں نے اُن سے التساب فیض کیا ہے۔

آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد گرامی کے دست مبارک پر بیعت کی بعد ازاں گورداسپور جا کر سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری گورداسپوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بیعت سے مشرف ہو کر انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ کو اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے گہرا عشق اور خصوصی لگاؤ تھا۔ اکثر اوقات مرشد کامل کی خدمت میں رہتے اوران کے روئے تاباں کی زیارت کر کے مسرور ہوتے۔

عبادت وریاضت میں یکتا، مجاہدہ وسلوک میں بے مثال تھے۔ تمام زندگی ذکر خدا اور عشق مصطفیٰ ﷺ اور اتباع مرشد میں گزاری۔ دنیا اور اہل دنیا سے کوئی غرض یا سروکار نہ تھا۔

اپنے مرشد کے چاہنے والوں خصوصاً بالخصوص مناظر اسلام شیخ العصر حضرت علامہ مولانا محمد نواب الدین رمداسی ثمہ ستکوہی چشتی صابری جو کہ آپ کے پیر بھائی بھی تھے ان سے بہت پیار اور محبت کرتے تھے۔ ہر وقت ان کی تعریف کرتے تھے۔

۱۹۴۷ء میں آپ کا تمام گاؤں خالی ہو گیا مگر آپ نے اپنے گھر بار کو نہ چھوڑا۔ چنانچہ سکھوں نے آپ کے گھر پر حملہ کیا اور گرفتار کر کے لے گئے۔ ایک ماہ بعد قید سے رہائی پا کر پاکستان لاہور چلے آئے۔ اور اپنے فرزندار جمند محمد دین کلیم لاہوری کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔

آپ کی تمام اولاد صغرسنی میں ہی فوت ہو گئی تھی۔ اولاد میں صرف محمد دین کلیم ہی اکلوتے فرزندار جمند ہیں جو کہ مورخ لاہور کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں جو اپنے خاندان اور بزرگان کے ماننے والوں کا بہت بڑا سرمایہ حیات ہیں کہ جن سے بقول حضرت علامہ قاضی عبدالنبی کوکب مرحوم کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وہ کام لیا ہے جو بڑے بڑے اہل علم نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی زندگی میں برکت دے تاکہ بقایا کام پایہ تکمیل کو پہنچا سکیں۔ فقیر نے موصوف کی کتب کا مطالعہ کیا ہے آپ کی تصنیف کردہ کل کتب کی تعداد تقریباً بارہ کے قریب ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ حضرت میاں شہاب الدین چشتی صابری قادری رحمتہ اللہ علیہ کا وصال باکمال ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۳۹ء کو ہوا۔ مرقد منورہ محلہ فیروز گنج لاہور میں موجود ہے۔ سجادہ نشین مورخ لاہور جناب محمد دین کلیم لاہوری ہیں۔

حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات و کمالات، منبع فیوض و برکات، مخزن اخلاق، حضرت شاہ عزیز الرحمٰن مراد آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ غریق دریائے گوہر فضل و کمال ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۷۰ء میں مراد آباد کے نامور صوفی و درویش خدا پرست حضرت شاہ عبدالرحمٰن چشتی صابری کے گھر ہوئی۔ گھر کا ماحول چونکہ شروع سے ہی علم و عرفان سے مرصع تھا، ایسے روحانی اور علمی ماحول میں آپ نے پرورش پائی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت گھر ہی میں اپنے والد بزرگوار اور دیگر اعزا سے حاصل کی۔ اس کے بعد تمام علوم ظاہری و باطنی اپنے تایا بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شاہ جی عالاللہ شاہ چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے اُن سے اکتساب فیض کرتے رہے۔

بیعت و خلافت و سجادگی ☆: آپ اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ والد گرامی نے اپنے وصال سے پہلے ہی آپ کو خانقاہ عالیہ چشتیہ صابریہ بغیہ مراد آباد کا سجادہ نشین مقرر فرما دیا تھا۔ جبکہ ۱۸۹۶ء میں والد گرامی کے وصال باکمال کے بعد سے سجادگی کے فرائض باقاعدہ انجام دینا شروع کئے اور لوگوں کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سلسلہ کے فیوض و برکات سے مستفید و مستفیض فرماتے رہے اور رشد و ہدایت کے ذریعے مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ سرانجام دینے لگے۔

آپ کی دینی خدمات ☆: آپ اپنی خانقاہ معلی میں حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس بڑے اہتمام سے فرماتے تھے۔ جس میں برصغیر کے نامور قوال شرکت کر کے عارفانہ کلام سے سامعین کو محظوظ کرتے تھے جبکہ معروف ثنا خوان اور علمائے کرام مشائخ عظام بھی اس میں شرکت کر کے رونق کو دوبالا کرتے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ جن میں سے چند نامی گرامی احباب کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: حضرت مولانا محمد عمر نعیمی مراد آبادی، خلیفہ عزیز احمد، عبدالستار خان اور ابوعلی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔

آپ نے اپنے وصال سے قبل ہی حضرت علامہ صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں اپنے تینوں صاحبزادگان جن میں حضرت حافظ شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابری، حضرت شاہ خلیل الرحمٰن چشتی صابری، حضرت شاہ حبیب الرحمٰن چشتی صابری علیہم الرحمۃ کو آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ بغیہ مراد آباد کا سجادہ نشین مقرر کر دیا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۵۸ھ بمطابق ۲۷ اگست ۱۹۳۹ء کو مراد آباد میں ہوا جبکہ مزار پُر انوار خانقاہ معلی چشتیہ صابریہ بغیہ مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت سید نفیر عالم چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: مخصوص بعنایات رسول عربی، پروردہ نگاہ نبوت ولایت، مزین بعزت مرتبہ کمال حضرت خواجہ سید نفیر عالم شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت قصبہ ڈھونہ نزد کاکوری ضلع سہارنپور انڈیا میں ۱۳۳۰ھ بمطابق ۱۹۱۱ء میں ہوئی۔ ابتدائی عمر میں ہی آپ نے قرآن کریم حفظ کرلیا اور پھر علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ اسکے علاوہ قرأت و تجوید بھی مہارت نامہ حاصل کی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت خواجہ رمضان علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا شجرہ طریقت حضرت خواجہ سلطان الاولیاء مخدوم سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابری کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتا ہے کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ کا شجرہ طریقت حسب ذیل ہے۔ خواجہ علی احمد نصیر عالم مرید و خلیفہ حضرت خواجہ محمد رمضان علی شاہ مرید و خلیفہ حضرت آفاق احمد مرید و خلیفہ حضرت ضیاء اللہ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر مرید و خلیفہ حضرت خواجہ محمد مرید و خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم مرید و خلیفہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی مرید و خلیفہ حضرت شیخ عبدالاحد مرید و خلیفہ حضرت خواجہ رکن الدین مرید و خلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہم الرحمۃ۔

سلسلہ رشد و ہدایت ☆: مرشد کامل سے خلافت عطا ہونے کے بعد آپ سہارنپور سے ملتان تشریف لے آئے وہاں 25 برس تک قیام پذیر رہ کر سلسلہ عالیہ کو فروغ دیتے رہے اس دوران آپ کئی مرتبہ لاہور بھی تشریف لے آئے اور مزنگ میں قیام فرمایا وہاں سے نفیر آباد تشریف لے گئے جو اسوقت بالکل جنگل بیابان تھا۔ آپ نے اس جگہ کو آباد کیا۔ اور پھر یہی آبادی بعد ازاں آپ ہی کے نام سے منسوب ہوگئی۔

خلفائے نامدار ☆: آپ کے خلفائے نامدار میں حضرت شہباز عالم چشتی صابری (بمبئی) حضرت شیخ غلام محی الدین چشتی صابری (مدفون میانی صاحب لاہور) اور سید عبدالغفور شاہ گیلانی اور آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ عبدالحمید جان عالم چشتی صابری جنکا وصال 1954ء کو لاہور میں ہوا۔ اور آپ کے مزار کے ساتھ دفن ہیں۔ حضرت خواجہ غلام حسنین چشتی صابری جو کہ آپ کے خلیفہ و سجادہ نشین بھی ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۶۵ برس کی عمر میں ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۳۹ء کو ہوا۔

مزار پر انوار نفیر آباد نزد شالامار ٹاؤن لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آجکل بہترین عظیم الشان گنبد اور مزار تعمیر ہو چکا ہے۔ یہ جگہ پہلے زمانے میں ہندوؤں کا گڑھ تھا۔ جہاں ان کا بہت بڑا مندر تھا۔ جن میں ایک بہت بڑا اور گہرا تالاب تھا۔ جو اب بھی قائم ہے۔ آپ کے دربار کے ساتھ بہترین مسجد اور مسجد میں دینی مدرسہ موسومہ تعلیم القرآن چشتیہ نفیریہ قائم ہے۔ ۱۹۵۴ء میں آپ کے پوتے خواجہ غلام حسین عرف گلو شاہ چشتی صابری سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

حضرت خواجہ دیوان محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: بلبل چمنستان گلزار صابر کلیری، رہنمائے پیشوایاں، مقتدائے عارفاں حضرت خواجہ دیولن محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ گنجینہ معرفت وتوحید ہیں۔ آپ کی پیدائش موضع کیتھاں تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا میں راجپوت قوم کے ایک فرد لالہ پوہلورام کے گھر میں ہوئی۔ لالہ پوہلورام قوم سے راجپوت اور زرگری کے پیشہ سے منسلک تھے۔ اولاد نرینہ کی دولت سے محروم تھا تین لڑکیاں خدا نے عطا کی ہوئی تھیں۔ لالہ پوہلورام ہندو کے پڑوس میں ایک مسلمان جناب سلطان محمد خان ذیلدار (کیتھاں دوسوہہ) جو کہ حضرت بابا عبداللہ شاہ منڈھالی شریف والوں کے مرید تھے۔ ان کے گھر ہر ماہ گیارہ تاریخ کو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے ختم شریف وعرس ہوتا تھا۔ ایک دن لالہ پوہلورام کی بیوی نے ذیلدار سلطان محمد خان کی بیوی سے پوچھا "تم ہر ماہ اتنا کھانا کیوں پکاتی ہو۔" انہوں نے جواب دیا کہ اس روز ہمارے بڑے پیر صاحب کا سالانہ عرس وختم شریف ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارے گھر میں خیر وبرکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حاجات پوری کرتا ہے۔ لالہ پوہلورام کی بیوی نے سلطان محمد ذیلدار کی بیوی سے اجازت لے کر خود بھی ختم کرانا شروع کر دیا ایک دن صبح کے وقت ان کے گھر کے باہر ایک درویش آیا۔ لالہ پوہلورام کی بیوی نے اس درویش کو کھانا کھلایا۔ کھانا کھا کر درویش نے دعا دی۔ اللہ کریم تمہاری مراد پوری کرے گا۔ خدا کے فضل وکرم سے اسی سال ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام والدین نے دیوان چندر کھا۔

جب نومولود بچے کو دودھ پلانے کا وقت آیا تو ماں نے دودھ پلانا چاہا تو آپ نے اپنی والدہ کا دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ جس کے سبب آپ کے والدین پریشان ہو گئے۔ آپ کے پڑوس میں ایک مسلمان رحمت علی رنگریز کی والدہ کو جب معلوم ہوا کہ ہمارے پڑوسی کو خدا نے تین بیٹیوں کے بعد بیٹا دیا ہے تو وہ مبارک باد دینے کے لئے آئی تو آپ کی والدہ نے اس سے آپ کے دودھ نہ پینے کا ذکر کیا تو رحمت علی رنگریز کی والدہ نے آپ کو گود میں لے کر اپنی چھاتی سے آپ کو لگایا تو آپ نے اُس کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ جب اُس نے آپ کو والدہ کی گود میں دیا اور آپ کی والدہ نے دودھ پلانا چاہا تو آپ نے دوبارہ بھی اپنی والدہ کی چھاتی سے دودھ نہیں پیا۔

بالآخر رحمت علی رنگریز کی والدہ آپ کو دودھ پلانے کے لئے اپنے گھر لے گئی اور آپ نے ایک عرصہ تک اس مسلمان عورت کا دودھ پیا۔ مگر مشرک ماں کا دودھ نہیں پیا۔ آپ میں بچپن سے ہی مسلمانوں کی عادتیں موجود تھیں۔ ابھی سات برس کی عمر شریف تھی کہ آپ نے اپنے والدین سے چوری ماہ رمضان کے روزے رکھنے شروع کر دیئے والدین کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے بھی کچھ نہ کہا۔ اس لئے آپ کے والدین اچھی طرح اس بات کو سمجھتے تھے۔ یہ بچہ ایک مسلمان فقیر کی دعا سے پیدا ہوا ہے۔ لہٰذا اسے وہی

مذہب پسند ہے۔ابھی آپ بالغ بھی نہ ہوئے تھے کہ والدین کا انتقال ہوگیا۔

اس کے بعد آپ ذیلدار سلطان محمد خان کی زیر کفالت اسی کے گھر میں رہنے لگے۔ جب آپ کی عمر عزیز چودہ برس کی ہوئی تو آپ علی الاعلان مسلمان ہوگئے اور اپنا اسلامی نام محمد دیوان رکھ لیا۔

اس کے بعد سے آپ طلب حق میں نکلے اور کو بہ کو بہ درویشوں کے پاس جانے لگے کہ کسی طرح کوئی ہادی رہنما مل جائے۔ اس سلسلہ میں آپ سب سے پہلے مائی پھاگن کے پاس میکریاں گئے۔ مائی صاحبہ نے آپ پر انتہائی شفقت فرمائی۔ جب آپ کی عمر عزیز ۱۶-۱۷ برس کی ہوئی تو آپ اس سال رمضان کے روزے گھاس کھا کر رکھے۔ حتیٰ کے عید کے دن بھی آپ نے کھانے کی طرف رغبت نہیں کی۔ ذیلدار صاحب نے عرض کیا آج روزہ نہیں عید کا دن ہے کچھ کھا پی لو۔ آپ نے پانی پی لیا اور فرمایا کہ میں سردے کر کھاؤں گا۔ ذیلدار نے یہ حکیمانہ بات سن کر آپ کو اپنے مرشد حضرت بابا عبداللہ منڈھیالی والوں کے پاس بھیجا۔ حضرت باباجی نے آپ کو دیکھ کر فرمایا یہ لڑکا اب جس مقام پر ہے ہماری وہاں تک رسائی نہ ہے۔ آپ نے کئی درویشوں کے پاس حاضری دی لیکن مقصود حاصل نہ ہوا۔ مائی صاحبہ کے پاس دوبارہ گئے تو فرمایا کہ تم میرے بھائی حافظ کرم بخش صابریؒ کے پاس چلے جاؤ۔

بیعت وخلافت☆: آپ مائی پھاگن کے حکم سے حضرت حافظ کرم بخش چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کے لئے درخواست کی تو حافظ صاحب نے پہلے تو عذر پیش کیا۔ مگر بعد میں آپ کو اپنے دست مبارک پر بیعت سے مشرف فرمایا۔ ان دنوں حافظ کرم بخش جھڑی بابا فرید میں چلہ فرما رہے تھے۔ بیعت کے بعد آپ کے مرشد آپ کو ہمراہ لے کر جھڑی بابا فرید میں دوبارہ آ گئے اور پانچ سال تک اپنے پاس بیٹھا کر مجاہدات کی تکمیل کروائی اس کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر آپ کو حکم دیا کہ اب آپ اپنی جگہ واپس ہردوتھلہ چلے جائیں۔

آبائی علاقہ میں آمد اور سلسلہ عالیہ کی خدمت☆: مرشد کامل کا حکم ملتے ہی آپ واپس اپنے علاقہ ہردوتھلہ میں تشریف لے آئے۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی تبلیغ واشاعت اور رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اسی جگہ پر بابا رستم علی بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے جو کہ بعد میں آپ کے نامور خلیفہ ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ دور دور سے لوگ آتے اور فیض پا کر جاتے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کے پیرومرشد حضرت حافظ کرم بخش صابریؒ علیہ الرحمۃ کا وصال ہوگیا۔ تو آپ پاکپتن شریف تشریف لے آئے اور ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اس دوران آپ نے بارہ برس تک ترک اناج کر دیا اور صرف ایک پیالہ لسّی اور تھوڑی سی سبزی تناول فرماتے۔ انہی ایام میں بابا سوڑھی شاہ آپ کی خدمت میں رہ کر فیضاب ہوئے۔ آپ ہر سال تین جیٹھ کو اپنے پیرومرشد حافظ کرم بخش چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ کا عرس کرواتے اور چھ رجب کو حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک کرواتے تھے۔

اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں جب آخری مرتبہ عرس غریب نواز کے سلسلہ میں ڈھوگڑی تشریف لے گئے تو وہاں آپ کی طبیعت علیل ہوگئی تو آپ واپس ہردوتھلہ تشریف لے آئے۔

تعلیمات وارشادات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ والدین کو تو اپنے بچوں کی جسمانی تربیت کا خیال ہوتا ہے۔ مگر شیخ اپنے مریدین کو رب العالمین کے دربار اقدس میں رسائی کا خواہاں ہوتا ہے۔

آپ کے اس ارشاد سے مرشد کی والدین پر فضیلت واضح ہوتی ہے۔ (نمبر۲) آپ فرماتے ہیں کہ اگر مرید پیر کے حکم کا پابند رہا تو حلال ہو گیا۔ وگرنہ حرام۔ (نمبر۳) آپ فرماتے ہیں کہ کسی امیر کے گھر جاؤ تو وہ خیال کرتا ہے کہ کچھ مانگنے آیا ہے۔ اگر غریب کے گھر جاؤ تو وہ خیال کرتا ہے کہ دھن بھاگ کہ اس کے گھر درویش کا قدم آیا ہے۔ (نمبر۴) آپ فرماتے ہیں کہ دل کے اندر غیر کو آنے نہ دے۔ دل سے باہر یار کو جانے نہ دے۔ (نمبر۵) آپ فرماتے ہیں کہ وہ طلب ناقص ہے جو بے حاصل کی بنا پر جاتی رہے۔ ''اولگیاں ٹمیں جھڑ یاٹٹ گئیاں'' (نمبر۶) آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ فقیری دنیا کے ہر کام سے مشکل ہے خال خال ہی منزل مقصود پر پہنچتے ہیں۔ (نمبر۷) آپ فرماتے ہیں کہ ''جیہڑا بن بیٹھا اوس کی کھٹنا اے'' (نمبر۸) آپ فرماتے ہیں کہ داماں والے ہی گھوڑی خریدن گے خالی ہتھاں والیاں نوں کون لئی بیٹھا ہے۔ (نمبر۹) آپ فرماتے ہیں کہ برتاوا اگر تین دن تک بھی کھانا برتا رہے۔ پھر بھی اپنا ہاتھ منہ کی طرف نہ لے کر جائے۔ (نمبر۱۰) آپ فرماتے ہیں کہ نام کا نشہ ہونا چاہیے۔ باقی نشہ بسب علت ہے۔

نام خماری نانکا چڑھی رہے دن رین

وصال باکمال ☆: چند روز علیل رہنے کے بعد ۲۰ رمضان المبارک کو آپ نے کلام کرنا ترک کر دیا۔ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۴۰ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُرانوار موضع ہردوتھلہ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے بعد آپ کے مرید خاص وخلیفہ بابا رستم علی صابری ہی آپ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

حضرت الحاج مولوی عبدالستار چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: امیر شریعت، شہباز طریقت، جامع الحسنات و کمالات و فیوضات، منبع کمالات حضرت خواجہ الحاج مولوی عبدالستار صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ قبلہ طالبان عشق و معرفت و محبت ہیں۔ آپ آزاد کشمیر کے ضلع مظفرآباد کے موضع کن چھتر کے رہنے والے اور اپنے زمانے کے ممتاز عالم دین ہیں۔ تمام زندگی شریعت مصطفیٰ ﷺ کی اتباع اور دفاع میں گزاری۔ پوری زندگی حصول علم اور اس کے فروغ کے لئے وقف رکھی۔ دین مصطفیٰ ﷺ کی خدمت سرانجام دیتے ہوئے آپ کو طلب حق کی جستجو ہوئی تو وہاں سے چلتے ہوئے خطہ پوٹھوار میں پہنچ کر حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے جمال جہاں آرا کو دیکھ کر وہیں کے ہوکر رہ گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اُنہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ نے اپنے مرشد کامل کے بتلائے ہوئے اوراد و وظائف کو کبھی بھی نہ چھوڑا۔ تمام زندگی شریعت و طریقت کے مطابق گزاری۔ تصور شیخ کے جلوؤں میں گم رہتے۔ آپ کی ہی وہ ذات ہے کہ گھر سے آنے کے بعد سے تاحیات اور آج تک بلکہ قیامت تک کیلئے مرشد کامل کے قدموں میں وقت گزاریں گے۔

آپ نے اپنے شیخ کامل کی طرح سخت مجاہدے کئے اور جس پتھر کی سل پر حضرت خواجہ کلیامی تپتی ہوئی دھوپ میں لیٹتے تھے آپ بھی سنت شیخ سمجھ کر اس پتھر پر تپتی ہوئی دھوپ کے دنوں میں اپنے اوراد و وظائف مکمل کرتے۔ خداوند کریم نے آپ کو ظاہری و باطنی علوم اور دولت عرفان سے مالا مال کیا ہوا تھا۔

آپ ہر سال تاجدار گولڑہ حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی گولڑوی علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس پاک میں شرکت کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ سجادہ نشین گولڑہ شریف محبوب المشائخ عاشق رسول ﷺ حضرت قبلہ پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ آپ کو عرس کے موقع پر خصوصی اہمیت دیتے تھے۔ گولڑہ شریف میں آج بھی مہمان خانے میں آپ کے نام سے کمرہ موجود ہے، جو آپ کو ظاہری حیات میں ملا تھا۔ اس طرح آپ نے اپنے مرشد خواجہ کلیامی کے اُس تعلق کو جو انہیں گولڑہ شریف سے حاصل تھا کو برقرار رکھا۔

آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی اپنا جانشین وخلیفہ اعظم حضرت سید شاہ حسین صابری علیہ الرحمۃ جن کا وصال ۱۹۷۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار موضع موہڑہ چھپر غوث اعظم روڈ (سابقہ چکری روڈ) راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے کو مقرر فرما دیا تھا۔

ان کے علاوہ حضرت پیر رحمت شاہ جنڈ مہلو شریف اور حضرت میاں ولایت حسین چشتی صابری علیہم الرحمۃ جن کا مزار کھیری مورت تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں مرجع خاص وعام ہے کے نام بھی آپ کے خلفاء میں شامل ہیں۔ آج کل آپ کے دربار کے موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ ساکن موہڑہ چھپر غوث اعظم روڈ (سابقہ چکری روڈ) راولپنڈی بڑی جانفشانی سے سجادگی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۶۰ھ بمطابق 1941ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار کلیام شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت ماسٹر رحیم بخش ناصری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے ارباب طریقت، واقف اسرار و رموز حقیقت، واصل باللہ حضرت ماسٹر رحیم بخش ناصری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مشائخ زمانہ میں یکتائے روزگار ہیں۔

آپ حضرت بابا شیخ عمر بخش ناصری چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے بڑے فرزند ارجمند اور ان کے جانشین ہوئے ہیں۔ آپ کا شمار جالندھر شہر کی مشہور و معروف اور صاحب ذوق اور اہل دل اہل علم حضرات میں ہوتا ہے۔ بڑے بڑے صاحب علم صاحب ذوق حضرات اور ادبا کی مجالس میں آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔

آپ نے ظاہری و باطنی فیضان اپنے والد گرامی قدر جناب حضرت شیخ عمر بخش ناصر چشتی صابری علیہ الرحمتہ سے حاصل کیا۔ اور بڑے ہی اچھے انداز میں تصوف کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ قادریہ سلسلہ میں حضرت میراں شاہ آف دوسوہہ ضلع ہوشیار پور والوں کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے والد سے فیضان حاصل کیا اور حضرت مولانا نواب الدین ستکوہی چشتی صابری جو کہ حضرت مولانا سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے مرید و خلیفہ تھے کہ دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۶۰ھ بمطابق ۱۹۴۱ء میں ہوا۔ مزار پُر انوار جالندھر میں مرجع خاص و عام ہے۔

منقبت در شان

حضرت سیّد غلام حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

یہ رمز عنایت ہے تفسیر حقیقت ہے
ہر رنگِ عطا ان کا عنوان محبت ہے
شاہ جی کے گداؤں میں اِک شان فراست ہے
ہر بات مکمل ہے ہر قول حقیقت ہے
خالق شاہ ہوں یا عبدالحکیم یا حضرت فیض الدین
شاہ جی کے جلوؤں کی ہر اِک پہ عنایت ہے
خود قطب دکن نے دستار تمہیں باندھی
یہ شان فضیلت ہے یہ حسن خلافت ہے
قرآن پڑھیں شب بھر ہر روز ہوں روزے سے
یہ رغبت قرآں ہے یہ اوج طہارت ہے
جو مقتدی ان کا ہے وہ قائد عقبیٰ ہے
یہ ان کے مراتب ہیں یہ اُن کی امامت ہے
سبطین میں کیا مانگوں کیا میں نے نہیں پایا
ہر شعبۂ ہستی میں اللہ کی رحمت ہے

کلام: حضرت سبطین شاہ جہانی

حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: نسبت رسولی، پروردۂ نگاہ لطف مدنی، گنجینۂ علوم لدنی، عالم ربانی، مقیم لامکانی، مرشد لاثانی، مقبول بارگاہ رحمانی، محرم اسرار سبحانی، واقف اسرار رموز حقانی، مالک دو بین، پیشوائے اہل دین، متمکن بمقام یقین، دلیل العارفین، محبوب رب العالمین، سر حلقۂ ارباب صدق و یقین، عمدۃ السالکین، امام العاشقین، برہان الواصلین، منہاج المتقین، محدث وجد و پیان قبلۂ طالبان، حضرت خواجہ پیر سیّد غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سادات حیدر آباد دکن کے عظیم روحانی چشم و چراغ اور نیرّ تاباں ہیں۔ اور حیدر آباد دکن میں ہی آپ کی ولادت باسعادت ظہور پذیر ہوئی۔ سلسلہ ولایت وعلم و عرفان آپ کے گھر میں پشت در پشت نسل در نسل چلا آ رہا ہے۔ گھر کے علمی اور روحانی ماحول کی بنا پر آپ جلد ہی ایک کندن بن گئے اور دنیاوی اور دینی علوم مروجہ سے فراغت کی سند پا کر خانقاہی نظام سے منسلک ہو گئے۔

آپ کے روئے تاباں پر بچپن سے ہی آثار ولایت نظر آتے تھے۔ آپ کے چہرۂ انور کو دیکھنے والا چہرہ پر علم و عرفان کی بارش دیکھ کر دنگ رہ جاتا۔ خداوند کریم نے جس طرح ظاہری حسن کی دولت سے آپ کو نوازا ہوا تھا۔ اسی طرح باطنی حسن سے بھی مالا مال تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ پیر دستگیر حضرت سیّد ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری حیدر آباد دکنی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے بعد ازاں عبادت و ریاضت کی تکمیل اور مدارج سلوک طے کرانے کے بعد آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرما کر سرفراز و ممتاز فرمایا کہ صاحب ارشاد کیا اور آپ کو اپنا خلیفہ اکبر و اعظم مقرر فرما کر اعزاز بخشا۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی درجہ کے نیک متقی صالح عابد و زاہد اور نیک نام تھے۔ تمام زندگی حصول علم کے متلاشی رہے اور نماز پنجگانہ کا خصوصی اہتمام فرماتے حتیٰ کہ حالت یہ تھی کہ آپ نے کبھی تکبیر اولیٰ تک فوت نہ ہونے دی۔ نماز تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد کے علاوہ کثرت سے نوافل کا اہتمام فرماتے تھے۔ آدھی رات کے بعد ذکر و جہر حضرت سید میراں شاہ بھیکھ کے انداز کے مطابق کرتا آپ کا معمول تھا دن کے وقت دو گھنٹے طالبین کو تعلیم رشد و ہدایت دیتے بعد ازاں قیلولہ فرماتے بعد نماز ظہر اوراد و اذکار سے فارغ ہو کر آنے والے مہمانوں پر توجہ دیتے۔ بعد نماز عصر عقیدت مندان کو خصوصی ہدایات دیتے اور تصوف کے مسائل سمجھاتے غرض کہ دن و رات آپ کا اوڑھنا بچھونا شریعت و طریقت کی تعلیم کا حصول اور طالبان رشد و ہدایت کی رہنمائی آپ کا شعار رہا آپ ہمہ وقت باوضو رہتے کبھی بھی ماسوائے قضائے حاجت کے آپ کا وضو باطل نہ ہوا۔ ہر وقت یاد خدا اور تصور شیخ میں مستغرق رہتے

خداوند کریم نے آپ کو ظاہر و باطنی حسن کی دولت سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ بہت سے غیر مسلم صرف آپ کا روئے تاباں دیکھ نہ صرف مشرف بہ اسلام ہوئے بلکہ آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہو کر عابد و زاہد کہلائے۔ سلوک کی تعلیم دینے کا آپ کو اس قدر ملکہ اور خاصہ تھا کہ عام آدمی بھی با آسانی آپ کی بات اور اس سے نکلنے والے مقصد کو سمجھ جاتا اور یہی وجہ تھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے والے حضرات بہت جلد اپنی منزل اور مقام کو پالیتے اور خدا رسیدہ ہو جاتے تھے۔ آپ کی تحریر و تقریر میں ایک جادو آنہ تاثیر تھی کہ سننے والے کے دل میں اترتی جاتی اور تحریر کا حال یہ کہ معمولی پڑھا لکھا بھی پڑھنے کے بعد بڑے بڑے پڑھے لکھوں سے گفتگو میں آگے نکل جاتا تھا۔ اخلاق محمدی کا عملی نمونہ آپ کی ذات والا صفات تھی ایثار کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ دروازے پر آنے والے سائل کو کبھی نہ جھڑکا اور مانگنے والے کو اس کی ضرورت سے زیادہ دیا کرتے تھے۔ سخاوت کا عالم یہ تھا کہ خانقاہ شریف کے دروازے ہر شخص کے لئے کھلے تھے۔ دن ہو یا رات آپ کا لنگر جاری رہتا تھا۔ آنے والے مہمان سے آپ سب سے پہلا جو سوال کرتے تھے وہ لنگر کا ہوتا اور فرماتے کے فقیر کے دروازے سے لنگر کھائے بغیر نہیں جانا چاہیے۔ آپ کی گفتگو میں اس قدر حلیمی اور نرمی تھی آنے والا جب کوئی تکلیف بیان کرتا یا اپنا کوئی مسئلہ پیش کرتا تو آپ اس کی بات کو پوری توجہ سے سنتے۔ ابھی آپ اُس کو پورا جواب بھی نہ دے پاتے تھے کہ آنے والا اس طرح محسوس کرتا کہ میرا مسئلہ اور مشکل حل ہو چکی ہے۔ آپ کے پاس تمام مکاتب فکر اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی آ کر فیض یاب ہوتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ سال بھر میں ایک مرتبہ اپنے عقیدت مندان اور بزرگان کے ہاں عرس یا میلاد شریف کی محافل میں ضرور تشریف لے جاتے تھے۔ حیدر آباد دکن میں ہونے والی روحانی تقریبات کے علاوہ بالخصوص میرٹھ میں حضرت سیّد مظہر علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ، حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صابری علیہ الرحمۃ اور حضرت صابر بخش علیہ الرحمۃ کے آستانہ عالیہ دریا گنج نزد دہلی شہر کے علاوہ انبالہ مظفر نگر اور مشرقی پنجاب کی طرف ضرور تشریف لے جاتے اور اس دوران اپنے بزرگان کے علاوہ دیگر اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کرتے ان کے عرس کی محافل میں شریک ہوتے اور اپنے عقیدت مندان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے اور پوری پوری رات ان کو ذکر جہر کا طریقہ بتاتے۔ آپ کے زمانے کے صوفیاء اپنے مریدین کو تربیت کے لئے آپ کی خدمت میں روانہ کرتے وہ اس لئے کہ آپ کا انداز تربیت انتہائی آسان اور عام فہم ہونے کے علاوہ اخلاق و عرفان سے مزین ہوتا تھا۔ آپ نے پوری زندگی کسی کا دل نہ دکھایا اور نہ ہی کسی کا مال اپنے اوپر روا سمجھا اگر کوئی عقیدت مند آپ کو نذر کے طور پر کچھ دیتا تو آپ اسے واپس لوٹا دیتے اور فرماتے اس پیسے سے کچھ سامان خرید کر اپنے بچوں کو میری طرف سے دے دینا۔ مجھ سے زیادہ ان کا حق تم پر ہے۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ مرید کا پیسہ پیر پر اس وقت تک حرام ہے جب تک وہ ایک کے بدلے دس دلوانے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ آپ فرماتے تھے کہ پیر کا کام مرید سے لینا نہیں بلکہ دینا ہے چونکہ مریدین بیچارے صبح سے شام تک اپنی گزر اوقات کے لئے محنت و مزدوری اپنے بال بچوں کے لئے کرتا ہے نہ کہ پیر کے لئے۔ اس لئے شیخ کو چاہیے کہ وہ مرید کے مال پر نظر نہ رکھے بلکہ اس کے حال پر نظر رکھے۔ محفل سماع آپ اس قدر سنتے تھے کہ بے خود ہو جاتے اور اس بے خودی میں قوالوں پر روپوں کی بارش کرتے رہتے۔ اہل دنیا حیران و دنگ رہ جاتے کہ صرف جیب میں ہاتھ جانے کی دیر ہوتی کہ روپوں کے انبار نکلتے رہتے ہیں۔ بعض حضرات آپ کے خرچ اور انداز

شاہانہ کو دیکھ یہ محسوس کرتے کہ آپ کے پاس دست غیب ہے۔

حضرت قمر المشائخ کا آپ کو خراج تحسین ☆: راولپنڈی شہر کے عظیم روحانی پیشوا قمر المشائخ پیر طریقت الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۱۵۔۱۶ ذی الحج ۱۹۹۹ء اکثر اپنی محافل اور مجالس میں آپ حضرت سید غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ بڑی محبت سے فرمایا کرتے۔ حالت یہ تھی کہ حضرت قمر المشائخ جب آپ کا اسم گرامی زبان پر لاتے تو آبدیدہ ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے میں اگرچہ اپنے مرشد حضرت اللہ دیا شاہ علیہ الرحمۃ کا مرید و خلیفہ ہوں مگر تصوف کی تعلیم میں نے حضرت سید غلام حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ہی حاصل کی ہے۔ حضرت قمر المشائخ فرماتے تھے کہ حضرت کا انداز گفتگو اس قدر پختہ اور علمی ہوتا تھا مگر باوجود اس کے عام آدمی با آسانی بات اور اس کے مقصد کو سمجھ جاتا تھا۔ آپ انتہائی درجہ کے خلیق و شفیق اور مہربان طبیعت کے مالک تصور کئے جاتے ہیں۔ حضرت قمر المشائخ فرماتے ہیں کہ میرٹھ میں جب کبھی آپ اپنے پیر بھائی حضرت اللہ دیا شاہ علیہ الرحمۃ جو کہ میرے پیرومرشد ہیں کہ پاس تشریف لاتے تو آپ مجھ پر خصوصی شفقت اور توجہ فرماتے اور پھر گردونواح میں جہاں کہیں بھی عرس وغیرہ کی محافل میں تشریف لے جاتے تو مجھ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ آج کے دور میں حضرت جیسا درویش کوئی نظر ہی نہیں آتا۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: یوں تو آپ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر راقم الحروف کو ابھی تک جن حضرات کے اسمائے گرامی ملے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ (نمبر ۱) حضرت خلیفہ جمیل احمد خان چشتی صابری امروہوی محلہ بٹواں امروہہ ضلع مراد آباد یوپی انڈیا۔ (نمبر ۲) خلیفہ وزیر علی چشتی صابری امروہوی ضلع مراد آباد انڈیا۔ (نمبر ۳) خلیفہ حضرت سید ولی محمد شاہ علیہ الرحمۃ ساکن موضع پوٹھ ضلع میرٹھ۔ (نمبر ۴) حضرت صوفی عبدالحکیم چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ پاکستان میں مرجع خاص و عام ہے۔ (نمبر ۵) خلیفہ حضرت صوفی پیر سید عبدالخالق شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار گلالی پور شریف چک ۲۷ گ۔ب فیصل آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔ (نمبر ۶) خلیفہ حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ المتوفی ۲۴ جون ۲۶ جمادی الثانی ۱۹۷۶ء بروز جمعرات بوقت بعد نماز فجر آپ کی مرقد منورہ مرکزی قبرستان عیدگاہ شریف راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جو کہ فقیر راقم الحروف کے والد گرامی ہیں اور آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کی یاد میں قائم کردہ جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں ہر سال ۳ یا ۴ جولائی کو منایا جاتا ہے۔ ملک بھر سے جید علمائے کرام اور مشائخ عظام اور لاتعداد عقیدتمندان شرکت کرتے ہیں۔ تمام رات محفل سماع ہوتی اور لنگر عام بھی ہوتا ہے۔

آپ کی علمی یادگاریں ☆: آپ ایک بہترین عارفانہ کلام کے شاعر بھی تھے کافی تعداد میں آپ کی مناقبات قبلہ والد گرامی کے ورثہ سے قلمی مخطوطے فقیر راقم الحروف کے پاس موجود ہیں جن میں چند ایک مناقبات اور غزلیں مضمون کے آخر میں عوام خواص کے استفادہ کے لئے پیش کی جاری ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے چچا مرشد اور پیر بھائی حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ احمد آبادی ثمہ میرٹھی علیہ الرحمۃ کے نام سے منسوب کر کے ایک کتاب تذکرۃ العارفین فی حیات مظہریہ اور اس کے علاوہ دوسری کتاب اخلاق صابری

فی عرفان باری جو کہ تصوف کی تعلیم پر ہے اوراس میں پہلے سوال پھر جواب کے انداز میں لکھی ہے یہ کتاب فقیر راقم الحروف کے پاس لائبریری میں موجود ہے۔ جس میں سے چند ایک سوال و جواب عوام وخواص کے لئے پیش خدمت ہیں۔

سوال نمبر ا ☆: کسی نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت خدا سے کیا مانگنا چاہیے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ خدا سے خدا کو مانگنا چاہیے اور خیریت وعافیت دونوں جہاں کی۔ پھر آپ نے درج ذیل شعر پڑھا:

خواہم از تو خوبی ہر دوسرا   وز تو خواہم از ترا اے رہنما

چاہتا ہوں تجھ سے یارب خوبی دو جہان کی۔ اور تجھ سے تجھ کو چاہتا ہوں۔ اے خدا۔ اے رہنما۔

سوال نمبر ۲ ☆: کسی نے آپ سے پوچھا کہ سلوک کیا ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ سلوک یہ ہے کہ: احکام الٰہی کا بجا لانا۔ اور بندگان خدا پر شفقت کرنا۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

سالکان حق در اسراو   یک زماں غافل نیند از جستجو

ترجمہ ☆: سالکان راہ اس کے حکم میں ایک لحظہ بھی غافل نہیں ہیں جستجو سے۔

سوال نمبر ۳ ☆: کسی نے آپ سے سوال کیا حضرت زندگی کیونکر بسر کرنی چاہیے۔ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: کہ زندگی خوشی اور کم آزاری کے ساتھ۔ پھر آپ نے حسب ذیل شعر پڑھا:

باید چو برق خندہ زنان زیست در جہاں   نہ ہچوا بر برسر دنیا گریستن

ترجمہ ☆: چاہیے کہ مثل بجلی کے ہستی ہووے جینا جہان میں۔ نہ کہ ابر کی مانند دنیا میں روتے رہنا۔

سوال نمبر ۴ ☆: کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ حضرت عمر کو کس شغل میں صرف کرنا چاہیے۔ تو جواب میں ارشاد فرمایا کہ اپنی زندگی کو علم کے حصول اور اس پر عمل کرنے میں صرف کرنا چاہیے پھر آپ نے اس مقام پر شعر پڑھا:

میا موز جر علم گر عا قلی   کہ معلم بودن بود غافلی

ترجمہ ☆: مت سیکھ سوائے علم کے اگر عقلمند ہے تو۔ کہ بے علم رہنا غفلت میں رہنا ہے۔

سوال نمبر ۵ ☆: پھر اسی شخص نے دوبارہ سوال کیا حضرت علم حاصل کرنے سے کیا نتیجہ ملتا ہے؟ تو آپ نے بڑا ہی خوبصورت جواب عنایت فرمایا: کہ علم کو حاصل کرنے والا اگر چھوٹا ہو تو بڑا اور بزرگ بن جاتا ہے۔ اور اگر فقیر ہے تو تونگر بن جاتا ہے۔ پھر آپ نے حسب ذیل شعر پڑھا:

قیمت علم ہم چو زر باشد   چونکہ شد کہنہ تازہ تر باشد

ترجمہ ☆: علم کی قیمت مانند زر کے ہے جبکہ کہنہ ہوئے زیادہ ہوئے تازہ ہوئے۔

سوال نمبر ۶ ☆: آپ کی خدمت میں کسی نے سوال کیا کہ سیدھا راستہ کیونکر معلوم ہووے۔ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ سیدھا راستہ علم کی روشنائی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر یہ شعر پڑھا:

اور بقایا سال کے ۱۰ ماہ تبلیغی دورے پر رہتے حیدرآباد دکن سے یوپی، مدراس، کچھوچھہ شریف، بمبئی، کلکتہ، آگرہ، دہلی، مظفرنگر، سہارنپور، کرنال، پانی پت، میرٹھ، انبالہ، گنگوہ شریف، روپڑ شریف، ٹھیکہ، گھڑام شریف، کلیر شریف، اجمیر شریف، مہرولی شریف، جالندھر، پٹیالہ، امرتسر، لاہور، بہاولپور، بہاولنگر، سمہ سٹہ اور دیگر اضلاع میں آپ نے مریدین کے ہاں خانقاہیں قائم کی ہوئی تھیں۔ ہر جگہ پر قیام فرما کر اس علاقے کے تمام مریدین کو جمع کر کے انکی تربیت فرماتے ہر روز بعد نماز عشاء کچھ دیر تصوف کے مسائل پر گفتگو اور بعد ازاں حلقہ ذکر جہر بعد ازاں کچھ دیر آرام فرمانے کے بعد صبح تہجد کے وقت خود بھی بیدار ہوتے مریدین کو بھی بیدار فرماتے۔ تہجد کے نوافل کی ادائیگی کے بعد صبح حلقہ ذکر جہر بعد ازاں اوراد و وظائف کا معمول پورا فرماتے نماز فجر کی ادائیگی بعد پھر اوراد و وظائف پورے فرماتے نماز اشراق ادا فرما کر ناشتہ اور پھر مریدین و عقیدتمندان کا دکھ درد سنتے دم درود اور تعویزات کا سلسلہ شروع ہو جاتا آپ کی تمام عمر مخلوق خدا کی خدمت میں صرف ہوئی نہ کوئی جائیداد نہ بینک بیلنس نہ کارکوٹھی، بلکہ تمام عمر دل میں ایک ہی خواہش تھی کہ داخل سلسلہ ہونے والے حضرات تعلیم سے محروم نہ رہ جائیں اور ہر علاقہ میں سال میں صرف ایک ہی بار جاتے اور وہاں کے تمام مریدین کو جمع کر کے چند روز تک ان کی تربیت فرماتے رہنا یہ آپ کے نہ صرف معمول میں شامل تھا بلکہ یہ زندگی بھر کا مشغلہ تھا اور اسی دورے کے دوران مریدین کے ہاں اپنے پیشواؤں کے عرسوں کی تاریخوں کا تعین تھا تمام عرس مبارک اپنی اپنی تاریخوں پر اپنی اپنی جگہ انعقاد پذیر ہوتے۔ اسی دوران آپ اس دورے میں اپنے پیران عظام کے علاوہ دیگر مشائخ کبار کے مزارات پر بھی حاضری دیتے اور وہاں قیام فرماتے۔

کشف کرامات ☆: آپ نے اپنے مرید خاص حضرت خواجہ صوفی شاہ عبدالحکیم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے وصال سے قبل ہی فرما دیا تھا کہ تمہارے ہاں میرے وصال کے بعد اللہ کریم کے فضل و کرم سے فرزند پیدا ہوگا جو کہ تمہاری جلائی ہوئی شمع کو روشن کریگا۔ چنانچہ آپ کے وصال کے ٹھیک ۴۵ روز بعد صوفی عبدالحکیم صابری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا جس کا نام بھی آپ نے خود ہی غلام فرید تجویز فرما دیا تھا جو کہ حضرت صوفی عبدالحکیم صابری کے سجادہ نشین بعد از وصال مقرر ہوئے اور سلسلہ عالیہ کی بہت خدمت انجام دی۔ سینکڑوں مرید انکے ہاتھ پر بیعت ہوئے جس سے آپ کی جلائی ہوئی شمع آج بھی روشن ہے۔

کرامت نمبر ۲ ☆: آپ کے ایک مرید کی بیٹی دریا میں ڈوب کر ہلاک ہو گئی جب آپ کو پتہ چلا تو آپ ان کے گھر گئے اور بچی کو دیکھ کر آپ نے پوچھا کیا ہوا تو سب نے بتایا کہ پانی سے گزرتے ہوئے ڈوب کر مر گئی آپ نے پوچھا کتنی دیر پہلے کا واقعہ ہے تو مریدین نے عرض کیا حضور تقریباً چھ گھنٹے گزر گئے ہیں۔ آپ نے مٹی کا ایک گھڑا منگوایا اور بچی کو اس پر انداز سے لٹایا کہ اس کا پیٹ گھڑے پر رہے اس کے بعد آپ مراقبہ میں چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد سب نے دیکھا کہ اس بچی کے جسم میں حرکت پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد وارثان نے سیدھا کر کے بٹھایا تو دیکھا کہ بچی زندہ تھی۔

زندگی کا آخری دورہ اور واقعہ عجیب ☆: وصال سے چند ماہ قبل آپ حیدرآباد دکن سے مختلف مقامات پر مریدین کی تعلیم و تربیت کرتے ہوئے ضلع کرنال کے ایک گاؤں میں اپنے مریدین کے ہاں پہنچے تو آپ کی صحت کافی خراب تھی۔ خرابی صحت کی بنا پر آپ چونکہ دو بیویاں تھیں ان میں سے ایک زوجہ آپ کے ہمراہ تھیں۔ آپ نے اس جگہ قیام فرما کر اپنے مریدین کے ذریعے اپنے ایک

خلیفہ حافظ یاسین کو دوسرے گاؤں پیغام بھیج کر بلوایا اور فرمایا کہ میں نے ۱۰ ماہ کے دورے پر جانا ہے۔ طبیعت بھی خراب ہے چاہتا ہوں کہ اس مرتبہ دورے میں تم میرے ساتھ رہو۔ حافظ یاسین نے عرض کیا حضور بہتر ہے جیسے آپ حکم۔ اگلے روز حافظ یاسین کے گھر سے کوئی شخص آیا اس نے حافظ یاسین کو ایک خط دیا اس خط میں لکھا ہوا تھا کہ تمہاری بیوی بیمار ہے گھر آ جاؤ۔ حافظ یاسین نے وہ خط آپ کو دیا آپ نے پڑھا تو فرمایا ٹھیک ہے تم جاؤ چونکہ تمہاری بیوی بیمار ہے چونکہ آپ سمجھ گئے تھے کہ حافظ یاسین نے اب جانا ہی ہے رکنا نہیں اس لئے فوراً اجازت دی اور ایک رقعہ تحریر کر کے ایک مرید کے ہاتھ اپنے خلیفہ حضرت صوفی عبدالحکیم کے گاؤں چموں شریف ضلع کرنال بھجوا دیا اس میں تحریر تھا کہ بیٹا عبدالحکیم میں نے اپنے ساتھ دورے پر لے جانے کے حافظ یاسین کو بلوایا تھا وہ آیا بھی مگر اس کی بیوی بیماری ہو گئی اور وہ چلا گیا۔ لہٰذا میں فلاں گاؤں میں ٹھہرا ہوا ہوں تماری روحانی ماں بھی میرے ساتھ ہے۔ طبیعت بھی خراب ہے لہٰذا تم مجھے آ کر لے جاؤ۔

خادم رقعہ لے کر جب حضرت صوفی عبدالحکیم صاحب کے گاؤں چموں شریف پہنچا تو نماز مغرب کا وقت تھا۔ رقعہ ملتے ہی صوفی عبدالحکیم صاحب فوراً وہاں سے جہاں آپ ٹھہرے ہوئے تھے کیلئے روانہ ہوئے۔ وہ گاؤں تقریباً چار گاؤں دور تھا رات بارہ بجے وہاں پہنچے آپ کے بارے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ آپ دوپہر کا کھانا تناول فرما کر فلاں جگہ دوسرے گاؤں میں دعوت پر گئے ہیں۔ چنانچہ صوفی عبدالحکیم صابری صاحب وہاں سے سخت سردی اور بارش میں چلے اس گاؤں ٹیں پہنچے تو پتہ چلا کہ آپ کھانا کھانے کے بعد رات کے قیام کی غرض سے کسی اور جگہ تشریف لے گئے ہیں۔ جناب صوفی عبدالحکیم صاحب نے ان سے ایڈریس معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ رات کا ڈیڑھ بج گیا ہے آپ آرام کریں صبح کو ہم خود چھوڑ آئیں گے مگر انہوں نے ایک نہ مانی برستی بارش میں وہاں سے چلے اور دوسرے گاؤں میں پہنچے تو دیکھا کہ مرشد کامل پہلے ہی دروازہ کھولے انتظار میں کھڑے ہیں اور مرید بامراد کو دیکھتے ہی فرمایا کہ میرا بیٹا آ گیا ہے۔ فوراً گلے لگایا پیار کیا دعائیں دیں اور اپنا بیگ کھولا ایک جوڑا کپڑوں کا نکالا اور فرمایا کہ میرا بیٹا بارش میں بھیگ گیا ہے سردی بھی ہے لہٰذا اٹھو یہ میرا کپڑوں کا جوڑا پہن لو۔

چنانچہ تعمیل ارشاد کی خاطر کپڑوں کا جوڑا پہن کر فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ بیٹا میں اب تمہارے گاؤں جانا چاہتا ہوں۔ مرید بامراد نے عرض کیا حضور انشاء اللہ صبح بارش رکتے ہی چل دیں گے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی آپ اپنے مرید صادق کے ہمراہ وہاں سے رخصت ہوئے اور جموں شریف صوفی عبدالحکیم کے گاؤں پہنچے تو انکی بیوی نے بڑی محبت کا اظہار کرتے ہوئے طبعیت وصحت کا پوچھا تو فرمایا بیٹی اب مجھے کوئی فکر نہیں میں اپنے گھر آ گیا ہوں۔

دراصل آپ بتانا یہ چاہتے تھے کہ یہی جگہ میرا اصلی گھر ہے کسی کو کیا خبر آپ کیا فرما رہے ہیں دو روز قیام کیا مریدین کی تعداد خوب جمع تھی کہ اچانک آپ نے ایک مرید سے فرمایا کہ میں دس ماہ کے طویل دورے پر تمہیں ساتھ لے جانا چاہتا ہوں کیا خیال ہے میرے ساتھ چلو گے اس نے اپنے گھر کی مجبوریوں کا ذکر کرتے ہوئے معذوری پیش کی آپ نے دوسرے سے پھر تیسرے سے حتیٰ کہ تمام مریدین نے کوئی نہ کوئی بہانا بنا کر معذوری ظاہر کر دی آخر میں سب سے پیچھے بیٹھے ہوئے اپنے مرید خاص وخلیفہ صوفی عبدالحکیم

صابری سے فرمایا بیٹا تم دس ماہ کیلئے میرے ساتھ چلو گے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور ضرور چلوں گا میں تیار ہوں۔ آپ نے دوبارہ فرمایا بیٹا گھر کی کوئی مجبوری تو نہیں عرض کی حضور کوئی مجبوری نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے تم میرے ساتھ چلو گے۔

ادھر مستورات میں آپ کی اہلیہ محترمہ تشریف فرما تھیں صبح کے وقت روانگی سے پہلے انہوں نے آپ کو بلا کر فرمایا کہ آپ صوفی عبدالحکیم صاحب کو لیکر جا رہے ہیں جبکہ ان کے گھر میں نہ کوئی دوسرا مرد نہ عورت انکی اہلیہ کے ہاں دو ماہ بعد بچے کی ولادت بھی ہونے کو ہے۔ جبکہ گھر کے معاشی حالات بھی ٹھیک نہ ہیں۔ لہٰذا آپ ان کو اپنے ہمراہ لیکر نہ جائیں تو آپ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم خدا کس کام میں راضی ہے میں صوفی عبدالحکیم کو لیکر ضرور جاؤں گا باقی تمام معاملات خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

آپ نے حضرت صوفی عبدالحکیم صابری صاب سے فرمایا کہ گاؤں میں سے کسی گاڑی والے کو بلا لاؤ اسے کہیں کہ حضرت سید بھیکھ شاہ علیہ الرحمتہ کے دربار پر جانا ہے۔

نوٹ ☆: اس زمانے میں بیل گاڑی کو گاڑی کہا جاتا تھا اور دور دراز کا سفر اسی پر کہا جاتا تھا۔ اس حضرت صوفی عبدالحکیم صابری تعمیل ارشاد کی خاطر بیل گاڑی والے کے گھر گئے! اس کو پیغام دیا۔ اس نے کہا کہ صوفی صاحب مجھے جانے میں کوئی اعتراض نہیں مگر راستے میں ایک برساتی نالہ پڑتا ہے اس میں بارشوں کی وجہ سے کافی پانی آیا ہوا ہے لہٰذ جب تک پانی اتر نہیں جاتا گاڑی نہیں گزر سکتی۔ صوفی عبدالحکیم صاحب جو اس کا جواب سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور معاملہ اس طرح ہے کہ پانی کی وجہ سے سفر مشکل ہے آپ نے انکی بات سنی اور چادر تان کر لیٹ گئے اور دو گھنٹے کے بعد اٹھے اور فرمایا صوفی صاحب بیل گاڑی والے سے کہو پانی اتر گیا ہے لہٰذا اب دیر نہ کرو آ جاؤ وقت بہت تھوڑا ہے۔ صوفی صاحب گئے اور بیل گاڑی والے کو اپنے ہمراہ لے آئے۔ بیل گاڑی آتے ہی آپ اس میں سوار ہوئے اور حضرت صوفی عبدالحکیم صابری کو سوار ہونے کا حکم دیا جب وہ سوار ہوئے تو گاؤں کے کچھ اور مریدین بھی بیل گاڑی پر سوار ہو گئے۔ غوث العالم حضرت سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمتہ کا دربار وہاں سے چند میل کے فاصلے پر تھا آپ جب وہاں پہنچے تو مریدین نے آپ کو بازو سے پکڑ کر نیچے اتارا چونکہ خرابی صحت کی بنا پر آپ کافی کمزور ہو گئے تھے۔ نقاہت کی بنا پر چلنے پھرنے سے بھی معذور تھے۔ مریدین بازو پکڑے ہوئے حضرت میراں شاہ بھکھ کے دربار کی چوکھٹ تک لے گئے جب چوکھٹ تک آپ پہنچے تو آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ اس کے بعد آپ حضرت سید میراں شاہ بھکھ کے دربار شریف کے اندر داخل ہوئے اور بغیر کسی سہارے کے سات چکر لگائے اس کے بعد میراں شاہ بھیکھ کے مزار کے ساتھ چادر تان کر لیٹ گئے۔

کچھ دیر بعد آپ اٹھے اور دربار شریف سے باہر نکلے اور حضرت حضرت صوفی عبدالحکیم صابری صاحب سے فرمایا اب جلدی چلو وقت تھوڑا ہے اگر ساتھ والے گاؤں کے کسی مرید کو پتہ چل گیا اور وہ لینے آ گیا تو تمہارے دامن میں کچھ نہ رہے گا۔ لہٰذا مجھے فوراً اپنے گاؤں چموں شریف لے چلو۔

چنانچہ آپ بیل گاڑی میں سوار ہو کر لیٹ گئے تمام مریدین بمع حضرت صوفی عبدالحکیم کے ہمراہ تھے کہ چموں شریف جا کر جب دیکھا تو آپ کا وصال با کمال ہو چکا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال حضرت سید میراں شاہ علیہ الرحمتہ کے دربار سے واپسی پر چھوں شریف ضلع کرنال جاتے ہوئے راستے میں مورخہ گیارہ ذالحجہ ۱۳۶۱ھ کو ہوا مزار شریف موضع چھوں شریف ضلع کرنال میں مرجع خاص وعام ہے۔

تقسیم ہند کے بعد اگرچہ موضع چھوں شریف کی آبادی میں صرف ہندو ہی رہتے ہیں مسلمانوں کا ایک بھی گھر موجود نہ ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ کے دربار پر ہندو آپکا عرس مبارک کرتے ہیں اور اپنی حاجات کے لئے آپ کے دربار پر حاضری دیکر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں جسکا مشاہدہ حضرت حضرت صوفی عبدالحکیم صابری کے فرزند حضرت پیر غلام فرید صابری بذات خود سے کر کے آئے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ساقی خمخانہ اسرار، مست ولبریز از جامِ طہور، شہباز اقلیم ولایت و معرفت، آشنائے رموز و کنایات، ناظر جمال مطلق دو مقید، متحقق در مقام ذوق و شہود، قطب حقیقت حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ پیشوائے جمیع اہل کمال ہیں۔

سرکارؒ کے والد ماجد حضرت پیر محمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ خوبصورت اور وجیہ جوان تھے۔ انتہائی فیاض اور غریب پرور تھے۔ بڑے بہادر، نڈر اور بلند حوصلہ بزرگ تھے۔ آپؒ کا شمار کرہ ارض کی خدا رسیدہ، عبادت گزار، متقی اور پارسا شخصیتوں میں ہوتا تھا۔ اوائل عمری میں کھیل کبڈی اور شہسواری کا شوق تھا۔ مگر جب اپنے والد محترم حضرت قبلہ پیر بخش رحمتہ اللہ علیہ سے مشرف بیعت ہوئے خیالات یکسر تبدیل ہو گئے۔ بقیہ تمام عمر عبادات اور ریاضات میں بسر کر دی۔ علی الصبح تہجد کی نماز اپنے والد گرامی کے مزار کے شمالی جانب کھلے آسمان تلے آسمان تلے ادا کرتے تھے۔ سردی ہو یا گرمی، آپ کے معمولات میں فرق نہ آتا۔ کئی بار سخت سردی کے باعث سر پر کہر سی جم جاتی۔ صبح نماز سے فارغ ہو کر وہیں مصلیٰ پر اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ سورج طلوع ہونے کے بعد نماز اشرق ادا کرتے اور وہیں دیر تک تلاوت قرآن پاک فرماتے تھے۔ سورج کی تپش سے سر پر جمی ہوئی کہر پگھل پگھل کر گرتی رہتی۔ آپؒ کے دست حق پرست پر کئی ہندوؤں اور سکھوں نے اسلام قبول کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ وصال باکمال ۲۳ نومبر ۱۹۴۶ء کو ہوا۔ مزار اپنے والد ماجد کے پہلو میں بنا۔ جہاں تمام عمر عبادت کی اور خود ہی اپنے مزار کے لیے جگہ کا انتخاب فرمایا۔ مزار پر انوار کلس شریف ملکوال، ضلع سرگودھا میں مرجع خاص و عام ہے۔

دربار عالیہ کلس شریف کے موجودہ سجادہ نشین مبلغ سلسلہ عالیہ صابریہ حضرت پیر شمیم صابر صابری مدظلہ العالی ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت حافظ صوفی محمد امین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی با صفا، حافظ القرآن و عامل قرآن، صاحب علم و عرفان، منبع فیوض و برکات حضرت حافظ صوفی محمد امین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد افغانستان کے رہنے والے ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت حافظ محمد اکبر علی افغانستان سے ترک وطن کر کے لاہور تشریف لے آئے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۸۲ھ بمطابق ۱۸۶۷ء کو لاہور میں ہوئی۔ لاہور میں ہی آپ نے دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کی اور قرآن کریم مکمل حفظ کیا۔ آپ شروع ہی سے صوفی منش اور درویش صفت شخصیت کے مالک ہیں۔

بیعت و خلافت ☆: علوم ظاہری و باطنی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں مرشد عرب و عجم صوفی لا مکانی حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین چشتی صابری مراد آبادی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

سلسلہ رشد و ہدایت اور دینی خدمات ☆: مرشد کی جانب سے خلافت عطا فرمائے جانے کے بعد آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فروغ اور اس کی اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے حضرات کو آپ نے خلافت سے بھی نواز کر صاحب ارشاد کیا۔ آپ ایک بہترین نعت گو شاعر تھے۔ آپ نے حضور ﷺ کی شان میں اپنی عقیدت کا جو اظہار نعت کی شکل میں کیا ہے وہ دو کتابوں کی صورت میں چھپے تھے جو کہ آج کے دور میں ناپید ہیں۔ ان میں ایک انیس العاشقین اور دوسری راحت العاشقین کے نام سے منسوب ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۷ ذی الحج ۱۳۶۳ھ بمطابق ماہ نومبر ۱۹۴۴ء میں ہوا۔ مزار پُر انوار تکیہ دھوبیاں نزد مزنگ قبرستان میانی صاحب میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں ہر سال آپ کا عرس مقدس آپ کے صاحبزادے جناب قاسم علی شاہ صاحب کی زیر نگرانی منایا جاتا ہے۔ خبر نہیں کہ صاحبزادے حیات ہیں یا وصال کر گئے۔ اب کون سجادہ نشین ہے کچھ معلوم نہیں ہے۔ مگر عرس مقدس باقاعدگی سے جاری ہے۔

حضرت منشی رضی الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شمع قصر ہدایت، صاحب کشف و کرامات، ہمائے آشیانہ تفرید حضرت منشی رضی الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ معدن گنجینہ علوم لدنی ہیں۔

آپ شیخ العرب والعجم حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین مراد آباد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ شب و روز اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر رہ کر عبادت و ریاضت میں مصروف اور مجاہدہ و سلوک کی منازل طے فرماتے رہے۔

اپنے مرشد سے خصوصی عشق اور تعلق خاص تھا۔ مرشد کامل بھی آپ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ آپ کے مرشد نے آپ کے ذمہ مریدین کے خطوط کے جواب لکھنے کی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ دیگر تحریرات بھی آپ ہی رقم فرماتے تھے۔

اسی بنا پر آپ کو منشی جی کے نام سے لکھا اور پکارا جاتا ہے آپ نہایت متقی و پرہیزگار پابند صوم وصلوٰۃ اور عبادت و ریاضت اخلاق و کردار میں بلند مقام رکھتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۹۴۴ء کو ہوا مزار پُر انوار مراد آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت صوفی علی بخش چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، پیکر اخلاص ووفا، کشتۂ عشق صابر کلیری، حکیم ملت صابریہ حضرت صوفی علی بخش چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کاملین زمانہ سے ہوئے ہیں۔آپ کی ولادت جالندھر کے نواحی گاؤں سنگھ پور جو کہ جالندھر شہر سے چودہ میل کے فاصلے پر ہے میں ہوئی۔ آپ نے جب ہوش سنبھالا تو ملتان تشریف لا کر محنت و مزدوری کرنے لگے۔اور اس کے ساتھ ساتھ حسین آگاہی بازار ملتان شہر کے مدرسے میں علوم دینیہ کے حصول کے لئے داخلہ بھی لے لیا۔اور وہیں سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔اس کے ساتھ ساتھ علم طب بھی ملتان ہی میں پڑھا۔ آپ فارسی اور عربی میں خصوصی دسترس رکھتے تھے۔مسئلہ وحدت الوجود کو خوب سمجھتے تھے۔درد کاکوری کی تحریروں کے عاشق اور حضرت سعدی و رومی کے کلام کا بطور خاص مطالعہ کیا کرتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ آپ کے مرشد کامل نے آپ کو سعدی جالندھر کا خطاب دیا ہوا تھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت مولانا خواجہ نواب الدین ستکوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے جو کہ حضرت خواجہ سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔آپ اپنے پیر ومرشد حضرت خواجہ مولانا نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہمراہ کوہستان شوالک کے بعض سفروں میں شریک رہے۔آپ کو اپنے مرشد سے خصوصی عشق اور محبت وعقیدت تھی۔اور مرشد کامل بھی آپ کے ساتھ والہانہ انداز میں پیار کرتے تھے۔آپ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اپنے مرشد کہ اولین مریدین میں سے تھے اور مرشد کامل کی ظاہری حیات کے آخری ایام میں بھی اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر خدمت رہتے تھے۔اور مرشد کامل سے وصال کے وقت آخری ملاقات کرنے والوں میں بھی آپ ہی ہیں۔حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صابری علیہ الرحمۃ سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے اور مولانا عبدالغنی آپ سے ملاقات کی غرض سے آپ کے آبائی گاؤں سنگھ پور تشریف لایا کرتے تھے۔آپ کو طب میں بھی خاص مہارت تامہ حاصل تھی۔تپدق اور دیوانگی تک کے کامیاب معالج تھے۔اس طرح آپ بیک وقت ظاہری اور باطنی علاج کے طور پر ابھرے اور بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چند روزہ علالت کے بعد ۱۳۶۵ھ بمطابق ماہ ستمبر ۱۹۴۶ء کو ہوا۔مزار پُر انوار سنگھ پور نزد جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔آپ کے بعد آپ کے فرزند جناب چوہدری نذر محمد صابری مدظلہ قیام پاکستان کے بعد اٹک شہر پنجاب پاکستان تشریف لے آئے اور وہیں پر مستقلاً قیام پذیر ہیں۔پڑھے لکھے ادیب اور شاعر ہیں۔انتہائی سادہ طبیعت وسادہ لباس وضع قطع اور پُر وقار شخصیت کے مالک ہیں۔فقیر راقم الحروف کی آپ سے ملاقات اور بذریعہ خطوط رابطہ اور اچھی یاد اللہ ہے بڑے ہی خلیق ومتواضع اور متوکل ومہمان نواز ہیں۔اگر چہ بڑے درجہ کے ادبا میں آپ کا شمار ہوتا ہے مگر باوجود اس کے فقیر پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔

حضرت علامہ خواجہ محمد نواب الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان المناظرین رئیس المقررین، سند الکاملین، حجۃ الواصلین، برھان العاشقین حضرت علامہ مولانا خواجہ صوفی محمد نواب الدین چشتی صابری ستکوہی ثم رمداسی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب توحید وتفرید ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۷۰ء کو موضع رمداس ضلع امرتسر انڈیا میں ایک متمول گھرانے کے زمیندار جناب محمد موسیٰ الرائی کے گھر ہوئے۔ بدقسمتی سے آپ کے والد گرامی کا وصال آپ کی ولادت سے تین ماہ قبل ہوگیا تھا۔ آپ کی ولادت کے بعد آپ کی کفالت تعلیم وتربیت کا تمام بوجھ والدہ ماجدہ پر پڑ گیا۔ جنہوں نے محنت ومزدوری کر کے بحسن وخوبی اس فریضہ کو سرانجام دیا۔ اور والدہ ماجدہ کی ہی تربیت نے آپ کو اس قابل بنایا کہ برصغیر پاک وہند کے بڑے بڑے مدارس دینیہ میں آپ نے وقت کے بہترین فاضلین وعارفین سے استفادہ کیا۔ جن میں کوہاٹ، دہلی، اجمیر، مرادآباد، فرخ آباد، امرتسر، الہ آباد، بٹالہ، گنجاہ اور فاضلکا میں تشریف لے گئے۔

آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا سید گل محمد شاہ قادری مرادآبادی، مفتی غلام مصطفیٰ امرتسری، مولانا حافظ سید ظہور حسین بٹالوی، علامہ پیر شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی، جیسی نادر روزگار ہستیاں شامل ہیں۔ حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ آپ کے ہم سبق رہے ہیں۔

بیعت وخلافت ☆: تکمیل علوم دینیہ کے بعد آپ کو تلاش حق کی جستجو ہوئی تو آپ گولڑہ میں حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی گولڑوی علیہ الرحمۃ کے پاس تشریف لے گئے اور بیعت ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت خواجہ گولڑوی نے ارشاد فرمایا مولانا آپ تو خود بہت بڑے عالم دین اور بزرگ ہیں۔ میں آپ کو کیسے بیعت کرلوں۔

آپ کا حصہ تو حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق کرنالوی گورداسپوری چشتی صابری کے پاس ہے لہٰذا آپ فوراً گورداسپور تشریف لے جائیں اور ان کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کریں۔ یہ سن کر آپ وہاں سے گورداسپور شریف پہنچے اور حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

تبلیغی دورے ☆: آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ سیاحت اور تبلیغ میں گزرا ہے۔ زندگی کے ابتدائی دور میں آپ نے روسی، چینی، سرحدوں کوہ ہمالیہ کے پہاڑوں میں وقت گزارا۔ اس کے علاوہ ہندوستان اور پنجاب میں تبلیغی سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں۔ جہاں

آج بھی آپ کے عقیدت مندوں اور ان کی اولادوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے متعدد مختلف غیر ممالک مثلاً براعظم افریقہ، ترکی، ایران، افغانستان، روس، چین، سری لنکا، منگولیا، تبت، ملائشیا، بنگال، نیپال، کشمیر، سوات، ہنزہ و دیگر شمالی علاقہ جات اور پورے برصغیر پاک و ہند کا دورہ کیا۔ اور ہزاروں افراد کو حلقہ بگوش اسلام فرمایا۔ غیر ملکی دوروں میں آپ کے خلفا میں سے مولانا مست جمال چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سید عبدالمعبود شاہ گیلانی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ مختلف دوروں میں آپ کے ہمراہ ہوتے تھے۔

نوٹ☆: حضرت مولانا پیر سید عبدالمعبود شاہ گیلانی چشتی صابری علیہ الرحمۃ اور آپ کے درمیان ایک خصوصی تعلق پیار و محبت لوجہ اللہ تھا۔ آپ کے خلیفہ مولانا مست جمال چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت خواجہ مولانا محمد نواب الدین صابری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر قیادت متعدد غیر ملکی دورے کیے۔ ایران و عراق کی تمام زیارتوں خصوصاً حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے مزار اقدس پر کئی بار حاضری دی ہے جبکہ گیارہ مرتبہ سے زیادہ اپنے شیخ کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کا مجھے شرف حاصل رہا ہے۔ حصول علم اور تبلیغی دوروں میں آپ کی ملاقات بہت سے قلندروں، درویشوں بزرگوں سے بھی ہوئی اور ان کے باطنی احوال سے استفادہ فرماتے رہے۔ جس کا تذکرہ آپ بذات خود اپنی کتاب پیغام حق کے مقدمہ کے صفحہ ۵۸۔۴۵۶ پر فرماتے ہیں۔

واقعہ نمبر ۱☆: آپ فرماتے ہیں کہ ایسے ہی لوگ جن کے باطن میں روشنی اور حرارت موجود ہے ان کا یہ حال ہے کہ اگر وہ نظر کرم کر دیں تو طالب کا ایک نگاہ میں بیڑا پار کر دیں۔ اور تمام عمر کے گناہ جلا کر خاک کر دیں۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے ایسے روحانی لوگ بہت دیکھے ہیں۔ ایک دفعہ ڈلہوزی پہاڑی پر مقیم تھا اور میری یہ عادت تھی کہ میں اپنے کھانے سے پہلے کھانا اٹھا کر دور و نزدیک تک پھرتا رہتا کہ کوئی خدا کا بندہ بھوکا مل جائے تو اسے کھانا کھلاؤں۔ میں پہاڑی سے نیچے جا رہا تھا۔ جب سڑک کی گولائی پر پہنچا تو پہاڑ کے اوپر ایک ضعیف اور نحیف شخص کو دیکھا اور میں اس کو غریب اور عاجز جان کر اس کی طرف بڑھا اور کھانا اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہ مرد خدا کھانا کھا کر خوش ہوا۔ اور میری طرف نگاہ کی۔ اور انہوں نے میری زندگی کے تمام گزشتہ حالات بیان کیئے۔ اس وقت جو میرا حال ہوا وہ بیان نہیں کر سکتا۔

واقعہ نمبر ۲☆: ایک اور بزرگ سے اپنی ملاقات کا ذکر تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں امرتسر کی مسجد خیر دین میں رات کے وقت نماز پڑھا کرتا۔ اور ایک بوڑھے شخص کو رات بھر عبادت میں دیکھتا۔ اور جو وہ طالب کرتا میں حاضر کر دیتا۔ ایک دفعہ وہ بزرگ فرمانے لگے کچھ ہمیں بھی کہو۔ اُس وقت میری زبان سے نکلا حضرت قبلہ ام! یہ سامان محمد شریف ولد مولوی نظام الدین چرم فروش کے گھر سے آتا ہے۔ آپ اس کے لئے دعا کریں۔ اس بزرگ نے محمد شریف کے لئے بڑی لمبی دعا فرمائی اور بعد اس دعا کے میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے ''تم کچھ مانگو''۔ میں خاموش رہا۔ بعد میں پھر یہی فرمایا غرض کئی دفعہ انہوں نے فرمایا مگر میں خاموش رہا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ پر ایک نگاہ ایسی ڈالی کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ اور مدتوں تک بے ہوش رہا۔ جب مجھے قدرے افاقہ ہوا تو میں یہ شعر

پڑھ رہا تھا۔

ہوشم بنگاہ بُرد جانا نہ چنیں باید   یک جرعہ خزائم کرد پیمانہ چنیں باید

اس کے بعد اس بزرگ نے میرے حق میں چند کلمات ارشاد فرمائے۔ وہ اسی طرح ہوئے جیسا کہ ارشاد فرمایا تھا جو کہ قابل تحریر نہیں۔

آپ کے عظیم معرکے و مناظرے ☆: آپ نے اپنی زندگی میں بدعقیدہ لوگوں اور بدمذہبوں کے ساتھ جو مناظرے کیے ان کا شمار بہت مشکل ہے۔ یہ مناظرے آریاؤں، عیسائیوں، مرزائیوں کے علاوہ بعض غیر مقلد حضرات سے بھی ہوتے رہے۔ اسی وجہ سے آپ کو سلطان المناظرین کہا جاتا ہے۔ جو کہ آپ پر صادق آتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو فاتح قادیان کے اعزاز سے بھی نوازا گیا کہ مردود کذاب مرزا قادیانی لعنتی کے خلاف سب سے پہلا مقدمہ آپ نے قائم کیا۔ اور مناظرہ بھی سب سے پہلے آپ ہی نے کیا اور جیتا تھا۔ آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ جب آپ مناظرے کے لئے اسٹیج پر تشریف لاتے تو سامعین پر سکوت طاری ہو جاتا۔ ہر شخص کی نگاہیں آپکی سحر انگیز شخصیت پر مرکوز ہو جاتیں چونکہ مولانا کو خدا نے جلال و جمال کا پیکر بنا کر بھیجا تھا۔ اسی بنا پر فریق مخالف بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ بہت کم مناظر ایسے ہوئے جو اپنی گھبراہٹ چھپانے میں بمشکل کامیاب ہوئے۔ ایک تو آپ کی آواز میں گھن گرج دوسرا یہ کہ آپ کی پُر جلال شخصیت کے مخالف پر گہرا اثر پڑتا تھا۔ آپ نے پوری زندگی کتابیں سامنے رکھ کر مناظرہ نہیں کیا۔ طرز استدلال معقولی ہوتا اور بیان میں روانی اس قدر کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ فصاحت وبلاغت اور دلائل براہین کا ایک دریا اُمڈتا چلا آ رہا ہے۔ غیر مقلد مناظرین کے سامنے آپ اس قدر تیزی سے قرآنی آیات پڑھتے تھے کہ وہ سکتے میں رہ جاتے۔ غیر مسلم بدمذہب مناظر کے سامنے آپ تمثیل ونظائر پیش کر کے اسے بدحواس کر دیتے تھے۔

مناظروں کے علاوہ آپ کی بعض دشمنان اسلام سے جنگیں بھی ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ پر بہت سے دشمنان حملے اور آپ کے خلاف لاتعداد اور مقدمات بھی قائم کیے گئے لیکن خدا کی نصرت ہمیشہ آپ کے شامل حال رہی۔

مولوی عطاء اللہ احراری فرار ہو گیا ☆: ۲۲۔۱۹۲۰ء کے زمانے کی بات ہے کہ ملتان کے معروف باغ لانگے خان میں ایک عظیم تاریخی مناظرہ علمائے دیوبند سے ہوا۔ جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے آپ اور دیوبندیوں کی طرف سے معروف کانگریسی مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولوی منظور احمد نعمانی مقرر ہوئے۔

دوران مناظرہ مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری کی کسی بات پر آپ یکدم جوش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور مولوی عطاء اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا آؤ تمہیں اس بات کا جواب دیں۔ ہمت ہے تو مجھ سے بات کرو۔ یہ سنتے ہی مولوی عطاء اللہ بھرے اجتماع میں ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور معافی مانگنے لگا اور آپ کی ریش مبارک کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا جناب آپ تو میرے استاد ہیں۔ میں آپ کے سامنے بات نہیں کر سکتا۔ میں آپ کو استاد مانتا ہوں۔ یہ کہہ کر مولوی عطاء اللہ بخاری نے مناظرہ سے دست برداری کا اعلان کر دیا۔ اس مناظرہ کو دیکھنے والے لاکھوں افراد جو دور دراز سے آئے تھے حیران ہو کے رہ گئے۔

مولوی ثناء اللہ لاجواب ہو گیا ☆: ایک مرتبہ مولوی ثناء اللہ امرتسری جو کٹر قسم کا غیر مقلد تھا اور بزرگان دین خصوصاً صوفیائے کرام کے مسلک کو بدعت سمجھتا تھا۔ اس موضوع پر اس سے ملتان میں مناظرہ طے پایا جو دہلی گیٹ کے قریب تھا۔ جگہ مناظرہ پر جب مولوی ثناء اللہ امرتسری آیا تو اس کے ہمراہ پولیس کی بھاری نفری ایک ڈی ایس پی کی قیادت میں آئی۔ جس کو دیکھ کر آپ نے ڈی ایس پی سے فرمایا کہ یہاں امن عامہ کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے۔ تو آپ نے اس قدر تکلیف اور زحمت کیوں کی۔ ڈی ایس پی نے مولوی ثناء اللہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ اپنی امداد کے لئے ہمیں لائے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے برجستہ مولوی ثناء اللہ سے فرمایا کہ ''یہی غیر اللہ سے امداد اور وسیلہ ہے جو تم لائے ہو۔'' یہ سن کر مولوی ثناء اللہ لاجواب ہوا اور بغیر مناظرہ کئے وہاں سے فرار ہو گیا۔ موقع پر موجود لوگوں نے مولوی ثناء اللہ کو بہت مطعون کیا۔

عبداللہ روپڑی مناظرہ میں رو پڑا ☆: آپ کا ایک اور عظیم مناظرہ جو تاریخی حیثیت رکھتا ہے جو کہ تحصیل نکودر موضع مدگھیراں میں غیر مقلد مولوی عبداللہ روپڑی کے ساتھ ہوا۔ ہزار ہا افراد اس مناظرہ کو دیکھنے کے لئے آئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مولانا محمد یوسف سیالکوٹی اور آپ کے مایہ ناز شاگرد علامہ محمد عمر اچھروی علیہم الرحمۃ بھی موجود تھے۔

بعد نماز ظہر یہ تاریخی مناظرہ شروع ہوا۔ آپ اس مناظرہ میں اہل سنت و جماعت کی طرف سے اکیلے مناظر تھے جبکہ غیر مقلد مناظر کے ساتھ مولویوں کی ایک فوج تھی جو کہ اس کی معاون بنی۔ اس موقع پر غیر مقلدین نے اپنی سابقہ روایت کے مطابق پولیس کی نفری کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا تھا۔ آپ نے پولیس والوں سے پوچھا کہ اتنی بھاری نفری لے کر آنے کا تمہارا کیا سبب ہے؟ ڈی ایس پی نے جواب دیا کہ حضرت ہمیں مولوی عبداللہ نے اپنی حفاظت کے لئے بلایا ہے کہ آپ اسے ماریں گے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا میں انہیں ضرور ماروں گا۔ وہ بھی تمہاری موجودگی میں کیونکہ یہ بدعقیدہ لوگ سخت بدزبان ہیں اور حضور اقدس ﷺ کی شان میں سخت گستاخیاں کرتے ہیں۔

چنانچہ مناظرہ شروع ہوا تو دوران مناظرہ آپ نے مولوی عبداللہ روپڑی کی ایک تحریر پر جو حضور ﷺ کے علم غیب کے خلاف فتویٰ کی صورت میں آپ کے پاس موجود تھی۔ آپ کے سامنے رکھ مولوی عبداللہ پر شدید عقابی حملے کئے اور اس پر ایسی گرفت ڈالی کہ وہ تاب نہ لا سکا۔ اور اس تحریر سے صاف انکار کر گیا کہ یہ میری تحریر ہی نہیں ہے۔ اس پر ڈی ایس پی نے مداخلت کرتے ہوئے وہ فتویٰ لے کر مولوی عبداللہ کے دستخط ملائے تو وہ فتوے کی تحریر سے مل گئے اس بنا پر ڈی ایس پی نے مولوی عبداللہ روپڑی کو سخت الفاظ میں ڈانٹا۔ آپ نے بمشکل ڈی ایس پی سے مولوی عبداللہ کی جان چھڑائی۔ مولوی عبداللہ کے حواس باختہ ہو چکے تھے آپ کے حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے عشاء کے بعد ہونے والی دوسری نشست سے قبل ہی اپنے کپڑے اور کتابیں چھوڑ کر اپنے حواریوں کے ہمراہ وہاں سے بھاگ گیا۔ عوام اہلسنت پر ان کی فرار کا بہت اچھا اثر پڑا اور کچھ غیر مسلم جو موقع پر موجود تھے اہل سنت کی حقانیت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کے دست حق پر سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

مولانا نواب الدین سنگوہی کی خدمات ☆: مرزا غلام احمد قادیانی کے رد و ابطال کے سلسلے میں علماء و مشائخ کی

خدمات بڑی وقیع ہیں۔ اگر انہیں منضبط کیا جائے تو یہ تاریخی سرمایہ بڑا مفید ثابت ہوگا۔ ہمیں اپنے اسلاف کے ولولہ انگیز کارناموں سے نئی زندگی ملے گی۔ انگریز کے عہد میں قرآن حکیم کو تحریف معنوی سے بچانے کیلئے جن بزرگوں نے انتھک کوششیں کیں۔ وہ یہی لوگ ہیں۔

صوفیاء کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک وہ جو کھیل کر سامنے آ گئے۔ اور ایک طبقہ وہ تھا جس نے پس منظر میں رہ کر خدمات سرانجام دیں۔ اس طبقے کی حیثیت وہی تھی جو فوج کے اعلیٰ افسر کی ہوتی ہے۔ جو پس منظر میں اپنے سپاہیوں کو ہدایات دیتا ہے اور ان کی نقل وحرکت پر گہری نظر رکھتا ہو۔ اس نوع کے بزرگوں میں یوں تو تمام صوفیائے کرام شامل ہیں۔ لیکن خصوصیت سے اس سلسلے میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت صوفی محمد حسین صاحب مراد آبادی کا نام لیا جا سکتا ہے۔ حاجی صاحب نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کو یہ کہہ کر حجاز مقدس کی اقامت سے باز رکھا کہ ہندوستان میں ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے جس کا استیصال آپ کے ہاتھوں ہو گا اور حضرت صوفی صاحب نے اپنے نامور خلیفہ خواجہ سراج الحق صاحب کرنالوی کو بنفس نفیس مراد آباد سے تشریف لا کر گورداسپور بٹھایا تھا۔ اور حضرت خواجہ نے یہیں سے تبلیغ کا آغاز کیا۔ مرزا نے جب سنسنی خیز پیشین گوئیوں کے ذریعے عوام کو اپنی طرف متوجہ کرنا شروع کیا تو حضرت خواجہ نے علماء اور صوفیاء کی جماعت لے کر قادیان کے گرد ایک تبلیغی حصار قائم کر لیا۔ دیہات کے لوگ مرزا سے واقف تھے۔ مرزا کی کریہہ صورت میں ان کے لئے کوئی جاذبیت اور کشش نہ تھی۔ جب وہ خواجہ سراج الحق کرنالوی کی صورت میں نور کے پیکر کو اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھتے تو ان کے لئے حق وباطل میں امتیاز کرنا مشکل نہ رہتا۔ وہ حضرت کی بیعت کر لیتے۔ حضرت خواجہ نے کوئی دس بارہ افراد کو خلعت خلافت سے سرفراز کر کے تبلیغ کا کام سونپ دیا۔ یہ علماء اور صوفیاء اسی علاقہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت مولانا نواب الدین صاحب قصبہ رمداس ضلع امرتسر کے تھے اور چونکہ حضرت کے خلیفہ اعظم تھے اور غیر معمولی اوصاف وکمالات کے حامل تھے۔ اس لئے انہیں قادیان کے خطرناک محاذ ستکوہا پر متعین کیا گیا۔ جو قادیان سے تین کوس کے فاصلے پر تھا۔ اور بٹالہ سے اگلے سٹیشن چھینا سے اُتر کر قادیان جانے والوں کی رہگذر میں ایک اہم مقام کی حیثیت رکھتا تھا۔

تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد جب مولانا خواجہ محمد نواب الدین صابری قادیان پر حملہ آور ہوتے ہوئے تو تیزی سے دیہات میں یہ خبر پھیل جاتی کہ مولوی صاحب مرزا سے مناظرہ کرنے آ رہے ہیں۔ اور دیہاتی عوام اپنے ہل چھوڑ کر ساتھ ہو جاتے۔ یہ حضرت حافظ مظہر الدین صابری فرماتے ہیں کہ واقعہ میری پیدائش سے چند سال پہلے کا ہے۔ مرزا غلام احمد اور حکیم نور الدین سے گفتگو کا سلسلہ صرف علمی مباحث تک ہی محدود نہ رہتا بلکہ والد صاحب اُسے شدید مطعون بھی کرتے یہ خبریں مجھ تک عینی شاہدوں سے بکثرت پہنچی ہیں کہ مرزا غلام احمد دِق ہو کر عجز وانکساری کی راہ اختیار کر لیتا اور اپنے دعوؤں کی تاویلیں کرنے لگتا۔ مرزا کی موت کے بعد مناظروں کا دور شروع ہوا تو والد صاحب پنجاب کے عظیم مناظر ہونے کی حیثیت سے ان کا مقابلہ کرنے لگے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان مناظروں کی تعداد کتنی ہے؟ سینکڑوں یا ہزاروں۔ بہر حال مناظروں میں زبانی کلامی یہ باتیں نہ ہوتی تھیں۔ بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کا آغاز بھی ہو جاتا تھا۔ بہت کم مناظرے ایسے ہوئے ہیں جن میں والد صاحب نے اپنے چھ سات فٹ لٹھ کا استعمال نہ کیا ہو۔ غالباً ۱۹۲۹ کا واقعہ ہے

کہ پاکپتن شریف کی درگاہ میں والد صاحب سے جو مناظرہ ہوا تھا۔ اُس میں والد صاحب نے لٹھ سے کام نہ لیا تھا۔ شاید اس لئے کہ یہ ان کے پیرو مرشد کی درگاہ تھی۔ اس وقت پاکپتن شریف کی جامع مسجد کے خطیب ایک متبحر عالم دین مولانا عبدالحق صاحب تھے جو یہیں کے ایک زمیندار تھے۔ مرزائیوں سے شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے مولانا تشریف لے جانے لگے۔ تو میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ مرزائی بڑے کروفر کے ساتھ آئے، میں ان کی کتابوں کے انبار اور ان کا کروفر دیکھ کر مرعوب ہو گیا۔ دل میں یہ خیال گزرنے لگا کہ میرے والد صاحب کے پاس کوئی کتاب نہیں وہ کیسے مناظر کریں گے۔

چنانچہ جب میں نے اپنے خدشہ کا والد صاحب سے اظہار کیا تو وہ ہنس پڑے اور مولانا عبدالحق سے فرمانے لگے کہ دیکھو! مظہر کیا کہہ رہا ہے۔ پھر مولانا سے فرمایا ''اِس لڑکے کو سمجھاؤ کہ مناظرہ کتابوں سے نہیں تائید ربانی سے ہوتا ہے اور الحمدللہ یہ ہمیشہ میرے شامل حال رہی ہے۔ میں نے زندگی میں ارباب باطل سے تمام مناظرے کتاب کے بغیر کیئے ہیں۔'' یہاں یہ ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ مرزائیوں نے عام دستور کے خلاف پاکپتن شریف کے مناظرے میں والد ماجد کے مقابلہ میں کہن سالہ اور گرگان باراں دیدہ کی بجائے نوجوان مناظروں کو بھیجا جو والد ماجد کے تبحر علمی، زور خطابت، شخصیت، ذہانت و فطانت اور شجاعت سے قطعی طور پر نا آشنا تھے۔ اِن نوجوانوں کے سرخیل تین مناظروں کا نام تو مجھے اب تک یاد ہے۔ جلال الدین شمس، عبدالرحمٰن اور سلیم۔ الحمدللہ اسی مناظرے میں تیس آدمیوں نے مرزائیت سے توبہ کی۔ اور والد صاحب کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ محمدی بیگم کے قصبہ ''پٹی'' میں جب والد صاحب کا مناظرہ ہوا تو فریق مخالف آنکھ ملا کر بات کرنے سے گریز کر رہا تھا۔ والد ماجد نے متعدد بار کڑک کر کہا کہ اِدھر دیکھو! لیکن وہ آنکھیں چرا رہا تھا۔ سٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگوں نے کہا۔ حضرت اِن لوگوں کا خیال ہے کہ آپ جادوگر ہیں اور آپ کی آنکھوں میں سحر ہے۔ یہ سُن کر والد صاحب ہنس پڑے اور اپنے مخصوص انداز میں فرمایا:

''تم نے جادوگر اسے کیوں کہہ دیا   دھلوی ہے داغ بنگالی نہیں''

ضمناً یہ بات بھی سن لیجئے جو میں نے والد ماجد سے اُن کی زبان سے سنی ہے۔ فرمایا کہ ''ایک روز قادیان سے گزر ہوا۔ تو میں نے احباب سے کہا کہ مرزا غلام احمد سے ملے بغیر یہ سفر نا تمام رہے گا۔ آؤ مرزا سے ملتے چلیں۔ جب میں گیا تو مرزا اور حکیم نور الدین چند لوگوں کے سامنے مثنوی مولانا روم پڑھ رہے تھے۔ مرزا کی زبان سے مولانا روم کی تعریف و توصیف سن کر میں نے کہا کہ مولانا روم تو حیات مسیح کے قائل ہیں۔ فرماتے ہیں

عیسیٰؑ و ادریسؑ چوں ایں راز یافت   برفرازِ گنبد چہارم شتافت
عیسیٰؑ و ادریسؑ بر گردوں شدند   زانکہ از جنس ملائک آمدند

مرزا نے جواب دیا کہ یہ ان کی انفرادی رائے ہے؟ میں نے کہا کہ آپ کی رائے انفرادی نہیں یہ اجتماعی ہے؟ مرزا نے جھٹ حکیم نور الدین سے کہا کہ بھئی! مولانا کے لئے چائے لاؤ۔ ایک صاحب نے جھٹ پوچھا کہ حضرت! آپ نے چائے پی! فرمایا۔ استغفراللہ یہ کیسے ممکن تھا۔

یہاں مجھے بے اختیار ایک واقعہ یاد آ گیا۔ اور وہ یہ کہ والد صاحب نے اپنی موت سے ہفتہ عشرہ پہلے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "مظہر! اللہ کریم مجھے بخش دے گا" تھوڑے سے وقفہ کے بعد فرمان لگے کہ "اعمال کے باعث نہیں۔ اعمال کا محاسبہ ہوا تو جہنم کا کوئی مناسب گوشہ بھی نہیں ملے گا۔ میں نے زندگی میں مرزائیوں کو بہت مارا ہے۔ اسی لئے امید ہے کہ اللہ کریم مجھے بخش دے گا۔"

جب مرزا ایک مقدمے میں ماخوذ ہو کر گورداسپور کی کچہری میں آیا۔ تو والد صاحب بھاگم بھاگ کچہری میں پہنچ گئے۔ اور مرزا کے گرد لوگوں کا حلقہ توڑ کر مرزا کا بازو پکڑ لیا۔ بازو کو ایک شدید جھٹکا دے کر فرمانے لگے کہ "مردود! نبوت اگر جاری ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس علاقے میں کوئی نبی بھیجتا۔ تو بتا کہ مجھ جیسے وجیہہ انسان کو بھیجتا یا تجھ جیسے بجو کو۔" یہ سن کر حاضرین کے انبوہ سے ایک قہقہہ بلند ہوا۔ اور مرزا پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا۔ والد صاحب کی روانگی کے وقت ہی خواجہ سراج الحق صاحب کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ مولوی صاحب مرزا سے باتیں کرنے کے لئے گئے ہیں۔ چنانچہ بہت جلد حضرت بھی پہنچ گئے اور والد صاحب کو اپنے ساتھ لے آئے۔

میری عمر ابھی بہت تھوڑی تھی کہ ہمارے خاندان میں سے ایک خاتون کا رشتہ ایک مرزائی سے ہو گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ شخص مرزائی ہے۔ تو والد صاحب کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ کافر سے مسلمان خاتون کا رشتہ جائز نہیں۔ لیکن میرے ماموں چودھری ابراہیم تحصیلدار جو مشہور ناول نگار نسیم حجازی کے والد صاحب تھے۔ اگرچہ مرزا کے بہت مخالف تھے اور مرزا کے رد میں بالعموم یہ دلیل دیا کرتے تھے کہ میں نے اور مرزا غلام احمد نے سیالکوٹ میں پٹوار کا امتحان دیا۔ وہ فیل ہو گیا اور میں پاس ہو گیا۔ جو پٹواری نہ بن سکے وہ شخص فرستادۂ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟ مگر وہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے خاندان کی لڑکی عدالت میں نہ جائے۔ چنانچہ والد صاحب نے یہ کہہ کر موصوفہ سے نکاح کر لیا کہ عدالت کا معاملہ میں نپٹ لوں گا۔ مرزائیوں کو جب اِس نکاح کی اطلاع ملی تو انہوں نے گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ سات سال تک جاری رہا۔ انجام کار والد صاحب کو فتح ہوئی اور میری دوسری والدہ مرزا بشیر الدین اور چوہدری ظفر اللہ خاں کی انتہائی سعی وکوشش کے باوجود ایک بار بھی عدالت میں پیش نہ ہو سکیں۔

جب مرزا بشیر الدین بطور گواہ عدالت میں آیا تو ظفر اللہ خان نے یہ مسئلہ کھڑا کر دیا کہ بشیر الدین کو عدالت میں کرسی ملنی چاہیے۔ اِدھر سے یہ تقاضہ تھا کہ کرسی ملے تو دونوں کو۔ ورنہ دونوں کھڑے رہیں۔ والد صاحب بیٹھنے پر کھڑے رہنے کو ترجیح دے رہے تھے۔ کافی بحث کے بعد یہی فیصلہ ہوا کہ دونوں کھڑے رہیں۔ بشیر الدین اور ظفر اللہ خاں پر والد صاحب کی جرح دیدنی تھی۔ جس کا تھوڑا سا تصور اب بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ والد صاحب کہہ رہے تھے کہ "برخوردار! تیرے والد کو حیض آتا تھا؟" اور ظفر اللہ سٹپٹا رہا تھا۔ مختصر یہ کہ تنسیخ نکاح کا یہ پہلا مقدمہ تھا جو والد صاحب نے جیتا۔ مقدمہ بہاولپور تو بہت بعد کی بات ہے۔ مقدمہ گورداسپور کے دوران مسلمانوں کی طرف سے تنہا حضرت مولانا نواب الدین صاحب ہی تھے اور مرزائیوں کے خلاف عدالت میں فتویٰ آپ ہی نے دیا تھا۔ اور بار آخر اللہ تعالیٰ نے حق فتح دی۔ اور فیصلہ حضرت مولانا نواب الدین صاحب کے ہی حق میں ہوا تھا۔ اور یوں سب سے پہلے عدالت سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا سہرا بھی حضرت اقدس کے سر بندھا۔ یہ فیصلہ ۱۹۲۵ء میں ہوا تھا۔ (فیصلہ کرنے والا جج ایک انگریز تھا)۔

مقدمہ بہاولپور میں بھی سب سے پہلے گواہ (۱۹۳۳ء کے اوائل میں) بقول شیخ حسام الدین صاحب (ریٹائرڈ چیف آفیسر ڈی جی خان) علامہ نواب الدین ہی تھے۔ جب شہریوں نے آپ کا سنا کہ آپ گواہی دیں گے اور جرح کریں گے تو دکانیں اور تعلیمی ادارے بند ہو گئے تھے۔ مقدمہ بہاولپور میں اس وقت کے جج اکبر صاحب نے مقدمہ گورداسپور کے فیصلے کو مثال مانتے ہوئے مرزائیوں کیخلاف فیصلہ دیا تھا۔ ۱۹۵۲ء میں مرزائیوں کے خلاف فسادات میں بے شمار گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ اور عدالت میں مقدمات چلے۔ جناب آغا شورش کاشمیری مرحوم نے اپنے مقدمہ بنام مغربی پاکستان۔ لاہور ہائی کورٹ میں جسٹس منیر کی انکوائری رپورٹ میں جسٹس محمد گل اور جسٹس کرم الٰہی چوہان کی عدالت میں اپنے دائر کردہ مقدمہ میں مقدمہ گورداسپور ۱۹۲۵ء اور مقدمہ بہاولپور ۱۹۳۳ء کے فیصلوں کی نقول نتھی کی تھیں۔ اور حوالے بھی پیش کئے تھے۔ یہ بات عدالتی ریکارڈ پر موجود ہیں۔ (بحوالہ: عدالتی ریکارڈ مطبوعہ ۱۹۶۹ء پی ایل ڈی صفحہ ۲۸۰)

مقدمہ گورداسپو کی روئیداد شیخ الجامعہ حضرت مولانا مفتی غلام محمد صاحب نظامی گھوٹوی علیہ الرحمۃ کی زیر قیادت کئے جانیوالے مقدمہ بہاولپور کی روئیداد میں علمائے دیوبند کی طرف سے شائع کی جا چکی ہے۔ مقدمہ جیتنے کے بعد ہندوستان کے تمام فرقوں کے جید علماء اور مشائخ نے باہم مل کر حضرت مولانا نواب الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو ''فاتح مرزائیت'' اور ''فاتح قادیان'' کے القابات دیئے تھے۔

تحریک ختم نبوت کے دوران تنسیخ نکاح کے سلسلے میں جتنی تحریریں میرے سامنے آئی ہیں۔ ان میں کہیں بھی یہ مذکور نہیں کہ تنسیخ نکاح کا یہ پہلا مقدمہ مولوی نواب الدین ستکوہی نے جیتا تھا۔ حالانکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ جس کا انکار کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

یہاں میں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم سے اپنے آسمان پر نکاح ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو والد صاحب محمدی بیگم کے قصبہ ''پٹی'' پہنچے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے اپنی سحر بیانی اور روحانی قوت سے ''پٹی'' کے مغلوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیا۔ محمدی بیگم کا خاندان بھی والد صاحب کا مرید ہو گیا۔ یوں مرزا غلام احمد کا آسمانی نکاح زمین پر نہ ہو سکا۔ یہ والد صاحب کا مرزا پر سیاسی حملہ تھا۔ پٹی میں والد صاحب کے ورود مسعود کی داستان ان کے ایک مرید مشہور صحافی اور شاعر حاجی لق لق (مرحوم) کے قلم سے چند سال پیشتر ہفت روزہ رسالہ ''چٹان'' میں چھپ چکی ہے۔

آج سے تقریباً نصف صدی پیشتر کے اسلامی اجتماعات کے اشتہارات کو اگر دیکھا جائے تو ان میں والد ماجد کے نام کے ساتھ ''فاتح قادیان'' کے الفاظ ملیں گے۔ یہ خطاب علمائے اسلام نے والد صاحب کو اسی لئے دیا تھا کہ انہوں نے تنسیخ نکاح کا پہلا مقدمہ جیتا تھا۔ ورنہ مناظر تو اس عہد میں اور بھی تھے۔

غالباً ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے کہ مرزائیوں نے ریاست جموں وکشمیر کو اپنی تخریبی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنا لیا تھا۔ چنانچہ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس فتنے کے سد باب کے لئے جموں میں ایک تبلیغی کانفرنس منعقد کی۔ اور مشاہیر اسلام کو

دعوت نامے بھیجے۔ اِن میں والد صاحب کا نام بھی تھا۔ یہ وہ عہد تھا کہ والد صاحب اپنے آبائی وطن رمدارس ضلع امرتسر میں تشریف لا چکے تھے۔ اس وقت ہمارا عظیم الشان مکان زیرِ تعمیر تھا۔ اور والد صاحب کی ساری توجہ مکان کی تعمیر پر مرکوز تھی۔ اِسی دوران میں حضرت امیر ملت کا دعوت نامہ آ گیا اور والد صاحب تمام کام چھوڑ کر جموں روانہ ہو گئے۔ روانگی کے وقت مجھ سے فرمایا کہ تم بھی چلو گے؟ لیکن اس وقت عہد طفولیت میں میری تمام تر توجہ اپنے کبوتروں پر مرکوز تھی۔ میں نے جواب دینے میں تامل کیا۔ تو مسکرا کر فرمانے لگے کہ تیرے کبوتروں کی حفاظت کے لئے خاص آدمی مقرر کر دیتا ہوں۔ جموں میں مَیں مرزائیوں کو جو پٹخنیاں دونگا وہ تیرے کبوتروں کی قلابازیوں سے بہتر ہوں گی۔ مزا نہ آیا تو کسی کے ساتھ بھیج دوں گا۔ یہ سن کر میں ہنس پڑا اور ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ کانفرنس میں زیادہ تر والد ماجد ہی کی تقریریں ہوتی تھیں۔ اس معرکے سے خوش ہو کر حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ صاحب کو اپنے ساتھ علی پور لے گئے۔ علی پور میں والد صاحب کا قیام طویل تر ہوتا چلا گیا۔ ہر روز رات کو والد صاحب کی تقریر ہوتی تھی۔ اور سارا دن علمی اور عرفانی باتوں میں گزرتا تھا۔ ایک بچے کے لئے ایسے ماحول میں زیادہ دیر ٹھہرنا مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ میں گاؤں میں گھومنے پھرنے لگا۔ بلکہ حضرت امیر ملت خود فرما دیتے کہ مظہر! جاؤ اور مسجد، مدرسہ اور تہ خانے دیکھ آؤ۔ ایک روز میں واپس آیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مسجد اور مدرسہ پسند آیا؟ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ تو فرمانے لگے کہ بس تعلیم کیلئے یہیں آ جاؤ۔ مختصراً یہ کہ یہیں سے میرے صاحبزادگان سے تعلقات کی ابتداء ہوئی۔

کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ مرزائیوں نے حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب، مولانا دیدار علی شاہ صاحب اور والد ماجد کا جموں وکشمیر میں داخلہ قانوناً رکوا دیا۔ اِس سے عوام نے اور بھی خوشگوار اثر لیا۔ وہ سمجھنے لگے کہ مرزائی مسلمان علماء کی تاب نہیں لا سکتے۔

میرے عنفوان شباب میں والد صاحب کے مرزائیوں سے جو مناظرے ہوئے انہی کا یہ نتیجہ ہے کہ مجھے تمام سوالات و جوابات یاد ہو گئے۔ جنہیں میں نے قلمبند کر کے ''خاتم المرسلین'' کے نام سے شائع کر دیا۔ یہ میری پہلی تصنیف تھی جس پر استاد محترم ابوالبرکات سید احمد صاحب، والد ماجد اور مرتضٰی احمد خان میکش نے تقریظیں لکھیں۔ میرے سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد والد صاحب کے جو مناظرے ہوئے۔ ان کی علمی باتیں اب تک میرے حافظے میں محفوظ ہیں۔

جن نفوس قدسیہ نے تبلیغ حق کے سلسلے میں حضرت سراج الحق صاحب اور والد ماجد کا ساتھ دیا۔ جی تو یہی چاہتا ہے کہ ان کا تذکرہ بھی کروں۔ لیکن ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ مختصر طور پر یہی کہہ سکتا ہوں کہ حضرت خواجہ کے ساتھ درویشوں کی ایک جماعت ہوتی تھی جنہیں دیکھ کر یہ گمان گزرنے لگتا کہ سلف صالحین کی کوئی جماعت قبروں سے نکل آئی ہے۔ دراز قامت چہرے درخشندہ طویل ڈاڑھی، مو دراز، ہاتھ میں لمبا عصا اور تسبیح اور رنگین لباس میں ملبوس، قدسیوں کی اس جماعت کے ساتھ حضرت خواجہ کسی گاؤں میں پہنچتے تو لوگ جمع ہو جاتے۔ غایت درجہ عقیدت و محبت کا اظہار کرنے لگتے۔ اور دعاؤں اور تعویزات کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ نماز تہجد کے بعد حضرت خواجہ ذکر جہر فرماتے۔ تو سامعین پر وجد و کیف کا عالم طاری ہو جاتا۔ مرزائیوں میں ذوق شوق کی یہ متاع کہاں تھی؟ وہ عوام کا تاثر زائل کرنے کے لئے کمال بے حیائی سے یہی کہتے کہ یہ جذب و شوق نہیں۔ نئی گندم کھانے کا اثر ہے۔ لیکن ایسی خرافات سے عوام

کے تاثر کا زائل ہونا ناممکن ہے۔

والد ماجد کے ساتھ زیادہ تعداد علماء وفضلا ادبا اور شعراء کی ہوتی تھی۔ جن میں حفیظ جالندھری، مرتضٰی احمد خان میکش، حاجی لق لق، عبدالمجید قریشی (سیرت کمیٹی والے) اور محمدی بیگم کے ایک قریبی عزیز مرزا نوازش علی بیگ بھی تھے۔ مولانا عبدالمجید سالک بھی کبھی کبھار آ جاتے تھے۔ خیر یہ تو معروف شخصیتوں کا ذکر ہے۔ غیر معروف شخصیتوں میں بھی بڑے لوگ موجود تھے۔ زندگی میں کبھی فرصت ملی تو اس داستان کو پوری تفصیل سے لکھوں گا۔ اور ان اصحاب کا ذکر بھی کروں گا۔ جنھوں نے مرزائیوں کے ساتھ مقدمہ میں سات سال تک اپنا سرمایہ صرف کیا۔ ان لوگوں کو بڑی شدت سے یہ احساس تھا کہ اگر ہمارے پیرو مرشد مقدمہ ہار گئے تو مرزائیوں کو بڑی تقویت ملے گی۔

آخر میں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ تمام خواجگان چشت کے عرسوں کی تاریخیں ہجری سنہ کے اعتبار سے مقرر چلی آ رہی تھیں۔ بخلاف اِس کے خواجہ سراج لاحق صاحب نے گورداسپور میں عرس کا افتتاح کیا تو عرس کی تاریخ عیسوی سنہ کے اعتبار سے مقرر کی۔ میرے عہد طفولیت میں ایک دفعہ ایک صاحب نے سوال کیا۔ کہ حضرت! اپنے بزرگوں کے مسلک کے خلاف عرس کی تاریخ عیسوی کیوں مقرر کی ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ انہی تاریخوں میں قادیان کا جلسہ ہوتا ہے۔ ہمارا مقصد ہے کہ لوگ اُدھر نہ جائیں۔ بلکہ اِدھر آئیں بظاہر یہ ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عوام کو مرزائیت سے باز رکھنے کی حضرت کو کس قدر فکر تھی۔ عین ممکن ہے کہ یہ تدبیر بھی حضرت نے اپنے پیرو مرشد صوفی محمد حسین صاحب مراد آبادی کے ایماء اور مشورے سے اختیار کی ہو۔"

ملتان کے نامور ادیب اور شاعر جناب مولانا نور احمد خاں صاحب فریدی نے بیان کیا ہے کہ ۱۹۳۰ء میں حضرت اقدس حسین آگاہی میں جیلانی پریس ملتان میں بیٹھ کر "پیغام حق" کے کتابت شدہ حصوں کی پروف ریڈنگ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میرے ایک سوال پوچھنے پر حضرت نے فرمایا کہ "مولوی صاحب! مرزا کذاب کو نبی ماننا کو کجا۔ اُسے تو ایک شریف وعقلمند انسان بھی نہیں مانا جا سکتا۔ وہ پاگل اور احمق تھا۔ کیونکہ اُس کذاب کی تحریروں سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔" مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا نواب الدین علیہ الرحمۃ نے خدا جانے کتنے مناظرے، مباہلے اور مقابلے زندگی بھر کیے۔ یہ اَن گنت ہیں۔ بہرحال مرزائیوں کے علاوہ مولانا نواب الدین صاحب نے بدمذہب، سکھ، ہندو، یہودی، پارسی، اچھوت، عیسائی اور وہابیوں اور رافضیوں کے تمام گروہوں کے ساتھ مناظروں کے علاوہ شدھی تحریک سناتن دھرمی۔ آریہ سماجی ٹولہ۔ سکھوں کی اکالی پارٹی مسلم دشمن تحریکوں اور کانفرنس جماعت کے طوفان کے آگے بہت عظیم ترین بند باندھے۔ غرض کوئی بھی فتنہ جو مسلمان اور اسلام کے خلاف اٹھایا گیا ہو۔ آپ نے اسے سختی سے کچل دیا۔

اس واقعہ کے کچھ عینی شاید اب بھی موجود ہوں گے کہ مرزا کذاب کی عذابناک موت کے بعد ایک بار حضرت اقدس اپنے سمدھی مولانا دولت علی صاحب (وسوہہ والے) حکیم قادر بخش صاحب مقصود پوری اور ملتان کے ایک بڑے تاجر چرم کے ہمراہ قادیاں گئے۔ اور جلسہ عام میں اعلان کر دیا کہ فلاں دن ہم مرزا کی قبر کھودیں گے۔ کہ وہ قبر میں صحیح وسالم موجود ہے؟ کیونکہ احادیث

مبارکہ میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کچھ نہیں ہوتا۔ ان کو قبر کی مٹی نہیں کھاتی اور وہ صحیح سالم ہوتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ "میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مرزا اپنی قبر میں گل سڑ کر بدبودار اور بدصورت ہو چکا ہے اگر مرزا صحیح وسالم پایا گیا تو میں اور میرے لاکھوں مرید مرزا کو سچا مان لیں گے۔"

اس اعلان کے بعد مرزائیوں نے راتوں رات ایک چوکور کمرہ مرزا کی قبر پر بنا دیا۔ کافی پولیس بھی منگوالی تھی۔ اور کافی ہنگامہ ہوا۔ حضرت مولانا کے اِس اعلان کا مقصد یہی تھا کہ "اب مرزا کے مرنے کے بعد کا حشر بھی عوام کو دکھلا دوں۔"

نوٹ ☆: حضرت سلطان المناظرین حضرت علامہ خواجہ محمد نواب الدین صابری رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حافظ محمد مظہر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ۲۲ مئی ۱۹۸۱ء کو ہوا اور ان کو عیدگاہ راولپنڈی کے قبرستان میں دفن کیا گیا تھا۔ بعد ازاں ان کو ایک برس کے بعد ۲۰ مئی ۱۹۸۲ء کو حضرت چھتر پارک مری روڈ میں دفن کیا گیا سینکڑوں لوگوں نے دیکھا کہ جس طرح جس حالت میں دفن کیا گیا تھا بعینہٖ آپ کا وجود سلامت تھا۔ اس موقعہ پر حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شاعر دربار رسالت کا چہرہ جگمگا رہا ہے۔ بات کا صرف مقصد یہ تھا کہ مرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے غلام کا چہرہ نہ بگڑتا نہ قبلہ رخ سے پھرتا ہے نہ جسم گلتا ہے۔ کجا ایک شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کا منہ دکھانے میں کیا ہے۔

آپ کے سراپا اوصاف حمیدہ اور شخصیت کا سحر (بالاختصار) ☆: حضرت اقدس رحمتہ اللہ علیہ بے حد وجیہہ وشکیل۔ دراز قامت۔ متناسب الاعضا۔ سرخی مائل گندم گوں رنگت۔ دلکش وروشن چہرہ جمال وجلال کی جھلک لئے ہوئے۔ شخصیت میں شاہانہ وقار اور دبدبہ وہیبت کے باوجود آپ نہایت حلیم الطبع اور منکسر المزاج تھے۔ خوش گفتاری وخوش خلقی کے ساتھ طبیعت میں حد درجہ سنجیدگی ومتانت پائی جاتی تھی۔ نرم خو، ذوق سلیم اور نفاست طبع کے مالک تھے۔

مشفقوں کے مشفق، محبتوں، غمزدوں اور بے چاروں کے غمگسار چارہ گر، جود وسخا کے مخزن، لطف وعطا کے معدن، اخلاص و ایثار کے پیکر، بے سہاروں اور کمزوروں پر مہربان، متکبروں اور ظالموں کے لئے قہر الٰہی، شجاعت وشہامت کے نشان، حق گوئی آپ کا شیوہ، سادگی اور استغارہ آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ آپ بیحد سخی تھے۔ جو کچھ پاس ہوتا حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیتے۔ اور اپنے پاس کچھ نہ رکھتے۔ دنیوی آسائشوں اور ضروریات زندگی سے بے نیاز رہتے تھے۔ آپ کے کلام میں غایت درجہ شیرینی اور دلکشی تھی۔ کہ دل آپ کی طرف کھنچتے تھے۔ آپ کی قرأت قرآنی نہایت وجد آفرین تھی۔ نماز میں تلاوت فرماتے تو فیضان کلام ربانی سے نور عرفان کی بارش ہوتی اور مسجد کے درودیوار رقص کرتے نظر آتے اور مقتدیوں پر وجد وسرور کا عالم طاری ہو جاتا۔ نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو آپ کا لہجہ بیحد رقت آمیز ہوتا۔ اور تضرع اور زاری سے بارگاہ ایزدی میں اپنی التجائیں اور محرومیاں بیان فرماتے کہ دل پھڑک اٹھتے۔ اور ہاؤ ہو کا شور برپا ہو جاتا۔

آپ کے مشاہیر ومریدین ☆: حفیظ جالندھری، حاجی لق لق، مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش، عزیز حاصل پوری، الطاف پرواز، صوفی تبسم، غلام محمد نذر صابری اٹک، ساحر صدیقی، پیر طریقت غلام محی الدین خان لودھی صابری فیصل آباد، عبد المجید سالک۔

پیدل چل کر آپ کلیر شریف پہنچے ہی تھے کہ مغرب کی اذان ہونے لگی۔ بڑی بیزاری سے فرمایا ''یہ بے سرا مؤذن کہاں سے آ گیا؟ اسے روکو۔'' اسماعیل نے بھاگ کر اُسے روک دیا۔ چنانچہ آپ نے اذان دینا شروع کی۔ اذان کی آواز سن کر پرانے درویش اور فقراء اپنی اپنی قیام گاہوں سے باہر نکل آئے۔ سب پر رقت طاری ہوگئی۔ ایک ضعیف اور خستہ حال مجذوب درویش نے کہنا شروع کر دیا۔ ''یہ تو میرے میاں کے قوال کی آواج معلوم ہووے ہے۔'' بعض لوگوں نے کہا ''کون سا قوال؟ یہ تو ہمارے حضرت ہیں۔'' وہ بھنا کر بولا۔ ''کون سے حجرت؟ یہ تو نواب قوال کی آواج ہے۔''

اذان کے وقت مجذوب سامنے کھڑا آہ واہ کرتا رہا۔ اور آنسوؤں کو اپنے پلو سے پونچھتا رہا۔ اذان کے بعد زور سے بولا۔ ''اے قوال! تو کہاں سے آ گیا۔ اتنی مدت کہاں رہا؟'' حضرت اُسے دیکھ کر والہانہ آگے بڑھے اور دست بوسی کی۔ پھر حافظ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا ''یہ میرے دادا مرشد حضرت صوفی صاحب کے خادم خاص ہیں۔ زندگی بھر شیخ کے آستانہ کی جاروب کشی کی ہے۔'' عرض کیا گیا۔ یہ تو آپ کو قوال کہتے ہیں۔ فرمایا کہ ''ہاں دادا مرشد مجھے اسی نام سے پکارتے تھے۔ پنجابی قوال میرا سرکاری لقب ہے۔'' پھر دس روپے بطور نذر پیش کئے۔ اور حافظ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ''تم بھی نذر پیش کرو۔'' وصال کے تھوڑی دیر بعد آپ کا جنازہ جامع مسجد لے جایا گیا۔ کیونکہ شہر میں بہت زیادہ بھیڑ ہو چکی تھی۔ رات بھر تلاوت ہوتی رہی۔ اگلے دن عقیدت مندوں کے قافلے آنے شروع ہو گئے۔ جالندھر سے حضرت خلیفہ محمد صدیق صاحب کی رہنمائی میں بڑا ہجوم آیا تو غسل دینے کا وقت ہو چکا تھا۔ موصوف کا بیان ہے کہ ''میں نے حضرت کے دیدار کے لئے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا تو آپ نے آنکھیں کھول دیں اور مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ میں نے قریب والوں سے کہا کہ کچھ دیکھا ہے؟ تو بعض نے اثبات میں جواب دیا۔

رمداس سے کوئی ایک میل دور آپ کی حویلی میں آپ کا جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے حافظ مظہر الدین صاحب نے پڑھایا۔ دوسرا جنازہ فقیہ اعظم مولانا محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں نے پڑھایا۔ چہلم کے موقع پر جملہ خلفا اور مریدین نے حافظ مظہر الدین مظہر صابری کی دستار بندی کی۔ دونوں صاحبزادگان (جناب حافظ مظہر الدین صاحب اور مولانا حضرت غلام ربانی صاحب حضرت اقدس سے صاحب مجاز ہیں۔ الحمدللہ! یہ دونوں حضرات حضرت کے فیوض کے وارث ہیں۔ اور ان کا اپنا اپنا رنگ اور شان ہے۔ دونوں کے ارادتمندوں کا سلسلہ وسیع ہے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے دست حق پرست پر چھ لاکھ افراد نے شرف بیعت حاصل کیا اور لاتعداد افراد کو آپ نے خرقہ خلافت سے نواز کر سرفراز فرمایا جن کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔ ان خلفا میں سے چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ (نمبر۱) حضرت مولانا حافظ محمد مظہر الدین (نمبر۲) حضرت مولانا غلام ربانی (نمبر۳) حضرت مولانا مست جمال (نمبر۴) حضرت خلیفہ محمد صدیق ناصری (نمبر۵) حضرت سید عبدالمعبود شاہ گیلانی گلگت والے مدفن اسلام آباد (نمبر۶) سجادہ نشین کلیر شریف انڈیا (نمبر۷) مولانا مرتضی احمد خان مکیش ایڈووکیٹ لاہور (نمبر۸) حضرت سید حسن شاہ سجادہ نشین شاہ دانہ شہید ملتان (نمبر۹) حضرت پیر مشتاق علی لاہور (نمبر۱۰) حضرت خلیفہ محمد عظیم بسی شریف ہوشیار پورے والے جھنگ (نمبر۱۱) مولانا حکیم قادر بخش ملتان

(نمبر۱۲) حضرت سید زین العابدین شاہ سجادہ نشین دربار موسیٰ پاک شہید ملتان ان تمام حضرات کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال ۱۳۶۵ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار قصبہ رمداس تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حافظ محمد مظہر الدین مظہر چشتی صابری جانشین مقرر ہوئے جبکہ آپ کے دونوں صاحبزادے جناب حافظ مظہر الدین اور چھوٹے صاحبزادے مولانا غلام ربانی ثمہ ملتانی چشتی صابری علیہم الرحمۃ صاحب مجاز وصاحب سلسلہ میں ہر دو حضرات کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ خدا آپ کے فیضان کو چاردانگ عالم میں پھیلائے۔

حضرت محمد شریف عرف منّو شاہ صابری شہید رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہید تیغ محبت، عارف اکمل اور افضل حضرت محمد شریف المعروف منو شاہ چشتی صابری شہید کلیر شریف میں حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور یہیں خدمت وعبادت وریاضت میں مصروف ومشغول رہے۔

آپ کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا کہ کس جگہ سے آئے۔ کس کے مرید وخلیفہ تھے۔

اتنا معلوم ہوسکا ہے کہ آپ راجپورہ سے پیدل چل کر دہرہ دون جا رہے تھے کہ آپ کو فوج کے سپاہی نے گولی مار کر شہید کر دیا۔ اور آپ کی میت اُسی جگہ پڑی تھی کہ آپ نے رات کے وقت فوج کے ایک کرنل کو خواب میں بشارت دی کہ میری میت کو اٹھا کر کلیر شریف لے جاؤ اور وہاں مجھے دفن کیا جائے۔

چنانچہ وہ کرنل صبح کو بیدار ہوا چند فوجی ہمراہ لے کر آپ کی میت کے قریب پہنچا میت کو غسل اور کفن دے کر فوجی گاڑی میں کلیر شریف لے گیا اور وہاں آپ کو دفن کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۹/اگست ۱۹۴۷ء بمطابق ۲ شوال ۱۳۶۶ھ کو ہوا۔ مزار پُرانوار تکیہ حضرت بابا نہال شاہ کے عقب کلیر شریف انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابریؔ

تعارف ☆: عالم ربانی، شیخ لاثانی، قندیل نورانی، ولی ابن ولی، پیر طریقت امیر شریعت حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ آفتاب آسمان طہارت پاکیزگی ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت حضرت خواجہ میاں محمد حسین چشتی صابریؔ کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر ۱۸۸۸ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر سے ہی حاصل کی اور بعداز مدرسے سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ نے چھاری تحصیل گوجر خان میں قرآن مجید حفظ کیا اور وہاں سے دیگر شرعی علوم میں استفادہ کیا۔ اس دوران آپ موضع گکھڑی مندرہ میں قیام پذیر رہے۔ بعدازاں اپنے بزرگوں سے باطنی علوم میں کمال حاصل کیا۔

بیعت وخلافت وسجادگی ☆: اپنے والد گرامی عارف باللہ شہباز طریقت حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔ دسمبر ۱۹۱۹ء میں آپ کے والد محترم حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ اس دارفانی سے پردہ فرما گئے تو آپ کو منصب سجادگی عطا ہوا۔ اور اپنے اجداد کی ظاہری و باطنی تعلیمات کو طالبان حق تک پہنچانے میں مصروف ہو گئے۔

مرشد کے پردہ کرنے کے بعد سلوک کی دیگر منازل طے کرنے کے لئے آپ حضرت خواجہ مولوی عبدالستار صابری کلیامی سے اکتساب فیض کرتے رہے اور ان کے صحبت سے فیض یاب رہے۔ علاوہ ازیں حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ سے آپ کو بے حد پیار اور روحانی تعلق تھا حضور تاجدار گولڑہ پیر صاحب بھی آپ کا بے حد احترام کرتے اور انتہائی شفقت سے پیش آتے آپ اکثر ان کی ہمراہی میں عرس بابا پاکپتن شریف میں بھی شرکت کی اور وہاں مولوی عبدالستار صابریؔ کے ساتھ قیام فرماتے۔ اور حضور گنج شکر کے عرس کی تقریبات میں شریک ہوئے۔ آپ نے آستانہ عالیہ ماڑی شریف میں ہزاروں بندگان خدا کو تلقین فرمائی اور بے شمار لوگوں نے آپ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی آپ پورے علاقہ میں واحد حافظ قرآن تھے آپ کو خدا نے ظاہری و باطنی حسن کے ساتھ ساتھ بہت خوبصورت آواز کی نعمت سے بھی نوازا تھا۔ آپ اذان پڑھتے تو اردگرد کی تمام بستیوں تک آواز جاتی اور لوگ آپ سے اذان سن کر اللہ کے گھر کی طرف رجوع کرتے یا روزہ افطار کرتے۔ آپ بہت خوش الحان قاری تھے۔

الغرض آپ نے اپنے شیخ کے سلسلہ کو بہت خوش اسلوبی سے جاری وساری رکھا اور ہر سال اپنے عظیم والدِ گرامی اور شیخ طریقت خواجہ محمد حسین صابریؔ اور شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی کے عرس کا اہتمام کرتے اور کلیام شریف عرس پر باقاعدگی سے حاضری دیتے

آپ کا پیشہ زراعت تھا اور کھیتی باڑی سے رزق حلال کماتے آپ کے پاس علاقہ بھر کے لوگ ہندو اور مسلمان اپنی نقد رقوم اور زیورات امانتاً رکھتے تھے آپ کے پاس بے شمار لوگوں کی امانتیں پڑی رہتی تھیں اور آپ نے کبھی کس کی امانت میں خیانت نہ کی کہ آپ اس زمانے میں ایک بینک کی طرح لوگوں کے اعتماد کا نشان تھے۔ غریبوں اور بے سہاروں کی مدد فرماتے مظلوم کا ساتھ دیتے۔ اور ان کی دادرسی کے لئے اعلیٰ حکام تک رابطے کر کے ان کی دلجوئی کرتے۔ آپ کے صبر کا عالم یہ تھا آپ کے تین جواں سال بیٹے تھے۔ صادق حسین، ظہور حسین اور کرم حسین جبکہ چار صاحبزادیاں تھیں۔ آپ کے چاروں بیٹے آپ کی حیات میں ہی دارِ فانی سے پردہ کر گئے مگر آپ کی آنکھ سے آنسو نہ گرا آپ اسی طرح اپنے معمولات میں مشغول رہے نماز پڑھاتے اور دیگر امور انجام دیتے۔ آپ کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ جس دن تیسرے بیٹے کی وفات کی خبر سنی تو اندر اندھیرے کمرے میں جا کر دروازے کے پیچھے روتے رہے میں اندر گئی تو پوچھا آپ کیا کر رہے ہیں تو فرمانے لگے فاطمہ میں وضو کر کے نماز پڑھنے جا رہا ہوں آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر تھی میں نے کہا کہ آپ کا دل کیسے برداشت کرتا ہے آپ رو کیوں نہیں لیتے آپ فرمانے لگے صبر کرو، صبر سے بڑھ کر کوئی درماں نہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال یکم ربیع الاول ۱۳۶۷ھ بمطابق ۱۳ جنوری ۱۹۵۰ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار دربار عالیہ ماڑی بگیال شریف میں اپنے عظیم والد گرامی کے پہلو میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب و اذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں اور آپ کے پس ماندگان میں آپ کی چار صاحبزادیاں جو شادی شدہ تھیں اور دو پوتے حاجی منیر احمد صابری علیہ الرحمۃ اور جہانگیر احمد صابری ہیں۔ آپ کا سلسلہ عالیہ بفضلہٖ تعالیٰ آج بھی دربار عالیہ ماڑی شریف میں جاری و ساری ہے۔

آپ کے عظیم پوتے بحر العلوم منبع جود و سخا پیکر صبر و رضا حضرت صاحبزادہ الحاج منیر احمد صابری علیہ الرحمۃ کا 30 نومبر 2004ء کو وصال ہو گیا تھا۔ ان کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے پیر مشتاق احمد صابری منصب سجادگی پر رونق افروز ہیں، جن کو حاجی صاحب قبلہ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں وصال سے ایک سال قبل اپنا سجادہ مقرر فرما دیا تھا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا فنافی الرسول والمرشد حضرت صوفی پیر اللہ دیا شاہ چشتی صابری مظہری رحمتہ اللہ علیہ نہایت ہی متقی پرہیز گار صوفی منش درویش تھے شروع ہی سے فقراء کی خدمت کرنا آپ کا شعار تھا۔ آپ میرٹھ کے رہنے والے تھے۔ اور تالے چابیاں بنانے کا کام کرتے تھے جس زمانے میں مظہر الاولیاء حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ میرٹھ میں آ کر قیام پذیر ہوئے۔ آپ نے ان کی شہرت سنی تو فوراً جا کر قدم بوسی کی مرشد کامل کی پہلی نظر نے کام دکھایا اور زبان سے بے ساختہ فرمایا۔

بک چکے ہم تو تیرے ہاتھوں پر وجد آتا ہے تیری باتوں پر

مرشد کامل کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے مرشد کی خدمت میں مصروف ہو گئے آپ تمام دن اپنے بچوں کے لئے تالے چابیاں بنا کر روزی کماتے اس سے فراغت حاصل کرنے کے بعد تمام وقت اپنے شیخ کامل کی خدمت میں گزارتے۔ حضور مظہر الاولیاء حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے جتنے بھی مہمان آتے۔ ان کی خدمت قیام وطعام کا انتظام آپ بڑی محبت سے خود فرماتے تھے۔ آپ کا گھر لنگر خانے کا منظر پیش کرتا تھا۔

عبادت وریاضت ☆: آپ انتہائی متقی، پرہیز گار، عبادت گزار، تہجد گزار ذاکر وشاغل تھے تمام عمر اپنے پیشواء کے نقش قدم پر چلتے رہے پوری زندگی میں کوئی کام اپنے شیخ کی طریقت کے خلاف نہ کیا اور نہ ہی شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کی تمام دن محنت ومزدوری کر کے رزق حلال کماتے بعد میں اپنے پیرومرشد کی خدمت میں حاضر رہتے اور مہمانوں کی خدمت کرتے عشاء کے بعد حضور خواجہ سید مظہر نوری علیہ الرحمۃ کے ساتھ مجلس کرتے اور رات بھر نوافل وتلاوت قرآن پاک کا اہتمام فرماتے رات کے آخری حصے میں تہجد کے بعد ذکر جہر فرماتے آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ بھی یاد خدا سے غافل نہ گزرا آپ فرمایا کرتے تھے: جو دم غافل وہ دم کافر

اجازت بیعت وخلافت ☆: ایک مرتبہ مظہر الاولیاء حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے تمام مریدین وخلفاء کے ہمراہ حضرت بادشاہ دو جہاں والی کلیر حضرت سیدنا مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابری کلیری کے سالانہ عرس پاک میں شرکت کے لئے کلیر شریف روانہ ہو گئے اور جناب صوفی اللہ دیا شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو میرٹھ ہی میں چھوڑ گئے جب آپ کے علم میں یہ بات آئی کہ پیرومرشد حضور سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ صاحب تمام مریدین کے ہمراہ کلیر شریف روانہ ہو چکے ہیں تو آپ پریشان ہو گئے اسی خیال میں آپ دکان میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انگریز عورت آئی اس نے کہا بابا جی میرے صندوق کی چابی بنا دو۔ آپ

نے چابی بنا دی تو اس عورت نے مزدوری کے طور پر ایک روپیہ آپ کو دیا۔ آپ نے دکان بند کی اور گھر تشریف لائے آپ نے آٹھ آنے اپنے گھر میں بچوں کو خرچ کے لئے دیئے اور آٹھ آنے لے کر کلیر شریف کے لئے روانہ ہو گئے آپ خود فرماتے ہیں کہ جب میں کلیر شریف گولر کے درخت کے نیچے پہنچا۔ جہاں حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ قیام فرماتے ہیں تو اس وقت محفل سماع ہو رہی تھی مرشد کامل نے جب مجھ کو دیکھا تو فوراً فرمایا کہ میرا اللہ دیا شاہ آ گیا ہے آپ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور صوفی اللہ دیا شاہ کو اپنے پاس بٹھایا صوفی اللہ دیا شاہ رحمتہ اللہ علیہ صاحب نے چونکہ پیدل سفر زیادہ کیا تھا اس وجہ سے آپ کے پاؤں پر ورم آ گیا تھا حضور سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنے مریدین وخدام سے فرمایا کہ گرم پانی لاؤ۔ پانی آنے پر حضرت صوفی اللہ دیا شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیر گرم پانی سے دھوئے حضور خواجہ مظہر نوری علیہ الرحمۃ نے گرم گرم دودھ منگوا کر دیا آپ نے دودھ پیا اس کے بعد حضور پیر خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اعلان فرمایا کہ ہم صبح اپنے ایک مرید کو خلافت باندھیں گے کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ کس کو خلافت باندھی جائے گی اور یہ ولایت کا تاج کس کے سر پر رکھا جائے گا۔ بالآخر صبح ہوئی محفل رنگ جاری تھی کہ اچانک حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم پان کھائیں گے۔ حضور صوفی اللہ دیا شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو پان پیش کیا تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہم تھوکیں گے صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر دیئے حضرت خواجہ مظہر نوری علیہ الرحمۃ نے آپ کے ہاتھ پر پان کی پیک تھوک دی آپ نے پان کی پیک پی لی۔ پان کی پیک پینے کی دیر تھی کہ آپ کے دل کی دنیا بدل گئی آپ کا سینہ علوم ظاہری و باطنی کا مرکز بن گیا محفل سماع کے اختتام پر حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اعلان کیا کہ اللہ دیا شاہ کھڑے ہو جاؤ مرشد کا حکم سنتے ہی آپ فوراً کھڑے ہو گئے حضور سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنا جبہ مبارک اتارا اور صوفی اللہ دیا شاہ کو پہنا دیا اور اعلان فرمایا کہ میں نے آج صوفی اللہ دیا شاہ کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا اور پھر اعلان فرمایا کہ اللہ دیا شاہ میں نے آج تمہیں خلیفہ بنا دیا ہے اب تمہارا کام ہے اپنے پیر بھائیوں کو بنانا اور فرمایا کہ کلیر شریف والو! میں نے اللہ دیا شاہ کو شریعت میں، طریقت میں، ظاہر میں، باطن میں مکمل کر دیا ہے جس کا جو جی چاہے سوال کر سکتا ہے مگر کسی میں اتنی جرأت کہاں کہ سوال کرتا تمام مجلس خاموش رہی۔

وصال باکمال ☆: 1947ء میں آپ آخری مرتبہ خواجہ خواجگان فخر کون مکاں عطائے رسول ہندالولی حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے عرس پاک میں شرکت کی غرض سے اجمیر شریف تشریف لے گئے واپسی پر آپ کو بخار ہو گیا ایک سو چار سے کم نہ ہوا بخار کی بڑھتی ہوئی شدت میں آپ نے اپنے جانشین وخلیفہ حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمرالدین عرف کلو شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ مجھے سورہ یٰسین سناؤ تو حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نے عرض کیا کہ حضور آپ مجھ سے سورہ مزمل سن لیں سورہ رحمان سن لیں مگر میں آپ کو سورہ یٰسین نہیں سناؤں گا تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں سناتے تو حافظ صاحب نے عرض کیا کہ حضور سورہ یٰسین تو مرنے والوں کو سنائی جاتی ہے۔ اس لئے نہیں سناؤں گا یہ جواب سن کر صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا قمرالدین رات میرے مرشد سید مظہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ تشریف لائے تھے۔ وہ فرما رہے تھے کہ اللہ دیا شاہ ہم تمہیں یکم ذوالحج کو لینے آئیں گے۔ لہٰذا تم مجھے سورہ یٰسین سناؤ چنانچہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نے سورہ یٰسین سنائی آپ

اٹھے اور غسل صحت کیا اور دو رکعت نماز نفل ادا کیئے اس کے بعد وقت گزرتا چلا گیا۔ جب یکم ذوالحج آئی تو آپ کے مرید خاص وخلیفہ اکبر حافظ قمرالدین صاحب علیہ الرحمۃ نماز جمعہ پڑھانے کے لئے تیار ہو کر مرشد کی بارگاہ میں پہنچے اور جمعہ پڑھانے کے لئے اجازت چاہی چونکہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نماز جمعہ میرٹھ کے قریب کسی گاؤں میں پڑھاتے تھے آپ نے اجازت دی اور فرمایا کہ قمرالدین جمعہ پڑھا کر جلدی آنا آج ہمارے مرشد ہمیں لینے کے لئے آئیں گے آج ہماری روانگی ہے یہ بات سن کر حافظ صاحب علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور پریشان ہوگئے آپ کے مرشد نے فرمایا کہ کلوشاہ میری تین باتیں یاد رکھنا اول یہ کہ جنازے کے لئے چارپائی نئی بنوانا دوئم یہ کہ غسل کے لئے تختہ نیا بنوانا سوئم یہ کہ جب میرا جنازہ تیار ہو جائے تو کسی کا انتظار نہ کرنا جلدی سے مجھے میرے مرشد کے قدموں کی طرف جہاں آپ جوتے اتارتے تھے وہاں قبر کھدوا کر مجھے دفن کر دینا۔ مرشد کا فرمان سن کر حافظ صاحب علیہ الرحمۃ اپنے گھر گئے اور اپنے والد جناب عبدالمجید صاحب ٹھیکیدار سے جا کر تمام معاملہ عرض کیا آپ کے والد گرامی نے فرمایا کہ آپ جمعہ پڑھانے چلے جائیں آپ کے آنے تک تمام انتظامات مکمل ہو جائیں گے۔

چنانچہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ میرٹھ سے کچھ فاصلے پر اسی گاؤں میں جہاں جمعہ پڑھایا کرتے تھے چلے گئے۔ مسجد میں اس روز آپ نے تقریر نہیں کی بلکہ صرف جمعہ کا خطبہ پڑھا اور نماز پڑھا کر فوراً میرٹھ پہنچے جب اپنے مرشد کی مسجد میں پہنچے تو نماز عصر کا وقت قریب تھا حضور صوفی اللہ دیا شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے وضو کیا نماز عصر ادا کر رہے تھے کہ حالت نماز میں آپ کا انتقال ہو گیا اسی روز آپ کے فرمان اور وصیت کے مطابق آپ کو نئے تخت پر غسل دیا گیا نئی چارپائی پر جنازہ تیار کیا گیا بعد از نماز عشاء ہزاروں افراد کی آہوں اور سسکیوں میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ کو ساڑھی دروازے کھمیا کے پل تکیہ اللہ دیا شاہ جو کہ آپ کی ذاتی زمین تھی میں آپ کے مرشد کے قدموں میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

آپ کے چہلم کے فوراً بعد آپ کے جانشین وخلیفہ حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمرالدین چشتی صابری مظہری عرف کلوشاہ علیہ الرحمۃ فوراً پاکستان چلے آئے تھے اس لئے آپ کی قبر انور 35 سال تک کچی رہی۔ 1983ء میں حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمرالدین عرف کلوشاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے خلیفہ محمد صابر کو حکم دیا کہ آپ میرٹھ جائیں اور میرے مرشد کی قبر پکی بنوا کر آئیں۔ اس کام کے لئے جناب خلیفہ محمد صابر چشتی صابری کے ہمراہ مزید افراد تیار ہو گئے۔ جناب غلام صابر صاحب صابری جو کہ حاجی محمد فیاض ٹینچ بھاٹہ والوں کے بیٹے ہیں دوسرے جناب محمد نورالدین صاحب بابو محلّہ والے اور جناب شیخ محمد بوٹا ان کے علاوہ فقیر راقم الحروف بھی حضرت قمر المشائخ کے حکم سے اس قافلے میں شامل تھا میرٹھ میں حضور مظہر الاولیاء حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے گنبد شریف اور کمرہ کی مرمت اور سفیدی دروازے کے رنگ وروغن کا کام حضرت صوفی اللہ دیا شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی قبر انور کی مکمل تعمیر اور پختہ کیا گیا اس کام پر تقریباً 12 روز صرف ہوئے۔

وصال باکمال ☆: حضرت صوفی اللہ دیا شاہ کا وصال یکم ذوالحج بروز جمعہ 1947ء کو بعد نماز عصر ہوا مزار شریف تکیہ اللہ دیا کھمیا پل ساڑھی دروازہ میرٹھ میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت پیر سید نواز ش علی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل، صوفی با صفا، شہباز طریقت، پاسبان شریعت حضرت خواجہ پیر نوازش علی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ گنجیہ معرفت ہیں آپ کی ولادت با سعادت 1885ء میں بمقام نوشہرہ ڈھالا ضلع امرتسر انڈیا میں سادات کے عظیم علمی و روحانی گھرانے میں جناب سید غلام مرتضےٰ شاہ بن سید بابا حیدر شاہ قادری نوشاہی کے گھر میں ہوئی۔ آپ نے علوم مروجہ کی تعلیم مولوی محمد علی پڑھانوی سے حاصل کی جو اپنے وقت کے متبحر عالم دین اور خدارا سیدہ بزرگ تھے جو کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے معروف بزرگ اور صاحب نسبت تھے۔ تحصیل علم کے بعد آپ ذکر وفکر اور عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اور کئی برس تک مجاہدات میں مصروف رہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ نے حضرت خواجہ شاہ محمد فاروق حسن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت اختیار کی۔ جو کہ حضرت مخدوم شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ نے شاہ محمد فاروق حسن صابری سے ہی خرقہ خلافت حاصل کیا اور صاحب ارشاد ہو کر ممتاز ہوئے۔

وردلاہور اور سلسلہ رشد وہدایت کا آغاز ☆: ۱۹۱۹ء میں آپ اپنے آبائی علاقے نوشہرہ ڈھالا جو کہ پاک وہند کی سرحد پر برکی سے چھ سات میل کے فاصلے پر واقع ہے سے لاہور تشریف لائے اور گڑھی شاہو میں اقامت اختیار کی جہاں پہلے سے نواب جعفر خان اور انکے لڑکے کاظم خان کے مزارات تھے۔ نواب موصوف عہد شاہجہان میں وزیر تعمیرات و ہفت ہزاری تھے۔ چونکہ اس محراب شریف کی دیکھ بھال کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ اس لئے آپ نے لاہور میں تشریف لاتے ہی اس جگہ قیام فرمایا اور اس جگہ بہترین مسجد تعمیر کرائی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی رشد وہدایت میں مصروف ہو گئے اور تیس برس تک مسلسل رشد وہدایت میں مصروف رہے اور تیس برس تک مسلسل رشد وہدایت کے چراغ جلتے رہے۔ آپ نے عارف نامہ ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا تھا جو کہ پنجابی زبان میں ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۵ جولائی ۱۹۴۸ء بمطابق ۱۳۶۷ھ کو ہوا۔ مزار پر انوار محراب شریف واقع نوازش سٹریٹ گڑھی شاہو میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام ربانی، عارف لاثانی، قندیل نورانی، ساقی خمخانہ اسرار، سرشار بادۂ خمار، ساکنان بحری و بری، گوہر دریائے فضل وکمال، قطب یگانہ، عارف زمانہ، ہمہ صفت قلندرانہ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ متصرف بہ تصرفات ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۹۳ھ بمطابق ۱۸۷۶ء عیسوی ماہ محرم الحرام بروز جمعتہ المبارک موضع ببر کی تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں ایک نیک سیرت اور خداترس بزرگ جناب ملک محمد نور کے گھر ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد اور والد گرامی کا تعلق ایک زمیندار خاندان اور قبیلہ سے تھا۔ آپ کے والدین کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ گھر میں خدا کا دیا مال دنیا کافی موجود تھا مگر اولاد نہ ہونے کے سبب آپ کی والدہ عموماً غمگین رہتی تھیں۔

ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ چشمے پر پانی بھرنے کے لئے گئیں تو چشمے پر قدرت خداوندی کے عجیب وغریب نظارے دیکھ کر اچانک دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جس خدا نے کائنات میں یہ رنگ وبو بھرے ہیں۔ زمین کو سرسبز وشاداب کیا ہے وہ خدا اگر چاہے تو میری گود بھی بھرسکتا ہے۔ اسی خیال میں رنجیدہ کھڑی تھیں کہ یکایک تین نورانی چہروں والے بزرگ ان کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک حضرت محبوب سبحانی الشیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی دوسرے سلطان الہند عطائے رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری تیسرے بزرگ سلطان الاولیاء ختم اللہ الارواح حضرت سیّدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے۔

ان حضرات نے آپ کی والدہ ماجدہ سے پوچھا کہ کیوں رنجیدۂ خاطر کھڑی ہو۔

حضرت غریب نواز معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنا پوچھنا تھا کہ آپ کی والدہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ نکلیں اور زار وقطار رونے لگیں چونکہ حضور غریب نواز اس راز سے واقف تھے کہ کیوں رو رہی ہیں۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے گلاب کا ایک پھول آپ کی والدہ ماجدہ کو عنایت کرتے ہوئے فرمایا اسے کھالو۔ اور خوشخبری سنائی کہ خداوند قدوس تجھے ایسا بیٹا دے گا جو اس پھول کی طرح کھلے گا۔ اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کو دعاؤں سے نوازنے کے بعد تینوں بزرگ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

پھر خدا کے فضل وکرم اور ان بزرگوں کی دعاؤں اور دی ہوئی بشارت سے بروز جمعتہ المبارک ماہ محرم الحرام ۱۸۷۶ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کی ولادت پر نہ صرف والدین بلکہ پورے خاندان وقبیلہ کے لوگ خوش تھے۔ آنے والا جو بھی آپ کے

چہرہ انور کو دیکھتا تو یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا کہ یہ بچہ دست قدرت کا شاہکار ہے۔ آپ کو خداوند قدوس نے ظاہری حسن و جمال سے تو خوب ہی نوازا تھا۔ مگر آپ کے چہرہ پر جو انوار و تجلیات تھے وہ اس بات کی نوید سنا رہے تھے کہ یہ بچہ آنے والے وقتوں میں آفتاب ولایت اور مظہر نور خدا بن کر چمکے گا۔ دیکھنے والا نگاہ بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ بچپن ہی میں ولایت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف گزرا اسی طرح آپ کے والدین کریمین نے بھی آپ کی پرورش عام بچوں سے مختلف انداز میں کی اور آپ کی تعلیم و تربیت کا خصوصی خیال رکھا۔

ابھی آپ کی عمر عزیز تین سال کی تھی کہ آپ کے والد گرامی کو خالق حقیقی کا بلاوا آ گیا اور وہ آپ کو داغ مفارقت دیکر خالق و مالک سے جا ملے۔

والد گرامی کے انتقال کے بعد آپ کی تربیت و تعلیم اور دیکھ بھال کا تمام تر بوجھ آپ کی والدہ محترمہ کے کاندھوں پر پڑ گیا۔ جس کو انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا اور آپ کی پرورش تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کی جب آپ کی عمر عزیز چار سال کی ہوئی تو باقاعدہ طور پر مکتب میں داخل ہو کر قرآن پاک اور دینی تعلیم پر پوری توجہ دیکر کم عمری میں ہی آپ نے دین اسلام کی بنیادی تعلیم مکمل کر لی تھی۔

آپ کا بچپن اور اس کے معمولات☆: بچپن میں دینی علوم کے حصول کے ساتھ آپ اپنے گھر بار کا کام خود کرتے تھے والد گرامی کے ترکہ میں جو زمین ملی تھی اس کی کاشت خود فرماتے آپ کے والد گرامی کا چھوڑا ہوا بھیڑ بکریوں کا ریوڑ بھی تھا جسے آپ خود چرانے کے لئے لے جاتے اور ان کی دیکھ بھال خود فرماتے تھے۔ آپ کو ان بھیڑ بکریوں سے بہت پیار تھا۔

جب آپ ان کو آبادی سے دور جنگل میں چرانے لے جاتے تو آپ بذات خود ایک طرف بیٹھ کر یاد خدا میں مشغول ہو جاتے اور اپنا تمام فارغ وقت عبادت و ریاضت میں گزار دیتے تھے۔

بچپن میں ہی کرامات کا ظہور☆: چونکہ آپ مادری ولی تھے اور بچپن سے ہی یاد خدا میں مستغرق رہنے لگے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ سے بچپن میں ہی کرامات کا ظہور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ دیگر کرامات کے علاوہ آپ کے بچپن کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ جب بھی گاؤں میں کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو آپ اپنے کمبل میں سے دھاگے نکال کر اُس بیمار کے گلے میں باندھ دیتے تھے تو وہ بیمار تندرست ہو جاتا تھا۔ آپ کی یہ کرامت اس قدر مشہور ہو گئی کہ لوگ دور دور سے آنا شروع ہو گئے اور آپ کے اس عمل سے ہزاروں مریض شفایاب ہوئے۔

سیرت و کردار☆: آپ کو خداوند کریم نے ظاہری اور باطنی حسن و جمال سے اس قدر نوازا تھا کہ بڑے سے بڑے منصب والا شخص بھی نگاہ بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ آپ ہمہ وقت جمال خداوندی کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے۔ تنہائی اور خلوت میں زیادہ وقت گزارتے۔ عبادت و ریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔ زہد و تقویٰ، ورع علم و عرفان آپ کی میراث تھی فقر و فاقہ تجرد آپ کا خاصہ تھا۔ گھر میں دنیا کی تمام اسائشیں موجود ہونے کے باوجود آپ نے کبھی بھی دنیا کی طرف نظر بھی کر کے نہیں دیکھا۔ ہر وقت یاد خدا اور فکر آخرت میں مگن

رہتے۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آنے والے سائل کو کبھی اپنے در سے خالی نہیں بھیجا۔ آپ نے سائل کو نہ کبھی جھڑکا اور نہ ہی کبھی مایوس لوٹایا۔

لنگر اس قدر وسیع اور دراز تھا کہ آپ کے دروازے سے آنے والے ہر خاص و عام کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ دنیاوی اسباب پر کبھی بھروسہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی رہے۔ آپ کے عقیدت مندان یا مریدین اگر کچھ تحائف یا نذرانہ پیش کرتے تو آپ اسی وقت غربا میں تقسیم فرما دیتے یا لنگر میں ڈال دیتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی صبر و رضا کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ شریعت و طریقت کے آداب کا خصوصی خیال رکھتے اور حقیقت و معرفت کے سمندر میں ہمہ وقت غوطہ زن رہتے تھے۔

والدہ ماجدہ کا وصال اور فوج کی ملازمت☆: جب آپ کی عمر عزیز اٹھارہ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو داغ مفارقت دیکر مالک حقیقی سے جا ملیں۔ تو آپ دنیا میں اکیلے رہ گئے اور ہر وقت والدہ محترمہ کی جدائی کا صدمہ آپ کے دل میں رہنے لگا۔ چونکہ آپ کو اپنی والدہ سے بہت پیار تھا اور اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت عبادت سمجھ کر کرتے تھے۔ والدہ کی رحلت کے بعد آپ کو تنہائی محسوس ہونے لگی تو آپ نے اپنا گھر بار اور گاؤں چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا اور انگریز گورنمنٹ کی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ فوج میں بھرتی کے بعد آپ پلٹن کے ہمراہ برما چلے گئے اور وہاں پر نوکری شروع کر دی۔ مگر دوران ملازمت حالت یہ تھی کہ پوری رات شب بیداری اور یاد خدا میں مستغرق رہتے اور صبح کو پھر ملازمت بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بڑے پرتپاک طریقے سے کرتے اس دوران نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ کے ساتھ کام کرنے والے پلٹن کے ساتھی آپ کی اس کیفیت پر حیران سشدہ تھے۔

آپ کے چہرہ پر برسنے والے انوار و تجلیات کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا گرویدہ ہو کر رہ جاتا۔ آپ کے ساتھی آپ سے انتہائی درجہ عقیدت رکھتے تھے اسی وجہ سے وہ پلٹن میں آپ کا کام بھی خود کر کے فخر و سعادت محسوس کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی پلٹن کا فوجی کمانڈر بھی آپ سے کوئی کام لینا پسند نہ کرتا تھا یہ سلسلہ سالہا سال تک جاری رہا۔ آپ فارغ وقت میں ایک باغ کے اندر مصروف عبادت رہتے تھے۔

ایک دن آپ اسی طرح عبادت میں مصروف تھے کہ اچانک اس جگہ پر حضرت خواجہ خواجگان حامی بیکساں، عطائے سول ہند الولی حضرت خواجہ سیّد محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنفس نفیس آپ کے پاس جلوہ گر ہوئے۔ جب آپ کی نگاہ حضور غریب نواز پر پڑی تو فوراً قدموں میں گر کر رونے لگے حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ کو اٹھا کر گلے لگایا اور فرمایا کہ بیٹا تمہیں خدا نے یونہی بیکار بیٹھنے کو نہیں پیدا فرمایا۔ ہم نے تو تم سے بہت سے کام لینے ہیں اس کے بعد حضور غریب نواز نے آپ کو دعاؤں سے نوازا اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

آپ اس کرم اور عطا پر بہت خوش مگر اس کے ساتھ ساتھ حیران و پریشان بھی ہوئے کہ بالآخر یہ معاملہ اور ماجرا کیا ہے مشیت خداوندی کیا ہے۔ آپ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ بس حضرت خواجہ غریب نواز کا فرمان اور جملہ ذہن پر دستک دے رہا تھا کہ خدا نے تمہیں یونہی بیکار بیٹھنے کے لئے نہیں پیدا فرمایا بلکہ ہم نے تم سے بہت کام لینے ہیں۔

دوسرے دن آپ نے اپنا استعفیٰ لکھا اور اپنے افسر کے پاس پیش کر کے فرمایا کہ میں ملازمت چھوڑنا چاہتا ہوں لہٰذا میرا استعفیٰ منظور کیا جائے۔

آپ کی بات سن کر انگریز افسر نے آپ کا استعفیٰ منظور کرنے سے انکار کردیا۔ جب معاملہ زیادہ طول پکڑ گیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تم اپنے رجسٹر میں دیکھو میرا نام تمہارے ملازموں میں ہے یا نہیں۔ جب انگریز افسر نے رجسٹر کھول کر آپ کا نام تلاش کیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ کا نام رجسٹر میں ہے ہی نہیں جبکہ آپ کی سروس کو ۱۰ سال ہر چکے تھے اور دس سال روز از حاضری بھی لگتی رہی ہر ماہ تنخواہ بھی دی جاتی رہی مگر اب رجسٹر سے آپ کا نام غائب تھا جس کی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ جب میرا نام تمہاری پلٹن اور فوج کی نوکری میں ہے ہی نہیں کو پھر ہمیں جانے سے کون رک سکتا ہے بالآخر آپ نے فوراً فوج کی ملازمت کو خیر باد کہہ دیا اور وہاں سے اپنی منزل کی جانب چل دیئے۔

اجمیر شریف میں حاضری ☆: برما سے فوج کی نوکری چھوڑ کر آپ براستہ کلکتہ اجمیر شریف پہنچے اور حضرت خواجہ خواجگان فخر کون مکان عطائے رسول حضرت سیّد محمد معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پہنچے۔ اجمیر شریف کی حاضری کے موقع پر آپ کی طبیعت میں اس قدر اضطراب و ہیجان پیدا ہوا کہ جذب کی وجہ سے آپ پر مجذوبیت طاری ہوگئی۔

آپ کے پاس جو سامان اور زادِ راہ تھا وہ آپ نے تمام کا تمام اجمیر شریف کے فقرا اور غربا میں تقسیم کردیا۔ حتیٰ کہ اپنے لباس کے کپڑے بھی فقراء میں تقسیم کردیئے اور خود صرف ایک لنگوٹ اور ایک کمبلی پر اکتفا کیا۔

اس کے بعد آپ کی کیفیت یہ تھی کہ غریب نواز کا دربار تھا اور آپ ہیں کہ دن و رات، ہجر و فراق میں تڑپتے ہوئے رو رہے ہیں اور ہمہ وقت خواجہ غریب نواز کو دستگیری کے لئے پکار رہے ہیں۔ دربار شریف کے گرد گھومنا اور ٹکٹکی لگا کر دربار شریف کو دیکھتے رہنا آپ کا معمول بن گیا تھا۔ لوگ اسی وجہ سے آپ کو ننگے شاہ اور ننگے بابا کے نام سے پکارنے لگے آپ دو سال تک قیام اجمیر کے دوران یہی کیفیت طاری رہی۔

اسی دوران آپ کی ملاقات ایک بہت بڑے ولی کامل جناب ظہور معراج علیہ الرحمۃ سجادہ نشین اجمیر شریف سے ہوئی قیام اجمیر شریف کے دوران آپ نے اپنا زیادہ تر وقت حضرت ظہور معراج علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہی گزارا اور ان سے فیض بھی حاصل کیا۔

ایک دن حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضور غریب نواز نے آپ کو روحانی فیوض و برکات سے نوازا اور فرمایا کہ آپ کا بقیہ حصہ کلیر شریف میں حضرت مخدوم صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے پاس ہے لہٰذا آپ اجمیر سے کلیر شریف چلے جائیں۔

کلیر شریف میں حاضری ☆: حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم ملتے ہی تعمیل ارشاد کی خاطر آپ فوراً اجمیر سے روانہ ہو کر کلیر شریف میں حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے در اقدس پر حاضر ہوئے۔ کلیر شریف میں آپ نے اپنی رہائش کے لئے کمرہ تعمیر کرایا۔ اس زمانے میں آپ کے جسم پر ایک کپڑا یعنی آپ کا کمبل ساڑھی کی طرح لپٹا ہوا تھا جس سے آپ کا بدن ڈھکا ہوا رہتا تھا۔ کلیر شریف میں اپنے ڈیڑھ سالہ قیام کے دوران آپ نے ایک من لوہا اپنے جسم پر پہنا ہوتا تھا اور اسی طرح آپ ہر وقت حضرت مخدوم صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے در اقدس پر معتکف رہے۔

ایک دن آپ حضرت مخدوم پاک کے دربار پر حسب معمول حاضر تھے۔ آپ پر گریہ وزاری کا عالم طاری تھا کہ آپ کے جسم پر لوہے کی زنجیریں خود بخود ٹوٹ کر نیچے قدموں میں گر گئیں۔ آپ نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھا کہ حضرت بادشاہ دوجہاں والی کلیر حضرت مخدوم سیّد علاؤالدین صابر کلیری علیہ الرحمۃ بنفس نفیس سامنے کھڑے ہیں۔ آپ ان کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضرت مخدوم پاک نے آپ کو دعاؤں سے نوازا اور اپنے روحانی فیوضات و برکات سے نوازنے کے علاوہ آپ کو اپنے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف فرمایا جس کو اہل طریقت کے ہاں بیعت اویسی کہتے ہیں۔

بیعت اویسی زمانہ قدیم سے ثابت ہے☆: ہمارے طریقت کے چاروں سلاسل اور چودہ خانوادوں میں سلسلہ بیعت کا جو قدیم اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ صحابہ کے مطابق بظاہر کسی مرد کامل اور رہنما کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیعت کی جاتی ہے۔

مگر اویسیہ طریقہ بیعت بھی زمانہ قدیم سے اسی طرح ثابت ہے جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سرکار علیہ السلام کے زمانہ ظاہری میں موجود تھے اور وہ سرکار کی ملاقات کے لئے تشریف بھی لے گئے مگر ملاقات نہ ہو سکی اور واپس تشریف لے آئے مگر باوجود اس کے وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سرکار علیہ کے روحانی مرید اور صحابی ہیں۔

اسی طرح طریقہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے روحانی طور پر مرید تھے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی یعنی اویسی مرید و خلیفہ تھے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی معروف روحانی شخصیت حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کو اپنے پڑدادا پیر حضرت شاہ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ کے اویسی مرید اور باطنی طور پر فیض یافتہ تھے اسی طرح حضرت خواجہ رحم الدین سرکار رحمتہ اللہ علیہ بھی ظاہری طور پر حضرت ظہور معراج کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف تھے مگر چونکہ غلبہ حضور مخدوم پاک کی ذات کا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ تمام فیضان ہے ہی حضور مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا جن کی وجہ سے آج دربار عالیہ خواجہ نگر شریف جو شجرہ شریف پڑھا جاتا ہے وہ حضرت مخدوم پاک کے بعد آپ کا نام اور اس کے بعد دیگر صاحبزادگان و خلفائے کرام کا نام لیا جاتا ہے۔

بعینہٖ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین رحم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت مخدوم پاک صابری علاؤالدین کلیری علیہ الرحمۃ سے طریقہ اویسیہ میں مرید تھے۔

اجمیر سے وطن مالوف کی واپسی☆: اجمیر شریف اور کلیر شریف کی زیارات اور حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ سے باطنی فیضان اور حضرت بادشاہ دوجہاں ختم اللہ الارواح حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ سے باطنی فیضان اور ان کے دست حق پرست پر بیعت اویسی کے بعد آپ پاکپتن شریف میں حاضری دیکر اپنے آبائی قصبہ ببر کی نزد واہ گاؤں تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں تشریف لائے اور وہاں پر آپ نے ایک خوبصورت مسجد اور لنگر خانہ تعمیر کروایا۔

ببر کی گاؤں میں چلہ کشی☆: آپ نے اپنے خدام سے فرمایا کہ ایک قبر کی شکل میں لمبی سی سرنگ کھودی جائے۔ سرنگ

کے آخر میں آپ نے ایک چھوٹا سا کمرہ تعمیر کروایا اور اس کے درمیان میں قبر بنائی جائے۔
چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق ایک لمبی سی سرنگ کھودی گئی آخر میں ایک چھوٹا سا کمرہ اور اس میں ایک گہری قبر کھودی گئی۔
حاجی فضل الٰہی مرحوم جن کی رہائش بابو محلہ صدر راولپنڈی میں ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس روز سرکار خواجہ رحم الدین صابری سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے چلہ کشی کے لئے اس سرنگ میں بیٹھنا تھا میں اپنے چند پیر بھائیوں کے ہمراہ آپ کو چلہ گاہ تک چھوڑنے کے لئے گیا جب آپ چلہ گاہ میں پہنچے تو آپ نے اپنے خادم خاص سے فرمایا کہ ہر روز ایک لوٹا پانی بھر کر میری چلہ گاہ یعنی قبر والے کمرے کے باہر رکھ دیا کرنا اور سنو جس دن وضو والا لوٹا پانی سے بھرا ہوا ملے تو سمجھ لینا کہ خواجہ رحم الدین کا انتقال ہو گیا ہے۔
حاجی فضل الٰہی مرحوم فرماتے ہیں کہ جب چالیس روز پورے ہوئے تو میں اپنے چند پیر بھائیوں کے ہمراہ آپ کی چلہ گاہ میں پہنچا تو کیا دیکھا کہ آپ اتنے کمزور اور نحیف ہو گئے تھے کہ اپنے قدموں سے چل کر باہر تک نہیں آ سکتے تھے۔ یہاں تک کہ کچھ کھایا پیا بھی نہیں جاتا تھا۔ ہم آپ کو چلہ گاہ سے باہر لیکر آئے پھر آپ کو پانی پلانے کے لئے روئی گیلی کر کے آپ کے ہونٹوں سے لگاتے تھے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ آپ کی طبیعت بحال ہو گئی اور آپ صحت یاب ہو گئے۔
اجمیر کی دوبارہ حاضری ☆: چلہ کشی کے بعد جب آپ مکمل طور پر صحت یاب ہو گئے تو دوبارہ اجمیر شریف لے گئے اور وہاں پر حضرت خواجہ سیّد محمد معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضری دی دوبارہ آپ کے ملاقات حضرت ظہور معراج علیہ الرحمتہ سے ہوئی تو انہوں نے آپ کو معین الدین غوری کا لقب عطا فرمایا۔
نوٹ ☆: آپ کے والدین نے آپ کا نام رحم دین رکھا تھا اور معین الدین غوری کا لقب حضرت ظہور معراج متولی درگاہ اجمیر شریف نے آپکو عطا فرمایا تھا۔ اور حسن ثانی کا خطاب آپ کو اس لئے دیا گیا تھا کہ حسن ابدال۔ جو بذات خود ایک ولی کامل کے نام سے منسوب تھا۔ ان کا نام حسن تھا اور وقت کے ابدال تھے اس لئے اس جگہ کا نام حسن ابدال رکھا گیا ہے۔
آپ چونکہ حضرت حسن کے بعد حسن ابدال میں تشریف لائے تھے اور مرتبہ ولایت میں ان کے ہم پلہ ولی کامل تھے۔ اس لئے آپ کو اس علاقہ کے عارفین اور کاملین حسن ثانی کے خطاب سے پکارتے تھے اسی طرح آپ کو ایک لقب سخی صابر دین بھی عارفین اور کاملین نے عطا فرمایا تھا وہ اس لئے کہ آپ حد درجہ کے سخی تھے حضرت مخدوم پاک نے آپ کو جو کچھ بھی روحانی فیوض و برکات عنایت فرمائے تھے۔ آپ نے حسن ابدال اور دیگر علاقوں میں ان انوار و تجلیات کی بارش کر دی اور صابر دین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے دین اسلام پر جو استقامت اختیار فرمائی۔ جو مصیبتیں برداشت کیں وہ آپ ہی کا حصہ ہے اس لئے آپ کو سخی صابر دین بھی کہا جاتا ہے۔ ان تمام وجوہات کی بنیاد پر اب آپ کو حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابری دین حسن ثانی رحم الدین چشتی صابری کے نام سے لکھا اور پکارا جاتا ہے۔
اجمیر سے ببر کی کی واپسی ☆: اجمیر شریف میں کچھ عرصہ قیام فرما کر آپ واپس ببر کی تشریف لے آئے۔ اور تبلیغ وارشاد کا کام شروع کر دیا تھوڑے ہی عرصے میں ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کی سخاوت تقویٰ

اور پرہیزگاری کا دور دور تک چرچا ہونے لگا لوگ دور دور سے آنے لگے اور اور آپ کے اس روحانی چشمے سے فیض یاب ہونے لگے آپ نے ببرکی گاؤں میں جو مسجد اور لنگر خانے تعمیر کرائے تھے وہ آج بھی آپ کے فن تعمیر کا زندہ ثبوت ہیں جہاں پر آپ کے عرس کے دنوں کے علاوہ بھی دیگر موقعوں پر لنگر بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔

ببرکی سے حسن ابدال ہجرت ☆: آپ اپنے آبائی گاؤں ببرکی میں تبلیغ وارشاد کا سلسلہ جاری کئے ہوئے تھے کہ ایک دن حضرت خواجہ غریب نواز حضرت سیّد محمد معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ کو اشارہ دیا کہ ببرکی گاؤں چھوڑ کر حسن ابدال چلے جائیں۔

اس زمانہ میں حسن ابدال میں زیادہ آبادی ہندو اور سکھوں کی تھی۔ ہری پور ہزارہ روڈ پر ریلوے اسٹیشن سے پہلے آپ نے ایک ہندو سے کچھ جگہ خریدی اور اس جگہ پر درویشوں کے لئے کمرے تعمیر کروائے ایک پانی کا کنواں کھدوایا اور اس کے علاوہ ایک خوبصورت مسجد تعمیر کروائی۔ جہاں آج بھی زائرین اور اہل محلّہ نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں اور شب وروز اس مسجد میں درود وسلام کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔

صاحبزادگان ☆: آپ کے چار صاحبزادے ہیں اور چاروں ظاہری و باطنی علوم سے مرجع تھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے جناب حضرت نذر دیوان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے وصال کے بعد درگاہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے جو کہ صاحب سلسلہ بھی تھے۔ لاتعداد افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

دوسرے صاحبزادے حضرت پیر خواجہ غلام فرید صابری رحمۃ اللہ علیہ بھی صاحب سلسلہ اور اپنے زمانے کے عظیم روحانی پیشوا ہوئے ہیں ہزاروں افراد ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ تیسرے صاحبزادے حضرت پیر سجاول دین ہیں۔ ان کے بارے میں میں مشہور ہیں کہ چالیس روز کے تھے کہ ماں کے گہوارے میں کلام کرنا شروع کر دیا تھا۔ چھ ماہ کی عمر عزیز میں آپ کا وصال ہو گیا تھا۔

چوتھے صاحبزادے حضرت پیر عاشق الدین المعروف فقیر نواز صابری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ 46 برس کی عمر میں آپ کا بھی وصال ہو گیا تھا۔ آج کل حضرت خواجہ پیر غلام فرید صابری علیہ الرحمۃ کے بڑے فرزند جناب صاحبزادہ علاؤالدین صابری سجادہ نشین ہیں۔

حضرت بابا رنگ علی سے ملاقات ☆: ایک مرتبہ آپ اپنے چند مریدوں کے ہمراہ ایک اونچے ٹیلے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے حضرت بابا رنگ علی بادشاہ علیہ الرحمۃ کا اپنے چند مریدوں کے ہمراہ گزر ہوا فقیر رنگ علی بادشاہ موج میں آئے اور اپنے مریدوں سے فرمانے لگے کہ تم میں سے کوئی ہے جو اس ٹیلے سے نیچے گہری کھائی میں چھلانگ لگائے حضرت بابا رنگ علی بادشاہ کے تمام مریدین خاموش کھڑے رہے دو تین بار جب بابا رنگ علی نے اپنی بات کو دہرایا تو آپ نے حضرت بابا رنگ علی بادشاہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بابا یہ سوال آپ اپنے مریدین سے کر رہے ہیں یا کوئی بھی شخص چھلانگ لگا سکتا ہے۔ تو جواب میں بابا رنگ علی نے فرمایا کہ کوئی بھی چھلانگ لگائے آپ نے ایک زوردار نعرہ لگایا اور ٹیلے سے نیچے کھائی کی طرف چھلانگ لگا دی۔ کھائی اتنی گہری تھی کہ ٹیلے سے نیچے زمین نظر نہیں آتی تھی۔ جب آپ نے چھلانگ لگائی تو تمام حاضرین حیران و پریشان ہو گئے تھے۔ جب آپ واپس بابا رنگ علی بادشاہ کے پاس آئے تو لوگوں نے آپ کو بالکل ٹھیک ہوش وحواس میں دیکھا۔ بابا رنگ علی سرکار نے آپ سے پوچھا جب چھلانگ لگائی تھی تو کیا

محسوس کیا آپ نے فرمایا کہ جب میں چھلانگ لگا کر نیچے گیا تو سیدھا آپ کے گھوڑے کی کمر پر بیٹھ گیا۔ آپ کی بات سن کر حضرت بابا رنگ علی سرکار بہت خوش ہوئے۔ اور فرط محبت سے آپ کو گلے لگایا اور ڈھیروں دعاؤں سے نواز کر رخصت ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کو بھی حضرت بابا رنگ علی بادشاہ سے بہت پیار ہو گیا تھا آپ اکثر ان سے ملنے کے لئے جایا کرتے تھے۔

حضرت مخدوم پاک سے قلبی لگاؤ ☆: آپ سرکار کو حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ سے حد درجہ قلبی لگاؤ تھا آپ کلیر شریف کی ہر چیز سے پیار فرماتے تھے ایک مرتبہ جب آپ کلیر شریف تشریف لے گئے تو واپسی پر وہاں سے گولر کے تین درخت لیکر آئے اور اپنی خانقاہ میں انہیں لگایا خوب ان کی دیکھ بھال کی جب وہ درخت جوان ہو گئے تو آپ اس کے گولر بڑے شوق سے تناول فرماتے اور اپنے خصوصی عقیدت مندوں کو تبرکاً وہ گولر دیتے تھے۔ گولر کے وہ تینوں درخت آج آپ کے دربار کے صحن میں دربار خواجہ نگر کی شان بن کر کھڑے ہیں۔

نوٹ ☆: آپ کے دربار شریف کا نقشہ بعینہ کلیر شریف کی طرح ہے جس شخص نے کلیر شریف کو دیکھا ہو تو وہ یہ بات کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ دربار ثانی دربار کلیر ہے۔ جس نے کلیر شریف میں حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا دربار نہ دیکھا ہو وہ آج بھی حسن ابدال ہری پور روڈ پر خواجہ نگر شریف کو دیکھ لے۔

کلیر سے آئے ہوئے مرید کا خیال ☆: آپ نے اپنا مزار اپنی زندگی میں ہی تعمیر کروایا تھا۔ کلیر شریف کے رہنے والے آپ کے ایک مرید مستری محمد یوسف کلیری کا بیان ہے میں آپ کے دربار شریف کے گنبد کی تعمیر کر رہا تھا۔ کہ اچانک جس پھٹے پر میں کام کر رہا تھا لکڑی کا وہ پھٹہ ٹوٹ گیا چونکہ میں بلندی پر کام کر رہا تھا۔ جب میں نیچے کی طرف گر رہا تھا تو آپ سرکار کمر جھکا کر کھڑے ہو گئے میں سیدھا اوپر سے نیچے جب آیا تو آپ کی کمر پر تھا جب میں زمین پر کھڑا ہوا تو آپ نے پوچھا سناؤ کیا محسوس کیا تو میں نے عرض کیا سرکار جب میں آپ کی کمر پر گرا تو ایسا محسوس ہوا کہ میں روئی کے گدے پر آ گرا ہوں۔

آپ کی سخاوت اور حاسدین کی شکایت ☆: آپ انتہا درجہ کے سخی تھے۔ آپ کی سخاوت کا چرچا دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ لنگر اتنا وسیع کہ ہزاروں افراد روزانہ پیٹ بھر کر کھانا کھاتے تھے۔ لوگ حیران و پریشان تھے کہ آپ کا بظاہر کوئی کاروبار بھی نہیں ہے مگر لنگر ہمہ وقت جاری وساری ہے۔

بعض حاسدین کے دل میں خیال گزرا کہ آپ نے شاید نوٹ بنانے والی مشین لگائی ہوئی ہے۔ انہوں نے تھانہ حسن ابدال میں شکایت کر دی کہ باباجی نے نوٹ بنانے والی مشین لگا رکھی ہے۔ لوگوں کی شکایت پر تھانے دار نے پولیس کی فورس کے ہمراہ چھاپہ مارا پورے دربار اور گھر بار کی مکمل تلاشی لی جب کچھ نہ ملا تو تھانے دار ناکام واپس جانے لگا تو آپ نے تھانے دار کو بلا کر اپنا مصلہ اٹھا کر دیکھایا تو تھانیدار یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ کے مصلے کے نیچے نئے نوٹوں کی گڈیاں پڑی ہیں۔

کشف و کرامات ☆: حضرت بابا غریب شاہ صابری کلیری رحمتہ اللہ علیہ جو کہ آپ کے خلیفہ اکبر بھی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں جوانی کے عالم میں تھا اور مجھے کسی مرد کامل درویش کی تلاش تھی کہ ایک درویش حضرت بابا ستار صاحب سے ملاقات ہوئی تو

انہوں نے فرمایا کہ حسن ابدال ضلع اٹک میں ایک ولی کامل جن کا نام حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی نخی صابر دین رحم الدین صابری ہے لہٰذا آپ ان سے ملیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی ملاقات کی غرض سے کلیر سے دہلی اور دہلی سے حسن ابدال کے لئے روانہ ہوا تو راستے میں میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر خواجہ رحم الدین صاحب نے مجھے اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کاٹ کر کھلائی تو سمجھوں گا کہ آپ واقعی مرد کامل ہیں۔

حضرت بابا غریب شاہ سرکار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب میں اسٹیشن سے اتر کر خواجہ نگر دربار میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ ایک پلنگ پر تشریف فرما تھے۔ بظاہر آپ کے قریب کوئی چیز بھی نہ تھی۔ میں نے سلام عرض کیا اور قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے میری خیریت وغیرہ دریافت فرمائی پھر مجھ سے حضور مخدوم پاک کے دربار شریف کے حالات پوچھے۔ اسی اثناء میں آپ نے ایک کھیرا اپنے ہاتھ میں چاقو لیکر کاٹا اور مجھے کھانے کے لئے دیا۔ کھیرا کھانے کے بعد میں آپ کے قدموں میں گر گیا اور سمجھ گیا کہ جس مرد قلندر کی مجھے تلاش ہے وہ آپ ہی ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور مجھے بیعت سے مشرف فرمائیں۔ آپ نے حکم دیا کہ لنگر خانے میں چلے جاؤ آج کے بعد لنگر کی ڈیوٹی تمہاری ہے۔

چنانچہ میں تین برس تک لنگر کی خدمت کرتا رہا۔ تین سال کے بعد آپ نے مجھے بیعت سے مشرف فرمایا اور حکم دیا کہ اب کلیر شریف چلے جاؤ اور زندگی وہیں پر ہی گزارو۔

چنانچہ بابا غریب شاہ تمام زندگی اس کے بعد کلیر شریف میں ہی رہے اور ۱۳۰ برس کی عمر میں ماہ اگست ۲۰۰۱ء میں آپ کا وصال کلیر شریف میں ہوا۔ کلیر شریف میں بابا غریب شاہ سرکار نے مدرسہ گلزار فرید کے نام سے ایک دینی ادارہ تعمیر کیا جس سے ہزاروں طالب علم دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کر چکے ہیں اور موجودہ دور میں ۶۰۰ طالب علم دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت بابا غریب شاہ صابری سرکار علیہ الرحمۃ نے کلیر شریف میں ایک بلند دروازہ بھی بنوایا ہے جس کی بلندی ۱۲۰ فٹ اور لمبائی ۸۰ فٹ اور چوڑائی ۴۰ فٹ ہے۔ اس دروازے میں کمرے اور مہمان خانوں کے علاوہ لائبریری بھی بنائی جا رہی ہے۔ یہ دروازہ حضرت بابا غریب شاہ سرکار کے فن تعمیر کا انمول شاہکار ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ آپ نے چند کتابیں بھی لکھی ہیں ان میں ایک کتاب حالات کلیر، دوسری کتاب سوانح حیات مخدوم پاک تیسری کتاب تذکرہ مشاہیر اولیاء اللہ ہے دنیا بھر میں آپ کے لاکھوں مرید ہیں۔

کرامت ۲ ☆: حاجی فضل الٰہی صاحب بابو محلہ صدر بازار راولپنڈی والوں کو آپ سرکار حضرت خواجہ رحم الدین صابری علیہ الرحمۃ نے اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ جب کبھی بری امام پاک سرکار میں تشریف لاتے تو راولپنڈی میں حاجی فضل الٰہی صاحب کے گھر پر ہی قیام فرماتے تھے۔

حاجی صاحب کی دوسری بیوی کے ہاں اولاد نہ تھی۔ ایک مرتبہ آپ سرکار حاجی فضل الٰہی صاحب کے گھر تشریف لائے تو اُن کی بیوی نے پر شکوہ لہجے میں عرض کیا حضور آپ مجھے بیٹی بھی کہتے ہیں۔ مگر آپ نے کبھی اپنی بیٹی کے لئے خدا سے دعا نہیں کی کہ خدا اسے بھی بیٹا دے دے چاہے جیسا بھی ہو۔ تو آپ فوراً بولے کہ بیٹی خدا جیسا بھی دے لے لوگی انہوں نے کہا ہاں مجھے منظور ہے۔ تو آپ نے فرمایا

چاہے ایک آنکھ خراب ہی کیوں نہ ہو۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے یہ بھی منظور ہے تو آپ نے فرمایا کہ بٹی انشاءاللہ تیرے گھر بیٹا پیدا ہو گا مگر ایک آنکھ خراب ہوگی۔

چنانچہ خدا نے آپ کی دعاؤں کے صدقے حاجی فضل الٰہی صاحب کو بیٹا دیا اور آپ کے فرمان کے مطابق ایک آنکھ میں تھوڑا سا فرق ہے۔ آپ نے ہی ان کا نام محبوب الٰہی رکھا جو آج بھی بابو محلہ میں بقید حیات ہیں۔ جب بیٹا پیدا ہوا تو آپ نے ہی ان کے منہ میں گھٹی ڈالی تھی۔

کرامت نمبر ۳ ☆: اسی طرح فتح جنگ کے علاقہ کے زمینداروں کی ایک لڑکی اکثر و بیشتر آپ کے در دولت پر آتی اور آپ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتی تھی۔ وہ بھی آپ کی بیٹی بنی ہوئی تھی۔ اور اولاد نرینہ کی دولت سے محروم تھی۔ ایک دن اس نے گلے شکوے کے لہجے میں عرض کیا حضور بیٹی تو بنایا ہے مگر بیٹی کا خیال کچھ نہیں۔ آپ خدا سے میرے لئے دعا کیوں نہیں کرتے کہ خدا مجھے بیٹا دے دے۔ آپ نے فرمایا کہ جا بیٹی خدا بیٹا دے گا۔ تو اس مائی نے عرض کیا حضور اگر بیٹا پیدا ہوا تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ یہ بیٹا خدا نے آپ کی دعا سے دیا ہے۔

جب یہ بات ہو رہی تھی کہ آپ اس وقت اپنی خانقاہ کے صحن میں مچ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آگ جل رہی تھی آگ میں لوہے کا چمٹا پڑا ہوا تھا جو کہ آگ کی طرح سرخ ہو چکا تھا۔ یکا یک آپ نے اس مائی کی یہ بات سن کر آگ سے چمٹا نکالا اور اس کے داہنے ہاتھ پر گرم گرم چمٹا لگا کر نشان لگا دیا اور جلال میں آ کر فرمایا کہ بٹی جب تیرے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس کے داہنے ہاتھ پر اسی طرح نشان ہوگا۔ تو سمجھ لینا کہ خدا نے یہ بیٹا خواجہ رحم الدین کی دعا سے دیا ہے۔

پھر خدا کی کرنی ایسا ہی ہوا کہ اس مائی کو خدا نے بیٹا دیا اور اس کے ہاتھ پر داہنی طرف چمٹے کا نشان تھا۔ وہ شخص آج بھی فتح جنگ میں بقید حیات موجود ہے۔

کرامت ۴ ☆: جھیلا نامی آپ کا ایک خادم خاص تھا ایک دن آپ نے اس سے فرمایا کہ ہم نے غسل کرنا ہے لہٰذا ڈول میں پانی بھر کر لاؤ اور حوض میں ڈال دو۔ وہ پانی لیکر آیا تو اس نے آواز دی کہ پانی آ گیا ہے مگر اندر سے جواب نہ ملا۔ پھر اس نے دروازے پر دستک دی مگر غسل خانے میں سے جواب نہ آیا۔ پریشان ہو کر کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد اس کو محسوس ہوا کہ غسل خانے میں کوئی موجود ہے۔ کپڑے اتار رہا ہے۔ اس نے پھر آواز دی تو آپ نے فرمایا کہ حودی میں پانی ڈال دو وہ خادم پانی ڈال کر کھڑا رہا۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے اور نئے دھلے ہوئے کپڑے پہن کر باہر تشریف لائے تو خادم خاص غسل خانے میں کپڑے اور برتن اٹھانے گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ نے جو کپڑے اتارے ہیں وہ کیچڑ میں لت پت ہیں اور زیادہ پریشان ہوا کہ آپ میرے سامنے یہی کپڑے پہنے ہوئے غسل خانے میں داخل ہوئے تھے۔ اس وقت تو کپڑوں کی پوزیشن ایسی نہ تھی اور نہ ہی غسل خانے میں کہیں کیچڑ گارا ہے۔ بلکہ غسل خانہ پختہ فرش پلستر والا ہے بالآخر یہ ماجرا کیا ہے۔

وہ فوراً آپ کے حجرہ خاص میں گیا اور عرض کرنے لگا حضور آپ میرے سامنے غسل خانے میں داخل ہوئے جب میں پانی لیکر آیا

تو آواز دی تو آپ اندر موجود نہ تھے۔ بعد ازاں دستک دی تو آپ نے جواب نہ دیا کافی دیر بعد آپ کی آواز آئی اب یہ کپڑے بھی کیچڑ میں لت پت ہیں ماجرا کیا ہے۔ ذرا اس راز سے پردہ تو اٹھائیں۔ آپ پہلے مسکرا دیئے اور فرمایا کہ تجھے کیا غرض ہے جا اپنا کام کر۔ مگر جب وہ خادم خاص زیادہ ہی مجبور و اصرار کرنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ جب غسل خانے میں داخل ہو کر میں کپڑے اتار رہا تھا۔ تو دریا میں میرے ایک مرید کی کشتی ڈوبنے لگی تھی تو اس نے مجھے یاد کیا تو میں نے پرواہ نہ کی اور سوچا کہ شاید کوئی اور اس کی مدد کر دے گا مگر دوسری مرتبہ آواز آئی جب تیسری مرتبہ آواز آئی تو پھر مجھ سے نہ رہا گیا۔

میں نے کپڑے پہنے اور وہاں پہنچ کر اس کی کشتی کو نکالا جس کی وجہ سے میرے کپڑے کیچڑ میں لت پت ہو گئے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: یوں تو آپ کے بہت سے خلفا ہوئے ہیں مگر چند مشہور خلفائے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔(۱) حضرت بابا غریب شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ جن کا مزار کلیر شریف انڈیا بھارت میں ہے۔ ۱۳۰ برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ (۲) حضرت بابا اکبر دین المعروف بہشتی بابا۔ آپ کے بہشتی کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے کاندھے پر ہر وقت پانی کا مشکیزہ ہوتا تھا۔ اور ہاتھ میں چاندی کا گلاس میں ہر وقت لوگوں کو پانی پلاتے رہتے تھے۔ اپنے مرشد کے حکم پر دن میں کئی مرتبہ حضرت بابا ولی قندھاری کے ہاں جاتے اور لوگوں کو پانی پلاتے رہتے تھے ان کا مزار مبارک محلہ کاکشال پشاور میں ہے۔ جو کہ رحم نگر کے نام سے مشہور ہے۔ (۳) حضرت سیّد ہدایت شاہ جن کا مزار حسیاں ضلع اٹک میں واقع ہے۔ (۴) حضرت سیّد منور شاہ المعروف آموں والے بابا جن کا مزار اسلام آباد میں واقع ہے۔ (۵) حضرت بابا متولی شاہ آپ کا مزار کلیر شریف انڈیا میں ہے۔ (۶) حضرت میاں غلام ربانی آپ نے ہزاروں بچے بچیوں کو اپنی ظاہری زندگی میں قرآن پڑھایا حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کرنے کیلئے گئے تو آپ کی خواہش کے مطابق آپ کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا وہیں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

وصال سے ایک دن پہلے کا واقعہ☆: اپنے وصال سے ایک دن قبل آپ نے غسل کیا نئے کپڑے پہنے اور اپنے مریدوں کے ہمراہ جن میں حاجی فضل الٰہی اور گوہر مسعود صاحب راجہ قابل ذکر ہیں آپ اپنے مزار شریف کے اندر گئے اور اپنی قبر کے قریب کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ اگر مجھے شریعت محمدی کا خیال نہ ہوتا تو میں آج ہی قبر میں چلا جاتا۔

اس کے بعد آپ نے راجہ گوہر مسعود کو حکم دیا کہ چمبا پنڈ چلے جاؤ اور وہاں جا کر میاں غلام ربانی صاحب سے کہہ دیں کہ دربار عالیہ خواجہ نگر کے ایک فقیر کا وصال ہو گیا ہے آ کر جنازہ پڑھادیں۔

جب میاں غلام ربانی صاحب کو پیغام ملا تو فوراً تشریف لائے تو خواجہ نگر پہنچ کر معلوم ہوا کہ آپ کا انتقال ہو چکا ہے۔ میاں غلام ربانی خود فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنی ظاہری زندگی میں ہی مجھے جنازہ پڑھانے کا حکم دے دیا تھا۔ بابو محلہ صدر راولپنڈی کے حاجی فضل الٰہی صاحب فرماتے ہیں کہ راولپنڈی میں تھا کہ سرکار نے ایک آدمی بھیج کر بلوایا اور کافی دیر تک مجھ سے باتیں کرتے رہے اور بہت سے احکامات مجھے سونپے اس کے بعد آپ نے نعرہ لگایا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۲۳ محرم الحرام بروز جمعتہ المبارک ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۵۰ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار

خواجہ نگر شریف ہری پور روڈ حسن ابدال ریلوے اسٹیشن کے نزدیک مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دیکر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک ۲۲۔۲۳۔۲۴ محرم الحرام کو بڑے جوش وخروش اور نہایت ہی عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔ اور سجادہ نشین اول جناب صاحبزادہ نذر دیوان صابریؒ علیہ الرحمۃ اور سجادہ نشین دوئم حضرت خواجہ غلام فرید صابریؒ علیہ الرحمۃ سے بھی نیازمندی حاصل رہی ہے جبکہ موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ علاؤالدین صابریؒ سے بھی نیازمندی کا شرف حاصل ہے۔

آپ کے وصال کی خبر سن کر مولوی حکیم سیّد محمد سعید غور غشتی حضرو والوں نے یہ قطعہ وصال لکھا۔

قطعہ

چوں رفت از دیہ فنا آں رحم الدین اولیاء　　شور ماتم شد بپا افسوس بس حسرتا
ماہ محرم جمعہ بود تاریخ بست تو سہ غور　　غوغائے ماتم سرفرود افسوس بس حسرتا
تاریخ ابجدع و لیش آمد رقم کافی اوین　　تاریخ ہجری بالیقین افسوس بس حسرتا

محرم ۱۳۶۸ھ بروز جمعہ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر رحمت شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف کامل، ولی زمانہ، شیخ یگانہ، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت پیر رحمت شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ 13 اپریل 1914 بروز منگل بوقت سحری پیر طریقت حضرت پیر غلام نبی شاہ کے گھر موضع جنڈ مہلو شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

حجتہ الکاملین حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریف نے آپ کا نام نامی رحمت شاہ نہ صرف تجویز فرمایا بلکہ بشندور شریف کی حاضری کے موقع پر آپ کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال کر آپ کے والدگرامی پیر غلام نبی شاہ سے فرمایا کہ آپ کا یہ بچہ قادر الکلام ہوگا۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے گھر جنڈ مہلو شریف میں ہی مکمل ہوئی۔ اس کے بعد جنڈ مہلو سے ایک میل دور موضع آہیر میں قاضی سید اکبر کے دینی مدرسہ میں داخل کرا دیا۔ قاضی صاحب موصوف اس زمانے میں اپنے علاقہ کے بہت بڑے عالم وفاضل تھے۔ موضع آہیر اور جنڈ مہلو کے درمیان ایک بہت بڑا نالہ کانسی حائل ہے جو پیدل آنے جانے والوں کے رستے میں مشکلات کا سبب بنتا ہے۔ مگر اس کے باوجود آپ نے اپنے تعلیمی نظام کو بڑے ذوق وشوق سے جاری رکھا۔ دینی علوم کے ساتھ ساتھ آپ نے مڈل تک تعلیم بشندور شریف موجودہ نام (دیوان حضوری) سے حاصل کی۔ جب آپ کے استاد قاضی سید اکبر کا وصال ہو گیا تو آپ گوجر خان کے موضع بیول میں مولوی نیک محمد کے درس میں چلے گئے اور دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

اس کے بعد آپ علوم متداولہ کے حصول کے لیے دار العلوم عثمانیہ لاہور تشریف لے گئے جہاں آپ کے مقدر کا ستارہ چمکا کہ جمعہ کے روز چھٹی کا دن تھا کہ آپ ساتھی طالب علموں کے ہمراہ سیر کے لیے نکلے تو حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمتہ کی نگاہ ولایت نے آپ کو پہچان لیا۔ حضرت امیر ملت نے اپنا تانگہ آپ کے قریب روک کر فرمایا بیٹا ادھر آؤ۔ جب آپ حضرت امیر ملت کے قریب ہوئے تو انہوں نے پھر پوچھا کیا تم بشندور کے رہنے والے ہو۔ آپ نے عرض کی جی حضور۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نے فرمایا۔ بیٹا آؤ ہمارے ساتھ نماز جمعہ پڑھنے چلو۔ آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ میں ان دنوں ''نحو'' یاد کر رہا تھا اور مجھے سبق کا بڑا فکر تھا اس لیے میں نے حضرت امیر ملت محدث علی پوری سے عرض کر دیا، حضور میں نحو یاد کر رہا ہوں اور یہ سبق میں نے استاد محترم کو کلاس میں سنانا ہے اور مجھے اپنا سبق جلدی جلدی یاد بھی نہیں ہوتا۔

حضرت امیر ملت نے فرمایا۔ بیٹا آؤ ہمارے ساتھ نماز جمعہ ادا کر لو اس کے بعد تمہیں سبق یاد ہو جایا کرے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں امیر ملت حضرت جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے حکم پر جمعہ پڑھنے تو چلا گیا مگر اس روز کے بعد حالت یہ بن گئی کہ مجھے استاد جو بھی سبق دیتے وہ فوراً یاد ہو جاتا۔

بیعت و خلافت ☆: علوم ظاہری سے فراغت کے بعد آپ باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے تو اس کی تکمیل کے لیے آپ تاجدار گولڑہ حضرت پیر خواجہ سید مہر علی شاہ چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تشریف لے گئے تو تاجدار گولڑہ نے دعاؤں سے نواز کر فرمایا کہ آپ کا حصہ کلیام شریف میں الحاج مولوی عبدالستار چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پاس ہے لہٰذا وہاں چلے جاؤ۔

آپ گولڑہ شریف سے پیدل ہی منزل بہ منزل چلتے ہوئے کلیام شریف میں حضرت الحاج مولوی عبدالستار چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے آپ کو اپنے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ تکمیل مجاہدات اور منازل سلوک طے کرانے کے بعد حضرت الحاج مولوی عبدالستار صابری کلیامی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر آپ کو جنڈ مہلو میں لنگر جاری کرنے کا حکم بھی دیا اور ساتھ ہی لنگر چلانے کے لیے ایک چاندی کا روپیہ اور اس کے ساتھ کچھ نمک اور مرچیں اور ایک عدد دیگچہ بھی عنایت فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ جنڈ مہلو شریف میں جا کر لنگر غوثیہ جاری کرو۔

جنڈ مہلو میں لنگر غوثیہ کا قیام ☆: مرشد کامل کے حکم پر آپ نے جنڈ مہلو میں لنگر غوثیہ جاری کر دیا۔ لنگر جاری کرنے کے کچھ عرصے کے بعد آپ اپنے پیر و مرشد الحاج مولوی عبدالستار چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا کیوں صاحبزادہ صاحب لنگر کیسا چل رہا ہے۔ آپ نے عرض کی حضور لنگر کا نظام بس چل ہی رہا ہے۔ آٹے کا بندوبست کرتا ہوں تو نمک مرچ نہیں ہوتا۔ نمک مرچ لاتا ہوں تو کوئی دوسری چیز ختم ہو جاتی ہے۔

مرشد کامل نے جب یہ بات سنی تو بغداد شریف کی طرف رخ کر کے سجدہ ریز ہو گئے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد سجدہ سے سر اٹھایا تو فرمایا صاحبزادہ صاحب میں نے آپ کو آٹا تو بغداد شریف سے لے دیا ہے اب نمک مرچ کے لیے حاجی بگا شیر کے پاس درکالی چلے جاؤ۔

چنانچہ آپ مرشد کامل کے حکم ملتے ہی درکالی شریف تحصیل کلر سیداں تشریف لے گئے اور حضرت حاجی بگا شیر کے مزار پر سلام کرنے کے بعد مراقبہ میں معروف ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد اونگھ آ گئی تو کیا دیکھا کہ صاحب مزار حضرت بگا شیر علیہ الرحمۃ فرما رہے ہیں کہ

صاحبزادہ صاحب آپ کا انعام باہر دروازے پر پڑا ہے۔ اٹھاؤ اور چلے جاؤ۔ جب آپ دروازہ کے قریب پہنچے تو آپ کو چار آنے ملے۔ یہ چار آنے آپ نے حاجی بگا شیر کی طرف سے انعام سمجھ کر اٹھا لیئے اور واپس جنڈ مہلو شریف پانچ کران پیسوں کا نمک مرچ خریدا۔

چنانچہ اس دن کے بعد پورے خطۂ پوٹھوار کے لوگ گواہ ہیں کہ دربار عالیہ جنڈ مہلو شریف میں لنگر کی کمی کبھی نہیں آئی۔ اور یہ لنگر اس شاہانہ انداز سے چل رہا ہے کہ بڑے بڑے امراؤ سالنگر کے ایک لقمے کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔

حضرت پیر سید فضل شاہ جلالپوری کی جنڈ مہلو آمد☆: ایک رات آپ کے پیر و مرشد حضرت الحاج مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامی علیہ الرحمتہ نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ آپ کے گاؤں جنڈ مہلو شریف میں حضرت پیر سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری علیہ الرحمتہ کے پوتے حضرت پیر سید فضل شاہ چشتی نظامی تشریف لا رہے ہیں۔ لہٰذا ان کی آمد پر خصوصی طور پر مہمان نوازی کی جائے۔ اس لیے کہ ان کے دادا حضرت پیر سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری کا مجھ پر یہ احسان ہے کہ جب کبھی کلیامی لوگوں نے مجھے تکلیف پہنچائی تو پیر حیدر شاہ بادشاہ جلالپوری ان کے آڑے آ کر میری دستگیری فرماتے رہے۔

چنانچہ صبح کو بیدار ہو کر آپ نے گاؤں میں پتہ کرایا کہ پیر سید محمد فضل شاہ جلالپوری کس کے گھر آئے ہوئے ہیں۔ معلوم ہونے پر آپ اس گھر میں خود تشریف لے گئے اور ان کی دعوت کی اور عرض کیا کہ حضرت کے لنگر اور خرد و نوش کا انتظام میری خانقاہ میں ہوگا۔

جب پیر سید محمد فضل شاہ تشریف لائے تو آپ نے دل کھول کر ان کی خدمت کی اور جب واپس جانے لگے تو پالکی میں سوار کر کے حضرت پیر سید محمد فضل شاہ جلالپوری کو گوجر خان تک بھجوایا۔ اس طرح نہ صرف آپ نے ایک درویش کی خدمت و مہمان نوازی کی بلکہ اپنے مرشد کے فرمان کو بھی پورا کیا۔

مختلف بزرگوں کے مزارات پر حاضری☆: آپ نے اپنے مرشد کے فرمان پر خطۂ پوٹھوار کے معروف آستانوں پر حاضری دے کر جن بزرگوں سے اکتساب فیض کیا ان میں حضرت صاحبزادہ عبدالحکیم سنگی خلیفہ مجاز حضرت میاں حاجی بگا شیر قادری علیہ الرحمتہ حضرت داؤد حقانی بادشاہ خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں اوچ شریف جن کا مزار موضع بروٹا سے تین میل دور تحصیل تھانہ کلر سیداں میں ہے۔ حضرت شاہجہان محمد چشتی جو شہاب الدین غوری کے ساتھ پوٹھوار میں آئے ان کا مزار بھی شہاب الدین غوری کے مزار کے پاس کوٹ دھمیک راجگان میں مرجع خلائق ہے۔ حضرت شاہ مراد جو حضرت دیوان حضوری بشندوری کے پوتے حافظ عبدالرحمن کے خلیفہ مجاز تھے ان کا مزار تکیہ شاہ مراد خانپور چکوال روڈ پر مرجع خلائق ہے۔ حضرت منگل شہید درویش جن کا مزار ڈھوک مقدم جی ٹی روڈ نزد مندرہ تحصیل گوجر خان میں مرجع خلائق ہے۔ محبوب المشائخ حضرت پیر سید غلام محی الدین المعروف قبلہ بابو جی سرکار گولڑوی جو کہ تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ کے بیٹے ہیں۔ حضرت خواجہ عبدالرب نقشبندی روپڑی جن کا مزار روپڑ شریف چک بیلی خان میں مرجع

خلائق ہے۔ حضرت خواجہ محمد شریف چشتی نظامی جن کا مزار پُر انوار ڈھوک اجمیری چکوال روڈ تحصیل گوجر خان میں مرجع خلائق ہے کہ علاوہ لاتعداد بزرگان کے مزارات پر حاضری دی اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔

وصال با کمال ☆: وصال با کمال سے قبل رات کا پچھلا پہر شروع ہوا تو آپ اپنے اہل خانہ سے فرمایا کہ نیم گرم پانی سے مجھے وضو کراؤ۔ وضو کر کے قبلہ رخ ہو کر بیٹھے اور تین مرتبہ انگشت شہادت اٹھا کر ارشاد فرمایا۔ اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے۔ اس کے بعد حاضرین مجلس سے فرمایا۔ اسلام علیکم ورحمتہ اللہ علیہ و برکاتہ اس کے بعد زبان ترجمان سے یہ فرماتے ہوئے یا الٰہی بصدقۂ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا وصال با کمال 21 شوال بروز جمعتہ المبارک بمطابق گیارہ جنوری 1949ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار موضع جنڈ مہلو شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے ایاز حسین چشتی صابری علیہ الرحمتہ مقرر ہوئے۔ جو کہ انتہائی خلیق اور ملنسار اور مرنجا مرنج باغ و بہار شخصیت کے مالک اور نہایت ہی فیاض طبیعت کے مالک تھے۔ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

فقیر راقم الحروف کو حضرت صاحبزادہ پیر ایاز حسین شاہ چشتی صابری علیہ الرحمتہ سے دو مرتبہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ایک کامل درویش میں جو صفات ہونی چاہیں الحمدللہ وہ ان میں موجود پائیں۔ حق تعالیٰ مغفرت کرے عجیب آزاد مرد تھا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت بھنڈاری فقیرے شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: فنافی اللہ وفنافی المرشد، ہمہ صفت قلندرانہ، صاحب کشف وکرامات حضرت بھنڈاری فقیرے شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ شہباز میدان حقیقت ومعرفت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت دامن کوہ شوالک کے ایک گاؤں میں گجر خاندان کے ایک فرد کے گھر ہوئی۔

ابھی بچپن ہی کا زمانہ تھا کہ آپ صوفی لامکانی حافظ آیت قرآنی، حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار کے خلیفہ حضرت میاں عبدالرحمٰن کے زیر سایہ خانقاہ مانکپور شریف کی خدمت کا فریضہ سرانجام دینے لگے۔

جب بھنڈاری عظمت علی شاہ اور آپ کو دربار شریف کے حجروں سے نکالا گیا تو آپ نے بھنڈاری عظمت علی شاہ کے آستانے جو تالاب کے قریب تھا، اس سے آگے آموں کے باغ میں ڈیرہ لگالیا، آپ کی گفتار وکردار میں اس قدر کشش تھی کہ لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں کشاں کشاں آتے رہے۔

آپ نے آموں کے باغ میں سلسلہ رشد وہدایت جاری کیا اور اس کے ساتھ لنگر بھی جاری کر دیا، لاتعداد افراد روزانہ آپ کی خدمت میں حاضری دے کر فیضاب ہوتے اور لنگر سے مستفید ہوتے تھے آپ کے پاس لنگر کے لئے بھینسیں، بکریاں، مرغیاں اور گندم ڈھیروں کے حساب سے جمع رہتا، اس کے علاوہ گھوڑیاں وغیرہ بھی آپ کے پاس موجود تھیں۔ آپ نے تمام عمر مجرد گزاری، نہ شادی کی نہ بچے ہوئے۔

آپ بلند اخلاق، بامروت اور نہایت ہی شفیق ومہربان طبیعت کے مالک تھے، تمام عمر یادِ خدا میں بسر کی، رات کے پچھلے حصے میں ذکر فرماتے۔ ہمہ وقت عبادت وریاضت میں مشغول اور خدمت خلق اللہ میں متوجہ رہتے تھے۔ اپنے پاس آنے والے سائل کو کبھی مایوس نہ لوٹایا۔

حضرت عبداللہ صابری کے گھر دعوت تناول کرنا☆: حضرت شیخ عبداللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اکبر حضرت حاجی خلیل الرحمٰن چشتی صابری خالد حجازی فرماتے ہیں کہ میرا بچپن کا زمانہ تھا میں والدِ گرامی کے حکم سے آپ کی خدمت میں حاضری دے کر آپ کو اپنے گھر کھانے کی دعوت دیا کرتا تھا۔

اس موقع پر آپ مجھ سے بہت پیار اور شفقت فرماتے اور اپنے کمرے میں جا کر مٹکے سے بتاشے لا کر میری جھولی میں ڈال دیتے اور پیار بھری نظروں سے الوداع فرماتے۔ حاجی صوفی خلیل الرحمٰن چشتی صابری فرماتے ہیں کہ آپ کے وصال کے بعد جب میں آپ

کے مزار پر حاضری دینے کے لئے سمندری فیصل آباد گیا فاتحہ پڑھ کر جب واپس آنے لگا۔ تو آپ کے دربار کے خادم نے بالکل آپ ہی کی طرح اپنے کمرے میں جا کر مٹکے سے بتاشے لا کر مجھے دیئے اور میں نے اس کو حضرت کا روحانی تصرف اور اعجاز سمجھتے ہوئے حسب سابق جھولی میں ڈال لئے اور واپس آ گیا۔

کشف و کرامات ☆: آپ کی زندگی میں لاتعداد کرامات کا ظہور ہوا، جن میں سے آپ کی ایک کرامت حسب ذیل ہے، ایک مرتبہ ایک سانسی چوری کی غرض سے آپ کے حجرے میں داخل ہوا، جب تمام سامان کی گٹھڑی باندھ کر رخصت ہونے لگا تو اندھا ہو گیا، تمام رات اسی حالت میں کمرے میں پھرتا رہا اگلے دن صبح کے وقت آپ نے پکڑ کر باہر نکالا تو وہ قدموں میں گر گیا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ نے معاف فرمایا تو دوبارہ بینائی بحال ہو گئی۔

کرامت نمبر ۲ ☆: آپ کی گھوڑی بھی کئی مرتبہ چوری ہوئی تو آپ خدام کے عرض کرنے پر چور کا پیچھا کرنے سے یہ کہہ کر منع فرما دیتے تھے کہ حضور حافظ صاحب خود ہی گھوڑی واپس لے آئیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوتا کہ اگلے روز گھوڑی خود بخود واپس آ جاتی تھی۔

وصال با کمال ☆: قیام پاکستان کے بعد آپ چک ۴۴۶ گ ب کائے والا تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں تشریف لا کر عرصہ دراز تک سائیں کُبّے شاہ کے دربار میں تشریف فرما رہے۔ یہیں آپ کا وصال با کمال ۶ ۱۳۷۶ھ بمطابق 1956ء کو ہوا۔ آج بھی موہکوں کے مریض آپ کے دربار کی مٹی اپنے جسم پر مل کر شفایاب ہوتے ہیں۔ دربار شریف پر موجود خادم زائرین کی خدمت کو اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت سائیں خیر دین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، شہباز شریعت وطریقت حضرت سائیں خیر دین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے زمانہ مشائخ کبار سے ہیں۔

آپ کے دروازے پر مخلوق خدا کا ہجوم رہتا تھا۔ ہزاروں افراد آپ سے فیض یاب ہوئے۔ سینکڑوں لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔

آپ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ شب بیدار، عبادت گزار، پابند تہجد تھے، سخاوت میں عمدہ مثال رکھتے تھے۔

آپ حضرت شیخ اللہ بخش چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔ وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ فیض بخش کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ حیدر شاہ کے وہ مرید وخلیفہ تھے شیخ خیر الدین المعروف شاہ خیرا چشتی صابری علیہم رحمتہ اجمعین کے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۹ صفر المظفر ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۹۵۲ء کو ہوا۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین وسجادہ میاں محمد امین شعلہ ہیں جو شعر وشاعری میں بہترین ذوق رکھتے ہیں بہت عمدہ کلام رکھتے ہیں۔ ان کا ایک کلام جو انہوں نے حضور مخدوم پاک سلطان الاولیاء حضرت سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابری کلیری کی شان میں لکھا ہے بطور نمونہ عقیدتاً پیش خدمت ہے۔

منبع جودو عطا مخدوم صابر کلیری — مظہر نور خدا مخدوم صابر کلیری

گنج شکر کے مہ لقا خواجہ قطب کے دلربا — بگڑی میری دو بنا مخدوم صابر کلیری

ماغریباں پیشوا نظر کرم ہویک نگاہ — امداد کن بہر خدا مخدوم صابر کلیری

صابر ہے شعلہ آپکا روسیاہ ہے پرخطا — لو اپنے دامن میں چھپا مخدوم صابر کلیری

حضرت پیر محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مجمع الحسنات، منبع فیوض و برکات و کمالات و کرامات حضرت شیخ خواجہ پیر محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے زمانہ اولیائے کبار سے ہیں۔

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ شیخ پیر محمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار لاہور ہی میں ہے کہ دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے۔

انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج و اشاعت اور تبلیغ دین میں مشغول ہو گئے۔

بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض پایا۔

آپ نے تمام عمر خلق خدا کی خدمت میں بسر کی اور اسی مشن میں مصروف رہتے ہوئے مورخہ دس جمادی الثانی ۱۳۷۲ھ بمطابق ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء کو آپ کا وصال با کمال ہوا۔

مزار پُر انوار قبرستان بدھو کا آوا میں ایک چوکھنڈی لاہور میں سنگ مرمر کے چبوترے پر واقع ہے۔

اسی احاطے میں آپ کے خلیفہ حاجی محمد صادق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی مرقد منورہ بھی ہے جن کا وصال ۲۶ شوال ۱۳۹۳ھ بمطابق ۲۲ نومبر ۱۹۷۲ء میں ہوا اور یہیں دفن ہوئے۔

منقبت درشان

حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائرچشتی صابر رحمتہ اللہ علیہ

عاشق سوختہ جانثار صابر
میکش خواجہ معین بادہ گسار صابر

حق کے پیارے ہیں نبی اور علی کے محبوب
دلبر غوث و قطب باغ و بہار صابر

عرش اعظم پہ بجا صبر کا ڈنکا انکا
ان کی آنکھوں میں ہر وقت مزار صابر

مست انوار خدا صوفی محمد صدیق
حق نے بخشا ہے انہیں حسن شعارِ صابر

شمس اور شمع کے مانند بنے ان کے مرید
مرحبا فیض شرف بخش نگار صابر

بھر دیا جلوۂ عرفان سے کلیر ثانی کو
آپ کے دم سے ہے ہمرنگ دیارِ صابر

فخر کیوں نہ ہو اس ہستی پہ تجھ کو اے ذبیح
شان حیدر جسے حاصل ہو وقارِ صابر

ازقلم: شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری نوراللہ مرقدہ، گنگوہ شریف

حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائرؔ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیکر شوکت و جمال، آئینہ جلال و جمال، مزین بعزت و مرتبہ کمال، قمری شاخ سار احدیت، بلبل مرغزار صمدیت، فائز بہ کمالات الفقر فخری، متصرف بہ ولایت شرقی وغربی حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ آفتاب نور توحید و تفرید ہیں۔

آپ کا شمار سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے نامور بزرگوں اور نادر روزگار شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ کی ذات سے سلسلہ عالیہ کو کافی تقویت ملی اور دور دراز علاقوں میں وسعت ملی۔

آپ حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب چند واسطوں سے حضرت غوث بہادرالحق زکریا ملتانی سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد شروع ہی مذہب سے لگاؤ رکھتے تھے۔ گھر کے مذہبی ماحول کا آپ پر گہرا اثر پڑا۔ جس کی بدولت آپ نے بہت جلد علوم ظاہری اور معقولات و منقولات میں تکمیل حاصل کی۔ اور قرآن مجید، تفسیر و حدیث، فقہ، منطق، ریاضی، علم طب و شعر و ادب میں دسترس حاصل کر کے بلند مرتبہ حاصل کیا۔

علمی ادبی و روحانی حلقہ کے مشائخ و علماء آپ کو دلبر حسنین، دلدار قادر اور محبوب صابر اور خواجہ صاحب کے نام سے پکارتے اور یاد کرتے تھے۔ بڑے بڑے شیوخ زمانہ تصوف کے مسائل کی گتھیاں سلجھانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔

آپ کے والد گرامی کا تصوف سے گہرا تعلق ہونے کی بنا پر گھر میں ہی فرات بہہ رہا تھا۔ علم و عرفان کی صدائیں بچپن ہی سے آپ کے کان میں گونج رہی تھیں۔ اس لئے بچپن ہی سے تصوف کی طرف طبیعت کا مائل ہونا ایک فطری عمل تھا۔ علوم ظاہری کے بعد باطنی علوم اور تصوف کے حصول کی طلب بڑھتی گئی۔ دل میں عشق کی چنگاری سلگ رہی تھی۔ دھواں اٹھ رہا تھا صرف ہوا کے جھونکے کی ضرورت تھی۔ بالآخر ایک رات آپ کے کان میں ذکر جہر کی آواز آئی جسے سن کر بے ساختہ اٹھ کھڑے ہوئے اور آواز کا تعاقب کیا تو کیا دیکھا یہ آواز عارف ربانی حضرت شیخ المشائخ مولانا محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابریؔ ثمہ گنگوہی علیہ الرحمۃ کی آواز تھی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شیخ المشائخ عارف ربانی حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد تکمیل مجاہدات و منازل سلوک کے انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

تکمیل مجاہدات وحصول فیوض و برکات ☆: آپ کے پیرو مرشد حضرت شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل

ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ کے گاؤں قصبہ ملانہ میں بطور مدرس سکول میں ٹیچر مقرر تھے۔ بیعت اختیار کرنے کے بعد آپ کے پاس یہ موقع بہت ہی سنہرا تھا کہ ہر روز مرشد کامل کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے اور ان کے زیر سایہ رہ کر عبادت و ریاضت اور مجاہدہ و سلوک میں مشغول ہو گئے۔ اور اس قدر سخت مجاہدات طے کئے کہ آپ بیمار ہو گئے۔ جس کا علاج حکما اطباء سے کرایا جاتا رہا مگر

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

چنانچہ ایک تجربہ کار طبیب نے بتایا کہ تم جو کچھ سمجھ رہے ہو۔ ان کو وہ مرض نہیں بلکہ یہ مرض عشق و محبت میں مبتلا ہے۔ انہیں عشق الٰہی کا مرض ہے یہ دنیاوی اور ظاہری علاج بالکل فضول ہے۔

چنانچہ ظاہری علاج بند کر دیا گیا۔

آپ اسی کیفیت میں قصبہ ملانہ سے ۱۴۔۱۳ کوس دور ساڈھوڑا کے مقام پر قادری سلسلہ کے معروف بزرگ حضرت شاہ قمیص قادری علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار کی جانب ہر روز بعد نماز مغرب پیدل تشریف لے جاتے تمام رات مصروف عبادت رہنے کے بعد صبح کے وقت پیدل ہی اپنے قصبہ اور گھر واپس ملانہ تشریف لاتے تھے۔ ایک عرصہ تک مسلسل حاضری کی بنا پر حضرت شاہ قمیص قادری علیہ الرحمۃ کے فیضان روحانی سے مستفیض ہوتے رہے۔ اس طرح ان بزرگون کی روحانی توجہ اور برکت سے آپ کو قادری سلسلہ کا فیضان بھی حاصل تھا۔ اور اپنے مرشد کامل سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں فیضان حاصل تھا۔

سیرت و کردار☆: آپ علوم ظاہری و باطنی کے متجر جامع صفات تھے۔ جذب و سلوک میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ مگر اس کے باوجود عبادت و ریاضت مجاہدہ و سلوک اور پابندی شریعت و طریقت میں یکتا تھے۔ پوری زندگی اتباع شریعت مصطفیٰ ﷺ اور اپنے خواجگان کی طریقت کے مطابق گزاری۔ زہد و تقویٰ ایثار و بلندی عشق و مستی میں عدیم النظیر تھے۔ اپنے زمانے کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ میں آپ کا نمایاں مقام تھا۔ آپ انتہائی خلیق و متواضع اور منکسر المزاج اور مہمان نواز تھے۔ مہمان نوازی کا عالم یہ تھا کہ ہر آنے والے مہمان کی خود خدمت کرنا اپنا فریضہ تصور فرماتے تھے۔ سخاوت میں عدیم المثال تھے۔

عبادت و ریاضت کا یہ عالم کہ تمام رات عبادت اور نوافل میں گزر جاتی۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ عشاء کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو صبح نماز فجر ادا کرنے کے بعد فارغ ہو کر رب کعبہ کے حضور عرض کرتے کہ مالک جس طرح تیری عبادت کا حق بنتا تھا میں اس طرح تیری بارگاہ میں عبادت و ریاضت نہ کر سکا۔ میرے اس عمل کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما۔

کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کے سینے میں آتش عشق اس طرح بھڑکتی تھی کہ جب آہ بھرتے تو ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کی حالت غیر ہو جاتی اور وہ مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگتا تھا۔ نگاہ میں ایسی مستی و خمار کہ جس کی طرف نگاہ بھر کے دیکھ لیتے مقدر بدل کر رکھ دیتے تھے۔ جس بیمار کو اپنی نگاہ ولایت سے دیکھتے اس کے جسم کی تمام بیماریاں دور ہو جاتیں۔ اور قلب روشن اور منور ہو جاتا تھا۔

زیارت مقامات مقدسہ☆: آپ ساڈھوڑا شریف میں حضرت شاہ قمیص قادری اور گنگوہ شریف میں حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور دیگر بزرگان گنگوہ شریف اور تھانیسر شریف نزد دہلی میں حضرت شیخ نظام الدین بلخی ٹھسکہ شریف میں

حضرت غوث العالم سید میراں شاہ بھیکھ اور کلیر شریف میں حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مزارات کے علاوہ مرادآباد شریف میں حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین چشتی صابری مرادآبادی علیہ الرحمۃ کی ظاہری حیات مبارکہ میں اپنے شیخ کامل کے ہمراہ حاضر رہتے رہے۔

ایک مرتبہ مرادآباد شریف کی حاضری کے موقع پر آپ کے دادا مرشد حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین مرادآبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو "بلبل گلستان صابری" کا خطاب عنایت فرمایا۔ جبکہ اسی موقعہ پر آپ کے شیخ کامل نے آپ کو خواجہ کے خطاب ذیشان سے نوازا تھا۔

کشف وکرامات ☆: ایک مرتبہ آپ تھانیسر شریف نزد دہلی میں حضرت شیخ خواجہ نظام الدین بلخی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس مقدس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تو اُس وقت آپ کے مرید خاص صوفی محمد یامین چشتی صابری آف منڈی بہاؤالدین بھی ہمراہ تھے۔ صوفی محمد یامین بچپن سے ہی آپ کے پاس پلے اور جوان ہوئے وہ آپ کے مرید خاص تھے جو کہ ہمہ وقت سفر وحضر میں آپ کے ہمراہ رہتے تھے۔

دوران عرس ایک رات سخت آندھی طوفان کی وجہ سے سناٹا چھایا ہوا تھا۔ مطلع ابر آلود اور ہواؤں میں ڈراؤنی آوازوں کا شور برپا تھا کہ اچانک آپ نے صوفی محمد یامین سے فرمایا صوفی صاحب اٹھو ذرا باہر گھوم پھر کر آتے ہیں۔ صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ میں حکم ملتے ہی چونک سا گیا کہ رات کے اس اندھیرے میں ایک بجے باہر جانے میں کیا حکمت ہے۔ بہرکیف بندہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اٹھا اور حضرت کی پاپوش مبارک سیدھی کی اور باہر کی طرف آپ کے ہمراہ چل دیا۔ بادلوں کی گرج چمک تیز ہواؤں کے باوجود بے خوف وخطر آپ چلتے چلتے ایک چوک میں پہنچے۔

ابھی دو سیکنڈ بھی نہ گزرے تھے کہ آپ مجھ کو وہیں چھوڑ کر چند قدم آگے بڑھے۔ صوفی یامین صاحب فرماتے ہیں کہ میں کیا دیکھتا ہوں ایک قوی ہیکل نوجوان تقریباً ۱۶ فٹ لمبا قد سڈول جسم آیا اور اُس نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے جواباً وعلیکم اسلام فرمایا۔ اس نے مصافحہ کیا اور دو منٹ تک آپ سے نہ جانے کون سی زبان میں گفتگو کی آپ اُسی زبان میں جواب دیتے رہے۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ اُس نے کیا کہا آپ نے کیا جواب دیا۔ آنے والے نے واپس جاتے ہوئے پھر سلام کیا اور رخصت ہو گیا۔

صوفی محمد یامین صابری فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے پوری زندگی اس قسم کا قوی ہیکل نوجوان انسان کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ڈر کے مارے میرے جسم سے جان نکل رہی تھی۔ خوف کی وجہ سے میرے حواس باختہ ہو چکے تھے۔ جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ زبان گنگ ہو چکی تھی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ میری اس کیفیت کو دیکھ کر حضرت خواجہ صاحب نے مجھے دم کیا تو طبیعت سنبھلی۔ جب ہوش ٹھکانے آئے تو واپس لوٹنے کا حکم ملا۔

میں نے چلتے چلتے عرض کی حضور یہ آنے والا کون تھا۔ مجھے تو انسان نہیں بلکہ دیو معلوم ہوتا تھا۔ میری بات سن کر آپ مسکرا دیئے۔ میں نے پھر اصرار کیا حضور اس راز سے پردہ تو اٹھائیں۔ جب میرا اصرار بڑھا تو آپ نے فرمایا صوفی صاحب اس کائنات

میں اٹھارہ ہزار عالم ہیں۔ قسم قسم کے انسان خداوند کریم نے پیدا کیے ہیں۔ تمہیں یہ معلوم کر کے کیا لینا یہ کون تھے۔ یہ راستے کا مسافر تھا اس نے مجھ سے راستہ پوچھا اور چلتا بنا۔ میں نے عرض کی حضور راستہ پوچھنے اور بتانے میں اتنی دیر نہیں لگتی۔ ذرا مہربانی فرما کر یہ معمہ حل کریں تا کہ میری ذہنی الجھن دور ہو جائے۔ آپ یہ سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا کہ اچھا اب سو جاؤ۔ صبح کو بتاؤں گا۔

چنانچہ رات تھی کہ جس طرح کٹی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے پھر عرض کیا حضور رات والی بات سے پردہ اٹھائیں۔ آپ نے فرمایا صوفی صاحب پہلے وعدہ کرو کسی کو بتاؤ گے تو نہیں۔ میں نے عرض کیا حضور آپ کی زندگی میں انشاء اللہ کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ آنے والے اس شخص نے مجھے عشاء کے وقت اطلاع دی تھی کہ میں آ رہا ہوں۔ اور آپ فلاں جگہ فلاں چوک کے پاس مجھے ملیں چونکہ آپ سے کوئی ضروری باتیں کرنی ہیں۔ لہٰذا میں ان کی آمد کی وجہ سے آ گیا اور ان کی بات سن لی۔ صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ حضور یہ تھا کون آپ نے فرمایا صوفی صاحب یہ اپنے وقت کا ابدال تھا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر مدینہ شریف سے چلا اور اب یہ کلیر شریف حضور سلطان الاولیاء سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے جا رہا ہے۔ اور سنو جب ہم چوک سے انہیں الوداع کر کے اپنے حجرے میں آئے تھے وہ ابدال اس وقت کلیر شریف کی زمین پہ قدم رکھ چکا تھا۔ یہ واقعہ صوفی محمد یامین آف منڈی بہاؤالدین نے آپ کے جہلم والے دن اپنے پیر بھائیوں کو سنایا تھا۔

کرامت نمبر ۲ ☆: آپ کے ایک عقیدت مند صوفی جہانگیر نے ایک مرتبہ آپ کو اپنے گھر محفل میلاد کے لئے دعوت دی تو آپ اپنے شیخ کامل کے ہمراہ ان کی قیادت میں صوفی جہانگیر کے گھر موضع سر سیٹری تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر صوفی جہانگیر صاحب نے جو اہتمام کیا وہ قابل دید تھا۔ شب بھر محفل میلاد شریف ختم خواجگان اور وسیع لنگر کا اہتمام تھا۔ جس سے صوفی صاحب کی عقیدت و محبت کا کھلے عام اظہار ہو رہا تھا۔ اُن کے اس اہتمام اور عقیدت و محبت کو دیکھ کر آپ صوفی صاحب کے ساتھ نہایت محبت و شفقت سے پیش آئے۔

آپ کو مہربان پاتے ہوئے صوفی جہانگیر صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور میرا بیٹا فوج میں ملازم ہے۔ اور ملٹری کے افسران اس کو لڑائی کے لئے میدان جنگ میں بھیجنا چاہتے ہیں۔ جبکہ اس کی والدہ سخت پریشان ہے وہ کہتی ہے چاہے نوکری چھوڑنی پڑ جائے مگر میں اپنے بیٹے کو میدان جنگ میں نہیں جانے دوں گی۔ وہ ماں ہے ہر وقت اپنے بچے کی وجہ سے زار و قطار روتی رہتی ہے۔ اس کا بے چین ہونا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ آخر میں بھی اس کا باپ ہوں لہٰذا جناب کی خدمت میں التجا ہے کہ دعا فرمائیں ہمارا بچہ جنگ میں جانے کی بجائے گھر واپس لوٹ آئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ملٹری سے اس کا نام خارج کرانے کے لئے بہت جتن کئے ہیں مگر میری تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔

حضرت آپ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ میرے بچے کو بخیریت گھر واپس آنے کا کوئی سبب بنا دے۔ آپ نے فرمایا صوفی صاحب فکر نہ کریں وہ جلد ہی گھر واپس آ جائے گا۔ آج آپ حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کی نیاز کا اہتمام کریں۔ سستے زمانے تھے صوفی جہانگیر صاحب نے دو روپے کی مٹھائی بازار سے منگوائی اور شام کو حضرت قلندر صاحب کی نیاز کے وقت حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح

چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنی پُر درد اور لحن داؤدی میں تلاوت قرآن کریم کی اور ختم شریف پڑھ کر رب کعبہ کے حضور دعا مانگی۔ جب محفل برخاست ہوئی تو آپ نے فرمایا جہانگیر صاحب تمہارا کام ہوگیا۔ انشاء اللہ تمہارا بیٹا پرسوں آ جائے گا۔ آپ کی زبان ترجمان سے یہ سن کر صوفی جہانگیر صاحب قدموں میں گر گئے۔

چنانچہ اگلے روز دوپہر کے وقت جب جملہ مہمان قیلولہ کر رہے تھے تو ایک طرف صوفی جہانگیر بھی آرام فرما رہے تھے تو کیا دیکھا کہ مکان کی چھت میں سوراخ ہوا۔ اور اس سوراخ سے ایک ہاتھ نیچے کی طرف آیا اور آواز آئی کہ صوفی صاحب تمہاری درخواست خواجہ محمد صدیق سائرؔ صابری صاحب کی سفارش پر منظور تو ہوگئی لیکن آپ نے قلندر صاحب کو بہت دن بعد یاد کیا ہے۔ جب سر پر پڑی تو قلندر صاحب اور ان کی نیاز یاد آ گئی۔ یہ لو اپنی نیاز ہم ایسی نیاز نہیں لیا کرتے جس میں خواہشات دنیاوی پائی جائے۔ یہ کہہ کر وہ دو روپے صوفی جہانگیر کی چھاتی پر پھینک دیئے۔ یہ دیکھ کر صوفی جہانگیر صاحب خواب سے ہڑبڑا کر بیدار ہوئے تو کیا دیکھا کہ وہ دو روپے وہی ہیں جو کل حلوائی کو دے کر آئے تھے۔

صوفی صاحب کی یہ کیفیت دیکھ کر سب حیران تھے مگر چونکہ حضرت خواجہ صاحب اس راز سے بخوبی واقف تھے۔ ادھر یہ کام شروع تھا اُدھر مذکورہ لڑکا جو سینکڑوں میل دور اپنی پلٹن میں تھا اس کو اس کے آفیسر نے بلا کر کہا کہ تم بیمار رہتے ہو جس کی وجہ سے فیلڈ میں نہیں جا سکتے۔ لہٰذا ہم تم کو ڈسچارج کرتے ہیں آپ اپنے گھر واپس چلے جائیں۔

چنانچہ افسران بالا نے اس کو اسی وقت ڈسچارج کر کے فوراً گھر بھیج دیا۔ اور وہ لڑکا اگلے ہی روز اپنے گھر واپس پہنچ گیا۔ والدین نے جب اپنے نورِ چشم کو دیکھا تو مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔ جب لڑکے سے داستان سنی تو اس نے تمام ماجرا گوش گزار کر دیا۔

کرامت نمبر۳ ☆: قصبہ بیپال ضلع انبالہ انڈیا کا ایک شخص نھو خان جو کہ خوش الحانی میں اپنی مثال آپ تھا۔ اور یہ خوش الحانی اس کو وراثت میں ملی تھی۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ تخم تاثیر صحبت کا اثر۔ خاندانی پیشہ تھا۔ ایک بار وہ اپنی حاجت لے کر آپ کے حضور پیش ہوا۔ اور حاجت پیش کرنے سے پہلے اس نے آپ کو حضور مخدوم پاک صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں منقبت پیش کی۔ نھو خان ایک ٹانگ سے معذور بھی تھا۔ آپ اس کی خوش الحانی اور منقبت پیش کرنے سے بہت محظوظ ہوئے جس کی وجہ سے اُس پر خصوصی شفقت فرمائی اور محبت بھرے لہجے میں فرمایا نھو خان آج فقیر موج میں ہے مانگ کیا مانگتا ہے۔ اُس نے عرض کی حضور کیا مانگوں اور کیا بتاؤں۔ معذور آدمی ہوں مزدوری کر نہیں سکتا بلدیہ کے دفتر میں ملازمت کے لئے درخواستیں دے دے کر تھک گیا ہوں۔

مقدر میں ناکامی کے سوا کچھ نہیں بالآخر تھک ہار کر بیٹھ گیا ہوں۔ آپ اللہ کے ولی ہیں رب کریم کی بارگاہ میں دعا کریں کہ غیب سے میری روزی کے معاملے میں مدد ہو جائے تا کہ سکھ چین سے خود بھی روٹی کھا سکوں اور بچوں کو بھی کھلا سکوں۔ آپ نے اس سے فرمایا نھو خان صبح کو ایک درخواست لکھ کر میونسپل کمیٹی کے دفتر کے سیکرٹری کو دے دو۔ اللہ کریم اور حضور صابر مخدوم پاک کارساز ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا کام بہت جلد ہو جائیگا۔

چنانچہ اگلے روز صبح کو جب نھو خان بیدار ہوا تو اس کے کانوں میں بار بار آپ کے الفاظ گونج رہے تھے کہ انشاء اللہ بہت جلد تمہارا

کام ہو جائے گا۔ اللہ کریم اور حضور مخدوم صابر پاک کارساز ہیں۔ اُس نے ہمت کی اور ایک درخواست آپ کے فرمان کے مطابق لکھ کر کمیٹی کے سیکرٹری کے پاس پہنچ گیا۔ جونہی یہ سیکرٹری کے پاس پہنچا تو اُس نے دیکھتے ہی کہا کہ تم کہاں غائب رہے ہم تو تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ لہٰذا جلدی سے جاؤ فلاں سکول میں مدرس کی جگہ خالی پڑی ہے وہاں جلدی سے پہنچ کر چارج لے لو۔

چنانچہ یہ وہاں پہنچا اور جاتے ہی چارج سنبھال کر مدرس تعینات ہو گیا۔ اور مسلسل لگاتار ڈیوٹی انجام دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی فاقہ کشی دور ہوئی اور کل تک جو لوگ گاؤں کے وڈیرے اور چوہدری صاحبان اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے آج وہی لوگ اس کی عزت کرنے پر مجبور تھے اس لئے کہ وہ اللہ کے ولی کی بارگاہ میں مقبول ہو چکا تھا۔ اور ولی کامل کی نگاہ نے اُس کو معاشرے کا ایک اہم اور باعزت فرد بنا دیا تھا۔

کبھی ایثار کے جذبے کمینوں میں نہیں ہوتے ☆: نتھو خان کے دن بدن حالات بدلنے لگے۔ جوں جوں حالات بدلنے لگے۔ معاشی طور پر کہیں سے کہیں چلا گیا۔

ایک دن حضرت خواجہ صاحب نے نتھو خان کو پیغام بھیجا کہ کلیر شریف کا عرس قریب آ رہا ہے۔ لہٰذا اس مرتبہ تم ہمارے ساتھ کلیر شریف مخدوم پاک کے دردولت پر چل کر ضرور حاضری دینا۔

نتھو خان نے پیغام ملنے پر کسی شخص کے ہاتھ آپ کو کہلا بھیجا کہ حضرت سے کہہ دیں کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ لہٰذا میں آپ کے ساتھ کلیر شریف نہیں جاؤں گا۔

آپ کو جب یہ پیغام پہنچا تو طبیعت میں سخت ملال پیدا ہوا۔ اس لئے کہ آپ کی نگاہ ولایت اس کی نیت اور طبیعت سے باخبر تھی فوراً آپ کی زبان ترجمان سے نکلا کہ اچھا طبیعت ٹھیک ہی نہیں ہوگی۔ بس آپ کی زبان ترجمان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ وہ شخص حقیقتاً بیمار ہو گیا اور اس کی حالت خراب ہوگئی اور اس خراب حالت میں وہ شخص مر ہی گیا۔

کرامت نمبر ۴ ☆: آپ کے ایک پیر بھائی حضرت سائیں نصیر الدین چشتی صابریؒ ننکانہ والے جو کہ آپ کے ہم جماعت اور ہم سبق بھی رہے ہیں۔ اور نہایت ہی سادہ طبیعت کے مالک ہیں۔ آپ کے ساتھ بڑی تکلفی سے پیش آتے تھے۔ اور آپ بھی ان کی سادہ سادہ باتوں سے خوب محظوظ ہوتے تھے۔

ایک دن سائیں نصیر الدین صابریؒ صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے کہ فلاں دن آپ کی دعوت میرے گھر پر ہے۔ آپ سن کر مسکرائے اور فرمایا سائیں جی "میری دعوت اور آپ کے گھر" سبحان اللہ ہمیں منظور ہے۔ یہ سن کر سائیں صاحب بولے دعوت تو پیروں کی ہوتی ہے ہم تو پیر بھائی ہیں۔ میں نے یہاں کھالیا۔ آپ میرے گھر کھالیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بہت بہتر۔

چنانچہ سائیں صاحب گھر پہنچے اور کھانے پینے کے انتظام و انصرام میں لگ گئے۔ جب شام ہوئی تو مقررہ وقت پر سائیں صاحب لینے کے لئے آ گئے۔ آپ نے اپنے ہمراہ دو تین خدام لئے اور سائیں جی کے ہمراہ چل دیئے اور ان کے گھر پہنچے۔ جب دسترخوان لگا کھانا شروع ہوا تو دسترخوان بالکل صاف۔ آپ نے سائیں صاحب سے فرمایا سائیں صاحب اور بھی کچھ ہے وہ کہنے لگے جی ہاں بہت

جتنا طلب کریں۔آپ نے فرمایا لے آؤ۔ جب مزید کھانا آیا تو وہ بھی صاف ہو گیا۔ الغرض جتنا کھانا پکا تھا ختم ہو گیا تو سائیں صاحب نے گھر میں آواز دی کے توا چولھے پر رکھ دو اور روٹیاں پکا کر محفل میں دستر خوان پر بھیجتے رہے۔ بالآخر جب سائیں صاحب کا آٹا بالکل ختم ہو گیا تو سائیں صاحب سوچ میں ڈوب کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے پوچھا سائیں جی کس سوچ میں پڑ گئے ہو۔ کہنے لگے کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا سائیں جی دعوت تو پیروں کی ہوتی ہے ہم تم تو پیر بھائی ہیں۔ تم ہمارے کھالو ہم تمہارے۔ یہ سن کر سائیں صاحب گھبرائے اور معافی کے خواستگار ہوئے اور کہنے لگے حضرت واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ آپ واقعی پیر کامل و صادق ہیں۔ میں تو فقیر آدمی ہوں اس کے بعد آپ اور ہنسی خوشی واپس آ گئے۔

کرامت نمبر ۵ ☆: آپ کے گاؤں قصبہ ملانہ شریف میں اللہ کے ایک ولی کامل حضرت سید محمود علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے جو بہت بڑے درویش اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ پہلے پہل تو اکثر لوگوں کو ان کے دربار اور مقام کا علم نہ تھا اگر چند لوگوں کو علم تھا بھی تو وہ دربار شریف پر کوئی خاص توجہ نہ دیتے تھے نہ ہی جھاڑو نہ ہی دیوابتی نہ کوئی چراغ جلانے والا ہوتا۔

آپ نے اپنی نور فراست سے اس مزار کا پتہ چلایا اور از سر نو پختہ تعمیر کروایا چار دیواری بنوائی اور پختہ فرش یہ تمام کام آپ نے اپنی جیب اور ذاتی مصارف سے کروایا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ نے ان بزرگ کا عرس منانا چاہا۔ تو کئی ہفتے پہلے ہی تیاریاں شروع کر دیں علمائے کرام نعت خوان حضرات اور قوالوں کو پیغام بھجوا دیئے گئے۔

چنانچہ جب عرس کا دن آیا تو بستی کے رہنے والے ہندوؤں کو بھی اس پروگرام کا پتہ چلا تو وہ کہنے لگے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہماری آبادی اور عین بازار میں اس قسم کا پروگرام اور راگ رنگ ہو۔ دراصل اس تمام کارروائی کے پیچھے مذہبی تعصب کار فرما تھا۔ جو بار بار انہیں شرارت کرنے پر آمادہ کر رہا تھا۔

چنانچہ انہوں نے تھانے میں ایک درخواست کے ذریعے رپٹ لکھوا دی کہ مسلمانوں نے یہ سب ڈھونگ رچایا ہوا ہے اور وہ ہندوؤں سے تعصب رکھتے ہیں اور ہندوؤں کے خلاف ہیں۔

اس زمانے میں پولیس اور دیگر سرکاری مشنری میں تمام عملہ اور افسران بالا بھی ہندو سکھ ہی تھے۔ جب انہوں نے یہ ماجرا سنا اور درخواست پڑھی تو ان کی آتش انتقام بھڑک اٹھی اور سب کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ یہاں پر قوالی نہیں ہو گی۔

آپ جس قدر حلیم الطبع تھے اسی قدر مذہبی غیرت کی بنا پر جاہ جلال بھی رکھتے تھے۔ آپ مزار سید محمود شاہ علیہ الرحمۃ کی چار دیواری کے ساتھ بڑے اطمینان سے تشریف فرما تھے کہ اتنی دیر میں تھانے سے ایک اہلکار آیا اور آپ سے کہنے لگا اٹھو آپ کو تھانیدار نے تھانے میں طلب کیا ہے۔

آپ نے دوٹوک اور صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ جاؤ ہم نہیں آتے۔ تھانیدار سے کہہ دو کہ کوئی بات کرنی ہے تو خود چل کر یہاں آ جائے۔ یہ سن کر وہ اہلکار کپڑوں سے باہر ہو گیا۔

جب آپ نے اس کی گستاخی کو حد سے تجاوز کرتے ہوئے دیکھا تو جوش میں آ کر کھڑے ہوئے اور اس کے منہ پر ایک طمانچہ اس

زور سے رسید کیا کہ زمین پر گرتے ہی تڑپنے لگا۔

ابھی وہ تڑپ ہی رہا تھا کہ اتنی دیر میں بذات خود تھانیدار اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر آپ کی جانب نہایت ہی غضبناک حالت میں آیا اور آتے ہی کہنے لگا کہ ان کو گرفتار کر لو۔

آپ نے اپنی نگاہ ولایت اٹھائی اور تھانیدار کی طرف دیکھا تو وہ گھوڑی سمیت منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ گھوڑی کہیں تھانیدار کہیں نہ گھوڑی زمین سے اٹھنے کے قابل نہ ہی تھانیدار۔

ادھر سپاہی جو پہلے سے تڑپ رہا تھا اس کی حالت بری ہو گئی اور اس کے ناک اور منہ سے خون بہنے لگا۔ جب بستی کے دیگر ہندو اور مسلمانوں نے یہ کرامت دیکھی کہ قدموں میں گر کر درخواست گزار ہوئے کہ حضور ان کی بے ادبی کو معاف فرما دیں۔

چنانچہ آپ کو ان کی حالت پر ترس آیا اور ان کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد تمام ہندو اپنی ناپاک حرکتوں سے باز آ گئے۔ اور عرس مبارک مقررہ وقت پر پروگرام کے مطابق شان و شوکت سے منایا گیا۔ اور اس کے بعد سے تا حال وہ عرس اسی طرح بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ دم مار جائے۔

ذرا سی بدگمانی سے مرید کا فیضان بند ہو گیا ☆: آپ کے ایک خلیفہ حضرت صوفی مبارک علی اوج صابری فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تقسیم ہند سے قبل حضرت خواجہ صاحب کی زیارت اور ملاقات کے لئے قصبہ سمانہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ اپنے شیخ کامل حضرت شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی غرض سے قصبہ ساڈھوڑا گئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ میں نے رات کا قیام قصبہ ملانہ میں آستانے پر ہی کیا تو مجھے وہاں ایک پیر بھائی جن سے میری پہلی ملاقات تھی اور وہ ایک بہت بڑے خاندار کے رئیس اور نواب تھے۔ انہوں نے مجھ سے سوال کیا کیا آپ خواجہ صاحب کے مرید ہیں تو میں نے جواباً عرض کیا جی ہاں یہ بندہ حضرت کا غلام ہے۔

پھر میں نے اُن نواب صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ بھی حضرت خواجہ صاحب کے مرید ہیں۔ انہوں نے بڑے ہی مضطرانہ انداز میں کہا جی میں بھی آپ ہی کا مرید ہوں۔ یہ کہتے ہی انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ میں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے بعد آپ کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف شروع کئے تو میرا مردہ قلب زندہ ہو گیا اور مجھ پر اسرار مشاہدات و انکشافات کھلنے شروع ہو گئے۔ ایک روز میں اپنے ماموں جان جو کہ ایک سفید پوش اور ذیلدار بھی ہیں کے گھر گیا انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ کی ارادت کہاں ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق صاحب چشتی صابری جن کا آستانہ قصبہ ملانہ ضلع انبالہ میں ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ ٹھیک ہے خواجہ صاحب یوں تو بہت ہی بزرگ ہستی ہیں۔ لیکن وہاں کوئی بڑی گدی نہیں ہے کہ جس کے وہ گدی نشین ہوں۔

نواب صاحب کہنے لگے کہ اُس وقت میرے ذہن سے یہ بات نکل گئی کہ خدا کی دین ہے وہ جسے چاہے نواز دے۔ اور اس طریق کے لئے گدی نشین ہونا کوئی شرط نہ ہے۔

نواب صاحب کہنے لگے میرے دل نے ماموں کی بات کو قبول کیا اور معاً میرا ذہن اس طرف گیا کہ واقعی ماموں ٹھیک رہے ہیں کہ خواجہ صاحب واقعی کسی گدی کے مالک تو ہیں نہیں۔ اور ہم بہت بڑے زمیندار اور رئیس لوگ ہیں اگر کسی بڑی گدی پر بیعت ہوتے تو بہتر تھا۔

نواب صاحب کہتے ہیں کہ جونہی میرے ذہن میں یہ خیال آتا گیا اس کے ساتھ ہی وہ نعمت باطنیہ اور روحانی فیضان و برکات اور اسرار و غیبات جو بطفیل مرشد مجھے نصیب تھیں وہ جاتی رہیں اور دل کی روشنی ختم ہو کے رہ گئی اور آج تک اس بات پر رو رہا ہوں کہ مرشد کے بارے میں ذرا سی بدگمانی کی بنا پر نعمت باطنی اور انکشافات کے دروازے بند ہو گئے۔

آپ کے مرشد کے خطوط آپ کی جانب ☆:

محی و مخلصی سلم اللہ القوی

مبتلائے خواہشات نفسانی طالب غفور رحمانی حقیر فقیر ذلیل و دریں محمد اسماعیل ذبیح صابری مطالعہ بفرمائنک السلام علیکم۔ مزاج شریف الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ صلعم۔ لفافہ راحت ملفوضہ صادر ہو کر کاشف حالات ہوا۔ آپ صاحبان کی خیریت اور ذوق و شوق اور صوفی محمد اصغر صاحب کے حالات کرامات سے نہایت خوشی اور تسلی ہوئی اللہ تعالیٰ آپ صاحبان کو خوش و خرم رکھے۔ اور سلسلہ عالیہ کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ (آمین ثمہ آمین)

صوفی فقیر محمد صابری عارف باللہ صاحب ملتانی کے جس مضمون خط کی طرف میرا اشارہ اور مطالبہ ہے اس کی بابت آپ نے کچھ بھی نہیں لکھا۔ نہیں معلوم کہ وہ مضمون آپ کی نظر سے نہیں گزرا یا اگر گزرا تو آپ نے اس کو بے وقعت جان کر ٹال دیا۔ سنیئے آپ بھی سنیں اور تمام احباب سلسلہ بھی سنیں۔ وہ مضمون یہ ہے صوفی فقیر محمد صاحب لکھتے ہیں کہ ایک رات عالم تصور میں جبکہ حضرت سائر اور خاکسار ذبیح بھی موجود تھے۔ حضور قبلہ و کعبہ جناب مولوی صوفی سید محمد حسین صاحب مراد آبادی قدس اللہ العزیز نے فرمایا کہ بھئی فقیر محمد صاحب ایک دعوت ہمارے قبلہ و کعبہ حضرت حافظ علی حسین شاہ صاحب قدس سرہ کی بھی کر دو۔ میرے دوستو یہ وہ نعمت اور دولت ہے جو آج تک مجھے تو کیا میرے فرشتوں کو بھی حاصل نہیں اور میں اس دولت کو دولت دو جہاں سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ مگر افسوس کہ آپ لوگوں نے اس دولت کی کچھ قدر نہ کی۔ ورنہ آپ ضرور مجھے اگر مبارکباد نہ دیتے تو کم از کم اظہار شادمانی تو کرتے۔ اگر جلیبیوں اور ربڑی پر ختم نہ دلاتے تو چائے کی پیالی ہی پر اظہار شکریہ کر لیجئے۔ ادھر میں ہوں کہ صوفی فقیر محمد صاحب کو بھی اور حضرت سائر صاحب کو بھی اور حضرت سائر صاحب کے مریدوں کو بھی مبارک باد دے رہا ہوں۔ کہ آپ کا خاندان سلسلہ آپ کا بڑا گھر اللہ اور رسول ﷺ اور پیران عظام کا مقبول ہے۔ بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

میں پھر مکرر سکرر آپ لوگوں کو مبارک باد دیتا ہوں کہ جیسے پیر یعنی حضرت سائر صاحب جیسی تعلیم سلسلہ آپ لوگوں کو ملی ہے شاید وہ کسی کو ملی ہے۔ مجھے تو اس بات پر فخر اور ناز ہے۔ آپ لوگ قدر کریں یا نہ کریں۔ دیکھو اس لفافہ کے جواب میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اور اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے اور پیران عظام کی دعا کی برکت سے صوفی غلام فرید صابری صاحب کی

شادی خانہ آبادی خیر وخوبی انجام پائے۔ تاکہ سب کہہ سکیں (شادی خانہ آبادی محب عروس) تاریخی الفاظ ہے اور صوفی امام دین صابری کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اور اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے اور پیران عظام کی دعا کی برکت سے مولود سعید عطا فرمائیں۔ ترکیب ادائے توشہ کی ذاکر صاحب نے بتلا ہی دی اب کسر کیا ہے صدق وخلوص اگر ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ مطلب حاصل ہے۔ مواعظ غوثیہ کی شروع کی چار پانچ سطروں کو ضرور پڑھ لیں اور ہر وقت ان کو یاد رکھیں۔

ایک بات رات سے دل میں تھی مگر کہتے وقت یاد نہیں آتی تھی آج یاد آ گئی۔ وہ یہ کہ ٹھٹی نواب سنگھ والوں کو بھی منازل کلمہ شریف طیبہ شریف کی تعلیم دی گئی یا نہیں۔ اس طرف بھی ضرور غور توجہ فرمائیں اور بھکر کے حالات سلسلہ بھی کچھ تحریر فرمائیں تاکہ اور زیادہ خوشی کا باعث ہو۔ آج لاہور سے متین محمد صاحب کا بھی خط آیا ہے۔ مہینہ پندرہ دن میں تین پیسے اس بیچارے کے لئے بھی خرچ کر دیا کرو یا خانقاہ میں محرروں منشیوں کی کمی ہے جو وہ مہینہ میں ایک کارڈ بھی لاہور نہیں لکھ سکتے۔ اور ہاں میری اس بات کا جواب تو آپ نے دیا ہی نہیں۔ کہ بتقریب عرس مبارک حضور آقائے نامدار سرکار کلیری قدس سرہ کے لئے کون سی تاریخ کو منڈی کا لکی یعنی کلیر ثانی شریف سے روانہ ہونگے اور یہاں کون سی تاریخ کو کس جگہ پہنچے گے اور کون کون احباب تشریف لائینگے اس لفافہ کا جواب اِس جواب سے خالی نہ ہو۔ آج دن پیر ہے اگلے سے اگلے پیر تک مجھے جواب مل جائے تاکہ یہ چار مہینے انتظار یار کی خوشی میں بسر ہوں۔ اُمید ہے اِس عرصہ میں حضرت سائر صاحب بھی تشریف لے آئینگے۔ اور صوفی مبارک علی سے دریافت کر کے یہ جواب نہ دینا کہ ان کو وہ حروف کہاں سے اور کس سے کس طرح ملے۔ تعجب اور افسوس ہے کہ میری بعض باتوں کو تو آپ حلوہ سمجھ کر ایسا ہضم کر بیٹھتے ہیں کہ ہاں یا نہ کچھ جواب ہی نہیں دیتے۔ جس سے مجھے یہ اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے کہ شاید میرا لفافہ ہی نہیں ملا۔ اور زیادہ کیا تحریر کروں ایک علیحدہ کاغذ پر عمل بھی لکھ رہا ہوں۔ جو نہایت مجرب فائدہ بخش، بے خطا، آسان، نہ تسبیح کی ضرورت نہ چلہ کشی کی ضرورت۔ نہ وضو کی نہ غسل کی نہ زیادہ وقت کی ضرورت نہ کچھ خرچ کرنا پڑے گا۔ گویا مفت راچہ گفت والا معاملہ ہے۔ اور وہی سارے علموں کی بنیاد ہے۔ اِس کے بغیر لکھنا پڑھنا وظیفہ، چلہ کشی، کھانا پینا، سواری، پیدل چلنا حتیٰ کہ بیوی سے مباشرت بچوں سے محبت دوستوں سے مفارقت اور مشاورت، سوداگری، دکانداری، ملازمت وغیرہ وغیرہ سب بیکار ہیں۔ ذرا سینے اور دل ودماغ میں بیٹھائیے۔

سہارنپور کے نزدیک ایک قصبہ ملیح پور ہے۔ وہاں پر ایک ہندو ڈاکٹر رہتا تھی ہے۔ اُس نے کسی شخص سے اپنا حال بیان کیا اور اس شخص نے مجھے سنایا اور مجھے بہت پسند آیا اور اب اس کو آپ صاحبان سے عرض کرتا ہوں۔ وہ ڈاکٹر ضلع گورداسپور کے رہنے والا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ جب ہڑبونگ میں ہندو مسلمان کی کاٹ چھانٹ ہو رہی تھی۔ تو میں نے اپنے ہمسایہ جو کہ پیر صاحب تھے سے عرض کیا کہ پیر صاحب ہمارا تو سلام لیجیے میرے پڑوسی تو کٹ چکے اب صبح وشام میں بھی کٹنے والا ہوں۔ پیر صاحب نے کہا کہ نہیں ڈاکٹر صاحب تم ہمارے مکان میں آجاؤ چنانچہ ڈاکٹر صاحب اپنے بال بچوں سمیت پیر صاحب کے گھر آ گئے۔ پندرہ روز کے بعد پیر صاحب نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب اب تم بھی کٹو گے اور میں کٹوں گا۔ کیونکہ راز فاش ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اچھا پیر جی میں آپ کو کیوں مصیبت میں ڈالوں میں خود ہی چلا جاتا ہوں۔ پیر صاحب نے کہا کہ نہیں ڈاکٹر صاحب یہ تو بے مروتی ہے ہاں ایک صورت ہے کہ ہم تم ایک موٹر

میں بیٹھ کر یہاں سے روانہ ہو جائیں اور میں آپ کو امرتسر چھوڑ آؤں۔ ڈاکٹر صاحب بہت خوش ہوئے اور شکریہ ادا کیا۔ رات کے دس بجے پیر جی اور ایک ان کا دوست/مرید ڈاکٹر اور اس کے بال بچوں کو لے کر موٹر میں سوار ہو گیا۔ جب صبح کے چار بجے تھے تو موٹر ڈرائیور نے آگے جانے سے انکار کر دیا کہ اگر میں آگے گیا تو واپسی میں صبح ہو جائے گی اور میں گرفتار ہو جاؤنگا۔ کیونکہ مجھ سے پوچھا جائے گا کہ سچ بتا تو کس کو چھوڑ کر آیا ہے بس میں مارا جاؤنگا۔ یہ سن کر پیر صاحب اور ڈاکٹر صاحب معہ اہل و عیال موٹر سے نیچے اترے۔ اب ڈاکٹر صاحب نے کہا پیر جی آپ سچے آپ کا مذہب سچا۔ آپ کا رسول سچا مجھے کوئی ایسی پڑھنے کی چیز بتایئے جس کو میں پڑھتا ہوا آرام سے امرتسر پہنچ جاؤں۔ پیر جی نے فرمایا کہ ہاں تم اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑلو اور وہ اپنے بیٹے کا اور وہ اپنے بھائی کا اور بھائی اپنے بھائی کا اور کثرت سے وردِ زبانی رہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھتے ہوئے چلے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہو۔ اب ذرا ڈاکٹر صاحب کی سنیے کہ جب حکم پیر جی پر عمل کر کے ہم چل دیئے تو دونوں طرف قتل عام ہو رہا تھا مگر ہمارے اوپر کسی کی نظر بھی نہ پڑی اور امرتسر بخیریت پہنچ گئے اور ہندوؤں نے ہم کو اپنی گود میں لے لیا چنانچہ اب بھی وہ ڈاکٹر جس کو نسخہ دیتے ہیں تو بسم اللہ شریف پڑھ کر دیتے ہیں اور اس کو شفا ہو جاتی ہے اور سینکڑوں ہزاروں روپے روزانہ کمارہے ہیں۔ اب ذرا آپ لوگ ہماری حالت پر غور کریں کہ کتنے ہیں جو کھاتے پیتے چلتے اٹھتے بیٹھتے جاگتے سوتے سفر کرتے اور سوار ہوتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہیں یا شاید ہمیں ضرورت نہ ہو۔ ہم تو مسلمان ہیں گو نام کے ہی سہی اور کتنے ہیں جو اپنی مستورات اور اولاد کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ تم کھاتے وقت پیتے وقت ارادہ سفر کے وقت آٹا گوندھتے وقت روٹی پکاتے وقت وغیرہ وغیرہ۔ اوقات میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھتے ہیں اور پڑھواتے ہیں اور پڑھا کرو۔ ایک بزرگ کا ذکر ہے۔ کہ اگر انسان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یَا بِسْمِ اللّٰہِ ھل ذی لا. بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِی لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم ٥

پڑھ کر کھانا کھائے تو اس پر زہر بھی اثر نہ کرے۔ امید ہے آپ صاحبان اس تحریر پر ضرور عمل کرینگے۔ نام مسلمان نہیں بلکہ کام کے مسلمان بنے گے۔ اگر شروع میں بھول جاؤ یا درمیان میں یا جب یاد آئے پڑھو۔ وہ اس طرح سے پڑھو۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم اول و آخرہ موکلات اور ہمزاد و جنات و شیاطین کی تسخیر کے عمل سے یہ عمل عمدہ اور آسان ہے۔ نہ کچھ دیر لگتی ہے نہ کچھ خرچ ہوتا ہے نہ کچھ دیر لگتی ہے اور صاحب خط لکھنے کے بعد جو دوات کا ڈھکنا بند کرنے لگا تو بند ہی نہ ہوا۔ آخر بسم اللہ پڑھی اُسی وقت بند ہو گیا۔ اس کو پڑھ کر یا سن کر کوئی صاحب کہہ بیٹھے کہ بس اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ ہر وقت بسم اللہ پڑھا کریں۔ میں اُن کی خدمت میں عرض کرونگا کہ اگر ایسا ہی تو اس میں آپ کا کیا حرج و نقصان ہے۔ دل میں ہی تو پڑھنا ہے گالیاں دینا اور غیبت کرنے سے بہتر ہے نامہ اعمال میں نیکیاں ہی لکھی جائیں گی۔ سب دوست احباب کو حسب مراتب نام بنام دعا و سلام عرض ہے۔

فقیر محمد اسماعیل ذبیح صابری گنگوہ شریف

مُحِبِّیْ وَ مُخْلِصِیْ سَلَّمَہُ اللّٰہُ الْقَوِیْ

مبتلائے خواہشات نفسانی طالب غفور رحمانی حقیر فقیر ذلیل و دریں محمد اسماعیل ذبیح صابری مطالعہ بفرمائنگ السلام علیکم۔ مزاج شریف الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ! آپ صاحبان جملہ احباب سلسلہ کی محبت اور عقیدت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ کے ہر ایک خط میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ خط کو چوما آنکھوں سے لگایا لیکن میرے دوستو یہ غائبانہ محبت ہے۔ اگر مجھے آ کر دیکھو تو شاید میرے پاس بیٹھنا بھی گوارا نہ کرو۔ یہ وہی مثال نہ ہو۔ کہ دور کے ڈھول سہانے اور آپ دوستوں کی بے خبری بھی ہو اور دراصل یہ بھی میرا قصور ہے کہ میں نے آج تک آپ لوگوں کو خبردار نہ کیا۔ ورنہ آپ بجائے میرے خطوط کے حضرت سائر صاحب عارف ربانی سلمہ کے ہاتھوں کو بلکہ پاؤں کو چومتے۔ خیر اب تھوڑی سی واقفیت آپ کو دلاتا ہوں دیکھیے کے دعوت نامے جو شاہوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ کسی ایلچی یا قاصد کے ہاتھ جاتے ہیں۔ اب آپ غور کریں کہ ایلچی تو ایلچی ہی ہے وہ بادشاہ تو ہو نہیں سکتا۔ بعینہٖ یہی مثال میری اور صوفی صاحب سائر عارف ربانی سلمہ کی ہے۔ حضور صابر پاک قدس سرہ العزیز کی نظر عنایت اور رنگ الفت حضرت سائر صاحب سلمہ پر تھی ان کو بلا نانیاز مند کو ایلچی بنا دیا۔ ورنہ جو کمالات اور تصرفات صوفی صاحب سلمہ کے اندر میرے فرشتوں کو بھی ان کی خبر نہیں۔ لیجیے سنئے (۱) آغاز شباب میں صوفی صاحب سلمہ بیمار ہوئے اور ہر وقت بخار زدہ رہتے۔ آپ کے عزیزوں نے آپ کو حکیموں اور ڈاکٹروں کو دکھلایا دوائیں دیں مگر بے فاعدہ آخر ایک تجربہ کار حکیم نے بتایا کہ ان کو مرض عشق ہے۔ آپ کے عزیزوں علاجہ معالجہ سب چھوڑ دیا۔ اور سب اعزا تو ان کے خلاف اور بدگمان ہو گئے کہ یہ تو کسی عورت پر عاشق ہیں۔ مگر آپ کا مرض کیا تھا کہ بعد نماز مغرب گھر سے غائب اور علی الصبح گھر پر موجود۔ کسی کو خبر نہیں کہ رات بھر کہاں رہے ملانہ سے ساڈھورہ شریف دس بارہ کوس ہے۔ وہاں حضور شاہ قمیص الاعظم قادری قدس سرہ العزیز کا مزار پُرانوار ہے۔ آپ رات بھر وہاں رہتے اور ایسا ایک دو دن نہیں بلکہ مہینوں ہوا۔ نہ سواری، نہ سائیکل بعد مغرب جانا شب بھر روضہ پر رہنا پھر پیدل ہی علی الصبح گھر پہنچ جانا۔ یہ تھا عشق الٰہی جس میں آپ مبتلا تھے اور لطف یہ کہ کسی اپنے بیگانے کو خبر تک نہ ہوتی۔

(۲) اسی اثنا میں آپ نے چلے اور وظیفے شروع کر دیئے ملانہ سے ملی ہوئی ایک ندی ہے جس کو مارکنڈا کہتے ہیں اس کے کنارے بیٹھ کر آپ چلہ کشی کرتے تھے۔ جب چلہ پورا ہوتا اور وہ بزرگ تشریف لا کر پوچھتے تھے کہ آپ کا عمل پورا ہو گیا ہے۔ بتاؤ تمہارا کیا مطلب اور مقصد ہے۔ تو صوفی سائر صاحب سلمہ فرماتے کہ میرا مطلب تو آپ ہی ہیں اور کچھ نہیں۔ سبحان اللہ

(۳) ایک مرتبہ آپ بعد نماز فجر وظیفہ میں مشغول تھے اور ایک سانپ آپ کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ کبھی کپڑوں میں کبھی باہر۔ آپ کا ایک خادم وہاں موجود تھا۔ (جس کا نام میں بھول گیا) وہ بہت گھبرایا اور ایک دو آدمی اور آ گئے سب گھبرائے مگر صوفی صاحب کو کچھ بھی خبر نہ تھی۔ کہ کیا معاملہ ہے۔ آخر ان لوگوں نے سانپ کو مارنا چاہا مگر نہ مار سکے۔ اور وہ سانپ خود ہی غائب ہو گیا۔

(۴) ایک مرتبہ آپ نے بیس پچیس آدمیوں کی دعوت کی خانقاہ شریف میں سب کو بٹھا کر کھانا کھلایا کھانا کھا کر سب لوگ رخصت ہو گئے۔ ایک بھلا مانس برتن بھی لے گیا۔ رات کو کسی بزرگ نے اس کو ڈانٹا۔ اور حکم دیا کہ صوفی صاحب کے برتن تو واپس کر

دیئے ہوتے یا وہ بھی کھانے کے ساتھ ہی تمہارے ہو گئے۔ صبح کو وہ شخص برتن لے کر صوفی صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ معافی مانگی اور برتن حاضر کئے آپ نے معافی تو دیدی مگر برتن واپس نہ لئے۔ کہ بھائی یہ برتن اگر میرے ہوتے تو یہاں سے جاتے ہی کیوں یہ تمہارے ہیں۔ جلدی لے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کوئی پولیس والا آ جائے اور تم کو گرفتار کر کے۔ چنانچہ وہ شخص برتن اپنے ساتھ ہی لے گیا۔

(۵) آپ جدامجد حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہ العزیز کے تمام کمالات کا اندازہ تو کوئی نہیں کر سکتا مگر ان کا ایک ادنیٰ کمال میں آپ کو سناتا ہوں۔ حضور والا نے ایک سال روزے رکھے۔ ایک رتی خوراک اور ایک رتی پانی افطار فرماتے تھے۔ سال بھر کے بعد پھر آپ نے کھانا شروع کیا تو ہر روز ایک گائے کا گوشت اور ایک دھڑی چاول دو سیر پختہ گھی کی پلاؤ ایک دفعہ تناول فرماتے اور روزانہ تناول فرماتے تھے۔ لطف یہ کہ پیشاب پاخانہ تو درکنار وضو بھی کبھی نہ ٹوٹا تجدید ضرور فرمالیا کرتے تھے۔ اب اِن کے لخت جگر حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر صابری کا حال سنیئے کہ خانقاہ شریف میں ہم لوگوں کے لئے تو انواع واقسام کے لذیذ کھانے اور آپ گھر کے اندر رات کا باسی ٹکڑا کھا لیتے تھے۔ ہم لوگ کھانے کو کہتے تو آپ فرماتے کہ میں گھر کھا آیا ہوں اور گھر والے کہتے تو فرماتے کہ خانقاہ میں کھا لیا ہے۔ اور کھایا کہیں بھی نہیں۔ یہ معمول ایک عرصہ تک چلتا رہا اور کھانے کی سنیئے کہ ایک دفعہ سائیں نصیرالدین ننکانہ والوں نے آپ کی دعوت کی آپ نے فرمایا کہ سائیں صاحب دعوت تو پیروں کی ہوتی ہے۔ سائیں نصیرالدین کہنے لگے صوفی جی آپ میرے پیر بھائی ہیں میں نے آپ کے ہاں کھالیا آپ میرے ہاں کھالیں۔ خیر آپ معہ دو تین احباب کے کھانے چلے گئے۔ نصیرالدین صاحب گھر سے لاتے رہے اور صوفی صاحب کھاتے رہے دسترخوان کو خالی دیکھ کر آپ نے فرمایا سائیں صاحب اور کچھ ہے اب سائیں نصیرالدین صاحب کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور کہا سرکار مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ آپ واقعی پیر صادق ہیں۔ لہٰذا آپ نے دسترخوان سے ہاتھ کھینچ لیا۔

(۶) ایک دفعہ پیران کلیر شریف کا عرس قریب آ گیا۔ اِدھر آپ کے مکان کے صحن کے دروازہ کے کواڑ ٹوٹ گئے۔ گھر والوں نے کہا کہ آپ کلیر شریف جا رہے ہیں۔ پیچھے دروازہ کھلا رہے گا۔ تم از کم کواڑ تو لگوا دیتے آپ بھی کہتے رہے بہت اچھا۔ لگوا دینگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کواڑ ندارد اور آپ کلیر شریف کو روانہ۔ کلیر شریف سے واپسی پر آپ نے گھر والوں سے کہا کہ کواڑ نہ ہونے کی وجہ سے تم لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی ہوگی۔ کیا کروں۔ مجھے کچھ خیال نہ رہا۔ ورنہ کواڑ لگوا کر جاتا۔ گھر والوں نے نہایت خوش ہو کر کہا کہ ہم تو کواڑوں سے بھی اچھی طرح رہے صوفی صاحب نے فرمایا کہ وہ کس طرح۔ کہا کہ ایک کتا آتا تھا اور رات بھر دروازہ پر بیٹھا رہتا تھا کسی آدمی اور جانور کی طاقت نہ تھی جو گھر کے اندر گھسے اور ہم نہایت بے فکری کے ساتھ رات گزارتے تھے۔ سبحان اللہ۔ واقعی محبوبان الٰہی کی یہی شان ہے اللہ تعالیٰ اور اللہ کے پیارے ہر وقت ان کے محافظ اور نگہبان ہیں۔ یہ تو صوفی صاحب کے کمالات باطنی کا ایک نمونہ ہے۔ اور ظاہری کمالات کو لیجئے جس بیمار کو کہیں سے شفا حاصل نہ ہوتی وہ آپ کے زیر سایہ رہ کر شفا حاصل کرتا ہے۔ اور دلی کا کیا ذکر خود میری موت کا دن ۴۴۔۶۔۶ تھا مگر واہ رے صوفی جی۔ ایسا مقدمہ بنایا کہ بیچارے ملک الموت کو باہر نکال کیا اور میں اب تک زندہ ہوں۔ اب بتلایئے کہ میں ان کا شکریہ کہاں تک ادا کروں۔ زندگی بھی ان کی عطا کردہ ہے۔ پیری بھی۔ مگر آپ لوگ تو صرف یہ دیکھ

رہے ہیں کہ صوفی صاحب نبض دیکھتے ہیں اور دوا دیتے ہیں۔ اور ہمارے ساتھ روٹی پان کھاتے ہیں۔ بس آپ ان کے ظاہر سے واقف ہیں باطن سے نہیں۔ چومنے کے صوفی صاحب کے ہاتھ ہیں ان کے قدم ہیں۔ ان کے پاؤں کی خاک بھی اگر چومی جائے تو کیمیا کا اثر رکھتی ہے۔ بھائی میرے کاغذوں میں کیا دھرا ہے جن کو آپ چومتے ہیں۔ ایک اور بات سنیے میرے پاس باتیں ہی ہیں اور پلے کچھ بھی نہیں۔ صرف آپ دوستوں کی دعاؤں سے بیڑا پار لگ جانے کی امید ہے۔ ورنہ۔ من آدم کہ من دانم

پیری مریدی ☆: زمانہ موجودہ میں پیری مریدی ایک رسم بن کر رہ گئی ہے۔ اصلیت کا شاید کہیں نشان ہو۔ مجھے تو نظر نہیں آتا سوائے ایک صوفی صاحب ہمارا اور آپ کا سب کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر المطلق ہے جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ اور ہم سب پوچھے جائینگے کہ ایسا کیوں کیا مگر باوجود اس قدرت کے اللہ تعالیٰ کی عادت بھی ہے۔ مثلاً اس کو قدرت ہے کہ انسانوں کے بچے درختوں کی شاخوں سے پیدا کر دے اور بغیر ماں باپ کے پیدا کر دے جیسا کہ حضرت حوا۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔ مگر عادت یہی ہے کہ مرد عورت کے ملنے سے نو مہینے پیٹ کے اندر رہ کر پیدا ہو۔ اسی طرح جس کو وہ چاہے ہدایت دے۔ اور جس کو چاہے گمراہ کر دے لیکن عادت کیا ہے؟ یہ قرآن شریف پارہ ۱۵ سورہ کہف میں پڑھیے۔

یعنی جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہ ہدایت پاتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کو مرشد کامل نہیں ملتا۔ گویا ہدایت پائینگے مرشد ولی کی ضرورت سے حدیث شریف ہے۔ **من لا شیخ لہ فشیخہ شیطان**۔ یعنی جس کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ ایک اور حدیث کا مضمون حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں اس طرح بیان فرمایا۔

گفت پیغمبر علی را کا اے علی　　　شیر حقی پہلوانی بروِلی

ترجمہ ☆: بولے پیغمبر علی سے اے علی۔ شیر حق ہو تم بہت مرد جری

مہک بر شیری مکن ہم اعتمید　　　اندر آدر سایۂ خاص اُمد

ترجمہ ☆: پیر شیری پر کرو کچھ اعتماد۔ سایۂ مرشد میں آکر لو مراد۔

مضمون مذکورہ بالا سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ہدایت کیلئے پیری مریدی ضروری اور لازمی ہے۔ بزرگان دین کے تحریر اسی حقیقت کو واضح کر رہے ہیں۔ جناب امیر، جناب مولانا روم، خواجہ غریب نواز، شیخ سعدی، حضور غوث پاک، حضور صابر پاک۔ اور جس بزرگ کو بھی دیکھو پیری مریدی سے باہر نہیں۔ اگر شاذ و نادر کوئی بزرگ ایسے ہوں تو وہ اویسی طریقہ سے کسی بزرگ سے فیض یاب ہوئے۔

اب دیکھنا یہ کہ پیر کس کو بنایا جائے۔ سو جس کو پیر بنانا ہے۔ اس کے اندر دو باتیں دیکھو اول یہ کہ اہل سنت و جماعت ہو دوسرے یہ کہ اس کو کسی شیخ کامل سے اجازت ملی ہوئی ہو۔ بس اور کسی کشف و کرامات کو مت دیکھو۔ ورنہ سینکڑوں ہزاروں مسمر یزم والے شعبدہ باز مل جائینگے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ پیر کیسا ہونا چاہیے اور مرید کیسا۔ ذرا غور سے سنیے۔ ایک پیر ہے اس کے پاس پانی کا گھڑا بھرا رکھا ہے اور اس پر پیالہ بھی پڑا ہے۔ مگر اس پیر کے دل میں یہ طمع ہے کہ گھڑے میں سے مرید پیالہ بھر کر پانی پلائے۔ سو وہ پیر نہیں بلکہ وہ ٹھگ ہے۔ سو پیر ایسا ہونا چاہیے جو طمع نفسانی نہ رکھتا ہو۔ ہاں مرید کی اصلاح سلوک کے لئے اگر مرید سے شہر میں محلوں سے ٹکڑے بھی منگوا دے تو جائز

ہے اور اگر مرید یہ سمجھے کہ وہ اور اس کا تمام گھر بار پیر کی ملکیت ہے میرا کچھ نہیں تب وہ مرید ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ کامیاب و کامران ہو گا۔ اگر اس کے دل میں یہ خیال ہے کہ کس کتاب کو کہیں چھپا کر رکھوں ایسا نہ ہو پیر جی دیکھ لیں اور یہ کتاب پیر جی کو دینی پڑے وہ بھی مرید نہیں ہے بلکہ مکار دھوکہ باز دنیا دار ہے۔

میں ایک روایت لکھ کر اِس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ وہ روایت یہ ہے کہ ایک شخص حضور غوث پاک کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ذرا میرے ساتھ جنگل میں چلو ایک ضروری کام ہے۔ حضور ان کے ساتھ جنگل کو چلے گئے۔ جنگل میں جا کر صاحب نے فرمایا کہ آپ ذرا یہاں ٹھہریں مجھے شہر میں ایک کام یاد آ گیا اِسے کر آؤں۔ حضور نے فرمایا بہت اچھا۔ چنانچہ وہ صاحب شہر میں چلے گئے اور سال بھر تک جنگل میں نہ گئے۔ سال بھر کے بعد وہ جا کر دیکھا تو حضور غوث پاک وہیں موجود ہیں پھر وہی سوال و جواب ہوئے تیسرے سال پھر ایسا ہی ہوا۔ اور آپ نے فرمایا کہ خضر ہوں تمہارا حصہ ابو سعید مخزمی کے پاس ہے وہاں چلے جاؤ۔

سو میرے دوستو اب آپ خود اندازہ لگا لو کہ صرف وعدہ وفائی میں تین سال ایک جگہ ایسی جگہ گزار دیئے جہاں نہ سایہ نہ آرام کا سرمایہ۔ اب بتلایئے کہ ہمارے اور تمہارے میں کوئی ایسا ہے جو وعدہ وفائی تو رہی الگ بات۔ پیر حکم دے کہ ایک گھنٹہ دھوپ میں کھڑا رہے اگر خدانخواستہ پیر صاحب کسی کو ایسا حکم لگا بھی دیں تو مرید یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ ان کے تو دماغ میں خلل آ گیا ہے جو دھوپ میں کھڑا کر کے مارنے لگے۔ سو برادرم جیسی ہماری عقیدت۔ محبت خلوص نیت ہے ویسا ہی ہم کو پھل ملے گا۔

دیتے ہیں بادہ ظرف مدح خوار دیکھ کر

آپ ہر روز شجرہ میں حضورؑ امام حسن بصری کا نام پڑھتے ہیں۔ معلوم ہے آپ کا زمانہ کون سا تھا۔ آپ نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اور حضور سرور عالم ﷺ کی گود میں پرورش پائی ہے۔ آپ زمانہ کا اندازہ خود لگا لو۔ آپ سے لوگوں نے دریافت کیا مسلمانی کیا ہوتی ہے۔ حضور نے جواب دیا کہ مسلمانی در کتاب است و مسلماناں در گور۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے زمانہ کو بھی آپ جانتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ دنیا سے وفا تیز رفتاری کے ساتھ بھاگ گئی۔ لوگ گمانوں اور شکوں میں پڑ گئے۔ مروت جاتی رہی دوستی جاتی رہی سو دوستو یہ اس زمانہ کا ذکر ہے۔ اب آپ اِس چودھویں صدی جس سے بھیڑیوں نے پناہ مانگی ہے۔ کس طرح مسلمان کی تلاش کرو گے۔ لوگ کہتے ہیں کہ آج کل پیر نہیں ملتا یہ غلط ہے بلکہ حقیقت یہ کہ آج کل مرید نہیں ملتا۔ دنیا کے طالب ہیں طالب حق کوئی نہیں طالب دنیا کے لئے انبیاء اور اولیا بھی کچھ نہیں فقط والسلام حضرات سائر ذاکر۔ محمد اسماعیل غلام فرید و لی محمد صاحبزادگان صابری کی خدمت میں حسب مراتب سلام و دعا۔ فقیر محمد اسماعیل ذبیح صابری از گنگوہ شریف ضلع سہارنپور آستانہ عالیہ قدوسیہ (۱۸ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ)

وصالِ باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۵ جمادی الاول ۱۳۷۴ھ بمطابق ۱۶ ماہ نومبر ۱۹۵۴ء بروز اتوار بوقت نماز مغرب کو ہوا۔ مزار پُر انوار محلہ سائر پورہ کالیکی منڈی تحصیل و ضلع حافظ آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے فرزند و جانشین حضرت صاحبزادہ جمیل اختر چشتی صابری صدیقی ہیں جو کہ پڑھے لکھے متبحر عالم دین اور

ظاہری، باطنی علوم پر مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ ہمہ صفت اوصاف کے مالک اور قرآن وحدیث تفسیر وفقہ علم الاعداد علم جفر ودیگر علوم ظاہریہ و باطنیہ کے اسرار ورموز سے واقف ہیں۔ اس کے علاوہ موصوف اپنے والد گرامی کے تمام خلفاء اوران خلفا کے آگے جتنے جتنے خلفائے کرام ہیں سب کے احوال سے بخوبی واقف ہیں۔ موصوف اپنے وقت کے بہترین پختہ شاعراورادیب بھی ہیں۔ اپنے سلسلہ کے بارے میں ایک کتاب بنام ''کلید السالکین'' انہوں نے طبع کرائی ہے۔ علاوہ ازیں ایک کتاب حیات خواجہ جو اپنے پیرومرشد کے حالات پر مفصل کتاب کا قلمی نسخہ تیار ہے جلد ہی چھپ جائے تو مناسب ہوگا۔

فقیر کو تمام معلومات صاحبزادہ جمیل اختر چشتی صابری صاحب کی طرف سے موصول ہوئی ہے اور فقیر سے مسلسل بذریعہ فون رابطے میں ہیں۔ اور گاہے بہ گاہے فقیر کے غریب خانے بھی تشریف فرماہوتے رہتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار گوہربار کی حاضری کی سعادت حاصل ہے اور جناب حضرت صاحبزادہ جمیل اختر صابری صاحب سے بھی شرف نیاز حاصل ہے، بڑے حلیم الطبع اور مہربان ومیزبان طبیعت کے مالک ہیں۔ آپ کے پیرومرشد جو اس وقت گنگوہ شریف میں ظاہری طور پر حیات تھے انہوں نے آپ کی قطعہ تاریخ وصال لکھی ہے۔

رفعت از دہر حزیں صدیق حئ　　درجناں گشتہ مکیں صدیق حئ

سن نقلش گفت ہاتف اے ذبیح　　سائر خلد بریں صدیق حئ

۱۳۷۴ھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت میاں فضل کریم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عمدۃ الکاملین، برہان الواصلین، مرد حقیقت آ گاہ حضرت میاں فضل کریم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت بارہ اپریل ۱۸۹۶ء کو موضع بانگی وال تحصیل نکودر ضلع جالندھر انڈیا میں ہوئی۔ شروع زمانے میں آپ محکمہ مال میں ملازم تھے۔

مگر آپ کی ملازمت کی زندگی بھی بے مثال تھی۔ تمام عمر رشوت، جھوٹ اور بڑے افسروں کی خوشامد سے پاک گزری۔ دوران ملازمت بھی عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ ہمیشہ یادالٰہی میں مستغرق رہتے۔

پاکیزگی نفس آپ کی ضرب المثل تھی۔ سیرت وکردار بہت بلند، اخلاق میں بے مثال اوصاف میں یکتا تھے۔ ہمیشہ تلاش میں متلاشی رہتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت میاں نبی بخش چشتی صابری ساکن لوہ گڑھ انڈیا کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

عبادت وریاضت ومجاہدہ وترک وتجرید میں یکتا دیکھ کر مرشد کامل نے منازل سلوک طے کرانے کے بعد آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر صاحب اجازت وارشاد کیا۔

ہندوستان سے ہجرت اور موجودہ جگہ پرورودِ مسعود ☆: قیام پاکستان سے قبل ہی آپ اپنے آبائی علاقہ موضع بانگی تحصیل نکودر ضلع جالندھر انڈیا سے ہجرت کر کے موضع سمندوانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ پاکستان میں تشریف لائے اور موجودہ جگہ سمندوانہ تحصیل شورکوٹ کو رشدوہدایت کا مرکز قرار دے کر دین حق اور طالبان حق کی خدمت میں مصروف ہوگئے۔

اور اپنے مرشد کامل کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہفتہ وار اور ماہانہ ختم خواجگان اور گیارہویں شریف کا اہتمام کیا جس میں روز بروز عقیدتمندوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور لوگ جوق در جوق آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہونے لگے۔

قبل از وصال صاحبزادے کو نصیحت ☆: ۱۷۔۱۸ شعبان کی درمیانی رات ۱۲ راپریل ۱۹۵۵ء کو آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے عبدالحمید کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ جس وقت میری روح تہجد کے وقت پرواز کر جائے گی تو میرے کفن دفن میں بخل سے کام نہ لینا۔

میرے عقیدت مند از خود اس روز جنازے پر پہنچ جائیں گے۔ اور اگر تمہاری خالہ بھی پہنچ جائے تو مجھے خوشی ہوگی اس کے پاس سبز خومانی ہوگی جو مجھے بہت پسند ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مذکورہ عورت پچاس میل کا فاصلہ طے کر کے اچانک آپ کے گھر اُسی رات کو پہنچی تو اس کے پاس سبز خومانی تھی۔

جو اُس نے آپ کو پیش کیں اور آپ نے ان میں سے چند دانے خومانی کے تناول فرمائے۔ اور آپ سو گئے۔ عین تہجد کے وقت ۱۳۷۴ھ۔۱۷۔۱۸ شعبان بمطابق ۱۲ ۱۱ اپریل ۱۹۵۵ء کو آپ کا وصال با کمال ہوا۔

اور حسب وصیت قصبہ سمندوانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ صوبہ پنجاب میں آپ کی تدفین ہوئی۔ جہاں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں آپ کا سالانہ عرس مبارک ۱۲ /اپریل کو ہر سال بڑے عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں ملک بھر سے علمائے کرام نعت خوان حضرات اور معروف قوال حضرات شرکت کر کے اپنا اپنا نذرانہ عقیدت ومحبت پیش کرتے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے عبدالحمید صابری سجادہ نشین مقرر ہوئے جو کہ اپنے وقت کے بہترین صوفی بزرگ اور صاف ستھرے ذوق کے حامل ہیں

اور اپنے بزرگوں کے مشن پر گامزن اور سختی سے ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے بہترین شاعر ہیں۔ شعروشاعری سے خصوصی لگاؤ رکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن چشتی صابری قدوسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: تارک ازمملکت دنیا، طالب عقبیٰ، کاشف اسرار الٰہی، عارف معرفت لامتناہی، جامع علوم معنوی وصوری، قبلۂ عاشقاں، مرکز ومحور عارفاں حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن چشتی صابری قدوسی رحمتہ اللہ علیہ بیسویں صدی عیسوی میں اپنے زمانہ کے عظیم صوفی باصفا جناب حضرت محمد فضل الرحمٰن کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب ددھیال کی طرف حضرت شیخ خواجہ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ سے اور والدہ کی طرف سے صحابی رسول حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ یوں آپ کونسبی اور روحانی طور پر قدوسی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

آپ کے گھر کا ماحول چونکہ شروع سے ہی مذہبی تھا والدین کریمین عبادت گزار اور شب بیدار تھے۔ انہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی اور بچپن ہی میں اسلام کے بنیادی عقائد وارکان سے کماحقہ، روشناس کرایا اور قدیم تعلیم، کلام ربانی کے بعد عربی فارسی کی ابتدائی تعلیم دی۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ انیٹھ ضلع مظفر نگر تشریف لے گئے جہاں آپ نے منشی محمد علی صاحب سے فن نقشہ نویسی میں مہارت تامہ حاصل کی اور ۱۹۱۵ء میں ملازمت کے سلسلہ میں بمبئی تشریف لے گئے۔

یہ دور وہ دور تھا کہ جب پوری دنیا جنگ عظیم کی لپیٹ میں تھی اور برصغیر پر انگریز اپنا غاصبانہ قبضہ جمائے عیش وعشرت کی زندگی گزار رہا تھا۔ زمانہ ملازمت بمبئی میں ایک مرتبہ آپ اپنے دفتر پہنچے تو انگریز افسر نے ایک نقشہ فوراً بنانے کا حکم دیا۔ آپ نقشہ بنانے میں مصروف ہو گئے۔ ابھی نقشہ تکمیل کے آخری مراحل میں داخل تھا کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ نے وضو کیا اور نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ ادھر انگریز افسر نے آپ کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ نماز میں مصروف ہیں۔ آپ نے بڑے اطمینان سے نماز ادا کی فارغ ہو کر دفتر پہنچے تو افسر نے انتہائی ترش اور غصیلے لہجے میں کہا کہ بابو انعام نماز پڑھو گے یا نوکری کرو گے۔ آپ نے نقشہ لپیٹ کر افسر کے سامنے رکھا اور کمال استغنا سے فرمایا صاحب انعام نماز پڑھے گا نوکری نہیں کرے گا۔ یہ کہہ کر آپ گھر تشریف لے آئے اور چہرہ انور سے کمال اطمینان جھلک رہا تھا۔ دل کی کیفیت یہ تھی کہ

پاؤں اُٹھ سکتے، نہیں منزل جاناں کے خلاف
اور اگر ہوش کی پوچھیں تو مجھے ہوش نہیں

آپ بڑے ہی اطمینان سے راضی برضا ہو کر گھر بیٹھے تھے کہ رحمت خداوندی کو جوش آیا اور اُسی وقت اس انگریز حاکم کے تبادلے کے احکام جاری ہو گئے۔ جس پر وہ سخت پریشان و حیران ہوا اور سمجھ گیا کہ میں نے ایک درویش کے ساتھ جو زیادتی کی تھی مجھے اس کی سزا ملی ہے۔ وہ کیے پر نادم ہوا اور ایک خادم کو ساتھ لے کر آپ کے در دولت پر حاضر ہوا اور معافی کا خواستگار ہو کر خدمت اقدس میں عرض کرنے لگا کہ آپ صبح سے دفتر تشریف لائیں۔

بیعت و خلافت ☆: زمانہ ملازمت قیام بمبئی کے دوران آپ کو ایک دن معلوم ہوا کہ حیدرآباد دکن جو علم و عرفان کا مرکز ہے وہاں کے امام و خطیب حضرت خواجہ شاہ شبیر احمد صابریؒ بمبئی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ ان سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے بس پھر کیا تھا کہ:

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے   ہم تمہارے تم ہمارے ہو گئے

حضرت کے روئے تاباں پر نظر پڑتے ہی قدموں میں گر گئے اور بیعت کے لئے درخواست کی حضرت قبلہ شاہ شبیر احمد صابریؒ حیدرآباد دکنی نے فوراً بھانپ لیا کہ آنے والے وقتوں میں یہ شہباز طریقت اپنے عروج پر ہوگا۔ فوراً آپ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور شرف بیعت سے مشرف فرما کر اعزاز بخشا۔ اور پوری توجہ اور لگن سے آپ کی تربیت کی اور ۵ ماہ کے قلیل عرصے میں تمام منازل سلوک طے کرا کر آپ کو کامل و اکمل اور مکمل کر کے ۱۹۳۰ء میں آپ کو دستار و خرقۂ خلافت عطا فرما کر صاحب ارشاد و مجاز کر کے ممتاز فرما کر صاحب ارشاد فرمایا۔

آپ کی علمی خدمات ☆: آپ نے اپنی نوک قلم سے اہل تصوف طالبین کے لئے تین کتابیں تحریر فرمائیں جن میں ایک کتاب "باب الانعام" دوسری کتاب "تعلیم الرحمٰن" شائع ہو چکی ہیں جبکہ آپ کی تیسری کتاب فیوض رحمانی زیر طبع ہے۔ مذکورہ بالا کتب آپ نے دربار رسالت میں منظوری کے لئے پیش فرمائیں تو تو جواب موصول ہوا کہ اسے انعام الرحمٰن ہم نے آپ کو یہ کتب لکھنے کی توفیق عطا کی تو آپ لکھنے کے قابل ہوئے۔ سند قبولیت پا کر آپ بے پناہ خوش ہوئے اور یہ کتب ہدایت کیلئے عام فرما دیں۔

سیرت و کردار ☆: جذبہ حقانی میں آپ نے ملازمت ترک کر کے سہارنپور تشریف لے گئے اور وہاں پر کریانہ کی دکان کر کے تجارت کا پیشہ اختیار کیا بارہ برس تک اس کاروبار سے منسلک رہنے کے بعد ۱۹۴۲ء میں تمام کاروبار اپنے بڑے صاحبزادے جناب شہزادہ عطاء الرحمٰن کے سپرد کیا اور بذات خود گوشہ نشینی اختیار فرمالی اور در دولت پر حاضری دینے والے تشنگان عشق کی سیرابی ارواح کا فریضہ انجام دینے لگے۔ آپ اکثر سفر پر رہتے اور اس دوران مختلف اضلاع اور شہروں میں بزرگان دین کے مزارات پر حاضری کے لئے تشریف لے جاتے خاص طور پر عالم پناہ مخدوم العلمین حضرت خواجہ سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر کئی کئی ماہ تک قیام پذیر رہتے اور وابستگان سلسلہ عالیہ کے لئے دعائیں مانگتے، آپ کے سینے میں عشق رسول ﷺ کا ایک سمندر موجزن تھا۔ آپ کی ذات صبر و رضا کی پیکر تھی تمام زندگی قناعت میں گزاری۔ آپ انتہائی بردبار تحمل مزاج اور پرخلوص شخصیت کے حامل تھے۔ عبادت و ریاضت میں یگانہ روزگار پابند تہجد اور صوم و صلوٰۃ تھے۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں چار

مریدوں کو خلافت عطا فرمائی۔

(نمبر۱) حضرت خواجہ حافظ محمد جعفر رحمانی خلیفہ اکبر المعروف عاشق رحمانی الملقب امام صاحبؒ مزار شریف مرشد کے قریب سہارنپور شریف قبرستان گوئے شاہ۔ (نمبر۲) صوفی محمد عمر رحمانی۔ مزار شریف قبرستان میانی صاحب لاہور۔ (نمبر۳) شاہ محمد فاروق رحمانی (محبوبِ رحمانی) مزار شریف جہانگیر روڈ کراچی۔ (نمبر۴) منشی نور العمر رحمانی مزار شریف پاپوش نگر کراچی۔

آپ کے ملفوظات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ جو دوست انتقال کر گیا ہو اسے اس وقت تک ایصال ثواب کرتے رہو جب تک قلب مطمئن نہ ہو جائے۔ حق دوستی یہی ہے (نمبر۲) دلائل الخیرات شریف کے متعلق فرمایا کہ یہ بہت دور تک جائے گی۔ جہاں کا وہم وگمان بھی نہیں ہوگا۔ (نمبر۳) آپ ہمیشہ فرماتے تھے کہ اسراف سے اجتناب کرو۔ روپیہ اور مال کا صحیح صحیح استعمال کرو۔ یہ ایمان کی ڈھال ہے۔ (نمبر۴) آپ فرماتے ہیں کہ مہمان کی وہ تواضع کرو جو ہمیشہ بے تکلف جاری رکھ سکو۔ یہ خیال نہ کرنا کہ یہ کیوں آ گیا اور کب جائے گا۔ جب تکلفات بساط سے بڑھ کر کرتا ہے تو ایسے خیال آنا فطری ہے۔ اگر دل میں یہ ہے کہ کب جائے گا۔ اور ظاہر میں کہہ رہا ہے کہ آپ کے آنے سے بہت خوشی ہوئی تو ظاہر و باطن الگ الگ ہوئے۔ اور یہ عبود کو پسند نہیں۔ اللہ دوست نہیں رکھتا اسراف کرنے والوں کو۔ (نمبر۵) آپ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا وظیفہ حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔ حقوق والدین، حقوق ہمسایہ، بھائیوں کے حقوق، اعزا کے حقوق، اقربا اور اہل وعیال کے حقوق وغیرہ۔ (نمبر۶) آپ فرماتے ہیں کہ سادہ لباس، سادہ خوراک سے زندگی آسان رہتی ہے۔ اللہ نے رزق کا وعدہ کیا ہے، قورمہ کھلانے کا نہیں، کفایت شعاری کے طریقے سیکھو۔ سردیوں میں گرمیوں کا کپڑا بنانے سے کفایت ہوتی ہے۔ ضرورت کے وقت خرچ کرو، ماں بھوکی ہو تو بیٹے کے ورد و وظائف نہیں ہوتے۔ سچ بولنا بھی بڑا وظیفہ ہے۔ کیونکہ سچ بات اگر آج کوئی نہیں مانتا تو کل خود اسے معلوم ہو جائے گا۔ اگر جھوٹ بولا تو پول کھل جائے گا۔ لباس انکساری کا اچھا ہے۔ رعونت کا لباس اچھا نہیں۔ گفتگو سادہ، لباس سادہ، کھانا سادہ۔

کرامت ☆: آپ کے خلیفہ حضرت شاہ میاں محمد فاروق محبوب رحمانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ آگرہ تشریف لے گئے۔ واپسی کے وقت گاڑی چلنے میں تھوڑا وقت رہ گیا تھا۔ منزل سے اسٹیشن بھی دور تھا۔ پریشانی کے عالم میں کھڑے تھے کہ اپنے شیخ کا تصور کر کے احوال عرض کیا۔ تصور کرنے کی دیر تھی کہ یکا یک ایک تانگہ سامنے آ کے کھڑا ہو گیا اس میں سوار ہو کر اسٹیشن پہنچے اور تانگے والے کو عام کرایہ سے تین روپے زیادہ عنایت کئے اور گاڑی میں سوار ہو گئے۔ جب حضرت شاہ محمد فاروق رحمانی آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے بوقت ملاقات فرمایا کہو میاں محمد فاروق بھئی سواری تو آپ کو مل گئی تھی۔ حق آپ نے بھی نہیں رکھا۔ قدرت نے آپ کو یہ کمال عطا فرمایا تھا کہ اگر کوئی مریض خط کے ذریعے آپ کو اپنی تکلیف سے آگاہ کرتا تو آپ خط کی تحریر پر نظر ڈالتے اور مریض اپنے مقام پر صحت یاب ہو جاتا تھا۔ آپ نے اپنا یہ تصرف عجیب نظام دکن عثمان علی خان کی خواہش پر ان کو مختص کر دیا تھا۔

وصال با کمال ☆: ۱۹۵۳ء میں آپ حضور سلطان الاولیا مخدوم العلمین حضرت سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار گوہر بار کی زیارت اور حاضری کے لئے تشریف لے گئے تو دو ماہ سے زیادہ آپ نے وہاں قیام فرمایا۔

بعدازاں واپس سہارن پور پہنچے تو طبیعت ناساز ہونا شروع ہوگئی جگر میں ورم آ گیا۔ مسلسل شب بیداری، سفر وحضر اور مخلوق خدا کے غم نے آپ کو یکسر نڈھال کر دیا تھا۔ ۱۹۵۵ء میں آپ کی طبیعت مزید ناساز ہوگئی۔ بالآخر ۲۸ جمادی الاول ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۵ء میں آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُر انوار قبرستان کوڑے شاہ سہارنپور یوپی انڈیا میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت مولانا نسیم احمد دہلوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عمدۃ الاسرار، زبدۃ الاسرار، زبدۃ العارفین، قدوۃ الکاملین، واقف رموز ربانی حضرت مولانا نسیم احمد دہلوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اولیائے کبار سے ہیں۔

مولانا نسیم احمد صاحب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے داداجان مولانا حسن علی صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی اور حضرت شیخ عبدالقادر علیہم الرحمۃ سے علوم دینی کی تعلیم حاصل کی تھی اور دہلی میں فوت ہوئے۔ مولانا حسن علی کے بیٹے مولانا حبیب احمد تھے جو دہلی میں ۱۲۷۰ھ کو پیدا ہوئے۔ مولانا محمد کرامت اللہ دہلوی سے تکمیل علوم کے بعد مدرسہ فتحپوری دہلی میں مدرس دوئم ہوئے۔ بعد میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ دہلی میں آپ کا انتقال ہوا۔ مولانا حبیب احمد کے چار صاحبزادے (۱) بشیر احمد۔ (۲) مولانا نسیم احمد۔ (۳) حافظ جمیل احمد اور (۴) شفیق احمد ہوئے۔ بشیر احمد پہلے دہلی میں ملازم ہوئے، دہلی سے ملتان میں تبادلہ ہوا۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد دلی واپس چلے گئے۔ ملک کی تقسیم کے بعد ۱۹۴۷ء میں ملتان چلے آئے۔ وہیں انتقال ہوا۔

حافظ جمیل احمد نقشہ نویس تھے۔ اسی کام میں زندگی بسر کی۔ شفیق احمد، مولانا مفتی مظہر اللہ دہلوی امام مسجد فتحپوری کے داماد تھے۔ اور یہ بھی نقشہ نویس تھے۔ یہ دونوں بھائی ملک کی تقسیم کے بعد ۱۹۴۷ء کو کراچی چلے گئے۔ وہیں شفیق احمد ۱۹۶۷ء اور حافظ جمیل احمد ۱۹۷۱ء کو انتقال کیا۔

تعلیم و تربیت ☆: حضرت مولانا نسیم احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن حکیم اپنے والد ماجد مولانا مفتی حبیب احمد صاحب دہلوی سے حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ عربیہ فتح پوری دہلی میں اپنے والد کی نگرانی میں پائی۔ دہلی سے لاہور چلے گئے تو وہاں ایک مقامی کالج میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کر کے دہلی تشریف لے گئے تو آپ کے والد ماجد نے اپنی جگہ شاہی سنہری مسجد چاندنی چوک دہلی کی امامت آپ کے سپرد کر دی۔ مثنوی شریف کا درس آپ نے اپنے مرشد مولانا محمد کرامت اللہ خان چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے لیا تھا۔

امامت و خطابت ☆: اس سنہری مسجد کی امامت کا سلسلہ حافظ اسلام صاحب کے پردادا محمد معظم اور دادا حافظ

عبدالرزاق کے زمانے سے چل رہا ہے۔ یہ حضرات اس مسجد کے امام رہے جو بعد میں مولانا مفتی حبیب احمد کو منتقل ہو گیا۔ مولانا حبیب احمد، حافظ اسلام کے پھوپھا تھے۔ حافظ اسلام پہاڑی املی کی ایک برج کی مسجد کے قریب رہتے تھے جہاں ان کا رہائشی مکان ہے۔ ان کے مکان کے نزدیک مولانا نسیم احمد کا مکان تھا تھوڑا عرصہ آپ نے اس میں قیام کیا۔ آپ نے ایک برج کی مسجد میں ۳۰۔۳۵ سال تک محرم کے مہینے میں ۱۵ محرم تا ۲۵ محرم الحرام تک دس روز شہادت کا ذکر فرمایا۔ آپ سے پہلے اس مسجد میں حضرت مولانا قاری محمد کرامت اللہ دہلوی نے انہی دنوں میں عرصہ تک شہداء کربلا کا بیان فرمایا۔ ۱۹۴۷ء کے پرآشوب زمانہ میں مولانا نسیم احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ دہلی سے کراچی چلے گئے تو اس وقت سے حضرت مفتی مظہراللہ دہلوی کے صاحبزادے مولانا مشرف احمد نے یہ سلسلہ جاری کر رکھا ہے جو آج تک جاری ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ صابریہ چشتیہ میں حضرت مولانا محمد کرامت اللہ خان دہلوی کے دست بیعت ہوئے۔ اور بعد میں خلافت سے بھی نوازے گئے۔

شادی واولاد ☆: آپ کے مرشد مولانا کرامت اللہ دہلوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کو آپ سے بے حد محبت تھی۔ مولانا نے اپنی منجھلی صاحبزادی سے (اپنے مرید یعنی) آپ کا نکاح کر دیا تھا۔

تبلیغ وتدریس ☆: ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۲ء کو دہلی میں ''انجمن موئید الاسلام'' قائم ہوئی۔ جس کے بانی منشی کرم اللہ خان ملا نا عبدالحق مؤلف تفسیر حقانی، حافظ عبدالغنی اور حافظ محمد اسحاق صاحبان وغیرہ تھے۔ اس انجمن کے مقاصد یتیم خانہ قائم کرنا، لڑکیوں اور لڑکوں کو تعلیم دلانا، نومسلموں کو تربیت دلانا اور اس کی نگرانی کرنا اور لاوارث مسلمان میتوں کو اپنے ہاتھوں دفنانا تھا۔ یہ انجمن، اسلام کی تبلیغ کے لئے مبلغ بھی رکھتی تھی، اس کام کے لئے مولانا نسیم احمد نے بھی خدمات انجام دیں۔ انہوں نے کافی عرصہ تک تبلیغ کا کام کیا۔ مبلغ کی حیثیت سے انجمن کی طرف سے آپ رنگون و برما وغیرہ میں بھی تشریف لے گئے تھے۔ والد صاحب کی علالت کی وجہ سے آپ نے باہر کے تبلیغی دورے منسوخ فرمادیئے اور دہلی تک تبلیغی کام محدود کر دیا اور مستقل طور پر سنہری مسجد کی امامت کی ذمے داری لے لی۔

مولانا محمد کرامت اللہ کے انتقال کے بعد چھوٹی مسجد بارہ ہندوداؤ میں مسلسل بیس سال تک بعد نماز فجر ترجمہ قرآن مجید اور مثنوی شریف کا درس دیتے رہے۔ آپ روزانہ بعد نماز عشاء مسجد نواب دوجانہ ہاؤس بازار مٹیا محل میں درس دیا کرتے تھے اور بعد نماز عصر شاہی مسجد سنہری چاندنی چوک متصل فوارہ اپنے حجرہ میں مخصوص حضرات (۱) مولانا احمد غزالی جو بنگالی کوارٹر کی ایک اونچی مسجد میں مقیم تھے (۲) دوسرے مولانا عبدالرحمٰن کاملی (۳) اور مولانا عبدالحق کاملی وغیرہ کو مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کا درس دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ دہلی میں سخت بیمار ہوئے تو آپ نے اپنے بھتیجے اور چھوٹے داماد مولانا حافظ شبیر احمد دہلوی کو اپنی جگہ سنہری مسجد

امامت سپرد کی تھی۔

۱۹۴۷ء کو پاکستان تشریف لے آئے، کراچی میں سکونت اختیار کی یہاں مارٹن روڈ پر ایک مسجد کی بنیاد ڈالی اس کا نام ''موتی مسجد'' رکھا اور وہاں تقریباً دس سال امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے اور خان صاحب محمد اشرف حانی کے ساتھ اس مسجد کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیا۔

اس مسجد میں بھی بعد نماز فجر درس قرآن حکیم اور درس مثنوی شریف دیتے رہے۔ اس طرح ساری زندگی اسلام وسنیت کی تبلیغ، ترویج واشاعت میں بسر فرمائی۔

وصال باکمال ☆: وصال سے ایک سال قبل آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ حکیم سید اشفاق احمد اشرفی نے علاج کیا۔ قدرے طبیعت سنبھلی۔ آپ نے پھر اس مسجد کی امامت کے فرائض اور درس کا کام شروع کر دیا، چھ ماہ بعد دوبارہ فالج کا حملہ ہوا۔ آپ اپنے بھتیجے اور چھوٹے داماد مولانا شبیر احمد دہلوی کے مکان پاکستان کوارٹرز چلے گئے۔ ڈاکٹر میجر حسن، ڈاکٹر عبدالصمد اور ڈاکٹر عبدالرحیم پراچہ وغیرہ نے آپ کا علاج کیا۔ کمزوری بے حد بڑھتی چلی گئی۔ بیماری کے ایام میں بھی مثنوی شریف کا مطالعہ کرتے رہے اور نماز پنجگانہ ادا کرتے رہے۔ آپ کی یکم ربیع الاول ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۷ء کو طبیعت قدرے زیادہ خراب ہوگئی۔ گیارہ اور بارہ ربیع الاول کی درمیانی شب صبح صادق چار بج کر دس منٹ پر اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کا مزار پُر انوار خاموش کالونی (فردوس کالونی) کراچی کے قبرستان میں مرجع خلائق ہے۔

بحوالہ تذکرہ انوار علمائے اہل سنت سندھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ رحمت علی المعروف ننھے بھائی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف زمانہ، مرشد یگانہ، مجذوب زمانہ حضرت شیخ رحمت علی المعروف ننھے بھائی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ایک مجذوب منش عارف کامل اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم مشہور و معروف بزرگ ہوئے ہیں۔

مجدد ملت صابریہ حضرت شیخ خواجہ جمال الدین انور المعروف حضرت بابا غریب شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ کے بارے میں اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ: میں ایک دن درگاہ حضرت امام ابو صالح محمد چشتی علیہ الرحمۃ سے بغرض سلام حضور مخدوم العالمین سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں سلام کیلئے جا رہا تھا کہ راستے میں حاجی بابا رحمت دین ملے۔

انہوں نے مجھ سے کہا کہ ننھے بھائی پردہ فرما گئے۔ میں نے فوراً سوچا کہ پہلے آپ حضور کی زیارت کرلوں تو ابھی رات کا کچھ حصہ باقی تھا۔ جس وقت میں مقبرے میں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ خوشبوؤں کے فوارے پھوٹ رہے ہیں۔ جو انسانی عقل سے باہر ہیں۔ میں نے آپ حضور ننھے میاں کے چہرہ مبارک کی زیارت کی اور پچھلے پاؤں لوٹا۔ پھر حضور مخدوم العالمین حضرت صابر پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام پیش کیا اور آپ حضور ننھے بھائی کی قبر مبارک پر گیا تو کیا دیکھا کہ آپ کی قبر مبارک سے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ اٹھا ہے۔ جس میں سے عجیب قسم کی خوشبو آ رہی ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۷۶ھ بمطابق ۱۹۵۶ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار درگاہ حضرت ابدال صاحب کے قدموں کی جانب گولر کے سائے میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت خواجہ خیر دین المعروف جھنڈے شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی زمانہ، شیخ یگانہ، مرد قلندر، ہمہ اوصاف یگانہ، حضرت خواجہ خیر دین المعروف بابا جھنڈے شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یادگار اسلاف ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت کوٹ فتح دین نزد شہر قصور میں جناب میاں محمد بخش کمبوہ کے گھر ۱۲۵۶ھ بمطابق ۴۱-۱۸۴۰ء کو ہوئی۔

آپ کے والد گرامی بڑے ہی خدا پرست اور نیک سیرت اور دل کے سخی تھے۔ آپ کے والد گرامی کے ہاں جو بچہ بھی پیدا ہوتا وہ پیدائش کے چالیس دن کے اندر فوت ہو جاتا۔

لیکن جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے والد گرامی اٹھا کر ایک مرد قلندر حضرت بابا امام شاہ مجذوب کی خدمت میں لے گئے اور ان کی گود میں آپ کو ڈال دیا۔ حضرت بابا امام شاہ مجذوب کوٹ فتح دین سے باہر شہباز روڈ پر بیٹھا کرتے تھے جو کہ بہت ہی صاحب کشف و کرامت تھے اور دور دور تک ان کا شہرہ تھا۔ حضرت بابا امام شاہ مجذوب کی خدمت میں ایک مائی صاحبہ جن کا نام تاج بی بی تھا مگر بابا امام شاہ مجذوب اُن کو تاج محمدا کے نام سے پکارتے تھے۔

چنانچہ جب آپ کو بابا امام شاہ کی گود میں ڈالا گیا تو انہوں نے اپنی خادمہ مائی تاج بی بی کو بلا کر فرمایا تاج محمدا تمہیں مبارک ہو کہ اللہ کریم نے تمہیں فرزند عطا کیا ہے۔ جس کے جواب میں مائی صاحبہ نے عرض کیا حضرت یہ تو مردہ ہے۔ یہ سن کر بابا امام شاہ مسکرائے اور فرمایا تاج محمدا یہ لڑکا بڑی لمبی عمر پائے گا اور بہت ہی بلند نصیب ہوگا۔ یہ جواب سن کر مائی صاحبہ نے عرض کیا حضور اللہ نے فرزند تو دے دیا مگر اسے دودھ کون پلائے گا۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ میں نے تو کوئی اولاد جنی نہیں تو دودھ کہاں سے آئے گا۔ آپ نے فرمایا تاج محمدا ذرا چھاتی سے لگا تو سہی رب تعالیٰ دودھ کا انتظام بھی کر دے گا۔

چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ ایسا ہی ہوا کہ اُن کی دعا سے اس کی چھاتی میں دودھ اتر آیا اور وہ مائی صاحبہ آپ کو مسلسل لگاتار دو سال تک دودھ پلاتی رہیں۔ اس دوران آپ کے والد گرامی آپ سے ملنے کے لئے آتے رہے۔ دو سال کے بعد مائی تاج بی بی نے آپ کو آپ کے والد گرامی کے سپرد کر دیا اور وہ لے کر گھر آ گئے۔

اس دو سال کے عرصہ میں آپ کے سر کے بال کافی بڑھ گئے تھے۔ جس کی بنا پر اہل خاندان نے آپ کو میاں جھنڈو کے نام سے پکارنا شروع کر دیا اور بڑے ہو کر اسی نام سے متعارف اور مشہور ہوئے۔

جب آپ کی عمر شریف سات برس کی ہوئی تو آپ کے والد گرامی نے آپ کو بکریاں خرید کردے دیں۔ آپ متواتر پانچ برس تک بکریاں چراتے رہے۔ اور اس دوران اپنا زیادہ وقت قصور شہر کے بڑے قبرستانوں میں گزارتے اور وہاں یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنا ان کی خدمت کرنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

ملازمت کاروبار اور شادی ☆: جب آپ کی عمر عزیز چودہ برس کی ہوئی تو اس وقت رائے ونڈ کو دہلی سے ملانے کے لئے ریلوے لائن کا سروے ہو رہا تھا۔ تھوڑے عرصے کے بعد جب یہ لائن بن گئی تو آپ کے والد گرامی ریلوے میں کانٹا مین کی حیثیت سے بھرتی ہو کر قصور سے رائے ونڈ تشریف لے آئے۔ والد گرامی کے ہمراہ آپ بھی قصور سے رائے ونڈ تشریف لے آئے۔ رائے ونڈ پہنچ کر آپ کو نان بائی بننے کا شوق پیدا ہوا۔ تو ایک نان بائی کی دکان پر ملازمت اختیار کر لی۔ وہ نان بائی چونکہ بے اولاد تھا۔ وہ آپ سے بہت پیار کرتا اور مثل بیٹا آپ کو اپنے گھر میں ہی رکھ لیا۔ آپ نے بھی اُس کی بہت زیادہ خدمت کی جس سے وہ بہت خوش ہوا اور اپنے تمام کاروبار کو آپ کے سپرد کر دیا۔ اسی دوران آپ کی شادی اپنے ہی خاندان کی ایک معزز خاتون سے ہوگئی۔ مگر آپ کے ہاں اولاد نہ تھی۔

بیعت وخلافت ☆: موضع پھجوائی ماجھہ کے رہنے والے حضرت سائیں عمر دین چشتی صابری جو کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے ولی کامل اور صاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ وہ اپنے گاؤں سے رائے ونڈ میں روئی کے کارخانے سے ملحقہ جامع مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ یہاں آپ کی شناسائی ان سے ہوئی۔ آپ کی زیارت کے لئے ان کے گاؤں پھجو ماجھہ میں بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اسی دوران دونوں حضرات میں خاصی قربت اور پیار ہو گیا۔ جو کہ فطرتی عمل تھا۔ ایک دن آپ حضرت سائیں عمر دین صابری سے ملاقات کے لئے ان کے گاؤں میں گئے تو اسی روز خداوند کریم نے حضرت سائیں عمر دین صابری کو اولاد نرینہ سے نوازا تھا۔ آپ نے عرض کیا حضور اس خوشی کے موقع پر اس خادم کو بھی فرزندی میں قبول فرمالیں۔

چنانچہ آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے اور درجہ کمال کو پہنچے۔ آپ کے مرشد کامل حضرت سائیں عمر دین جب اپنے مریدین کے ہمراہ رائے ونڈ سے اجمیر شریف گئے تو حضور غریب نواز کے دربار شریف میں حاضری کے موقع پر مرشد کامل نے آپ کو اپنے قریب بلایا اور دستار خلافت باندھ کر آپ کو صاحب ارشاد ومجاز بنایا۔ اور سند خلافت عطا فرما کر رشد وہدایت اور بیعت کرنے کی اجازت عنایت فرمائی۔

سلسلہ طریقت حسب ذیل ہے ☆: حضرت خواجہ خیر دین المعروف جھنڈے شاہ مرید وخلیفہ حضرت سائیں عمر دین مرید خواجہ ماھلے شاہ مرید سوہنے شاہ مرید محمد شاہ مرید خواجہ رمضان شاہ مرید امام شاہ مرید شاہ مرید وہاب شاہ مرید خواجہ حیات شاہ مرید حضرت سید امام اللہ شاہ مرید حضرت غوث زماں سید محمد سعید کاظمی المعروف سید میراں بھیکھ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین والرضوان والغفر ان۔

سیرت وکردار ☆: آپ ہمہ وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ ایک وقت کھانا دوپہر کے وقت تناول فرماتے تا کہ رات کے وقت نفس غالب نہ آسکے۔ تمام زندگی آپ کا یہی عمل رہا۔

آپ نماز پنجگانہ پابندی سے باجماعت ادا کرتے تھے۔ اور اپنے مریدین کو بھی نماز کی ادائیگی کے لئے خصوصی تاکید فرماتے۔

آپ مریدین سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے واجبات مقرر کیے ہیں۔ شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت، جب تک آپ شریعت کے پابند نہ ہوں گے دوسری منزل تک پہنچنا مشکل کام ہے۔ آپ سچے عاشق رسول ﷺ تھے ہر کام میں اتباع سنت کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ ایامِ زندگی میں ہر سختی و نرمی بیماری و مصیبت کو منجانب اللہ تصور کرتے تھے۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو بھی آپ کے ہاتھ میں آتا اُسے راہ خدا میں خرچ کر دیتے۔ مستجاب الدعوات ایسے تھے کہ جو بھی آتا وہ آپ کی دعا سے بامراد و کامیاب لوٹتا تھا۔

آپ کو خداوند کریم جسمانی و روحانی دولت سے مالا مال فرمایا تھا۔ ۱۱۶ برس کی طویل عمر کے باوجود آخری وقت خود پیدل چل کر مسجد تشریف لے جاتے نماز باجماعت ادا فرماتے اور دیگر ضروری امور بھی آخری وقت تک بذات خود حسب معمول ادا فرماتے رہے۔

خلفائے نامدار☆: یوں تو بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض پایا اور بہت سے لوگوں کو آپ نے خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ مگر خلیفہ اکبر و جانشین آپ نے اپنے مرشد کے حکم سے حضرت مالھے شاہ کے سجادہ نشین حضرت میاں عبدالمعالی علیہ الرحمۃ کے سامنے اپنا سجادہ و خلیفہ اکبر میاں غلام محمد چشتی صابری کو ۱۳۵۴ھ بمطابق 1935ء میں مقرر فرما کر ان کے لئے استقامت دین و ایمان کی دعا فرمائی۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۹۵۷ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار موضع کوٹ شیر باز خان ضلع قصور میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں پر ہر سال ماہ جیٹھ کی گیارہ تاریخ کو آپ کا عرس آپ کے خلیفہ اکبر میاں غلام محمد چشتی صابری کی زیر سرپرستی میں ہوتا رہا۔

اب ان کا بھی وصال ہو گیا۔ بعد میں ان کے مقرر کردہ خلیفہ و سجادہ نشین عرس کراتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

منقبت در شان
حضرت خواجہ سید محمد شفیع چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ محمد شفیع پیر باکمال اے
مصطفیٰ دا نورِ نظر زہراؑ دا لال اے

نوری نوری مکھڑے تے لاٹ دسے نور دی
جیویں آسماناں اُتے چڑھیا ہلال اے

منگیاں مراداں موہنوں خواجہ کرے پوریاں
فیض بے نظیر نالے حُسن بے مثال اے

دُکھیاندا چین ملے دلاں دا قرار اے
ہر دم رہندا اُوہنوں اساں دا خیال اے

چال مستانی گفتار بے نظیر اے
جہنے ڈِٹھا مکھ نوری اوہو ای نہال اے

فضل کمال ڈِٹھا رانی والے پیر دا
ایسا سوہنا چن جہنوں آوندا نئیں زوال اے

دیواں پئی مبارکاں وے بختاں نوں روز مَیں
جدوں دا میں پایا گل وچ خواجہ دا جال اے

آنویں آنویں خواجہ آنویں آوندیاں نہ دیر لاویں
تیرے بناں پل جیناں ہو گیا محال اے

کیہڑی شے بچاویں گا توں دس کھاں وے صابرا
جان اے امانت دل سجناں دا مال اے

ازقلم: حضرت پیر سید محمد صابر حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سید محمد شفیع چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ نگاہ لطف رسول مدنی، فخر السادات، قطب الاقطاب، مجذوب عشق رحمان ومخمور شراب عرفان، ناطق اللسان، فرد حقیقت، شہباز طریقت حضرت خواجہ سید محمد شفیع چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۹۴ء کو سرزمین بھوپال انڈیا میں سادات بخاری کے عظیم نیر تاباں حضرت خواجہ سید محمد رضا شاہ بخاری علیہ الرحمتہ کے گھر ہوئی۔

آپ کی ولادت کے بعد دیکھنے والوں نے بے ساختہ کہا کہ یہ اپنے وقت میں اولیاء کے سرخیل ہوں گے اور ایک جہان ان سے منور ہوگا۔ گھر کے مذہبی اور روحانی ماحول کا آپ کی تربیت پر خاصہ اثر پڑا۔ جس کی بدولت آپ نے بہت جلد ابتدائی تعلیم مکمل کر لی۔

ابھی بچپن کا عالم تھا کہ آپ کے والدین کا انتقال ہوگیا۔ جس کی بنا پر آپ کی زندگی کے نئے سفر کا دور رہوا۔ اور اس طرح مصیبتوں اور آزمائشوں کے نئے دور کا آغاز شروع ہوگیا۔ آپ ابھی تعلیم کے حصول کے لئے کوشاں تھے ایک دن سکول کی طرف جا رہے تھے کہ ایک نئی مصیبت آن پڑی۔

کہ راستے میں ایک ناعاقبت اندیش فرد ملا اور اس نے آپ کو اپنے جال میں پھانسنے کیلئے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو میں تم کو سیر کرا لاؤں اور میلہ دکھا کر لاؤں۔

چونکہ آپ طبعاً سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ زمانہ سازی اور اس کے نشیب وفراز سے ناآشنا تھے۔ اس کی باتوں میں آ کر اسکے ساتھ چل دیئے۔ وہ شخص آپ کو وہاں سے دہلی اور پھر وہاں سے کوبہ کوبہ قریہ بہ قریہ شہر در شہر پھراتا ہوا سرزمین پنجاب میں لے آیا۔ اس طرح یہ قدرت کا شاہکار اپنے خاندان سے بچھڑ کر گھر سے دور ہوگیا۔ اس پورے سفر میں آپ کے ہمراہ ایک لڑکا اور بھی تھا جو کہ عمر کے لحاظ سے آپ سے کچھ بڑا تھا۔ دونوں اُس کے ساتھ پھرتے پھراتے امرتسر کے ایک موضع دوبرجی پہنچے رات ہوئی تو وہاں پر جس مکان میں قیام کیا وہ ایک خدارسیدہ بزرگ کے خادم کا مکان تھا۔

زندگی کے اہم فیصلے کی رات ☆: امرتسر کے گاؤں موضع دوبرجی میں جس مکان میں آپ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ قیام کیا اس مکان میں ایک خدارسیدہ بزرگ اور اپنے زمانے شہباز ولایت حضرت خواجہ بابا خدا بخش چشتی صابری علیہ الرحمتہ قیام پذیر تھے۔ جب اُن کی نگاہ آپ کے چہرے پر پڑی تو سمجھ گئے کہ یہ بچہ سادات کے عظیم گھرانے کا چشم و چراغ ہے جس کے چہرے سے

ولایت کے آثار نمایاں نظر آ رہے ہیں۔ ''ولی راولی می شناسد'' کے مصداق آپ کو پہچان لیا۔

چونکہ آپ دور دراز کے تھکے ہوئے تھے اس لئے جلد ہی زمین پر لیٹ گئے جبکہ حضرت بابا خدا بخش علیہ الرحمۃ پلنگ پر آرام فرما تھے۔ جب آپ کے ساتھی سو گئے تو حضرت بابا صاحب نے آپ کو زمین سے اٹھایا اور اپنے پلنگ پر اپنے ساتھ لیٹا لیا۔ اور آپ کے بارے میں سوچتے رہے کہ نہ جانے کون ہے کس خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ یہ حسین و جمیل اور نورانی چہرے والا آئندہ کسی منزل سے گزرے گا وغیرہ وغیرہ۔ اسی اثناء اور سوچ و بچار میں حضرت بابا خدا بخش صابری صاحب پر باطنی طور پر تمام حقیقت کھل گئی۔ جب صبح کو بیدار ہوئے تو حضرت نے اُس شخص سے پوچھا کہ یہ بچے تمہارے ہیں۔ اس نے جواب میں عرض کیا جی حضور یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ یہ دونوں تو اردو بولتے ہیں جبکہ تمہاری مادری زبان پنجابی ہے۔ تو اُس نے کہا کہ ان کی والدہ ہندوستانی ہے۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ تو پھر ان کو اردو پنجابی مکس کر کے بولنی چاہیے۔ اس کے علاوہ حضرت بابا صاحب نے کچھ سخت اور ترش قسم کے سوالات سختی کے لہجے میں اس سے کئے تو وہ گھبرا کر دونوں کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔

اس کے بعد حضرت نے ان دونوں سے حقیقت حال پوچھی تو دوسرا لڑکا جو عمر میں بڑا بھی تھا۔ اس نے عرض کی حضور میرا تعلق بڑھئی خاندان سے ہے اور ان کا تعلق سادات سے اور یہ یتیم بھی ہیں۔ اور وہ شخص عرصہ چھ ماہ سے ہمیں در بدر لئے پھر رہا تھا۔ ہماری خوش قسمتی کی آپ کی وجہ سے ہماری جان اُس سے چھوٹ گئی۔

چنانچہ حضرت بابا خدا بخش صابری علیہ الرحمۃ نے اُس بڑے لڑکے کو واپس دہلی بھجوا دیا۔ اور آپ کو اپنے پاس ہی رکھ لیا۔ اور آپ کی تربیت و تعلیم ظاہری و باطنی پر مکمل توجہ دینا شروع کر دی۔

اسی دوران کچھ عرصہ کے بعد حضرت بابا خدا بخش وہاں سے ہجرت کر کے ایمن آباد نزد گوجرانوالہ میں تشریف لے آئے اور خانقاہی نظام قائم کر کے مخلوق خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔

بیعت و خلافت☆: آپ جب عالم شباب کو پہنچے تو دینی تعلیم کے حصول کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلسل محنت و لگن سے تکمیل حاصل کی۔ اور عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ کو اختیار کیا اور سخت مجاہدات میں مشغول ہو کر منازل سلوک کو طے کیا۔

مگر دل میں بار بار والد گرامی کی نصیحت و فرمان کا خیال گزرتا۔ جس کے پیش نظر آپ یہ سوچتے تھے نہ جانے میں اس معیار پر پورا اتر رہا ہوں یا نہیں۔

ایک دن اسی خیال میں طبیعت مضطرب تھی کہ رقت طاری ہو گئی اور اسی کیفیت میں غنودگی طاری ہوئی تو خواب میں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ جن سے آپ کے دل کی کلی کھل گئی اور مسرت و خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ آپ نے جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں اپنا مدعا عرض کیا اور حال دل سنایا تو حضرت امام عالی مقام نے دست شفقت پھیرا اور توجہ فرمائی۔ آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو اپنے دست مبارک پر بیعت سے مشرف فرما کر اعزاز و اکرام اور فیوضات باطنیہ سے

نواز کر ظاہری بیعت کا حکم ارشاد فرمایا۔اس کے بعد جب آپ بیدار ہوئے تو دل کی دنیا چونکہ بدل چکی تھی۔آپ حضرت بابا خدا بخش چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔
مرشد کامل نے نہ صرف بیعت سے مشرف فرمایا بلکہ آپ کو خرقہ خلافت سے بھی سرفراز و ممتاز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔اور فرمایا کہ آپ کا کام مکمل ہو چکا ہے لہٰذا آپ امرتسر کے موضع مکھن پور تشریف لے جائیں اور خانقاہ قائم کر کے خلق خدا کو فیض باطنی سے مالا مال کریں۔آپ نے عرض کیا حضور وہاں کے لوگ تو بہت سخت ہیں۔میرا کیسے گزارا ہوگا۔
مرشد کامل نے فرمایا ''شاہ جی مٹھیاں مجاں تے ہر کوئی چولیندا اے۔کوڑیاں چوئے تے فیرای مزا آوندا اے۔''

موضع مکھن پور میں صابری فیضان کی بارش☆: مرشد کامل کا فرمان سنتے ہی آپ ایمن آباد گوجرانوالہ سے مکھن پور امرتسر انڈیا پہنچے اور وہاں پر خانقاہ قائم کی اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔مسلمان تو مسلمان رہے آپ کے پاس ہندو اور سکھوں کے جھتے کے جھتے آنے لگے۔سکھ بڑے پیار اور محبت کی نگاہ سے دیکھتے اور دل سے آپ کا احترام کرتے تھے۔آپ کی نگاہ ولایت و معرفت جس پر ایک بار پڑ جاتی وہ نہ صرف گرویدہ ہو کے رہ جاتا بلکہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا تھا۔
لوگ جوق در جوق سلسلہ میں آپ کے ہاتھ پر داخل ہونے لگے۔ہندو اور سکھوں کی اکثریت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے لگی۔
مکھن پور جہاں آپ کو جاننے والا کوئی نہ تھا اب کیفیت یہ تھی کہ اس کے کسی بھی گلی محلے سے گزرتے مسلمان تو الگ رہے ہندو اور سکھ بھی احتراماً آپ کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔اس مقام پر آپ نے دو سال تک قیام کیا اور اس کے بعد آپ اس کے نزدیکی گاؤں رانی پنڈ تشریف لے گئے۔

رانی پنڈ میں صابری فیضان کی منتقلی☆: مکھن پور سے آپ رانی پنڈ تشریف لے گئے اور یہاں پر سلسلہ رشد و ہدایت قائم کیا۔یہاں کے لوگ بہت سخت دل اور ڈاکے چوری چکاری زنا بدکاری کا ارتکاب برسر عام کرتے بلکہ اس فعل بد پر فخر محسوس کرتے تھے۔
مشیت خداوندی کے حضور مخدوم پاک صابر علاؤالدین شاہ کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لاڈلہ ان سخت لوگوں میں قیام پذیر ہوا کہ ان کو خدا کا حکم اور نبی کریم ﷺ کی سنت پہنچائی جائے مگر چونکہ یہ لوگ ان تمام تعلیم و تعلم سے بے خبر اور برائی میں مست الست تھے۔اس کے علاوہ ان لوگوں کا فارغ وقت میں ایک بہترین مشغلہ ایک کتاب جس میں ہیر رانجھے کی کہانی اور داستان تھی اس کو سنا کرتے تھے۔آپ نے حضور غریب نواز کی طریقت پر عمل کرتے ہوئے ان کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور ان لوگوں کو اپنی خوبصورت آواز میں ہیر پڑھ کر سنانا شروع کر دی۔مطلب یہ تھا کہ کسی بھی بہانے آئیں تو سہی۔جب آئیں گے تو اپنا رنگ چڑھانا کوئی مشکل کام نہ ہوگا۔
چنانچہ آپ کی جادوئی آواز نے سب کو ایک ایک کر کے اپنی طرف کھینچ لیا۔اور لوگ آپ کی طرف مائل ہونے لگے۔دن بدن مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔لوگ اسلام قبول کرتے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہونے لگے۔اس طرح اس پورے علاقے کے اطراف میں اسلام کی شمع روشن ہوئی اور ہر طرف حق صابر یا صابر کے نعرے لگنے لگے۔

سیرت و کردار☆: آپ صحیح النسب سادات بخاری سے ہیں، دین اسلام کی شمع کو فروزاں کرنے میں تمام عمر مصروف رہے۔

ہزاروں کافر آپ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ نے تمام عمر دین مصطفیٰ ﷺ کے فروغ اور تحفظ اور اس کی اشاعت میں گزاری۔ کوئی لمحہ بھی یاد خدا سے غافل نہ رہے۔ عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، مجاہدہ و سلوک، پرہیز گاری میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ حضور مخدوم پاک صابر کلیری کے فیضان کو پھیلانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ آپ حضرت مخدوم پاک شاہ کلیری کے سچے پکے عاشق صادق تھے۔ ہر وقت اپنے مرشد کے جلوؤں میں گم رہتے۔ ایک لمحہ کو بھی مرشد سے جدا نہ ہوتے۔ چاہے قریب ہوں یا دور۔ جلوہ مرشد آپ سے کبھی پنہاں نہ رہا۔ سخاوت میں اپنی مثال نہ رکھتے تھے اخلاق محمدی کا عملی نمونہ اور پیکر تھے۔ زندگی میں جس قدر بھی بحران آئے کبھی حرف شکوہ زبان پر نہ آنے دیا۔ ہر حال میں اپنے خالق و مالک کی رضا پر راضی رہتے تھے۔

تحریک پاکستان اور ہجرت☆: آپ پنڈ رانی میں جب دین اسلام اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فروغ اور احیاء کیلئے دن ورات مصروف و مشغول تھے تو ان دنوں تحریک پاکستان بھی اپنے عروج پر تھی آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور اپنے علاقے میں اس کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ جب پاکستان بن گیا تو آپ رانی پنڈ امرتسر سے ہجرت کر کے پاکستان میں گوجرانوالہ کے مقام پر تشریف لے آئے اور یہاں پر خانقاہ معلیٰ چشتیہ آباد شریف کی بنیاد رکھی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی رشد و ہدایت کا آغاز کیا اور ہزاروں گم کردہ راہوں کو راہ ہدایت سے ہمکنار کیا اور لاتعداد دکھی دل لوگوں کی حاجت روائی کی۔ بے شمار بیماروں کو آپ کے دم سے شفا نصیب ہوئی۔ اور ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ان میں چند کاملین کو آپ نے خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

دیگر مشائخ سے اکتساب فیض☆: اپنے شیخ کامل کے علاوہ امرتسر کے علاقہ کے ایک مجذوب درویش جو آپ سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپ نے ان سے بھی روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔ جبکہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت سلیمان پھلواری نوری قادری علیہ الرحمۃ سے بھی آپ کو خصوصی ارادت تھی۔ انہوں نے سلسلہ عالیہ قادریہ سے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت سیدی و مرشدی سندی آقائی و مولائی پیر سید غلام حسین شاہ حیدر آباد دکنی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے بھی آپ کو خرقہ خلافت حاصل ہے۔ آپ حضرت شاہ غلام حسین شاہ صاحب کی خدمت میں کافی عرصہ اکتساب فیض کرتے رہے۔

کشف و کرامات☆: آپ کے حلقہ ارادت کے خلیفہ مجاز سائیں امام بخش رحمۃ اللہ علیہ نامی ایک بزرگ گزرے ہیں جو پہلے آپ کی نظروں کا قیدی نہیں ہوا تھا۔ آپ قبلہ عالم کا سخت مخالف تھا ایک دن وہ اپنے ناجائز اور ناپاک عزائم کے ساتھ کلہاڑی لے کر سامنے آ گیا پاس بیٹھے ہوئے لوگ خوف کے مارے کانپ اٹھے۔ کیونکہ وہ اس علاقے کا سب سے بڑا بدمعاش مانا جاتا تھا۔

لیکن خدا کو اور آپ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ جب سامنے آیا نگاہیں چار ہوئیں وہ تھر تھر کانپنے لگا کلہاڑی ہاتھ سے گر گئی اور اسم اعظم کا ورد زبان پر جاری ہو گیا۔ اور گر کر بے ہوش ہو گیا۔ سخت گرمی میں اپنی کوئی ہوش نہ رہی دیکھنے والوں نے دیکھا کہ دوپہر کی گرمی میں وہ کئی

گھنٹے پڑا رہا۔ جب ہوش آیا تو کہا دنیا اجڑ گئی کے الفاظ پکارتا ہوا جنگل کی طرف نکل پڑا۔ روحانیت اور جذب کی کیفیت نے اس کو گرمی اور سردی اور کھانے پینے کے تصور سے باہر کر دیا چھ ماہ کا عرصہ جنگلوں میں ذکر الٰہی سے اپنے دل کو گرماتا رہا پھر ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو پاؤں میں گر پڑا اور اپنے کیے پر معافی مانگنے لگا ادھر اس کی والدہ نے عرض کیا حضور میرا اکلوتا بیٹا ہے اس کو زندگی بخش دیں آپ نے فرمایا اماں اب یہ زندہ تو رہے گا لیکن تمہارے کسی کام کا نہیں رہا۔ مرشد کامل نے اٹھا کر سینے سے لگایا اور فیضان روحانی سے دل معمور کر کے مقام ابدال پر فائز کر دیا۔ آپ نے اپنا بچا ہوا پانی عطا فرمایا پانی پینے کی دیر تھی اس کی زبان پر دنیا آباد ہو گئی کے الفاظ جاری ہو گئے پہلے تو صرف انسان تھا مگر اب انسان کامل بن گیا۔ ادنیٰ تھا اعلیٰ بن گیا کثافت لطافت میں بدل گئی، اندھیرا اجالے میں تبدیل ہو گیا۔ یہ بابا امام بخش تا حیات اپنے پیر کامل کے امر پر عمل پیرا رہے اور خلق خدا کو راہ ہدایت سکھاتے رہے اور آج بھی ان کا مزار ضلع شیخوپورہ میں بقعہ نور بنا ہوا ہے۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک دفعہ چک پنڈوری میں تشریف فرما تھے۔ عقیدت مندوں کا خاصہ ہجوم تھا۔ محفل نعت ومنقبت منعقد ہوئی سردیوں کا موسم تھا۔ کوئلوں کی انگیٹھی جل رہی تھی۔ رات کو جب محفل اپنے اختتام پر پہنچی سب لوگ آرام کی غرض سے جا چکے تھے۔ آپ کا ایک خادم مہر دین تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ نعت شریف سناؤ جب اس نے نعت شریف شروع کی تو آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ اسی وجدانی کیفیت میں آپ انگیٹھی پر آ گرے تمام کوئلے بکھر گئے آپ ان پر رقص کناں تھے۔ جب حالت جذب سے کیفیت کا رخ بدلا تو آپ آرام کرنے کی غرض سے چارپائی پر لیٹ گئے۔ صبح جب نماز کے لئے بیدار ہوئے تو درویش آپ کے جسم اطہر کو دیکھنے لگے حضور نے پوچھا کیا دیکھتے ہو تو عرض کی حضور رات کو یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ اسی سبب کی وجہ سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ حضور کو کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے اور ہم سے آگ نے کیا لینا ہے۔ جو شخص فنا فی اللہ فنا فی الرسول فنا فی الشیخ ہو اس کو آگ جلائے یہ ہو نہیں سکتا۔

کرامت نمبر۳ ☆: سائیں امام بخش رحمتہ اللہ علیہ جن کا ذکر پچھلے صفحات پر ہو چکا ہے۔ آپ کے خلیفہ مجاز تھے۔ جن کو آپ نے فیضان باطن سے ایسا سرشار کیا کہ مقام ابدال پر فائز کیا۔ ساری عمر پیدل سفر کیا۔ دور و نزدیک کی مسافت ان کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی تھی زمین ان کے لئے سمٹ جاتی تھی۔ ایک شب وہ اپنے احباب کے گھر گئے جہاں وہ پہلے بھی جایا کرتے تھے لیکن گھر والوں نے انہیں مشکوک نظروں سے دیکھا اور غلط گمان کیا۔ اور بغیر کسی عذر داری کی قبولیت کے ان کو مارنا شروع کر دیا اور انتہائی شرمناک طریقے سے مارا ادھر وہ لوگ اس کو مار رہے تھے اور دوسری طرف شیخ کامل اس مار کی تکلیف کو برداشت کر رہے تھے۔ آپ ان کے گاؤں پہنچے اور مارنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے ان کے سوال کا خود ہی جواب عطا فرمایا جس کے متعلق تم بدگمانی کا اتہام لگاتے ہو ان کی تو قوائے شہوانیہ ہی میں نے سلب کر رکھی ہیں۔ آپ نے اپنی کمر مبارک سے قمیض اٹھا کر انہیں دکھایا کہ دیکھو جتنی ضربیں تم نے میرے اس درویش کو لگائی ہیں۔ وہ میرے جسم پر موجود ہیں۔ اس جلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر خدا کی طرف سے قہر نازل ہو گیا۔ اور وہ روز بروز رو بہ زوال ہوتے چلے گئے۔ کئی برس کے بعد وہ معافی کی طلبگار ہوئے اور عرق ندامت بہانے لگے۔ فقیر رحم دل ہوتا ہے آپ نے حضور ﷺ

کی سنت پر عمل کرتے ہوئے انہیں معاف کر دیا۔

کرامت نمبر ۴ ☆: ایک دفعہ آپ اپنے عزیز و اقارب کو ملنے کے لئے دہلی تشریف لے گئے آپ گاڑی سے اتر کر گھر پہنچ گئے تو یاد آیا کہ وظائف والا بیگ وہیں گاڑی میں ہی رہ گیا ہے۔ غلاموں نے عرض کیا ہم تو بھول گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ پتہ کرو وہ گاڑی ابھی نہیں گئی ہوگی۔

چنانچہ یہ سب لوگ گئے تو گاڑی وہیں اسٹیشن پر موجود تھی۔ انہوں نے وظائف والا بیگ مطلوبہ جگہ سے حاصل کر لیا ڈرائیور کا بیان ہے کہ میں نے گاڑی کو بڑی حرارت دی لیکن گاڑی چلتی ہی نہ تھی وظائف والا بیگ اتار لیا گیا تب گاڑی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئی۔

کرامت نمبر ۵ ☆: اسی طرح کا واقعہ علی محمد مہر بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو لیٹا دل میں خیال کر رہا تھا کہ بابا فتح محمد مرحوم بیمار ہے اس کو صحت پانا چاہیے رات کو خواب میں حضور قبلہ خواجہ سید محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور میں نے عرض کیا حضور بابا فتح محمد بیمار ہے دعا فرمائیں۔

جب میں صبح اس کے پاس آیا اور پوچھا بابا کیا حال ہے اس نے عرض کیا کہ حضور پیر و مرشد رات کو خواب میں آئے تھے اور مجھے تندرست کر گئے ہیں۔ بابا علی محمد کہتا ہے کہ بالکل اسی ٹائم پر وہ مجھے ملے اور اسی ٹائم پر وہ بابا فتح محمد کے پاس آئے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ اعلیٰ حضرت کے وصال کو تقریباً ۳۰ سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔

مراثی مراثی ہی رہا ☆: آپ کے گاؤں کا ایک مراثی تھا یہ واقعہ غلام محمد نامی ایک مرید بیان کرتا ہے کہ اس مراثی نے عرض کیا حضور مجھے کچھ نوازیں آپ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے اس نے عرض کی حضور مجھے ایسا تصرف دیں کے آپ جس جگہ پر موجود ہوں مجھے پتہ چل جائے آپ نے اس کو اپنے حصے سے کچھ نواز دیا ایک دفعہ کسی آدمی نے عرض کیا کہ میں بہت مشکلات میں ہوں حضور کا کہیں پتہ نہیں چلتا کہ حضرت صاحب کہاں ہیں تو اس مراثی نے کہا کہ میں بتا سکتا ہوں کہ آپؒ کہاں ہیں وہ اس وقت فلاں گاؤں میں ہیں اور آج آپؒ نے رانی پنڈ تشریف لانا ہے اور آپ پیدل آ رہے ہیں جاؤ انہیں آگے سے لے آؤ جب وہ مطلوبہ شخص آگے سے انہیں لینے گئے تو آپؒ نے پوچھا تمہیں کس نے بتایا ہے انہوں نے عرض کی حضور ہمیں فلاں گاؤں کے مراثی نے بتایا ہے آپؒ جب رانی پنڈ پہنچے اور اسے طلب کیا اور فرمایا کہ تمہیں اس لئے بتایا تھا کہ تو ہر شخص کو یہ بتلاتا پھرے کہ میں کہاں پر موجود ہوں جا تو آج وہی مراثی ہے جو پہلے تھا۔ صرف ایک غلطی کرنے سے تمام تصرفات کو سلب کر کے رکھ دیا۔

ظرف کے اسرار کمینوں میں نہیں ہوتے ☆: آپ کا ایک خادم سائیں صادق تھا جس کو آپؒ نے کچھ اسباق بتلائے تھے۔ اور وہ ان اوراد سے اپنا کلام چلاتا تھا۔ ایک دفعہ وہ آپؒ کے کسی مرید کے ہاں گیا اور وہاں پر حضور قبلہ عالم کی چارپائی بچھی ہوئی تھی اور وہ اس پر جا بیٹھا گھر والوں نے کہا کہ یہ حضور کے لئے بچھائی ہے۔ اس پر ان کے علاوہ اور کوئی نہیں بیٹھ سکتا اس نے زبان درازی کی کہا کہ کیا ہوا میں سمندر ہوں اور وہ دریا ہیں یہ بات حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئی آپؒ اس سے ملے اور کہا کہ میں دریا ہوں اور تو سمندر ہو گیا ہے یہ کہنا تھا کہ اس کی قوت گویائی ختم ہوگئی سب کچھ ختم یعنی (سلب) ہو کر رہ گیا۔

مقام حضوری اور درجہ قطب ☆: آپ کا ایک درویش تھا اس کو رات خواب آیا کہ وہ حضورﷺ کی کچہری میں حاضر ہے وہاں پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور دوسرے تمام صحاب رسول جمع تھے۔ ایک شخص حاضر خدمت ہوا کہ فلاں علاقے کا قطب جن کا نام (بابا دین شاہ) تھا ان کا وصال ہو گیا ہے۔ اور وہ جگہ خالی ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورﷺ سے عرض کیا حضور وہاں پر کسی قطب کو نامزد کیا جائے آپ نے پوچھا کوئی ہے عرض کی جی ہاں ہے نام پوچھا بتایا گیا کہ وہاں پر حضرت پیر سید محمد شفیع ہیں تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ وہ میرا خاص آدمی ہے۔ اس کو میرے ساتھ محبت ہے اور مجھے اس کے ساتھ محبت ہے۔ میں اس کو اس علاقے کا قطب مقرر کرتا ہوں۔

مقام دیگر است ☆: آپ کے ایک خادم اور درگاہ عالیہ کے پرانے درویش جناب بابا فتح محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور کی درگاہ پر حاضر تھا کہ ذرا اونگھ سی آئی تو قسمت جاگ اُٹھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور سید عالمﷺ اپنے غلاموں کے جلو میں تشریف لا رہے ہیں آپﷺ کے پہلو میں حضور خواجہ سید محمد شفیع چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے اشکبار آنکھوں سے سلام عرض کیا۔ بعدازاں حضرت خواجہ سید محمد شفیع چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضور سید عالمﷺ کے حضور عرض کی ''کہ آقا یہ ہمارا پرانا خادم خاص ہے اس کا خیال رکھئے گا۔''

وصال با کمال ☆: آج کل جہاں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔ ایک دن آپ بمع احباب اس جگہ پر ٹہل رہے تھے کہ اچانک احباب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ جگہ کیسی رہے گی؟ انہوں نے عرض کیا حضور جیسے آپ کی مرضی اور حکم ہو۔ آپ نے اپنے لئے اسی جگہ کو منتخب فرمایا۔

وصال سے قبل دس محرم الحرام کو سالانہ عرس مبارک کے موقع پر آپ نے حاضرین سے خطاب کے دوران فرمایا کہ جو لوگ آج کے عرس مبارک میں شریک ہیں وہ بہت خوش نصیب ہیں۔ شاید چند دنوں کے بعد آپ کو دوبارہ پھر آنا پڑے۔

چنانچہ ٹھیک بارہ دن کے بعد ۲۲ محرم الحرام ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۹ راگست ۱۹۵۷ء بروز منگل آپ کا وصال با کمال ہوا۔ مزار پُر انوار کامونکی منڈی شہر سے صرف ایک میل کے فاصلے پر ضلع گوجرانوالہ میں چشتیہ آباد شریف کے نام سے مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے اور منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ پیر سید خلیل الرحمٰن چشتی ایم اے مدظلہ العالی جو کہ عالم دین اور شیخ طریقت ہونے کے علاوہ علاقہ بھر کی معروف مذہبی و سیاسی شخصیت کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں۔ پورے علاقے میں فلاحی کاموں کا جال بچھائے ہوئے ہیں لوگوں کے دکھ درد میں برابر کے شریک رہتے ہیں۔ اور پنجاب اسمبلی کے رکن بھی رہ چکے ہیں۔

جبکہ اہل سنت کے پلیٹ فارم سے تحریکی خدمات بھی ان کا مقدر ہیں۔ ہر باطل قوت کے خلاف ڈٹے رہنا ان کی فطرت اور طبیعت کا خاصہ ہے۔ مہمان نوازی کا سلیقہ آپ کے خانوادے کو ورثے میں ملا ہے، آپ کے صاحبزادگان اعلیٰ درجہ کے خلیق اور مہمان نواز ہیں، سخاوت آپ کے گھرانے کی عدیم المثال ہے۔ دوسرے صاحبزادے جناب حضرت پیر سید جمیل الرحمٰن چشتی بہاولپور

یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی کیا۔ آج کل گورنمنٹ کالج لاہور میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اور ہر دو حضرات اپنے عظیم والد گرامی کے مشن کی تکمیل میں مصروف ہونے کے علاوہ دربار شریف کے زائرین کی ہر ضرورت اور سہولت کا خیال بھی رکھتے ہیں۔

سب سے بڑے صاحبزادے حضرت پیر سید صابر حسین شاہ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ وصال فرما چکے ہیں۔ اپنے عظیم والد کے پہلو میں دفن ہیں۔ ان کے صاحبزادے جناب سید عبدالمصطفیٰ شاہ صابریؔ بھی اپنے والد گرامی کے مشن پر کاربند رہتے ہوئے آستانہ عالیہ کی خدمت میں مصروف ہیں۔ جو کہ انتہائی خلیق و مہربان شخصیت کے مالک ہیں۔

فقیر راقم الحروف کا حضرت پیر سید خلیل الرحمٰن چشتی صاحب حضرت سید جمیل الرحمٰن چشتی صاحب مدظلہ العالی اور بالخصوص حضرت صاحبزادہ پیر سید عبدالمصطفیٰ شاہ صاحب مدظلہ العالی سے گہرا رابطہ اور تعلق واسطہ ہے، بڑے ہی شفیق مہربان و پُر خلوص طبیعت کے مالک ہیں، خدا ہر دو حضرات کا سایہ تا دیر غلامان آستانہ عالیہ چشتیہ آباد کاموںکی منڈی ضلع گوجرانوالہ کے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ فقیر راقم الحروف کو آپ کے دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

سلام بحضور حضرت خواجہ سید محمد شفیع صابری رحمتہ اللہ علیہ

السّلام اے عارفِ ربِّ رفیع — مُرشدِ من سیدی خواجہ شفیع

السّلام اے پیر ما تقدیرِ ما — عزوجاہ در دستِ تو توقیرِ ما

السّلام اے رشکِ مہر و ماہتاب — ذاتِ تو ہر مشکلِ ما را جواب

السّلام اے دستگیرِ عاجزاں — دست تو دست الٰہی بیگماں

السّلام اے مُرشد عالی وقار — در گلستانِ سلوک از تو بہار

السّلام اے قبلۂ حاجاتِ ما — وجہ تسکیں کعبۂ طاعاتِ ما

السّلام اے تاجدار مُلکِ فقر — وارثِ جاگری دَردِ مُلکِ فقر

السّلام اے جاہ بخشِ فرشیاں — السلام اے نور بخشِ عرشیاں

السّلام اے مُرشد شیریں مقال — کن عطا یک جرعہ از جامِ وصال

السّلام اے شاہبازِ لامکاں — رہبر دینِ متینِ عارفاں

السّلام اے پیر پُر تنویرِ ما — عزو جاہِ من توئی توقیرِ ما

السّلام اے مظہرِ نورِ قدم — ظلِ محبوبِ خدا شانِ کرم

السّلام اے قدرِ بے مقدور را — امن بخشِ ہر دلِ رنجور را

السّلام اے کائناتِ صابریؔ — باتو وابستہ حیاتِ صابریؔ

از قلم: حضرت پیر سید صابر حسین شاہ صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت علامہ الحاج محمد علم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: جامع الحسنات وبرکات، منبع فیوض وکمالات، عالم باعمل حضرت علامہ مولانا الحاج محمد علم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ عاشق رب رحمان ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۹۰۲ء میں موضع ننگل سہادل تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر انڈیا میں جناب میاں خیرالدین قادری کے گھر ہوئی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم موضع ننگل میں ہی حاصل کی پھر رمداس مڈل سکول سے مڈل پاس کیا۔ اور جی وی کا کورس گورداسپور سے پاس کر کے گورداسپور میں ہی بطور ٹیچر ملازم ہو گئے۔ اس دوران آپ کی ملاقات سراج الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ہوئی تو ان کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

بیعت وخلافت☆: آپ سراج الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری گورداسپوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ابھی بیعت ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ حضرت گورداسپوری کا وصال ہوگیا۔ اُن کے وصال کے بعد اُن کے صاحبزادے حضرت صوفی پیر محمد ظہور الحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز وممتاز ہوئے۔

حصول علوم دینیہ☆: آپ کو علوم دینیہ کی کتابوں کا بہت شوق تھا۔ جہاں کہیں تشریف لے جاتے کوئی نہ کوئی کتاب ضرور خریدتے تھے حتیٰ کہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں سے قرآن مجید اور احادیث کی کتابیں خرید کر لائے اور ان سے اپنی لائبریری کو زینت بخشی۔ علوم دینیہ کے حصول کے لئے آپ نے اپنے گاؤں کو چھوڑ دیا اور وہاں سے قصبہ رمداس تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر شریف لا کر سکونت اختیار کی۔ اس لئے کہ اس قصبے کا ماحول دینی تھا اور یہاں برصغیر کی معروف علمی شخصیت حضرت سلطان المناظر فاتح قادیاں علامہ محمد نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ آپ کے پیر ومرشد ہیں کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اور ان سے علمی استفادہ کیا۔
سکول کی ملازمت کے دوران بھی آپ حصول علوم دینیہ اور اس کے فروغ کے لئے کوشاں رہے۔ ۱۶ راگست کو قیام پاکستان کے بعد آپ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے اور گوجرانوالہ اور لاہور کے درمیان فیروز والا میں سکول ٹیچر تعینات ہوئے۔
آپ کا معمول تھا کہ ملازمت کے دوران جس مقام پر بھی متعین ہوئے۔ اس جگہ تبلیغ دین کے کام کو ہمیشہ اہمیت دی۔ ضلع گورداسپور کے قصبہ فتح گڑھ میں کئی سال تک مسلسل نماز جمعہ کا خطبہ دیتے رہے اور اپنی علمی وروحانی تقریروں سے لوگوں کے قلوب واذہان کو نور ایمانی سے منور کرتے رہے۔ ۱۹۵۶ء میں آپ نے حج بیت اللہ ادا کیا اور زیارت روضۂ رسول کریم ﷺ سے مشرف ہوئے۔

تصنیفات ☆: ۱۹۴۷ء سے لے کر دسمبر ۱۹۵۸ء تک آپ تبلیغ دین متین میں عملی طور پر مصروف رہے۔ ہزار ہا افراد کو فائدہ پہنچایا اور بہت سے لوگ آپ کے ہاتھ پر داخل سلسلہ ہوئے۔

اسی دوران آپ نے اپنی نوک قلم سے ''شجرہ عالیہ قادریہ، چشتیہ صابریہ سراجیہ (منظوم)'' اس کے علاوہ بیعت مرشد اور برکات صالحین اور گیارہویں شریف جیسے اہم ابواب وعنوان پر قلم اٹھا کر اہل سنت و جماعت کے لئے کتب کی صورت میں عظیم سرمایہ چھوڑا ہے۔

وصال باکمال ☆: ۳۰ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز بدھ بمطابق یکم رجب ۱۳۷۹ھ کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُر انوار فیروز والا نزد لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت مولانا عبدالغنی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فاضل جلیل، عالم نبیل فارغ از قید مشائخیت ونمود، شیخ یگانہ، مرشد العلماء، حضرت علامہ مولانا پیر عبدالغنی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلۂ اہل تحقیق ہیں۔

آپ کی ولادت ۱۳۱۱ھ بمطابق ۱۸۹۳ء کو بمقام دسوہہ ضلع ہوشیار پور انڈیا میں حکیم غلام رسول کے گھر ہوئی۔ آپ نے عبدالغنی سعدی ۱۳۱۱ھ سے خودسن ولادت کا استخراج کیا۔

آپ کے اساتذہ کے بارے میں تفصیلات نہ مل سکیں۔ صرف اتنا معلوم ہوسکا کہ آپ نے امرتسر کے کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی۔ ابتداً آپ غیر مقلد تھے۔ جبکہ آپ کے والد گرامی اور برادر محترم جناب دولت علی عارف سنی حنفی تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت عارف باللہ حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی مجلس میں جب تشریف لے گئے اوران کے روئے تاباں کی زیارت کی تو وہیں کے ہو کے رہ گئے۔ اور باطل عقیدہ سے تائب ہوکر حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعداز تکمیل مجاہدات کے حضرت خواجہ سے ہی خرقہ خلافت حاصل کرکے سرفراز وممتاز ہوئے۔

دیگر عارفین کی خدمت میں حاضری ☆: آپ کی ذات والا صفات نے اپنے شیخ کامل کے علاوہ حضرت عارف ربانی میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی، حضرت میاں عبدالخالق (جہانخیلاں) ضلع ہوشیار پور بھارت، امیر ملت سنوسی ہند وحضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری اور سائیں فتح علی لاہوری، مدفون بی بی پاکدامن لاہور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے باطنی استفادہ کیا۔

تبلیغی خدمات اورملت کا درد ☆: آپ اپنے دل میں تبلیغ کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے۔ کئی کئی ماہ بسلسلہ تبلیغ دین اسلام گھر سے باہر رہتے اس سلسلہ میں کبھی بھی کسی سے کوئی معاوضہ طلب نہ کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ پاک وہند کا کوئی شہر ایسا نہیں جہاں

میں نے تبلیغ نہ کی ہو۔

اعلائے کلمۃ الحق آپ کا شیوۂ خاص تھا۔ اہل ثروت کے سامنے جھکنا کبھی گوارا نہ کیا۔ مسلمانوں کی زبوں حالی اور تجارتی و تعلیمی میدان میں ہندوؤں کی اجارہ داری کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اسی بنا پر چند متمول اہل دل مسلمانوں کے تعاون سے آپ نے اسلامیہ ہائی سکول (دسوہہ) قائم کیا۔ جس کی بنیاد سنوسی ہند امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے رکھی۔ آپ نے اپنی گرہ سے زر کثیر صرف کر کے مسلمانوں کو تجارت کا مشورہ دیا۔

تحریک پاکستان کے لئے خدمات ☆: جب قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان کا آغاز کیا تو آپ بھی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ اور حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی معیت میں شہر بہ شہر قریہ قریہ بستی بستی جا کر نظریہ پاکستان کے حق میں تقریریں کیں۔ اور قیام پاکستان تک اس تحریک سے وابستہ رہے۔

سیرت و کردار ☆: آپ عبادت و ریاضت میں اپنی مثال آپ تھے، اٹھارہ برس کی عمر عزیز سے نماز تہجد اور اعتکاف کی ابتداء کی اور باقاعدگی سے اس کا اہتمام فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ ۱۹۵۵ء میں ٹانگ ٹوٹ جانے سے معذور ہو گئے۔ عشاء کی نماز کے بعد جلدی سو جاتے اور رات کے پچھلے پہر اٹھ کر نوافل ادا فرماتے اس کے بعد اپنے خواجگان کے طریقہ کے مطابق فجر کی نماز تک ذکر بالجہر میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کو نبی کریم ﷺ کی ذات پاک سے قلبی عشق و محبت تھا۔ سرکار علیہ السلام کا ذکر خیر کرتے یا سنتے تو بے اختیار آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ آپ کو دیگر سلاسل طریقت کے مشائخ کے علاوہ بالخصوص چشتیہ صابریہ سلسلہ کے مشائخ و علماء سے خصوصی عقیدت و محبت تھی۔ بہت سے احباب ایسے بھی ہیں کہ جن کو ملنے کے لئے آپ دور دراز کے سفر کی صعوبت بھی برداشت کرتے تھے۔

مختلف علماء اور مشائخ سے تعلق ☆: یوں تو آپ کے تعلق بہت سے مشاہیر زمانہ سے تھے۔ مگر چند علماء اور مشائخ سے آپ کے گہرے تعلق اور روابط تھے۔ جن میں حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، استاذ المحدثین مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے گہرے تعلق تھے۔ ان کے علاوہ حضرت محدث اعظم پاکستان ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد چشتی صابری قادری رضوی فیصل آبادی، خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا غلام الدین (لاہوری) خطیب ملت ترجمان اہل سنت حضرت علامہ غلام محمد ترنم صاحب اور مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش چشتی صابری وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

دینی خدمات و حج بیت اللہ شریف ☆: قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور تشریف لا کر بادامی باغ میں مقیم ہو گئے

پہلے بیگم شاہی مسجد میں خطبہ جمعہ دیتے رہے۔ پھر ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۵۶ء تک جامع مسجد شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ میں فی سبیل اللہ خطبہ دیتے رہے۔

۱۹۵۶ء میں اپنے پیر بھائی حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی صابری قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ حرمین شریفین کی حاضری سے مشرف ہوئے۔

پیرومرشد سے عقیدت اور بے تکلفی ☆: آپ کو اپنے شیخ کامل حضرت خواجہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی۔ اسی طرح حضرت خواجہ گورداسپوری بھی آپ پر کمال شفقت فرماتے تھے۔ گویا کہ دونوں عاشق ومعشوق تھے۔

حضرت سراج الاولیاء خواجہ گورداسپوری کے دربار میں اکثر حاضرین مجلس پر سکوت طاری رہتا تھا۔ بڑے بڑے اکابر علماء آپ کی بارگاہ میں سرنگوں دیکھے جاتے تھے۔ لیکن جیسے ہی آپ داخل ہوتے سنناٹا ختم ہو جاتا تھا۔

آپ کی آواز چونکہ بلند تھی آہستہ بولے سے بھی آہستہ نہیں بول سکتے تھے۔ حضرت خواجہ گورداسپوری سے گفتگو کے دوران بھی اونچی آواز میں گفتگو آپ کا معمول تھا۔ اور جب تک موجود رہتے کبھی خاموش نہ ہوتے۔ کئی مرتبہ دیگر مریدین نے حضرت قبلہ خواجہ گورداسپوری کی خدمت میں عرض کیا کہ مولوی عبدالغنی صاحب محفل کے آداب کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ ان کی بات سن کر حضرت خواجہ گورداسپوری فرماتے کہ مولوی صاحب کی آواز میں پیار اور محبت جھلکتی ہے۔

(نمبر۲) حضرت خواجہ گورداسپوری اپنی ظاہری زندگی کے آخری ایام میں بخار کی شدت کی وجہ سے سخت تکلیف کی حالت میں تھے کہ ہر شخص غمگین اور پریشان تھا۔ جدائی کی گھڑیاں نظر آرہی تھیں۔ آپ بھی غمزدہ ایک کونے میں خاموش تشریف فرما تھے۔ کہ حضرت خواجہ گورداسپوری نے اچانک اِدھر اُدھر نظروں کو گھما کر فرمایا کیا مولوی عبدالغنی نے حقہ پینا شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے یہاں موجود نہیں ہیں۔ (خانقاہ میں حقہ سگریٹ پینے والے احباب ایک علیحدہ کمرے میں جمع ہوتے تھے اس لئے کہ حضرت خواجہ صاحب کے سامنے کوئی بھی حقہ یا سگریٹ پینے کی جسارت نہیں کرتا تھا۔)

چونکہ آپ ایک کونے میں غمزدہ تشریف فرما تھے کہ حضرت کا فرمان سنتے ہی فوراً اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت گورداسپوری کی خدمت میں عرض کی چونکہ حضرت کی طبیعت ناساز ہے اور میری عادت اونچا بولنے کی ہے اس وجہ سے میں دور بیٹھا ہوں تاکہ میری آواز کے سبب سے حضرت کو تکلیف نہ ہو۔ آپ کی بات سن کر حضرت خواجہ گورداسپوری نے فرمایا "نہیں تو بلکہ آپ کی گفتگو سے ہمیں راحت ہوتی ہے" اس جملے سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پیرومرشد کے دربار میں بلکہ قلب میں آپ کا کس قدر مقام تھا۔

(نمبر۳) ایک مرتبہ آپ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ گورداسپوری کے دربار میں حاضر تھے کہ کسی دوست نے خواجہ گورداسپوری

سے عرض کیا حضرت آج گیارہویں ہے۔ فرمایا آج تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ چائے بنالو اسی پر ختم شریف پڑھ کر تقسیم کر دیتے ہیں۔ آپ نے ایک روپیہ نکالا اور حاضر خدمت کر دیا۔ حضور خواجہ گورداسپوری نے فرمایا لو بھئی مولوی صاحب نے گیارہویں شریف مکمل کر دی۔ روپیہ کے رس بسکٹ لا کر سب کو چائے کے ساتھ دے دو اس کے بعد محفل ذکر ہوئی اور ختم شریف پڑھا گیا۔

(نمبر۴) ایک مرتبہ آپ نے حضرت خواجہ گورداسپوری کو اپنے گاؤں دوسوہہ آنے کی دعوت دی۔ حضرت قبلہ خواجہ گورداسپوری نے دعوت قبول کی جب تشریف لائے تو شدید بارش تھی۔ بغیر چھتری ریلوے اسٹیشن سے گھر تشریف لائے۔ دوسوہہ کے عقیدت مندوں نے اپنے اپنے گھروں میں دعوتوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔

جو بھی دعوت کرتا مرغ گوشت پکاتا۔ حضرت خواجہ گورداسپوری نے آپ سے فرمایا مولوی صاحب آپ کے قصبے میں دال نہیں ہوتی۔ آپ نے جواباً بذلہ سنجی سے کام لیتے ہوئے عرض کیا ''حضور دال ہمارے لئے پیدا نہیں کی گئی، یہ مغضوب کھانا یہودیوں کے لئے نازل ہوا تھا۔'' یہ جواب سن کر حضرت خواجہ گورداسپوری مسکرائے اور فرمایا مولوی صاحب ہر محفل کو کشت زعفران بنا دیتے ہیں۔

(نمبر۵) ایک دن آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ گورداسپوری کی بارگاہ میں عرض کیا حضور میں امرتسر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور اس سے پہلے کبھی گیا بھی نہیں۔

حضرت گورداسپوری نے فرمایا ہاں جاؤ مولانا ثناء اللہ امرتسری اہل حدیث کے نام رقعہ لے جاؤ۔ وہ تمہارے قیام وطعام کا انتظام کر دیں گے۔ کھانا کھاؤ اور چلے جاؤ۔ عرض کیا حضور کھانا وہیں کھاؤں گا۔ کونسا دور ہے۔ حضرت خواجہ گورداسپوری نے فرمایا بھئی پنجابی کی مثال ہے۔ گھروں جایئے کھا کے اگوں ملن پکا کے۔'' آپ نے عرض کیا حضور یوں نہیں۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کیوں بھئی اور کیسے۔ آپ نے عرض کیا:

پلے خرچ نہیں بنھدے پنچھی تے درویش
جنھاں تقویٰ ربدا انہاں رزق ہمیش

یہ سن کر حضرت خواجہ گورداسپوری نے فرمایا۔ مولوی صاحب بہت خوب۔

چنانچہ ہوا بھی ایسے ہی کہ جب آپ امرتسر پہنچے تو مولوی ثناء اللہ اہل حدیث سے ملنا مناسب نہ سمجھا اور ایک مسجد میں قیام فرمایا اور شام تک اسی مسجد میں بیٹھے رہے۔ شام کو ایک نوجوان حاضر خدمت ہو کر کھانے کا پوچھنے لگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بازار کا علم نہ ہے۔ لہٰذا تم مجھ سے پیسے لے جاؤ اور مجھے کھانا لا دو۔ یہ سن کر وہ لڑکا بھاگ گیا۔ اور چند ہی منٹوں بعد ایک پیالہ دودھ اور دو روٹیاں لے کر حاضر ہوا۔ اور روٹی وغیرہ رکھ کر بھاگ گیا۔ کئی دن آپ کا قیام اس مسجد میں رہا۔ وہ لڑکا مسجد میں نماز کے وقت آتا اور کھانے کے وقت کھانا

آپ کے سامنے رکھ کر غائب ہو جاتا اور دوسری نماز کے بعد برتن واپس لے جاتا۔ جس سے یہ بات سچ ثابت ہوتی ہے کہ:

پلے خرچ نہیں بنھدے پنچھی تے درویش
جنہاں تقویٰ ربدا انہاں رزق ہمیش

خریدنے گئے آلو پہنچے آپ کلکتے ☆: آپ کی طبیعت سیلانی تھی کلکتہ سے لے کر چمن کے باڈر تک کوئی شہر قصبہ ایسا نہیں جہاں آپ وعظ و نصیحت اور تبلیغ اسلام کیلئے تشریف نہ لے گئے ہوں۔ اکثر ہوتا یہ تھا کہ گھر سے کسی کام کی غرض سے نکلتے اور پہنچ کسی دوسرے شہر میں جاتے اور پھر دنوں نہیں مہینوں میں واپس تشریف لاتے اور گھر والے انتظار کرتے رہتے۔

ایک دفعہ آپ اپنے گھر دوسوہہ سے بازار گئے گوشت خرید کر گھر دیا اور دوبارہ آلو خریدنے کے لئے بازار تشریف لے گئے۔ عادت اور معمول کے مطابق آپ کا عصا اور کندھے کا رومال بھی پاس تھا۔ ابھی آپ سبزی والے کی دکان پر نہیں پہنچے تھے کہ ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ کلکتہ جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہم بھی تمہارے ساتھ کلکتہ چلتے ہیں۔ بس پھر کیا تھا۔ گھر والے انتظار کرتے رہے۔ اور آپ کلکتہ پہنچ گئے۔

کلکتہ میں چھ ماہ تک قیام کیا۔ وہاں کی صرف مسجدوں میں ہی نہیں بلکہ فوجی بیرکوں میں بھی خطاب کے لئے جاتے رہے۔ اکثر و بیشتر فوجی افسر آپ کے معتقد ہو گئے۔ دوران قیام وہاں رمضان شریف آ گیا۔ روزے بھی وہیں رکھے اور عید بھی وہیں گزاری۔

عید کے دن نماز عید کے لئے عیدگاہ جا رہے تھے کہ سرراہ مولانا ابوالکلام آزاد سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے اپنی کار سے آپ کو دیکھ کر گاڑی روکی اور آپ کو ہمراہ لے کر عیدگاہ گئے۔ تقریر مولانا ابوالکلام آزاد نے کی اور نماز عید آپ نے پڑھائی۔

آپ کے مرید و خلیفہ حضرت علامہ پیر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ اپنی تصنیف، شمیم ولایت و شمیم جالندھر میں فرماتے ہیں کہ میری حضرت کے جس پیر بھائی اور واقف کار سے ملاقات ہوئی اور میں نے اپنا تعارف کرایا کہ میں مولانا عبدالغنی صابری دوسوہوی کا غلام ہوں تو ہر ایک کی زبان سے بے ساختہ یہی فقرہ نکلا کہ وہ مولوی عبدالغنی جو گھر سے آلو لینے گئے اور کلکتہ پہنچ گئے۔

حضرت مخدوم پاک سے عقیدت ☆: آپ کو صرف مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قلبی لگاؤ اور عشق تھا۔ ہر سال پیران کلیر شریف کے عرس کے موقع پر آپ تشریف لے جا کر شرکت فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے حالات مالی طور پر کمزور تھے۔ اور ربیع الاول شریف کا چاند نظر آ گیا لیکن عرس میں شرکت کے لئے کوئی ظاہری اسباب نظر نہیں آ رہے تھے۔ یہاں تک کے عرس ختم ہونے میں چند دن باقی رہ گئے۔ ایک دن آپ گھر میں موجود تھے کہ ایک شخص آیا اور پچاس روپیہ نذرانہ پیش کرتے ہوئے دیر سے آنے کی معذرت چاہی۔

چونکہ آپ ہمیشہ پہلی تاریخ کو کلیر شریف پہنچ جاتے تھے۔ اس لئے ارادہ بدل دیا اور ساری رقم گھر پر دے دی۔ اُسی دن آپ کے بڑے صاحبزادے بیمار ہو گئے۔ حکیم عبداللطیف شادائی کو دکھایا۔ انہوں نے علاج شروع کیا۔ لیکن دوسرے روز حالت زیادہ خراب ہونے پر جواب دے دیا کہ بچے کی حالت خطرے میں ہے۔ آپ نے جب حکیم شادائی سے خطرے کا الارم سنا تو فوراً اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ میں تو کلیر شریف جا رہا ہوں۔ اگر میرے جانے کے بعد یہ بچہ مر گیا تو میرا انتظار نہ کرنا اسے فوراً دفن کر دینا۔ یہ کہہ کر آپ حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس میں شرکت کے لئے کلیر شریف تشریف لے گئے۔ اور ایک ماہ کے بعد جب گھر تشریف لائے تو بچے کو صحت یاب پایا۔ دریافت کرنے پر اہلیہ محترمہ نے فرمایا کہ آپ ابھی سٹیشن پر ہی ہوں گے تو افضل نے آنکھیں کھول دی تھیں اور شام تک کھیلنے لگا۔ یہ سن کر فوراً آپ نے فرمایا ہاں حضرت مخدوم صابر کا ہی سارا تصرف ہے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: یوں تو آپ کے لاتعداد خلفاء ہیں مگر خلیفہ اکبر حضرت علامہ مولانا ابومظہر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ العالی ہیں۔ جو آپ کی خلوت وجلوت اور شب وروز کے ساتھی ہیں۔ اور جس قدر فیوض وبرکات انہوں نے سمیٹے ہیں وہ انہی کا حصہ ہیں۔ اپنے شیخ کی ہر ہر ادا پر فدا اور اتباع شیخ کے پابند۔ پڑھے لکھے فاضل ترین عالم دین اور شیخ طریقت ہیں۔ بہت سی کتب اپنی نوک قلم سے لکھیں بالخصوص سلسلہ عالیہ صابریہ۔ خانوادہ حضرت خواجہ سیّد محمد حسین مراد آبادی اور حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق کرنالوی ثمہ گورداسپوری چشتی صابری کے بارے میں جو معلومات اس فقیر ناچیز کو ملی وہ حضرت مولانا پیر ابومظہر علی اصغر چشتی صابری دام فیوضکم الجاریہ کی تصانیف کی بدولت ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۸ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ بمطابق گیارہ اکتوبر 1959ء بروز اتوار کو ہوا۔ مزار پُرانوار بادامی باغ کے ریلوے اسٹیشن کے شمال میں صدیق پورہ کی آبادی کے نزدیک مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں پر ہر سال گیارہ اکتوبر کو آپ کا عرس مبارک حضرت مولانا علی اصغر چشتی صابری کے زیر سایہ انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت میاں دولت علی چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : ولی ابن ولی، عارف ابن عارف، کامل ابن کامل، پیکر علم وعرفان، شمع رشد وہدایت حضرت میاں دولت علی چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ہوشیار پور انڈیا میں ولی کامل غوث فرمان حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابریؒ ہوشیار پوری کے گھر ہوئی۔

آپ غوث زماں حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں جس وقت آپ کے والد گرامی کا وصال باکمال ہوا تو آپ کی عمر عزیز صرف ۹ برس تھی۔

ابھی آپ عہد طفولیت میں ہی تھے کہ آپ عارضہ چیچک میں مبتلا ہو گئے جس کی وجہ سے آپ کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ جس کے سبب آپ کی والدہ ماجدہ بہت متفکر اور پریشان رہنے لگی۔

حضرت خواجہ کرم بخش صابریؒ علیہ الرحمۃ سے اہلیہ محترمہ کی یہ پریشانی اور غمگین حالت نہ دیکھی گئی تو فرمایا کہ پریشان کیوں ہوتی ہو۔ ہم دوائی بنا رہے ہیں۔ جس سے اس کی آنکھوں کی بصارت ٹھیک ہو جائے گی۔ حضرت خواجہ کرم بخش صابریؒ علیہ الرحمۃ نے ایک عدد زرد کوڑی لے کر اُس کی دوائی تیار کی اور آنکھوں میں ڈالنے کے لئے کہا۔ چنانچہ حسب الارشاد پہلے ایک آنکھ میں دوائی ڈالی گئی اور باقی پڑیا سنبھال کر کہیں رکھ دی۔ دوسرے دن دوسری آنکھ میں دوائی ڈالنے کے لئے پڑیاں تلاش کی گئی مگر ہزار مرتبہ ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی۔ پورے گھر میں پڑیا کا نام ونشان تک نہ تھا۔

جس آنکھ میں دوائی ڈالی گئی تھی اس کی بینائی واپس آ گئی اور نظر بالکل درست ہو گئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ کرم بخش صابریؒ علیہ الرحمۃ سے اس کے بعد کئی مرتبہ عرض کیا وہ تو گم ہو گئی لہٰذا اور نئی دوا پیش کر تیار کر دیں مگر حضرت خواجہ کرم بخش صابریؒ علیہ الرحمۃ نے ان کی بات پر کوئی دھیان نہ دیا۔ جب زیادہ اصرار کیا تو فرمایا ایک ہی آنکھ کافی ہے۔

گھریلو معاشی حالات زندگی ☆ : آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ کا جب وصال ہوا تو آپ کی عمر صرف ۹ برس تھی۔ اس لئے آپ نے رنگریزی کا فن حاصل نہیں کیا تھا۔ آپ کے برادرِ بزرگ حضرت خواجہ میاں فخر الدین صابریؒ تعلیم مکمل کرنے کے بعد ریلوے میں ملازم ہو گئے۔ جب آپ جوان ہوئے تو بڑے بھائی میاں فخر الدین نے آپ کو بھی ریلوے میں سرکاری ملازم کرا دیا۔ ملازمت کے دوران ہی آپ کی شادی جالندھر کے ایک مغل گھرانے میں ہو گئی۔ جس

سے آپ کے دو صاحبزادے ہوئے۔ بڑے صاحبزادے حضرت میاں غلام مصطفیٰ اور دوسرے صاحبزادے غلام مرتضیٰ پیدا ہوئے۔جس میں سے آپ کے صاحبزادے غلام مرتضیٰ شیر خواری کے عالم میں ہی تھے کہ آپ کی اہلیہ محترمہ وصال کر گئیں۔اس کے بعد آپ نے دوسری شادی نہیں کی بلکہ تمام عمر تجرد میں گزاری۔ بڑے صاحبزادے میاں غلام مصطفیٰ ہمہ وقت آپ کے ساتھ رہتے اور دوسرے صاحبزادے اپنی پھوپھی صاحبہ کے زیر سایہ پرورش پاتے رہے۔

دنیاداری سے بے نیازی ☆: اہلیہ محترمہ کے وصال کے بعد آپ کا دل ملازمت سے اُچاٹ ہوگیا۔اس لئے آپ نے کچھ عرصہ بعد ملازمت ترک کر دی اور اپنے علاقے ہوشیار پور تشریف لے آئے۔آپ کے والد گرامی کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری ہر دو تھلہ والے اپنے مرشد زادوں کا بے حد احترام کرتے اور خیال رکھتے تھے۔آپ کے بڑے بھائی حضرت میاں فخر الدین صابری تو ملازمت سے بدستور وابستہ رہے مگر چونکہ آپ نے ملازمت کو خیر باد کہہ دیا تھا اور دنیاوی علائق سے بے نیاز ہو چکے تھے۔مگر حضرت خواجہ محمد دیوان کی کوشش تھی کہ آپ ملازمت نہیں کرتے تو کم از کم اپنا کاروبار ہی کر لیں۔اس کے لئے انہوں نے کمیٹی بازار ہوشیار پور میں آپ کو مٹی کے برتنوں کی دکان کھول کر دے دی آپ نے کچھ عرصہ تو دکانداری کی مگر چونکہ طبیعت آزاد خیال اور یاد حق اور طلب حق کی متلاشی تھی اس لئے کچھ عرصے کے بعد دکان بھی ختم کر دی اور یاد حق میں مشغول ہو گئے۔جب حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہو گیا تو آپ نے مکمل طور پر درویشی اختیار کر لی۔اور ان کے اتباع میں لباس تو پہلے ہی صابری رنگ کا پہنا کرتے تھے مگر بعد میں ان کی طرح نعلین چوبی بھی پہننے لگے۔اور چارپائی پر سونا ترک کر دیا۔ ہمیشہ زمین پر ہی سوتے اور زمین پر ہی بیٹھتے تھے۔آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے غلام مصطفیٰ کو اپنے بھائی جناب فضل محمد گھڑی ساز مرحوم کے پاس گھڑی سازی کا فن سیکھنے کے لئے چھوڑ دیا اور خود زیادہ وقت دربار ہر دو تھلہ شریف میں گزارنے لگے۔اور ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ یہاں تک کہ آپ نے حقہ نوشی بھی ترک کر دی۔گوشت کا استعمال بھی بہت کم کر دیا۔لہسن کا استعمال قطعاً پسند نہ فرماتے تھے۔ہمیشہ سادہ غذا اور کم کھانے پر اکتفا فرماتے تھے۔

ہجرت ☆: برصغیر کی تقسیم کے بعد آپ پاکستان کے شہر گوجرانوالہ میں تشریف لا کر قیام پذیر ہوئے اور آپ کے صاحبزادے غلام مصطفیٰ صاحب رفیق واچ کمپنی فیصل آباد میں ملازم ہو گئے اور فیصل آباد میں ہی سکونت اختیار کر لی۔ جب آپ گوجرانوالہ میں کچھ عرصہ قیام کر وہاں سے قلعہ دیدار سنگھ تشریف لے گئے مگر طبیعت کو وہاں پر بھی قرار نہ آیا تو وہاں سے فیصل آباد تشریف لے آئے۔وہاں غلام محمد آباد کالونی کوارٹر نمبر ۴۴۷ میں قیام پذیر ہو گئے۔اور وہاں پر ہر سال ۲۱ چیت کو باقاعدگی کے ساتھ عرس خواجگان چشت اہل بہشت حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابری اور حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری علیہم الرحمۃ کا عرس کراتے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۵ رمضان المبارک بروز جمعرات ڈیڑھ بجے دن ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۹۶۰ء کو ہوا۔مزار پُرانوار چوہڑ ماجرا برلب سڑک نزد والا بنگلہ فیصل آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔آپ کے بعد آپ کے صاحبزادگان حضرت میاں غلام مصطفیٰ آپ کے جانشین ہیں۔

حضرت حکیم مولانا عبدالغفور قیس چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: حکیم حاذق، فاضل اجل، عالم باعمل شیخ طریقت، امیر شریعت حکیم مولانا عبدالغفور قیس چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور مرشد پاکاں سے ہی خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ نے باطنی علوم اور اسرار ورموز طریقت کی تعلیم اپنے پیر بھائی سراج الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری کرنالوی ثمہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔

آپ نے بہت سی پرانی کتابوں کے ترجمے فارسی اور عربی سے اردو میں کروا کر شائع کیں۔ مثنوی حضرت شاہ شرف الدین قلندر پانی پتی کا بھی منظوم ترجمہ آپ نے کیا۔ جس کو اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور والوں نے شائع کیا ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۰ھ بمطابق ۱۹۶۰ء میں آپ کا وصال لاہور میں ہوا۔ مزار پُر انوار بھی لاہور ہی میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت میاں قدرت اللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی لامکانی، عارف ربانی، فخر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت میاں صوفی قدرت اللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۸۷۰ موضع خضرآباد نزد مانکپور شریف تحصیل کھرڑ ضلع انبالہ انڈیا میں حضرت صوفی فقیر اللہ بن صوفی نجیب اللہ کے گھر ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد زمینداری کے شعبہ سے منسلک تھے آپ بھی آپ بھی ابتداً اس شعبہ سے منسلک رہے۔

آپ کو بچپن سے ہی اولیائے کاملین سے محبت و رغبت تھی اولیائے کاملین کے عرسوں میں شرکت کے لئے مختلف درباروں بالخصوص اپنے قریبی موضع مانکپور شریف میں حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں بطور خاص شرکت فرماتے تھے۔ اسی دوران آپ کی ملاقات حضرت پیر سائیں غلام قادر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سے ہوگی جوں جوں وقت گزرتا گیا پیار بڑھتا رہا بالآخر آپ ان کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور عرصہ چھ سات برس تک اپنے مرشد کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کرتے رہے مرشد کامل نے آپ کو سلوک کی منزلیں طے کرانے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد فرما دیا۔

تقسیم ہند کے موقع پر آپ انبالہ سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے اور لاہور میں کچھ عرصہ قیام فرمانے کے بعد گوجر خان ضلع راولپنڈی میں قیام پذیر ہو کر سلسلہ رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ جہاں آپ کے بیشمار مرید اور عقیدت مند آج بھی موجود ہیں۔ آپ نے پورے پنجاب میں تبلیغی دورے کئے لوگوں کے دلوں میں محبت کے دیپ روشن کئے۔ قیام گوجر خان کے زمانہ میں آپ اکثر راولپنڈی شہر میں قمر المشائخ الحاج حضرت حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے گھر ضرور تشریف لاتے تھے۔ آپ عشق و محبت اور شریعت و طریقت کے عنوان پر اپنے مریدوں کو درس دیا کرتے تھے۔ محفل سماع میں حضرت جامی، حافظ شیرازی، سعدی، میراں بھیکھ، شاہ خاموش اور دیگر عارفین کے کلام کو ذوق وشوق سے سنتے تھے۔

اوکاڑہ میں قائم مدرسہ چشتیہ اور خانقاہ شریف بنانے کا حکم آپ نے ہی اپنے چہیتے اور منظور نظر مرید و خلیفہ حضرت صوفی منظور احمد کو دیا تھا اور اس کی بنیاد آپ نے ہی رکھی تھی جبکہ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں اس کی نگرانی حضرت منظور المشائخ فرماتے رہے۔ الحمد اللہ وہ مدرسہ مسجد و خانقاہ موجود سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ سعید احمد صابری کی قیادت میں دن بدن ترقی کی منزلوں پر

گامزن ہے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے خلفاء میں حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری اوکاڑہ حاجی غلام حیدر آف راولپنڈی صوفی عزیز الدین بابا غلام سرور ملتانی کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ جن میں حضرت بابا غلام سرور ملتانی اور حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد کا سلسلہ اور فیضان خوب جاری ہوا جس سے ہر طرف حضرت مخدوم صابر کلیری کے نام مبارک کی دھوم مچی ہوئی ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۶۔۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء کی درمیانی رات بمطابق ۱۸ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ محلّہ غازی آباد نزد دیپالپور چوک اوکاڑہ شہر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔ آپ کے بعد حضرت منظور المشائخ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد جناب حضرت صاحبزادہ سعید احمد صابری سجادہ نشین مقرر ہوئے جو بڑے ہی احسن انداز میں آپ کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

منقبت

(ازقلم...... خلیفہ محمد الیاس صابری)

حضرت میاں قدرت اللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

منبع رشد و ہدایت قدرت اللہ شاہ ولی
وارث فیض رسالت قدرت اللہ شاہ ولی
باعث فیضان حق ہے تیرا ذکر دل نشین
موجب اوج ولایت قدرت اللہ شاہ ولی
تیرے در پر قدسیاں ہیں در قطار اندر قطار
پَر تو شمع رسالت قدرت اللہ شاہ ولی
خواجہ صابرؒ کے صدقے مجھ پر ہو نظر کرم
مخزن جودو عنایت قدرت اللہ شاہ ولی
گلدستہ بحر عقیدت الیاس ہے عاجز رقم
حاضر منظور خدمت قدرت اللہ شاہ ولی

حضرت شیخ رحمت علی المعروف چاندی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین، امام العارفین حضرت سید رحمت علی شاہ المعروف چاندی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ لاہور کے رہنے والے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم صوفی اور عارف کامل بزرگ ہوئے ہیں۔

آپ اپنے مرشد کے حکم سے حضور والی کلیر مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر چلہ کشی اور حصول عرفان کے لئے تشریف لائے تھے

اور ایک عمر دراز تک حضور مخدوم پاک کے دوارے خدمت میں مصروف رہ کر مورخہ ۹ ذیعقد ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۹۶۲ء آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُر انوار ابدال صاحب کلیر شریف انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے مشہور و معروف خلیفہ پیر جی مقبول احمد صاحب گڑھی سلیم پور ضلع مراد آباد انڈیا والے جانشین بھی ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت پیر صوفی فیض الحسن شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار پُر انوار پاکپتن شریف نزد گلی صرافاں میں ہے

وہ بھی آپ کے خلیفہ نامدار ہیں جن کا سلسلہ تا حال جاری و ساری ہے۔ فقیر راقم الحروف نے آپ کی حیات مبارکہ میں متعدد بار زیارت و ملاقات کی ہے اور بعد از وصال متعدد بار آپ کے دربار گوہر بار میں بھی حاضری کا شرف حاصل کیا ہے بھی بہت سے خلیفہ مجاز بھی ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، خانوادۂ بغیہ کی روشن کلی، وارث علوم ولایت ہندالولی، پروردۂ کمال و جمالِ احمدی حضرت شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ شمع شبستان کلیری ہیں۔آپ کی ولادت ۹۴۔۱۸۹۳ء کو مراد آباد کے مشہور روحانی خانوادے بغیہ کے روحانی پیشوا حضرت شاہ عزیز الرحمٰن خان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔اس کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول مراد آباد سے تعلیم حاصل کی اور اس کے ساتھ ساتھ دینی علوم کے حصول کے لئے قابل ترین اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے علوم دینیہ کی تکمیل کر کے عربی، فارسی میں مکمل دسترس حاصل کی۔اس دوران آپ نے قرآن مجید بھی مکمل طور پر حفظ کیا۔تمام عمر ہر سال رمضان المبارک میں نماز تراویح میں کلام اللہ شریف سنانا آپ کا مستقل معمول رہا ہے۔

آپ ۱۹۲۳ء سے لے کر ۱۹۵۰ء تک مراد آباد کارپوریشن کے سرکاری سکول میں عربی وفارسی کے مدرس رہے۔سینکڑوں طلباء کو زیور تعلیم سے مزین کیا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد از تکمیل مجاہدہ وسلوک والد گرامی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوکر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کے والد گرامی نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی ایک بہت بڑے اجتماع کے اندر آپ کو اپنا سجادہ وجانشین مقرر کرنے کا اعلان کیا۔اس موقعہ پر مراد آباد شہر اور مضافات کے تمام شیوخ اور علمائے کرام اور لاتعداد مریدین خانقاہ بغیہ اور عوام الناس موجود تھے۔

دینی خدمت اور رشد وہدایت ☆: آپ نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ، اخلاص ومحبت، اخلاق وکردار، سخاوت وحلم وعلم کو اپنا معیار بنائے رکھا۔تمام زندگی درس وتدریس باقاعدگی سے دیتے رہے۔درگاہ شریف کی جامع مسجد میں نماز پنجگانہ، جمعہ خود پڑھاتے تھے۔آپ صوم وصلوٰۃ کے سختی سے پابند تھے بیماری کے باوجود بھی کوئی نماز اور روزہ ترک نہ کیا۔اپنی نگاہ ولایت سے لاتعداد افراد کو روحانیت سے سیراب ومالا مال کیا۔لاتعداد اور انگنت لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔۱۹۵۰ء میں آپ کراچی تشریف لے آئے یہاں پر بھی مختلف مساجد ومدارس میں درس وتدریس کے شعبہ سے منسلک رہ کر علوم دینیہ کے طلباء اور طالبان حق کو مستفید فرماتے رہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۶ فرزندان اور ۲ دختران عطا کیں۔دو بیٹے اور دونوں بیٹیاں صاحب اولاد ہیں۔ایک صاحبزادے حافظ لئیق الرحمٰن (نوکھر۔حافظ آباد) حافظ قرآن تھے۔انہوں نے تدریس قرآن میں بہت نام پیدا کیا۔باقی صاحبزادگان دنیاوی معاملات میں الجھے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۹۶۲ء کو کراچی میں ہوا۔اور کراچی میں ہی مرقد منورہ تعمیر کی گئی۔

حضرت پیر سیّدن شاہ چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ :از انوار لبریز و مالا مال، آئینہ جلال و جمال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، نورِ محض در طلسم جسمانی، آ ثار ولایتش ظاہر ہر خاص و عام بے دلیل، جلیس مسند حق الیقین قطب اقلیم، ہادی سالکان صراط مستقیم، شمع قصر ہدایت، آشنائے رموز و کنایات، محو توحید، سلطان ملک بقاء، ناطق للسانِ احوال، فارغ از گفتگوئے اغیار، سرشار بادہ خمار، تاجدارِ فقر ولایت خاندان رسول ہاشمی کے عظیم نیر تاباں حضرت پیر سیّدن شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قومِ ہاشمی کے عظیم چشم و چراغ حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ کے گھر ۱۳۲۶ھ بمطابق ۲۴۔۲۵ نومبر ۱۹۰۸ء بروز سوموار صبح صادق کے وقت آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

جس وقت آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو کسی نے آپ کے دادا جان حضرت پیر بخش شاہ المعروف پیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا حضور مبارک ہو کہ اللہ نے وہ عظیم پوتا جس کی بشارت کی خبریں آپ کو صالحین کے ذریعے مل رہی ہیں تھیں آج دنیا میں تشریف لے آیا ہے۔ آیئے چل کر اس کے کان میں اذان کہہ دیں۔

آپ کے جد اعلیٰ نے خبر سنتے ہی دو رکعت نفل شکرانہ ادا کئے اور اپنی آغوش ولایت میں لیکر آ ذان پڑھنے لگے ہی تھے کہ مسجد سے موذن نے فجر کی اذان پڑھی۔ اذان کے ختم ہوتے ہی آپ کے دادا جان نے آپ کے کان میں اذان کے کلمات کہے اور اپنے پیر و مرشد حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے حکم کے مطابق اپنی زبان بطور گھٹی آپ کے منہ میں دے دی۔ آپ نے اپنے دادا کی زبان کو چوس کر اپنی امانت وصول کی۔

اس طرح یہ نومولود فقر ولایت کا تاجدار جب دنیا میں آیا تو سب سے پہلی آواز آپ کے کان میں اذان کی آواز آئی اور جب کسی کے چہرے پر نظر پڑی وہ سلسلہ عالیہ صابریہ کے عظیم پیشوا حضرت پیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ کا چہرہ انور تھا۔

آپ کا شجرۂ نسب ☆ : آپ حضرت غوث بہاؤالحق ذکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب چھبیس واسطوں کے بعد حضرت غوث بہاؤالحق ذکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کے منجھلے صاحبزادے حضرت شیخ مخدوم علاؤالدین بن غوث العالم حضرت بہاؤالحق ذکریا سہروردی علیہ الرحمۃ سے جاملتا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت پیر سیّدن شاہ بن حضرت پیر محمد شاہ بن حضرت پیر بخش شاہ المعروف پیر شاہ بن حضرت پیر یٰسین شاہ بن حضر پیر محمد صدیق

شاہ بن حضرت پیر محمد شافعی بن حضرت پیر ہاشم بن حضرت شیخ محمد اشرف بن حضرت شیخ حبیب اللہ بن حضرت شیخ ہاشم بن حضرت شیخ قطب بن حضرت عطاء اللہ بن حضرت شیخ محمد لہرا بن حضرت شیخ بہاؤالدین خورد بن حضرت شیخ وزیرالدین بن حضرت شیخ یعقوب بن حضرت شیخ پیر یٰسین بن حضرت شیخ طاہر بن حضرت شیخ غلام بہاؤالدین بن حضرت پیر ابوالقاسم بن حضرت شاہ معین الدین بن حضرت شیخ شہاب الدین عرف شیخ لکھا بن حضرت پیر عبداللہ بن حضرت پیر محسن بن حضرت شیخ شمس الدین بن حضرت شاہ ابوالخیر بن حضرت مولانا جلال الدین بن حضرت مخدوم علاؤالدین بن حضرت شیخ العالم غوث بہاؤالحق ذکریا سہروردی ثمہ ملتانی علیہم الرضوان والغفران۔

نوٹ ☆: آپ والد گرامی کی طرف سے ہاشمی جو کہ حضرت بہاؤالحق ذکریا سہروردی ثمہ ملتانی علیہ الرحمۃ اور والدۂ ماجدہ کی طرف سے فاروقی یعنی حضرت زبدۃ الانبیاء مسعود العالمین حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔

آپ کا خاندانی پس منظر☆: یوں تو اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو آپ کے خاندان میں حضرت غوث بہاؤالحق ملتانی علیہ الرحمۃ سے پہلے اور بعد میں آپ تک اور تادم تحریر جتنے افراد پیدا ہوئے ہر دو میں کوئی نہ کوئی ولی اور دین مصطفوی کا پاسبان ونگہبان رہا ہے۔ جس کے ثبوت کے لئے آپ کا شجرہ نسب کافی ہے اور طوالت کے پیش نظر سب کی تفصیل دینے سے معذور ہوں۔

آپ کے خاندان کے چند افراد یعنی آپ سے پہلے پانچ پشتوں میں جو حضرات اولیائے کاملین اور بندگان خدا اس خاندان میں ہوئے ان میں حضرت شیخ پیر محمد شافعی شاہ علیہ الرحمۃ جو کہ پانچویں پشت میں آپ کے دادا اور اپنے وقت کے عظیم ولی کامل ہوئے ہیں۔ یہ بزرگ آپ کے خاندان میں پہلے بزرگ ہیں جو ملتان سے ہجرت کر کے پنڈ دادنخان کے ملحق دریائے جہلم کے شمالی کنارے تشریف لائے اور ایک بستی آباد کی جس کا نام کلس رکھا۔

آپ حضرت شافعی شاہ علیہ الرحمۃ اسم بامسمیٰ بزرگ تھے جو بھی آیا آپ کے پاس سے شفایاب ہو کر گیا۔ کامیاب وبامراد لوٹا۔

نمبر۲ ☆: حضرت پیر محمد صدیق علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت پیر محمد شافعی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور اپنے زمانہ کے عالم وفاضل اور بہت بڑے شیخ طریقت اور سیف اللسان تھے۔ زبان ترجمان سے جو فرماتے ویسا ہی ہو کے رہتا۔

نمبر۳ ☆: حضرت پیر یٰسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ عظیم ولی کامل اور حضرت پیر محمد صدیق علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور حضرت پیر لعل عسین قادری کروڑوی ضلع لیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پایا۔ حضرت پیر یٰسین شاہ کی ولایت کا شہرہ نہ صرف کلس شریف بلکہ دور دراز تک پھیلا اور مخلوق خدا جوق در جوق در آتی۔ آپ کی بارگاہ میں حاضری دیکر انوار و تجلیات سمیٹ کر لے جاتی۔ لاتعداد کرامات سرزد ہوئیں اور آپ نے اپنے بزرگوں کے مشن کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ اس کو چار چاند لگا کر کلس شریف کی بستی کو نئے سرے سے آباد کر کے گوندل قوم سے کھوکھروں کو ان کا حق دلایا اور ۱۸۵۰ء کے محکمہ مال کے ریکارڈ اور بندوبست میں کلس شریف کا تمام رقبہ جو آپ نے گوندلوں سے لڑ کر وصول کیا تھا اور گوندل مقابلے سے بھاگ گئے تھے ان سے لیکر کھوکھروں کے نہ صرف حوالے کیا بلکہ محکمہ مال کے بندوبست میں ان کے نام بھی درج کرایا۔ اور پھر کھوکھروں سے فرمایا کہ یہ زمین میں

تمہیں لیکر دے کر جا رہا ہوں اس پر کھیتی باڑی کرو مالک تمہیں رزق دے گا اور میری اولاد سے پشت در پشت ولی پیدا ہونگے ان کی ہر دور میں خدمت وعزت اور احترام کرنا اور خدا کی یاد سے غافل نہ رہنا۔

نمبر۴ ☆: حضرت پیر بخش شاہ صابری علیہ الرحمۃ المعروف حضرت پیر شاہ صابرؔی جو کہ حضرت پیر یٰسین شاہ قادری علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو اپنے خاندان میں وابستہ کرنے والے واحد بزرگ ہیں جن کی بیعت حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر تھی اور انہوں نے حضور مخدوم پاک صابر پارسا کی جانب سے روحانی انعام وکرام کی دولت سے آپ کو مالا مال کیا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ آپ کے زمانہ میں کلس شریف میں روحانیت کے وہ دیپ جلے کہ ابھی تک روشنی باقی ہے۔ آپ کی خدمت میں کوئی بھی کیسا بھی سوالی آیا خالی نہ گیا اور کئی حضرات تو ایسے ہیں جن کو بن مانگے دیا اور اتنا دیا کہ دامن میں سمایا نہ گیا۔ آپ نے دو خاندانوں ایک تو سلسلہ عالیہ سہروردیہ جو کہ آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔ دوسرا سلسلہ عالیہ قادریہ اور چشتیہ صابریہ کے فیض وکرم کی بارش اپنے پاس آنے والوں پر کردی جس کے اثرات تا قیامت باقی رہیں گے۔

نمبر۵ ☆: حضرت پیر محمد شاہ صابری علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت پیر شاہ صابرؔی کے فرزند ارجمند اور کشتہ ولایت تھے جو کہ بڑے وجیہہ خوبصورت جوان اور انتہائی فیاض اور حلیم الطبع غریب پرور شخص تھے۔ ولایت کے اثرات آپ کے چہرہ انور سے عیاں تھے۔

اپنے والد گرامی حضرت پیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد کو ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ آپ ہی کی ذات والا صفات وہ ذات ہے کہ جن کے گھر اللہ کریم نے حضرت پیر سیدن شاہ صابری سرکار جیسی عظیم المرتبت شخصیت اور مادرزاد ولی اور بہترین عارف کامل اور سلسلہ عالیہ صابریہ کے عظیم نیرّ تاباں جلوہ افروز ہوئے جن کے آنے کی خبریں صالحین دیتے رہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ ☆: آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مائی فاطمہ بی بی رحمتہ اللہ علیہا جو کہ حضرت خواجہ بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے تھیں اور انتہائی درجہ کی متقیہ، صالحہ، عابدہ، عارفہ، کاملہ خاتون تھیں۔ ہر وقت ذکر خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زبان پر جاری رہتا۔ فرض نمازوں کا کیا کہنا انہوں نے نوافل بھی ترک نہیں کئے مخلوق خدا کی رشد وہدایت اور خدمت خلق کو ہمیشہ اپنا شعار بنائے رکھا۔

آپ کی والدہ ماجدہ کے خاندان میں بھی بہت سے حضرات اولیاء اللہ ہوئے جن میں سے ان کے ماموں حضرت پیر بڈھے شاہ علیہ الرحمۃ مستانہ وار اور قلندرانہ روش کے بزرگ تھے۔ اس طرح آپ حضرت پیر سیدن شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ددھیال اور ننھیال میں اکثر حضرات ولی ہوئے اور ایسے ماحول اور روحانی گھرانے میں آپ کی ذات والا صفات کی پرورش اور تربیت ہوئی جس کے باعث آپ کو خداوند کریم نے جو مقام اور عروج بخشا وہ صبح قیامت تک روز روشن کی طرح عیاں رہے گا اور اس چشمہ فیض سے قیامت تک آنے

والی نسلیں سیراب ہوتی رہیں گی۔

آپ کی ولادت سے قبل مختلف بزرگوں کی پیشین گوئی ☆: آپ کی ولادت سے پہلے آپ کی والدہ محترمہ کے ماموں حضرت پیر بڈھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ جو کہ قلندرانہ روش کے بزرگ تھے۔ اکثر جنگلوں اور پہاڑوں میں رہ کر عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔

ایک دن اپنی ہمشیرہ کے گھر تشریف لائے تو کیا دیکھا کہ ہمشیرہ کی آٹھ سالہ بچی صحن میں کھیل رہی تھی۔ حضرت بڈھے شاہ اپنی بھانجی کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ اور اپنے حقہ کی چلم سے راکھ اٹھائی اور بچی کے سر پر مل دی اور فرمایا ''میں نے بچی کو فقیر کر دیا'' بہن نے کہا کہ میری تو صرف کل کائنات میں اولاد ایک ہی بچی ہے میں نے تو اس کی شادی بھی کرنی ہے تا کہ اس کی اولاد ہو۔ آپ نے فقیر کیوں کر دی؟ آپ نے فرمایا کہ فقیر نے فقیر کہہ دیا تو فقیر ہی ہوگی۔ مگر بہن تمہاری دلی خواہش بھی پوری ہوگی انشاء اللہ شادی بھی ہو گی اور اس کے بچہ بھی پیدا ہوگا جو کہ اپنے وقت کا فقیر ہی نہیں بلکہ بہت بڑا پیر اور روشن ضمیر بھی ہوگا۔

چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا کہ مائی صاحبہ کی شادی آپ کے والد گرامی حضرت پیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ سے ہوئی اور آپ ان ہی دونوں بزرگوں کی اولاد کی صورت میں اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔

نمبر۲ ☆: آپ کے والد گرامی حضرت پیر محمد شاہ اور آپ کے چچا اور سسر حضرت پیر جلال الدین شاہ ساکن آہیر فتح شاہ نزد ساہی وال ضلع سرگودھا دونوں ہم خیال۔ اور ہمعمر دوست تھے دونوں انتہائی درجہ کے خوبصورت خوش اخلاق اور بلند کردار کے مالک تھے۔

ایک مرتبہ دونوں بھائی مل موضع متھرا نزد چنیوٹ حضرت پیر جلال الدین شاہ کی نانی حضرت مائی ست بھرائی صاحبہ کے مزار پُر انوار پر جا رہے تھے کہ چنیوٹ کے قریب بہ لب دریا ایک فقیر کا چرچا سنا تو اس کی خدمت میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ ایک جم غفیر اس فقیر کے پاس طالب دعا ہے۔ اکثر لوگ اس فقیر کی خدمت میں اولاد کے لئے دعا کی درخواست کر رہے تھے۔ ان شہزادوں کی باری آئی تو فقیر نے ان نورانی چہروں کو دیکھ کر پوچھا کہ کس لئے آئے ہو۔ تو حضرت پیر محمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے کہا کہ ہم بھی نیک بخت اولاد کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ فقیر ان دونوں کی بات سن کر زیر لب مسکرائے اور فرمایا کہ واہ بھئی واہ ابھی ان کی شادی بھی نہیں ہوئی اور اولاد کے لئے دعا کرا رہے ہیں۔ پھر فرمایا لو میاں ہم بھی تمہاری اولاد کی بات کرتے ہیں اور حضرت جلال الدین شاہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تمہارے نواسے ہوں گے حضرت پیر محمد شاہ کی طرف دیکھ کر فرمایا تمہارے پوتے ہونگے دونوں گھر آباد ہونگے دونوں کی جو اولاد ہوگی انشاء اللہ صاحب بخت نیک سیرت ہوگی۔

۳ ☆: آپ کی ولادت سے قبل ایک رات آپ کی والدہ صاحبہ عبادت و ریاضت میں مصروف تھیں کہ اچانک مصلے پر آنکھ لگ گئی کہ کیا دیکھا ایک نورانی صورت والے بزرگ سبز لباس سر پر کلاہ دار ٹوپی اور ٹوپی پر عمامہ۔ ہاتھ میں عصا مبارک اور چہرے سے نورانی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ تشریف لائے اور فرمایا بیٹی میرا نام سید مردان علی شاہ صابری ہے اور تمہیں بشارت دینے آیا ہوں کہ تمہیں

خداتعالیٰ نیک سیرت اور سعادت مند بچہ عطا کرے گا۔تمہاری ذمہ داری ہے کہ اس کی تربیت بہتر طریقہ سے کرنا۔مائی صاحبہ کی آنکھ کھلی تو سجدہ شکر ادا کیا۔

نمبر۴ ☆ : آپ کی ولادت سے تقریباً 2 ماہ قبل آپ کی والدہ ماجدہ خواب میں ایک نورانی بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوئیں۔اور انہوں نے آپ کی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ بیٹی میں مبارک دینے آیا ہوں۔اللہ کریم تمہیں ایک نیک سعادت مند بیٹا عطا کرے گا۔اس کا نام میرے نام پر رکھنا اور میں سیّد سیدن شاہ شیرازی۔چوآ سیدن شاہ والا ہوں۔

آپ کی پیدائش پر خوشیاں منا رہے تھے لوگ مبارک بادیاں دینے آ رہے تھے۔ہر رشتہ دار آپ کے نام کے بارے میں پوچھتا تو والدہ ماجدہ فرماتیں اس نام کوئی تجویز نہ کرے بلکہ اس کا نام پہلے سے طے شدہ ہے۔میں اس کا نام حضرت سید سیّدن شاہ شیرازی کے نام پر سیدن شاہ رکھوں گی۔والدہ ماجدہ کی زبان سے یہ نام سن کر ایک رشتہ دار عورت نے طنزاً کہا کہ حضرت سیدن شاہ شیرازی کے نام پر اس لئے نام رکھ رہی ہو کہ ان کا ہر سال میلہ لگتا ہے۔آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ یہ نام تو خود حضرت سیّد سیدن شاہ شیرازی نے تجویز فرمایا ہے۔میں تو حکم کی تعمیل کر رہی ہوں۔اور یہ بات غور سے سن لو کہ حضرت پیر سیّد سیدن شاہ شیرازی کا میلہ تو سال بھر میں ایک دفعہ لگتا ہے مگر میرے سیدن شاہ کا میلہ کلس میں ہر روز لگا کرے گا۔

آپ کی تعلیم وتربیت ☆ : ابھی آپ کی عمر عزیز ایک برس تھی کہ آپ کے جد امجد حضرت پیر شاہ صابرؔی علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہو گیا تھا۔انہوں نے اپنے وصال سے چند روز قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ میرے سیدن کی تعلیم وتربیت تم نے بہت احتیاط سے کرنی ہے اور اس کا ہر طرح خیال رکھنا اور میں تم سے بہت خوش ہوں تم نے میری بیماری میں بہت خدمت کی ہے اب میرا آخری وقت ہے تم مجھ سے کچھ انعام طلب کرنا چاہو تو بتاؤ کیا دوں آپ کی والدہ نے عرض کیا حضور میرے بچے سیدن شاہ کے لئے خصوصی دعا فرمادیں۔انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس لے آؤ اور گود میں لیکر خوب پیار کیا اور اپنی زبان دوبارہ آپ کو چوسوائی۔اور دعا سے نوازا۔

ادھر آپ کے دادا جان کا وصال باکمال ہوا ادھر آپ کے والد گرامی حضرت پیر شاہ علیہ الرحمۃ نے دوسری شادی کر لی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کے دادا جان کے حکم کے مطابق آپ کو لے کر موضع ساہنٹا اپنے میکے چلی گئیں اور اس دوران آپ کی تربیت بہت بہتر انداز سے کرتی رہیں۔آپ فرماتی ہیں کہ میرے نور نظر نے جب بولنا شروع کیا تو آپ کی زبان ترجمان سے جو کلمہ نکلا وہ لفظ اللہ نکلا۔
آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف تھا کھیل کود کا کوئی شوق نہیں تھا۔

جب سن شعور کو پہنچے تو سب سے پہلے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا اور اس کے ساتھ سکول کی ابتدائی پرائمری تعلیم ہریا گاؤں کے سکول سے اور دینی تعلیم حضرت مفتی غلام مرتضیٰ صاحب آف میانی سے حاصل کی اور طب یونانی الحاج میاں سلطان محمود صاحب موضع کوٹلی گل محمد سے پڑھی اور باطنی علم مالک الملک نے خود عطا کیا۔

آپ کی بچپن میں مختلف بزرگوں سے ملاقات ☆: آپ نے بچپن میں اپنی والدہ کی زبان ترجمان سے حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کا ذکر سنا تھا۔ اکثر آپ کی والدہ ان کا ذکر کرتی رہتی تھیں۔ ایک دن آپ نے والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ مجھے حضرت پیر مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر لے چلو۔ والدہ ماجدہ نے فرمایا بیٹا قرآن پاک ختم کرلو پھر تمہیں لے کر چلوں گی۔

چنانچہ کچھ عرصے کے بعد آپ نے تعلیم قرآن مکمل کرلی تو والدہ سے دوبارہ عرض کیا تو آپ کو ہمراہ لے کر ساہنا سے مکھو پنڈی نزد پھالیہ حضرت پیر مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئیں اور فاتحہ خوانی میں مشغول ہو کر حضرت مردان شاہ صاحب سے التجا کی حضور اس بچے کی ولادت سے قبل آپ نے بشارت دی تھی یہ بچہ حاضر ہے۔ اس کے لئے خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ اس کا اقبال بلند کرے۔ آپ دعا کر کے فارغ ہوئی تو کیا دیکھا کہ آپ بذات خود ایک کونے میں بیٹھ کر اپنے ننھے ننھے ہاتھ اٹھا کر حضرت پیر مردان شاہ علیہ الرحمۃ کے مزار کی طرف منہ کر کے دعا فرما رہے ہیں۔ والدہ ماجدہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔

حضرت سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار سے ملاقات ☆: ابھی آپ کا بچپن تھا اور آپ اپنے ہم عمر بچوں کے ہمراہ ایک ٹبہ پر درخت کے سائے میں تشریف فرما تھے کہ ٹبہ کی جانب ایک فقیر مست الست کو آتے دیکھا فقیر آیا اور قریب ہی بیٹھ کر آپ کے روئے تاباں کو دیکھ کر فرمایا کہ اس نونہال کا وجود اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور یہ فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے اور میرا نام سائیں کرم الٰہی ہے اس ہاشمی پھول کی زیارت کے لئے آیا تھا۔

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ سے آپ کی ملاقات ☆: حضرت تاجدار گولڑہ پیر سیّد مہر علی شاہ چشتی نظامی علیہ الرحمۃ جب اپنے مرشد کامل حضور پیر سیال لجپال خواجہ شمس العارفین علیہ الرحمۃ کے آستانہ عالیہ پر گولڑہ شریف سے بذریعہ ریل گاڑی تشریف لے جاتے تو راولپنڈی سے سرگودھا تک کے تمام مریدین کو اطلاع ہو جاتی وہ مریدین اپنے اپنے علاقے کے ریلوے اسٹیشنوں پر اپنے مرشد کے لئے کھانا پکا کر یا چائے لے کر آتے آپ کا استقبال بھی کرتے اور خدمت و خاطر بھی کرتے۔ اسی طرح موضع ساہنا کے چوہدری جہان خان ذیلدار بھی اپنے مرشد کے استقبال کے لئے ایک مرتبہ ہریالہ ریلوے اسٹیشن پر اپنے احباب کے ہمراہ گئے تو اس میں گاؤں کے بچوں کے ہمراہ آپ بھی تشریف لے گئے تھے۔ جب گاڑی ہریالہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو لوگ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے استقبال کے لئے آگے بڑھے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ کی مردم شناس نظر جب آپ کے چہرہ انور پر پڑی تو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہ گئے۔ پھر اپنے مرید چوہدری جہان خان کو قریب بلا کر آپ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور فرمایا کہ اس بچے کے ماتھے میں نور کی ایک ایسی کرن ہے جو کفر کی تاریکیوں کو دور کرے گی۔ اس کے بعد آپ کو قریب بلا کر ماتھے کو بوسہ دیا اور چوہدری جہان خان ذیلدار کو نصیحت فرمائی کہ ان کا پورا پورا خیال رکھنا اور حفاظت کی جائے۔

حضرت پیر محمد عمر بیربل شریف سے ملاقات ☆: ایک مرتبہ آستانہ عالیہ بیربل شریف کے مسند نشین حضرت پیر محمد عمر

موضع ساہنا اپنے مریدین وعقیدت مندان کے ہاں تشریف لائے تو گاؤں کے دیگر لوگوں کے ہمراہ آپ حضرت سیدن سرکار بھی ان سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت پیر محمد عمر علیہ الرحمۃ کی نظر ولایت جب آپ کے روئے تاباں پر پڑی تو قریب بلا کر اپنے پہلو میں بٹھایا اور گفتگو کرنے لگے بعد ازاں اہل خانہ سے آپ کے بارے تعارف حاصل کیا۔ اور فرمایا کہ یہ ہاشمی شہزادہ اپنے زمانے کا بہت بڑا ولی اللہ ہوگا فیوض و برکات کا ایک چشمہ اس سے جاری ہو کر بہت سے افراد کو سیراب کریگا۔

موضع ساہنا سے کلس شریف میں ورود مسعود☆: موضع ساہنا میں جب آپ کو گیارہ سال گزر گئے تو آپ کے دل نے فیصلہ کرلیا کہ اب کلس جا کر اپنے آباؤ اجداد کے مزارات پر حاضری دی جائے اور مخلوق خدا کی خدمت میں وقت گزارا جائے۔ آپ نے ایک رقعہ اپنے والد گرامی حضرت پیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں تحریر کر کے بھیجا اور عرض کیا کہ میں کلس شریف آنا چاہتا ہوں مجھے اجازت دی جائے۔ دوسری طرف آپ کے والد گرامی کی حالت یہ تھی کہ اپنے نور نظر کی جدائی اور فراق میں دن رات اپنے اجداد کے مزارات پر جا کر روتے حتیٰ کہ آہیں بندھ جاتیں۔ انہوں نے اپنے بھائی حضرت عبداللہ شاہ کو گھوڑا دیکر روانہ کیا اور فرمایا کہ ساہنا جا کر میرے لال سیدن کو لے آؤ۔

چنانچہ حضرت عبداللہ شاہ علیہ الرحمۃ موضع ساہنا تشریف لے گئے اور آپ کو لیکر جب کلس شریف آ پہنچے تو کیا دیکھا کہ آپ کے اجداد کے مزارات کے اردگرد لاتعداد لوگ جمع ہیں آپ کی آمد پر جشن منا رہے ہیں خوشی سے پھولے نہ سماتے ہیں۔ قیام کلس شریف کے دوران آپ کی خدمت میں دکھی انسانیت کے قافلے آنا شروع ہو گئے اردگرد سائلوں اور عاشقوں کا ہجوم رہنے لگا۔ بیمار آتے شفا لیکر جاتے، دکھی آتے تو سکھ لے کر، بے اولاد آتے تو اولاد لے کر، پریشان آتے تو خوشیاں اور سکھ چین لے کر جاتے، گمراہوں کو راہ ہدایت بے راہوں کو منزل ملی۔

اس دوران آپ نے جہاں اپنے اجداد کے روحانی سلسلہ کو تقویت بخشی وہاں دربار شریف پر آنے والے زائرین کے لئے مسجد، بیٹھک اور حجرہ تعمیر کروایا اور دیگر سہولیات مہیا فرماتے رہے۔ اس کے ساتھ ہی اپنے اجداد کی زمینوں پر کاشت کاری بھی کرتے رہے، مویشیوں کے لئے الگ جگہ مکانات دربار پر ایک پختہ کنواں کھدوایا جس سے آبپاشی کے علاوہ مہمانوں کے نہانے دھونے اور لنگر کی ضرورت پوری ہوا اور اس کے ساتھ ہی لنگر شریف کا آٹا پیسنے کے لئے ایک چکی بھی لگوائی۔

آپ کے نوجوانی کے مشاغل☆: آپ کو بچپن ہی سے شہسواری کا شوق تھا اور اس کے لئے اعلیٰ قسم کے گھوڑے حتیٰ کہ بیرون ملک سے ان کے ساز و سامان منگواتے۔ گھوڑوں کو ناچ دیگر کرتب خود سکھاتے اس کے علاوہ نیزہ بازی میں بھی آپ بے مثال تھے۔ کبڈی میں حال یہ تھا کہ لمبی اور اونچی چھلانگ آپ کا معمولی کھیل تھا۔ لکڑی کی بھاری بھرکم مگدر بھی بڑے آرام سے اٹھاتے۔ شہسواری اور نیزہ بازی میں آپ کبھی ناکام نہ ہوئے بلکہ متعدد جگہ سے انعام حاصل کرتے ایک مرتبہ جشن بہاراں کے موقع پر جنرل ملک عمر حیات ٹوانہ نے نیزہ بازی اور جلوس کا فراخدلانہ انتظام کرایا جس میں انہوں نے خصوصی انعامات بھی تقسیم کئے۔ جنرل صاحب نے یہ

تمام اہتمام آپ کی کامیابی کی وجہ سے بخوشی کیا تھا شہر میں ایک خاص سماں تھا۔

شادی واولاد☆: آپ کی پہلی شادی اپنی برادری کے اصرار پر کلس شریف میں پیر فضل الٰہی شاہ صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جس سے تقریباً سات برس تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ دوسری شادی آپ کی والدہ محترمہ کے حکم کے مطابق حضرت پیر جلال الدین شاہ علیہ الرحمۃ ساکن آہیر فتح شاہ نزد ساہیوال ضلع سرگودھا کے گھر ہوئی جن سے آپ کے دو بیٹے پیدا ہوئے جبکہ پہلی بیوی سے بھی بعد میں خدا نے اولاد نرینہ عطا فرمائی ان سے بھی دو بیٹے پیدا ہوئے۔ آپ کی کل اولادیں نو ہیں۔ جن میں چار بیٹے پانچ بیٹیاں ہیں جبکہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر گلزار حسین شاہ علیہ الرحمۃ آپ کے جانشین وسجادہ بنے۔

بیعت وخلافت☆: آپ کا سلسلہ بیعت چند واسطوں سے حضرت مخدوم العالمین امام الاولیاء بادشاہ دو جہاں حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ سے جاملتا ہے۔ حضور مخدوم پاک کا فیض باطنی پیر سید مردان علی شاہ صابریؒ علیہ الرحمۃ کے ذریعے آپ تک پہنچا۔ آپ کے دادا حضرت پیر بخش المعروف پیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ حضرت پیر سید مردان علی شاہ علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ اور آپ کے والد محترم اپنے والد حضرت پیر شاہ صابریؒ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کی بیعت سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ سے براہ راست غائبانہ بطریق خضریہ اویسیہ اور انہی سے باطنی طور پر فیض یاب ہوئے۔

جبکہ آپ کی ظاہری بیعت اپنے والد گرامی حضرت پیر محمد شاہ صابریؒ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر اٹھارہ برس کی عمر شریف میں ہوئی ان کے بعد آپ ہی ان کے جانشین اور کلس شریف کے مسند نشین ہوئے۔

سیرت وکردار☆: آپ نہایت خوبصورت، نیک سیرت، عبادت گزار، پابند صوم وصلوٰۃ عبادت کے لئے کھڑے ہوئے تو پوری رات گزر جاتی۔ خشوع وخصوع کا یہ عالم کہ دنیا ومافیہا سے بے خبر۔ محویت کا یہ عالم کہ آس پاس شور وغل تو کیا اپنے وجود پر بھی چوٹ آجائے تو خبر نہ ہوتی۔ انہیں پیار ومحبت، ایثار ورحم دلی کا جذبہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ کسی بیمار یا دکھی انسان کی چیخ وپکار سن کر انتہائی بے چین ہو جاتے اور اس کی چارہ گری میں لگ جاتے۔ آپ کسی جانور کو بھی دکھ میں دیکھنا گوارا نہ کرے۔ کوئی نوجوان اگر گھوڑے کو چابک مارتا تو آپ فرماتے اسے مارو نہیں بلکہ اسے اچھی خوراک دو اور پیار سے کام لو۔

آپ انتہا درجہ کے مہمان نواز اور بلند اخلاق کے مالک تھے۔ لنگر وسیع اور دراز تھا کوئی سائل یا زائر آپ کے دربار سے بھوکا نہیں جاتا۔ آنے والے مہمانوں کا خود خیال فرماتے تھے۔

کشف وکرامات☆: موضع آہیر فتح شاہ ساہیوال ضلع سرگودھا میں آپ کی مذروعہ اراضی ہے اور قریبی رشتہ داری بھی۔ وہاں آپ کئی کئی دن تک قیام فرماتے تھے۔

ایک دفعہ آپ موضع آہیر فتح شاہ میں تشریف فرما تھے۔ دربار کلس شریف پر کچھ ساتھی آزاد کشمیر سے حاضر ہوئے تو پتہ چلا کہ آپ

ساہیوال تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے دربار کے خادم خاص سعید سے پتہ لکھوایا اور موضع آہیر فتح شاہ کی طرف چل دیئے۔ ساہیوال بس اسٹینڈ پر جب پہنچے تو رات ہو چکی تھی چونکہ موضع آہیر فتح شاہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ کسی سے مکمل پتہ نہ چل سکا۔ یکا یک اسی اثناء میں ایک خوبرو بزرگ تشریف لائے اور کہنے لگے دوستو تم کون ہو اور پریشان کیوں ہو؟ کہاں جانا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم نے آہیر فتح شاہ جانا ہے وہاں ہمارے پیرومرشد حضرت سیدن شاہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے حضرت سیدن شاہؒ کلس شریف والوں کے پاس جانا ہے تو آؤ پھر میرے ساتھ چلو میں نے بھی ان کے پاس جانا ہے۔ وہ بزرگ خاموشی سے چل دیئے ان کے ساتھ وہ ساتھی بھی چلتے رہے ایک جگہ پہنچ کر جہاں آپ تشریف فرما تھے جب صرف ۲۰۔۲۵ گز دور رہ گیا تو ان بزرگ نے فرمایا دوستو وہ مکان جہاں سے چراغ کی روشنی نکل رہی ہے آپ سیدن شاہ سرکار وہاں تشریف فرما ہیں آپ لوگ پہنچ کر ملاقات کرو اور میں بھی تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔

کشمیری دوست مذکورہ مکان پر آئے آپ سے ملاقات کی آپ نے خدام کو کھانا لانے کا حکم دیا ان دونوں دوستوں کے لئے کھانا لگا مگر کھانا کھاتے نہیں آپ نے پوچھا کہ بھئی تم لوگ کھانا کیوں نہیں کھا رہے ہو تو عرض کرنے لگے حضور ہم اپنے تیسرے ساتھی کا انتظار کر رہے ہیں تا کہ مل کر کھانا کھالیں۔ آپ نے فرمایا تم کھانا کھاؤ وہ بزرگ بابا جی صرف راستہ دکھاتے ہیں کھانا نہیں کھایا کرتے۔ وہ حضرات بعد میں سمجھے کہ جو بزرگ راستہ دکھانے کے لئے ملے تھے وہ آپ ہی تھے۔

کرامت نمبر۲ ☆: چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ حبیب بینک لمیٹڈ راولپنڈی کو ایک دفعہ ہاتھ پاؤں پر بری طرح کا چنبل ہو گیا۔ زخموں سے ہر وقت گندہ مواد بہتا رہتا تھا درد کی شدت سے ہر وقت بے چین رہتے تھے۔ مختلف ڈاکٹروں، حکیموں سے علاج کرایا مگر جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا۔ بالآخر اس نے دو ماہ کی چھٹی لی اور دربار عالیہ فیض گوہر بار کلس شریف آ گیا۔ اور دربار شریف پر آ کر آپ سے حکمت کا علاج کراتا رہا۔ ایک دن آپ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور زار و قطار رونے لگا اور عرض کرنے لگا حضور تمام ڈاکٹروں حکیموں سے مایوس ہو کر دربار شریف آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ سے بھی علاج کراتا رہا تو کوئی آرام نہیں آیا اور صرف میرے پاس ایک ہفتے کی چھٹی رہ گئی ہے اور میں کسی ڈیوٹی کے قابل بھی نہ رہا۔ جبکہ تکلیف اور درد اتنا شدید ہے کہ ایک پل کو آرام نہیں ہے۔ حضور میرے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے مرتضیٰ کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر فرمایا ''اے مرض چلی جا'' اور پھونک ماردی۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اس کے درد میں کمی ہو گئی اور اسی رات اس کے ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ پھر دوبارہ کبھی خراب نہیں ہوئے۔

کرامت نمبر۳ ☆: مولوی الٰہی بخش مرحوم خطیب جامع مسجد چک رائب نزد ملکوال ۱۹۶۵ء میں حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ گئے ان کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہ تھی صرف ایک بیٹی تھی جسے وہ چھوڑ کر حج پر گئے اور وہ بیٹی آپ سرکار سے بہت عقیدت و محبت رکھتی تھی۔ مولوی صاحب مذکور کو سفر حج پر گئے ہوئے ۳ ماہ گزر گئے۔ انہوں نے اپنی خیریت کی گھر پر کوئی اطلاع وغیرہ نہیں

دی تو ان کی بیٹی پریشانی کے عالم میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی حضور میرے والد کو ۳ ماہ گزر گئے ہمارے پاس ان کی خیریت کی کوئی اطلاع نہیں مجھے کچھ علم نہیں کہ میرا والد اس وقت کس حال میں ہے۔ سرکار آپ دعا فرمائیں کہ مجھے اپنے والد کی خیریت کی جلد اطلاع مل جائے اور میرا والد بخیریت واپس گھر آ جائے۔

آپ نے کچھ دیر توقف فرمانے کے بعد اس بچی جس کا نام زینت بی بی تھا سے فرمایا بیٹی آج کا دن تاریخ نوٹ کر لو تمہارا والد اس وقت مکہ مکرمہ میں ایک کالے پتھر پر بیٹھ کر وضو کر رہا ہے۔ اور وہ بفضل تعالیٰ خیریت سے ہے۔ انشاء اللہ بخیریت واپس آ کر تمہیں ملے گا۔

چنانچہ کچھ دنوں بعد مولوی صاحب کی خیریت کی اطلاع آ گئی اور اس کے بعد وہ بذات خود بھی بخیریت گھر پہنچے اور اپنی بیٹی سمیت تمام عزیز و اقارب سے ملے۔ انہوں نے اپنے حج کے سفر کے حالات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے مکہ شریف میں حضور قبلہ پیر سیدن شاہ سرکار علیہ الرحمۃ کو دیکھا جب وہ میرے قریب سے گزرے تو میں وضو کر رہا تھا۔ وضو کے بعد ان کے تعاقب میں بھاگا مگر وہ رش میں گم ہو گئے اور دوبارہ نظر نہ آئے۔ یہ واقعہ سن کر ان کی بیٹی نے کہا کہ ابا جان میں نے جمعہ کے دن جمعہ کے وقت حضور قبلہ سیدن سرکار کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی خیریت کے لئے دعا کرائی تھی۔ تو اس آپ سیدن سرکار نے فرمایا تھا کہ تمہارا والد مکہ شریف میں وضو کر رہا ہے فکر کی کوئی ضرورت نہیں وہ بخیریت واپس آ جائیں گے۔

کرامت نمبر ۵ ☆: ایک مرتبہ آپ اپنے مرید خاص حضرت سائیں رحمت دین چشتی صابری علیہ الرحمۃ اور دیگر مریدین کے اصرار پر ان کے گاؤں موضع مغل تھانہ جاتلی تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی تشریف لے گئے اور ایک ہفتہ تک قیام پذیر رہے۔ جب آپ وہاں سے کلس شریف کے لئے روانہ ہونے لگے تو آپ کو الوداع کہنے کے لئے تمام اہل علاقہ گاؤں سے باہر تک آئے الوداعی کے وقت آپ نے سب کے لئے دعائے خیر فرمائی اور گھوڑے پر سوار ہوئے تو یکا یک تمام عقیدت مندان نے عرض کیا حضور ہمارے گاؤں مغل میں پانی کی بہت قلت ہے اور تمام اہل علاقہ دو میل دور سے اپنے گدھوں، گھوڑوں، خچروں یا اپنے سروں پر پانی لاتے ہیں۔ سرکار دعا فرمائیں کہ خدا ہمارے گاؤں میں پینے کا میٹھا پانی عطا فرمائے۔

آپ نے ان تمام عقیدت مندوں کی درخواست سن کر کچھ لمحے کے لئے آنکھیں بند کیں اور پھر ان کو مژدہ جانفزہ سنایا کہ اس وقت جہاں میرا گھوڑا کھڑا ہے اس کے پاؤں کے نیچے پانی ہی پانی ہے لہٰذا اس جگہ کنواں کھود دو اور خدا کی اس نعمت سے مالا مال ہو جاؤ۔

چنانچہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد اسی جگہ کنواں کھودا گیا خدا کے فضل و کرم سے اسی جگہ سے جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی میٹھا پانی نکلا اور تمام اہل علاقہ اس سے سیراب ہو رہے ہیں۔ بلکہ نہ صرف وہ کنواں بلکہ آپ کی اس دعا کے بعد مغل گاؤں کے ہر گھر میں میٹھا اور وافر پانی موجود ہے۔

کرامت نمبر ۶ ☆: راجہ فضل داد قوم مغل ساکن مغل تھانہ جاتلی تحصیل گوجر خان کا رہائشی نہایت ہی مخلص اور ذہین محنتی اور آپ سرکار کا مرید تھا۔ گاؤں کے ایک اجتماع میں فضل داد کی پارٹی نے دوسری پارٹی کے سربراہ عجائب خان کے بھائی کو قتل کر دیا۔ فضل

وغیرہ کی پارٹی کے لوگ گرفتار ہوئے مقدمہ چلا۔اسی دوران فضل داد آپ سرکار کی خدمت میں حاضری دیکر مقدمہ سے بری ہونے کی درخواست کرتا رہتا بالآخروقت آیا کہ فضل داداس مقدمہ سے بری ہوگیا۔

عجائب خان کی پارٹی کواس بات شدید دکھ اور احساس تھا انہوں نے مختلف حیلے بہانوں سے فضل داد کوقتل کرنا چاہا حتیٰ کہ انہوں نے اس سلسلہ میں ایک اجرتی قاتل مقرر کیا اوراس کو فائر کرنے والا ولایتی پستول لے کر دیا وہ اجرتی قاتل اس پستول کو آزمانے کے لئے چند روز تک اس سے پریکٹس بھی کرتا رہا۔چونکہ عجائب خان اپنے مقتول بھائی کے قتل کا بدلہ چکانا چاہتا تھا۔اور فضل داد خان بھی ان کے اس منصوبے سے بخوبی واقف تھا۔اوراسی وجہ سے وہ گاؤں چھوڑ کر راولپنڈی میں قیام پذیر ہوگیا تھا۔

ایک دفعہ دربار فیض گوہر بار کلس شریف میں حضور مخدوم پاک کا سالانہ عرس مبارک تھا مریدین کی ڈیوٹیاں آپ کے جانشین ونور نظر حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ لگا رہے تھے انہوں نے فضل داد کی بھی ڈیوٹی لگانا چاہی تو ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوگیا۔اور عرض کرنے لگا حضرت میرے دشمن ہروقت گھات میں ہیں۔اوروہ کسی جگہ بھی موقع خالی نہ جانے دیں گے۔ایسا نہ ہو کہ وہ چوری چھپے یہاں آئے ہوئے ہوں اوراتنے بڑے اجتماع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا کام دکھا جائیں۔حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری صاحب علیہ الرحمۃ اس کو ہمراہ لیکر آپ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کرنے لگے سرکار یہ ہمارا بہت محنتی اور مخلص ورکر پیر بھائی ہے اپنے دشمنوں کے خوف سے دربار کی ڈیوٹی سے انکاری ہے۔

آپ نے فرمایا فضل داد تم بےفکر ہوکر سرکار صابر پیا کی ڈیوٹی کیا کرو۔تمہاری موت دشمن کے ہاتھوں نہیں بلکہ طبعی موت ہوگی۔اور سنو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ ابھی وہ گولی ہی نہیں بنی جس پر تمہاری موت لکھی ہو۔آپ کا یہ فرمان ذیشان سن کر فضل داد خان مطمئن ہوگیا اور عرس مبارک کی ڈیوٹی بےخوف وخطر کرتا رہا۔

عرس سے فارغ ہوکر راولپنڈی اپنے گھر پہنچ گیا کہ اچانک اسے اپنے گاؤں مغل جانا پڑ گیا وہ بس پر سوار ہوگیا تو اس کے دشمن عجائب خان کی طرف سے مقرر کردہ اجرتی قاتل بھی موقع دیکھ کر بس کی چھت پر سوار ہوگیا چونکہ رش زیادہ تھا وہ بس کی چھت پر اور فضل داد ڈرائیور کے پاس بیٹھ گیا۔

مغل گاؤں سے ایک اسٹاپ پہلے فضل داد خان اترا اور پگڈنڈی پر چلنا شروع کر دیا کہ اس کے دشمن بھی اترے اور پیچھے پیچھے چلنے لگے اور چند قدم چلنے کے بعد انہوں نے فضل داد خان کو للکارا اور آگے بڑھ کر دبوچ لیا اوراسے نیچے گرا کر اس کی کنپٹی پر پستول رکھ کر فائر کیا تو فائر مس ہوگیا حتیٰ کے چھ کے چھ فائر مس ہوگئے اس نے دوبارہ گولیاں بھریں اور ایک ہوائی فائر کیا اس کے بعد جب فضل داد پر گولی چلائی تو فائر مس ہوگیا۔اس نے جب ہوائی فائر کیا تو بس میں سوار افراد نیچے اترے اورانہوں نے مزاحمت چاہی تو اس نے ان کی طرف ہوائی فائر کیا اور کہنے لگا میری دشمنی فضل داد سے ہے میں اسے قتل کرنا چاہتا ہوں تم میں سے کوئی آگے آیا تو میں گولی چلا دوں گا۔تمام حضرات سہم گئے اس نے دوسری مرتبہ فضل داد پر فائر کیا تو پھر مس ہوگیا وہ کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ پستول ہوا میں فائر کرتا

ہے دیگر لوگوں پر فائر کرتا ہے مگر فضل داد پر فائر مس ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی غیبی طاقت اس کو بچا رہی ہے۔ فضل داد کی ذات پر میں اور میرا پستول بے کار ہیں۔ میں نے اپنا سارا زور لگا لیا ہے مگر اس کا بال بھی بیکا نہ ہوا میں تو اس کو قتل کرنے آیا تھا۔ مگر اس کا مرشد تگڑا ہے جو اس کو بچا رہا ہے۔

راجہ فضل داد خان بدستور دربار شریف اپنے معاملات پورے کرتے رہے۔ بالآخر وقت آیا کہ دونوں فریقین میں نہ صرف صلح ہوئی بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوط دوستی اور تعلق ہو گیا ہے اور ایک دوسرے کو رشتے بھی دیئے حتیٰ کہ فضل داد کی مخالف پارٹی کے لوگ دربار فیض گوہر بار کلس شریف میں آ کر آپ سرکار کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

فضل داد خان ۱۹۸۸ء میں آپ کے فرمان کے مطابق اپنی طبعی موت فوت ہوا اور گاؤں میں ہی اس کی قبر بنی۔

کرامت نمبر ۷☆: پیر شاہ نواز قریشی ساکن آہیر فتح شاہ نزد ساہیوال ضلع سرگودھا کی وفات پر آپ تعزیت کے لئے آہیر فتح شاہ تشریف لے گئے۔ فاتحہ خوانی اور تعزیت کے بعد آپ اپنے ڈیرہ پر تشریف لا رہے تھے آپ کے ڈیرہ اور گاؤں کے درمیان ایک قبرستان واقع ہے۔ آپ اس قبرستان میں رکے اور اپنے بزرگوں کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ شاہ نواز مرحوم کے بھائی شاہ سید امیر قریشی آئے اور عرض کرنے لگے حضور آج بھائی سمجھ کر نہیں بلکہ اللہ کا ولی سمجھ کر درخواست کر رہا ہوں کہ ہم دونوں بھائیوں شاہنواز اور میرے ہاں اولاد نرینہ صرف ایک لڑکا حق نواز ہی ہے اور اس کی شادی میری لڑکی سے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا جبکہ ابھی تک اولاد کی دولت سے محروم ہیں۔

ہمارے چچا پیر جلال الدین شاہ کا گھر بھی اولاد نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔ اب ہم دونوں کے گھر بھی ختم ہو رہے ہیں اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اللہ حق نواز کو بیٹا عطا فرمائے۔ آپ نے اس وقت دعا کے لئے خدا کی بارگاہ میں ہاتھ بلند کئے اور بعد از دعا آپ نے فرمایا امیر شاہ انشاء اللہ اس گھر کا وارث پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بھرے خزانے سے تمہیں مایوس نہ کرے گا اور بفضل تعالیٰ یہ لاولد نہیں جائیں گے مگر خدا جانے ہم دیکھیں یا نہ دیکھیں۔

خدا کے فضل و کرم سے دعا قبول ہوئی اللہ کریم نے اپنے فضل و کرم سے ٹھیک نو ماہ بعد بیٹا عطا کیا جس کا نام انہوں نے آپ کے فرمان ''وارث'' پیدا ہوگا کی نسبت سے وارث شاہ رکھا۔ اور آپ کا وصال باکمال اس کی پیدائش سے تین ماہ قبل ہو گیا تھا اور پھر حق نواز شاہ صاحب اپنے بیٹے کو لے کر دربار شریف پر ہر سال دیتے رہے۔

کرامت نمبر ۸☆: آپ کے پوتے اور موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر شمیم صابر صابری مدظلہ کی عمر عزیز ایک برس تھی کہ علیل ہو گئے۔ ادھر دربار فیض گوہر بار کلس شریف میں سالانہ عرس مبارک شروع تھا۔ دہلی کے مشہور قوال محمد رفیق محفل سماع میں عارفانہ کلام پیش کر رہے تھے اور محفل پر کیف کا عالم تھا کہ اچانک گھر کی خادمہ نے حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور آپ کا پوتا شمیم صابر بالکل جاں بلب ہے۔ بلکہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا محفل برخاست کی جائے۔ سرکار نے فرمایا عمراں بی بی گھر جا کر بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر لٹا دو صبح دیکھیں گے۔ اس

لئے کہ میرے آقا کی محفل ہے اوران کی رحمت محفل پر برس رہی ہے سرکار کے انوار وتجلیات محفل کو منور کئے ہوئے ہیں میں اپنے آقا کے نام پر کئی بچے قربان کرسکتا ہوں۔ جاؤ اس کا محافظ وہ خود ہے۔ جس کی محفل ہے وہ جانے جس نے عطا کیا ہے۔ تم جا کر کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ اس محفل میں ملکوال کے عظیم پنجابی شاعر دائم اقبال قادری بھی موجود تھے اور وہ آپ کی اس تمام گفتگو کو سن رہے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ یہ "عشق والے ہیں جو ہر چیز لٹا دیتے ہیں۔"

چنانچہ رات بھر محفل اپنے عروج پر رہی جب صبح ہوئی آپ گھر تشریف لے گئے تو آپ نے جا کر بچے کے چہرے سے کپڑا اٹھایا دم کیا تو وہ بچہ بالکل صحت یاب اور ہنستا کھیلتا اور دودھ پینے لگ گیا تھا۔ اقبال دائم قادری نے اس کیفیت کو اپنے اشعار میں یوں رقم کیا۔

دریاواں تے اپنی موج لینی کوئی ڈب جاوے بھانویں ترے پیاء
ہرگ سرگ کی عشق دیاں کیتھاں نوں کوئی جم پوئے بھانویں مرے پیاء

موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر شمیم صابر صابری مدظلہ آپ کی دعا اور حضور مخدوم پاک صابر کلیری علیہ الرحمۃ کا زندہ اعجاز ہیں۔

کرامت نمبر ۹ ☆: موضع نین رانجھہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے حافظ محمد عالم رانجھا ولد حافظ نیک عالم رانجھا اور ان کے دو ساتھیوں کو باولے (پاگل) کتے نے کاٹ لیا۔ تقریباً ڈھائی ماہ گزرنے کے بعد تینوں دوست بیمار ہو گئے اہل خاندان نے اپنی ہمت اور بساط کے مطابق علاج معالجہ دم درود کرائے مگر باوجود اس کے "جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا" کے مصداق ان کی بیماری اس حد تک طول پکڑ گئی کہ حافظ محمد عالم کے دو ساتھی اسی بیماری میں انتقال کر گئے۔ ان دو ساتھیوں کی موت کے خوف سے حافظ محمد عالم پر بیماری کا مزید غلبہ ہوا۔ جس کی بنا پر ان کے والد حافظ نیک عالم بہت زیادہ پریشان ہوئے اور مسجد میں نمازیوں سے دعائیں کراتے رہے مگر کوئی آرام نہ آیا۔ ایک دن حافظ نیک عالم سوئے ہوئے تھے کہ کسی نے آہستہ سے کان میں کہا کہ حافظ صاحب اپنا بچہ لیکر کسی طرح دربار کلس شریف میں حضرت پیر سیدن شاہ سرکار علیہ الرحمۃ کے پاس لے جاؤ مالک شفایاب کرے گا۔

چنانچہ حافظ صاحب اوران کے رفقا نے اس بچے کی آنکھوں پر پٹی باندھی ہاتھ پاؤں جکڑے گھوڑے پر سوار کیا اور دربار فیض گوہر بار کلس شریف لے آئے اور بیمار کو ایک کمرے میں بند کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام معاملہ خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا حضور جو مریض ہم لے کر آئے ہیں نہ وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ پانی طلب کرتا ہے جب پانی سامنے کیا جائے تو مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا ہے۔ شدت کی پیاس کے باوجود پانی نہیں پی سکتا۔ اس کی خوفناک آوازیں دور دور تک سنائی دیتی ہیں منہ سے جھاگ بہتی رہتی ہے آنکھیں لہولہان آگ کے انگارے بنی ہوئی ہیں۔ سرکار یہ مریض آپ کے دربار میں حاضر ہے خدارا کوئی مہربانی فرمایئے تا کہ اس کو اس بیماری سے نجات مل جائے۔

آپ اٹھے اور اس کمرے میں تشریف لے گئے جہاں وہ مریض تھا ملاحظہ فرما کر مریض کو دم کیا مریض پریشان حال تھا اس کی

خوفناک چیخوں سے دل دہل رہے تھے مگر اس بیمار کو اتنا ہوش تھا کہ میں کلس والے پیر سیدن سرکار کی خدمت میں حاضر ہوں اور وہ پوری طرح اللہ کے ولی کا ادب بجالایا اور رو کر عرض کرنے لگا حضور میرے دو ساتھی اس بیماری میں مر گئے خدارا مجھے بچالیں۔ آپ نے پانی دم کر کے دیا اور پینے کا حکم دیا۔ مریض نے عرض کیا سرکار یہ میرے گھر والے مجھے پانی میں خوفناک کتے ڈال کر پلاتے ہیں۔ آپ نے جو پانی عنایت کیا یہ پانی ستھرا ہے۔

آپ کے دم کرنے اور پانی پلانے کے بعد وہ مریض رات اسی جگہ رہا اور صبح تک اسے کچھ افاقہ ہوا صبح کو پھر دم کیا گیا مریض بفضل تعالیٰ صحت یاب ہو گیا م۔ گھبراہٹ بے چینی ختم اور سکون مل گیا۔ جس کی بنا پر اس کے گھر والے ایک ہفتہ تک مزید دربار شریف میں اس مریض کے ہمراہ رہے اور وہ مریض بالکل صحت یاب ہو گیا۔ اور اس کے بعد وہ مریض اور دیگر اہل خانہ سرکار کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کر واپس پلٹے۔ حافظ محمد عالم بہت نیک، مخلص، وفادار انسان ہیں ساری عمر جامع مسجد نین میں گزاری اور بیعت ہونے کے بعد آپ کے غلام بے دام بن گئے۔

کرامت نمبر ۱۰☆: صابری محلہ ملک وال میں آپ سرکار کے ذاتی مکان ہیں کبھی کبھی آپ وہاں بھی تشریف لے جاتے اور کچھ عرصہ قیام فرماتے کلس شریف کی طرح اس گھر میں بھی لوگوں کا ایک اژدھام جمع ہو جاتا لوگ اپنی حاجات لے کر آ جاتے۔ ملکوال شہر اور گردونواح کے لوگ اپنے مرشد کامل کی صبح وشام زیارت کے لئے آتے۔

ایک مرتبہ آپ حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے کلس شریف سے نکلے اور صابری محلہ ملکوال والے گھر میں قیام کی غرض سے ٹھہرے آپ کے اس محلہ میں بابو غلام محی الدین نامی ایک شخص جو خود بھی مرزائی تھا اور برادری قوم قبیلہ کے تمام حضرات بھی مرزائی تھے۔ صابری محلہ ملکوال کے قیام کے دوران رات کے وقت اس گھر میں محفل سجی ہوئی تھی کہ بابو غلام محی الدین مرزائی کا وہاں سے گزر ہوا۔ وہ چونکہ مسلمانوں کی محافل میں جانے سے پرہیز کرتا تھا اس لئے اندر نہ گیا اور باہر ہی کھڑا ہو کر تمام نظارہ کر رہا تھا کہ اچانک آپ سرکار کا گزر اس کے سامنے سے ہوا۔ اس کی نظر جب آپ کے جمال جہاں آرا پر پڑی تو دیکھتا رہ گیا اور بے خودی کے عالم میں دوبارہ دیکھنے کا منتظر رہا پھر دوبارہ آپ کے رخ زیبا کو دیکھا تو دوڑا ہوا گھر گیا اور اپنے جواں سال بیٹوں کو بھی لے آیا اور رات دو بجے تک آپ کی محفل میں برسنے والے انوار و تجلیات کو دیکھتا رہا۔ صبح کے وقت محفل ختم ہوئی وہ اپنے گھر اور سرکار اپنے مرشد کے آستانہ مکھو پنڈی پھالیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

بابو غلام محی الدین اپنے گھر سے صبح سویرے اپنے جواں سالہ بیٹوں کو ہمراہ لے کر مرکزی جامع مسجد ملکوال کے خطیب حضرت علامہ سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب سلطانپوری چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کرنے لگا حضور تمام عمر کفر میں گزری میں قادیانیت سے تائب ہو کر آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے کلمہ پڑھائیں اور ہماری توبہ کا اعلان بھی اپنی مسجد میں کرادیں۔

علامہ سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب سلطانپوری علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ غلام محی الدین کیا بات اور کیا وجہ ہے کہ تم مرزائیت سے تائب ہو رہے ہو تمہیں کس چیز نے متاثر کیا ہے کیا کسی کتاب کا مطالعہ کیا ہے یا کسی عالم دین نے راست راہبری کی ہے۔ بابو غلام محی الدین عرض کرنے لگے مولانا ہم آباؤاجداد سے مرزائی چلے آ رہے ہیں رشتہ دار ابھی تک مرزائی ہیں۔ تمام گھر مرزائیت کے لٹریچر سے بھرا پڑا ہے کسی اور فرقہ کی کتاب ہم کیا پڑھتے یا کسی عالم کی بات کیا سنتے۔ بات تو صرف اتنی ہے کہ خوش قسمتی سے رات کو ایک مومن کا چہرہ دیکھا ہے انہوں نے پوچھا وہ کون سی مومن ہستی ہے جس کو دیکھ تم اپنا مذہب بدل رہے ہو تو فوراً بولے کہ وہ کلس شریف والے پیر سیدن شاہ صابری سرکار علیہ الرحمۃ ہیں۔ دل نے گواہی دی کہ واقعی یہ مومن ہیں جن کے چہرے سے نور کی تجلیاں برس رہی ہیں۔ یہ اگر مسلمان ہیں تو ہم یقیناً کافر ہیں۔

چنانچہ اس کی گفتگو سننے کے بعد شاہ صاحب نے اسے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور فرمایا کہ جس کا چہرہ دیکھ کر مسلمان ہو رہے ہو اب پہلی فرصت میں ان کے دست حق پرست پر بیعت بھی کر لو تا کہ فقیر کی نگاہ سے آئندہ کے لئے ایمان محفوظ ہو جائے۔ وہ تمام اہل خانہ سرکار کے نہ صرف مرید ہوئے بلکہ دربار شریف کے آنے والے مہمانوں کی خاطر تواضع بھی کرتے ہیں۔

کرامت نمبر ۱۱☆: ۱۹۵۰ء کا زمانہ اور سردیوں کی رات تھی اور آپ کی طبیعت ناساز تھی اسی بنا پر عشاء کی نماز گھر پر ہی ادا کرنے کا ارادہ فرمایا اپنے کمرہ خاص میں مصلّیٰ بچھوایا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے و جانشین حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو وضو کرایا۔ آپ کے چہرہ انور پر جلالت کے آثار نمایاں تھے چہرہ سرخ، آنکھوں میں سرور انداز گفتگو بے باکانہ تھا کہ اچانک آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو۔ خدا کہاں ہے؟ خود ہی فرمانے لگے دیواروں میں خدا ہے، چھتوں میں خدا ہے، زمینوں میں آسمانوں میں گلی میں ہر جا میں خدا ہے۔ اتنے میں سائیں رحمت دین جو کہ اپنے گاؤں مغل سے اپنے ایک ساتھی شیر محمد خان کے ہمراہ پہنچے انہوں نے اپنے ساتھی کو مشین والے کمرے میں ٹھہرایا اور خود سرکار کے کمرہ خاص میں آئے اور سلام عرض کر کے قدم پاک کو بوسہ دیا۔ آپ اسی طرح وجدانی کیفیت میں جام وحدت لٹا رہے تھے اسی کیفیت میں سائیں رحمت دین کی پشت پر تھپکی لگائی اور فرمایا کہ میرا خدا کہاں نہیں۔ یہاں بھی ہے۔ سائیں رحمت دین کی پشت پر ہاتھ لگنا تھا کہ سائیں رحمت دین مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے کہ سرزمین پر پٹخنے لگے ناک منہ اور کانوں سے خون بہنے لگا اور زور سے ہاتھ زمین پر مارنے لگے اس دوران سانسیں بند ہونے لگیں بعد ازاں زور زور سے سانس لینے لگے۔

آپ نماز عشاء میں مشغول ہو گئے۔ اور آپ کے صاحبزادے حضرت پیر گلزار حسین شاہ صاحب سائیں رحمت دین کو سنبھالتے رہے مگر وہ قابو نہ آتے تھے۔ جب انہیں گھسیٹ کر باہر لانا چاہا تو حضرت پیر گلزار شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا جسم بے جان ہو جاتا۔ جب ان کا جسم بے جان ہو جاتا تو سائیں کو آرام ہو جاتا۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب میں چھوڑتا تو سائیں ٹھیک ہو جاتا اور جب سائیں کو پکڑتا تو سائیں رحمت دین تڑپنے لگتے بالآخر بڑی

ہمت وکوشش کے بعد میں ان کو مشین والے کمرے میں لے آیا۔ جب وہاں پہنچے تو کیا دیکھا کہ سائیں جی کا دوسرا ساتھی شیر محمد خان مشین کی دھمک میں گم حال کھیل رہا تھا اور وہ تڑپ رہا تھا اور وہ زاروقطار روتا تھا۔ میں نے رحمت دین سے کہا کہ تم پر نکتہ چینی کرنے والے خود ہی تماشہ بنے ہوئے ہیں۔ سائیں رحمت دین تین ماہ تک مسلسل اسی حالت میں رہے بعدازاں طبیعت کچھ سنبھل گئی۔ کئی کئی دن تک روزے سے رہنا گھنٹوں سانس بند کیئے رہنا کئی ہفتوں تک وجد کی حالت طاری رہتی آنکھوں سے خمار برستا لبوں سے پیار اور چہرے پر ایک عجب بہار رہتی تھی۔

حضرت سائیں رحمت دین نے ساری عمر مجذوبانہ کیفیت میں گزاری کبھی کبھی کسی کسی سے پیار بھری آواز میں گفتگو فرماتے۔ مرشد کی بارگاہ سے فیض حاصل کیا بالآخر جون ۱۹۷۰ء میں وصال فرمایا۔ مزار پرانوار موضع مغل تحصیل گوجر خان میں مرجع خاص وعام ہے ۱۵ ماہ چیت کو ہر سال آپ کا عرس مبارک حضرت سیدن سرکار کے پوتے پیر شمیم صابر صابری کی زیر صدارت انعقاد پذیر ہوتا ہے۔

فقیر راقم الحروف کو جناب زبیر احمد گلزاری صاحب آف اسلام آباد کے ہمراہ حضرت سائیں صاحب کے دربار شریف کی زیارت اور محفل عرس میں شرکت کا موقع ملا ہے بڑی ہی پرکیف محفل ہوتی ہے۔

زیارات مقاماتِ مقدسہ☆: آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں حضور داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری حضرت شاہ عنایت قادری شطاری لاہوری حضرت بابا بلھے شاہ قصوری، حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی آزاد کشمیر حضرت پیرا شاہ غازی دمڑی والی سرکار آزاد کشمیر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر پاکپتن شریف، سلطان الاولیاء حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری اجمیر شریف انڈیا، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی حضرت امیر خسرو دہلی حضرت خواجہ بختیار کاکی مہرولی دہلی حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پت، حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پت حضرت شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پت علیہم الرضوان کے مزارات پر کئی کئی مرتبہ حاضریاں دیں۔

زندگی کا آخری سفر جب کلیر شریف انڈیا میں حضور مخدوم العلمین سلطان الاولیاء سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کی جانب کیا تو آپ کے ہمراہ دیگر مریدین کے علاوہ آپ کی اہلیہ محترمہ اور آپ کے صاحبزادے حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ بھی تھے۔ یہ واقعہ ۱۹۴۶ء کا ہے اور حضرت مخدوم پاک کا عرس شریف شروع تھا آپ نے مخدوم پاک کے مزار پُرانوار پر حاضری دی اور مخدوم پاک کے فیض وکرم اور عنایات سے جھولیاں بھریں اور دربار شریف کی چادر آپ کو پیش کی گئی ۱۴ ربیع الاول شریف کو صبح فجر کے بعد آپ حضور مخدوم پاک دربار گوہر بار کی طرف آ رہے تھے کہ ایک بلند قامت شخص جس کے بال بکھرے ہوئے چہرے پر جلال آنکھوں سے خون برس رہا تھا ہاتھ میں برہنہ تلوار اونچی آواز میں للکارا۔ ’’ہاں بھئی میں حضور صابر پاک کے نام پر سر مانگتا ہوں ہے کوئی دینے والا‘‘ پورے مجمع پر اس بارعب آواز کا رعب طاری ہو گیا۔ اس نے دوبارہ پھر وہی الفاظ دہرائے مجمع پر سکتہ طاری ہو گیا اور کوئی بھی شخص آگے نہ بڑھا۔ ہزاروں کے ہجوم پر خاموشی طاری تھی کہ اس نے تیسری مرتبہ پھر للکارا کہ ’’ہاں بھئی میں صابر کے نام پر سر مانگتا ہوں ہے کوئی دینے

والا''آپ فوراً آگے بڑھے دوراس کے سامنے کھڑے ہو کر سر جھکا لیا۔اور فرمایا کہ یہ سر صابر پاک کے نام ہو چکا ہے۔آپ ہی کا ادھار سمجھ کر اٹھائے پھر رہا ہوں۔اگر حضور کو ضرورت ہے تو بحمد اللہ حاضر ہے۔

آپ کی اس پیشکش پر اتو کھا سائل مسکرا دیا اور بلند آواز میں کہنے لگا یہ سر صابر کو منظور ہے۔یہ سر سر بلند ہے۔یہ سر سردار ہے۔اسے سرفرازی کی دستار زیبا ہے۔اور انشاء اللہ تاحشر سر فراز ہی رہے گا۔آپ اس خوبصورت دستار کا صدقہ دس روپیہ دے دیں۔آپ نے دس روپے نکالے اور نذر کر دیئے وہ لے کر رقص کرتا ہوا چلا گیا۔اور بڑے دروازے سے نکلتے ہی ہجوم میں گم ہو گیا۔کافی تلاش کے باوجود بھی دوبارہ نظر نہ آیا۔

اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ آپ سجادہ نشین صاحب کے کمرے میں جا کر ان سے ملاقات کریں۔آپ اپنے بڑے صاحبزادے پیر گلزار حسین شاہ علیہ الرحمۃ کو لے کر جناب شہزادہ نواب میاں صاحب علیہ الرحمۃ سجادہ نشین پیران کلیر شریف کی خدمت میں پہنچے کافی لوگ تشریف فرما تھے آپ سے بھی کافی دیر تک محو گفتگو رہے۔دوران گفتگو آپ نے شہزادہ نواب میاں سے حاضری کا مقصد پیش کیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ میرا بڑا لڑکا ہے اس کی دادی صاحبہ اور نانی صاحبہ لے کر دربار میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آئندہ نہ جانے کسے حاضری نصیب ہو ہم امسال ہی اپنے پیر و مرشد کے دربار فلک وقار سے دستار کرا لائیں۔اور اسے سرکار کے حوالے کر کے دعاؤں کا خزانہ سمیٹ لائیں۔آپ کی بات سن کر شہزادہ نواب میاں ملحقہ کمرے میں تشریف لے گئے اور ایک پیلے رنگ کی پگڑی اور سبز چادر اٹھا لائے انہوں نے چادر آپ کو دی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تمام محفل شریک دعا ہوئی اور کلمہ شریف کے ورد کے دوران انہوں نے پگڑی اپنے دست مبارک سے پیر گلزار حسین شاہ صابری صاحب علیہ الرحمۃ کے سر پر باندھی اور خصوصی دعاؤں سے نوازا موتیا کے پھولوں کا ایک ہار گلے میں ڈالا اور چائے سے تواضع کی۔

اس کے بعد آپ کمرے سے باہر آئے اور اپنی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ لو جی سے آپ کے حکم مطابق دستار بندی بھی ہو گئی اس کے بعد آپ کی والدہ محترمہ آپ کو ہمراہ لے کر حضور مخدوم پاک کلیری علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور حضور مخدوم پاک کی بارگاہ میں عرض کیا حضور میں حضرت بابا گنج شکر علیہ الرحمۃ کی پوتی اور آپ کی نام لیوا ہوں میں اپنے دونوں بچے آپ کے حوالے کرنے آئی ہوں سرکار میرے بچوں کی لاج رکھ لینا۔

وصال باکمال ☆: آپ زندگی کے آخری چند ماہ علیل رہے پہلے پہل تو مقامی طور پر علاج معالجہ ہوتا مگر بعد ازاں آپ کو پی اے ایف ہسپتال سرگودھا میں داخل کرا دیا گیا ڈاکٹروں کی ٹیم میں اکثر ڈاکٹر آپ کے عقیدت مند تھے جنہوں نے پوری جانفشانی سے آپ کے علاج پر توجہ دی۔

وصال سے ایک دن پہلے آپ خود غسل خانے میں گئے استنجا کے بعد صابن سے ہاتھ دھوئے۔وضو کیا اپنی ہیرے والی انگوٹھی جس کو آپ دوران عبادت انگلیوں میں پھیرا کرتے تھے اور فرماتے کہ میں اس سے تسبیح کا کام لیتا ہوں۔اپنے استعمال کی سفید تسبیح اور قمیص کا اثاثہ اپنے ہاتھ سے اتار کر اپنے رومال میں باندھے اور اپنے صاحبزادے حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ کو عنایت فرمائے

اور علیحدگی میں چند ہدایات ارشاد فرمائیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

نمبرا ☆: فرمایا کہ ہماری آخری تیاری ہے، آپ لوگ گھبرائیں نہیں حوصلہ بلند رکھنا میری پر خلوص دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ میری محنت اور عبادت بفضل تعالیٰ رنگ لائیں گی۔

نمبر۲ ☆: مسلک کی خدمت کرنا میرے روڈوں اور جانثاروں کا خیال رکھنا۔ یہ میرے مخدوم پاک صابر کلیریؒ کی عطائیں اور انہیں کی امانت ہیں۔

نمبر۳ ☆: میں جہاں جہاں جاتا تھا وہاں وہاں جاتے رہنا۔

نمبر۴ ☆: میرے بعد تمہیں کچھ تکلیفوں، سختیوں کا سامنا ہوگا، مگر فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔ حوصلہ بلند رکھنا عقیدہ میں لغزش نہ آنے پائے۔

نمبر۵ ☆: میرا مزار حجرہ میں بنالینا مگروہ جگہ تنگ ہوگی۔ حجرہ کے سامنے صحن میں بنالینا وہ تمام جگہ میں نے اللہ کا نام لیکر پاک کر دی ہے۔

نمبر۶ ☆: میرے عرس کا الگ اہتمام نہ کرنا۔ قبلہ باوا صاحب نے ۲۴۔۲۵ اسوج کی جو تاریخ مقرر کی ہے اسی تاریخ پر میرا عرس منانا۔ ختم شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرتے رہنا۔ اس کے بعد سورہ یٰسین شریف کی تلاوت میں مشغول ہو گئے اچانک زبان سے لفظ اللہ اکبر با آواز بلند نکلا اور جانِ جان آفرین کے حوالے کر دی۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔**

آپ کا وصال با کمال مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۷۳ء ۲۹ شوال المکرّم ۱۳۸۳ھ ۱۱ ماگھ، ۲۰۱۰ بکرمی بروز اتوار صبح صادق کے وقت پی اے ایف ہسپتال سرگودھا میں ہوا۔ نماز جنازہ کلس شریف میں ادا کی گئی لاکھوں کا ہجوم تھا صفوں کا شمار ہی نہ ہوسکا اسی روز شام ۴ بجے آپ کو مالک حقیقی کے سپرد کر دیا گیا۔ آپ کے دربار گوہر بار پر فقیر راقم الحروف ایک مرتبہ حضرت پیر صاحبزادہ شمیم صابر صابریؔ کی دعوت پر اور تادم تحریر ۴ مرتبہ عرس میں بھی حاضری دے چکا ہے۔

موجودہ سجادہ نشین شیخ المشائخ حضرت صاحبزادہ پیر شمیم صابر صابری مدظلہ بڑے ہی مہمان نواز ملنسار خلیق اور مہربان وضع دار شخصیت کے مالک ہیں۔ فقیر راقم الحروف کی دعوت پر ۴ جولائی ۲۰۰۳ء کو فقیر کی کتاب تذکرہ اولیائے پوٹھوار کی تقریب رونمائی اور سالانہ عرس فیض ملت و بڑی گیارہویں شریف منعقدہ گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں تشریف لائے اور محفل کو خوب رونق بخشی۔

اس موقع پر منعقدہ محفل سماع کی صدارت حضرت صاحبزادہ پیر شمیم صابر صابریؔ صاحب نے فرمائی جبکہ شیر علی مہر علی قوال نے سماع میں عارفانہ کلام پیش کر کے خوب رنگ جمایا۔ مالک کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ بطفیل حضور غریب نواز و مخدوم پاک حضور صابر کلیری آپ کا سایہ عاشقان صابر پاک پر قائم رکھے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆ : عارف ربانی، شیخ لامکانی، فیوض یزدانی، مالک تاج عرفانی، آئینہ جمال وجلال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، معدن گنجینہ علوم لدنی، پروردہ نگاہ لطف رسول مدنی حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔ آپ مادرزاد ولی ہیں۔ آثار ولایت بچپن سے ہی آپ کے چہرے سے نمایاں تھے، بچپن سے تربیت ایسے برگزیدہ ہاتھوں میں ہوئی کہ تقویٰ پرہیزگاری، عبادت وریاضت شروع سے ہی آپ کا معمول زندگی ہے۔ فاضل اور قابل ترین اساتذہ کی زیرنگرانی آپ نے علوم متداولہ کی تکمیل کر کے قرآن وحدیث، تفسیر، فلسفہ ومنطق، ریاضی فارسی وعربی، اور علم شعروادب میں دسترس حاصل کی۔ اور تمام زندگی شعبہ درس وتدریس سے منسلک رہے۔

بیعت وخلافت☆ : آپ مرشد پاکاں حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ مرادآبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

سیرت وکردار☆ : آپ عبادت وریاضت اور ادائیگی نوافل، نماز پنجگانہ باجماعت اور تہجد اشراق اور چاشت، اوابین کی ادائیگی کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔

تقویٰ، پرہیزگاری، طہارت وپاکیزگی، تزکیہ نفس، آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ پوری زندگی میں خلاف شریعت نہ کوئی کام کیا نہ ہی کسی عزیز ومرید کو کرنے دیتے تھے۔ اگر کوئی مرید وعزیز اس قسم کی غلطی کا مرتکب ہوتا تو سختی سے محاسبہ فرماتے۔ آپ کی ذات والا صفات پیار ومحبت شفقت واخلاق واخلاص کا سرچشمہ تھی۔ سخاوت میں آپ کا ثانی اُس دور میں نظر نہ آتا تھا، اپنے پاس جو بھی آتا فقراء محتاجوں، حاجتمندوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ کبھی بھی اگلے روز کی ضرورت کا خیال نہ کیا۔ مریدین کی تربیت وتعلیم میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

آپ کو حضور مخدوم العالمین سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس

گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے خصوصی عقیدت و محبت تھی۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب قیام پاکستان کی تحریک چلی تو آپ نے گنگوہ شریف کو مستقلاً اپنی آماجگاہ بنالیا اور وہیں پر سکونت اختیار کرلی۔ جب قیام پاکستان کا اعلان ہوگیا تو آپ نے اپنی اولاد کو یہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ پاکستان چلے جاؤ میں خانقاہ معلیٰ گنگوہ شریف میں ہی رہونگا اس لئے کہ میں نے دنیا کے تمام رشتوں کو خیرباد کہہ دیا ہے اور اپنا تعلق قطب العالم گنگوہی سے قائم کیا ہوا ہے۔ میرا اور تمہارا دنیاوی رشتہ ہے۔ اگر تم مجھ سے قیامت تک کا رشتہ استوار کرنا چاہتے ہو تو پاکستان چلے جاؤ اور وہاں پر کالیکی منڈی میں میرے خلیفہ خواجہ محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ تم ہمارے ہو جاؤ گے۔

آپ نے یہ فرما کر ایک تو اپنی اولاد کو اپنے نقش قدم پر چلنے کا حکم اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سے نسبت و تعلق کی ترغیب دی۔ دوسری طرف اپنے نامزد کردہ خلیفہ حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا مقام اور مرتبہ واضح کر دیا کہ میرے بعد پیروی اور اتباع ان کی ضروری ہے۔

آپ کے مرشد کی بارگاہ میں آپ کا مقام خاص ☆: آپ کے مرشد کامل مرشد پاکاں حضرت سیدی خواجہ صوفی محمد حسین شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے اگرچہ تقریباً چودہ سو خلفائے کرام تھے جن میں تقریباً تیرہ سو افراد نے اپنی اپنی جگہ خانقاہیں قائم کیں اور فیضان مرشد کو جاری کیا جبکہ ایک سو کے قریب خلفاء جنات میں سے تھے۔ ان تمام خلفاء میں آپ کو اپنے مرشد کامل کی بارگاہ میں جو مقام خاص حاصل تھا اس کا اندازہ حضرت مرشد پاکاں کے ان الفاظ میں لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت مرشد نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ "ذبیح صاحب بچوں کے استاد نہیں دراصل یہ واقعی استاد ہیں اور مولوی و صوفی کامل ہیں جو ان سے وابستہ ہوگیا گویا خداوند تعالیٰ کا قرب حاصل کرے گا۔ یہ سلسلہ چشتیہ کے مایۂ ناز فرزند ہیں اور آقا مولیٰ سیدنا مخدوم العالمین حضور صابر پیا سرکار کے منظور نظر ہیں۔"

شعر و ادب سے لگاؤ ☆: آپ کو شعر و شاعری اور ادب سے خصوصی لگاؤ تھا۔ بہت سے عارفانہ کلام عشق و مستی میں ڈوب کر لکھے ہیں جو کہ ایک طالب صادق کے لئے خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ جن سے عارف کو اپنی منزل کی رہنمائی ملتی ہے۔ کاش کے آپ کے متوسلین اور سلسلہ کے لوگ اس کو عوام الناس اور طالبین کے لئے شائع کرا دیں تو بہت بڑی کاوش ہوگی۔ اس لئے کہ آپ کا لکھا ہوا کلام ہمارا سرمایہ ہے۔ اگر آپ کے متوسلین آپ کا لکھا ہوا کلام جمع کر کے مکتبہ صابریہ راولپنڈی کے حوالے کر دیں تو مکتبہ صابریہ اس کو شائع کر کے عقیدت مندوں تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے سکتا ہے۔ مزید یہ کہ فقیر راقم الحروف کے علم میں یہ بات بھی پورے ثبوت کے ساتھ پہنچی ہے کہ آپ نے کچھ کتابیں بھی تحریر کی ہیں جو قیام پاکستان سے قبل منظر عام پر آئیں۔ بعد میں ان کا وجود ناپید ہوگیا۔ آج کے دور کی ضرورت ہے کہ بزرگان دین کی لکھی ہوئی کتابوں کو دوبارہ منظر عام پر لایا جائے تا کہ سالکان طریقت

ان سے رہنمائی حاصل کریں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ بمطابق ۱۷ نومبر ۱۹۶۳ء بروز اتوار ہوا۔ مزار پُر انوار گنگوہ شریف ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

جناب زائر صابری نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

فلک سے بھی اونچا تیرا نام صابر — ہے بندوں کا مشکل کشا نام صابر

ادب سے اے زائر تو تاریخ لکھ — ملا جو ذبیح بجرِ انعام صابر

۲۹ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ

حضرت خواجہ حافظ شاہ محمد جعفر رحمانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: مخدوم الاولیاء، رئیس التارکین، امیر الساجدین، پروردۂ نگاہِ الطاف رسالت، مدرس مسائل عشق عرفان، محدث وجد و پیان، قبلہ طالبان، حافظ کلام ربانی سالار خانوادہ رحمانی، حضرت خواجہ حافظ شاہ محمد جعفر رحمانی رحمتہ اللہ علیہ ۱۸۹۴ء میں یو پی انڈیا کے ضلع رائے بریلی کے قصبہ جائس میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ والدین کریمن کے زیر سایہ آپ نے اُس دور کے مروجہ دینی و دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت عظمیٰ حاصل کرنے کے بعد دنیاوی علوم کی تکمیل کی۔ ۱۹۲۲ء میں آپ جب دہلی تشریف لائے تو آپ کی ملاقات صدر الصدور، بانی سلسلہ رحمانی، دانائے کلام ربانی صاحب علوم لدنی، حضرت خواجہ شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ہوئی اور پہلی نگاہ کیمیا نے وہ اثر دکھایا کہ آپ حضرت خواجہ شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے غلام بے دام بن گئے اور قدموں سے لپٹ کر بیعت کی درخواست کی جو کہ فوراً منظور ہوئی، اور آپ حضرت خواجہ شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

مرشد کامل نے بیعت کرنے کے بعد آپ کو دہلی چھاؤنی کے قصبہ پالم میں قیام کا حکم دیا۔ آپ حکم کی تعمیل کی غرض سے قصبہ پالم پور تشریف لائے اور وہاں پر آپ نے ایک مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا جس کا کام تھوڑے ہی عرصہ میں مکمل ہو گیا اور مسجد علاقہ کی عالیشان مسجد قرار دی جانے لگی۔

آپ نے بذات خود اس مسجد کی امامت کے فرائض سرانجام دینا شروع کر دیئے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ پورے علاقہ کے اطراف میں یہ بات شہرت کو پہنچی کہ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے کو نماز میں کسی قسم کا خیال نہیں آتا۔ اس بنا پر دور دور سے لوگ آ کر آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے لگے اور رب کائنات کی آپ پر یہ عنایت اور عطا کو دیکھ کر نہ صرف انگشت بدنداہ ہوئے بلکہ آپ کی شخصیت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اسی سبب سے آپ پورے بھارت بالخصوص دہلی کے گرد و نواح میں امام صاحب کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ جس وقت آپ مرشد کامل کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تو آپ ایک سرکاری عہدہ پر فائز تھے مگر بیعت کے فوراً بعد سرکاری نوکری سے استعفیٰ دینے کے بعد امامت کے فرائض سرانجام دینے لگے اور ساتھ ساتھ مرشد کامل کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے۔ مرشد کامل نے بھی بہت ہی جانفشانی سے اپنے مرید خاص کی تربیت مکمل کی کے سلوک کی منزلیں طے کرائیں اور کندن بنا دیا۔ اور ایسا رنگ چڑھایا جس کی مثال اس دور میں ناممکن تھی۔

دستار باندھنے کو آئے ہیں کملی والے☆: ۱۹۳۹ء میں حضرت شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک مرید سید محمد عمر رحمانی اور آپ حضرت خواجہ حافظ شاہ محمد جعفر رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کو عید میلاد النبی ﷺ کی ایک تقریب دستار خلافت سے نوازنے کے لئے سب سے پہلے آپ نے حضرت خواجہ شاہ محمد جعفر رحمانی کو بلایا اور دستار خلافت اپنے ہاتھ میں پکڑی اور دستار کا ایک سرا آپ کے سر پر رکھا تو کچھ دیر توقف کے بعد دستار کا دوسرا سرا آپ کے ہاتھ میں پکڑا کر تشریف رکھنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد سید نا محمد عمر رحمانی کی دستار اپنے دست مبارک سے اُن کے سر پر باندھی۔ دستار بندی کے بعد دعائے خیر ہوئی اور مجلس اختتام پر پہنچی تو اہل مجلس کے دل میں بیقراری کی کیفیت پیدا ہوگئی کہ آپ نے حافظ جعفر رحمانی صاحب کے سر پر دستار تو رکھی مگر باندھے بغیر دستار کا دوسرا ان کے ہاتھ میں تھما دیا اور آپ نے خود سر پر دستار صوفی محمد عمر رحمانی کی طرح نہ باندھی آخر کیا وجہ ہے کہ ان کو خلافت سے کیوں نہیں نوازا گیا۔ چند باہمت اور مقرب قسم کے مرید نے آگے بڑھ کر دستہ بستہ عرض کی حضور اس میں کیا راز تھا اس سے پردہ تو اٹھائیں۔

آپ نے فرمایا مجھ سے کیا پوچھتے ہو خود حافظ شاہ محمد جعفر رحمانی سے پوچھ لو چنانچہ آپ کو طلب کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ جو تم نے دیکھا ہے ان حاضرین کو بتا دیں۔ تو آپ نے عرض کیا حضور آپ کے ہوتے ہوئے میری کیا مجال، بہتر ہے کہ آپ خود ارشاد ہی فرمادیں۔ مرشد کامل مرید خاص کا جواب سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ فقیر جب حافظ صاحب کی دستار بندی کرنے لگا تو آقائے نامدار فخر موجودات سرکار دو عالم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی اور فرمایا کہ میاں انعام الرحمٰن حافظ شاہ محمد جعفر کی دستار بندی ہم خود کریں گے۔ لہٰذا فقیر نے دستار خلافت سرکار مدینہ ﷺ کے حکم سے حافظ صاحب کے ہاتھ میں تھما دی۔ اب حافظ شاہ محمد جعفر خود بیان فرمائیں گے کہ دستار بندی ہوئی یا نہیں۔ آپ نے یہ ارشاد سنتے ہی اپنے مرشد کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ اور عرض کیا کہ حضرت بالکل اسی طرح سے دستار بندی ہوئی ہے کہ:

ہمری بولی وہ جانے جو ہمرے دیس کا ہو☆: ۱۹۴۲ء میں آپ قصبہ پالم پور سے مہرولی شریف تشریف لے آئے اور قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ درگاہ شریف کی مسجد میں امامت کا آغاز بھی فرمادیا۔ اسی دوران دیگر خواجگان کی طرح آپ کے دل میں بھی خواہش پیدا ہوئی کہ حضور قطب الاقطاب کے دربار کا گنبد بننا چاہیے چونکہ آپ کے وصال کے بعد سے ۱۹۴۲ء تک آپ کے مزار پُر انوار پر گنبد نہ تھا۔

اس کی وجہ خاص یہ تھی حضور خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال سے قبل خود اپنے وصیت نامے میں اپنے مریدین سے فرمادیا تھا کہ میرے مزار پر گنبد تعمیر نہیں کیا جائے گا۔

چنانچہ آپ نے کئی مرتبہ حضرت خواجہ قطب صاحب سے باطنی طور پر گنبد تعمیر کرنے کی اجازت طلب مگر ہر بار انکار ہی ہوتا رہا۔ مگر آپ مسلسل بار بار خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں درخواستیں پیش کرتے رہے۔ بالآخر ایک شب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حافظ صاحب میرا گنبد اس وقت تک تعمیر نہیں ہوسکتا جب تک میرے

پیرومرشد حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجازت عنایت نہ فرمادیں گے۔آپ قطب صاحب کا یہ ارشاد مبارک سن کر بہت خوش ہوئے اور صبح ہوتے ہی عازم اجمیر شریف ہوئے اور سلطان الہند حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پہنچے اور تعمیر گنبد کی درخواست پیش کی تو حضور خواجہ اجمیری چونکہ غریب نواز ہیں بندہ نواز ہیں۔غریب نوازی اور بندہ نوازی فرماتے ہوئے آپ کو گنبد تعمیر کرنے کی اجازت بخشی۔آپ خوشی خوشی اجمیر سے دہلی اور مہرولی پہنچے اور گنبد کی تعمیر کے کام کا آغاز فرمادیا۔جس کی بنا پر دہلی کے اطراف کے صوفیانے آپ کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔اور بناتے بھی کیوں نہ کہ جو کام ۶۰۰ برس سے کوئی نہ کرسکا وہ کام آپ کررہے تھے۔دوسری بات یہ کہ ان کی مخالفت بھی بجا تھی چونکہ وہ حضور قطب صاحب کے وصیت نامے کی روشنی میں مخالفت پر مجبور تھے مگر انہیں کیا معلوم کہ حافظ حضرت خواجہ شاہ محمد جعفر کون سی بولی بول رہے ہیں اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔

اس حقیقت کا اعتراف حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء زری زر بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ حسن نظامی کے صاحبزادہ بزرگ حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی نے اسلام آباد کی عظیم روحانی شخصیت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حلقہ جعفری رحمانیہ کے موجودہ سالار سجادہ نشین حضرت پروفیسر صوفی پیر محمد سبطین شاہجہانی مدظلہ العالی سے دہلی میں ایک ملاقات کے دوران خود فرمایا تھا۔کہ آپ کے دادا مرشد حضرت خواجہ شاہ محمد جعفر چشتی صابری جعفری رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کو اس گنبد کے بنانے کے لئے بڑی تکالیف ومصائب اور مخالفت کا سامنا کرنا پڑا تب کہیں جا کر یہ انہونا کام پایہ تکمیل کو پہنچا تھا۔اس تمام جھگڑے کی خبر اس وقت کی انگریز گورنمنٹ کو بھی پہنچی تو انگریز حاکم نے آپ کو عدالت میں طلب کیا مگر آپ بذات خود پہلے نہیں گئے بلکہ اپنے ایک خادم خاص کو بھیج کر ملاقات کا وقت تعین کرنے کا حکم دیا۔چنانچہ وقت مقرر پر آپ تشریف لے گئے جب اس حاکم کے کمرے میں تشریف لے گئے تو انگریز حاکم آپ کو دیکھتے ہی فوراً کھڑا ہوگیا اور آپ کو تشریف رکھنے کی گزارش کی۔مگر آپ کھڑے رہے اور فرمایا کہ میں نے گنبد کی تعمیر کی اجازت حضور غریب نواز خواجہ معین الدین اجمیری سے حاصل کی ہے۔انگریز حاکم نے کہا کہ آپ درست فرمارہے ہیں مگر آپ تشریف تو رکھیں۔لیکن آپ کھڑے رہے اور فرمایا کہ اگر ثبوت چاہتے ہو تو اپنے تین آدمی تین دن کے لئے میرے ہمراہ اجمیر شریف بھجوادیں تاکہ فقیر اپنی کی ہوئی بات کی تصدیق کرواسکے انگریز افسر نے فوراً کہا کہ بالکل ٹھیک ہے آپ میرے تین آدمی اجمیر شریف لے جاسکتے ہیں۔آپ ان کو لے کر جب اجمیر شریف پہنچے تو وہ تینوں سرکاری اہلکار تو سرکاری رہائش گاہوں میں ٹھہر گئے اور آپ دربار شریف میں اپنے خاص مقام پر جلوہ افروز ہوئے۔

چنانچہ دوراتیں اور تین دن یونہی گزر گئے۔تیسری رات وہ تینوں سرکاری ملازم محو استراحت تھے کہ خواب میں حضور غریب نواز کی زیارت سے مشرف ہوئے تو کیا دیکھا کہ حضور غریب نواز فرمارہے ہیں کہ جاؤ اپنے حاکم سے کہہ دو کہ حافظ شاہ محمد جعفر کو ہم نے گنبد تعمیر کرنے کے لئے اجازت دی ہے لہٰذا اس میں ان کی مدد کرو اور کسی قسم کی رکاوٹ نہ پیدا ہونے دی جائے۔

وہ تینوں اہلکار صبح کو جب بیدار ہوئے سب نے ایک دوسرے سے اپنے خواب کا ذکر کیا تو تینوں حیران تھے کہ سب کو ایک جیسا

خواب نظر آیا ہے لہٰذا وہ تینوں آپ سے اجازت لے کر واپس آ گئے اور آپ مزید ایک ماہ تک اجمیر شریف حضور غریب نواز کے قدموں میں قیام پذیر رہے۔

اس کے بعد واپس تشریف لا کر تعمیر کا کام دوبارہ شروع کیا۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے وقت ہندو مہاجرین کا خواجہ قطب صاحب کے مزار پُرانوار پر قیام کی وجہ سے کام رک گیا۔ مگر حسن اتفاق یہ ہوا کہ جواہر لال نہرو کی بیٹی ایک موذی مرض میں مبتلا ہو گئی علاج معالجے کے بعد جب افاقہ نہ ہوا پنڈت نہرو کسی مشیر نے اسے مشورہ دیا کہ قطب صاحب کے مزار پر حضرت شاہ محمد جعفر رحمانی سے دعا کرائی جائے۔

چنانچہ پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی بیٹی اندرا گاندھی کو اپنے ایک عزیز فیروز گاندھی کے ہمراہ آپ کی خدمت میں بھیجا آپ نے اس کا روحانی علاج بھی کیا اس کی صحت کے لئے دعا بھی فرمائی خدا کا کرنا کہ نہرو کی بیٹی اندرا گاندھی صحت یاب ہو گئی۔ بیٹی کے ٹھیک ہونے کے بعد نہرو نے آپ سے پوچھا کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم فرما دیں۔ آپ نے کمال استغنا سے فرمایا کہ فقیر کو کچھ نہیں چاہیے۔ ہاں یہ جو مہاجرین بے گھر ہو کر قطب صاحب کے مزار پر پناہ لینے پر مجبور ہیں ان کی رہائش کا فوری بندوبست کر دیں تا کہ دربار شریف کا تقدس مجروح نہ ہونے پائے اور رسومات پھر سے دوبارہ جاری ہو سکیں۔

حافظ صاحب کا حکم ملتے ہی نہرو نے مہاجرین کی رہائش کا انتظام کر دیا اور ان کو وہاں سے منتقل ہونے کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں ان کی نقل مکانی سے پہلے میں خود جا کر ان کی رہائش کا انتظام و انصرام دیکھوں گا پھر ان کو جانے دوں گا۔ چنانچہ آپ وہاں خود تشریف لے گئے معائنہ کیا اس کے بعد ان مہاجرین کو نقل مکانی کا فرمایا تو مہاجرین نے نہ صرف دربار خواجہ قطب کو خالی کیا بلکہ آپ کا دل کی گہرائیوں سے شکر بھی ادا کیا۔ مزار شریف خالی ہونے کے بعد آپ نے مزار شریف کے قرب و جوار کی کھدائی کی اور وہاں نئی مٹی لا کر ڈالی عرق گلاب سے تمام جگہ اور دربار شریف کو دھویا غسل دیا اور وہ تمام رسومات ادا کیں جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کے وقت حضور شیخ الاسلام والمسلمین فرد فرید وحید العصر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا فرمائی تھیں۔

اس طرح آپ کی ذات والا صفات اس مبارک سعادت کو حاصل کرنے والے دنیائے تصوف کے واحد فرد اور ولی کامل ہیں۔ آپ کے بعد آپ نے گنبد شریف کی تعمیر کے کام کو دوبارہ شروع کیا جو ۱۹۴۸ء میں زر کثیر سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ آپ کے بارے میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ آپ رات کو عشاء کے بعد حضرت خواجہ قطب کے مزار کے قدموں کی طرف کھڑے ہو کر قرآن پاک ختم فرما دیتے تھے۔ آپ کا یہ معمول اور عظیم الرتبت مجاہدہ کم و بیش ۲۰ برس تک تسلسل کے ساتھ جاری رہا۔ عبادت و ریاضت اور مسلسل تسلسل کے ساتھ مخلوق خدا کی خدمت و رشد و ہدایت کے سبب سے آپ آخری العمر علیل رہنے لگے مگر باوجود آپ کے اوراد و وظائف میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔

۱۹۶۰ء میں آپ نے اپنے مرشد گرامی حضرت شاہ محمد انعام الرحمٰن کے سالانہ عرس پاک میں شرکت کے لئے حضور خواجہ قطب

صاحب سے اجازت چاہی اور سہارنپور تشریف لے گئے عرس کی تقریبات جب اختتام کو پہنچیں تو آپ اپنے مرشد کامل کی اہلیہ اور اپنی روحانی والدہ کے حکم پر ان کے گھر تشریف لے گئے اور مرشد کامل کے بڑے صاجزادے حضرت شہزادہ عطاء الرحمٰن سے تہجد کے وقت وضو کے لئے پانی طلب کیا۔ وضو کرنے کے بعد نماز تہجد کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے۔ نماز فجر سے چند منٹ قبل آپ نے اپنے پیر بھائی بابو رشید رحمانی سے فرمایا کہ ہمارے جانشین و خلیفہ اکبر حبیب اللہ حادی کو آگاہ کر دو کہ "میاں ہمارا اسلام لو ہم جا رہے ہیں" بابو رشید نے تعمیل ارشاد میں پاکستان کی طرف منہ کر کے تین آوازیں لگائیں جو کہ حضرت خواجہ شاہ محمد حبیب اللہ حادی نے پاکستان میں سماعت فرمائیں اور ان کا جواب بھی دیا۔ بعد ازاں بروز جمعہ مرشد کامل کے آستانہ پر آپ نے نماز فجر کی نیت کی اور دو رکعتیں پڑھیں دوسری رکعت کے دوسرے سجدے میں رکھا تو ایسا طویل سجدہ کیا دوبارہ دیر تک سر نہ اٹھایا تو شہزادہ عطاء الرحمٰن نے ہمت کر کے آپ کے شانے ہلائے تب معلوم ہوا کہ

صبح کے سجدہ ثانی میں ہوئے واصل حق
واہ کیا آپ کا انداز جبیں سائی ہے

آپ کی روح مبارک اعلی الیین میں پہنچ چکی ہے۔ اس کے بعد آپ کی تجہیز و تکفین انجام دی گئی اور آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی مرقد منورہ سے تین قبروں کے فاصلے پر تدفین کیا گیا۔

آپ کا مزار پُر انوار قبرستان (گوٹے شاہ) سہارنپور یوپی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

منقبت حضرت حافظ محمد جعفر رحمانی رحمتہ اللہ علیہ

زمانہ جانتا ہے آپ کے ہوں مبتلاؤں میں
کرم اے حافظ جعفر کہ ہو مشکل کشاؤں میں
کبھی حادی کبھی حافظ کبھی انعام کے جلوے
ضیا افروز رہتے ہیں مرے دل کی فضاؤں میں
امیر الساجدیں تم ہو امام العاشقین تم ہو
کمال فیض کا چرچا ہے شاہوں میں گداؤں میں

شمیم زلف عنبر بار کے کیا کیا تصرف ہیں
عجب خوشبو عجب مہکار پاتا ہوں ہواؤں میں

امام اولیاء ہو رہبروں کے رہنما بھی ہو
فضیلت ہے تمہیں حاصل جہاں کے پیشواؤں میں

اگرچہ بے بضاعت ہوں مگر سبطینؔ نازاں ہوں
مرا بھی نام ہے حادی کے حافظ کے گداؤں میں

حضرت شاہ محمد حسن خان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

ایل بی کیا۔ ۱۹۶۶ء سے تاحال لاہور ہی میں وکالت کے شعبہ سے منسلک ہیں اور لاتعداد نامور مقدمات کی سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں پیروی کر چکے ہیں۔ صاحبزادہ مسعود الحسن خان صابری دوسو سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں جن میں تاریخ، قانون، سیاست اور معاشیات پر کتب شامل ہیں۔ ان کی تصنیف، تفہیم فقہ، پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے کے نصاب میں شامل ہے۔

آپ کو انگریزی، اردو، فارسی، عربی، پنجابی، ہندی زبان پر مکمل عبور حاصل ہے۔

بیعت و خلافت ☆: صاحبزادہ مسعود الحسن صابری نے ۱۹۶۹ء میں حضرت شاہ خلیل الرحمٰن بن شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

اور ۱۹۸۶ء میں حضرت شاہ عزیز الرحمٰن نے آپ کو درگاہ غیبیہ مراد آباد کا سجادہ نشین مقرر کیا۔ اور ان کے ساتھ تین دیگر سجادگان بھی مقرر کئے۔ آپ دن ورات سلسلہ عالیہ چشتیہ صابری کی اشاعت وترویج میں مصروف رہیں۔ اور صاحبزادہ مسعود الحسن صابری ایم اے ایل ایل بی کے صاحبزادے جناب صاحبزادہ سعود الحسن خان چشتی صابری ایل ایل بی ہیں جو کہ لاہور ہائی کورٹ کے معروف وکیل ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بڑی صاحب ذوق ومستی کی کیفیت رکھنے والے اور صاحب درد اور لگن اور پیار و محبت کا مجسمہ ہیں اور متعدد کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ فقیر راقم الحروف کے غریب خانے پر کئی مرتبہ تشریف لائے ہیں اس کے علاوہ خط وکتابت اور ٹیلی فون پر مسلسل رابطے میں ہیں۔ خدا ان کو خوش اور سلامت رکھے۔ اور خواجگان کی سفارش وشفاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲ فروری ۱۹۶۴ء کو ہوا۔ مرقد منورہ پُر انوار قبرستان میانی صاحب لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ صوفی شاہ عبدالحکیم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی مرشد لاثانی، حضرت خوجہ صوفی شاہ عبدالحکیم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے دور کے بہت بڑے ولی عارف کامل اور ولی اللہ تھے۔ آپ فنافی المرشد کے مقام پر فائز تھے۔ اپنے مرشد سے والہانہ عشق ومحبت اس انداز سے رکھتے تھے کہ تمام عمر مرشد کے کسی بھی حکم کی خلاف ورزی نہ ہونے دی اور تمام عمر اپنے مرشد کی نہ صرف خدمت کی بلکہ ان کی تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا رہے۔ اور شریعت وطریقت کی پاسداری آپ کا وطیرہ رہا۔

اپنے مریدین کی تعلیم وتربیت کا خصوصی خیال واہتمام فرماتے حضرت شاہ میراں بھیکھ کے طریقہ کے مطابق حلقہ ذکر اور طریقت کے اشغال پورے کراتے۔

حضرت غوث العالم سید میراں شاہ بھیکھ حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری حضرت شاہ خاموش سرکار حضرت بادشاہ دو جہاں ختم اللہ الارواح مخدوم صابر کلیری علیھم الرضوان کے علاوہ گیارہ ذی الحج کو اپنے پیر ومرشد کا سالانہ عرس مبارک بڑے ہی اہتمام سے کراتے۔

تقسیم ہند کے بعد آپ چھوں شریف ضلع کرنال سے ہجرت کر کے منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ تشریف لے آئے اور بقایا زندگی منڈی فاروق آباد میں گزاری اور وہیں پر خانقاہ معلیٰ چشتیہ صابریہ کا سنگ بنیاد رکھا اور سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے آستانہ پر محبان اولیائے کبار اور آپ کے عقیدت مندوں کا جم غفیر لگا رہتا تھا آنے والے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے آپ میں مشائخیت کی بو تک نہ تھی خدمت خلق خدا کو اپنا شعار اور فرض منصبی سمجھتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں پیر دستگیر حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر خلق خدا کی خدمت میں مصروف ہوئے۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: آپ کے چار خلفائے نامدار ہوئے ہیں جن میں حضرت صوفی انعام الٰہی چشتی صابری شجاع آباد ضلع ملتان دوسرے خلیفہ حضرت صوفی محمد مبین چشتی صابری شجاع آباد ملتان تیسرے خلفیہ صوفی ظہیر الدین چشتی صابری ملتان چوتھے خلیفہ صوفی اللہ دتہ ملتان کے اسمائے گرامی شامل ہیں جو اپنی اپنی جگہ پر سلسلہ عالیہ کی خدمت میں مصروف رہ کر وصال کر چکے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 18 ذیقعد 1384ء کو ہوا مزار پر انوار منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ محلہ چشت نگر میں مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے بڑے فرزند صاحبزادہ غلام فرید صابری سجادہ نشین مقرر ہوئے جنکا وصال بھی کچھ برس قبل ہو چکا ہے اب ان کے بعد ان کے بڑے فرزند صاحبزادہ قمر فرید صابری سجادہ نشین مقرر ہوئے جبکہ انکے دو بھائی صاحبزادہ مظفر فرید صابری صاحبزادہ صابر فرید صابری انکے معاون و مددگار رہیں۔

فقیر راقم الحروف مورخہ 29/4/2005 بروز جمعتہ المبارک دربار شریف پر حاضری دیگر شرف زیارت سے مشرف ہوا ہے جہاں آپ کے مرید خاص حضرت مولانا صوفی مشتاق احمد صابری سے ملاقات ہوئی جبکہ صاحبزادگان میں سے کوئی بھی اس وقت درگاہ شریف میں موجود نہ تھا۔

دربار شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ قمر فرید صابری ۱۴۲۹ھ ذوالحج کی ابتدائی تاریخوں اپنے محکمہ کی طرف سے تبادلہ کی وجہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور چند ہی دنوں کے بعد حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے، جو ان کے لئے باعث اعزاز ہے۔

صاحبزادہ قمر فرید صابری کے مدینہ پاک جانے کے بعد ان کے چھوٹے بھائی جناب صاحبزادہ مظفر فرید صابری صاحب سجادگی اور دربار شریف کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ صاحبزادہ مظفر فرید صابری بڑے ہی ملن سار خوش اخلاق بردبار شخصیت کے مالک اور اپنے بزرگوں کی تعلیم سے آشنا اور ان کے سلسلہ طریقت پر سختی سے قائم ہیں۔ ماہ ذوالحج ۱۴۲۹ھ کی ابتدائی تاریخوں میں ان سے ٹیلی فون پر رابطہ ہوا۔ جبکہ ۳ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ کو عرس بابا فرید الدین گنج شکر کے موقعہ پر پاکپتن شریف صابری حجرہ پر اُن سے پہلی ملاقات ہوئی۔ بڑے ہی باادب ہونہار سلیقہ شعار اور اپنے بزرگوں کے تربیت یافتہ نوجوان ہیں خداوند کریم خواجگان کا صدقہ ان کو علم عرفان کی مزید دولت سے مالا مال فرمائے۔

رہے آستانہ سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت صوفی مشتاق احمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات وکمالات۔ منبع فیوض و برکات ومعرفت، صاحب اسرار علم لدنی، گنجیہ تصوف و معرفت حضرت خواجہ صوفی مشتاق احمد چشتی صابری سراجی جالندھری ثمہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مست و مستغرق و بحر توحید و معرفت ہیں۔ آپ قوم قصاب اور بستی شیخ درویش جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں حضرت مولانا خواجہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔

صوفی نواب الدین جسٹر والے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قبلہ عالم حضرت خواجہ سراج الحق علیہ الرحمۃ کی تلاش میں جالندھر گیا۔ تو بستی شیخ درویشاں کے قبرستان والی مسجد میں لیٹ گیا رات کے آخری پہر **الاّ اللّٰہ** کی آواز گونجی تو میں اس آواز پر چلتا گیا۔ جب منزل پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ صوفی مشتاق احمد صابری صاحب کا مکان ہے اور حضرت خواجہ سراج الحق صابری علیہ الرحمۃ بھی جو کہ آپ سے حد درجہ کا پیار اور شفقت فرماتے تھے آپ کے گھر تشریف فرما ہو کر ذکر میں محو تھے۔ ابھی آپ کو خواجہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپور چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے خلافت نہیں ملی تھی کہ حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق صابری صاحب کا وصال با کمال ہو گیا تھا۔ انکے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد سراج الحق گورداسپوری صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد نواب الدین صابری ستکوہی علیہ الرحمۃ اور حضرت بابا ظہور شاہ صابری شکر گڑھی نے خلافت سے نوازا تھا۔ مگر آپ شجرہ میں اپنا سلسلہ خواجہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری صابری علیہ الرحمۃ سے ملاتے تھے۔

آپ کے بارے میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ ہندو پاک کا شاید کوئی دربار ہو جہاں آپ نے اعتکاف نہ کیا ہو۔ قیام پاکستان سے قبل جب آپ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر معتکف تھے تو ہر جمعرات صوفی لعل دین صاحب امرتسر سے آکر محفل میں شامل ہوتے تھے۔ جناب صوفی لعل دین نہ صرف آپکے ہمسفر تھے بلکہ انہوں نے تمام زندگی آپ کی بھرپور خدمت سر انجام دی ہے۔ آپ بڑے وجیہہ اور دراز قد بھاری بھرکم جسم کے مالک اور عشق و مستی کا بحر بیکنار تھے۔ اکثر طبیعت پر جذب غالب رہتا تھا۔ آپ کے مریدین کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز کر گئی تھی۔ کتاب شمیم جالندھر کے مصنف۔ حضرت پیر طریقت ابومظہر علی اصغر چشتی صابری خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ کے مزار پر یہ فقیر آپ کی محفل میں حاضر تھا۔ تو میں نے آپ کو فرماتے سنا۔ چشتی اور قادری سلسلہ میں سوا لاکھ مرید کرنے کی اجازت ہے۔ فقیر لاکھ مرید کر لیا ہے۔ پچیس ہزار کی کمی ہے۔ انشاء اللہ وہ بھی پور ہو جائے گی۔ 1960ء میں جامع مسجد وزیر خان میں انجمن حزب الاحناف

کے زیر اہتمام آپ نے سالانہ جلسہ کی صدارت کی۔ ان ہی دنوں میں حضرت علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوا تھا۔ حضرت مولانا خلیل احمد قادری ابن علامہ ابوالحسنات اور علامہ محمود احمد رضوی آپ سے بہت متاثر تھے۔

حضرت قمر المشائخ سے آپکا تعلق ☆: قیام پاکستان کے بعد آپ کشمیری بازار نزد فوارہ چوک راولپنڈی میں قیام پذیر ہوئے تو آپ حضرت قمر المشائخ الحاج پیر حافظ قمر الدین چشتی صابری مظہری علیہ الرحمۃ کے آستانے واقع جھنگی محلہ سرکلر روڈ نزد بنی چوک راولپنڈی میں اکثر و بیشتر ملاقات کے لئے تشریف لاتے تھے اور حضرت قمر المشائخ کے ہاں انکے دادا مرشد حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ میرٹھی صابری علیہ الرحمۃ کے عرس ۱۶۔۱۵ شوال اور حضرت مخدوم العالمین بادشاہ دو جہاں سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک منعقدہ ۱۳۔۱۲ ربیع الاول شریف میں خصوصی طور پر شرکت فرماتے تھے حضرت قمر المشائخ بھی راولپنڈی کے علاوہ آپکے لاہور والے مکان جو کہ حضرت داتا صاحب کے سونے کے دروازے کے سامنے ہے میں ملاقات و عرس وغیرہ میں شرکت کے لئے ضرور تشریف لاتے تھے۔

دونوں حضرات کا تعلق باہم بہت گہرا تھا ایک دوسرے کے ساتھ خوب وضع داری نبھاتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے پیر طریقت حضرت خواجہ بشیر احمد مشتاقی چشتی صابری مدظلہ نے بھی اس تعلق کو قائم رکھا۔ اور لاہور تشریف لانے پر حضرت قمر المشائخ اور فقیر راقم الحروف کے والد گرامی کا خصوصی خیال فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۲ ذیقعد ۱۳۸۴ھ بمطابق 26 مارچ 1965ء کو ہوا۔ مزار پر انوار رائل پارک میلا رام مل بازار داتا صاحب گنج بخش روڈ نزد پرانہ برف خانہ لاہور میں مرجع خاصی و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر آپکے خلیفہ اعظم جانشین و سجادہ آپکے صاحبزادے جناب حضرت صاحبزادہ صوفی بشیر احمد چشتی صابری مشتاقی مدظلہ العالیٰ ہیں۔ آپ نے اپنے صاحبزادے کو جب جانشین مقرر فرمایا تھا تو ایک تحریر کے ذریعہ فرمادیا تھا کہ میرا جو خلیفہ یا مرید میرے جانشین صاحبزادے بشیر احمد کی حکم عدولی کرے گا وہ میرے سلسلے سے خارج تصور ہوگا۔ وہ نہ ہی میرا مرید اور نہ خلیفہ تصور کیا جائے گا۔ آپ کے صاحبزادے جناب حضرت صوفی بشیر احمد چشتی صابری مدظلہ العالی بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ کو چلا رہے ہیں۔ صاحب دل صاحب حال۔ صاحب ذوق و شوق اور بلند ہمت و مرتبہ کے فقیر اور درویش ہیں انکا وجود سلسلہ عالیہ صابریہ کے پیروکاروں کے لئے ایک نعمت ہے۔ ہمہ وقت استغراقی کیفیت آپ پر سوار رہتی ہے۔

فقیر راقم الحروف کی ۱۹۷۳ء سے آپ کے ساتھ بوساطت حضرت قمر المشائخ اچھی یاد اللہ رہی ۱۹۷۳ء سے ۱۹۸۰ء تک ہر سال حضور داتا صاحب کے عرس مبارک پر جب یہ فقیر اپنے عقیدتمندوں اور دوستوں تقریباً ۸۰۔۷۰ افراد کے ہمراہ شرکت کے لئے لاہور حاضری دیتا تھا۔ تو آپ اپنے والد گرامی کے دربار کا ایک کمرہ مکمل صحن اور چند خدام اور لانگری فقیر کو دے دیا کرتے تھے تاکہ مہمانوں کو لنگر پکوانے اور کھلانے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ بعد ازاں فقیر نے مختلف ہوٹلوں میں ہر سال اپنا قیام رکھنا شروع کر دیا تاکہ کسی کو زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

حضرت خواجہ غلام نبی صابری المعروف ننگا باجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مردِ قلندر ہمہ اوصاف یگانہ، افضل واکمل، عارف باللہ، فنافی المرشد حضرت خواجہ بابا غلام نبی صابری المعروف ننگا باباجی صابری رحمتہ اللہ علیہ فقیر مست الست ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت انیسویں صدی کو نویں دہائی میں ایک نیک سیرت بزرگ حضرت جمعہ خان بن صدرالدین کے گھر موضع ابالی نزد حسن ابدال ضلع اٹک میں ہوئی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں ہی حاصل کی، بچپن سے ہی مزاج فقیرانہ تھا۔ جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو انڈین برٹش فوج میں بھرتی ہو گئے۔ اور پہلی جنگ عظیم میں آپ انڈین برٹش آرمی کی کمانڈ میں آپ مصر چلے گئے۔

جب کرم ہوتا ہے حالات بدل جاتے ہیں ☆: آپ کی زندگی میں یک لخت تبدیلی پیدا کرنے کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ، مصر میں جنگ کے دوران حکومت کی طرف سے فوج کو سات دن کی آزادی ملی کہ وہ عوام کی جان و مال اور عزت و آبرو کو کھلم کھلا لوٹیں۔

چنانچہ انڈین برٹش آرمی کے جوانوں نے لوگوں کی عزت و آبرو اور جان و مال کو خوب لوٹا، جس کے ہاتھ جو آیا وہ لوٹتا چلا گیا، جس سے بن پایا وہ کرتا رہا۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک جگہ سے گزرا تو کیا دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت ہاتھ میں قرآن اُٹھائے ہوئے اپنے دروازے کھڑی آہ وزاری کر رہی تھی۔ کہ ہماری عزت کے بدلے جو کچھ چاہے مال و اسباب لوٹ لو، مگر خدارا ہمیں کچھ نہ کہو، اس ضعیفہ کی نوجوان خوبصورت لڑکی بھی تھی، اور وہ بوڑھی عورت اس کی اور اپنی عزت بچانے کے لئے سب داؤ پر لگانے کو تیار تھی۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس بوڑھی عورت کو تسلی دی کہ تم بے فکر ہو جاؤ، تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اور سات دن مسلسل لگا اس کے دروازے کے باہر محافظ بن کر ڈیوٹی دیتا رہا۔ اور کسی بھی سپاہی کو اس گھر کی طرف دیکھنے نہ آیا۔ جب جبر و ستم کے سات یوم ہوئے اور غنڈہ گردی کا دور دورہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ تو وہ بوڑھی عورت آپ کی پاکدامنی اور زندہ دلی سے بہت متاثر ہوئی۔ آپ کو بہت دعائیں دیں اور اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کرنا چاہا تو میں نے انکار کر دیا اور واپس اپنی ڈیوٹی پر پلٹن میں چلا آیا۔

اس واقعہ کے بعد رات کو خواب میں مخدوم العلمین حضرت سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی

انھوں نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یہ نوکری چھوڑ و اور کسی زندہ ولی کی خدمت کرو۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حکم کی تعمیل میں کچھ تامل کیا۔ تو اگلے روز پھر تیسرے روز دوبارہ سہ بارہ حضرت مخدوم پاک کی زیارت ہوتی رہی اور مجھے یہی حکم ملتا رہا کہ نوکری چھوڑ و اور کسی فقیر کی خدمت اختیار کرو۔

چنانچہ آپ نے نوکری سے استعفیٰ دیا، اور ہندوستان واپس اپنے آبائی گھر حسن ابدال آ گئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ آف خواجہ نگر شریف کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بارہ برس تک جان لیوا خدمات اور عبادت دریاضت ومجاہدات کی تکمیل کے بعد انہی کے ہاتھوں خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

حضرت مخدوم پاک کی طرف سے پشاور کی ولایت کا عطا ہونا ☆: مرشد کامل سے خرقہ خلافت پانے کے بعد آپ کلیر شریف مخدوم پاک کے دربار میں حاضر ہوئے تو حضرت مخدوم پاک نے خود بنفس نفیس عالم فانی میں آ کر ملے اور آپ کی پشت مبارک پر تھپکی دی اور فرمایا کہ تمہیں کشمیر یا پشاور میں سے جو جگہ پسند ہو وہاں جا کر مسند ارشاد پر بیٹھ کر رُشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کرو۔

کلیر شریف سے آپ اجمیر شریف غریب نواز خواجہ سید محمد معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

۱۹۳۴ء ۱۹۳۵ء کے قریب آپ نے پشاور میں حضرت پنجو بابا چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دربار کے قریب اکبر پورہ میں خانقاہ قائم کر کے مستقل اقامت فرمائی۔ اور تیس برس تک مخلوق خدا کی خدمت اور رُشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ دور دور سے لوگ آ کر استفادہ کرتے اور منہ مانگی مرادیں پا کر واپس جاتے۔

جن دنوں آپ نے اپنے مرشل کامل کی خدمت میں حاضر تھے آپ کا لباس صرف ایک بوریئے کا ٹکڑا ہوتا جس سے آپ ستر ڈھانپتے تھے، پھر پشاور میں بھی آپ اسی لباس میں رہے، اسی بنا پر آپ ننگا بابا جی کے لقب سے معروف تھے۔ وصال سے کچھ عرصہ قبل آپ نے مکمل لباس یعنی قمیص شلوار زیب تن فرمائی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۶ اپریل ۱۹۶۵ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار اکبر پورہ پشاور شہر میں مرجع خاص وعام ہے جہاں ہر سال اکتوبر کے مہینے میں آپ کا عرس مبارک تین روز تک جاری رہتا ہے۔ علمائے کرام کے مواعظ حسنہ، نعت خوانی کے علاوہ محفل سماع بھی ہوتی ہے۔ پورے ملک کے مختلف حصوں سے لوگ آ کر حاضری دیتے ہیں۔ عرس کے موقع پر زائرین کے لئے تین روز تک لنگر جاری رہتا ہے۔

آپ کے مرید خاص جناب حاجی محبوب شاہ ساکن پشاور فقیر راقم الحروف کے بہترین دوستوں اور ساتھیوں میں سے ہیں۔ فقیر کی مثل مرشد خدمت وعزت واحترام کرتے ہیں۔ اکثر غریب خانے پر پشاور سے تشریف لاتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف جب پشاور گیا تو حاجی محبوب شاہ صاحب نے بڑے احسن انداز میں مہمان نوازی کی فرائض انجام دیے اس موقع پر خطیب اسلام علامہ محمد ثناء اللہ قادری اور مجاہد اہلسنت جناب صوفی حامد نواز نقشبندی صاحب بھی فقیر کے ہمراہ تھے۔

حضرت شیخ طالب علی المعروف چنگاڑی شاہ صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆ : عارف ربانی، عاشق حضرت مخدوم صابر کلیری، حضرت شیخ طالب علی المعروف چنگاڑی شاہ صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ امام الاولیاء حضرت بابا تاج الدین ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ چشتی صابریؔ کے مرید وخلیفہ اور مجذوب فقیر تھے۔

آپ بیس برس تک حضرت بادشاہ دو جہاں والی کلیر مخدوم العلمین سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پُرانوار پر چلہ کش رہے اس دوران حضور مخدوم پاک کے مزار پُرانوار کی خدمت عبادت وریاضت میں مصروف رہے۔

بہت سے لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ آپ کلیر شریف میں بہت سے ناموں سے متعارف تھے۔ جن میں چنگاڑی شاہ، جنگلی شاہ، چوٹی شاہ وغیرہ شامل ہیں۔

وصال باکمال☆ : آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۹۶۶ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار حضرت بابا نہال شاہ کے تکیہ کلیر شریف میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت پیر غلام محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشقِ صابر، پیر عطاء، مردِ باصفا، کان التقیاء، زبدۃ الصلحاء، صاحب حال، اہل دل، قدوۃ ابرار روزگار، زبدۃ احرار نامدار حضرت پیر غلام محمد چشتی صابری قادری عارفی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مشاہیر میں سے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت دس محرم الحرام ۱۳۱۳ھ بمطابق 1895ء بروز جمعرات صبح چار بجے بمقام امرتسر مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوئی۔

آپ اپنے وقت کے عظیم صوفی اور عارف کامل ہوئے ہیں۔ خداوند عالم نے ظاہری و باطنی علوم کی دولت سے وافر مقدار میں مالامال فرمایا تھا۔ آپ کے وجود باوجود سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو بہت زیادہ فروغ ملا، آپ کے مریدین کی تعداد سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سے تجاوز کر چکی ہے، ہر آنے والے کو عشق صابر کا ایسا جام پلاتے کے مدہوش ہوئے بغیر نہ رہتا اور تادم آخر حق صابر یا صابر کے نعرے لگاتا رہتا، آپ کے دامن گرفتہ لوگوں میں سے بہت سے افراد آپ کی نگاہِ ولایت سے مرتبہ بلند کو پہنچ کر عارف واکمل ہوئے، جن سے آپ کے فیضان وعرفان کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں ۹ محرم الحرام بروز جمعرات ۱۳۴۷ھ بمطابق 1928ء صبح چار بجے ساہیوال کے مقام پر حضرت خواجہ شاہ محمد عارف حسن صابری رامپوری علیہ الرحمتہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے، اور انہی کے ہاتھوں خرقۂ خلافت پاکر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں سرفراز وممتاز ہوکر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کے شیخ کامل نے عطائے خرقہ خلافت کے وقت مثال خلافت نامہ کلاہ وعمامہ وخرقہ پہنا کر خطاب باطنی عاشقِ صابر، اور خطاب ظاہری پیر عطا فرمایا جو عام وخواص میں مشہور ہے۔

وصال باکمال ☆: وصال کے بارے میں آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ وفات ہماری ہو چکی ہے، مرگ رسمی باقی ہے۔

آپ کا وصال باکمال ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ بمطابق 8 دسمبر 1966ء بروز جمعرات بوقت عصر چک نمبر ۴۵ بارہ ایل اوکانوالہ بنگلہ تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں ہوا۔

مزار پُرانوار قبرستان کہنہ (ماہی شاہ) شہر ساہیوال میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے پیر طریقت جناب ڈاکٹر فتح محمد چشتی صابری سجادہ نشین مقرر ہوئے، جو سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ سید حافظ محمد یسٰین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، دلبند رسول، خوکردہ جمال محمدی، پروردہ کمال احمدی، فائز درکمالات الفقر فخری حضرت شیخ سید حافظ محمد یسٰین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ شہید تیغ تسلیم ورضا ہیں۔

آپکی ولادت قصبہ کیرانہ ضلع مظفرنگر یوپی انڈیا میں ۱۹۰۴ء میں ہوئی۔ آپ ولی مادرزاد ہیں۔ عہد طفلی سے ہی آپ کی ذات سے اکثر ایسے خوارق وعادات ظہور پذیر ہوتے رہتے تھے کہ جس سے اہل خاندان اور عزیز واقارب محسوس کرنے لگے کہ اللہ کے دوست اور ولی ہیں۔

آپکے بچپن کا واقعہ ہے کہ ابھی عمر عزیز صرف تین برس تھی کہ آپکے گھر میں ایک ایسی بھینس آگئی۔ جو کسی کو بھی اپنے قریب نہ آنے دیتی دودھ چونا تو در کنار تھا۔ تمام گھر والے بھینس سے پریشان تھے۔ مگر آپ اس کے قریب جاتے تو وہ مؤدب کھڑی رہتی حتیٰ کہ حرکت نہ کرتی تھی۔ جس پر تمام گھر والے تعجب کرتے تھے بلکہ اس بات کا اہل محلہ میں بھی چرچا ہونے لگا اور لوگ دیکھتے جن میں قطب ارشاد حضرت صوفی محمد ابراھیم چشتی صابری کیرانوی علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت جلال الدین محمد کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے ہیں۔ اور قصبہ کیرانہ میں ہی سکونت پذیر ہیں۔ آپ کے عہد طفلی میں آپکے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ اور اکثر فرماتے تھے کہ یہ بچہ نہایت ہی واجب الاحترام ہے کہ آنے والے وقت میں بہت ہی با کمال ہوگا۔ تم انکی قدر ومنزلت سے واقف نہیں ہو۔ جلد ہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔

تکمیل حفظ قرآن وعلوم دینیہ ☆: سات برس کی عمر میں آپ کو والدین نے مکتب میں قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے بٹھا دیا۔ دس برس کی عمر میں قرآن کریم مکمل حفظ کر کے فارغ ہوئے تو والد گرامی نے علوم دینیہ کی تکمیل کے لئے آپ کو دارالعلوم دیوبند میں داخل کرا دیا۔ بارہ برس کی مکمل جدوجہد کے بعد عربی وفارسی علوم دینیہ مکمل درس نظامی اور میٹرک تک تعلیم مکمل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔

بطور ڈرائیور ملازمت ☆: اپنے عہد شباب میں ڈپٹی صاحب خان بہادر کے یہاں ملازمت اختیار کر لی۔ آپ کے طرز زندگی اور معمولات ودیانتداری اور قلبی صفائی وروحانیت کو دیکھ کر یہ اثر پڑا کہ ڈپٹی صاحب خان بہادر بوقت ضرورت آپ کے سامنے دست بستہ گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ معروف صوفی بزرگ اور سادات حیدرآباد دکن کے عظیم روحانی چشم وچراغ حضرت سید شاہ

غلام حسین شاہ حیدرآباد دکنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔اور تکمیل مجاہدات کے بعد انہی کے دست مبارک سے ۱۹۳۹ئمیں خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔اس طرح آپ راقم الحروف کے والدگرامی حضور فیض عالم حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پیر بھائی ہوئے اور راقم الحروف کے چچا پیر۔

آپ کا شجرہ طریقت حسب ذیل ہے۔سید یسٰین شاہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ غلام حسین شاہ مرید وخلیفہ حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ خاموش سرکار حیدرآباد دکنی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت سید محمد اعظم شاہ روپڑی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت سید محمد سالم ترمذی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت قطب دوراں سید محمد سعید شاہ کاظمی المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے۔

سیرت وکردار☆: آپ ولی مادرزاد ہیں بچپن ہی سے یادخدا میں مست ومستغرق تھے، تمام زندگی یادخدا اور خلق خدا کی رشد وہدایت اور بھلائی میں گذاری، آپکا بچپن ہو جوانی کا ہر شخص آپکے ساتھ تعظیم وتکریم سے پیش آتا، جس مقصد کے لئے کوئی ملتجی ہوتا آپ کی دعا سے کامیابی پاتا تھا۔آپ مستجاب الدعوات تھے کبھی آپ کی دعا رد نہیں ہوئی۔عبادت وریاضت، مجاہدہ وسلوک تسبیح وتحلیل میں یکتائے زمانہ تھے آپکے ہم عصر علماء اور مشائخ نہ صرف آپ کی تعظیم فرماتے تھے بلکہ آپ سے اکتساب فیض بھی کرتے تھے۔درگاہ حضور مخدوم صابر پاک کلیر میں غلامانہ انداز سے رہتے۔ہر سال عرس کے موقعہ پر کلیر شریف میں تعمیر کردہ اپنی سہہ دردی میں جو آپ نے اپنے شیخ کی ظاہری حیات میں تعمیر کی تھی میں بیٹھ کر بارہ روز تک درویشوں میں لنگر تقسیم فرماتے تھے۔اپنے شیخ کے سچے پکے عاشق ومرید صادق تھے۔بزرگوں کے عرسوں میں اپنے شیخ کی طرح حاضری دیتے تھے۔

نوٹ☆: کلیر شریف میں آپ کی تعمیر کردہ سہہ دری آج بھی موجود ہے جہاں پر آپ کے عقیدت مندان اب بھی عرس مخدوم صابر کلیری پر لنگر پکاتے ہیں۔

کشف وکرامات☆: موضع امین پور علاقہ ہاپوڑ ضلع میرٹھ کے رہنے والے آپکے ایک مرید وخلیفہ شیخ اللہ راضی کے مکان پر آپ ۲۳-۲۲ ربیع الثانی کو حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس میں شرکت فرماتے تھے۔ایک مرتبہ عرس مبارک کے موقع پر اسی گاؤں کی رہنے والی ایک ضعیفہ عورت بعد از نماز فجر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔اور چائے کی دعوت کی درخواست کی۔ آپ نے صاحب خانہ کی اجازت لیکر دعوت قبول کی اور بمعہ مریدین اس ضعیفہ عورت کے گھر تشریف لے گئے۔ضعیفہ نے چائے کے بعد عرض کیا حضور میرے دو ہی بیٹے ہیں اور دونوں بچوں کی اسی ہفتے میں پھانسی کا حکم سنایا جانے والا ہے۔حضور آپ اللہ کے ولی ہیں۔ میں اچھی طرح سمجھتی ہوں کہ اللہ کے ولی کی زبان سے اگر کوئی بات نکل جائے تو خدا پوری کر دیتا ہے۔آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ خدا کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ میرے دونوں بیٹے پھانسی سے بچ جائیں تا کہ میرے گھر کا چراغ جلتا رہے۔میں آپکو آپکے پیرو مرشد اور رسول کریم ﷺ کو واسطہ پیش کر کے عرض کرتی ہوں خداوند کریم کی بارگاہ میں میرے بچوں کی رہائی کے لئے دعا کریں دیں۔ وہ عورت زار وقطار روتی تھی اور بار بار دعا کے لئے درخواست کرتی تھی۔آپ سے اسکا رونا نہ دیکھا گیا اس کی حالت پر رحم کھاتے

ہوئے فرمایا کہ جلدی سے دو کبوتر لا کر پیش کرو۔ اس عورت نے جسقدر جلدی ہو سکتا تھا کبوتر لا کر پیش کیئے۔

آپ نے اپنے گلے میں پڑے ہوئے رومال میں دونوں کبوتروں کو باندھا اور اس عورت کے مکان کے خالی کمرے میں داخل ہو کر اندر کی کنڈی لگالی۔ یہ تمام ماجرا دیکھ کر تمام مریدوں اور معتقدین اہل محلّہ پر سکوت طاری تھا۔ سب کی نظریں اور کان کمرے کی طرف لگے ہوئے تھے۔ گاہے گاہے کمرے کی طرف سے رونے کی آواز آتی تھی۔ بالآخر آدھا گھنٹے بعد آپ نے کنڈی کھولی اور کمرے سے باہر تشریف لائے اور ایک عدد کبوتر اپنے دست مبارک سے ہوا میں اڑاتے ہوئے فرمایا کہ اے ضعیفہ لو تمھارا ایک بیٹا بری کیا۔ یہ سن کر تمام حاضرین نے خوشی اور یقین کا اظہار کیا۔ تھوڑے سے وقفے کے بعد پھر سرکار نے دوسرا کبوتر آزاد کیا اور ہوا میں اڑاتے ہوئے فرمایا لو تمہارا دوسرا بیٹا بھی بری ہوا۔

یہ سن کر ضعیفہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور وہ آپ کا شکریہ ادا کرنے لگی۔ اس کے بعد آپ ضعیفہ سے اجازت لیکر بمعہ مریدین واپس اپنے خلیفہ اللہ راضی کے گھر تشریف لے آئے۔ اور عرس کے معاملات میں مصروف ہو گئے۔ جب عرس ختم ہوا تو قل شریف سے پہلے وہ عورت اور اس کے دونوں لڑکے جو اللہ کے فضل و کرم اور آپ کی دعا سے اسی دن بری ہو گئے تھے۔ اور قل شریف والے دن اسی وقت رہائی پا کر گھر پہنچے تھے۔ انکو لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ لڑکے آپکے قدموں میں گر گئے۔

کرامت نمبر ۲ ☆: ایک مرتبہ آپ اپنے ایک مرید شبیر احمد بزمی کے گھر سہارنپور بعد نماز عصر پہنچے اور فرمایا بزمی آج شام کا کھانا تمہارے پاس کھائیں گے۔ اور رات کا قیام باقر علی کے مکان پر کریں گے۔ شبیر بزمی نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کیا پکانا ہے۔ تو اس نے کہا کہ خشک قیمہ اور زردہ پکائیں گے۔ اس نے اہلیہ سے کہا کہ آپ کے دو چار یا اس سے زیادہ مہمان بھی ہو سکتے ہیں۔ اسلئے اتنا مختصر انتظام مناسب نہیں۔ اہلیہ نے کہا کبھی آپ نہیں جانتے کہ سرکار کے ساتھ کتنے ہی آدمی کیوں نہ ہوں کھانے میں کمی کبھی واقع نہیں ہوئی۔ یہ تو ہم سب کا بارہا کا مشاہدہ ہے۔ شبیر بزمی نے اہلیہ سے کہا کہ آپ کے ساتھ دو صاحبزادے اور گھر سے ہم نو افراد ہیں کل بارہ تو یہ اور نہ جانے وقت پر کتنے آجائیں۔ اہلیہ نے کہا آپ تو عقل کے گھوڑے دوڑا رہے ہیں مگر میرا عقیدہ یہ ہے کہ کھانے میں کمی واقع نہ ہوگی۔ اب دیکھیں گے جیت عقل کی ہوگی یا عقیدے کی۔

آج تو میری بات ماننی پڑے گی۔ بالآخر اہلیہ نے اپنی مرضی کے مطابق کھانا تیار کیا۔ بعد نماز عشاء کھانا جب تیار ہوا تو اسوقت کھانے والے اڑتالیس افراد گھر پر موجود تھے۔ چنانچہ دستر خوان لگایا گیا ختم شریف پڑھایا گیا دعا ہوئی تو اتنی دیر میں منشی عبدالغفور جو فن شعر و ادب میں بشیر بزمی کے استاد بھی ہیں بمع دو مہمانوں کے وہ بھی تشریف لے آئے جب کھانا شروع ہوا تو ان دو حضرات کے سامنے پیالے موجود نہ تھے۔ آپ سرکار نے بشیر بزمی کو حکم دیا کہ گھر سے دو پیالے لے آؤ۔ بشیر بزمی گھر کے اندر گئے تو اہلیہ چونکہ پہلے ہی شرمندہ تھی بولیں مجھ سے خطا ہو گئی۔ لہٰذا اب تو کسی بھی طرح وقت گذار لو۔ آئندہ میں ایسی غلطی نہ کروں گی۔ سالن کا برتن دیکھا تو خالی تھا۔

شبیر بزمی فرماتے ہیں کہ سرکار نے ایک دعا مجھے برکت کے لئے عطا کر رکھی تھی میں نے اس کا استعمال کیا۔ لیکن ناکام رہا۔

اتنی دیر میں آپ سرکار نے آواز دی شبیر باہر آؤ۔ شبیر جب باہر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ شبیر بیٹا دیکھو کسی مہمان کے آگے فالتو پیالے تو نہیں رکھے ہوئے۔ انہوں نے دیکھا تو واقعی دو پیالے فالتو رکھے ہوئے نظر آئے۔ جو انکے گھر کے پیالوں جیسے تو نہ تھے مگر تھے خشک قیمے سے لبریز۔ بعد از طعام حکم فرمایا کہ روحانی غذا لاؤ۔ شبیر بزمی چونکہ قوال تھے۔ انہوں نے گھر سے ساز نکالے اور پارٹی کو باہر بٹھا کر آپکے سامنے حضرت بوعلی شاہ قلندر کا ایک کلام سنایا اسکے بعد آپ بمعہ مریدین جناب باقر علی کے مکان پر تشریف لے گئے۔ منشی عبدالغفور اور بشیر بزمی کی پارٹی کے دو ساتھی بیٹھک میں ہی شعر و سخن میں مصروف تھے کہ اہلیہ نے دستک دیکر بلایا اور کہنے لگی کھانا کھالو۔ شبیر بزمی نے تعجب سے پوچھا کیا کھانا اور پکایا ہے تو کہنے لگی کہ نہیں وہی کھانا خدا گواہ ہے کہ ابھی موجود ہے۔

شبیر بزمی کے گھر والوں پھر اہل محلہ کی وہ عورتیں جو آپ کی قدمبوسی کو آئی تھیں سب نے کھانا کھایا۔

پھر وہ کیتلی جس میں ہم نے چائے بنا کر سرکار کو پیش کی تھی وہ دستر خوان پر موجود تھی۔ اسکو ہاتھ لگایا تو وزنی معلوم ہوئی۔ اہلیہ نے کہا کہ منشی جی کو دوبارہ چائے پلا دو۔ ہم نے بیٹھک میں بیٹھے چار آدمیوں کو دوبارہ چائے پلائی۔ گھر میں موجود والدہ کو پلائی جبکہ یہ کیتلی کل چھ پیالے چائی کی کیتلی ہے۔ دوبارہ پھر اہلیہ نے کہا ابھی کچھ چائے باقی ہے پھر سب کو پلا دو۔ حتیٰ کہ آپ کے جانے کے بعد چار مرتبہ چائے پی گئی۔ پانچویں مرتبہ کیتلی کا ڈھکن اتار کر دیکھا تو چائے ختم ہو چکی تھی۔ تب شبیر کی اہلیہ نے کہا اب بتاؤ کیا جواب ہے آپکے پاس عقل اور عقیدہ کے متعلق۔ بالآخر شبیر بزمی کو عقیدے کے متعلق کہنا پڑا کہ عقیدہ بڑی چیز ہے۔ اسطرح عقل کو مات اور عقیدہ کی جیت ثابت ہوگئی۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال چار محرم الحرام ۱۳۸۶ ہجری بوقت رات ۱۲:۴۵ بمطابق ۱۹۶۶ء کو ہوا۔ مزار پر انوار عیدگاہ مظفر نگر کے عقب میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپکے دو صاحبزادے سجادہ نشین مقرر ہوئے جنکے نام صاحبزادہ سید اصغر میاں دوسرے صاحبزادہ نعیم احمد عرف کالی میاں دونوں اپنے والد گرامی کے حقیقی و سچے جانشین ہیں انکی نگرانی میں آپ کا عرس ہر سال منایا جاتا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت ڈاکٹر حبیب الرحمٰن برق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حکیم حاذق، طبیب جسمانی و روحانی، عالم ربانی، مرشد لاثانی، ہمالہ علوم و فضل و کمال حضرت ڈاکٹر حبیب الرحمٰن برق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ گوہر نایاب ہیں۔

آپ لدھیانہ میں حضرت حاجی محمد رمضان کے گھر پیدا ہوئے اور جب سن شعور کو پہنچے تو اپنے وقت کے ممتاز فاضلین سے علمی استفادہ کیا۔ آپ فرنگی محل لکھنؤ، دیوبند اور جامعہ از ہر مصر کے فاضل تھے اور کچھ عرصہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں بھی زیر تعلیم رہے۔ آپ نے عربی، فارسی، اردو اور انگریزی میں ایم اے کیا۔ اس کے علاوہ پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی حاصل کی۔ آپ اردو، عربی، فارسی، انگریزی چاروں زبانوں میں بلاتکلف گفتگو فرمانے کا اعزاز حاصل تھا۔

شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ موجودہ دور میں طبقہ مشائخ میں اس قدر پڑھا لکھا شاید ہی کوئی ہو۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت صوفی محمد حسین چشتی صابری ثمہ مراد آبادی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ کی باطنی تربیت آپ کے پیر بھائی حضرت مولانا صوفی انور علی شاہ چشتی صابری پیلی بھیت بھارت والوں نے فرمائی تھی جو کہ حضرت خواجہ صوفی محمد حسین مراد آبادی کے خلیفہ مجاز تھے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے علاوہ آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، قلندریہ، اویسیہ سے خلافتوں کا اعزاز حاصل تھا اور سلاسل میں بیعت کی باقاعدہ اجازت تھی۔ مگر آپ زیادہ تر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں ہی لوگوں کو بیعت فرماتے تھے۔

علمائے اہل سنت سے تعلق و محبت ☆: آپ علمائے اہل سنت سے اُنس اور محبت رکھتے تھے۔ ایک دن دوران گفتگو فرمایا کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی عاشق رسول اور مردِ مجاہد تھے۔ وقت آیا تو بتاؤں گا کہ وہ کیا تھے۔ اسی طرح حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی صابری قادری رضوی علیہ الرحمۃ جو کہ سلسلہ طریقت میں آپ کے بھتیجے تھے اور جو کہ آپ کے پیر بھائی مولانا خواجہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ آپ ان کا ذکر بڑی محبت سے فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا سردار واقعی سردار ہے کہ انہوں نے مختصر سے عرصے میں بہت بڑا کام کیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالغفار ظفر القادری سے آپ نے فرمایا کہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری اگر مولانا محمد سردار احمد کا مرید نہیں ہو سکا تو انہیں مولانا سردار احمد کے کسی خلیفہ مجاز کا ہی مرید کرادو۔ سبحان اللہ یہ تھی آپ کو علمائے اہل سنت سے نسبت و عقیدت و محبت جس کا اندازہ مولانا احمد رضا خان قادری اور مولانا

محمد سردار احمد صابر قادری رضوی کے بارے میں آپ کے فرمان سے لگتا ہے۔

سادگی اور اہل دنیا سے دوری ☆: آپ انتہا درجہ کے سادہ مزاج اور عالی ظرف تھے۔ علمی سطح پر اتنا بڑا مقام اور باطنی طور پر اس قدر باکمال ہونے کے باوجود تمام عمر چٹائی پر بیٹھ کر گزاری۔ آپ کو اہل دنیا سے کوئی سروکار نہ تھا۔ ہر وقت ذکر خدا اور ذکر مصطفی ﷺ میں آپ رطب اللسان رہتے تھے۔ ایک مرتبہ شیخ الحدیث والتفسیر علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی آپ سے ملاقات کیلئے آپ کے مکان پر تشریف لے گئے تو فرمایا ''مولوی صاحب اس وجود کا کیا اعتبار جس کے پہلے بھی عدم ہو اور بعد بھی عدم'' یعنی حقیقتاً وجود موجود تو صرف اس کی ذات ہے جو لم یزل اور لایزال ہے۔

علامہ شرف قادری فرماتے ہیں کہ پیرانہ سالی میں بھی آپ کا حافظہ اس قدر تیز تھا کہ اردو اور فارسی کے اشعار بے انداز آپ کو یاد تھے۔ آپ ایک ماہر طبیب تھے۔ طبی نسخے لکھواتے تو بلا تکلف کئی کئی آدمیوں کو لکھوا دیتے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد انگنت اور حلقہ ارادت کافی وسیع ہے۔ آپ اپنے مریدین کو اعمال واذکار کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ کی گفتگو میں لطیف مزاح اور بدلہ سنجی کی چاشنی بھی بدرجہ اتم موجود ہوتی تھی۔ جسے صرف پڑھے لکھے لوگ ہی محسوس کرتے تھے اور محظوظ ہوتے تھے۔

مولوی اسماعیل اہل تشیع آپ کی خدمت میں ☆: آپ کی خدمت میں مختلف الخیال قسم کے لوگ حاضر ہو کر مختلف قسم کے سوالات کرتے تھے۔ آپ انہیں اپنی علمی ونگاہ فراست سے ایسا جواب دیتے کہ ماسوائے تسلیم کے ان کے پاس کوئی چارۂ کار نہ ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ شیعہ مکتبہ فکر کے مشہور عالم مولوی اسماعیل ملاقات کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا مولانا ایک شخص اپنی ماں کو گالی دیتا ہے۔ اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟ مولوی اسماعیل نے کہا کہ وہ بڑا بے ادب ہے گستاخ ہے وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے فرمایا مولانا ذرا سوچیئے تو سہی کہ جو لوگ اپنی بلکہ تمام مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی کرتے ہیں ان پر بہتان طرازی کرتے ہیں ان لوگوں کی کیا پوزیشن ہے؟ مولوی اسماعیل صاحب سے خاموشی کے سوا کوئی جواب نہ بن سکا۔

آپ کی خدمت میں ایک خارجی کی آمد ☆: ایک مرتبہ ایک صاحب پہلی مرتبہ ملاقات کے لئے آئے اور حسب عادت کہنا شروع کر دیا کہ دیکھیئے بعض لوگ کہتے ہیں ''یا غوث الاعظم دستگیر'' اور انبیاء اولیاء کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہیں یہ سب شرک ہے۔ آپ نے اس کی تمام گفتگو نہایت ہی اطمینان سے سنی۔ اور فرمایا کہ میں نبی نہیں ہوں نبی کریم ﷺ کا ادنیٰ سا غلام ہوں۔ لیکن تمہاری پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں۔ تم اپنی بھاوج کو بغیر نکاح کے لئے پھرتے ہو اور پھر انبیاء اولیاء کے علم پر طعن کرتے ہو۔ ذرا ہوش سنبھال کر بات کرو۔ یہ سن کر وہ صاحب چپ چاپ اٹھ کر چل دیئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بیس ذی الحج ۱۳۸۷ھ بمطابق بیس مارچ ۱۹۶۸ء بروز بدھ کو ہوا۔ مزار پُرانوار قبرستان میانی صاحب بہاولپور روڈ لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔ وصال سے چند یوم قبل کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا۔ صرف جوشاندے کے بچھارے پر اکتفا کرتے تھے ایک دن آپ کے صاحبزادے محمد اکرام الحق نے عرض کیا کچھ تناول فرمالیں۔ آپ نے فرمایا تیس سال بعد خدا خدا کر کے میں نے اپنے پیٹ کو طعام سے پاک کیا ہے۔ اب پھر اس سے ملوث کرنا چاہتے ہو۔

حضرت خواجہ محمد عمر دین عرف اصغر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، مرد حقیقت آ گاہ، جامع الحسنات وکمالات، حضرت خواجہ صوفی محمد عمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کوٹ میراں ضلع امرتسر انڈیا میں جناب صوفی جان محمد مرحوم کے گھر پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا آپ کا مقدر تھا گھر کا ماحول بھی دینی اور مذہبی تھا اس ماحول کی بنا پر نیکی زہد وتقویٰ اور نماز پنجگانہ، پابندی تہجد آپکا معمول رہا۔ خداوند کریم نے دینی اور دنیاوی تعلیم سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ آپ کا ظاہر و باطن بالکل صاف تھا قول وفعل میں کبھی تضاد نہیں برتا۔ قیام پاکستان کے بعد ہندوستان سے ہجرت کر کے نارووال کے علاقہ بدوملہی میں تشریف لے آئے اور وہیں پر مقیم رہے۔ آپ ڈاکخانہ جات کے محکمہ میں سب پوسٹ ماسٹر تھے تمام عمر بڑی دیانتداری اور انتہائی جانفشانی سے کار سرکار انجام دیتے رہے۔ آپ اپنے محکمہ میں ایک ذمہ دار اور دیانتدار افسر کے طور پر متعارف اور مشہور تھے۔ ذیل میں ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے جس سے آپ کی دیانتداری اظہر من الشمس ہوتی ہے۔

دیانت داری اور جرأت پر انعام ☆: یکم جنوری ۱۹۶۴ء کو ہیڈ مرالہ کے قریب چپراڑ پوسٹ آفس میں آپ ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے۔ کہ ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران چپراڑ پر انڈیا کی فوج نے قبضہ کرلیا۔ آپ نے جب دیکھا کہ انڈیا کی فوج نے قبضہ کرلیا ہے اور اب ہجرت ضروری ہوگئی تو آپ نے ڈاکخانہ میں جمع رقم جو لاکھوں میں تھی وہاں سے نکالی اور اپنی چادر میں روپے باندھ کر سر پر رکھے اور وہاں سے پاپیادہ چل کر سیالکوٹ پہنچے اور وہ تمام رقم سیالکوٹ کے بڑے ڈاکخانے میں جمع کرادی۔ جس کی وجہ سے بہت سے لوگ اپنی امانتوں سے محروم ہونے سے بچ گئے آپ کی اس جرأت اور بہادری و دیانت داری کی اطلاع افسران کے ذریعہ جب ایوان صدر میں پہنچی تو فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صدر پاکستان نے آپ کو اس ایمانداری پر تمغہ جرأت عطا کیا تھا۔

آپ کی دیانت اور حاسدین کا حسد ☆: آپ کے ڈاکخانے کے ایک پوسٹ مین نے کسی غریب بیوہ عورت کا منی آرڈر ہضم کرلیا۔ جب وہ بیوی آپ کے پاس چونکہ آپ سب پوسٹ ماسٹر تھے حاضر ہو کر فریادی ہوئی تو آپ نے جرم ثابت ہونے پر متعلقہ افسر کو اس کی رپورٹ کردی۔ سرکاری انکوائری پر ڈاکیہ مذکورہ کو محکمانہ کارروائی کے بعد نوکری سے برطرف کر دیا گیا۔ نوکری سے برطرف ہونے کے بعد ڈاکیہ مذکورہ آپ کا دشمن بن گیا اور آپ کے خلاف اوچھے ہتھکنڈے پر اتر آیا۔ آپ کا معمول تھا کہ ہفتے کو بدوملہی اپنے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ حاسد موقعہ کی تاک میں رہتا تھا۔ اس نے آپ کی شکایت متعلقہ آفیسر سے کردی۔ متعلقہ آفیسر اتوار کے روز چپراڑ آیا تو اس نے دیکھا کہ آپ ڈاکخانے میں بیٹھے ہوئے ڈیوٹی کر رہے ہیں وہ آفیسر کچھ دیر آپ کے پاس

بیٹھ کر واپس چل دیا۔ ابھی وہ چار پانچ میل ہی واپس گیا ہوگا کہ وہ حاسد سائیکل پر اس کے پیچھے پیچھے پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ سب پوسٹ ماسٹر باؤ عمر الدین تمہارے واپس آنے کے بعد غائب ہو گیا ہے۔ آپ چل کر دیکھ لیں چنانچہ متعلقہ آفیسر پھر واپس ہوا اور ڈاکخانہ میں آ کر دیکھا تو آپ اپنی سیٹ پر موجود تھے۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا ہر دفعہ آفیسر آتا اور آپ کو دیکھ کر واپس چلا جاتا۔ جب تیسری مرتبہ آیا اور آپ کو موجود پایا تو حاضر خدمت ہو کر معذرت طلب کی اور واپس چلا گیا۔

اُس وقت قانون یہ تھا کہ سب پوسٹ ماسٹر کی رہائش بھی پوسٹ آفس کے قریب ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے چھٹی والے دن بھی چھٹی نہ ملتی تھی۔ اگر کسی مجبوری کی بنا پر چھٹی کرنی بھی پڑ جائے تو پھر کسی دوسرے شخص کی ڈیوٹی لگا کر انتظام کرنا پڑتا تھا۔ اتوار کو ڈاکخانہ کی چھٹی ہوتی تھی مگر اتوار کے دن سب پوسٹ ماسٹر کو ارجنٹ ڈاک اور تار وغیرہ بھیجنے کی ڈیوٹی کرنی پڑتی تھی۔ آپ ہفتہ کو اپنے گاؤں بدوملی تشریف لے جاتے اور سوموار کو واپس چپراڑ ڈاکخانے میں آتے تھے۔ اس مرتبہ جب سوموار کو آپ واپس چپراڑ پہنچے تو لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کل بروز اتوار آپ دفتر میں تھے تمام دن ڈیوٹی کی انکوائری افسر سے تین مرتبہ ملے مگر آج پھر حسب معمول گھر سے واپس تشریف لا رہے ہیں یہ دیکھ کر تمام لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو گئے اور دل و جان سے آپ کے معتقد ہو گئے اور حاسدین کو منہ کی کھانی پڑی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی تبدیلی قصبہ کنجروڑ تحصیل شکرگڑھ میں کروالی۔ وہاں بھی لاتعداد لوگ آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہوئے اور بہت سے آپ کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ عارف ربانی حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری آف کالیکی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور درجہ تکمیل کو پہنچ کر خرقہ خلافت سے سرفراز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کے مرشد نے آپ کا نام اصغر صابری رکھا اور دعاؤں سے نوازا۔

حج بیت اللہ اور تعمیر مسجد ☆: ۱۹۵۶ء میں آپ کے دل میں حج بیت اللہ شریف کی خواہش پیدا ہوئی تو آپ نے پاسپورٹ بنوایا اور اس کا ذکر اپنے پیر بھائیوں سے کیا تو وہ سب بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد آپ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حج کے لئے درخواست دینے کی اجازت چاہی تو پیرومرشد نے فرمایا صوفی صاحب اپنے گاؤں بدوملہی میں ایک مسجد تعمیر کروا دو۔ بس آپ کا یہی حج ہے۔ آپ نے پیرومرشد کے حکم پر حج کا ارادہ منسوخ کر دیا اور اپنے گاؤں کی مندروالی گلی میں جامع مسجد صابری کے نام سے عظیم الشان مسجد تعمیر کروادی۔ جو کہ آج بھی آپ کی عظیم یادگار اور قیامت تک کے لئے آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔

صاحبزادگان ☆: خداوند کریم نے آپ کو چار صاحبزادے عطا فرمائے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ صاحبزادہ ابوفرید، صاحبزادہ محمد حفیظ، صاحبزادہ صابر شبیر کبیر، صاحبزادہ غلام باقر چشتی صابری جن میں صاحبزادہ ابوالفرید صاحبزادہ محمد حفیظ کا وصال ہو چکا ہے باقی دو صاحبزادے حیات ہیں جن میں سے صاحبزادہ باقر چشتی صابری آج بھی اپنے گاؤں بدوملہی نارووال میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ بحیثیت سجادہ نشین انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے پوتے غلام فرید چشتی صابری بھی سلسلہ کی خدمت میں

مصروف اور بہترین نعت گو شاعر ہیں ان کے کلام کے تین شعر درج ذیل ہیں:

عشق رسول پاک عبادت عظیم ہے مصروف جس میں ہر گھڑی رب کریم ہے

یارب دکھا مجھے بھی چہرۂ والضحیٰ محو نظارہ جس میں اب تک کلیم ہے

اے کشتگان راہ صفا تم کو میرا سلام پیام لائی یہ مدینے سے بادِ نسیم ہے

وصال با کمال ☆: اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ لاہور میں تشریف فرما تھے کہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۸ء بمطابق ۲۸ ذی الحج ۱۳۸۸ھ بروز جمعرات آپ کا وصال با کمال ہو گیا۔ آپ کی وصیت کے مطابق کوٹ خواجہ سعید قبرستان آرائیاں مہر محمد حنیف روڈ لاہور میں آپ کا مزار پُرانوار مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۲۸ ذی الحج کو صاحبزادہ پیر جمیل اختر صابری سجادہ نشین دربار کالے کی منڈی کی زیر سرپرستی اور جناب صوفی محمد اکبر چشتی صابری کی نگرانی میں منایا جاتا ہے۔

آپ کے مریدین میں جناب صوفی محمد اکبر چشتی صابری انتہائی نیک اور شریف وخدمت گار شخص ہیں۔ ریلوے پولیس لاہور میں ملازم ہیں جو سلسلہ عالیہ کی خدمت میں دن ورات مصروف ہیں اپنے بزرگوں اور سلسلہ عالیہ صابریہ سے متعلقہ حضرات کی خدمت کو اپنے لیے فرض عین تصور کرتے ہیں۔ اپنے مرشد اور مرشد کامل کی اولادوں بالخصوص دادا مرشد حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لختِ جگر جناب صاحبزادہ محمد جمیل اختر صابری مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار چشتیہ صابریہ کالے کی منڈی ضلع حافظ آباد کی اور اِس فقیر کی اپنے توفیق وہمت سے بڑھ کے خدمت وعزت کرتے ہیں۔

آج کل اپنے مرشد کے دربار عالیہ کی تعمیر کے سلسلہ میں انتہائی جانفشانی کے ساتھ مصروف عمل ہے۔ خدا ان کو دین ودنیا کی ترقیاں نصیب فرمائے۔ کالیکی منڈی کے سالانہ عرس پر فقیر راقم الحروف کی ملاقات صاحبزادہ جمیل اختر صابری نے کرائی تھی۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت محمد عبداللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: بحر العلوم، واقف اسرار رموز طریقت و معرفت و حقیقت حضرت پیر محمد عبداللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ السالکین ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 10 جنوری 1912ء میں مانک پور شریف میں ہوئی۔ آپ خلیفہ و مرید حضرت سید محمد حسین المعروف پیش امام صاحب دکن حیدر آبادؒ کے تھے۔ جو کہ حضرت سید شاہ محمد ہاشم حسینی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین درگاہ صابری حیدر آباد دکنی کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ وہ مرید خلیفہ سجادہ حضرت شاہ سید محمد معین الدین شاہ خاموش چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے وہ مرید حافظ موسیٰ مانکپوری کے وہ مرید حضرت سید اعظم کے وہ مرید حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی علیہم الرحمۃ کے تھے۔ آپ کو خلافت اپنے پیر و مرشد سے عطا ہوئی تھی مگر کسی کو بیعت نہ فرمایا۔ آپ کے پاس لوگوں کا ہجوم رہتا اور ہر کوئی فیض یاب ہو کر جاتا۔ آپ لوگوں کی امانتیں اپنے پاس رکھنے کی وجہ سے امین مشہور تھے۔

آپ کا شجرہ نسب میاں جی رحیم بخش چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ہوتا ہوا آپ کے جد امجد میاں جی عظیم اللہ چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ سے جا ملتا ہے۔ جو کہ قاضی کے عہدے پر فائز تھے اور حافظ محمد موسیٰ چشتی صابری مانکپوری علیہ الرحمۃ سے بیعت کے بعد ہمہ وقت ان کی خدمت میں رہتے تھے۔

بعد ازاں حافظ صاحبؒ نے میاں عظیم اللہ کی شادی دامن کوہ شواک کے ایک گاؤں ''سیسواں'' میں کر دی۔ اور دامن کوہ میں آباد لوگوں کی اصلاح کی خدمت پر مامور فرمایا۔ یہ خاندان قاضیوں کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔ حضرت محمد عبداللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ انڈیا سے ہجرت کر کے پاکستان آئے اور بھائی پھیرو میں مستقل سکونت اختیار کی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۹ھ بمطابق 10 فروری 1969ء میں ہوا مرقد منورہ بھائی پھیرو میں ہے۔ آپ کی اولاد میں دو صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے حاجی خلیل الرحمٰن قادری چشتی صابری مدظلہ العالی سرکاری محکمہ سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد لاہور ہی میں رہائش پذیر ہیں اور حیات ہیں۔ فقیر آدمی ہیں درویشی کی رمز اور فقر سے آشنا ہیں۔ شاعری کا شوق فرماتے ہیں۔ سادگی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اپنے سلسلہ طریقت کے بزرگوں کی معلومات کا وسیع خزانہ اپنے سینے میں رکھے ہوئے ہیں۔ تقریباً 75 برس کی عمر شریف ہے۔ اور مہمان نوازی کے وصف خاص سے متصف ہیں۔ فقیر راقم الحروف سے جناب صاحبزادہ غلام فرید وارثی کی معرفت شناسائی ہے۔ بڑے ہی کریم الاخلاق شخص ہیں۔

حضرت علامہ پیر سید خلیل احمد کاظمی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : فخر السادات، جامع الحسنات وکمالات، منبع فیوض و برکات، عالم ربانی، مرشد لاثانی حضرت علامہ پیر سید محمد خلیل احمد شاہ کاظمی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت اپنے وقت ممتاز عالم دین اور شیخ طریقت حضرت علامہ پیر سید مختار احمد شاہ کاظمی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر امروہہ ہندوستان میں ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے گھر میں ہی اپنے عظیم والدگرامی شیخ العصر علامہ الدھر حضرت قبلہ پیر سید مختار احمد شاہ کاظمی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی نگرانی وسرپرستی میں ہوئی۔ گھر کے مذہبی ماحول کا آپ پر گہرا اثر تھا جس کی بناپر بہت جلد قابل ترین اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ کر کے علوم متداولہ میں فارغ التحصیل ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆ : آپ اپنے عظیم والدگرامی حضرت پیر سید محمد مختار احمد شاہ کاظمی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعدازاں تکمیل مجاہدات ومنازل سلوک کے اپنے والدگرامی سے ہی سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوکر صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ کے والدگرامی سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شاہ غلام حیدر چشتی صابری امروہی کے مرید وخلیفہ وہ حضرت مولانا سید امانت علی شاہ چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت سید محمد اعظم شاہ روپڑی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت سید محمد سالم روپڑی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت قطب دوراں غوث زماں سید محمد سعید کاظمی المعروف سید میراں بھیکھ چشتی صابری علیہم الرضوان والغفر ان کے تھے۔

سیرت وکردار ☆ : آپ عبادت وریاضت، مجاہدہ وسلوک میں یکتائے روزگار تھے۔ سخاوت وعلم وعمل اخلاق کریمانہ میں بے مثل وبے مثال تھے۔ تمام عمر توکل اور زہد وتقویٰ میں گزاری۔ سنت رسول ﷺ کی سختی سے پابندی فرماتے۔ فرائض واجبات سنن مستجاب اور نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔ پوری زندگی شریعت مصطفیٰ علیہ السلام کی اتباع میں گزاری اور دینی علوم کی اشاعت اور ترویج آپ کا مقصد زندگی رہا ہے۔ آپ کے خاندان کے تمام بزرگوں نے پیری مریدی کو اپنا ذریعہ معاش نہیں بنایا نہ ہی اس پر اکتفا کیا بلکہ دینی علوم کے مراکز قائم کر کے نہ صرف پسماندگی اور خواندگی کو ختم کیا بلکہ اس کے ساتھ عشق رسول ﷺ کی شمع کو لوگوں کے دلوں میں روشن کیا اور اپنی روحانی توجہ سے روحانیت اور عرفان کے دیپ روشن کئے جو تاابد جاری رہیں گے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بحالت روزہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ چھ بجے ہوا۔ مزارپُر انوار امروہہ ضلع مرادآباد یوپی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمانی سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ برادر اصغر و مرید و خلیفہ وشاگرد رشید غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی امروہی چشتی صابری نے ملتان میں اس چراغ کو روشن کئے رکھا اور تقریباً پندرہ سال کے بعد ۲۵ رمضان المبارک ۱۹۸۵ء کو اُن کا بھی وصال باکمال ہوگیا۔ اب ان کے بعد بڑے صاحبزادے علامہ سید مظہر سعید کاظمی صدر جماعت اہل سنت پاکستان اس شمع کو روشن کیے ہوئے ہیں۔ مگر افسوس کے علامہ کاظمی صاحب کے مریدین اپنے نام کے ساتھ سعیدی تو لکھتے ہیں مگر طریقت کے اصل مرکز چشتی صابری ہونا نہیں لکھتے۔ جس سے عوام میں ایک ابہام کی شکل پیدا ہورہی ہے اور دوسرا یہ کہ اہل مرکز کی شناخت ختم ہوتی جارہی ہے۔

نوٹ ☆: حضرت علامہ سید محمد خلیل احمد شاہ کاظمی چشتی صابری امروہوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی اور پیر و مرشد حضرت قبلہ سید محمد مختار احمد شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ اور ان کے پیرومرشد جناب شاہ غلام حیدر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے حالات بڑی کوشش کے باوجود بھی نہ مل سکے۔ فقیر اس سلسلہ میں۔ حضرت علامہ حامد سعید کاظمی مدظلہ کی خدمت میں ملتان شریف حاضر ہوا مگر وہ سفر پر گئے ہوئے تھے ملاقات نہ ہوسکی۔ اس کے علاوہ حضرت صاحبزادہ سید مظہر سعید شاہ کاظمی مدظلہ کو خطوط بھی لکھے مگر جواب ندارد۔ حضرت علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کے مرید حضرت ڈاکٹر الطاف سعیدی صاحب کو بھی منڈی جہانیاں خطوط لکھے متعدد فون کیے انہوں نے بھی بذریعہ فون معذرت کرلی۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شاہ محمد عارف صابری المعروف بھائی جان رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف حقانی، مرشد لاثانی، پیکر ایثار ومحبت، مجسمہ صدق ووفا، گنجینہ مہر ووفا، مرد حقیقت آگاہ، نور نظر مرشد باخدا حضرت شاہ محمد عارف خان چشتی صابری المعروف بھائی جان رحمتہ اللہ علیہ۔

آپ کی ولادت باسعادت ماہ ذالحج ۱۳۳۸ھ بمطابق ۵ ستمبر ۱۹۱۹ء بروز جمعتہ المبارک یوم عرفہ کو راجہ محمد غزن خان نوشاہی مرحوم کے گھر خطہ پوٹھوار کے مردم خیز علاقہ قصبہ بیول ڈھوک بدھال داخلی میں ہوئی۔

آپ کے والد گرامی راجہ غزن خان سلسلہ عالیہ نوشاہیہ قادریہ میں بیعت تھے اور انتہائی درجہ کے نیک متقی و پرہیزگار، عابد وزاہد، پابند صوم وصلوٰۃ بزرگ تھے۔ آپ کا نسبی تعلق قطب شاہی اعوان قبیلہ سے ہے جنہیں سادات کرام کے عون یعنی مددگار اور دست راست ہونے کا شرف حاصل ہے۔

کتب تواریخ کے مطابق قطب شاہی اعوان قبیلہ کے افراد بھی حضرت مولائے کائنات علی المرتضٰی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی غیر فاطمی اولاد ہیں۔ چونکہ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت خاتون جنت کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کی تھی حضرت خاتون جنت کے وصال باکمال ۱۱ھ کے بعد جو دیگر شادیاں کیں تھیں ان میں سے ہونے والے ایک بیٹے حضرت عون کی اولاد قطب شاہی اعوان کہلائی۔

آپ کا بچپن اور والدہ محترمہ کی تربیت وشفقت ☆: آپ کی والدہ ماجدہ کا تعلق حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمتہ کے خانوادے سے تھا جو کہ انتہائی نیک پارسا اور متقی اور ولیہ خاتون تھیں۔ حالت تقویٰ یہ تھی کہ آپ فرماتی تھیں کہ جس عورت کا لباس کسی غیر مرد کے ہاتھ میں اگرچہ دھونے کی غرض سے ہی کیوں نہ گیا ہو۔ اس کا پردہ کہاں رہا۔ آپ ہمیشہ باوضو رہتیں حتیٰ کہ بچوں کو دودھ بھی باوضو ہو کر پلاتیں۔ گھر کا کام کاج اور کھانا بھی باوضو پکاتیں۔ گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر محلے کے بچوں کو قرآن کریم پڑھاتیں۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حد درجہ عقیدت رکھتی تھیں۔ اور ہر ماہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ہدیہ اور نذر ونیاز پیش کرتی تھیں۔ ایسی ولیہ ماں کے بطن مبارک سے آپ نے جنم لیا اور انہوں نے ہی آپ کی تربیت اپنے ہاتھوں سے کی۔ والدہ محترمہ اکثر گود میں لے کر فرماتی کہ عارف تو میرا سائیں بیٹا ہے۔ گھر سے کبھی اکیلے آپ کو نکلنے نہ دیتیں۔ جب آپ کو اسکول بھیجتیں تو سر پر پگڑی باندھ کر ایک ملازم کے ہاتھ آپ کو سکول روانہ کرتیں۔ آپ کو بازار کی بنی ہوئی

چیزیں نہ کھانے دیتیں بلکہ آپ جس چیز کی تمنا فرماتے والدہ گھر میں ہی تیار کر کے دیتیں۔

آپ کی والدہ محترمہ کی یہ مخصوص عادت تھی کہ جہاں کہیں کسی اللہ کے نیک بندے کے آنے کی خبر ملتی آپ کو تیار کر کے ملازم کے ہمراہ اس بزرگ کی محفل میں بھیج دیتیں۔ ایک روز ایسی ہی کسی محفل سے آپ باچشم تر واپس تشریف لائے۔ والدہ نے پوچھا بیٹا کیا بات ہے کہ آنکھیں پُرنم ہیں تو آپ نے والدہ سے عرض کیا ان بزرگوں کی دین کی باتیں اتنی پُر اثر تھیں کہ مجھ پر رقت طاری ہوگئی۔ آپ کی والدہ محترمہ نے ایک نیا جوڑا کپڑا اور کچھ نقدی نذرانے کے طور پر ان بزرگ کو بھجوائی اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ حضرت ہم لوگ آپ کے مشکور ہیں کہ آپ کے فیضان نظر و محبت سے ہمارے بیٹے کے قلب میں گداز پیدا ہوا اور وہ آپ کی محفل سے آنسوؤں کی نعمت لے کر آیا۔

ابھی آپ کی عمر عزیز تقریباً ساڑھے بارہ برس کی تھی کہ شفیق والدہ ۱۹۳۲ء میں اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔ جس کا آپ کے دل میں انتہائی صدمہ ہوا کہ ولیہ کاملہ عارفہ والدہ کی جدائی کا صدمہ نصیب ہوا۔ وصال کے بعد اکثر و بیشتر والدہ ماجدہ آپ سے بذریعہ خواب ملاقات فرماتیں اور آپ کو مختلف معاملات بتاتیں اور جو جو امانتیں اہل محلہ کی ان کے پاس تھیں وہ آپ کو بتاتیں کہ فلاں جگہ پر اتنا زیور پڑا ہے وہ محلے کی فلاں عورت کا ہے۔ فلاں مقام پر گھر میں اتنے روپے نقدی پڑی ہیں وہ فلاں کے ہیں۔ آپ اپنے والد گرامی کو بتاتے وہ بذات خود امانتیں اہل محلہ میں تقسیم کرتے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ روحانی طور پر بھی آپ کو بہت سے راز سے باخبر کرتی رہیں مگر چونکہ آپ کا بچپن تھا اس لئے عام لوگوں کو بھی وہ خاص بتا دیتے بالآخر ایک دن والدہ نے فرمایا کہ بیٹا جن رازوں سے میں تمہیں آگاہ کرتی ہوں وہ عام لوگوں تک پہنچانے کی باتیں نہیں مگر تم بات بتا دیتے ہو لہٰذا آج کے بعد نہیں بتاؤں گی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے میاں اس فقیر کو بارگاہ رب العزت سے جو کچھ بھی عطا ہوا ہے وہ بیشتر میری والدہ ماجدہ کی ہی دعاؤں کا اثر ہے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہیں سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز اور صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ کے مرشد کا آپ کے بارے میں اظہار خیال ☆: آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کے بارے میں ایک مرتبہ فرمایا کہ ''مکھن تو لے گئے میاں عارف'' اب تو چھاج باقی ہے یہ بھی کوئی نصیب والا ہی لے گا۔ ایک مرتبہ دوران گفتگو فرمایا کہ جو کچھ اس فقیر نے دینا تھا وہ میاں عارف کو دے دیا۔ نہ ایسا لینے والا آئے گا نہ ہی ایسا دینے والا آئے گا۔ پھر ایک دفعہ رنج و الم اور اظہار مسرت کے ملے جلے جذبات میں فرمایا کہ ''طریقت پر حسن بیان تو میاں عارف پر ختم ہو گیا'' یہ آپ کے پیر و مرشد کا اپنے مرید بلکہ مراد کے بارے میں محبت بھرا خیال نہیں تھا بلکہ بڑے بڑے علماء فضلا آپ کی محفل میں بیٹھ کر محظوظ ہوتے اور آپ کے حسن بیان کی داد دیتے۔ بڑے بڑے چوٹی کے مناظر اور دہریئے آپ کی محفل میں آتے شکوک و شبہات کا اظہار کرتے لیکن جواب باصواب پا کر خاموش ہی نہیں بلکہ دنگ رہ جاتے۔ آپ علم کا بحر بے کنار اور استدلال کے بادشاہ تھے۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی درجہ کے نیک متقی و پرہیزگار، عالم باعمل، پابند شریعت و طریقت اور واقف اسرار حقیقت و

رموز معرفت سے آشنا تھے۔ آپ جب محفل میں شریعت وطریقت کے موضوع پر گفتگو فرماتے تو اسرار حقیقت ومعرفت کے ایسے ایسے رموز ونکات بیان فرمادیتے کے سننے والوں کی عقل دنگ رہ جاتی۔ آپ کا قلب وروح سوز وگداز اور کیف وسرور سے بھرپور تھا۔

بزرگان دین سے آپ کو محبت ☆: یوں تو تمامی اولیائے کاملین اور بزرگان دین سے آپ کو دلی محبت وعقیدت تھی مگر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی السید نا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی، حضرت شہنشاہ ولایت عطائے رسول حضرت خواجہ غریب النواز سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری، حضرت قطب الاقطاب، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی، حضرت زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین بابا فریدالدین مسعود گنج شکر، سلطان الاولیاء، بادشاہ دوجہاں حضرت مخدوم پاک سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابری کلیری اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زر بخت رحمتہ اللہ علیہم اجمعین سے حد درجہ عقیدت ومحبت تھی۔ بات بات میں ان بزرگان دین کے اقوال بیان فرماتے۔

آپ کے ملفوظات وارشادات ☆: آپ اکثر فرمایا کرتے تھے میاں اللہ کریم سے محبت کرنی ہے تو اس کی مخلوق سے محبت کرنا سیکھ لو بشرطیکہ ایسی محبت جو بے غرض اور بے ریا ہو۔

نمبر۲ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کا تو پہلا سبق یہی ہے کہ دشمن سے بھی دوست کی طرح محبت کرو اس کی بھی بھلائی اور خیر خواہی کی کوشش کرو۔ لیکن انتقام لینے کی کبھی کوشش نہ کرنا۔ یہ تو ایک کمزوری ہے۔ آپ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے ان ارشادات پر بہت زور دیتے کہ دیکھو اگر کوئی تمہارے راستے میں کانٹا رکھے اور تم جواباً کانٹے رکھو تو چہار سو کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے۔ بہتر یہی ہے کہ اپنی راہ سے کانٹے تو چن لو لیکن دوسروں کو کبھی دکھ نہ دو۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ مخالفین کا برا کرنا تو برا ہے ہی۔ ان کا برا چاہنا اور بھی برا ہے۔ اچھوں سے اچھا سلوک تو ہر کوئی کرلے گا۔ کمال تو یہ ہے کہ بروں سے بھی اچھا سلوک کیا جائے۔

نمبر۴ ☆: آپ اکثر فرمایا کرتے تھے میاں اگر اپنے دشمن کے لئے بھی پوری دل سوزی اور دردمندی کے ساتھ اس کی بھلائی کے لئے دعا نہ کرو گے تو تمہیں فقر کے کوچہ کی ہوا بھی نہ لگے گی۔ اگر فقیر ایسا نہیں کرے گا تو پھر عام دنیا دار انسان اور درویش میں کیا فرق رہ گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۶ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ بمطابق ۱۲ جنوری ۱۹۷۳ء کو ۵۴ برس کی عمر عزیز میں ہوا۔ مزار پُرانوار اسلام آباد کے معروف قبرستان میں آپ کے والد گرامی جناب راجہ محمد غزن خان قادری نوشاہی کے دائیں جانب مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اطمینان قلب حاصل کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا سید جمیل احمد کاظمی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، دلبند رسول، معدن گنجینہ علوم لدنی، صاحب کشف و کرامات، حضرت مولانا پیر سید جمیل احمد شاہ کاظمی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ممتاز عالم دین شیخ العصر حضرت مولانا سید مختار احمد کاظمی کے علمی و روحانی گھر امروہہ (یوپی، انڈیا) میں تولد ہوئے۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے تعلیم کا آغاز اپنے گھر سے والد ماجد سے کیا۔ حفظ قرآن اور علم کی تحصیل کے لئے مدرسہ عالیہ رامپور (انڈیا) کا انتخاب کیا۔ وہیں حافظ عبدالعزیز سے قرآن حکیم حفظ کیا۔

بیعت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے برادر اکبر شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا سید خلیل احمد کاظمی محدث امروہہ رحمتہ اللہ علیہ سے دست بیعت تھے۔ آپ غزالی زمان، کشور ولایت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ کے حقیقی بھائی ہیں۔

اولاد ☆: آپ کی کل اولاد چھ تھیں۔ جن میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ صاحبزادگان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

سفر حرمین شریفین ☆: ۱۹۶۰ء کو حج بیت اللہ اور مدینہ منورہ میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کی سعادت حاصل کی۔

امامت و خطابت ☆: آپ نے تقریباً ساٹھ سال امامت و خطابت کے ذریعے اسلام وسنیت کی خدمت سرانجام دی، بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ مستقیم پر لگایا۔ ان میں امروہہ، رام پور، کانپور اور کراچی (پاکستان) کی متعدد مساجد آ جاتی ہیں۔

تلامذہ ☆: آپ کے بعض شاگردوں کے نام درج ذیل ہیں: (۱) صاحبزادہ حافظ سید حسین احمد کاظمی۔ (۲) حافظ سید جمال احمد۔ (۳) حافظ انشاء احمد۔ (۴) حافظ ڈاکٹر عبدالحمید ایم بی بی ایس۔ (۵) حافظ سرفراز۔

عادات و خصائل ☆: آپ سادہ مزاج اخلاق و مروت کے پیکر تھے۔ نام نمود کے سخت مخالف تھے۔ آپ نے ہر کام اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کیلئے کیا۔ آپ نے کراچی میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو بہت فروغ دیا، بہت سے افراد نے آپ سے روحانی طور پر استفادہ کیا۔

وصال باکمال ☆: حافظ حاجی سید جمیل احمد کاظمی نے ۴ مارچ ۱۹۷۳ء/صفر ۱۳۹۳ھ بروز اتوار جناح ہسپتال کراچی میں انتقال کیا۔ آپ کے بیٹے حافظ سید حسین احمد کاظمی نے نماز جنازہ کی امامت کے فرائض انجام دیئے۔ سخی حسن قبرستان (نارتھ ناظم آباد) کراچی میں آپ کی مرقد منورہ مرجع خاص و عام ہے۔ (بشکریہ، تذکرہ انوار علمائے اہلسنت سندھ)

حضرت بابا رحمت علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قمری شاخ سار احدیت، بلبل مرغزار صمدیت، فائز کمالات الفقر فخری، صاحب کشف وکرامات وکمال حضرت بابا رحمت علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ فرد حقیقت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۰۲ء بمقام ہردو تھلہ شریف تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور انڈیا میں راجپوت قوم کی ایک گوت کروڑا منہاس کے ایک زمیندار شخص جناب میاں نتھا کے گھر ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد جموں کے رہنے والے تھے۔ حالات ناساز گار ہونے کی بنا پر ہجرت کر کے موضع کروڑا وڈالہ دامن کوہ شوالک میں آ کر سکونت پذیر ہوئے۔ وہاں بھی حالات دگرگوں رہے اور قسمت نے بارآوری نہ کی تو وہاں سے ہجرت کر کے موضع ہردو تھلہ ضلع ہوشیار پور تشریف لا کر قیام پذیر ہو کر اپنا آبائی پیشہ زمینداری اختیار کیا۔ ملک خالصہ حکمرانوں کے دور میں لگان کی زیادتی کی بنا پر پیداوار کم اور لگان زیادہ کا معاملہ آڑے آیا۔ بالآخر محنت ومزدوری شروع کر دی۔

اِدھر ملک میں قحط سالی کا ایک طویل دور گزرا جو کہ بیس برس کی مدت پر محیط تھا۔ محنت ومزدوری سے اہل خانہ کو پالنا انتہائی کٹھن اور مشکل مرحلہ تھا۔ مگر آپ نے ہمت سے کام لیتے ہوئے محنت جاری رکھی۔

جب آپ نے ہوش سنبھالا تو والد گرامی میاں نتھا کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ جس کی وجہ سے گھر کا تمام بوجھ ایک بھائی اور تین بہنوں کی پرورش کی ذمہ داری آپ پر آ گئی جس کو آپ نے بحسن وخوبی انجام دیا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کیا۔ مجاہدات ومنازل سلوک کی تکمیل کے بعد اپنے پیرومرشد کے باطنی فیوض وبرکات سے مالا مال ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: مرشد کامل کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کے بعد آپ نے خدا پر توکل کرتے ہوئے اپنے گاؤں میں کھیتی باڑی کا آغاز کیا۔ تو خداوند کریم نے پیرومرشد کے طفیل اس روزی میں ایسی برکت پیدا کی کہ گھر کا گزر بسر بخوبی انجام پانے لگا۔ بہن بھائیوں کی کفالت اور گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ آپ نے مرشد کامل کے بتائے ہوئے اوراد ووظائف اور معمولات کے ساتھ ساتھ نماز پنجگانہ، تہجد اور دیگر نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے رہے۔ نماز پنجگانہ ہمیشہ باجماعت ادا فرماتے تھے۔ رات کو نماز تہجد کے بعد طلوع آفتاب تک عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ دن میں اپنے دنیاوی کاموں میں مصروف رہ کر ذکر وفکر اور بعد ازاں اپنے معمولات کو بروقت ادا فرماتے تھے۔ تھکاوٹ نام کی چیز کبھی محسوس ہی نہیں کی۔

اولاد وامجاد☆: آپ کو خداوند کریم نے پانچ بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا تھا۔ آپ کی ایک صاحبزادی کا انتقال ۴ مئی ۱۹۸۴ء کو ہوا۔ آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ محمد دیوان صابری علیہ الرحمۃ نے آپ سے ایک دن فرمایا کہ رحمت علی اپنے بڑے بیٹے محمد طفیل کو لڑکوں میں نہ بیٹھنے دینا بلکہ ان کو پیشہ خیاطی سکھا اور کسی اچھے استاد کا شاگرد بناؤ فرمان مرشد کے مطابق آپ کے صاحبزادے محمد طفیل نے اس کام کو بہت جلد پایہ تکمیل پر پہنچایا۔ اور مہارت تامہ حاصل کر کے ۱۹۴۴ء میں شملہ چلے گئے اور وہاں ملٹری کے ایک ٹھیکیدار کے پاس ملازمت اختیار کر کے اپنے کام میں مزید مہارت حاصل کی۔ دوسرے صاحبزادے میاں عطاء اللہ ساگر وارثی علیہ الرحمۃ کے بارے میں مرشد نے فرمایا کہ اِن کو اعلیٰ تعلیم دلواؤ۔ خاندان کے بچوں کا زیور تعلیم سے آراستہ ہونا بہت ضروری ہے۔ اسی طرح بالترتیب دیگر صاحبزادگان کو بھی سکول میں داخل کرا دیا گیا۔

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے پاکستان کے معروف شہر گوجرانوالہ کے نواح میں اروپ شریف تشریف لے آئے اور بچوں کی تعلیم وتربیت مکمل کی۔ حضور مخدوم پاک اور آپ کے پیرومرشد کا صدقہ خدا کے فضل وکرم سے تمام بچے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔

آپ کے بڑے سے چھوٹے صاحبزادے فیض محمد کا مرض طاعون میں انتقال ہو گیا تھا۔ آپ کے صاحبزادے میاں عطاء اللہ ساگر سلسلہ عالیہ وارثیہ سے منسلک اور وابستہ ہیں بڑے ہی صاحب ذوق اورشوق اور درد رکھنے والے اور عظیم لکھاری اور عارفانہ کلام کے بہترین عمدہ اور پختہ شاعر ہوئے ہیں۔ ان کی تصنیفات میں خیرالوارثین، تذکرہ مشائخ ہوشیار پور محبوب الوارثین تذکرہ شعرائے وارثیہ زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں جبکہ انوارالوارثین کی کتابت ہو چکی ہے مگر چھپ نہ سکی۔ اور آپ کی زندگی نے وفا نہ کی اسے چھاپے بغیر ہی ۷ فروری ۲۰۰۰ء کو وصال ہو گیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۲۲ ذیعقد ۱۳۹۴ھ بمطابق ۱۹۷۴ء بروز اتوار بوقت عصر ہوا۔ مزار پُرانوار اُروپ شریف تحصیل وضلع گوجرانوالہ میں مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

منقبت درشان
حضور فیض الملت حضرت حافظ فیض محمد صابری الحسینی رحمتہ اللہ علیہ

گلستاں کی فضاؤں میں نہ جنگل کی ہواؤں میں
میرے حافظ میں رہتا ہوں تیری یادوں کے گاؤں میں

عجب خوش کن مہک ہے تیرے کوچے کی ہواؤں میں
میرے حافظ میں بیٹھا ہوں تیری رحمت کی چھاؤں میں

مہ خورشید و اختر مانگتے ہیں روشنی تجھ سے
زہے خوبی کہ میں بھی ہوں تیرے در کے گداؤں میں

میرے حافظ تیرے مرشد کا سایہ ہے میرے سر پر
بسر رہا ہے میں بیٹھا ہوں گھنے برگد کی چھاؤں میں

یونہی آرام سے عاقل گذر جائے تو اچھا ہے
حیات چند روزہ دامن حافظ کی چھاؤں میں

ازقلم: عاقل کاظمی، اسلام آباد

حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: نمونہ سلف صالحین' قدوۃ السالکین' حافظ القرآن شیخ الحدیث والتفسیر عالم ربانی شیخ طریقت حضور فیض الملت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ حافظ آیات کلام ربانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت موضع بچیٹی تحصیل دیو بند روڑ کی روڈ ضلع سہارنپور میں جناب چوہدری رحمت اللہ کے گھر میں ہوئی۔

آپ کے والد گرامی کا نام محمد رحمت اللہ تھا جو کہ ایک نیک سیرت اور سادہ طبیعت بزرگ تھے۔ زمینداری آپ کا خاندانی مشغلہ تھا۔ قوم سے سروہی راجپوت تھے۔ گھر کے مذہبی ماحول کی وجہ سے آپ کو آپ کے گاؤں بچیٹی کے ساتھ کھجوری میں قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں داخل کرا دیا گیا اور بہترین صلاحیت اور ذہانت کی وجہ سے جلد ہی قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد دارالعلوم دیو بند جو کہ آپ کے گاؤں سے ۱۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے میں علوم دینیہ کے حصول کے لئے داخل ہو گئے۔ بہترین اساتذہ کی نگرانی میں آپ علوم دینیہ اور دورۂ تفسیر قرآن کریم اور دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد سند حدیث حاصل کر کے واپس اپنے گھر آ گئے۔

آپ چونکہ اپنے والد گرامی کے اکلوتے بیٹے تھے۔ گھر میں زمینداری کا نظام بہت وسیع تھا جو کہ والد گرامی کے اوپر کافی بوجھ تھا۔ آپ نے تعلیم ظاہری سے فراغت کے بعد والد گرامی کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ اور زمینداری میں مصروف ہو گئے۔ مگر دل میں ایک آگ سی تھی جو مسلسل بھڑک رہی تھی جس کی وجہ سے آپ کا دل زمینداری اور گھر میں نہ لگتا۔

کلیر شریف میں سلطان الاولیاء مخدوم العلمین حضرت سیّدنا مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک شروع ہوا تو آپ کے دل میں خیال گذرا کہ مخدوم پاک کے دربار میں حاضری دی جائے کلیئر شریف آپ کے گاؤں سے بارہ کوس کے فاصلے پر تھا۔ آپ گھر سے نکلے اور حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کے دربار میں پہنچے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ کے گھر کا ماحول مذہبی ضرور تھا مگر اہل خاندان کی اکثریت دیو بندی ذہن کی تھی جو کہ عرس وغیرہ میں شرکت کو ناجائز تصور کرتے تھے۔ مگر چونکہ عشق کی آگ تھی جو کہ آپ کو حق کی طرف بلا رہی تھی اس لئے آپ کلیئر شریف پہنچے دل میں خیال وہی تھا جو کہ گھریلو ماحول کے مطابق مگر عشق تھا کہ سوئے دربار صابر کی طرف کھینچے لے جا رہا تھا۔ حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ عجیب وغریب کیفیت میں بارگاہ صابر کی حاضری سے

فارغ ہوئے تو گولر کے درخت کے نیچے ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو سمجھ گئے کہ گوہر مقصود ہاتھ آ گیا ہے۔ وہ بزرگ جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکنی تھا۔ آپ اُن کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ مرشد کامل نے بیعت کرنے کے بعد سلسلہ طریقت میں آپ کا نام فیض الدین رکھا، اس کے بعد چند اوراد و اذکار سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بتائے اور ایک کتاب اخلاق صابری فی عرفان باری جو کہ ان کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی تھی، آپ کو عنایت فرمائی اور نماز و روزہ و شریعت و طریقت کی پابندی کا حکم دیا۔

نوٹ ☆: کتاب مذکورہ اخلاق صابری فی عرفان باری فقیر راقم الحروف کو قبلہ والد گرامی کے ترکہ میں ملی ہے جو کہ آج بھی فقیر کے کتب خانے میں موجود ہے۔ یہ قدیمی نسخہ جدید انداز اور کمپیوٹر کتابت کروا کر فقیر راقم الحروف نے اپنے دوستوں کی معاونت سے 2009ء میں اہل علم اور اہل سلسلہ تک پہنچا دی گی ہے۔

آپ نے اپنے مُرشد کے بتائے ہوئے اذکار و اشغال پر سختی سے محنت کی۔ دنیاداری اور زمینداری سے کنارہ کش ہو کر یاد خدا میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے مُرشد نے روحانی طور پر آپ کی بہت دستگیری کی اور آپ کو سلوک کی منزلیں طے کرائیں۔ خلافت و اجازت سے نواز کر مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کا فریضہ سونپا جو کہ آپ نے بخوبی انجام دیا۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی نیک متقی پرہیزگار تھے۔ نماز پنجگانہ تا دم آخر کبھی قضا نہ کی تہجد کے علاوہ دیگر نوافل اوابین اشتراق چاشت، آپکا معمول تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت سے بہت مسرور ہوتے تھے۔ تمام زندگی بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک پڑھاتے رہے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے آپ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔

آپ نے تمام زندگی مسجد کی امامت و خطابت کی لیکن کبھی بھی تنخواہ نہ لی۔ فی سبیل اللہ، اللہ کی رضا کی خاطر دین کی خدمت کرتے رہے۔ اپنے بچوں کے لئے صبح سے دوپہر تک کاروبار کر کے روزی کما کر اُن کا پیٹ پالتے تھے۔

آپ بڑے ہی بلند اخلاق اور روادار وضع دار شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے دروازے پر آنے والوں کو کبھی بھی مایوس نہ لوٹاتے تھے۔ اور نہ ہی کسی کا دل دکھاتے آپ ذکر خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ خدا کی مخلوق کی بھی بہت خدمت کرتے تھے۔ اپنے سے متعلقہ حضرات اپنے ملنے جلنے والوں کے گھریلو کام کاج میں ان کا ہاتھ بتاتے اور اُن کے اقتصادی اور معاشی معاملات کا حل بھی نکالتے۔ محلے یا علاقہ میں کبھی دو شخص لڑ پڑتے تو آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور پوری کوشش کر کے ان کے درمیان جھگڑا ختم کراتے آپ شریعت و طریقت کے ماہتاب و آفتاب تھے۔

امامت و خطابت کا آغاز ☆: پیر دستگیر حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ کا دل زمینداری جاگیرداری اور دنیاداری سے ہٹ گیا تھا۔ آپ نے اپنے علاقے اور گھر بار کو خیر باد کہہ کر قصبہ ببیال ضلع انبالہ کے مشہور قصبہ کی جامع مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سر انجام دینے لگے اور یاد خدا میں مشغول ہو گئے۔ کافی عرصہ قصبہ ببیال میں قیام کیا۔ اور سینکڑوں کی تعداد میں بچوں اور بچیوں کو زیور قرآن کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ قیام ببیال

کے زمانہ میں آپ سے قرآن کریم کی تعلیم کا فیض حاصل کرنے والے چند افراد ایسے بھی ہیں جو بعد میں اپنے زمانے کے ولی کامل ہوئے۔ ان میں سے قیام پاکستان کے بعد ملتان میں مقیم ہونے والے حضرت پیر فقیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار ملتان میں ہے اور پیر صوفی فرزند علی صابری جو کہ صابری بسیرا باغ محلہ جہلم شہر میں مقیم رہے اور بعد از وصال ان کا مزار حضرت سلیمان پارس کے مزار کے قریب ہی دریائے جہلم کے کنارے جہلم میں واقع ہے اور صوفی غلام محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ ملت آباد سرگودھا کے رہنے والے تھے اور وہیں ان کا وصال ہوا۔

اسی طرح ایک بزرگ محمد سلیمان جو کہ ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے بڑے ہی نیک متقی و پرہیزگار تھے آپ کے وصال کے بعد راقم الحروف کے پاس تعزیت کے لئے آئے بعد ازاں آپ کے پہلے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر فقیر راقم الحروف نے حضرت قمر المشائخ حافظ قمر الدین صابری رحمتہ اللہ علیہ صوفی فرزند علی صابری علیہ الرحمۃ پیر سیّد دلدار حسین گیلانی، حافظ محمد یامین صابری رحمتہ اللہ علیہ، سیّد مظہر علی شاہ، صوفی محمد بلال وارثی علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں ان کو قبلہ والد بزرگوار کی طرف سے دستار خلافت اور اجازت بیعت دی تھی جو کہ تا حال اپنے مشن میں مصروف ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی چند حضرات آپ ہی کی تربیت کی بدولت اپنے زمانے کے شیخ کامل بنے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے قرآن کریم حفظ بھی کیا جو سرگودھا شہر ملت آباد میں مقیم رہے۔ ایک کے سوا تمام کا انتقال ہو گیا ہے۔

بیال سے انبالہ چھاؤنی میں قیام ☆: قصبہ بیال سے آپ انبالہ چھاؤنی گوشت مارکیٹ کی مسجد میں شیخ نظام الدین آڑھتی کی معرفت خطیب و امام مقرر ہوئے اور زندگی کا بہت طویل عرصہ وہاں پر گزارا اور مخلوق خدا کو رشد و ہدایت دیتے رہے۔

تحریک خلافت شروع ہوئی تو آپ نے بھی اکابرین ملت کے شانہ بشانہ کام کیا اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تحریک خلافت کی کامیابی کے بعد ۱۹۴۰ میں مسلم لیگ میں شامل ہو کر تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔

پاکستان کی جانب ہجرت ☆: تحریک پاکستان کی کامیابی اور تقسیم ہند کے بعد آپ نے اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ پاکستان آنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ کے برادر اصغر چوہدری مشتاق احمد سروہی جو اپنے گاؤں کے پردھان تھے انہوں نے ایک سکھ فوجی کو پیسوں کا لالچ دیا کہ میرے بھائی انبالہ چھاؤنی کی گوشت مارکیٹ میں خطیب و امام ہیں۔ کسی طرح ان کو ہمارے پاس گھر پہنچا دیں تو ہم پانچ سو روپے دے دیں گے۔ جب وہ فوجی سکھ آپ کو لینے کی غرض سے انبالہ چھاؤنی گوشت مارکیٹ کی مسجد میں پہنچا تو آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرا جینا مرنا ان لوگوں کے ساتھ ہے۔ جنہوں نے مجھ سے نام خدا سیکھا ہے اور ہر طرح سے میرا خیال بھی رکھا۔ لہٰذا میرے برادران سے کہہ دو کہ جاگیر اور زمیندارا تمہیں مبارک ہو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ میں اب واپس گھر نہیں جاؤں گا۔ بلکہ جن لوگوں میں زندگی کا طویل عرصہ گذرا ہے۔ جو کہ لوجہ اللہ ہے۔ اب میرا جینا مرنا بھی انہیں کے ساتھ ہو گا۔ اس کے بعد آپ اپنے مقتدیوں اور عقیدت مندان کے ہمراہ انبالہ چھاؤنی انڈیا سے جھنگی محلہ راولپنڈی پاکستان میں تشریف لے آئے۔

جھنگی محلہ راولپنڈی پاکستان میں تبلیغی خدمات ☆: ۱۹۴۷ء میں اپنے عقیدت مندان کے ہمراہ ہندوستان سے

ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے تو جھنگی محلہ راولپنڈی میں تشریف لا کر مستقل قیام پذیر ہوئے اور ایک مندر کا تالہ توڑ کر اپنے مقتدیوں کے ہمراہ اسے بتوں سے پاک کیا اور اسے مسجد قرار دے کر اس کا نام رحمانی مسجد رکھا اور اس میں پہلی آذان خود پڑھی کچھ عرصہ کے بعد مسجد کی محراب و منبر کی تعمیر کا کام مکمل کر کے باقاعدہ مسجد کی شکل بنادی اور پھر بعد میں محکمہ اوقاف سے قیمت لگوا کر اس کو مسجد کے نام باقاعدہ الاٹ کرادیا اور اس میں ایک دینی مدرسہ بنام "مدرسہ تجوید القرآن" قائم کیا۔ مدرسہ قائم ہونا تھا کہ طلباء اور طالبات کی ایک بہت بڑی تعداد جمع ہوگئی۔ تقریباً ۲۵۰ بچے بچیاں داخل ہوئیں اور تادم آخر یہ مدرسہ اس طرح چلتا رہا اور اس میں داخل ہونے والے ہزاروں تشنگان علوم قرآنیہ اس سرچشمہ فیض سے سیراب ہوئے۔

نوٹ ☆: آپ کا قائم کردہ یہ دینی مدرسہ آج بھی اسی طرح قائم ہے اور خدمت قرآن کا فیض آج بھی جاری ہے جو کہ آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔ آپ نے نصف صدی سے زیادہ دین متین کی خدمت کی جس کے نتیجہ میں ایک محتاط اندازے کے مطابق برصغیر پاک و ہند میں تقریباً دس ہزار کے قریب بچے بچیوں نے قرآن کریم پڑھا جن میں بہت سے افراد حافظ قرآن ہوئے۔ جن میں حاجی حافظ مہر دین سرگودھا میں آج بھی تادم تحریر بقید حیات ہیں۔

آپ کے ہم عصر علماء اور مشائخ عظام ☆

: آپ کے ہم عصر علماء اور مشائخ میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری (مرحوم) حضرت مولانا سید انعام اللہ شاہ انبالوی چشتی صابری مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری سابق ڈسٹرکٹ خطیب راولپنڈی مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند جو کہ آپ کے قریبی عزیز اور رشتہ دار بھی تھے۔ مولانا عبدالحکیم سابق ایم۔ این۔ اے مہتمم جامعہ فرقانیہ کوہاٹی بازار راولپنڈی پیر طریقت صوفی محمد صدیق چشتی صابری کالے کی منڈی ضلع حافظ آباد و پیر طریقت صوفی فرزند علی چشتی صابری جہلم والے پیر طریقت صوفی فقیر محمد چشتی صابری ملتان والے حضرت خواجہ پیر فقیر محمد نقشبندی خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی جن کا مزار شجاع آباد ضلع ملتان میں ہے۔ علیہم الرحمۃ والرضوان والغفر ان کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

نوٹ ☆: فقیر راقم الحروف نے حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ریواڑی انڈیا کے رہنے والے تھے اور تمام عمر شجاع آباد ملتان میں گزاری ہے کی بار ہا زیارت کی۔ راقم الحروف کا بچپن تھا اور ناظرہ قرآن کی تعلیم کا زمانہ تھا کہ اس وقت آپ خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ شجاع آبادی کی عمر شریف تقریباً 80 برس سے زیادہ تھی قبلہ والد گرامی کے پاس عرس موہڑہ شریف کے موقع پر دو روز قیام فرماتے اور فقیر کو گود میں بٹھا کر پیار کرتے اور سرپرست شفقت رکھتے تھے۔ پیر طریقت علامۃ الدھر سید حسین الدین شاہ صاحب چشتی نظامی مہتمم اعلیٰ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی، خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب جن کا مزار پر انوار سلطان پور تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں ہے، مولانا حافظ محمد اقبال چشتی ناظم اعلیٰ جامعہ مہریہ رتہ امرال، شیر پنجاب حضرت علامہ مولانا محمد اورنگزیب قادری مرحوم خطیب جامع مسجد قاسم آباد راولپنڈی عاشق رسول حضرت علامہ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب مرحوم میلاد نگر ڈھوک رتہ راولپنڈی علامہ حافظ محمد یعقوب نقشبندی راولپنڈی پیر طریقت حافظ محمد یامین چشتی صابری جن کا مزار اسلام آباد کے بڑے قبرستان میں ہے۔ پیر طریقت حضرت سید عبدالخالق شاہ چشتی صابری جن کا مزار گلالی پور شریف فیصل آباد میں ہے پیر طریقت حضرت خواجہ صوفی عبدالحکیم چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا

مزار منڈی فاروق آباد ضلع شیخو پورہ میں مرجع انام ہے۔ ہر دو حضرات آپ کے پیر بھائی اور حضرت شاہ غلام حسین شاہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ پیر طریقت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہم الرحمۃ والرضوان والمغفر ان جن کا مزار موہڑہ چھپر غوث اعظم روڈ راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔

نوٹ ☆: آپ حضرت شاہ خاموش سرکار کے سلسلہ عالیہ سے وابستہ ہیں۔ حضرت شاہ خاموش سرکار کے خلیفہ حضرت سید مظہر علی شاہ احمد آبادی ثمہ میرٹھی اور دوسرے خلیفہ وسجادہ نشین حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری تھے۔

حضرت سید مظہر علی شاہ کے خلیفہ صوفی اللہ دیا شاہ میرٹھی تھے اور ہاشم حسینی صابری کے خلیفہ پیر سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آبادوکنی تھے۔ حضرت اللہ دیا شاہ کے خلیفہ حافظ قمر الدین چشتی صابری اور حضرت شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آبادوکنی کے خلیفہ مجاز حافظ فیض محمد چشتی صابری تھے۔ اس طرح دو واسطوں کے بعد آپ دونوں پیر بھائی تھے۔ دونوں میں قدرے پیار و محبت کی فضا تھی۔ ایک دوسرے کا احترام ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا ایک دوسرے کی مجالس ومحافل میں شرکت حتی کہ حضرت شاہ خاموش سرکار کا سالانہ عرس پاک منعقدہ ۴ ذیقعد کو آپ نہ صرف شرکت کرتے تھے۔ بلکہ اس میں برابر کا حصہ بھی لیتے تھے۔ اس طرح حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہونے والے اس عرس مقدس میں آپ بھر پور شرکت کرتے رات کو سماع صبح حلقہ ذکر اور ختم خواجگان میں باقاعدگی سے شرکت فرماتے تھے۔

حضرت الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ ہر سال بارہ ذالحج کو آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ غلام حسین شاہ صابری حیدر آبادوکنی علیہ الرحمۃ کے ختم میں اپنے مریدوں کی جماعت کے ہمراہ شرکت کرتے تھے۔

معمولات زندگی ☆: آپ کی زندگی کے معمولات کے اوقات کار بہت سخت تھے۔ صبح تہجد کے وقت بیدار ہونے کے بعد نماز تہجد ادا فرماتے بعد ازاں نماز فجر کیلئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نماز فجر کے بعد مقتدیوں عقیدت مندوں کو قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر بیان فرماتے بعد ازاں اپنے وظائف اوراوراد و شجرہ طیبہ کا معمول پورا فرما کر بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے۔

اس کے فوراً بعد آپ اپنے کاروبار کی غرض سے بازار چلے جاتے۔ ساڑھے بارہ بجے کے قریب واپس آ کر دوپہر کا کھانا تناول فرماتے اس کے بعد کچھ دیر قیلولہ فرماتے اور نماز ظہر ادا کرتے۔ پھر بچوں کو قرآن عظیم کی تعلیم دیتے۔ بعد نماز عصر اپنے دوکانداروں سے اپنے کاروبار کی رقم جو مال دن کے وقت ان کو دیا تھا کی وصولی فرماتے اور نماز مغرب اپنی مسجد میں ہی خود آ کر پڑھاتے۔ نماز مغرب کے بعد اہل محلہ وعقیدت مندان کو دم درود اور تعویزات عنایت فرماتے۔ اور اگر محلہ میں کوئی لڑائی جھگڑا وغیرہ ہوا ہوتا تو سید ریاضت حسین چشتی ایڈووکیٹ مرحوم کے دفتر واقع جھنگی محلہ میں اس جھگڑے کا فیصلہ کراتے۔ بعد ازاں شام کا کھانا تناول فرما کر عشاء کی نماز پڑھا کر درس حدیث دیتے بعد ازاں مسجد کے اندر ہی اپنے اوراد و وظائف پورے فرما کر اول وقت میں آرام فرماتے۔

آپ کا معمول تھا کہ سال میں ایک مرتبہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے اور اپنے منظور نظر شاگرد پیر طریقت صوفی فرزند علی شاہ چشتی صابری کے ہاں جہلم میں عرس میں

شرکت کے لئے جاتے اور اپنے پیر بھائی حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر منعقد ہونے والے حضرت مخدوم سیّدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری کے عرس میں ۱۳ ربیع الاول حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری کے عرس میں شرکت کے لئے ۱۶ شوال اور حضرت شاہ معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار کے عرس میں ۴ ذیقعد کو شرکت فرماتے اور کبھی کبھی حضرت امام بری شاہ لطیف کے عُرس میں شرکت کے لئے بھی تشریف لے جاتے۔ آپ اتحاد بین المسلمین کا مکمل عملی نمونہ تھے۔ آپ کے ہاں تمام مکاتب فکر کے لوگ آتے اور نماز با جماعت ادا کرتے اہل حدیث، دیوبندی، اہل تشیع تبلیغی جماعت والے اور جماعت اسلامی والے تمام حضرات آپ کی اقتدا میں نماز پنجگانہ ادا کرتے رہے۔ پورے محلہ میں کبھی کوئی فتنہ نہ کھڑا ہوا اور نہ ہی کوئی فرقہ وارانہ تعصب پیدا ہوا۔

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا قاری محمد طیب (مرحوم) دو مرتبہ آپ کی ظاہری حیات میں راولپنڈی پاکستان تشریف لائے تھے وہ چونکہ آپ کے قریبی عزیز و رشتہ دار بھی تھے۔ اس ناطے سے وہ پاکستان آ کر آپ کے پاس ضرور تشریف لاتے یہی وجہ تھی مولوی غلام خان اور مولوی عبدالستار توحیدی مولوی عبدالحکیم (ایم۔ این۔ اے) اور قاری محمد امین ورکشاپی محلہ والے آپ کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتے تھے۔ مگر آپ تادم آخران میں سے کسی کے گھر تشریف نہ لے کر گئے تھے۔

اولاد و امجاد ☆: آپ کے چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ بڑے صاحبزادے حافظ نور احمد جو اسلام آباد کے کی ایک وزارت میں اہم عہدہ سے ریٹائرڈ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک بہترین نعت گو شاعر بھی ہیں۔ دوسرے بیٹے قاری ظہور احمد وہ بھی اسلام آباد میں سرکاری دفتر میں سپرٹینڈنٹ ریٹائرڈ اور بہترین نعت خوان اور قاری ہیں۔ تیسرے صاحبزادے راقم الحروف جامعہ السلامیہ فیض القرآن چکری روڈ کے مہتمم اور چوتھے صاحبزادے پیر طریقت صاحبزادہ مقبول احمد قادری قلندری جن کا ۳۰ جون ۱۹۸۶ء میں انتقال ہو گیا تھا اور مرقد منورہ ڈھوک لکھن راولپنڈی کے قریب قبرستان میں واقع ہے۔ پانچویں اور چھٹے صاحبزادے منظور احمد و منصور احمد جو کہ دنیا دار ہیں اپنے اپنے کاروبار میں مصروف عمل ہیں۔

کشف و کرامات ☆: ایک مرتبہ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور آ کر کہنے لگی حافظ صاحب میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی شادی کو ۱۲ سال گذر گئے ہیں۔ میرے واسطے دعا فرمائیں اور مجھے کوئی تعویز دے دیں۔ تا کہ اللہ کریم میری گود بھی ہری کر دے آپ نے اُس عورت کو ۲۱ دانے کالی مرچ کے دم کر کے دیئے اور فرمایا ایک روز کھا لیا کرو۔ اللہ کریم انشاء اللہ اولاد نرینہ عطا فرمائیے گا۔ خدا کی کرنی کہ ٹھیک ۱۰ ماہ بعد اس عورت کو خدا نے چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔

کرامت ۲ ☆: ایک مرتبہ ایک عورت اپنے خاوند کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رو کے عرض کرنے لگی۔ حضور ہمارے ہاں بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہیں کوئی بھی زندہ نہیں رہا اللہ کریم کی بارگاہ میں ہمارے لئے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا جب چاند چڑھے تو میرے پاس آنا۔

چنانچہ مقررہ وقت پر وہ دونوں آئے تو آپ نے ایک تعویز لکھ کر دیا فرمایا کہ اس کو اپنے پیٹ پر باندھ لو۔ جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کے گلے میں ڈال دینا انشاء اللہ اب تمہارے بچے نہیں مریں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد اس کے بچے نہیں مرے۔ اس قسم کے بے اولاد حضرات جن کے ہاں اولاد کا نہ ہونا اور ہو کے مر جانا آپ کے علاج اور نظر ولایت سے سینکڑوں مریضوں کو شفا ملی ہے۔

کرامت ۳ ☆: مکان نمبر R۱۴۰ جھنگی محلہ آپ نے سرفراز نامی شخص سے خریدا اور اسے مرمت کرانا شروع کر دیا۔ مستری مزدوروں میں ایک مستری جو کہ بدنیت تھا دوران کام وہ آپ کی واسکٹ پر نظر رکھے ہوئے تھا کہ حافظ صاحب روزانہ ہزاروں روپیہ اس واسکٹ سے نکال کر خرچ کرتے ہیں جو کہ ختم نہیں ہوتے۔

ایک دن دوپہر کے کھانے کے وقفے کے بعد وہ آپ کی مسجد کے حجرے میں چلا گیا۔ آپ چونکہ قیلولہ فرما رہے تھے۔ وہ آنکھ بچا کر آپ کی واسکٹ لے کر بھاگ گیا آپ جب نماز ظہر کے لئے اٹھے تو سخت پریشانی ہوئی بعد ازاں درگزر فرما دیا فقیر راقم الحروف نے عرض کیا چور بھاگنا نہیں چاہیے واسکٹ میں پیسوں کی تو بات نہیں گھر اور مسجد کی چابیاں ہیں اور اس میں آپ کی پرسنل ڈائری ہے۔ جس میں زندگی کی بہترین یادداشتیں موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ چلو خیر ہے کوئی بات نہیں ہمارا کیا بگڑا ہے۔ اللہ اور دے گا۔ جب زیادہ اصرار کیا تو فرمایا کہ تین روز بعد چور آئے گا اور جہاں سے واسکٹ اٹھائی تھی وہیں رکھ جائے گا۔

چنانچہ وہ اسماعیل نامی مستری چور تین دن بعد آپ کے پاس مدرسے میں آیا۔ آپ نے بھرپور اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے لئے چائے منگوائی وہ چائے پی کر بیٹھا رہا۔ مگر آپ نے اس سے کچھ استفسار نہ کیا۔ بعد ازاں وہ واپس جانے لگا تو آپ نے بخوشی اجازت دے دی۔

وصال باکمال ☆: ۲۱ جون ۱۹۷۶ء کو آپ کی طبیعت زیادہ علیل ہوگئی ور دو دن تک خراب رہی ۲۳ جون کو تمام نمازی معتقدین رات کو اکٹھے ہو گئے۔ آپ پر غنودگی کا عالم تھا کہ راقم الحروف نے عرض کیا کہ پانی پیش کروں تو فرمایا پانی دو۔ راقم نے آب زم زم شہد میں ملا کر دینا شروع کر دیا۔ اس دوران پیر طریقت الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ بھی عیادت کے لئے تشریف فرما تھے کہ رات ۱۲ بجے واپس جاتے ہوئے فرمایا کہ صاحبزادے اب جتنی خدمت ہو سکے کر لو کام تمام ہو چکا ہے۔ رات ۲ بجے آپ نے فرمایا کہ عشاء کا وقت ہو گیا ہے۔ راقم نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کہ مجھے بٹھا کر وضو کراؤ۔

چنانچہ تعمیل حکم کے بعد نماز عشاء پڑھوائی ۳ بجے شب فرمایا کہ وضو کراؤ راقم نے وضو کرایا بعد ازاں آپ نے نماز تہجد ادا کی۔ صبح فجر کے وقت پھر وضو کا حکم دیا۔ راقم نے وضو کرایا تو فرمانے لگے نماز کھڑے ہو کر پڑھوں گا راقم نے عرض کیا۔ حضرت آپ کی ہمت جواب دے گئی ہے۔ آپ بیٹھ کر پڑھ لیں۔ فرمایا کہ نہیں تم مجھے سہارا دو نماز کھڑے ہو کر ہی پڑھوں گا۔

چنانچہ نماز کھڑے ہو کر پڑھوائی گئی۔ بعد ازاں بستر استراحت پر لیٹ کر فرمایا کہ ٹھنڈا پانی بنانے کے لئے برف لے کر آؤ۔ بندہ بذات خود دوڑ کر برف لایا پانی دیا تو فرمایا کہ تم نے جو عرس پر لاؤڈ سپیکر لگایا تھا۔ اس سلسلہ میں تمہارے مقدمہ کی تاریخ ہے۔ جاؤ وکیل سے درخواست غیر حاضری کی دلوا کر جلد واپس آجانا۔

فقیر گھر سے نکلا مگر دل مطمئن نہ تھا۔ بنی چوک تک جا کر واپس آ گیا۔ ابھی محلہ میں پہنچا ہی تھا کہ چھوٹی ہمشیرہ نے کہا کہ ابا جان تمہیں بلا رہے ہیں جلدی چلو میں دوڑتا ہوا گھر پہنچا تو اہل محلہ جمع تھے۔ گھر میں ایک کہرام برپا تھا۔ ہر ایک کی زبان سے تلاوت قرآن اور

ذکر خدا کی آواز آرہی تھی۔ ہر آنکھ اشک بار تھی۔ ہر دل غم کے سمندر میں ڈوبا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر والدہ محترمہ نے کہا کہ آپ مقصود کو یاد کر رہے تھے۔ واپس آگیا ہے۔ جب راقم لوگوں کو چیرتا پھاڑتا قریب گیا۔ تو آپ نے آنکھ کھولی اور نیچے جھکنے کا اشارہ کیا بندہ نیچے جھکا تو آپ نے میرے گریبان میں اپنی انگلی ڈال کر نیچے کی طرف کھینچا میرے سینے کو اپنے سینے پر رکھ لیا۔ ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں۔ میں مکمل طور پر اپنے سینے کو آپ کے سینے سے مس کئے ہوئے تھا کہ اسی دوران آپ کا وصال ہو گیا وہ چند لمحے ایسے تھے کہ زندگی میں دوبارہ وہ انوار وتجلیات و برکات کبھی نہ دیکھی۔ اور یہ اُسی نظر کا فیضان ہے کہ فقیر تادم تحریر آج مورخہ ۲۰۰۷/۱۰/۲۵ تک اکیس کتابیں مکمل کر چکا ہے، جن میں سے بہت سی کتابوں کے دو تین سے زیادہ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، جبکہ فقیر نے آپ کے نام سے منسوب جامعہ اسلامیہ فیض القرآن موہڑہ چھپر غوث اعظم روڈ راولپنڈی کی دو منزلہ عمارت کی تعمیر بھی مکمل کر لی ہے، عنقریب ہی راولپنڈی میں قرآن محل کے نام سے بھی ایک ادارہ کی تعمیر کا آغاز کر دیا جائے گا۔ یہ سب آپ ہی کے فیضان نظر کا صدقہ ہے ورنہ ''من آنم کہ من دانم''

آپ کا وصال باکمال ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ بمطابق 24 جون 1976ء بروز جمعرات بوقت بعد نماز فجر جھنگی محلّہ کے مکان میں ہی ہوا۔ نماز جنازہ علامۃ الدہر پیر سید حسین الدین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی والوں نے پڑھائی راولپنڈی کی مرکزی عیدگاہ کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔ پہلے پہل تو آپ کی مرقد منورہ کچی تھی۔ ۱۲ سال کے بعد آپ کے دوسرے صاحبزادے قاری ظہور احمد نے تعویز پکا بنا دیا ہے۔

نوٹ ☆: آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال 4 جولائی کو آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز میں موہڑہ چھپر غوث اعظم روڈ راولپنڈی میں منایا جاتا ہے۔ جس میں ہزاروں عقیدت مندان حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ علمائے کرام مشائخ عظام کی کثیر تعداد ملک بھر سے تشریف لاتے ہیں جبکہ عشاء کے بعد تمام رات محفل سماع ہوتی ہے۔ آپ کے وصال باکمال کے بعد چہلم کی تقریب میں برادری کے سرکردہ افراد اور اہل علاقہ دیگر شاگردوں عزیزوں نے آپ کے بڑے صاحبزادے جناب حافظ نور احمد قادری مدظلہ العالی کو گھر اور برادری کے معاملات میں بڑا سمجھتے ہوئے دستار بندی کی جس پر آج تک تمام برادری احباب شاگرد لواحقین پسران برادران متفق ہیں۔

فقیر راقم الحروف پر سلسلہ طریقت کی ذمہ داری ☆: آپ کے پہلے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اور آپ شاگرد خاص پیر طریقت جناب صوفی فرزند علی صابری رحمتہ اللہ علیہ صابر بسیرا جہلم پیر طریقت عاشق رسول حضرت حافظ محمد یامین صابری رحمتہ اللہ علیہ اسلام آباد صوفی باصفا جناب صوفی محمد بلال وارثی رحمتہ اللہ علیہ حضرت صوفی سائیں مقصود احمد قادری قلندری مرحوم پیر سید مظہر علی شاہ مرحوم سجادہ نشین وارث خان صوفی محمد احمد چشتی صابری قادری قلندری مرحوم حضرت پیر سید دلدار حسین شاہ صاحب قلندری قادری مدظلہ العالی سجادہ نشین قلعہ سوہا سنگھ نارووال کے علاوہ دیگر مشائخ وعلماء کی موجودگی میں حضرت پیر سید دلدار حسین شاہ قادری مدظلہ العالی نے اعلان کیا کہ حضرت حافظ صاحب کہ وصال کے بعد ان کا سلسلہ طریقت چلانے کیلئے ضروری ہے کہ کسی شخص کو نامزد کیا جائے جو زیادہ نہیں تو کم از کم حافظ صاحب کا سالانہ عرس مبارک تو اس طرح منائے جس طرح

آج منایا جارہا ہے لہٰذا میں اپنی طرف سے حافظ صاحب کے فرزند سوئم صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو اپنے سلسلہ سے دستار خلافت دینے کا اعلان کرتا ہوں اس کیلئے تمام مشائخ اٹھیں اور صاحبزادہ مقصود احمد صابری کے سر پر دستار خلافت باندھ کر سرفراز فرمائیں۔

اس اعلان کے بعد تمام مشائخ وعلماء کھڑے ہوئے پیر دلدار حسین شاہ گیلانی قادری مدظلہ العالی نے دستار مبارک حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں دی انہوں نے دستار ہاتھ میں لے کر اعلان فرمایا کہ خلافت تو شاہ صاحب دے رہے ہیں لہٰذا اس موقع پر حافظ صاحب کے عقیدت مندان شاگردان کی موجودگی میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو حافظ صاحب کا سجادہ نشین مقرر کرنے کا بھی اعلان کرتا ہوں اگر کسی شاگرد کو اعتراض ہو تو کر سکتا ہے سب حاضرین مشائخ وعلماء اور شاگردوں نے ہاتھ اٹھا کر تائید کی جس کے بعد تمام مشائخ کے ہاتھ دستار پر لگوا کر حضرت قمر المشائخ نے خلافت وسجادہ نشینی کی دستار باندھی ہر طرف سے مبارک مبارک کا شور تھا۔

بفضلہٖ تعالٰہ ہر سال آپ کا عرس مبارک فقیر راقم الحروف کی نگرانی میں 1977ء سے بڑے دھوم دھام سے منایا جاتا تھا ملک بھر سے علماء کرام مشائخ عظام شرکت وخطاب کرتے ہیں اور تمام رات محفل سماع جاری رہتی ہے۔

آپ کے عرس مبارک میں جن حضرات نے خصوصی طور پر شرکت کی ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت صاحبزادہ دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی پاکپتن شریف، عالمی مبلغ اسلام حضرت صاحبزادہ پیر سلطان فیاض الحسن قادری دربار حضرت سلطان باہو جھنگ، مبلغ عالم اسلام حضرت علامہ الحاج پیر سید محمد شبیر علی شاہ نقشبندی مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ چورہ شریف، حضرت پیر محمد فاروق گل بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ موہڑہ شریف، حضرت صاحبزادہ پیر شمیم صابر صابری مدظلہ العالی سجادہ نشین کلس شریف، حضرت صاحبزادہ الحاج پیر علاؤالدین صابری سجادہ نشین خواجہ نگر شریف، حضرت صاحبزادہ پیر سعید احمد صابری سجادہ نشین درگاہ حضرت منظور المشائخ اوکاڑہ، حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محمد ابوبکر چشتی خطیب اعظم راولپنڈی، حضرت علامہ پیر سید امیر علی شاہ کاظمی ایبٹ آباد، حضرت پیر سبطین شاہ جہانی اسلام آباد، حضرت صاحبزادہ پیر مشتاق احمد صابری سجادہ نشین دربار ماڑی شریف، حضرت پیر سید رضا حسین شاہ بخاری سجادہ نشین چراہ شریف، حضرت صاحبزادہ پیر مسعود الرحمٰن قادری کلیاہ شریف چراہ، حضرت صاحبزادہ اویس مظہر صابری سجادہ نشین دربار، حافظ مظہر الدین صابری چھتر پارک مری روڈ، حضرت صاحبزادہ پیر محمد نثار المصطفٰے باغدرہ شریف، حضرت پیر مفتی محمد ظہور اللہ ہاشمی سجادہ نشین بھوئی گاڑ شریف اٹک، حضرت صاحبزادہ پیر جمیل الرشید چشتی قادری سجادہ نشین دربار حاجی عبدالرشید قادری ڈھوک رتہ، حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی، حضرت صاحبزادہ محمد عمر فیض، حضرت علامہ قاری غلام محمد چشتی خطیب اعظم کمال آباد، حضرت صاحبزادہ فقیر ڈاکٹر تنویر وارثی سنگھوئی شریف جہلم، خطیب شہر حضرت علامہ قاری ظہور احمد اسد چشتی گوجر خان، پیر طریقت جناب حاجی شاہد الحسن مہرش اہ برقندازی گوجر خان، خطیب ملت حضرت علامہ حافظ سعید اختر صدیقی، خطیب اعظم ڈھوک رتہ راولپنڈی، فخر السادات پیر سید غلام یٰسین آزاد صاحب سابق مشیر وزیر اعظم پاکستان، پیر طریقت حضرت سید گل داؤد شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کوہالہ سیداں راولپنڈی، زینت القراء جناب قاری محمد انور چشتیاں شریف بہاولنگر، حضرت صاحبزادہ محمد الیاس صابری سجادہ نشین دربار صوفی

فرزند علی صابری جہلم، حضرت پیر سید شبیر حسین شاہ گیلانی قادری رضوی مدظلہ العالی آستانہ عالیہ غوثیہ رضویہ غازی آباد ڈھوک سیداں راولپنڈی، تاج العلماء حضرت علامہ مفتی غلام نبی سیالوی عارف والا ضلع پاکپتن شریف، حضرت علامہ شاہد جمیل چشتی سیالکوٹ حضرت پیر سید اجمل حسین شاہ مبشر ہمدانی سجادہ نشین میرا شریف، ادیب اہل سنت استاذی العلما حضرت علامہ مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری مدرس جامعہ نظامیہ لاہور، حضرت علامہ قاضی محمد عبد اللطیف قاری حال خطیب یو کے برطانیہ، علامہ پروفیسر محمد افضل جو ہر مہتمم جامعہ مہریہ ٹیچ بھاٹہ، حضرت علامہ پروفیسر پیر عبد القادر قادری ایم اے ایل ایل بی واہ کینٹ کے علاوہ لاتعداد علمائے کرام، مشائخ عظام شرکت فرما کر آپ کے حضور نذرانہ عقیدت و محبت پیش کر چکے ہیں۔ ملک کے معروف ترین قوال محفل سماع میں عارفانہ کلام پیش کرتے ہیں جبکہ نعت خوان حضرات بارگاہ رسالت مآب میں ہدیہ نعت و منقبت پیش کرتے ہیں۔ ۳۔۴ جولائی کی درمیانی تمام رات لنگر و محفل سماع جاری رہتی ہے۔ یہ سب آپ کے فیضان کا صدقہ ہے وگرنہ کیا میں اور کیا میری اوقات۔

موہڑہ چھپر غوث اعظم روڈ راولپنڈی میں قائم دینی مدرسہ جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ جامع مسجد اکبری صابری آپ ہی کے نام سے منسوب آپ کی یادگار ہیں جہاں سے اب تک ایک سو کے قریب طلبا شعبہ حفظ اور تقریباً ۵۰۰ کے قریب طلبا شعبہ ناظرہ اور ۸۰ کے قریب طلبا علماء شعبہ تفسیر سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں جبکہ جامعہ کے بلڈنگ کی تعمیر پر پچیس لاکھ روپیہ کے قریب خرچ ہو چکا ہے۔ معروف صوفی بزرگ جناب صاحبزادہ جمیل اختر صابری نے درج ذیل قطعہ تاریخ وصال لکھا ہے۔

حافظ فیض محمد صاحب تھے ایک مردِ باکمال ہر گھڑی مرشد کی جن کے رہتی لب پہ قیل و قال
تیرہ سو ستاون ہجری چھبیس جمادی الثانی دن پنجشنبہ ایں رقم کردہ جمیل صابری کا قطعہ وصال

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ 1976ء بروز جمعرات بعد نماز فجر

قطعۂ تاریخ وصال (از قلم)

مخدوم ومحترم منظور نظر پیر سیال لجپال جناب حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی مدظلہ العالی

سجادہ نشین دربار مونیاں شریف گجرات

عزیزِ صوفیا فیض محمد چشتی صابری

۱۹۷۶ء

حضرت فیض محمد افتخارِ سالکاں
زبدۂ اہل بصیرت صابری چشتی نشاں
سینہ اش روشن زحب سرورِ کون و مکاں
حافظِ قرآنِ اقدس ماہتابِ صادقاں
بست و پنجم از جمادی ثانوی روزِ خمس
از جہانِ بے بقا شُد جانب خُلد جناں
شُد نہاں و احسرتا اندرز میں آں جبیں
ازوبودِ پاک اُوشُد مرقدش عنبر فشاں
چوں زہاتف جست سال رحلتش فیضؔ
گفت آہ فیض محمد مرجع اہل جہاں الامین

۱۳۹۶ھ

نتیجۂ فکر۔ از قلم۔ منظور نظر پیر سیال
حضرت پیر صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوید
ربار عالیہ مونیاں شریف، گجرات

نذرِ عقیدت چادر شریف

در شان حضور فیض الملت حافظ فیض محمد صابری رحمۃ اللہ علیہ

ثنائے مصطفےٰ کے گیت گائیں قبرِ حافظ پر
خدا والو چلو چادر چڑھائیں قبر حافظ پر

معطر مرقد پر نور ہے فیضِ محمدؐ سے
چمن پرکف ہیں جنت کی فضائیں قبر حافظ پر

ہے راباب اجابت ہر دعا مقبول ہوتی ہے
مرادیں مانگنے ہم کیوں نہ جائیں قبر حافظ پر

بہشتی ہو کے چشتی رنگ چھا جائے اگر ان پر
ملک پھولوں کی چادر لے کے آئیں قبر حافظ پر

بہاریں چاندنی کی دیکھنا چاہیں جو مرقد پر
ستارے چادر مہتاب لائیں قبر حافظ پر

حضوری آستانہ کی میسر ہو اگر مقصود
برائے نذر چادر کے لئے جائیں قبر حافظ پر

از قلم: صاحبزادہ مقصود احمد صابری

حضرت شاہ شہید اللہ فریدی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: محدث وجدو پیان حقائق و معارف، مدرس مسائل عشق و عرفان و محبت، فاضل نگینہ عاشق مدینہ حضرت شاہ شہید اللہ فریدی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ واقف رموز اسرار ربانی ہیں۔

آپ کا تعلق انگلستان کے ایک معزز ترین گھرانے سے ہے۔ آپ کے والد گرامی بہت بڑے تاجر اور انجمن تاجران کے صدر تھے۔ لندن میں عالی شان مکان کے علاوہ گھریلو ضروریات کے لئے چار کاریں اور عیش و عشرت کا تمام سامان مہیا تھا لیکن بمصداق کسی شاعر کے

پنجۂ عشقت لباس پارسائی پارہ شد
طاعت صد سالہ ام تاراج یک نظارہ شد

حضرت شاہ شہید اللہ اور آپ کے بھائی پر ایسا غلبہ طاری ہوا کہ گھر بار چھوڑ کر اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع کیا۔ اور حضرت سید علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معروف زمانہ کتاب ''کشف المحجوب'' کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بقول حضرت شاہ نیاز بریلوی کے شعر کے

عشق میں تیرے کوہ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط چھوڑ کر درد لیا جو ہو سو ہو

کے مطابق آپ نے امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ چھوڑ کر عیش و عشرت ترک کر کے کوچۂ عشق الٰہی میں قدم رکھا اور تلاش شیخ میں مصر اور شام سے ہوتے ہوئے برصغیر میں آ پہنچے۔

چونکہ نواب صاحب بہاولپور سے لندن کی مجالس میں متعارف ہو چکے تھے۔ دونوں بھائی سب سے پہلے ڈیرہ نواب صاحب پہنچے۔ اور ہر شخص سے یہی سوال کرتے تھے کہ ہمیں شیخ کامل کا پتہ بتاؤ۔ ہم مرید ہونے اور حق تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ اپنے بھائی کے ہمراہ تھانہ بھون میں مولوی اشرف علی تھانوی کے پاس بھی گئے تھے۔ لیکن چونکہ وہ انگریزی نہیں جانتے تھے اور آپ اردو نہیں جانتے تھے۔ اس لئے رشد و ہدایت کا سلسلہ قائم نہ ہو سکا دوسری بات یہ بھی طے شدہ ہے کہ جس کا حصہ جہاں ہوتا ہے وہ وہیں پہنچتا ہے۔

غرضیکہ آپ برصغیر میں پھرتے پھراتے حیدرآباد دکن تشریف لے گئے وہاں پر آپ کی ملاقات حضرت سید محمد المعروف ذوقی شاہ علیہ الرحمۃ چشتی صابری سے ہوئی۔ اور ان کی خدمت میں رہ کر ان کے کمالات ظاہری و باطنی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ گرویدہ ہو کے رہ گئے۔

بیعت و خلافت☆: آپ حضرت سید محمد المعروف ذوقی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے اور درجہ کمال کو پہنچے۔

سیرت و کردار☆: جب آپ حضرت ذوقی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے اس کے بعد سے دن ورات عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہ کر اپنی خداداد صلاحیت و استعداد اور ''ہمت مرداں مدد خدا'' کے کلیہ کے مطابق حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرب و معرفت کی منازل تیزی سے طے کرنے لگے۔

اس دوران آپ کے بھائی حضرت فاروق احمد جن کو ابھی مسلمان ہوئے صرف آٹھ برس ہی ہوئے تھے۔ ان کا وصال ہو گیا۔ ان کا مزار پُر انوار حضرت داتا گنج بخش کے مزار پُر انوار کے قرب میں موجود ہے۔

آپ نے مجاہدات و منازل سلوک کی تکمیل کے بعد اپنے شیخ سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور اس کے بعد اپنے پیر بھائیوں اور مریدین کی تربیت کے لئے ایک روحانی خانقاہ قائم کی اور شب روز رشد و ہدایت میں مصروف و مشغول ہو گئے۔ آپ کے مریدین میں کراچی کے علاوہ صوبہ سندھ، پنجاب اور سرحد کے ارباب ذوق شامل ہوتے رہے۔

آپ ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق روحانی منازل طے کراتے رہے۔ آپ بہت ہی باکمال شیخ طریقت تھے روحانی کمالات کے علاوہ آپ ظاہری علوم اسلامیہ پر بھی بڑی دسترس رکھتے تھے۔ برصغیر کے قیام کے چند سالہ دور میں آپ نے عربی فارسی اور اردو زبانوں پر مکمل دسترس اور عبور حاصل کیا۔ اور اس پر مضامین اور کتابیں لکھیں۔

آپ نے روحانی طور پر پورا سلوک الی اللہ طے کیا۔ اور مقام قرب و معرفت الٰہی میں بہت بلند درجہ مقام حاصل کیا۔ معرفت الٰہیہ میں آپ کو اس قدر کمال حاصل تھا کہ بڑے بڑے مشائخ عظام کے نکات معرفت نہایت سادہ الفاظ میں بیان فرما کر تشنگان علوم معرفت کی پیاس بجھا دیتے تھے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم لکھاری اور فاضل علوم دینیہ و باطنیہ حضرت علامہ الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک ملفوظ **من اردو العبادة بعدالوصول کفر** پر آپ نے ایسی گفتگو فرمائی کے میری عقل دنگ رہ گئی۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ غلام فرید چشتی نظامی کوٹ مٹھن شریف کے سرائیکی دیوان کے ایک شعر پر ان کے سلسلہ کے ایک عالم فاضل شخص نے آپ سے استفادہ کیا تو آپ نے نہایت ذوق وشوق اور جوش وخروش سے شعر کے ایسے باطنی مضامین بیان فرمائے کہ وہ عالم جو صوفی منش باعمل بھی تھا۔ عش عش کر اٹھا اور کہنے لگا کہ حضرت خواجہ غلام فرید کے خاص خلفا اور علماء اور صوفیا میری تشفی نہ فرما سکے

لیکن حیرت کی بات ہے کہ ایک انگلستان کے رہنے والے نے میرا دیرینہ عقدہ حل کر دیا ہے۔

تصنیف و تالیف ☆: آپ نے سب سے پہلے اپنے شیخ کی کتابوں کی اشاعت کے لئے محفل ذوقیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ اور ان کی تمام تصانیف کو شائع کیا۔ اس کے بعد آپ نے خود تصنیف کردہ کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا۔

انگلش میں لکھی ہوئی اپنی کتاب کی اشاعت کی جس کو پڑھ کر ایک انگریزی نومسلم حبیب اللہ جو برطانیہ میں ایک کالج کے پروفیسر تھے۔ یہ کتاب پڑھ کر نہایت حیرت کے عالم میں اعتراف کیا کہ اس کتاب سے بہتر کتاب میں نے آج تک نہیں دیکھی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ بمطابق 1976ء چند روز کی علالت کے بعد ہوا۔ مزار پُر انوار شمال کراچی یخی حسن کے قبرستان میں مرجع خاص و عام ہے۔ وہیں آپ کا سالانہ عرس مبارک بھی منایا جاتا ہے۔ آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری میں ہوا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا انور علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی، شیخ لاثانی محقق سلسلہ طریقت، پابند شریعت، حضرت مولانا انور علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلۂ اہل تحقیق ہیں۔

آپ پیلی بھیت کے رہنے والے اور مرشد پاکان حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلفاء سے ہیں۔
طریقت وشریعت میں آپ کی بلندی کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے پیر بھائی ڈاکٹر علامہ حبیب الرحمٰن برق چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ سے طریقت میں تربیت حاصل کی اور اپنے صاحبزادے جناب محمد اکرام الحق کو آپ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف کرایا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار پیلی بھیت میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے بعد پیلی بھیت میں آپ کے سجادہ نشین آپ کے فرزند صاحبزادہ سید احمد میاں صاحب سجادہ نشین ہیں۔

حضرت سید شاہ حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، ولی العصر، پیر طریقت، امام العارفین، حضرت سید حسین شاہ چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ موہڑہ چھپر داخلی دھمیال غوث اعظم روڈ (سابقہ) چکری روڈ، تحصیل و ضلع راولپنڈی میں آپ کی ولادت با سعادت ہوئی اور اسی جگہ آپ کے آباؤ اجداد ہدایت خلق اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور یہیں ان کے مزارات واقع ہیں جو کہ مرجع خاص و عام ہیں۔ آپ حسنی و حسینی سید ہیں۔ آپ کا شجرہ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ سید ہونے کے باوجود اپنے نسب پر فخر نہ کرتے تھے۔ انتہائی عاجزی و انکساری آپ کی طبیعت میں تھی آپ ہمہ وقت ذکر خدا اور ذکر رسول ﷺ میں مستغرق رہتے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا نماز پنجگانہ کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ تہجد اور دیگر نوافل اپنے وقت پر ادا فرماتے آپ کی زندگی نہایت سادہ اور شاندار زندگی تھی۔ اخلاق محمدی ﷺ کا مکمل نمونہ اخلاص و محبت کے پیکر عالی تھے۔ اپنے سے بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے شفقت آپ کا وصف خاص تھا۔ تمام عمر کسی کا شکوہ نہ کیا۔ بلکہ مخالفین کے پروپیگنڈہ کو اہمیت ہی نہ دیتے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ اولیائے کرام کی شان میں گستاخی ان کے مقدر میں ہے اور تنقید کو برداشت کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ آپ نے پوری زندگی اپنے آباؤ اجداد اور مرشد کامل کے طریقہ کے مطابق گزاری۔ غرباء اور مساکین کی خدمت میں بے مثال تھے۔ علماء اور صوفیاء کا احترام آپ کو ورثے میں ملا تھا۔ دربار شریف پر لنگر میں خرچ آمدن سے زیادہ کرتے۔ آپ کو اردو، پنجابی، انگریزی، فارسی زبان پر عبور تھا۔ اکثر محفل سماع کے دوران فارسی کا کلام سن کر وجد میں آجاتے تھے۔

سعادت حج بیت اللہ شریف ☆: ایک مرتبہ آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت الحاج مولوی عبدالستار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں عرض کی حضور اگر زندگی میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔ آپ کے مرشد کامل نے دعا کی۔ اسی رات آپ کو حرمین شریفین کی زیارت نصیب ہوئی۔ بعدازاں حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ کے لئے تشریف لے گئے تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کو اسی طرح پایا جس طرح خواب میں دیکھا تھا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ ۲۳ فروری ۱۹۲۰ء کو بروز اتوار صبح تہجد کے وقت پیر طریقت الحاج مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے اور عبادات و ریاضت اور اوراد خواجگان چشت اہل بہشت میں مصروف ہو گئے۔ بالآخر مرشد کامل نے اپنے وصال باکمال سے ایک ہفتہ پہلے تہجد کے وقت آپ کو خرقہ خلافت اور سجادگی

سے نواز کر سرفراز فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میرے پاس یہی دولت تھی جو تمہیں دے دی ہے۔ مجھے یہی ملا تھا جو تمہیں دے چلا۔ انشاء اللہ لائق ہو گے آپ کے مرشد کامل آپ پر خصوصی نظر عنایت فرماتے تھے۔

مرشد کامل کے دربار کی خدمت ☆: مرشد کامل کے وصال باکمال کے بعد آپ نے ۳۵ سال تک تادم آخر اپنے مرشد کے طریقے پر چلتے ہوئے دربار عالیہ کلیام شریف اور اپنے بزرگوں کو مزارات واقع موہڑہ چھپر داخلی دھمیال تحصیل و ضلع راولپنڈی میں خلق خدا کی رشد وہدایت میں گزاری۔ آپ کے تمام پیر بھائی آپ کا احترام اپنے مرشد کی طرح کرتے تھے اور آپ بھی پیر بھائیوں سے شفقت سے پیش آتے۔ کلیام میں عرس کے موقع پر اپنی خانقاہ اور مرشد کامل کے دربار پر دس روز تک لنگر چلاتے جو کہ ہر خاص وعام کے لئے ہوتا تھا۔ آپ کے دور میں اعلیٰ وادنیٰ کی کوئی پہچان نہ تھی۔ مرشد کامل کی حیات مبارکہ میں موہڑہ چھپر سے کلیام شریف ڈالی لے کر جاتے تھے اور ان کے وصال کے بعد بھی اس طریقہ اور رسم کو جاری رکھا۔ تمام عمر ہر جمعرات کو دربار عالیہ مولوی احلاج عبدالستار چشتی صابری کلیامی علیہ الرحمۃ پر موہڑہ چھپر سے تشریف لاتے اور بروز جمعہ کلیام شریف سے واپس موہڑہ چھپر تشریف لاتے اسی طرح عرس کے موقع پر مسلسل دس روز تک اپنے مرشد کے دربار کی خدمت کرتے اور لنگر اور سماع کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کلیام شریف کی مصروفیات کے پیش نظر اپنے خاندانی مریدوں کی طرف بھی نہیں جانا ہوتا۔ آپ کے آباؤ اجداد کے اکثر مریدین جب آپ سے ملتے تو مایوسی کا اظہار کرتے آپ انہیں فرماتے کہ جمعرات کلیام شریف آجایا کرو عرس پر کلیام شریف آجایا کرو وہیں پر ملاقات ہو جایا کرے گی۔ میں اپنے مرشد کا دربار نہیں چھوڑ سکتا۔

وصال باکمال ☆: آپ نے اپنے وصال باکمال سے پہلے اپنے مرشد کے طریقہ کے مطابق یہ وصیت کر دی تھی کہ میرے جنازے پر رونے دھونے کے بجائے قوالی کرنا اور جنازے اور جنازہ اٹھے تو قوالی ساتھ ساتھ ہو رہی ہو۔ چنانچہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ بمطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۷۸ء شام ۶ بجے کچھ دن بیمار رہنے کے بعد آپ کا وصال باکمال ہوا۔ اور ۲۷ دسمبر ۱۹۷۸ء بمطابق ۲۶ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ کو دن ۳ بجے آپ کو آپ کے آباؤ اجداد کے پہلو میں نماز جنازہ کے بعد دفن کیا گیا۔ نماز جنازہ میں ہزاروں عقیدت مندان کے علاوہ علمائے کرام مشائخ عظام بالخصوص الحاج خواجہ پیر سید غلام معین الدین شاہ گولڑوی المعروف بڑے لالہ جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کا عرس مبارک دسمبر کے آخری عشرے میں ۱۰ روز تک منایا جاتا ہے۔ مزار پُر انوار موہڑہ چھپر داخلی دھمکیال چکری روڈ تحصیل و ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔ فقیر راقم الحروف کو بار بار آپ کے دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے سجادہ نشین حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ چشتی صابری جو کہ آپ کے بھانجے اور داماد و مرید و خلیفہ و سجادہ ہیں۔ ہر جمعرات کو راولپنڈی سے کلیام شریف تشریف لے جا کر آنے والے عقیدت مندان کی حاجت روائی اور خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

حضرت شاہ خلیل الرحمٰن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: محو توحید و معرفت، حکیم حاذق قطب وحدت، مست الست جمال احدیت، پروردۂ نگاہ ناز نبوت حضرت شاہ خلیل الرحمٰن شاہ مراد آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ معدن گنجینہ علوم لدنی ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۸۹۵ء میں محلہ مفتی ٹولہ مراد آباد میں پیر طریقت، شہباز میدان حقیقت حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی سے مکمل کرنے کے بعد خانقاہ معلیٰ چشتیہ صابریہ بغیہ مراد آباد سے وابستہ ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ اپنے والد گرامی حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ والد گرامی کے زیر سایہ ریاضت و مجاہدہ کیا اور منازل سلوک طے کیں، علوم باطنیہ میں درجۂ کمال کو پہنچ کر والد گرامی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ شریعت و طریقت کے علوم میں مکمل عبور و دسترس اور تربیت مریدین میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

آپ نے تمام زندگی یاد خدا میں گزاری اور مجرد رہے۔ آپ کے والد گرامی نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی اپنے دادا حضرت شاہ عبدالرحیم مراد آبادی کی سنت قائم رکھی۔ خانقاہ عالیہ چشتیہ صابریہ بغیہ مراد آباد شریف کا آپ کو سجادہ نشین مقرر کر دیا تھا۔

آپ نے درگاہ عالیہ کے انتظام و انصرام کو بطریق احسن چلایا کہ دور دور تک اس کا شہرہ بلند ہوا۔ اور سینکڑوں طالبین حق آتے اور دامن کو گوہر مراد سے بھر کر واپس جاتے۔ لاتعداد افراد نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔

وصال باکمال ☆: ۱۹۷۷ء میں ایک سائیکل سوار کی ٹکر سے زخمی ہو کر علیل ہوئے اور ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۹ء میں وصال ہوا۔

مزار پُر انوار خانقاہ معلیٰ چشتیہ صابریہ بغیہ شریف مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت پیر عاشق الدین فقیر نواز صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ آغوش، ولایت، واقف اسرار خفی وجلی، نیر اُفق ولایت حضرت پیر عاشق الدین المعروف فقیر نواز صابری چشتی رحیمی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین صابری چشتی کے چوتھے فرزند ارجمند ہیں۔

ابھی آپ کی ولادت نہیں ہوئی تھی کہ والدین اجمیر شریف میں حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار پر حاضری دے رہے تھے کہ کسی فقیر نے آپ کی والدہ کو آپ کی ولادت کی خوشخبری دی۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو والدین نے آپ کا نام نامی عاشق والدین المعروف فقیر نواز رکھا۔ فقیر نواز نام سے آپ کو اس لئے پکارا جاتا ہے کہ آپ کی ولادت کی خبر کسی فقیر نے غریب نواز کے دربار میں دی تھی۔ اس لئے آپ فقیر نواز کے نام سے مشہور اور جانے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ کو سکول داخل کرایا جاتا تھا مگر آپ اسکول نہیں جاتے تھے۔ دنیاوی تعلیم ایک دن بھی سکول میں حاصل نہیں کی اور دینی تعلیم بھی اسی طرح تھوڑی بہت اسلام کے بنیادی مسائل اور تعلیم قرآن سے باخبر تھے۔ مگر آپ کی لکھائی کا خط اس قطر خوشخط تھا کہ لوگ دنگ رہ جاتے اور بڑے بڑے سخت لفظ آپ باآسانی لکھ اور پڑھ لیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ فارسی اور انگریزی زبان پر آپ کو مکمل عبور تھا۔ بڑی آسانی سے بول لیا کرتے تھے جبکہ فارسی کو لکھ بھی لیتے تھے۔

چلہ معکوس ☆: بین الاقوامی شہرت یافتہ قوال جناب عزیز میاں چشتی نظامی مرحوم ایک مرتبہ حسن ابدال خواجہ نگر کے عرس کے موقع پر آپ کے بڑے بھائی پیر طریقت مرد قلندر خواجہ غلام فرید صابری چشتی رحیمی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھے کہ انہوں نے حضرت خواجہ غلام فریدی صابری چشتی رحیمی علیہ الرحمۃ سے عرض کیا۔ حضور چلہ معکوس طریقت میں کسے کہتے ہیں اور اس کی بنیاد اور طریقہ کیا ہے تو خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں خواجہ فقیر نواز کو بلاتا ہوں وہ آپ کو اس کی مکمل تفصیل بتادیں گے۔ چنانچہ بلانے پر آپ تشریف لائے تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ عزیز میاں کو چلہ معکوس کے بارے میں تفصیل بتائیں تو آپ نے چلہ معکوس کی بنیاد اور اس کا طریقہ تمام کا تمام تصوف کی معتبر کتابوں کے حوالے سے بیان کیا۔ حالانکہ آپ اردو ذرا بھی پڑھے ہوئے نہ تھے نہ ہی طریقت وتصوف کی ظاہری طور پر آپ نے کوئی کتاب پڑھی ہوئی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ باطنی طور پر زیور تعلیم سے مرصع تھے۔ جس کو علم لدنی کہتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۸ جون ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۳۹۹ھ میں صرف ۴۵ برس کی عمر میں ہوا مزار شریف دربار خواجہ نگر حسن ابدال میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت سائیں برکت اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عاشق صادق فنافی المرشد، فنافی اللہ وفنافی الرسول، صوفی باصفا حضرت سائیں خواجہ برکت اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ دریائے گوہر فضل وکمال ہیں۔

آپ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور عبادت وریاضت ومجاہدہ میں درجہ تکمیل کو پہنچ کر اپنے شیخ کامل سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ انتہائی سادہ طبیعت مگر نیک پابند صوم وصلوٰۃ عبادت وریاضت میں یکتا تھے۔ تمام عمر اپنے شیخ کی خدمت واتباع میں گزاری۔ تصور شیخ آپ کی منزل تھی۔ اپنے شیخ کے علاوہ کسی دوسرے کو نہ جانا۔ دنیاوی معاملات سے بالکل قطع تعلق رہے۔

اپنے شیخ کے بتائے ہوئے اوراد ووظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔ محفل سماع کے دلدادہ تھے۔ آپ صاحب ذوق وشوق و صاحب وجد وحال اور صاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کے شیخ کامل بھی آپ کو دل وجان سے عزیز جانتے تھے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری میں ہوا۔ موضع چہاری تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ہوا۔ آپ کا مزار پُرانوار ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دیتے ہیں اور منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

حضرت منشی انتظام علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت صوفی منشی انتظام علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ میرٹھ کے رہنے والے ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے بہترین عارف وکامل اور جذب ومستی ذوق وشوق اور سوز وگداز سے مرصع شخصیت کے مالک تھے۔ عبادت وریاضت، مجاہدہ وسلوک میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ علم وعرفان اور فیضانِ معرفت میں بلند مقام رکھتے تھے۔ اپنے شیخ کے سچے پکے عاشق صادق تھے۔ آپ شیخ العرب والعجم حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین شاہ مرادآبادی چشتی صابری کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ اپنے مرشد کے پاس آنے والے خطوط کا جواب اپنے مرشد کی طرف سے لکھنے پر مامور تھے۔ شیخ کامل آپ سے خصوصی پیار اور شفقت فرماتے تھے۔ آپ کا وصال باکمال ۶ رجب المرجب چودھوی صدی ہجری کو میرٹھ میں ہوا۔ مزارِ پُر انوار حضرت شاہ ولایت زاہد میرٹھی کے دربار کے اندر احاطے میرٹھ شہر میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے مشہور خلفاء میں سے حضرت عبداللطیف شاہ صابری میرٹھی کا سلسلہ تاحال ہندوپاک میں جاری ہے۔ وہی آپ کے سجادہ نشین ہیں۔

حضرت قاضی امام الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق صادق فنافی الشیخ، صوفی باصفا حضرت قاضی امام الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرشد کامل کے منظورِ نظر اور عظیم عارف کامل ہوئے ہیں۔ آپ حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خصوصی مرید اور خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ انتہائی نرم مزاج لطیف الطبع اور نفیس شخصیت کے مالک تھے۔ خوبصورت نیک سیرت باکردار اور عظیم انسان تھے۔ خداوند کریم نے بہت سی خوبیوں سے آپ کو نوازا ہوا تھا۔ مرشد کامل بھی خصوصی عنایت فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کو اپنے علاقہ موضع پھلینہ میں ہوا۔ مرقد منورہ بھی موضع پھلینہ تحصیل کلرسیداں ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت سائیں اللہ دتہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی العصر، شیخ یگانہ، مرد قلندر ہمہ اوصاف یگانہ، حضرت سائیں اللہ دتہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے دور کے ولی بے مثال ہوئے ہیں۔ آپ کو اللہ کریم نے باطنی فراست سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ آنے والے معاملات وحالات کی آپ کو پہلے سے خبر ہو جاتی تھیں۔

آپ اپنے وقت کے بہترین صوفی عارف کامل تھے۔ آپ اپنے شیخ کے سچے اور پکے عاشق صادق تھے تمام عمر مرشد کی خدمت میں گزاری۔ اپنے بیگانے کی کوئی شناخت آپ کو نہ تھی صرف اور صرف مرشد کامل کا تصور اور خدا کی یاد سے تعلق تھا۔ آپ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ آپ کو خدا کی طرف سے مقام حضوری حاصل تھا۔ اور درجات فقر میں اس قدر بلند کہ جو فرماتے وہ ہر حال میں پورا ہو کر رہتا۔ بلکہ آنے والے معاملات سے لوگوں کو پہلے ہی آگاہ فرما دیتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی کے دست مبارک سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

کشف و کرامات ☆: جس دن حضرت سید معظم شاہ قلندر علیہ الرحمۃ نے اس دنیائے فانی سے کوچ کرنا تھا۔ اس رات کو آپ نے مغرب کے وقت حضور شہنشاہ کلیام کے دربار میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ مسجد کے دو مینار تھے ایک کھڑا ہے دوسرا گر گیا۔ اس کے ساتھ ہی رونا پیٹنا بھی شروع کر دیا۔ کبھی ڈاڑھی نوچتے اور بار بار ایک ہی بات زبان پر تھی کہ مسجد کا ایک مینار گر گیا دوسرا کھڑا ہے۔ لوگ اکٹھے ہو گئے اور پوچھنے لگے مگر آپ بار بار یہی فرماتے کہ مسجد کا ایک مینار کھڑا ہے دوسرا گر گیا۔ یہ فرماتے جاتے اور آنکھوں سے آنسو اس طرح بہہ رہے تھے جیسے کہ ساون کی بارش۔

لوگ اس معرفت اور رمز والی بات کو نہ سمجھ سکے۔ ہر آدمی آپ کی بات کی تاویل اپنی اپنی عقل کے مطابق کر رہا تھا۔ مگر حقیقت اس وقت کھلی کہ اسی رات آدھی رات کے وقت حضرت سخی سید معظم شاہ قلندر جلیہاری والوں کا انتقال ہوا تھا اور صبح کو یہ خبر پورے علاقے میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ تب لوگ اس رمز والی بات کو سمجھے کہ ایک مینار جو کھڑا ہے وہ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی ہیں۔ جبکہ دوسرا مینار جو گر گیا ہے۔ اس سے مراد تھی کہ حضرت سخی سید معظم قلندر سرکار علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کی قبل از وقت اطلاع تھی کہ حضرت معظم سرکار داغ جدائی دے گئے ہیں۔

کرامت نمبر۲ ☆: حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کو ایک حجرہ عنایت فرمایا ہوا تھا۔ آپ نے اُس میں دو گدھی رکھی ہوئیں

تھیں۔جن سے آپ کو خصوصی محبت تھی۔

آپ کا یہ دستور تھا کہ گدھیوں کو کھول کر جنگل کی طرف بھیج دیتے تھے وہ چر کر خود بخود واپس آ جاتیں۔ایک دفعہ بارش نہ ہونے کے سبب کھیتوں میں سبزہ نہ رہا تو گدھیاں بھوکی رہ کر کمزور نظر آنے لگیں تو آپ نے خدا کی بارگاہ میں بارش کے نزول کے لئے دعا کی۔جس کے بعد خوب بارش برسی۔کھیت خوب سیراب ہوئے اور ہر طرف ہریالی نظر آنے لگی۔آپ نے حسب معمول گدھیوں کو کھول کر باہر کی طرف بھیج دیا تاکہ چر کر گزارا کر لیں۔گدھیاں جونہی باہر نکل کر ایک کھیت کی طرف گئیں اور گندم کی فصل کو کھانا شروع کیا تو کھیت کے مالک نے ان کو پکڑ کر باندھ دیا۔اور پھر ظلم یہ کہ ان کی زبانیں کاٹ کر ان کو اپنے پاس سے روانہ کر دیا۔" جب زبانیں کٹی ہوئی گدھیاں خون کی ندیاں بہاتی ہوئیں آپ کے پاس اپنے گھر پہنچیں تو آپ سمیت موجود تمام حاضرین حیران تھے کہ ان کے منہ سے خون کی نہر کیوں جاری ہے۔آپ نے آگے بڑھ کر جب ان کے منہ کھول کر دیکھے تو حقیقت آشکار ہوگئی کہ کسی نے زبانیں کاٹ دی ہیں۔آپ فوراً مرشد کامل کی بارگاہ میں پہنچے اور عرض کیا حضور جن لوگوں نے میری گدھیوں کو نقصان پہنچایا یا ان کو سزا ملنی چاہیے کہ اُن کی جڑ ختم ہو جائے۔حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا بیگانے لوگوں کا نقصان کروا کر اب مجھ سے سزا دلواتے ہو؟ مجھ سے ایسا نہیں ہوسکتا۔

آپ نے دوبارہ مرشد کامل کی بارگاہ میں عرض کیا حضور اگر آپ ان کو سزا نہیں دیں گے تو پھر میں ان کے لئے خود کچھ کروں گا۔ اور پھر بھی آپ مجھے کہیں گے۔اور مجھ پر سوار ہوں گے۔

اس لئے آپ خود انہیں سختی سے تاکید و تنبیہ کریں یا پھر مجھے اجازت دیں۔پھر آپ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔میں اُسے ایسا داغ لگاؤں گا کہ کوئی دھو نہ سکے۔یہ سُن کر حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا اچھا ٹھیک ہے جو تمہاری مرضی ہے وہ کرو۔مرشد کی یہ بات سنتے ہی آپ نے اُسی جگہ کھڑے کھڑے ارشاد فرمایا کہ میرے جانوروں کی زبانیں کاٹنے والے میں نے تمہارا پودا بنیاد سے ہی اُکھیڑ دیا ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس آدمی نے زبانیں کاٹیں تھیں وہ کلیام ہی کا رہنے والا تھا۔اور سب لوگوں نے دیکھا کہ اس کا ختم درود کرنے والا کوئی نہ رہا۔یعنی آنے والی پوری نسل ہی ختم ہو کے رہ گئی۔

اس واقعہ کے بعد حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کو گوجر خان شہر میں بیٹھ کر مخلوق کی خدمت کا حکم دے دیا۔آپ نے گوجر خان شہر جی ٹی روڈ پر ڈیرہ لگایا لنگر چلایا اور ہزاروں افراد آپ کے در اقدس سے فیض یاب ہوئے۔بہت سے مصیبت زدہ حضرات کی مصیبتیں دور ہوئیں۔بہت سے گمراہوں کو آپ کی صحبت کی وجہ سے راہِ ہدایت نصیب ہوئی۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری گوجر خان میں ہوا۔مزار پُر انوار حیات سر روڈ گوجر خان شہر ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔

محترم جناب بابو اکرم کلیامی جو کہ باباجی کلیامی کے درویش اور عقیدت مند ہیں نے آپ کے مزار پُر انوار کی مرمت اور دیگر انتظام تعمیرات و عرس وغیرہ کے لئے بہت ہی خدمات سرانجام دی ہیں۔

حضرت سید محمد افضل بخاری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، فاضل اجل و اکمل، شیخ الشیوخ، عالم ربانی، مرشدِ لاثانی حضرت سید محمد افضل شاہ بخاری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے ممتاز مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ نے تمام عمر یادِ خدا اور ذکر و فکر عبادت و ریاضت مجاہدہ و سلوک میں گزاری۔ آپ کا وجود خدا کی ایک عظیم نعمت اہل آگرہ کے لئے ثابت ہوا کہ آپ نے گھر گھر میں شمع عشق رسول ﷺ کو روشن کیا۔ عشق و محبت کے دیپ جلائے۔ ساری زندگی خدا کی مخلوق کو درس رشد و ہدایت دیا۔ کوئی لمحہ بھی غافل نہ گزارا۔ آپ ایک صاحب نسبت اور صاحب علم و عرفان بزرگ ہوئے ہیں۔ عبادت و ریاضت میں یکتائے زمانہ اور مجاہدہ و سلوک میں بے مثال تھے۔ اخلاق کریمانہ سرکار علیہ السلام کے اخلاق کا عملی نمونہ تھا۔ سخاوت میں آپ کا ثانی کوئی نہ نظر آتا تھا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت شیخ العرب والعجم حضرت شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ خرقہ خلافت کے بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فروغ اور سلسلہ رشد و ہدایت سے منسلک ہو گئے۔ ہزاروں افراد آپ کی بدولت گمراہی سے نکل کر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔ لاتعداد افراد آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ سینکڑوں افراد کو آپ کے علم و عرفان سے جلا ملی۔

حضرت حاجی صاحب کے وصال باکمال کے بعد آپ تادم آخر ہر سال حاجی صاحب کا عرس بڑے ہی اہتمام سے مناتے رہے۔ بہت سا زر کثیر آپ عرس پر خرچ کرتے مہمانوں کے لئے اعلیٰ انتظام فرماتے۔ لنگر اس قدر شاندار ہوتا کہ گمان ہوتا کہ شادی کا کھانا ہے آپ کی روحانی توجہ سے بہت سے مرید صاحب سوز و گداز ہوئے ہیں۔ آپ حضرت مخدوم العالمین سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے اور پکے عاشق صادق تھے۔ آپ کا وصال باکمال آگرہ انڈیا میں چودھویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔ اور وہیں مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شاہ شبیر احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: ولی العصر، شیخ یگانہ، عارف باللہ، مرد حقیقت آگاہ حضرت پیر شاہ شبیر احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بیسویں صدی عیسوی کے عظیم روحانی پیشوا اور عارف کامل و اکمل گزرے ہیں جو کہ حضرت مشتاق احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

آپ انتہا درجہ کے نیک متقی و پرہیزگار پابند صوم وصلوٰۃ اور تہجد کے علاوہ دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے اپنے شیخ کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔ آپ نہایت ہی منکسر المزاج حلیم الطبع و درویش تھے۔ آنے والے سے اس قدر اخلاق سے ملتے کہ وہ اپنا غم بھول جاتا اور یہ تصور کرتا کہ حضرت شیخ جتنا پیار مجھ سے کرتے ہیں اتنا کسی اور سے نہیں کرتے۔

آپ نے تبلیغ اسلام کے لئے بہت سے سفر کئے اس دوران بہت سے بزرگوں کے مزارات پر حاضری کا شرف بھی حاصل کیا۔ تمام عمر حیدر آباد دکن میں گزاری اور وہیں پر آپ کا وصال ہوا مزار پُر انوار حیدر آباد دکن میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ حیدر آباد دکن کے نواب میر عثمان علی خان کے محکمہ اوقاف میں خطیب تھے میر عثمان علی خاں آپ کے عقیدت کیش تھے آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سر درد کے مستقل مریضوں کے خطوط آپ کے پاس آتے خط پڑھتے ہی درد سر ٹھیک ہو جاتا آپ نے یہ عمل میر عثمان صاحب کی خواہش پر چند ساعتوں میں انہیں بخش دیا پھر میر صاحب میں بھی وہی اثر آ گیا کہ وہ بھی جب دور دراز سے آئے ہوئے خطوط پڑھتے تو درد سر خواہ کتنا ہی پرانا ہو آرام آ جاتا۔

حضرت شاہ محمد انور صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیر طریقت رہبر شریعت حضرت شاہ محمد انور صابری رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی صوفی بزرگ ہوئے ہیں آپ انتہائی نیک سیرت باکردار متقی پرہیزگار پابند صوم وصلوٰۃ بزرگ تھے اپنے مشائخ کی طریقت پر سختی سے کاربند تھے۔

آپ ولی العصر حضرت شاہ وکیل احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور منازل سلوک طے کرانے کے بعد مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد و مجاز کیا۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت شاہ شبیر احمد حیدرآباد دکنی چشتی صابری کے دست حق پر اور وہ حضرت شاہ مشتاق احمد چشتی صابری کے دست حق پرست پر وہ حضرت شاہ صندل چشتی صابری کے دست حق پرست پر وہ حضرت شاہ صندل چشتی صابری کے دست حق پرست پر وہ حضرت شاہ خواجہ عبداللہ امروہی چشتی صابری کے دست حق پرست پر جبکہ حضرت خواجہ عبداللہ امروہی صابری حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف اور خلافت یافتہ تھے۔

حضرت شاہ محمد انور صابری رحمتہ اللہ علیہ کا مزار گرین ٹاؤن لاہور میں مرجع خاص و عام ہے آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کے صاحبزادے حافظ اشتیاق احمد صابری کی زیر نگرانی انعقاد پذیر ہوتا ہے۔

حافظ اشتیاق احمد صابری حلیب ملک کی ڈسٹری بیوشن کا کاروبار کرتے ہیں بہترین حافظ قرآن اور بااخلاق صفات کے مالک ہیں اپنے عظیم والد کے مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف عمل ہیں۔ ماڈل ٹاؤن لاہور میں آپ کی رہائش ہے۔

حضرت شیخ بدرالدین المعروف بدری بابا چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف واکمل، شیخ یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ حضرت شیخ بدرالدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم مرد کامل اور شیخ الشیوخ ہوئے ہیں۔ آپ حضرت شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ معروف کے مرید و خلیفہ ہوئے ہیں۔ آپ کو حضور شہنشاہ کلیام نے خلافت عطا فرمانے کے بعد راولپنڈی شہر میں رہنے اور سلسلہ کی رشد و ہدایت کے کام کا حکم دیا۔ چنانچہ شیخ کامل کا حکم ملتے ہی آپ راولپنڈی تشریف لائے۔ اور مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف و مشغول ہو گئے۔ ہزاروں افراد نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ بالآخر راولپنڈی میں ہی آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کو ہوا۔ مزار پُر انوار تیلی محلہ مین مری روڈ قصر شیریں سویٹ پیلس کے ساتھ ایک چھوٹی سی جگہ پر مرجع خاص و عام ہے جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر دولتِ عرفان حاصل کرتے ہیں۔

حضرت صوفی محمد امیر بخش امیر صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : عاشق رسول ﷺ، فدائے بارگاہ مخدوم صابر کلیری، قطب ابدال، فقیر یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ، متوکل بذات اللہ حضرت شیخ محمد امیر بخش بن شیخ اللہ بخش بن شیخ مولا بخش چشتی صابری المعروف امیر صابری اپنے وقت کے عظیم صوفی درویش اور قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت جون ۱۹۱۶ء کو بستی پیرزادوں کی تحصیل خرجہ ضلع بلند شہر انڈیا میں ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد انڈیا سے لاہور کے علاقہ مزنگ میں آ کر آباد ہوئے۔ آپ انتہائی سادہ طبیعت نرم مزاج بردبار شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے زمانے کے بہترین قابل وفاضل اساتذہ سے دینی ودنیاوی تعلیم مکمل کی۔

بیعت وخلافت ☆ : آپ حضرت حافظ محمد حسین المعروف پیش امام چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور مرشد کامل کی خدمت میں مصروف رہ کر منازل سلوک کو طے کرنے کے بعد مرشد کامل سے خرقہ خلافت لے کر صاحب ارشاد ہوئے۔

۱۹۶۳ء میں کلیر شریف انڈیا میں علامہ محمد انور صابری نے پاکستان میں اپنے خلفا مقرر کئے جن میں حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری اور آپ کا نام بھی شامل ہے۔ کلیر شریف میں تختیوں پر آج بھی آپ کا نام نامی موجود ہے۔ اگرچہ آپ پر خداوند کریم کی خصوصی عنایات اور مرشد کامل کی خصوصی توجہ تھی اور آپ ظاہری باطنی علوم سے مرصع تھے مگر اس کے باوجود آپ نے اپنے پاس آنے والوں کے لئے سلسلہ بیعت کو موقوف رکھا اور بہت کم لوگوں کو اپنے ہاتھ پر بیعت فرمایا۔ اس کی دو وجہ تھیں پہلی وجہ تو یہ تھی کہ آپ سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھتے تھے اور مشائخیت کی آپ میں بُو تک نہ تھی۔ نہ ہی کبھی اپنے اوپر خدا کی عنایات کا کسی سے تذکرہ کیا۔ اپنے آپ کو چھپانے کیلئے زیادہ وقت خاموش رہتے تھے۔ کم بولنا، کم کھانا، کم سونا، آپ کے معمولات کا حصہ تھا۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ ہمہ وقت والی کلیر حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ اور اپنے خواجگان چشت اہل بہشت کے تصور اور جلوؤں میں گم رہتے تھے اور اسی میں مگن رہتے ہوئے گن گناتے رہتے اور قلم اور کاغذ پر خواجگان چشت اہل بہشت اور حضرت مخدوم صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کی مناقبات اور قصیدے لکھتے رہتے تھے تمام عمر اپنے آقا و مولا حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کی اس قدر تعریف اور مدح سرائی کی کہ پوری دنیا میں آپ کو امیر صابری کے نام سے جانا اور پہچان جانے لگا۔ پوری دنیا میں جہاں بھی محفل سماع ہو قوال چاہے کوئی ہو محفل میں آپ کا کلام ضرور پڑھے گا بالخصوص والی کلیر حضرت مخدوم

پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت تو آپ نے اس انداز سے لکھی ہیں کہ لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ آپ کا کلام پڑھنے کے بعد محسوس یہ ہوتا ہے کہ آپ کا والی کلیر حضرت مخدوم پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے براہ راست تعلق ہے۔ کہ آپ کی صفات کو دیکھتے جا رہے ہیں اور کلام تحریر کیے جا رہے ہیں۔

اسی طرح نعت رسول ﷺ لکھتے وقت آپ عشق رسول کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر نعت لکھتے تھے۔ آپ کے کلام میں یہ تاثیر ہے کہ جب کوئی پڑھنے والا کلام کو پڑھتا ہے تو محفل پر سحر طاری ہو جاتا ہے۔ فقیر راقم الحروف کو عرصہ ۳۰ سال سے آپ کے کلام کو دیکھنے پڑھنے اور محفل سماع میں سننے کا موقع ملا ہے یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ والی کلیر حضرت مخدوم سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری کی بارگاہ میں صوفیائے قدیم کے بعد جس انداز سے آپ نے نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے آپ کے ہم عصر لوگوں میں اس کی مثال ناممکن ہے۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ آپ ایک عالم باعمل صاحب کردار پابند صوم وصلوٰۃ اور نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ چالیس مرتبہ کلیر شریف لگاتار تشریف لے جاتے رہے اور حضرت مخدوم کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہے۔

اپنے مرشد کامل کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے بلکہ آپ کے بارے میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ ایک صاحب حال بزرگ اور صوفی شاعر تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کا کلام پُر تاثیر تھا۔ اپنی ساری زندگی میں ہر سال پاکپتن شریف عرس میں تشریف لے جاتے رہے لیکن پاکپتن شریف میں کبھی جوتی نہیں پہنی۔ آپ کو پاکپتن شریف میں موجود صابری حجرہ کے اندر کئی مرتبہ حاضری کا شرف حاصل رہا ہے۔ وہاں نوافل بھی ادا کرنے کا موقع ملا ہے۔

حضرت قمر المشائخ اور آپ کی ذات☆: آپ کبھی کبھی لاہور سے راولپنڈی حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بہ پاس عقیدت اور برادرانہ تعلق کی بنا پر تشریف لاتے تھے اس لئے کہ آپ کا سلسلہ وشجرہ طریقت بھی دو واسطوں کے بعد حضرت شاہ خاموش سرکار والی حیدرآباد دکن تک پہنچتا ہے جبکہ حضرت قمر المشائخ کا سلسلہ شجرہ طریقت بھی دو واسطوں کے بعد حضرت شاہ خاموش سرکار تک پہنچتا ہے۔

اس طرح راقم الحروف کے والد گرامی حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری الحسینی رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ وشجرہ طریقت بھی دو واسطوں کے بعد حضرت شاہ خاموش سرکار رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت سید محمد معین الدین شاہ خاموش سرکار حیدرآباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اکبر و سجادہ نشین حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری رحمتہ اللہ علیہ مقرر ہوئے۔ ان کے خلیفہ اکبر سیدی سندی آقائی و مولائی حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدرآباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ فیض عالم والد گرامی حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ہوئے۔ جبکہ دوسرے خلیفہ حضرت محمد حسین جو کہ حیدرآباد دکن کی عظیم روحانی خانقاہ کے پیش امام تھے اور اُن کو پیش امام کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ قیام پاکستان سے قبل ہی مرشد کامل کے حکم سے لاہور تشریف لے آئے تھے کہ دست حق پرست پر حضرت امیر صابری رحمتہ اللہ علیہ شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس طرح حضرت امیر صابری راقم الحروف کے والد گرامی کے چچا پیر کے مرید ہونے کے ناطے پیر بھائی ہوئے۔ اسی طرح حضرت قمر المشائخ کے بھی آپ چچا پیر کے مرید و خلیفہ تھے۔

پیر بھائی ہونے کے ناطے تشریف لاتے اور جب کبھی کوئی نئی کتاب یا دیوان زیور طبع سے آراستہ ہوتا تو آپ ضرور لے کر آتے اور حضرت قمر المشائخ کو پیش فرماتے تھے۔ اور حضرت قمر المشائخ جمعرات کے روز ختم خواجگان کے موقع پر اپنے مریدین وعقیدت مندان سے فرماتے کہ حضرت امیر صابری صاحب تشریف لائیں ہیں ان سے ان کی کتابیں خرید اور پڑھا کرو۔

یکم جولائی ۱۹۸۷ء کو ایک وقت آیا کہ آپ اچانک لاپتہ ہو گئے گھر والے ڈھونڈ ڈھونڈ کر مایوس ہو گئے اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں پمفلٹ در و دیوار پر لگے ملک بھر کے بڑے بڑے لوگوں نے آپ کو ڈھونڈنے والے کے لئے انعام مقرر کیا مگر آپ کی ذات کا کہیں پتہ نہ چلا۔ فقیر راقم الحروف عم طریقت حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ کسی شخص نے آپ کے بارے میں عرض کیا کہ حافظ صاحب امیر صابری خوب گم ہوئے کہ پتہ ہی نہیں چلا۔ تو حضرت قمر المشائخ نے بے ساختہ فرمایا: کہ میاں ابدالوں کی کیفیت ایسی ہی ہوتی ہے۔ ابدال جب نظر سے اوجھل ہو جائے تو پھر تلاش کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ حضرت قمر المشائخ کی اس بات سے آپ کے مقام کا پتہ چلتا ہے کہ آپ مرتبہ ولایت میں کس مقام پر فائز تھے۔

فقیر راقم الحروف کو اس بارے میں کچھ علم نہ ہے کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے یا ابھی تک لاپتہ ہیں لیکن بہت سے حضرات سے یہ بات سننے میں آئی ہے کہ آپ کا وصال با کمال ہو چکا ہے ہر سال آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کے صاحبزادے محمد سلیم صابری کی نگرانی میں لاہور میں منایا جاتا ہے۔

آپ کے صاحبزادے محمد سلیم صابری سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں باقاعدہ داخل ہیں اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ فقیر راقم الحروف کی جناب سلیم صابری سے ایک یادگار ملاقات لاہور میں ہوئی جہاں وہ مجھے ملنے خود تشریف لائے تھے بڑے ہی سادہ اور خلیق و مہربان شخص ہیں اپنے والدین کا اکثر کلام ان کو زبانی یاد ہے۔ خدا خوش رکھے برادرم محمد سلیم کو۔

زندگی میں سب سے پہلے منقبت ☆: کلام لکھنا شروع کیا تو سب سے پہلا کلام اپنے پیر و مرشد کو سنایا۔

رُخ سے پردہ اُٹھا لگی دل کی بجھا — مورے صابر پیا مورے صابر پیا
جب سے کلیر چھٹا ہجر میں مر مٹا — مورے صابر پیا مورے صابر پیا

اس پر پیر صاحب فرمانے لگے کہ امیر علی لکھا کرو خوب لکھو گے بہت اچھا لکھو گے۔

حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء کی اولاد کا واقعہ عجیب ☆: ہمارے سالانہ محفل ہوتی ہے جس میں ایک بزرگ پیر جی شریف احمد عثمانی چشتی صابری تشریف لاتے تھے۔ جو جلال الدین کبیر الاولیاء کی اولاد میں سے تھے۔ اُن کو بھی اپنا کلام سناتے تھے ایک غزل لکھی جو اُن کو سنائی

جو کھو چکا ہوں میں وہ دل تلاش کرتا ہوں — جہاں لُٹا ہوں میں وہ منزل تلاش کرتا ہوں
امیر صابری بھٹکا ہوا ہوں منزل سے — میں اپنا مرشد کامل تلاش کرتا ہوں

پیر صاحب کہنے لگے صابری صاحب یہ شعر غلط ہے تمہارے کتنے مرشد ہیں جن میں سے تم مرشد کامل تلاش کرتے ہو۔ تو کہنے لگے

آپ کہتے ہیں تو میں بدل دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا نہیں اب رہنے دو۔ جب سالانہ محفل ہو رشید فریدی (قوال) اس کو کہنا کہ یہ غزل ضرور سنائے۔ چنانچہ جب سالانہ محفل آئی تو قوال سے یہ غزل کا کہا گیا تو جس شعر پر پیر صاحب نے اعتراز کیا تھا اُسی شعر پر پیر صاحب کو کیفیت ہوگئی اور ایک گھنٹہ وجد میں رہے۔ طبیعت سنبھلی تو فرمانے لگے امیر علی تمہارے پیر کی دعا ہے بہت اچھا لکھو گے۔

بس ایک سجدہ ہے جو کہ ابھی ادا نہ ہوا☆: آپ کے صاحبزادہ محمد سلیم صابریؔ فرماتے ہیں کہ ایک شعر جو والد صاحب بہت ستاتے تھے کہ

یوں تو ہزاروں سجدے ادا کیئے ہیں امیرؔ　　　بس ایک سجدہ ہے جو کہ ابھی ادا نہ ہوا

جب گھر سے چلے گئے تو کافی سال بعد خواب میں ملے تو پھر یہی شعر سنایا تو میں نے کہا کہ اباجی وہ کون سا سجدہ ہے جس کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ تو فرمانے لگے وہ سجدہ بھی اب ادا ہو گیا ہے۔ آپ نے اپنی نسبت کے حوالے سے ایک شعر بھی رقم کیا ہے جو کہ حقیقتاً آپ پر صادق آتا ہے۔

مجھ میں کوئی خوبی نہیں اے ساقی کلیر　　　دیوانہ تیرے نام سے مشہور ہوا ہے

امیر صابریؔ کے ایک دوست نعت خواں اکرم قلندری کہتے ہیں کہ میں ایک دن جا رہا تھا کہ مجھے صابری صاحب ملے ہم اکٹھے باتیں کرتے ہوئے کافی دور تک گئے بعد میں مَیں نے کہا کہ صابری صاحب مجھے اجازت دیں۔ میں نے جانا ہے تو کہنے لگے ٹھیک ہے جاؤ۔ جب میں دوسری طرف جانے لگا تو یکدم خیال آیا کہ صابریؔ صاحب کو پکڑنا چاہیے یہ تو کافی عرصہ سے غائب ہیں مگر بہت تلاش کیا مگر نہیں ملے ایک منٹ سے بھی کم وقت میں نہ جانے کدھر چلے گئے۔ اُن کے دیوان جو پرنٹ ہو چکے ہیں۔

(۱) عرب دے نظارے...... پنجابی) (۲) آئینہ کیف...... نعت شریف۔ اولیاء کرام کی شان میں) (۳) تاجدار عرب...... نعت شریف) (۴) فیضانِ صابری...... تمام اولیاء کرام کی شان میں) (۵) آئینہ صابری...... غزلیات)

اسلام آباد میں ایک صاحب ڈپٹی سیکرٹری تھے جن کے گھر محفل تھی لاہور سے صاحبزادہ سید احمد صابری جو کہ صوفی منظور احمد صابریؔ اوکاڑہ والے کے لڑکے ہیں وہ بھی تشریف لے گئے اور بیٹھے بیٹھے باتیں شروع ہوگئی سعید احمد صابری صاحب کہنے لگے کہ دیکھو ۱۰ سال ہوگئے امیر صابری کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ جس پر اہل خانہ کہنے لگے کہ کل تو ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور کلام سنا رہے تھے۔

آپ کے بارے مختلف لوگوں کے تاثرات☆: ایک ہمارے رشتہ دار قافلہ کے ساتھ کلیر شریف گئے وہ کہتے ہیں کہ روضہ مبارک پر کھڑا دعا مانگ رہا تھا کہ میں نے دیکھا میرے ساتھ امیر صابریؔ صاحب کھڑے ہیں اب میں کہہ رہا ہوں کہ تو ممانی جان کے اباجی ہیں جو گم ہو گئے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں یہاں کیسے پہنچے۔ جب میں نے دعا مانگ کر دیکھا وہ غائب تھے بہت تلاش کیا مگر نہیں ملے حالانکہ اُس وقت ان کو گھر سے گئے ۸ سال ہو گئے تھے۔

آپ کے صاحبزادے محمد سلیم صابریؔ کہتے ہیں کہ میں ایک محفل میں گیا جہاں مجھے ایک نعت خواں جان محمد صاحب ملے جن کا ہمارے گھر بھی آنا جانا تھا۔ مجھے کہنے لگے پاجی (امیر صابریؔ) نہیں آئے۔ میرے خاموش رہنے پر کہنے لگے کہ وہ تو رات کو محفل سماع میں آئیں گے۔ میں نے اُن کو کہا کہ آپ کو نہیں پتہ۔ تو یکدم کہنے لگے بتاؤ خیریت تو ہے میں نے کہا ۶ سال ہو گئے اباجی گھر سے گئے

واپس نہیں آئے وہ مجھے کہنے لگے کہ مذاق کرتے ہو۔ وہ ابھی پرسوں مجھے ملے تھے اور ہم کافی دیر داتا دربار بیٹھے رہے۔

صوفی عبدالغفور چشتی صابریؔ جو کہ خواجہ غلام ربانی چشتی صابریؔ کے خلیفہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں ایک دن گھر سے کہیں گیا تو راستہ بھول گیا۔ بہت پریشان تھا کہ راستے میں مجھے ایک بزرگ نظر آئے میں نے اُن سے کہا کہ شاہدرہ جانا ہے راستہ بھول گیا ہوں کدھر کو جاؤں۔ تو انہوں نے مجھے کہا آؤ میں راستہ بتاتا ہوں۔ جب میں نے دیکھا تو امیر صابریؔ صاحب تھے میں نے بات کرنے کی کوشش کی لیکن میری زبان بند ہوگئی انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور داتا دربار سٹاپ پر آ کر کہتے ہیں یہاں سے شاہدرہ چلے جاؤ۔ وہ کہتے ہیں کہ ۳۔۴ دن میری طبیعت خراب رہی۔ بعد میں ٹھیک ہوگیا۔

حضرت سید چراغ دین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، شہباز طریقت، پاسبان شریعت حضرت سید چراغ دین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے روزگار روانہ ہیں۔

آپ سراج السالکین، امام العارفین، محقق دوراں، فاتح قادیاں حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی ثمہ گرداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز ہیں۔

تمام عمر موضع خانقاہ کھوکھین تھلہ کپور ضلع جالندھر میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابری کی رشد و ہدایت میں مشغول رہے ہزاروں افراد کے دلوں کو نور اسلام سے روشن اور منور کرتے رہے۔

آپ کے خلفائے کبار میں حضرت موج دریا اور حضرت خیر الدین عرف جھنڈے شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار قصور میں ہے بھی کاملین زمانہ سے ہوئے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کے آخر میں موضع کھوکھین کپور تھلہ ضلع جالندھر میں ہوا۔ اور وہیں پر مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت سائیں محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل، فدائے خواجہ فضل، عارف ربانی، مرشد لاثانی حضرت خواجہ سائیں محمد حسین المعروف سائیں سنگھوری والے مجذوب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم سالک و مجذوب فقیر اور شیخ کامل ہوئے ہیں۔ آپ انتہائی نیک سیرت خوبصورت و باکردار اور پابند شریعت بزرگ ہوئے ہیں۔ تمام زندگی اپنے شیخ کے دامن سے وابستہ رہے کبھی کوئی ایسا معاملہ نہیں کیا جس سے مرشد کی دل آزاری ہو۔ ہمہ وقت مرشد کے حضور حاضر رہتا اور تنہائی کے عالم میں مرشد کے جلوؤں میں گم رہنا آپ کی عادت بن گئی تھی۔

موضع سنگھوری اور شہنشاہ کلیام ☆: موضع سنگھوری کلیام شریف کے نزدیک (جو کہ سرور شہید نشان حیدر کا بھی گاؤں ہے) یہی وہ گاؤں ہے کہ جہاں حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے ریاضت اور مجاہدے کا کام بھی کیا۔

اور اس دوران اس بستی کے ارد گرد کی جھاڑیوں میں لیٹ کر اپنے جسم کو خون آلودہ کرتے۔ کبھی کانٹے دار درختوں سے اپنے جسم کو رگڑتے اور وہ کانٹے آپ کے جسم پر تیر بن کر چبھتے۔ جسم نازنین پر کانٹوں کی وجہ سے کئی جگہ پر زخم ہو جاتے اور ان زخموں سے خون بہنے لگتا۔

اسی مقام پر پتھر کی ایک بڑی سیل پر آپ کئی کئی گھنٹے تپتی ہوئی دھوپ میں لیٹتے۔ اور آپ کا جسم مثل کباب جلنا شروع ہو جاتا۔ آپ نے اپنے جسم و جان کو بے حال کر دیا۔ جیسے سیخ پر کباب بھونا جاتا ہے۔

آپ سرکار حضرت سائیں محمد حسین سنگھوری والے مجذوب اس مقام پر زیادہ تر حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں رہتے اور اسی جگہ پر آپ نے بھی تمام عبادت و مجاہدات ریاضات کی تکمیل کی اور درجہ کمال کو پہنچے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین سرکار کلیامی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

پہلے پہل آپ سالک تھے منصب خلافت پانے کے بعد جب آپ نے ریاضت میں اپنے مرشد کامل کی طرح سخت محنت کی تو

اس کے بعد سے آپ پر جذب طاری ہوگیا اور اس طرح آپ سنگھوری والے مجذوب کے نام سے مشہور ہوگئے۔

ہزاروں افراد نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ بے شمار مخلوق ہر روز آپ کے ارد گرد جمع رہتی تھی۔ آنے والے عقیدت مندان جو کچھ بھی نذر نیاز اور تحفے تحائف لا کر پیش کرتے آپ اس کی طرف بالکل توجہ نہ کرتے نہ ہی کسی چیز کو ہاتھ لگاتے۔ اکثر باتوں میں فرمادیا کرتے تھے کہ جس وقت میں مرجاؤں گا تو آ کر میرا مزار بنوانا اور میلے لگانا۔

اب جو کچھ لے کر آئے ہو مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔ فی الحال یہ تحفے اپنے گھروں میں لے جا کر اپنے بچوں کو دے دو۔ البتہ میرے مرنے کے بعد آ کر جتنا دل چاہے خرچ کرنا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴ چودھویں صدی ہجری میں موضع سنگھوری نزد کلیام شریف میں ہوا۔ اور موضع سنگھوری نزد کلیام شریف میں ہی آپ کا مزار پُرانوار مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب اور منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

حضرت راجہ دوست محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: فنا فی الشیخ عالی مرتبت حضرت راجہ دوست محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کے خصوصی مرید اور خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ موضع گڈاری ضلع جہلم کے رہنے والے اور ایک متمول خاندان سے متعلقہ ہیں۔

والی کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کی بارگاہ میں تشریف لائے ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر عرصہ دراز تک گھر والوں سے قطع تعلق کر کے حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔

عبادت و ریاضت میں انتہا درجہ کو پہنچے اور حضرت سے خرقۂ خلافت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ اپنے شیخ کے سچے عاشق اور دیوانے تھے۔

ایک پل بھی مرشد کے بغیر گزرنا ان کے تصور میں نہ تھا۔ مرشد کامل بھی اپنے اس مرید سے خصوصی شفقت و محبت فرماتے۔ حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کے سینہ بے کینہ کو نور سے بھر کر فیض بار کیا کہ گکھڑ قوم کے اس فرزند کو دین و دنیا کی دولت سے مالا مال کر کے اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔

آپ کا وصال باکمال موضع گڈاری ضلع جہلم جو آپ کا آبائی علاقہ ہے میں ہوا۔ وہیں آپ کی مرقد منورہ مرجع خاص و عام ہے۔ غالباً چودھویں صدی ہجری اول زمانہ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت مولانا سید محمد المعروف ذوقی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عالم باعمل، صوفی باصفا، صاحب ذوق مستی، حضرت مولانا ذوقی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے زمانہ اور صاحب دل وصاحب حال ہیں۔ آپ کا اصلی نام سید محمد ہے لیکن وفور ذوق وشوق اور جذبہ للّٰہیت کی وجہ سے آپ کے شیخ حضرت شاہ وارحسن کوڑہ جہاں آبادی علیہ الرحمۃ نے آپ کو لقب ذوقی سے ملقب فرمایا اور ذوقی شاہ کے نام سے مشہور اور معروف ہوئے۔

آپ کا شمار عصر حاضر کے ان مشائخ میں ہوتا ہے جو علوم اسلامیہ کے ساتھ علوم جدیدہ کے بھی حامل تھے۔ آپ علی گڑھ یونیورسٹی سے گریجویٹ ہونے کی حیثیت سے عصر حاضر کے جملہ امور وامراض سے بخوبی آگاہ تھے۔ اور تمدن جدید کے زبردست نقاد تھے۔ آپ نے ابتداء میں جرنلزم کا فن اختیار کیا اور بیعت سے قبل صحافت کی دنیا میں بہت بڑا مقام حاصل کیا۔

آپ کے رفقائے کار میں علامہ سر محمد اقبال، قلندر لاہوری، سر عبدالقادر، جسٹس شاہ دین، چوہدری خوشی محمد ناظر، حکیم اجمیل خان، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، نواب وقار الملک اکبر آبادی اور نواب محسن الملک جیسے درخشندہ ستارے شامل ہیں۔ لاہور میں پیسہ اخبار میں کام کرنے کے علاوہ صوبہ سندھ میں آپ انگریزی ہفتہ وار رسالہ الحق شائع کرتے تھے۔

جو انگریز کے جابرانہ دور کے باوجود حق وانصاف حق گوئی اور حق بیانی میں اس قدر مشہور ہو چکا تھا۔ کہ خود انگریزی حکام کے حلقوں میں بھی مقبول ہو چکا تھا۔ اور انگریزی پر نکتہ چینی ہونے کے باوجود انگریز اُسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

لیکن آپ کے قلب میں عشق الٰہی کا جو طوفان موجزن تھا۔ وہ آپ کو کوچۂ صحافت سے نکال کر کشاں کشاں کوچۂ عشق ومعرفت میں لے آیا۔ حق تعالیٰ کے لطف وکرم سے آپ کو خواب میں شیخ کامل کی زیارت کرادی گئی۔ اس کے بعد چند ماہ تک آپ شیخ کی تلاش میں پریشان حال رہے بالآخر شیخ کامل سے ملاقات ہوگئی۔

بیعت وخلافت☆: آپ حضرت مولانا شاہ وارث حسن کوڑہ جہاں آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ مولانا وارث حسن حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔

سیرت وکردار☆: آپ رات دن ذکر وفکر عبادت وریاضت ومجاہدہ میں مصروف رہتے اور اپنی خداداد صلاحیت وقابلیت کی بنا پر چند سالوں میں سلوک کی تمام منازل طے کر کے فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقامات حاصل کئے اور تادم وصال فریضہ رشد وہدایت خلق

خدا میں پوری تندہی اور جانفشانی سے متمکن رہے۔ آپ کے فیض صحبت سے حضرت شہید اللہ فریدی جیسی روزگار زمانہ شخصیات اور جلیل القدر اولیاء اللہ وجود میں آئے۔ چونکہ برصغیر پاک و ہند چشتیوں کا ورثہ ہے۔ اس لئے تحریک پاکستان اور قائداعظم محمد علی جناح کو آپ کی ظاہری و باطنی پشت پناہی حاصل رہی ہے۔ حقائق و معارف بیان کرنے میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ اور آپ کی تصانیف ایمان، اسلام اور احسان کے فیضان سے لبریز ہیں۔

آپ کی تصانیف ☆: آپ ایک پائے کے مستند عالم اور چوٹی کے لکھاری تھے زمانہ قدیم تا جدید علوم قدیمہ و جدیدہ پر مکمل مہارت و دسترس آپ کو حاصل تھی۔ آپ نے اہل اسلام اور بالخصوص اہل تصوف کے لئے چند کتابیں چھوڑی ہیں جن کی یاد قیامت قائم رہے گی۔

ان میں آپ کی ایک کتاب ''سرد براں'' دوسری کتاب ''بادۂ وساغر'' تیسری کتاب ''تربیت العشاق'' چوتھی کتاب ''مضامین ذوقی'' اردو انگریزی پانچویں کتاب ''برزخ'' چھٹی کتاب ''کتب سماوی پر ایک نظر'' ساتویں کتاب ''نیوسہ چلائٹ آن ویدک ایہنڈ'' آٹھویں کتاب ''القا، الہام، وحی'' نویں کتاب ''رسالہ صوفی ازم'' وغیرہ شامل ہیں جن کی آج کے دور میں قدر و منزلت اہل علم ہی جان سکتے ہیں۔

شانِ استغنا ☆: ایک مرتبہ ریاست دکن کے وزیراعظم مہاراجہ سری کرشن پرشاد نے آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی تو آپ نے اس کے خط کی پشت پر لکھ دیا کہ ہمارے ملنے کا وقت صبح ۱۰ بجے سے بارہ بجے دن تک ہے۔ اس کے بعد وہ خود آپ کے پاس حاضر خدمت ہوا اور وظائف و اوراد طلب کئے تو آپ نے اس کو اوراد و وظائف دے کر بے نیازی سے رخصت کر دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال سن اور تاریخ کا علم نہ ہوسکا کو سفر حج کے دوران یوم عرفہ بحالت احرام میدان عرفات میں ہوا۔ وہیں مرقد منورہ واقع ہے۔

حضرت بابا شیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مقتدائے عارفاں، رہنمائے سالکاں، شمع حق وصداقت، حضرت بابا شیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اشرف الاولیائے کبار سے ہیں۔

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے روحانی پیشوا حضرت سید علیم اللہ چشتی صابری جالندھری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ حضرت سید جان محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ کے پیرو مرشد حضرت سید جان محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ موضع مدھ گھیراں سے حضرت امام ناصر الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے اور اپنے مرشد کامل سید علیم اللہ علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضری دیا کرتے تھے۔ یہیں آپ کی ملاقات حضرت سید جان محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ہوئی تھی۔

آپ کی ولایت کے شہرہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ درگاہ حضرت امام ناصر الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین بابا عمر بخش ناصری علیہ الرحمۃ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار شہر جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت مخدوم شاہ محمد عارف حسن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، عالم ابن عالم، برھان حقیقت، شہباز طریقت، واقف علوم اسرار معرفت وشریعت حضرت مخدوم شاہ محمد عارف چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔

آپ ۷ ربیع الاول شریف ۱۲۸۵ھ بروز جمعتہ المبارک بوقت اشراق قصبہ رام پور انڈیا میں غوث زماں مخدوم زمن شاہ محمد حسن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ کے ہاں بہت سی اولادیں ہوئی مگر کوئی بھی زندہ نہ رہی۔ آپ کی ولادت سے قبل عطائے رسول ہندالولی حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں آپ کی والدہ سے فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا۔ اس کا نام عارف رکھنا۔ اس سے ایک عالم فیض یاب ہوگا۔ ابھی آپ کی عمر عزیز پانچ برس کی تھی کہ والدہ محترمہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئیں مگر راستے میں ہی ان کا انتقال ہوگیا۔

اس کے بعد آپ کی پرورش وتعلیم وتربیت کی تمام تر ذمہ داری آپ کے والد گرامی حضرت مخدوم زمن شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ پر آ گئی اور انہوں نے بڑی محبت سے آپ کی تربیت مکمل کی۔ آپ بچپن ہی سے لذیذ غذائیں پسند نہیں کرتے تھے۔ ہر وقت ذکر وفکر میں محو رہتے تھے۔ سات برس کی عمر میں قرآن مجید مکمل ختم کیا۔ آٹھ برس کی عمر میں والد بزرگوار نے ظاہری علوم کے حصول کے لئے مولانا ارشاد حسین کی نگرانی میں چھوڑ دیا۔ پندرہ سال کی عمر میں علوم متداولہ میں دستگاہ حاصل کر کے علم طب کی طرف راغب ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالغفور حکیم مولوی حسین رضا خان، حکیم احمد رضا خان، حکیم عبدالعزیز لکھنوی، حکیم عبدالعلی لکھنوی سرفہرست ہیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ نے ۴ محرم الحرام ۱۳۰۰ھ بروز جمعرات بعد نماز مغرب اجمیر شریف میں اپنے والد گرامی حضرت مخدوم شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔ اور ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۰۲ھ بروز جمعتہ المبارک بعد نماز جمعہ کلیر شریف میں بحکم حضرت بادشاہ دو جہاں سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ اقدس کے روبرو اپنے والد گرامی وشیخ طریقت سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔ حصول خلافت کے بعد آپ نے ہزارہا بندگان خدا کو گمراہی کی دلدل سے نکال کر صراط مستقیم پر لگایا۔ آپ کے خلفاء کی تعداد ۹ ہے۔

حضور مخدوم پاک کی غیبی رہنمائی ☆: جب آپ کی شادی ہوئی تو اس کے پانچویں روز آپ پاپیادہ کلیر شریف کی

طرف روانہ ہو لئے۔ ان دنوں آپ کے والد گرامی کلیر شریف میں ہی موجود تھے۔ آپ جب کلیر شریف کی جانب تشریف لے جا رہے تھے تو راستہ میں کچھ دیر تک ایک غیبی شخص نے آپ کی رہنمائی کی پھر وہ غائب ہو گیا۔ رات تاریک تھی آپ پریشان ہوئے کہ اچانک ایک روشنی نظر آئی۔ اس روشنی میں آپ کلیر شریف پہنچ گئے۔ والد گرامی نے پوچھا میاں تم کیسے آ گئے۔ عرض کی حضور صابر خود لے آئے ہیں۔ اس وقت آپ کے والد گرامی کے پاس ان کے خلفا میں سے مولانا محمد فاروق، حسن، حضرت رفیق حسن، حضرت احمد حسن، حضرت محمد بخش، حضرت قاسم علی خان، محمد عاشق حسن، حضرت کلن شاہ اور حافظ حسن علی شاہ بھی موجود تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں ہوا۔ مزار پُر انوار قصبہ رامپور شریف انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدہ و محبت آج بھی حاضری دے کر فیض یاب ہوتے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالعزیز چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فاضل بے بدل، عالم باعمل، مرصع علوم ظاہری و باطنی، حضرت مولوی عبدالعزیز چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔

آپ ضلع جالندھر کے موضع ڈھینگہ میں چھ ذیقعد ۱۲۶۰ھ کو حضرت مولانا محمد اسماعیل جو اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم دین اور نیک و متقی بزرگ تھے کے گھر پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ بعد ازاں علم منطق مولوی ابراہیم ساکن بوٹ جالندھر سے پڑھا۔ اس کے بعد مولوی رحمت اللہ مہاجر مکی مولوی ابوسعید شاہ اور شاہ عبدالغنی مہاجر مدنی سے دہلی جا کر اکتساب فیض کر کے سند حدیث حاصل کی۔ پہلے آپ نے مولوی غلام رسول نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ جن کا سلسلہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے ملتا ہے۔ بعد ازاں شیخ العرب والعجم حضرت شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں ان سے خرقہ خلافت حاصل کر کے صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ حنفی المذہب اور وقت کے جید اور باعمل عالم دین تھے اخلاق و کردار میں بے مثال اور لوگوں کی روحانی تربیت میں یکتا ہے۔

آنے والے حضرات آپ کے اخلاق سے متاثر ہو کر گرویدہ ہو جاتے تھے۔ آپ نے تین مرتبہ حج بیت اللہ شریف ادا کیا اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی۔ تمام عمر درس و تدریس رشد و ہدایت و تبلیغ میں گزاری۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن بھی بہت پائے کے عالم اور مفتی تھے۔ علاقے کے لوگ فتوے کے لئے انہی سے رجوع فرماتے تھے۔ تقریر کا انداز ایسا تھا کہ لوگ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے بارہ بارہ کوس سے پیدل چل کر آتے اور نماز جمعہ ان کے پیچھے پڑھتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری میں موضع قنو ڈھینگہ ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر میں ہوا۔ وہیں ان کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت پیر غلام محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مجمع الحسنات، مجسمہ کمالات وفیوض وبرکات وکرامات، حضرت پیر غلام محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مزین بعزت مرتبہ کمال ہیں۔ آپ پشاور کے رہنے والے ہیں۔ آپ کے والد گرامی اور ماموں حضرت شاہ عبدالرحمٰن رامپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید عقیدت مند تھے۔

آپ حضرت محمد قاسم شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ کے پیرومرشد حضرت محمد قاسم شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے ایک دن آپ کو حکم دیا کہ آپ پشاور سے ہجرت کر کے لاہور چلے جائیں اور وہاں پر خانقاہ قائم کر کے سلسلہ رشد وہدایت جاری کریں۔
چنانچہ شیخ کامل کا حکم ملتے ہی آپ لاہور پہنچے اور خانقاہ قائم کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی رشد وہدایت کے کام کا آغاز کر دیا۔ آپ کی خانقاہ میں ہروقت مستور اور دکھی انسانیت کا ہجوم رہنے لگا۔ ہزاروں افراد کے آپ کے در دولت سے عرفان وفیضان کی دولت حاصل کر کے واپس لوٹے۔

لاتعداد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ لاہور میں رہ کر آپ اکثر و بیشتر حضرت سیدنا عثمان علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پُر انوار مرکز تجلیات پر حاضری دیتے تھے۔
ہر جمعہ کو آپ کی خانقاہ عالیہ میں محفل ذکر وفکر وختم خواجگان ہوتی تھی۔ ہر ماہ قمری چھ تاریخ کو خواجہ غریب نواز کا ختم شریف اور ہر ماہ کی قمری تیرا تاریخ کو سلطان الاولیاء حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کراتے تھے۔
آپ کا سلسلہ طریقت حضرت مرشد پاکاں خواجہ سید صوفی محمد حسین مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے اس طرح ملتا ہے۔ پیر غلام محمد مرید وخلیفہ حضرت سید محمد قاسم شاہ مرید وخلیفہ سید عبدالرحمٰن شاہ کے تھے وہ فرزند ومرید وخلیفہ تھے سید محمد شاہ کے۔ وہ مرید وخلیفہ حضرت خواجہ صوفی محمد حسین مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کو لاہور میں ہوا۔ وہیں مزار پُر انوار مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت سید محمد قاسم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، شیخ لاثانی، پروردۂ نگاہ نبوت، فخر السادات، حضرت خواجہ پیر سید محمد قاسم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے زمانہ ہیں۔

آپ اپنے وقت کے عظیم روحانی پیشوا ہیں۔ عبادت وریاضت میں یکتائے زمانہ تھے علوم ظاہری وباطنی میں افضل واکمل تھے۔ آپ حضرت خواجہ سید محمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

پشاور اور گردونواح کے لاتعداد افراد آپ کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف تھے۔ ہزاروں افراد دولت علم وعرفاں سے فیض یاب ہوئے۔

آپ کے صاحبزادے جناب سید مستان شاہ چشتی صابری مدظلہ العالی جو آج کے دور کے بہت بڑے شیخ طریقت اور پشاور اور گردونواح کے علاقے میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم ترجمان ہیں اور تمر پورہ شریف ڈاکخانہ سے متصل ریلوے اسٹیشن ناصر پورہ ضلع پشاور میں مقیم ہیں۔ وہی آپ کے جانشین وسجادہ ہیں۔

حضرت سید مستان شاہ صابری جہاں کہیں تشریف لے جاتے ہیں صابریت کی جھلک ان کے قافلے میں نمایاں نظر آتی ہے صابری رنگ کا لباس اور جھنڈے ان کا امتیازی تعارف اور نشان ہے۔ دور حاضر کے بہترین عارف کامل اور صوفی باصفا ہیں۔ پشاور جیسے علاقے میں سلسلہ عالیہ کی رشد وہدایت اور خدمت انہی کا خاصہ ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری میں ہوا۔

مزار پر انوار موضع تمر پورہ نزد ریلوے اسٹیشن ناصر پورہ پشاور میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خلیفہ قادر بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: فنافی اللہ وفنافی المرشد، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت خلیفہ قادر بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سلطان ارباب مشاہدہ ہیں۔ آپ حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین شاہ مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ مجاز ہیں۔

آپ کے نام کے ساتھ لفظ خلیفہ خصوصیت سے پکارا اور لکھا جاتا ہے۔ آپ کو خلیفہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ آپ میں فرشتوں جیسی خوبیاں موجود تھیں۔ دور ونزدیک سے پیشوا کی صورت دیکھ لیا کرتے تھے۔ (یعنی تصور شیخ اس قدر پختہ ہو گیا تھا کہ جب چاہتے جہاں چاہتے دیدار شیخ کر لیا کرتے تھے)

آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین شاہ مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "خلیفہ خلیفہ رانام خدا تعلیم کردہ ام"

صاحب انوار العارفین لکھتے ہیں کہ "احوال او بسیار است لائق بیان نیست" آپ کا سلسلہ پورب دکن کے شہروں میں خوب پھیلا ہے جو کہ تا قیام قیامت جاری رہے گا۔

آپ کا وصال تقریباً ۱۴ ویں صدی ہجری میں ہوا۔

حضرت پیر کالا پاکپتنی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جگر گوشۂ حضرت بابا گنج شکر، بارگاہ فضل کے منظور نظر، ولی مادر زاد، حضرت خواجہ پیر کالا پاکپتنی چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ عظیم مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ حضرت زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم نیر تاباں، وارث علوم حضرت مخدوم صابر کلیری، شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن دنوں حضرت دیوان اللہ جوایا چشتی فریدی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزندار جمند کی شادی میں شرکت کے لئے پاکپتن شریف تشریف لے گئے تھے تو بارات کے ہمراہ چلتے ہوئے جن مشاہدات و کرامت کو حضرت پیر کالا فریدی پاکپتنی دیکھ رہے تھے۔ جب بارات واپس آئی اور حضرت شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ واپس کلیام آنے لگے تو حضرت پیر کالا فریدی نے نوکری سے استعفیٰ دے دیا اور اپنے گھر بتا دیا کہ میں حضرت شہنشاہ کلیام کے ہمراہ کلیام شریف جا رہا ہوں۔ آپ جس وقت کلیام شریف پہنچے تو حضور شہنشاہ کلیام نے الگ کمرہ اور خوبصورت بستر آپ کے لئے عنایت فرمایا کہ یہ حضور گنج شکر کے لاڈلے اور اولاد ہیں۔

آپ بہت بڑے عالم و فاضل اور صاحب علم و عرفان اور صاحب کشف و کرامت تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کافی عرصہ تک اپنے شیخ کامل کے آستانہ پر مثل مرید بڑی عقیدت و محبت سے قیام پذیر رہے اور عبادت و ریاضت میں درجہ کمال کو پہنچے۔ طبیعت آپ کی انتہائی سادہ بناوٹ ظاہرداری اور تصنع سے پاک تھے۔

مرشد کی دستگیری کا واقعہ عجیب ☆: ایک دن آپ نے اپنے شیخ کامل حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں عرض کیا حضور میرا جی چاہتا ہے کہ اب باہر نکلوں اور کچھ دن سیر و تفریح اور زیارات کروں۔ حضور شہنشاہ کلیام لجپال نے فرمایا ٹھیک ہے۔ جاؤ تمہیں اجازت ہے۔ روانگی سے قبل ایک خادم ہمراہ کیا اور آپ کو کچھ زاد راہ بھی دیا۔ اور ایک گھوڑا بھی دے دیا۔ اور فرمایا جاؤ چین و سکون حاصل کرو۔ آپ سیر کرتے کرتے ہندوستان کے علاقے فیروزپور پہنچ گئے وہاں کے لوگ اُن دنوں ایک بڑی مصیبت میں گرفتار تھے۔ کہ ان دنوں وہاں پر پانی کا سیلاب اس قدر آ گیا تھا کہ لوگ اپنی جان بچانے کی فکر میں تھے۔ لوگوں کو جب آپ کے بارے علم ہوا کہ یہ حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کے لخت جگر اور ان کی اولاد سے ہیں تو مخلوق خدا چاروں طرف سے دوڑی ہوئی آپ کی قیام گاہ جس مسجد

میں تھی وہاں پہنچ گئی اور اکٹھے ہو کر عرض کرنے لگے حضور آپ بابا گنج شکر کی اولاد ہیں ہماری مصیبت کے وقت تشریف لائے خدا نے سبب بنا دیا۔ آپ خدا کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ رب کریم ہمیں اس مصیبت سے نجات دلائے۔ حضور اگر یہ سیلاب کا پانی ایسے میں رہا تو ہمارے کچے مکان مٹی کے ڈھیر بن جائیں گے۔ تمام اسباب بھی برباد ہو جائے گا۔ لوگ زار و زار ہو کر آپ سے فریادی تھے۔

آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ آپ لوگ اس وقت یہاں سے چلے جائیں ابھی تو ہم تھکے ہوئے ہیں رات کو آرام کریں گے اور صبح کو تمہارے لئے دعا کریں گے۔ آپ کا یہ فرمان سن کر تمام لوگ چلے گئے۔ تو آپ نے اپنے ہمراہی خادم سے فرمایا کہ اب گھوڑے پر زین ڈالو اور یہاں سے نکلو۔ اس لئے کہ یہ لوگ نہ جانے ہمیں کیا سمجھ بیٹھے ہیں اور اتنا مشکل کام ہمارے ذمہ لگا دیا۔ یہ کام تو وہی کر سکتا ہے جو بارگاہ خداوندی میں مقبول ہو۔ ایسا نہ ہو کہ صبح کو وہ لوگ آئیں ہمیں ان کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔ اس سے بہتر ہے کہ کہیں اور چلتے ہیں۔ ہمراہی خادم نے عرض کیا حضرت ابھی تو تھکے ہوئے ہیں نیند کا بھی کافی غلبہ ہے۔ لہٰذا اب سو جاتے ہیں اور آدھی رات کو اُٹھ کر سفر شروع کر دیں گے۔

آپ کو بھی یہ تجویز پسند آئی بستر لپیٹ کر سرہانے رکھا اور کچھ دیر آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔

ابھی آنکھ لگی ہی تھی کہ پیر و مرشد حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا پیر کالا صاحب اتنے عاجز ہو کر کیوں بیٹھے ہو۔ عرض کی حضور میں یہاں نہیں رہوں گا۔ حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا پیر جی صبح تک یہیں رہو۔ جب شہر کے لوگ آئیں گے تو ان سے کہنا کہ ایک بکرا لے آؤ۔ جب بکرا آ جائے تو ذبح کر کے اس کا سر پانی میں ڈال دینا اور بکرے کے سینگ میں یہ تعویز لکھ کر ڈال دینا۔ جہاں تک یہ سر جائے گا پانی وہاں سے آگے شہر کی جانب نہیں آئے گا۔ صبح ہوئی تو شہر کے لوگ قطار در قطار ٹولیوں کی صورت میں آنا شروع ہو گئے آپ نے فرمایا کہ بھائی ایک بکرا لے آؤ پھر دعا کریں گے۔

چنانچہ حکم کی تعمیل میں بکرا آ گیا۔ آپ نے ذبح کروا کر مرشد کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ایک تعویز لکھ کر اس کے سینگ میں ڈال کر وہ سر پانی کے اندر پورے زور سے پھینک دیا۔ بکرے کا وہ سر شہر سے چھ میل دور بہتا چلا گیا۔ خدا کے فضل و کرم سے پانی بھی چھ میل دور ہی واپس چلا گیا اس طرح اس شہر کے لوگوں کو آپ کی اس کرامت سے بہت بڑی مصیبت سے نجات ملی تو وہ لوگ آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ لاتعداد لوگ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بہت سے لوگ آپ کے معتقد اور عقیدت مند بنے۔ چند روز بعد آپ وہاں سے واپس کلیام شریف واپس آ گئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کو مرشد کامل نے دوبارہ فیروز پور جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس علاقے کی ولایت تمہیں بخشی لہٰذا آپ دوبارہ وہیں آ گئے زندگی بھر مخلوق خدا کو فیضان پہنچایا۔ نامرادوں کی مرادیں پوری کیں۔ محتاجوں کو غنی کیا۔ ہر سائل کی آس امید آپ کی دعا سے پوری ہوتی رہی۔ بالآخر وہیں آپ کا وصال ہوا۔ ہر سال کی فیروز پور انڈیا پنجاب میں آپ کا عرس ہوتا ہے۔ وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا وصال تقریباً چودھویں صدی ہجری کے وسط میں ہوا۔

حضرت پیر گوہر علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: درویش یگانہ، مرشد زمانہ حضرت پیر گوہر علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ گجر قوم کے ایک متمول گھرانے سے متعلق زمیندار طبقے سے متعلق اور اپنے زمانہ کے عظیم درویش اور روحانی پیشوا ہوئے ہیں۔ آپ بڑے ہی صاحب ذوق عارف کامل پابند شریعت وطریقت بزرگ ہوئے ہیں۔

آپ صوفی لامکانی دانائے کلام ربانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حضرت علی احمد جی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور منازل سلوک طے کرنے کے بعد انہی سے خرقۂ خلافت پا کر صاحب ارشاد و ممتاز ہوئے۔ آپ اپنے شیخ کی خدمت سب کاموں سے زیادہ ضروری سمجھتے تھے۔

شیخ کامل سے اس درجہ عقیدت ومحبت تھی کہ سال بعد جب فصل کی کٹائی ہوتی تو تمام فصل کاٹ کر اپنے مرشد کے آستانے پر ڈال جاتے۔ جب آپ کے مرشد کو پتہ چلتا کہ تمام کی تمام فصل کاٹ کر یہاں ڈال گئے ہیں تو آپ کے پیرومرشد اس فصل میں سے کچھ فصل رکھ کر باقی آپ کے گھر واپس بھجوا دیے۔

اس کے بعد آپ وہ فصل اپنے گھر میں رکھ لیتے اور اپنے متعلقین سے فرماتے کہ یہ غلہ اناج میرے مرشد نے میرے لئے بھیجا ہے۔ جن دنوں مانکپور شریف میں حافظ موسیٰ مانکپوری کی ڈیوڑھی کی مرمت ہو رہی تھی تو آپ اپنے پیر حضرت علی احمد جی کے ہمراہ بیل گاڑی پر پہاڑوں سے پتھر لاتے اور اس طرح دیوار کا ایک حصہ مکمل کرایا۔

غدر کے زمانے میں آپ کالکا کے پہاڑوں پر جانور چرانے کے لئے جانوروں کو چرنے کے لئے چھوڑ دیتے اور آپ بذات خود عبادت وریاضت میں مصروف ہو جاتے اور آپ کے جانوروں کی حفاظت جنگل کے درندے کرتے تھے۔ غدر کے بعد آپ پہاڑ کے نیچے کے علاقے نرائن گڑھ ضلع انبالہ موضع بکوری آئے اور آبادی سے باہر رہائش اختیار کر کے رشد وہدایت میں مصروف ہو گئے۔ اس دوران بہت سے لوگوں نے آپ کی صحبت سے علم وعرفان حاصل کیا اور وہیں آپ کا وصال باکمال ہوا۔ وہیں مرقد منورہ تعمیر کی گئی۔

حضرت قاضی محسن الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، فاضل بے بدل، فقیر یگانہ، حضرت قاضی محسن الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے عظیم اولیائے کبار سے ہیں آپ کے فیضان کا ڈنکا دور دور تک بج رہا ہے۔ آپ حضرت شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ کو خدا نے ظاہری و باطنی حسن و جمال اور علم و عرفان سے نواز کر مالا مال کیا ہوا تھا۔ آپ اپنے شیخ کامل کے سچے عاشق اور مثل شمع کے پروانے تھے۔ ہمہ وقت تصور شیخ میں گم رہنا آپ کی خصوصی صفت تھی۔ چہرے پر گریہ وزاری کے اثرات نمایاں تھے۔ آپ کے پیر ومرشد حضور شہنشاہ کلیام اپنے پیر ومرشد شریف الاولیاء حضرت حافظ محمد شریف خان صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دربار شریف کے سامنے بیٹھ کر رو رو کر دعائیں کرتے تھے۔ بالآخر ایک دن فقیر کے کرم نے جوش مارا۔ اور شہنشاہ کلیام موج میں آئے بلا کر سینے سے لگایا اور دولت عرفان سے نواز کر صاحب ارشاد فرمادیا۔ آپ وصال موضع بگا شیخاں میں ہوا۔ مزار پرانوار موضع بگا شیخاں نزد روات۔ بسالی موڑ تحصیل و ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے بعد آپ کا سلسلہ جاری ہے حضرت سائیں قائم الدین آپ کے بعد معروف بزرگ ہوئے ہیں۔ اور ان کے خلیفہ اول وآخر سائیں چوہدری مقصود احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اصغر مال سکیم والے ہوئے ہیں۔

نوٹ ☆: جناب حضرت چوہدری سائیں مقصود احمد صابری علیہ الرحمۃ گنگوہ شریف میں حضرت شاہ قریشی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف تھے جبکہ تاج خلافت حضرت سائیں قائم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ بگا شیخاں سے حاصل تھا۔ فقیر راقم الحروف کے ہم نام، ہم مسلک وہم مشرب تھے ۱۹۶۹ء سے تعلق تادم آخر رہا۔

جبکہ آج کل دربار عالیہ بگاہ شیخاں کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ قاضی منظور احمد صابری ہیں۔ فقیر راقم الحروف عرصہ دس برس میں تقریباً بیس مرتبہ بگا شیخاں دربار پر جاکر حاضری دے چکا ہے۔ مگر سجادہ نشین مذکور سے ایک مرتبہ بھی ملاقات نہ ہوسکی۔ فقیر راقم الحروف کے لئے پوری دنیا میں یہ واحد دربار ہے کہ جس جگہ متعدد بار حاضری دینے ویزٹنگ کارڈ دینے اور مختلف پروگراموں کی دعوت دینے کے باوجود موجودہ سجادہ نشین صاحب سے نہ ملاقات ہوسکی نہ ہی ان کی طرف سے کوئی رابطہ یا خط نہیں موصول ہوا۔ تقریباً دو مرتبہ فقیر کے ہمراہ مرزا محمد نواز صابری آف کلیام شریف بھی ہمراہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیائے پوٹھوار کی دو جلدیں چھپ گئیں۔ مگر بگا شیخاں کا دربار جو کہ پوٹھوار کے دل میں واقع ہے کا تذکرہ نہیں چھپ سکا۔ نہ ہی سجادہ نشین صاحب نے معلومات فراہم کیں نہ ہی مکتبہ صابریہ چھاپ سکا۔ کہ شاید سجادہ صاحب کسی ایسے اہم کام میں مصروف ہوں گے یا پھر شاید وہ اس قسم کی باتوں اور معاملات کو ضروری نہ سمجھتے ہوں گے۔ مؤلف صابری آپ کا وصال ۱۳ویں صدی ہجری میں ہوا۔

حضرت سید میراں شاہ گیلانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، منظور نظر حضرت خواجہ فضل، حضرت خواجہ سید میراں شاہ گیلانی چشتی صابری درگاہی والے رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم عارف کامل ہوئے ہیں۔ آپ حسنی حسینی گیلانی سید اور حضور شہنشاہ بغداد پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے صحیح النسب سید ہیں۔ آپ کا نام سید میراں شاہ ہے۔ سخی اور لجپال طبیعت کے مالک تھے۔ خدا نے ظاہری و باطنی حسن سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ چہرہ انور اس قدر خوبصورت کہ جس سے چاند بھی شرماتا تھا۔ آپ حضور شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں تمام عمر اپنے شیخ کی اتباع میں گزاری۔ شریعت و طریقت کی پاسداری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس دنیا سے کوچ کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تیرہویں صدی ہجری کو ہوا۔ مزار پُرانوار کلیام شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں ہر سال آپ کا عرس مبارک نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ ہزاروں افراد حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمانی سے منور کرتے ہیں۔

حضرت مشتاق احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العاشقین، برہان الواصلین، دلیل الکاملین، حضرت مشتاق احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے عظیم ولی کامل ہوئے ہیں تمام عمر ترک تجرید فقر و فاقہ میں گزاری۔ دنیا اور اہل دنیا سے نہ کبھی واسطہ رکھا نہ ہی اس کو اپنے نزدیک بھٹکنے دیا۔ آپ کی ذات والا صفات میں وہ تمام صفات و عادات موجود تھیں جو ایک ولی کامل میں موجود ہونی چاہیں۔ آپ نے تمام عمر دین مصطفیٰ ﷺ اور خدمت دین متین کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ آپ ولی کامل ہونے کے ساتھ ایک مستند حکیم و طبیب بھی تھے۔ آپ حضرت شاہ صندل چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر صاحب ارشاد ہوئے۔ مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے بعد آپ تمام عمر اپنے شیخ کے طریقہ پر سختی سے کاربند رہے مرشد کامل کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف پوری توجہ سے مکمل فرمائے اس کے بعد تمام رات عبادت و ریاضت اور تلاوت قرآن پاک اور نوافل کی ادائیگی میں گزارتے اس مشن پر قائم رہتے ہوئے آپ کا وصال باکمال ہوا۔ اپنے مشن کی تکمیل کیلئے آپ نے بہت سے خلفا مقرر فرمائے۔ مگران میں حضرت شاہ شبیر احمد چشتی صابری حیدرآباد دکن نے بہت شہرت پائی جن کا فیضان آج بھی جاری و ساری ہے۔

حضرت مولانا شاہ نظام الدین فاروقی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: جگر گوشہ حضرت گنج شکر، پروردۂ آغوش ولایت، شہباز طریقت، نیر افق ولایت حضرت خواجہ مولانا شاہ نظام الدین فاروقی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ غوث الوقت اور قطب العارفین ہوئے ہیں۔ آپ زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین، محبوب رب العلمین، حضرت شیخ خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔

آپ شجرہ نسب اسطرح ہے۔ خواجہ محمد نظام الدین بن خواجہ محمد حسین بن خواجہ قطب زماں اللہ جوریا بن خواجہ شرف الدین بن خواجہ یار محمد بن خواجہ غلام رسول بن خواجہ عبد السبحان شہید بن خواجہ محمد یوسف بن خواجہ محمد سعید بن خواجہ محمد اشرف بن خواجہ محمد ابراھیم بن خواجہ شہاب الدین بن خواجہ عطا اللہ بن خواجہ شاہ احمد بن خواجہ محمد یونس بن خواجہ بہاؤ الدین بن خواجہ نور الدین بن خواجہ منور عیسیٰ دم بن خواجہ محمد فضل بن خواجہ معز الدین بن قطب العالم علاؤ الدین بن خواجہ بدر الدین سلیمان بن حضرت خواجہ شیخ الاسلام والمسلمین بابا فرید الدین مسعود گنج شکر چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت شیخ خواجہ شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

آپکا سلسلہ طریقت اسطرح ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین جو کہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت شیخ خواجہ شاہ محمد حسن رامپوری کے وہ مرید و خلیفہ خواجہ میاں امیر شاہ کے وہ مرید و خلیفہ ہیں شاہ غلام چشتی صابری کے وہ حضرت قطب الدین ملا فقیر اخون شاہ عبد الکریم کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ عنایت جیو چشتی صابری کے وہ مرید و خلیفہ حضرت سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیھم اجمعین کے تھے۔

آپکے خلفائے نامدار ☆: یوں تو آپکے خلفاء کی بہت تعداد ہے مگر ان میں حضرت سید محمد پیر شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ساکن دھولیہ شریف ضلع جالندھر بہت ہی علمی و روحانی شخصیت کے مالک ہوئے ہیں ہزاروں افراد نے ان سے اکتساب فیض کیا ہے۔ وہ آپکے دست حق پرست پر مرید اور آپکے خلیفہ مجاز ہوئے ہیں۔ انہوں نے آپکے ارشادات کو کتاب کی شکل میں نظام التوحید کے نام سے شائع ہے۔ جو کہ تصوف و معرفت پر بہترین اور نادر کتاب ہے۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال چودھویں صدی کے وسط میں ہوا۔ مزار پر انوار موضع دھولیہ شریف ضلع جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت خلیفہ پیر جی وزیر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، حضرت خلیفہ پیر جی وزیر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی شیخ طریقت ہیں۔

آپکا نام نامی اسم گرامی پیر جی وزیر علی اور عرف عام میں دنبہ والے میاں صاحب چونکہ آپ کی گردن پر ایک دنبہ یعنی خشک رسولی جیسی کوئی چیز تھی۔ اسی وجہ سے دنبے والے میاں صاحب کے نام سے مشہور تھے۔

بیعت خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت حافظ علی حسین بن حضرت فقیر شاہ چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

تصرف و نظر عنایت کا ایک واقعہ ☆: ایک مرتبہ آپ اپنے مرشد کامل حضرت حافظ علی حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہمراہ بمعہ دیگر پیر بھائیوں کے شہر کے صاحب ولایت حضرت شاہ بلاقی علیہ الرحمۃ کا مزار آبادی سے جانب شمال و غرب دریائے گنگا رام کے کنارے پر واقع ہے۔

جبکہ اسی دریا کے کنارے آبادی سے مشرق کی جانب حضرت غلام حسین المعروف فقیر شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا مزار محلہ ککھر میں واقع ہے۔

یعنی حضرت فقیر شاہ علیہ الرحمۃ کے مزار سے حضرت شاہ بلاقی علیہ الرحمۃ کے مزار تک دریا دریا ایک خوشگوار راستہ ہے۔ جب آپ اپنے مرشد حافظ صاحب اور دیگر پیر بھائیوں کے ہمراہ حضرت شاہ بلاقی علیہ الرحمۃ کے مزار پر انوار پر جا رہے تھے ان دنوں دریا میں طغیانی آئی ہوئی تھی۔

حضرت شاہ بلاقی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار پر فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو واپسی پر آپ چونکہ تیرنا نہیں جانتے تھے۔ مگر مرشد کے حکم کی تعمیل لازمی جان کر خدا کا نام لیا اور دریا میں قدم رکھ دیا۔ آپکے پیر و مرشد بمع مریدین سڑک کے راستے واپس ککھر آستانہ عالیہ پہنچ گئے۔ ہمراہیوں نے کچھ دیر کے بعد دیکھا آپ دریائی جانب سے چلے آ رہے ہیں۔ موقع پا کر ساتھیوں نے آپ سے پوچھا۔ کہیئے کیسے گذری؟ آپ نے فرمایا بھائی مجھے تو حضرت حافظ صاحب قبلہ نے اپنے کاندھوں پر بٹھا کر یہاں تک پہنچایا ہے۔ میرا تو کرتہ تک نہ بھیگا۔ اگر کسی کو شک ہو تو دیکھ سکتا ہے۔

جنات کا سلامی کے لئے حاضر ہونا ☆: آپکا ایک مرید خاص ماسٹر مختار صاحب جو آپکے دست حق پرست پر اٹھارہ برس کی عمر میں بیعت ہوئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ اپنے مریدین کے ہمراہ اپنے پیرو مرشد کے عرس میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں کچھ کتے ملے۔

آپ نے ان سے سلام علیک کی۔ آگے چل کر کچھ سفید پوش ملے جو حضور قبلہ حافظ صاحب کے عرس سے واپس آرہے تھے۔ آپ نے ان سے بھی علیک سلیک کی اور مصافحہ کیا اور آگے بڑھ گئے۔ کچھ آگے جا کر میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور یہ لوگ کون تھے آپ نے فرمایا یہ جنات تھے۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال محلہ کسرول ضلع مرادآباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کی تاریخ اور سن وصال معلوم نہ ہوسکا۔ غالباً سنہ ۱۴۰۰ اصدی ہجری کے اوائل کا زمانہ ہوگا۔

حضرت بھنڈاری عظمت علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فقیر یگانہ، مخدوم زمانہ، متصرف بہ تصرفات، مجسمہ اخلاق وحسنات، حضرت بھنڈاری عظمت علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نمونہ سلف صالحین ہیں۔

آپ دربار عالیہ چشتیہ صابریہ مانکپور شریف کے خلیفہ حضرت میاں عبدالرحمٰن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید، خلیفہ مجاز ہیں۔

آپ اپنے شیخ کامل کی اقتداء میں دربار عالیہ مانکپور شریف کی خدمت کا فریضہ سرانجام دینے کے علاوہ صوفی لا مکانی حافظ آیت قرآنی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مقدس کے موقع پر فتوحات، تبرکات، اور دیگر انتظامات سے متعلقہ ذمہ داریوں کو بحسن خوبی سرانجام دیتے رہے۔

اس سلسلہ میں آپ کے معاون جناب نور شاہ درویش ساکن دکن حیدرآباد، اور بھنڈاری فقیرے شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بھی ہوتے تھے۔

ایک موقع پر آپ کو اور آپ کے پیر بھائی بھنڈاری فقیرے شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ کو دربار شریف کے حجروں سے بے دخل کر دیا گیا، اور دربار شریف سے کہیں اور چلے جانے کو کہا گیا۔

آپ دربار شریف کے حجرے سے نکل کر دربار شریف کے باہر تالاب کے قریب آگئے اور وہاں ڈیرہ جما کر بیٹھ گئے۔

جب آپ نے تالاب پر ڈیرہ لگایا تو آپ کے عقیدت مندان اور مریدین نے وہاں پر ہی آنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے مخلوق کا انبوہ کثیر آپ کے گرد جمع رہنے لگا۔

آپ نے اسی مقام پر سلسلہ رشد وہدایت جاری کیا اور اپنے متعلقین کو ذکر جہر کراتے اور اقوال بزرگان دین سنا کر ان کے عقائد و نظریات کو پختہ کرتے تھے، آپ تربیت مریدین پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ ہمہ وقت آپ کا لنگر جاری رہتا تھا، آپ کے فیضان ظاہری و باطنی سے لاتعداد افراد مستفید ہوئے۔

حضرت عبداللہ صابری کے گھر ہر ماہ دعوت کا اہتمام ☆: ولی العصر شیخ یگانہ حضرت خواجہ عبداللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے جانشین فرزند ارجمند جناب حضرت صوفی حاجی خلیل الرحمٰن خالد حجازی چشتی صابری مدظلہ العالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس زمانے میں پانچویں کا طالب علم تھا میں اپنے والدِ گرامی کے حکم سے ہر ماہ آپ کی خدمت میں حاضری دیتا اور والد گرامی کی طرف

سے آپ کو کھانے کی دعوت دیتا، تو آپ ہمارے گھر ضرور تشریف لاتے تھے،

اگر چہ بوجہ ضعیفی نقاہت و کمزوری آپ میں بلحاظ عمر زیادہ تھی مگر والدِ گرامی کی دل جوئی کی خاطر تشریف لاتے اور مہینے میں ایک مرتبہ ہمارے ہاں تشریف لا کر ہمارے گھر کو رونق بخشتے تھے۔

آپ نہایت ہی وضع دار، روادار، بامروت، با اخلاق، با کردار، اور باکمال اور صاحب کشف و کرامات بزرگ ہوئے ہیں اپنے پاس آنے والے ہر شخص سے پیار فرماتے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال قیام پاکستان سے قبل چودھویں صدی ہجری کو ہوا، مزار پرانوار آپ کی اپنی قیام گاہ مانکپور شریف ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ سید عبدالخالق شاہ چشتی صابری الحسینی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردہ نگاہ لطف مدنی' اولاد علی فخر السادات' چراغ خانوادہ حسینہ حضرت خواجہ صوفی سید عبدالخالق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بہترین اور کامل ترین ولی کامل ہوئے ہیں۔ آپ کی تمام زندگی ترک و تجرید فقراء و استغنا میں گزری' عبادت و ریاضت میں یگانہ روزگار اور شب بیدار پابند تہجد و صوم صلوٰۃ تھے۔ آپ شیخ طریقت کے بتائے ہوئے اوراد و اذکار کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔ مریدین کی تادیب و تربیت بڑے ہی احسن انداز میں فرماتے تھے۔ اخلاق محمدی ﷺ کا عملی نمونہ تھے۔ گفتگو میں حلیمی و نرمی اس طرح جیسے کے پھول جھڑ رہے ہوں۔

عشق رسول ﷺ آپ کے سینے میں موجزن تھا۔ حضور سلطان الاولیا مخدوم العالمین سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ والہانہ انداز میں آپ کو عقیدت تھی۔ ہر سال حضور مخدوم پاک صابر کلیری اور حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری اور اپنے مرشد کامل حضرت سید شاہ غلام حسین چشتی صابری علیہ الرحمتہ کا عرس مبارک بڑی عقیدت و محبت سے انعقاد فرماتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ پیر دستگیر حضرت قبلہ پیر سید غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ حیدر آباد دکنی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ سید ہاشم حسینی شاہ محمد صابری سجادہ نشین حیدر آباد دکن کے مرید و خلیفہ تھے۔ وہ حضرت سید معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمتہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ وہ صوفی الامکانی حافظ آیت قرآنی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمتہ کے مرید و خلفیہ تھے۔

آپ حضرت سید عبدالخالق شاہ چشتی صابری رحمتہ رحمتہ اللہ کا مزار پر انوار گلالی پور شریف چک ۲۷ فیصل آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں حاضری دیکر ج بھی عقیدت مند اپنی منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے سید صابر حسین شاہ سجادہ نشین ہیں جو کہ صوفی منش آدمی ہیں۔ فقیر راقم الحروف کو دربار پر حاضری اور سجادہ نشین صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

نوٹ ☆: اس حاضری دربار اور سجادہ نشین سے ملاقات کے دوران دیرینہ کرم فرما دوست محبوب حضرت قمر المشائخ جناب شیخ فواد رشید صابری صاحب بھی ہمراہ تھے اور سجادہ نشین جناب سید صابر حسین شاہ صاحب نے دونوں حضرات کو راقم الحروف کے دادا پیر حضرت پیر دستگیر سید شاہ غلام حسین شاہ حیدر آباد دکنی علیہ الرحمتہ کے تبرکات اور مرقع شریف کی زیارت بھی کرائی تھی۔

حضرت پیر سید عبدالخالق شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ فقیر راقم الحروف کے والد گرامی حضور فیض الملت حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے پیر بھائی ہیں۔

آپ کا دربار نہایت ہی وسیع اور کشادہ اور ان دنوں زیر تعمیر تھا۔ گنبد کی نقش و نگاری کا کام باقی تھا۔ دربار شریف کے صحن میں کاروباری غرض سے سجادہ نشین صاحب کا مرغی خانہ تھا دربار پر جانے والوں کی صرف اللہ کے ولی حضرت پیر سید عبدالخالق شاہ صابری علیہ الرحمتہ کی زیارت ہوسکتی ہے یا پھر مرغی خانے کی۔

جبکہ وہاں پر کوئی خادم یا سجادہ مہمانوں کی خدمت کے لئے موجود نہیں تھا، سجادہ نشین صاحب دربار شریف سے الگ دوسری جگہ ایک مکان میں قیام پذیر ہیں جہاں ان سے ہماری ملاقات ہوئی تھی۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

منقبت در شان

حضرت حافظ مظہر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

دل ہے بابا پہ فدا جاں ہے فدائے مظہر — کوئی لا دے یہ خبر آئے وہ آئے مظہر

خاص نسبت ہے مجھے شاہ نواب الدین سے — شکر صد شکر ہے دامن میں عطائے مظہر

مخزن عشق و محبت ہیں معین و عثمان — للہ الحمد کہ سر پر ہے ردائے مظہر

دل کی نگری میں وہ غنچے ہی کھلا دیتے ہیں — میری ہر سانس کا عنوان عطائے مظہر

خسرو مسلک ولایت ہے گدائے مظہر — سارے عالم میں مسلم ہے سخائے مظہر

خوف محشر کا نہیں رحمت حق پر ہے یقیں — شکر صد شکر کہ حاصل ہے دعائے مظہر

دونوں عالم سے ہوئے مستغنی ان کے فقیر — مرحبا صلے علے یہ ہے عطائے مظہر

تا قیامت رہے آباد یہ چھتر کی زمیں — محوِ دیدار ہیں، محو لقائے مظہر

کیف پرور ہے فضا نور کے نغموں سے اویسؔ — گونجتی رہتی ہے کانوں میں صدائے مظہر

از قلم: صاحبزادہ محمد اویس مظہر صابری

حضرت حافظ محمد مظہر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حسان العصر عاشق رسول ﷺ عالم باعمل قدوۃ السالکین برھان العارفین حضرت علامہ مولانا حافظ محمد مظہر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بلبل چمنستان رسالت ومعرفت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۳۲ھ بمطابق 1914ء میں فاضل اجل خطیب بے بدل فاتح قادیاں حضرت علامہ مولانا محمد نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر بمقام رمداس ضلع امرتسر ہندوستان سے ایک پڑھے لکھے اور مذہبی گھرانے میں ہوئی۔

آپ نے جب آنکھ کھولی تو گھر میں ہر طرف سے قال اللہ اور قال الرسول کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ایسے ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔ آپ کے والد گرامی جناب پیر طریقت حضرت مناظر اسلام مولانا نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے چوٹی کے فاضل اور شیخ طریقت تھے۔ اس زمانے کے علماء میں آپ کا نمایاں مقام تھا۔ آپ کے والد ماجد آپ کی ولادت باسعادت سے قبل اپنے علاقہ قصبہ رمداس ضلع امرتسر سے ہجرت مکانی کر کے ستکوہا نزد قادیان واقع ہندوستان میں آ کر آباد ہوئے۔

ستکوہا میں آمد کا سبب ☆: آپ کے والد گرامی حضرت مناظر اسلام علامہ محمد نواب الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے شیخ طریقت غوث زماں سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے حکم کی تعمیل کی غرض سے اپنا آبائی علاقہ رمداس ضلع امرتسر چھوڑ کر ستکوہا نزد قادیان تشریف لائے تھے۔

اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی اس زمانے میں قادیانی فتنہ کے سرخیل مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہوا تھا اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے حضرت غوث زماں سراج الاولیاء خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے تمام خلفاء کو قادیان کے چاروں طرف مختلف علاقوں میں بٹھا کر قادیان کو گھیرے میں لے لیا تھا کہ قادیانی فتنہ کی سرکوبی اچھی طرح سے کی جاسکے۔

یہی وجہ تھی کہ آپ کے والد ماجد کے پیرومرشد نے حکم دیا کہ اپنا علاقہ اور گھر بار چھوڑ کر ستکوہا نزد قادیان میں آباد ہو جائیں۔

چنانچہ پیرومرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے وطن مالوف کو خیر باد کہہ کر آپ کے والد ماجد ستکوہا میں مقیم ہو گئے اور فتنہ قادیانی کے خلاف مضبوط اور منظم طریقے سے کام شروع کر دیا۔ آپ کے والد گرامی نے مرزائیوں سے تاریخی مقدمہ لڑا جس کے ذریعے ثابت کیا گیا کہ مسلمانوں کا مرزائیوں سے نکاح جائز نہیں ہے۔ برصغیر پاک وہند کے مرزائیوں کے سر پر یہ پہلی آئینی ضرب کاری تھی جو آپ کے والد گرامی نے ماری تھی اور یہی تحریک اور مقدمہ بالآخر مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا سبب بنی۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ نے ایسے علمی ماحول اور دنیائے اسلام کے عظیم مبلغ ومناظر فاتح قادیان حضرت علامہ محمد نواب الدین علیہ الرحمۃ کے گھر میں آنکھ کھولی۔ ابھی آپ بچپن کے عالم میں تھے کہ آپ کے والد صاحب مناظر اہلسنت علامہ محمد نواب الدین علیہ الرحمۃ چشتی صابری نے آپ کو اپنی ایک مریدہ اور عقیدت مند خاتون حافظہ سلمیٰ بی بی کے سپرد کردیا جو آپ کو ریاست پٹیالہ لے گئیں اور انہوں نے آپ کو قرآن پاک حفظ کرایا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم امیر مینائی کے شاگرد جناب صوفی باصفا عبدالرزاق رامپوری سے اکتساب فیض کیا۔

آپ آستانہ عالیہ علی پور سیداں ضلع نارووال اور دارالعلوم دیوبند میں بھی کچھ عرصہ حصول علم کے لئے داخل رہے بعدازاں تکمیل علم کے لئے حضرت سید ابوالبرکات شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے سند فراغ اور دستار فضیلت حاصل کی۔

بیعت وخلافت ☆: ۱۹۳۲ء میں آپ اپنے وقت کے شیخ کامل طریقت عارف باللہ حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ طریقت میں سلوک کی منزلیں طے کرانے کے بعد آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ نواب الدین چشتی نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

نوٹ ☆: آپ کے والدین کریمین بھی حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے اور حضرت محدث اعظم پاکستان ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد چشتی صابری قادری علیہ الرحمۃ بھی حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔

نوٹ ☆: محدث اعظم پاکستان مرید حضرت خواجہ محمد سراج الحق علیہ الرحمۃ کے تھے اور ان کو سلسلہ قادریہ میں خلافت امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے سے تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی صابری سلسلہ میں مرید ہونے کے باوجود چشتی قادری سلسلہ میں لوگوں کو بیعت فرماتے رہے کہ آپ پر قادریت کا غلبہ تھا اور دستار بھی سلسلہ قادری سے تھی۔

آپ کے والد گرامی حضرت علامہ محمد نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ چونکہ حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ اور آپ بھی انہی سے شرف بیعت رکھتے تھے اور آپ کے والد کو خرقہ خلافت واجازت بھی خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی علیہ الرحمۃ نے ہی مشرف فرمایا تھا۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہائی درجہ کے متقی وپرہیزگار تھے۔ پوری زندگی میں خلاف شریعت وطریقت کوئی کام نہیں کیا۔ ہمہ وقت عشق رسول اللہ ﷺ کے سمندر میں غوطہ زن رہتے۔ دنیاوی آلائشوں سے پاک عشق رسول ﷺ کی مستی میں سرشار زندگی دین اسلام اور نعت رسول ﷺ کے لئے وقف تھی۔ آپ نے دین اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کا سختی سے مقابلہ کیا۔ تحریک ختم نبوت، تحریک خلافت، تحریک پاکستان اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور حصہ لیا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے موقع پر جب قومی اسمبلی کے اندر قائد اہلسنت علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کی قیادت

میں تمام مکاتب فکر کے علماء متحد تھے تو اسمبلی کے اندر مرزا طاہر اپنے ۴۰ وکلاء کے پینل کے ساتھ تمام ریکارڈ لے کر آتا اور روزانہ مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سائی کرتا ادھر تمام مکاتب فکر کی طرف سے قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ اس کے سامنے مناظر کی حیثیت سے لوہے کی دیوار بن کر کھڑے تھے۔ مرزائیوں کی طرف سے آئے روز نئے نئے من گھڑت معاملات کی وجہ سے علماء پریشان تھے کہ ہارلے سٹریٹ راولپنڈی میں بمبئے پلائی وڈ فیکٹری کے مالک الحاج غلام حیدر مرحوم کی کوٹھی پر ملک بھر کے سرکردہ علماء کا ایک اجلاس ہوا جس میں قمر الملت شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے علماء کی پریشانی پر جواب دیتے ہوئے کہا کہ فاتح قادیان کے بیٹے علامہ حافظ محمد مظہر الدین چشتی صابری صاحب یہاں موجود ہیں۔ مرزائیوں کے ہر معاملے اور مسئلے کا جواب ان سے لیا کروان کے ہوتے ہوئے ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے جلدی جلدی لکھنے والے دوافراد دے دیں۔ اور مرزائیوں کے سوالات دیں میں لکھواتا جاؤں گا اور وہ حضرات لکھتے جائیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مرزائیوں کی طرف سے اسمبلی میں آنے والے سوالات کا مکمل شرح بست کے ساتھ آپ رد فرماتے اور اگلے دن آپ کی طرف سے لکھے ہوئے جوابات اسمبلی میں پیش کئے جاتے۔ بالآخر علمائے اہل سنت وقائدین کی کوششیں رنگ لائیں اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اسی طرح اس معاملہ میں بھی آپ اپنے والد گرامی کی طرح بھرپور انداز میں کردار ادا کرتے رہے اور فاتح قادیان کا اعزاز برقرار رکھا۔

آپ نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے شب وروز ذکر خدا میں مست رہتے، کوئی دم غافل نہ ہوتے تھے۔ آپ کے چہرہ پر کبھی غصہ نہیں آیا انتہائی درجہ کے حلیم الطبع اور نرم مزاج تھے۔ سخاوت میں بے مثل تھے۔ آنے والوں سے اس انداز کریمانہ سے ملتے کہ اخلاق محمدی کا عملی نمونہ نظر آتے محبت وشفقت کا کوہ گراں تھے۔

آپ کی شخصیت پیر محمد کرم شاہ کی نظر میں ☆: ضیاء الامت مفسر قرآن حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری علیہ الرحمۃ آپ کی شخصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ برصغیر پاک وہند میں دور حاضر کے عظیم نعت گو شاعر تھے۔ آپ نے تمام عمر سرکار علیہ السلام کی شان میں نعتیں لکھتے ہوئے گزاری۔

آپ نے بہت سے نعتیہ دیوان بھی لکھے ہیں آپ کے عشق رسول ﷺ اور عارفانہ کلام کے پیش نظر پیر محمد کرم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے حافظ محمد مظہر الدین کے دل کو اپنے حبیب ﷺ کی محبت کے لئے اور ان کے قلم کو آقا علیہ السلام کی مدحت کے لئے مخصوص کرلیا ہے۔ مبدأ فیاض نے ان کو نعت گوئی جدت طرازی، بے ساختگی، وبرجستگی، شیریں بیانی، سلاست، وروانی کی جو انمول صلاحیتیں بخشیں ہیں۔ اور ان کا رخ ہر طرف سے موڑ کر اپنے حبیب ﷺ کی نعت گوئی کی طرف پھیر دیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ نابغہ روزگار نعت کے میدان کا یہ بانکا شہسوار تادیر سلامت رہے۔

آپ کے بارے میں احسان دانش کی رائے ☆: مشہور شاعر احسان دانش آپ کی شخصیت کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ حافظ محمد مظہر الدین صاحب شاعر بھی ہیں۔ ادیب بھی اور عامل بھی وہ عشق رسول ﷺ میں مستغرق ہیں، زبان سے نسبتاً کم اور

آنسوؤں سے زیادہ گفتگو کرتے ہیں۔ میں نے پاکستان میں بہت کم لوگ حافظ صاحب کی طرح رقیق القلب عاشق رسول ﷺ دیکھے ہیں اور دیکھا جائے تو نعت کا حق بھی عاشق رسول ﷺ ہی کو پہنچتا ہے اور وہی کام دلوں میں گداز اور پلکوں میں بادلہ لگاتا ہے۔

محمد ایوب مصنف نوائے فردا کی نظر میں آپ کی شخصیت ☆: جناب محمد ایوب مصنف نوائے فردا حضرت حافظ موصوف کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ خوش نصیبی کا کرشمہ کہیے یا رسائی طبع کی کرامت یا عشق رسول ﷺ کا معجزہ کہ حافظ صاحب نے نعت گوئی کو اپنے دل کا منتہا بنا رکھا ہے۔ ان کے ذوق وشوق کا عالم رسول اللہ ﷺ اور عشق رسول ﷺ سے آباد ہے۔

گولڑہ شریف کے پیر سید نصیر الدین کی نظر میں آپ کی شخصیت ☆: پاکستان کی معروف روحانی درگاہ گولڑہ شریف کے چشم وچراغ حضرت پیر سید نصیر الدین نصیر اپنے منظوم کلام میں آپ کی ذات کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

مظہر کہ بذوق و شوق فرداست — در راہ ادب یگانہ مرد است

آں حق نگرے است حق پسندے — درویش نواز درد مندے

پیش فقرأ نیاز کیش است — باکج کلہاں بناز بیش است

رغبت بہ سکندراں نہ دارد — نفرت ز قلندراں نہ دارد

شعرش را پایہ است عالی — آہنگ جذبہ بلالی

آپ کی ملی ودینی خدمات ☆: آپ کے علمی وقلمی، ادبی مضامین روزنامہ ''کوہستان'' اور ''ندائے ملت'' میں مسلسل چھپتے رہے ہیں اور آج بھی الحمد للہ آپ کا نعتیہ کلام تمام قومی اخبارات میں نمایاں طور پر شائع ہوتا رہتا ہے اور پوری دنیا میں ثناخوان رسول ﷺ نعت کی ہر محفل میں کوئی نہ کوئی ثناخوان آپ کا کلام ضرور پڑھتا ہے۔

آپ نے دین اسلام کے تحفظ کے لئے قلمی محاذ پر بہت کام کیا ہے۔ مختلف اخباری مضامین اور کالموں کے علاوہ آپ کے رشحات قلم درج ذیل ہیں۔

(۱) خاتم المرسلین ☆ ۱۹۳۷ء میں حزب الاحناف لاہور کی طرف سے شائع ہوئی جو کہ پھر کافی عرصہ نایاب رہی اور اب پھر آپ کے صاحبزادے جناب اویس مظہر صاحب کی کاوش سے منظر عام پر آ گئی ہے۔ (۲) شمشیر وسنان قومی نظمیں وترانے (۳) حرب و ضرب: قومی نظمیں وترانے (۴) تجلیات (۵) جلوہ گاہ (۶) باب جبریل، (۷) نشان راہ (اول، دوم، سوم) (۸) وادیٔ نیل (۹) میزاب

آپ کا منظوم کلام ☆: آپ موجودہ دور کے سب سے بڑے نعت گو شاعر۔ اور وقت کے حسان عشق رسول ﷺ ان کے دل ودماغ میں سمایا ہوا تھا آپ کی نعت کا ہر شعر اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ محفل نعت میں آپ کا لکھا ہوا کلام پڑھا جائے تو محفل کا رنگ ڈھنگ ہی بدل جاتا ہے۔

یہ آپ کے کلام کی خصوصیت ہے کہ دلوں کی کھیتی کو سیراب کر دیتا ہے۔ آپ کا منظوم کلام آج کے دور میں بھی کثرت سے موجود

ہے جس کا شمار ناممکن ہے صرف ایک کلام پیش خدمت ہے۔

ادھر بھی کوئی ابر رحمت کا چھینٹا ادھر بھی نظر بے سہاروں کے والی

نگاہوں میں ہے تیری بخشش کا عالم کھڑے ہیں ترے در پہ تیرے سوالی

کبھی اک زمانے میں تھی وجہ نازش تیرے نام لیواؤں کی شان عالی

مگر اب تو ہے عبرتوں کا فسانہ ہم اہل مصیبت کی آشفتہ حالی

ہمیں پھر عطا ہو جلال ابوذر ہمیں پھر عنایت ہو شان بلالی

دمکتے رہیں تیرے گنبد کے جلوے سلامت رہے تیرے روضے کی جالی

بجا ہے ہم تشنگان کرم کا عمل کی حقیقت سے دامن ہے خالی

مگر یہ شرف بھی کوئی کم نہیں ہے تیری ذات سے ایک نسبت ہے عالی

جہاں سے ملی تھی بوصیری کو چادر جہاں کیف ساماں تھی روح غزالی

مگر یہ شرف بھی کوئی کم نہیں ہے تری ذات سے اک نسبت ہے عالی

وہاں لے کے آیا ہوں کلیوں کے گجرے وہاں لے پہنچا ہوں پھولوں کی ڈالی

شب زندگی کی سحر کرنے والے خذف کو حریف گہر کرنے والے

عرب تیرے فیضان رحمت کا طالب عجم تیری چشم کرم کا سوالی

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۲ مئی ۱۹۸۱ء بمطابق ۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ بروز جمعہ کو ہوا۔ مزار پرُ انوار فیض آ[باد] راولپنڈی سے مری کی شاہراہ پر جاتے ہوئے بھارہ کہو سے آگے چھتر پارک کے پرُ فضا مقام پر مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے جناب میاں اویس احمد مظہر صاحب جو کہ نعت گو شاعر بھی ہیں سجادگی کے فرائض سرانجام د[ے] رہے ہیں۔ فقیر راقم الحروف سے اچھی یاد اللہ ہے۔ خدا خوش رکھے۔ بڑے ہی خلیق اور ملنسار طبیعت کے مالک ہیں۔ آج کل چھو[ٹے] صاحبزادے جناب زبیر مظہر صاحب دربار شریف کا انتظام والصرام چلا رہے ہیں اور سالانہ عرس وغیرہ کا بھی وہی اہتمام کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ محمد صدیق ناصری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شیخ العصر، پیر طریقت، امیر شریعت، حضرت خلیفہ شیخ محمد صدیق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اولیائے کبار سے ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۹۴ء کو ہوئی۔ آپ حضرت ماسٹر رحیم بخش چشتی صابری ناصری علیہ الرحمۃ کے بعد حضرت امام ناصرالدین چشتی کی درگاہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے اور سلسلہ عالیہ کی ترویج میں اپنے اسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنا بھرپور کردار ادا کرتے رہے۔

آپ حضرت مولانا نواب الدین گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد آپ ہجرت کر کے گلی نمبر ۱۴۵ اہری شاہ پارک، محلہ شیخاں پیر غازی روڈ اچھرہ لاہور میں آ کر قیام پذیر ہوئے اور تادم آخر اسی جگہ پر سلسلہ عالیہ کی رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً ۱۹۸۰ء بمطابق ۱۴۰۰ء کو ہوا۔ مرقد منورہ قبرستان اچھرہ لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا مخدوم عبدالحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہید تیغ مصطفیٰ ﷺ، سلطان ملک بقاء، خود کردہ جمال محمدی، پروردۂ کمال احمدی، عاشق ومحبوب رب رحمان، مخمور شراب عشق وعرفان، حضرت مولانا ابوالریاض فیض السراج حضرت شیخ مخدوم عبدالحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ، سلطان ارباب مشاہدہ ہیں۔ آپ کی ولادت یکم مارچ ۱۹۰۱ء کو بمقام قصبہ مہتہ تحصیل وضلع امرتسر میں قریشی خاندان کے ایک معزز فرد حقیقت حضرت میاں دین محمد قادری علیہ الرحمتہ کے گھر ہوئی۔ آپ کے والد گرامی نسباً قریشی اور نسبتاً قادری سلسلہ میں حضرت حافظ محمد فاضل قادری بٹالوی علیہ الرحمتہ سے بیعت تھے اور حکمت کو اپنا ذریعہ معاش بنائے ہوئے تھے۔ اپنے وقت کے بہترین فاضلین میں آپ کا شمار ہوتا تھا حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گہری عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ حضرت مخدوم عبدالحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی تربیت چونکہ ایک مذہبی ماحول میں ہوئی تھی۔ اس لئے بچپن سے ہی عشق ومحبت اور جوش مستی کا آپ پر غلبہ رہا۔ آپ نے قادریہ سلسلہ میں اپنے والد بزرگوار سے ہی فیوض وبرکات حاصل کئے۔

بیعت وخلافت ☆: بائیس برس کی عمر میں سراج الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری گورداسپوری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد از تکمیل مجاہدات ومنازل سلوک کے مرشد کامل سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ عشق مصطفیٰ ﷺ میں لبریز وسرشار اور میدان توحید کے شاہسوار کامل اور تسلیم ورضا کے پیکر تھے۔ آپ بزم عشق کے ساقی اور دنائے راز تھے۔ آثار ولایت جبینِ سعادت پر روز اول سے روشن اور عیاں تھے۔ اطاعت مرشد کامل آپ کے انگ انگ سے آشکار تھی۔ ہر وقت جمال شیخ میں مست الست رہتے، اپنے مرشد اور سلسلہ صابری کے ماننے والوں سے خصوصی شفقت ومحبت سے پیش آتے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے پیر بھائی میں اپنے شیخ کا حلیہ ملاحظہ نہیں کرتا وہ محروم فیض ہے۔ آپ جب کبھی اپنے کسی بھی پیر بھائی بالخصوص حضرت مولانا پیر عبدالغنی چشتی صابری کو تو اپنی جان سمجھتے تھے کو ملتے تو انداز یہ ہوتا تھا

کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا کہ یہ آپس میں پیر بھائی نہیں بلکہ عقیدت مند ہیں۔ آپ ایک طرف زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت، مجاہدہ وسلوک میں یکتا تھے دوسری طرف ایک نعت گو شاعر ہونے کے علاوہ کشتۂ عشق رسول ﷺ تھے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ آپ کی زبان پر ہر وقت جاری رہتا۔ اور فرماتے کہ جب مصطفیٰ ﷺ کے بغیر حب الٰہی کا دعویٰ ایک سراب ہے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ کے وقت آپ کی کیفیت دیدنی ہوتی تھی۔ چہرے پر نور رسالت کی شعائیں ہر وقت ہالہ کیئے رکھتی تھیں۔ دیکھنے والے اور ملنے والے کی یہ خواہش ہوتی کہ آپ کے جسم سے لپٹ جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں متعدد نعتیں لکھیں۔ جو کہ سرکار علیہ السلام سے محبت کا آئینہ دار ہیں۔ آپ کی طبعیت کا خاصہ تھا کہ معترضین کو شیریں گفتاری سے قائل کرتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں زرہ برابر بھی بے ادبی برداشت نہ کرتے تھے۔

آپ کی ذات والا صفات میں جب نبی ﷺ کے اثرات اتنے گہرے ہیں کہ آپ کی اولاد استفادہ اور اولاد دولادہ (یعنی آپ کے بیٹے بیٹیاں نواسے نواسیاں اور مریدین عقید تمندان) کی اکثریت حمد و نعت خود لکھتے بھی اور پڑھتے بھی ہیں۔ آپ کے عقیدت مندوں کا حلقہ جب رسول اللہ ﷺ سے سرشار ذکر توحید ورسالت کی محافل سجائے ہوئے قریہ قریہ بستی بستی نظر آتے ہیں۔ یہ سب آپ کی توجہ باطنی کا نتیجہ ہے۔

سرکار علیہ السلام کے عشق ومستی میں ڈوب کر اکثر آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا	ابوجہل کو محبوب ﷺ دکھائے نہیں جاتے
دید احمد ﷺ ہر کسے را کار نیست	چشم ہر یک لائق دیدار نیست

اپنے پیرو مرشد کی شان میں آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

آں سراج الحق چشتی صابریؔ	درحقیقت بود صابر کلیری
فخر دارم بزیں نسبت کہ حق فیض سراج الحق	رموز معرفت دارم محمد مصطفیٰ ﷺ دارم

ہجرت وحصول رزق حلال ☆: قیام پاکستان سے قبل آپ نے طلب رزق حلال کے لئے محکمہ تعلیم کا انتخاب کیا اور عہد برطانیہ میں بے خوف وخطر سکول میں بچوں کو دنیاوی تعلیم اور مسلمان بچوں کو دنیاوی تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم کے لئے باقاعدہ الگ وقت دیتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ملازمت حلال روزی کا ذریعہ ہے ہم نے مذہب اور ضمیر کا سودا نہیں کیا۔ ساری ملازمت کے دوران قصبہ مہتہ کے سکول میں ہیڈ ماسٹر متعین رہے۔ حتیٰ کے ملک تقسیم ہو گیا آپ ہجرت کر کے لاہور تشریف لے آئے اور بادامی باغ کے علاقے میں کرائے کا مکان لے کر رہائش پذیر ہوئے۔

جب کلیم میں ملنے والا مکان الاٹ ہوا تو وہاں منتقل ہو گئے۔ یہ مکان صرف دو کمروں اور چار دیواری پر مشتمل اور زیر تعمیر تھا۔

اس میں کچھ شہتیر اور مختصر سامان تھا جو آپ نے اپنے محلہ کی نور مسجد کی تعمیر میں دے دیا تھا۔ بعدازاں اس الاٹ شدہ مکان کو خود قابل رہائش کر کے خاص للّٰہیت کے نور سے عشق مصطفیٰ ﷺ کی جو شمع آپ کے شیخ کامل نے سینے میں روشن کی تھی۔ اس کو روشن کرنے اور دوسروں تک اس کی کرنیں منتقل کرنے کے لئے خانقاہ قائم کی اور رشد و ہدایت اور تعلیم و تعلم کے کام کا آغاز کیا۔

وصال باکمال ☆: ۱۲ ستمبر بروز بدھ ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۸۰ء کو اسم ذات اللہ، اللہ، اللہ کرتے ہوئے عین ظہر کی اذان شروع ہوتے ہی آپ کا وصال باکمال ہوا۔ اگلے روز ۱۳ ستمبر ۲۰ شوال المکرّم ۱۴۰۰ھ بروز جمعرات بعد نماز ظہر نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مزار پُرانوار کرشن نگر کے قبرستان میں باقاعدہ ایک گنبد کی صورت میں موجود ہے۔ سجادہ نشین آپ کے نور نظر جناب صاحبزادہ میاں محمد ریاض الحق قریشی فاروقی مدظلہ العالی آپ کے سجادہ نشین ہیں۔

جبکہ خلیفہ مجاز حضرت علامہ مولانا عبدالحمید عاصم جن کی رہائش بادامی باغ لاہور میں ہے۔ انتہائی نیک سیرت خوبصورت اور اپنے شیخ کے متبع ہیں۔ اللہ کریم سلامت رکھے۔ اوران کے فیضان کو چاردانگ عالم میں پھیلائے۔ آمین

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا سید مکرم علی شاہ سیفی فریدی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل و افضل، فقیر یگانہ، مرشد زمانہ، ناطق اللسان احوال حضرت مولانا سید مکرم علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا شمار وقت کے اولیائے نامدار میں ہوتا ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت حضرت حکیم پیر سید امتیاز علی شاہ کاظمی نقوی کے گھر نومبر ۱۸۹۴ء بمقام فرید آباد ضلع گڑگاواں (مشرقی پنجاب، انڈیا) دہلی سے بارہ میل دور اپنے نانا جان حضرت سید ولادت حسین شاہ کے مکان پر ہوئی۔ آپ کے والدِ گرامی چھٹی پشت میں حضرت سید عبدالوہاب قادری بخاری رحمتہ اللہ علیہ جو قطب عالم تھے اور کراچی میں حضرت عالم شاہ بخاری کے نام ولقب سے مشہور ہیں۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ کی پرورش ایک فارسی دان خاتون کی آغوش میں ہوئی تھی اس لئے آپ کو فارسی زبان پر خاص طور پر عبور حاصل تھا۔ ابتدائی تعلیم فرید آباد کے مدرسہ میں حاصل کی۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد مدرسہ قادریہ بدایوں شریف (انڈیا) میں داخلہ لیا۔

آپ اپنی خود نوشت سوانح حیات میں رقمطراز ہیں:

دینیات کی تعلیم مدرسہ قادریہ بدایوں میں ہوئی۔ حدیث و تفسیر ختم کرنے کے بعد خیال آیا کہ کوئی صیغہ روزگار بھی اختیار کرنا چاہیے اس لئے منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات مولوی اولاد حسین شاداں بلگرامی کی شاگردی میں پاس کئے۔ وہیں (رامپور میں) جناب منشی حیات بخش رسا رامپوری سے فن شعر و سخن میں شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ نے اپنے والد سے بھی اصلاح لی تھی وہ بھی حضرت رسا کے شاگرد تھے اور رسا رامپوری جناب مرزا داغ دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔

آپ نے اپنی تعلیم کے متعلق لکھا ہے کہ منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات رامپور میں پاس کئے۔ جب کہ آپ کے سوانح نگار جناب الحاج سید فتح علی حیدری قادری خوشتر مرحوم (کراچی) رقمطراز ہیں: ''منشی و منشی فاضل اور عربی میں مولوی فاضل کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی سے پاس کئے۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے بی۔ او۔ ایل پاس کیا۔ بمبئی سے بار کونسل ایڈووکیٹ کا امتحان دے کر او۔ ایس ایڈووکیٹ کا ڈپلومہ کیا۔

ملازمت اور وکالت ☆: ابتدائی ملازمت ریاست کوٹہ بوندی راجپوتانہ میں کورٹ کی سررشتہ داری سے شروع ہوئی اور ترقی کر کے جہاں پولیٹیکل سیکرٹری کے عہدے تک پہنچے۔ چونکہ وکالت پاس کر لی تھی اس لئے ریاست دھولپور (جودھپور) میں ڈپٹی جسٹس (سب جج) درجہ اول مقرر ہوئے لیکن تنخواہ کی کمی کے سبب اس عہدے سے مستعفی ہو کر وکالت شروع فرمائی بفضلہ تعالیٰ کامیاب

وکلاء میں شمار ہونے لگا۔

۱۹۴۷ء کو آگرہ (اکبرآباد) سے نقل مکانی کرکے پاکستان (کراچی) آئے اور حیدرآباد سندھ میں رہائش اختیار کی اور وکالت کے پیشہ سے منسلک رہے۔لیکن یہاں بڑے بیٹے کے انتقال کے سبب دل برداشتہ ہوگئے اور جلد ہی ملتان رخصت ہوگئے۔ ملتان میں بھی وہی پیشہ رہا بار کے انتخابات میں بلامقابلہ وائس پریذیڈنٹ منتخب ہوئے۔ چنانچہ ۱۹۵۴ء تک ملتان ہی میں رہے۔

چھ سال ملتان میں قیام رہا۔ چونکہ عزیز واقارب کی کثرت اور تمام صاحبزادگان کراچی میں تھے اس لئے آپ بھی ملتان سے منتقل ہوکر ۱۹۵۴ء کو کراچی آگئے اور یہاں وکالت شروع کر دی اور کچھ عرصہ میں کراچی جیسے عریض و بسیط شہر میں معروف وکلاء میں آپ کا شمار ہونے لگا۔

جب ضعیفی پیرانہ سالی کے باعث آپ سے کورٹ کے زینے چڑھنا اترنا مشکل ہوگیا تو آپ نے صرف ٹیبل ورک پر اکتفا کیا۔لیکن خاص خاص معاملات اور ان کے نازک مراحل پر مثلاً بیانات پر جرح یا اہم بحث کے مواقع پر تکلیف سے سہی مگر جاتے ضرور تھے۔ انتقال سے چار دن قبل تک کورٹ میں تشریف لائے تھے۔آپ لمبی بحث نہیں کرتے تھے لیکن اپنی مختصر بیانی سے مدمقابل وکیل کو لاجواب کر دیتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے والد ماجد حضرت حکیم سید امتیاز علی شاہ نقوی چشتی صابری فخری صمدی رحمتہ اللہ علیہ المعروف سیماب متھراوی ثمہ اکبرآبادی سے دست بیعت تھے اور حضرت علاؤالدین شاہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحب مجاز خلیفہ تھے۔

عادات وخصائل ☆: آپ مقدمات لینے میں پوری احتیاط فرماتے جھوٹے مقدمات تو کجا ایسے مقدمات تک کو قبول نہ فرماتے جس میں کوئی دینی خلل پیدا ہوتا ہو۔اپنی قابلیت اور پچاس ساٹھ سالہ تجربہ کی بنیاد پر اور مقدمات میں سو فیصد کامیابیوں کے باعث زیادہ فیس مل سکتی تھی لیکن آپ ہمیشہ مختصر فیس لیتے تھے۔خاص عزیز اور خصوصی احباب کے مقدمات میں بلا فیس پیروی کرتے۔ غریب اور نادار کا خاص خیال رکھتے تھے۔آپ بہترین حافظہ کی دولت سے نوازے گئے تھے۔آخری عمر تک قانونی دفعات اور متعلقہ کتب کے صفحات تک یاد تھے۔ بیشتر وکلاء صاحبان آپ سے مشورہ لیتے اپنی عرضی دعوے، جواب دعویٰ کے سلسلہ میں آپ کی رہنمائی لیتے تھے۔

اکل حلال اور طہارت غذا و خوراک آپ کا معمول خاص تھا۔اخلاص، خداترسی اور دلجوئی آپ کی سرشت میں داخل تھی۔صوم و صلوٰۃ کی پابندی درجہ اتم موجود تھی۔عبادت و ریاضت اور مجاہدات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے کرم، پیران عظام کی مدد سے قلب جاری تھا۔ درود تاج شریف کے عامل تھے۔

تصنیف وتالیف ☆: اس سلسلہ میں چند کتابوں پر مطلع ہوسکا وہ نذر قارئین ہیں:

(ا) ''صہبائے پارسی'' سلطان الہند خواجہ سید معین الدین چشتی غریب نواز قدس سرہ الاقدس (اجمیر شریف) کے نام منسوب

''دیوان فارسی'' کا آپ نے اردو میں کامیاب منظوم ترجمہ کیا۔ مناجات حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا منظوم اردو ترجمہ کیا۔
(۲) ''ارمغان سیفی'' مرتبہ علامہ شمس بریلوی مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء۔
مولانا سیفی کے صاحبزادے سید سلطان احمد نقوی نے مولانا کے انتقال کے بعد تمام قلمی کلام الحاج سید فتح علی حیدری کی وساطت سے علامہ شمس بریلوی کی خدمت میں پیش کیا انہوں نے ترتیب کے علاوہ مولانا کی شاعری پر طویل مقدمہ قلمبند فرمایا اور نام ارمغان سیفی تجویز کیا۔ سلطان صاحب (نارتھ ناظم آباد کراچی) نے خود اپنی طرف سے ۱۹۸۴ء کو شائع کیا۔ ملنے کا پتہ وایڈریس درج نہیں۔

شادی واولاد ☆: آپ نے شادی کی جس سے چار بیٹے اور ایک بیٹی تولد ہوئے۔
(۱) سید شفیق احمد عرف سلطان احمد نقوی نارتھ ناظم آباد کراچی۔ (۲) سید لئیق احمد۔ (۳) سید خلیق احمد، پی آئی بی کالونی کراچی۔ (۴) سید عتیق احمد۔

شعر وشاعری ☆: علامہ سیفی کی شاعری حمد، نعت، غزل، منقبت، قطعہ تاریخ اور صوفیانہ کلام پر مشتمل ہے۔ مولانا شمس بریلوی، سیفی کی شاعری کے متعلق اپنے مقدمہ میں رقمطراز ہیں۔ ''حضرت سیفی کی شاعری میں بیساختگی کو بڑا دخل ہے جس نے ان کو مقبول عام وخاص شاعر بنا دیا تھا اور سامعین ان کے کلام سے لطف اندوز اور محظوظ ہوتے تھے یہ بیساختگی جس طرح زبان کی صحت و صفائی کی آئینہ دار ہوتی ہے اسی طرح کلام کی فصاحت اس کا ثمرہ ہے، کلام فصیح کے لئے ضروری ہے کہ وہ صحت زبان، سلاست بیان، تنافر کلمات، مخالفت قیاس لغوی، تعقید لفظی ومعنوی اور تواتی اضاحت سے پاک وصاف ہو، میں حضرت سیفی کے کلام سے صحت زبان سلاست بیان اور طرز ادا کی بیساختگی کے تحت متعدد اشعار پیش کر چکا ہوں......''
دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:
''حضرت سیفی کو اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت بھی عطا فرمائی تھی، بلند پایہ دینی کتب کے مطالعہ سے بہرہ ور تھے، سیرت طیبہ کی خصوصیات اور معجزات پر ان کی نظر تھی، یہی سبب ہے کہ عرفان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ ان کی نعت میں عشق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لہریں بھی موجزن ہیں۔'' (ارمغان سیفی مقدمہ)

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۲، ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲۸ فروری ۱۹۸۱ء کو بروز ہفتہ بوقت فجر سن عیسوی کے حساب سے ۸۷ سال کی عمر میں ہوا۔
مزار پُر انوار قبرستان میوہ شاہ کراچی میں مرجع خاص وعام ہے۔

بشکریہ تذکرہ انوار علمائے اہلسنت سندھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا سید جلال الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: متعلم مکتب خانۂ ام الکتاب، قطب دائرۂ کائنات، آشنائے رموز و کنایات معراج حضرت مولانا پیر سید جلال الدین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ حال قوی اور ہمت بلند میں مشہور ہے۔

سلطنت مغلیہ کا آخری دور تھا۔ ہندو مسلم اختلاط اور اکبر بادشاہ کے پھیلائے ہوئے دین الٰہی کی وجہ سے دین اسلام کی ضیاء پاشی ماند پڑ چکی تھی حالانکہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر نے بڑی حد تک دین الٰہی کے پیدا کردہ فتنوں پر قابو پالیا تھا اور ''فتاویٰ عالمگیری'' جیسی بلند پایہ کتاب معرض وجود میں آچکی تھی۔ اسی دور پر فتن میں حضرت مولانا جلال الدین کے آباؤ اجداد نے احیاء دین کی خاطر ہندوستان کی جانب نقل مکانی کی اور ضلع بجنور کے قصبہ سہسپور میں آباد ہو گئے۔ آپ کے خاندان میں کافی علماء و مشائخ گزرے ہیں۔ آپ کے نانا جان حضرت مولانا سید فرید الدین اور ماموں جان حضرت مولانا سید اصغر علی کا شمار وقت کے جید علماء و مشائخ میں ہوتا تھا۔

آپ کے والد ماجد حضرت صوفی سید عبدالشکور ایک عابد و زاہد شخص تھے۔ شریعت مطہرہ کے پابند تھے۔ انہوں نے اپنے خاندان کی ایک نہایت متقی پرہیزگار و نیک سیرت خاتون حضرت برکت فاطمہ سے نکاح کیا۔ اور ۱۹۱۰ء کی ایک سہانی اور مبارک صبح کو سید جلال الدین چشتی صابری کی ولادت باسعادت ہوئی۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے قریبی مدرسہ میں ۸ سال کی عمر میں کلام پاک ناظرہ ختم کیا ہی تھا کہ والد مکرم کا سایہ شفقت سر سے اٹھ گیا اور مسئلہ فکر معاش پیدا ہو گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو آپ کی تعلیم کی فکر تھی جب کہ اعزہ کا مشورہ تھا کہ کسی کام کاج پر لگا دیا جائے۔ بالآخر آپ کی والدہ نے جمع شدہ پونجی دے کر چپکے سے حصول علم کے لئے آگرہ روانہ کر دیا۔ آگرہ اس وقت دینی علوم کا مرکز تھا۔ ۱۲ سال کی عمر میں آپ نے آگرہ میں کلام پاک حفظ کر لیا۔ وقت کے جید علماء سے تعلیم حاصل کی۔ ''مدرسہ شعیب محمدیہ'' آگرہ سے بیس سال کی عمر میں رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۸ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کے اساتذہ کرام میں نامور علمی شخصیت حضرت مولانا روشن الدین کی تھی۔ جن سے آپ نے خصوصی طور پر استفادہ کیا تھا۔ ان کا سلسلہ اساتذہ چند واسطوں سے حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کے نامور فرزند عارف کامل، عاشق خیر الوریٰ حضرت علامہ شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ النورانی سے جا کر ملتا ہے۔

آپ نے دوران تعلیم بڑی صعوبتیں اٹھائیں، گذر اوقات کے لئے کئی جگہ پر ملازمت اختیار کی۔ لیکن والدہ محترمہ نے جس مقصد

کے لئے بھیجا تھا اسے ادھورا نہ چھوڑا۔ اپنے تعلیمی دور کا ایک واقعہ سناتے تھے کہ ہمارے دور میں مدرسوں میں اس قدر آسانیاں نہیں ہوتی تھیں جتنی کہ آج ہیں، طلباء کو بہت سے کام خود کرنے پڑتے تھے۔ باری باری جنگل سے دو طالب علموں کو روزانہ لکڑیاں کاٹ کر لانی پڑتی تھیں جس سے مدرسہ کے طلباء کا کھانا پکایا جاتا تھا۔ ایک دن میری اور میرے ایک ساتھی کی باری تھی ہم دونوں لکڑیاں کاٹنے جنگل میں چلے گئے اس دوران میرے ساتھی کو پیاس لگی ہم ایک جنگل میں بنے ہوئے گھر کی طرف گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے ایک عورت جوان عمر کی نکلی ہم نے اس سے پانی طلب کیا وہ بولی اندر آ جاؤ، ہم دونوں اندر چلے گئے، اس نے جھٹ سے دروازہ بند کر دیا اور میرے ساتھی سے جو بہت خوبصورت جوان تھا بولی کہ پہلے میرا مقصد پورا کرو پھر پانی پلاؤ گی۔ اس نے انکار کیا تو بولی کہ اگر تم یہ کام نہیں کرو گے تو میں شور مچاؤں گی اور تم دونوں پکڑے جاؤ گے۔ ہم دونوں نے اس کی بڑی منا سماجت کی لیکن وہ کسی طرح ماننے کو تیار نہ تھی اور دھمکی دیتی کہ جلدی کمرے میں چلو ورنہ میں شور مچادوں گی۔ بالآخر میرے ساتھی نے کہا کہ ٹھہر میں پیشاب کر آؤں۔ اس نے کہا جاؤ جلدی کر کے آؤ۔ میرا ساتھی پیشاب خانے میں چلا گیا اور باہر نکلا تو اس طرح کہ جسم اور لباس پر غلاظت ملی ہوئی تھی اور عورت کے سامنے رک کر بولا چلو۔ اس عورت نے جو اس کو اس حال میں دیکھا تو سخت غصہ ہوئی اور دروازہ کھول کر ہم دونوں کو باہر نکال دیا۔ مولانا جلال الدین نے اپنے مریدین کو یہ واقعہ سنا کر بتاتے تھے کہ طالب علم ایسے ہوتے تھے کہ اپنی عصمت کی حفاظت کرنا خوب جانتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کی تشنگی ہوئی اس لئے مرشد کامل کی تلاش شروع کی۔ چنانچہ اپنے وقت کے ولی کامل حضرت حاجی سید آل حسن چشتی صابری المعروف کامل شاہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۲ء مدفون پاپوش نگر قبرستان) کی خدمت میں پہنچے تو بہت متاثر ہوئے اور انہیں کے ہاتھ پر چشتیہ صابریہ سلسلہ میں بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

عبادت و ریاضت ☆: رمضان المبارک میں ہر ترویحہ (چار رکعت تراویح) میں جس قدر کلام پاک سنایا کرتے۔ اس کا ترجمہ مقتدیوں کو سناتے۔ لوگ کمال توجہ سے سنتے، ذرا نہ اکتاتے تھے۔ شب زندہ داری معمول تھی، اکثر عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھاتے۔ ایک مرتبہ شبینہ میں ایک رکعت میں ۲۹ پارے سنائے اور باقی ایک پارہ، بقیہ رکعت میں پورا کیا۔

مستجاب الدعوات ☆: خشک سالی میں لوگ دور دور سے دعائے باران کے لئے حاضر ہوتے۔ آپ ان سے فرماتے جو کہوں گا وہ کرو گے۔ لوگ اقرار کرتے۔ آپ فرماتے: ''خوب روؤ پھر خود بھی خوب روتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں بصد عجز و انکسار دعا کرتے پھر یہ ہوتا کہ آسمان پر بادل چھا جاتے اور بارش ہوتی۔''

خطابت ☆: فارغ التحصیل ہونے کے بعد آگرہ (انڈیا) کی عیدگاہ مسجد میں امامت اختیار کی۔ لیکن کچھ عرصہ بعد لوگوں کے اصرار پر مسجد خواجہ سراء آگرہ تشریف لے گئے اور تقسیم ہند تک اسی مسجد میں خدمات انجام دیتے رہے۔ آگرہ میں آپ کے وعظ کی دھوم مچی ہوئی تھی دور دراز سے لوگ وعظ سننے آپ کی مسجد میں آتے تھے۔

ایک بار انبالہ شہر میں ایسا ہوا کہ کچھ طوائفیں آپ کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ہمارے ہاں بھی واعظ فرمائیں۔ آپ نے

فرمایا: وعظ کی فیس لیتا ہوں۔ وہ بولیں ہم دے دیں گے۔ آپ حسب وعدہ ان کے ہاں وعظ کے لئے تشریف لے گئے اور ایسا مدلل بلیغ اور پراثر وعظ کیا کہ سامعین مع طوائفیں رونے لگیں۔ وعظ کے اختتام پر فرمایا: میری فیس دو۔ طوائفیں بولیں: آپ کیا فیس لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میری فیس روپیہ پیسہ نہیں ہے وہ کچھ اور ہے۔ وہ بولیں آپ کو کیا چاہیے؟ آپ نے فرمایا: میری فیس یہ ہے کہ تم اس برے پیشہ سے توبہ کرو اور آئندہ نیک زندگی بسر کرو۔ تمام طوائفوں نے اسی وقت اس پیشہ بد سے ہمیشہ کے لئے توبہ کی۔ آپ نے بستی والوں سے فرمایا: تمہارے جوان آگے آئیں اور ان سے نکاح کریں انہیں بیوی بنا کر عزت دیں تا کہ یہ اپنی آئندہ زندگی شرافت و نیکی پر گزار سکیں۔"

لحن داؤدی ☆: آپ کو قرآن حکیم کی قرأت میں کمال حاصل تھا، صبح مسجد شریف میں قرأت فرماتے تو راستہ میں چلتے ہوئے لوگ رک جاتے اور سننے میں محو ہو جاتے۔ عورتوں کو یہ احساس تک نہ ہوتا تھا کہ اس کے سر پر پانی سے بھرا ہوا گھڑا ہے۔ آپ نے ہند میں ہندوؤں، پنڈتوں اور عیسائی پادریوں سے مناظرے بھی کئے اور بعض اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

پاکستان میں قیام ☆: معروف تذکرہ نگار حضرت علامہ پیر سیّد زین العابدین شاہ گیلانی قادری راشدی مدظلہ العالی اپنی کتاب تذکرہ انوار علمائے اہل سنت میں رقمطراز ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد انڈیا سے پاکستان کے بین الاقوامی شہر کراچی تشریف لائے اور کھارادر میں باغ زہرہ اسٹریٹ پر واقع اوکھائی میمن مسجد میں امام و خطیب مقرر ہوئے۔ کراچی میں تقریباً ۳۴ سال کا عرصہ تبلیغ دین، ترویج مسلک اہل سنت میں گزارا۔ بعد نماز عشاء درس قرآن مسلسل دیتے تھے۔ آپ کے مرشد کریم بھی ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور لیاقت آباد کراچی میں سکونت اختیار کی۔ آپ کی عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا کہ ٹاور سے پیدل لیاقت آباد مرشد کریم کی زیارت کو جانا آپ کا معمول تھا۔ اگر دروازہ بند ہوتا تو مرشد کریم کے دروازہ پر دستک دینا خلاف ادب سمجھتے اس لئے گلی میں بیٹھ کر انتظار کرتے۔

شادی واولاد ☆: آپ نے مسجد خواجہ سرائے آگرہ میں امامت کے دوران نکاح کیا۔ آپ کی اہلیہ سے دو بیٹے (۱) سید محمد حسن (حنیف) (۲) سید محمد بشیر حسین اور چار بیٹیاں تولد ہوئیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲ جمادی الآخر ۱۴۰۲ھ بمطابق ۸ اپریل ۱۹۸۲ء کی شب جمعرات کو ۷۲ سال کی عمر میں ہوا۔ بروز جمعرات نماز جنازہ حضرت مولانا قاری محمد مصلح الدین صدیقی نے پڑھائی۔ آپ کا مزار پُر انوار کراچی کے پاپوش نگر قبرستان میں "احاطہ کامل شاہ" میں مرجع خلائق ہے۔

(بشکریہ، تذکرہ انوار علمائے اہل سنت)

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آشنائے رموز معرفت وحقیقت، بحر اسرار ومعدن حقائق ومعارف، شمع قصر ہدایت، عاشق جمال احدیت، محبوب بارگاہ صمدیت، حکیم حاذق قطب وحدت، پیکر شوکت و جمال، آئینہ جلال و جمال، مزین بعزت مرتبہ کمال، فرد حقیقت، خورشید ولایت، قمر توحید ومعرفت ولایتش حضرت شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ پروردۂ لطف ورسول مدنی ہیں۔

آپ کے آباؤ اجداد کی نسبت عرب شیوخ سے ہے جو اور عمارتی کام اور صنعت کے ماہر تھے شہنشاہ شہاب الدین محمد شاہجہان کو جب عمارتی کام اور صنعتکاری کے لئے ماہرین کی ضرورت پڑی تو آپ کے اجداوطن عزیز کو خیر آباد کہہ کر ہندوستان کے مرکزی شہر دہلی میں آ کر آباد ہوئے تھے۔ بعد ازاں دہلی سے لاہور کو مسکن بنایا جو ان دنوں اس صنعت کا مرکز تھا۔ شہنشاہ شاہجہان نے اس خاندان کی فنی صلاحیت اور ان کے دماغ سے بھر پور فائدہ اٹھایا اور نئی سے نئی عمارت کی تعمیر اور اس کے نقشے اور پھر اس میں صنعت کاری کا بہت سا کام ان سے لیا۔ جس میں دہلی کی جامع مسجد کی تعمیر بہت اہمیت کی حامل ہے۔

اس کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ: شاہجہان نے خواب میں ایک عظیم الشان مسجد دیکھی تو ارادہ کر لیا کہ اِس ڈیزائن کی مسجد ضرور تعمیر کرائی جائے۔ شاہجہان کے ذہن میں وہ نقشہ ضرور تھا مگر اس کا غذ پر اتارنا اس کے لئے ممکن نہ تھا۔ اور نہ ہی کسی کو اس کی تفصیل زبانی بتا سکتے تھے۔

آپ کے اجداد میں سے حامد نامی ایک بزرگ جو تعمیراتی کام کے اس زمانے میں بہت بڑے کاریگر اور باصلاحیت شخص تھے جو قلعہ دربار شاہی سے منسلک تھے۔ بادشاہ نے ان کو طلب کیا اور کہنے لگا خواب میں مسجد کا نقشہ دیکھا ہے مگر اس کو نہ کاغذ پر اتار سکتا ہوں نہ ہی زبانی بیان کر سکتا ہوں۔

بادشاہ کے الفاظ سن کر استاد حامد پریشان وحیران دربار سے واپس آئے اور سوچ میں پڑ گئے۔ بالآخر ایک خدا رسیدہ بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوئے ان سے سارا قصہ بیان کیا تو انہوں نے اپنے پاس بٹھا کر اپنا رومال استاد حامد کے سر پر ڈال دیا۔ بس پھر کیا تھا مسجد کا نقشہ سامنے آ گیا جس کو انہوں نے اپنے دماغ میں سمو لیا اور گھر آ کر اس کو کاغذ پر منتقل کیا۔ اور شاہجہان کے دربار میں لے کر پہنچ گئے۔ شاہجہان دیکھتے ہی اچھل پڑا۔ اور کہنے لگا کہ بے شک میں نے خواب میں یہی نقشہ مسجد کا دیکھا ہے۔

چنانچہ بادشاہ کے حکم پر مسجد شروع ہوگئی۔ جب مکمل ہوئی تو علمائے ظاہر نے شور وغوغا شروع کر دیا کہ اس کا قبلہ رخ کا تعین درست

نہیں۔اس لئے مسجد میں نماز جائز نہیں۔

یہ سن کر بادشاہ نادم ہوا۔اور استاد حامد کو بجائے انعام دینے کے لائق سزا گردانا۔ادھر نقشہ دکھانے والے درویش کا انتقال ہو چکا تھا۔اب کسی ایسے صاحب حال درویش کی ضرورت تھی۔ بہت تلاش کے بعد ایک درویش حضرت عبدالحکیم علیہ الرحمۃ جن کا مزار شورکوٹ کے قریب شہر عبدالحکیم میں مرجع خاص وعام ہے کا پتہ چلا۔

استاد حامد ان کی خدمت میں پہنچے تمام حال عرض کیا ان کو نقشہ دکھایا۔حضرت عبدالحکیم جو کپڑے رنگتے تھے اس وقت کپڑا نچوڑ رہے تھے۔فرمایا نقشہ نیچے رکھ دو اور میں کپڑا نچوڑتا ہوں۔جس طرف سمت قبلہ کھسکانی ہو میرے کپڑے نچوڑنے کی حرکت کے ساتھ ساتھ نقشہ سرکاتے رہنا جب مقررہ مقام آ جائے تو روک دینا۔

چنانچہ استاد حامد ایسے ہی کرتے رہے حضرت عبدالحکیم نے فرمایا جاؤ سمت قبلہ درست ہوگئی ہے مگر محراب میں شگاف پڑ گیا ہے۔جا کر اسے بھر دو۔

استاد حامد جب دہلی پہنچے مسجد کھول کر دیکھا تو واقعی محراب میں شگاف پڑا ہوا تھا۔جو بھروا دیا گیا۔ بعدازاں آپ ہی نے بادشاہ کے کمرے میں روحانی طور پر تشریف لا کر مسجد کی تعمیر کی مبارک باد دی اور خوشخبری سنائی کہ تمہاری مسجد کا افتتاح نبی کریم ﷺ نے فرمادیا ہے۔جاؤ جا کر دیکھ لو ابھی تازہ وضو کے پانی سے پاؤں کے نشان موجود ہیں۔

بادشاہ اسی وقت مسجد میں پہنچا اور قدمین شریفین کے نشان رات کے وقت پا کر خوش ہوا۔دو رکعت نفل ادا کئے اور مسجد ہر خاص وعام کے لئے کھول دی گئی۔اور شاہی قلعہ کے نزدیک محلّہ کا نام استاد حامد کے نام سے منسوب کر دیا جو کہ آج بھی اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔

آپ کے دادا تین بھائی تھے ان میں سے آپ کے دادا کے بھائی مسکین شاہ بہت بڑے ولی ہوئے ان کا مزار دہلی جامع مسجد کے اس مقام قدم شریف کے نزدیک مرجع خاص وعام ہے۔انہیں حضرت مسکین شاہ صاحب نے ایک دن فرمایا کہ میرے خاندان کی دوسری پشت میں ایک چراغ روشن ہونے والا ہے جو پیدا ہو کر میرے سلسلے کو جاری کرے گا۔

چنانچہ ۱۹۰۲ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے والد گرامی نے فرمایا کہ آج حضرت مسکین شاہ علیہ الرحمۃ کی پیشن گوئی پوری ہوگئی۔والد گرامی نے آپ کا نام محمد فاروق رکھا۔

آپ کی والدہ محترمہ جو بہت ہی نیک عابدہ، زاہدہ، عارفہ کاملہ ولیہ تھیں دیگر عبادات و اوراد وظائف کے علاوہ نماز تہجد پابندی سے ادا فرماتی تھیں آپ ابھی کمسنی کے عالم میں تھے کہ والدہ کے ساتھ اٹھ کر تہجد ادا فرماتے تھے پھر جب سن شعور کو پہنچے تو والدہ محترمہ کو نماز تہجد کے لئے وضو کرایا کرتے اور ان کے ساتھ باقاعدہ نماز تہجد ادا فرماتے تھے۔دیگر نماز پنجگانہ اور اوراد و وظائف مستقل معمول تھا۔

آپ کی والدہ محترمہ کا معمول تھا کہ جب کبھی دہلی میں کوئی عالم دین یا کوئی درویش آتا تو وہ اس کی دعوت ضرور کرتی تھیں۔تو اس موقع پر اس مہمان کی مہمان نوازی کی ذمہ داری آپ کی ہوتی تھی۔اس طرح آپ کو بچپن ہی سے بزرگوں اور علماء کی رفاقت وشفقت محبت نصیب رہی۔اور والدہ محترمہ کی خدمت وعزت آپ کی زندگی کا بہترین شعار رہا۔

والدہ محترمہ کے وصال کے بعد آپ کو تلاش مرشد کی جستجو ہوئی تو آپ گھر سے نکل پڑے اور کو بہ کو بہ قریہ قریہ پھرتے رہے مگر کہیں تسلی وتشفی نہ ہوئی۔ایک رات خواب میں ایک بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ میاں محمد فاروق تم ہمارے ہو۔ آؤ سینے سے لگ جاؤ۔ سینے سے کیا لگے کہ آنکھ کھل گئی۔اب خواب والی نورانی صورت کو ڈھونڈنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے جہاں بھی گئے ایک سے ایک بڑھ کر صاحب کمال و جمال نظر آتا مگر جو خواب میں دیکھا تھا وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔نہ ہی نام معلوم نہ ہی کوئی پتہ معلوم آخر جائیں تو جائیں کہاں۔

چونکہ آپ سونے چاندی اور جواہرات کا کاروبار کرتے تھے۔ایک دن آپ چاندنی چوک دہلی کے موتی بازار کے بالا خانے پر کمرے میں اپنے کاروبار میں مصروف تھے کہ آپ کے ایک ساتھی دکاندار منشی نورالعمر صاحب آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ ہی کو تلاش کر رہا تھا۔اس لئے کہ میرے گھر ایک بزرگ تشریف لائے ہوئے ہیں اس وقت محفل بھی خوب جمی ہوئی ہے ملاقات کا اچھا وقت ہے آؤ میرے گھر چلو۔ان کے کہنے پر آپ جب ان کے گھر پہنچے تو کیا دیکھا کہ محفل بھی جمی ہوئی ہے اور سامنے ایک بزرگ تشریف فرما ہیں۔جب غور سے دیکھا تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ تو وہی نورانی صورت والے بزرگ ہیں جو خواب میں اپنے جمال جہاں آرا سے مشرف فرما گئے تھے۔

میزبان جناب منشی نورالعمر صاحب نے آپ کا تعارف کرایا کہ یہ میرے عزیز بھائی محمد فاروق ہیں۔ان کو علم رمل و جفر کا شوق ہے اور اس میں بہت دسترس رکھتے ہیں اور بالکل صحیح پیشگوئی کرتے ہیں۔ہماری تمام برادری انہیں پنڈت کہتی ہے۔یہ سن کر ان بزرگ نے فرمایا کہ میاں محمد فاروق علم جفر و رمل میں تم بڑے بڑے حساب کرتے ہو۔بڑی معلومات ہیں تمہاری اب اور کیا چاہتے ہو؟

آپ نے عرض کیا حضور اس علم جفر میں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ کام ہوگا یا یہ کام نہیں ہوگا۔اب یہ چاہتا ہوں کہ جو نہ ہونا ہو وہ ہو جائے یہ سن کر حضرت نے فرمایا میاں تلاش کرو ایسے بھی مل جائیں گے۔

یہ سن کر آپ نے برجستہ عرض کی حضور مجھے مل گئے ہیں اور میرے سامنے ہیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ کو خواب میں نظر آنے والے نورانی صورت کے بزرگ حضرت قبلہ شاہ محمد انعام الرحمٰن قدوسی چشتی صابری علیہ الرحمۃ تھے۔آپ ان کے دست حق پرست پر پہاڑ گنج والی جامع مسجد قاضی والی دہلی میں بیعت سے مشرف ہوئے۔بعد تکمیل مجاہدات کے انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ پابند شریعت وطریقت اور نماز پنجگانہ با جماعت ادا فرماتے تھے۔تہجد کی نماز بچپن سے تادم آخر کبھی فوت نہ ہونے دی۔اوراد و وظائف کی سختی سے پابندی فرماتے،بناوٹ تصنع،ریاکاری،کذب بیانی،منافقت سے سخت نفرت فرماتے تھے۔بچپن سے لے کر تادم آخر مکروہات تو الگ رہے مشتبہ چیزیں بھی حلق سے نیچے نہ اترنے دی۔رزق حلال سے اپنا اور اہل خانہ کا گزر بسر فرماتے تھے۔پوری زندگی میں سخت سے سخت وقت میں بھی ادھار کبھی نہ لیا۔اور نہ ہی کسی آنے والے کی جیب پر کبھی نظر رکھی۔سخاوت کا عالم یہ تھا کہ پورا گھر لنگر خانہ بنا ہوا تھا۔آنے والی خدا کی مخلوق کی خاطر تواضع گھر کے راشن اور گھر کے پکے ہوئے کھانے سے کی جاتی

تھی۔دکھی انسانیت کو دوائی فی سبیل اللہ دیتے بسا اوقات بعض حضرات کو خرچ کے لئے رقم دے کر رخصت کرتے اور اکثر لوگوں کو دم و درود کرنے اور دوائی دینے کے بعد کرایہ سے بھی نوازتے تھے۔اپنے اعزا اور عقیدت مندوں اور ملنے والوں کی حاجت روائی آپ کا بہترین مشغلہ تھا۔آنے والے کو کبھی مایوس نہ لوٹایا۔اس کی توقع سے بڑھ کر اس کی ضرورت کا خیال رکھا۔

آپ نے تمام عمر اپنے معمولات کا ایک مستقل نظام الاوقات بنایا ہوا تھا۔شروع شروع میں آپ آدھا دن خدا کی مخلوق کی خدمت میں صرف فرماتے تھے۔بعدازاں آپ نے کاروبار کے لئے صرف اور صرف نماز ظہر تا عصر وہ بھی اپنے گھر پر ہی وقت مقرر کیا باقی تمام وقت خدا کی مخلوق کی خدمت میں صرف فرمادیتے تھے۔

ہندوستان سے کراچی پاکستان میں ورود مسعود☆: ہندوستان سے قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے ملتان تشریف لائے وہاں سے کراچی آکر مقیم ہوئے تو آپ کے لٹے پٹے قافلے کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔خالی ہاتھ خالی جیب تھے۔مگر آپ کی حالت یہ تھی کہ اس زمانے میں بھی مہاجر کیمپوں میں کھلا خرچ فرمادیتے تھے۔

آپ ہر سال محفل عید میلاد النبی ﷺ کراچی میں بڑے اہتمام سے کراتے اپنے پیرومرشد کے عرس کے علاوہ دیگر خواجگان کے بھی عرس کراتے۔سال میں ایک مرتبہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس میں شرکت کرتے۔اگلے برس حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے چلتے یعنی ایک سال پاکپتن شریف دوسرے سال حج بیت اللہ شریف کے لئے جاتے تو مولانا ضیاء الدین القادری علیہ الرحمۃ کے ہاں مدینہ پاک میں محفل میلاد بڑی شان وشوکت سے منعقد فرماتے تھے۔

ان تمام موقعوں پر اتنا خرچ کرتے کے دیکھنے والا دنگ رہ جاتے تھے۔

علمی استعداد☆: آپ کسی دارالعلوم یا یونیورسٹی سے باقاعدہ فارغ التحصیل نہ تھے۔مگر خدا کے فضل وکرم اور مرشد کامل کی نگاہ پاک کے تصرف سے اللہ نے آپ کو تمام علوم کا مرجع بنایا تھا۔بڑے بڑے جید علماء پیچیدہ مسائل لے کر حاضر ہوتے اور جواب بالصواب پا کر جاتے۔کسبی علم کی بجائے وھبی یعنی علم لدنی سے آپ کا سینہ پُرنور تھا۔کراچی میں تیس برس سے زیادہ آپ نے ہزاروں جگہ پر مختلف محفلوں جلسوں، جلوسوں اور ختمات اور مساجد میں رشد و ہدایت اور وعظ کا سلسلہ جاری رکھا۔کبھی نہ تو غلط مسئلہ بیان کیا اور نہ ہی غلط یا کمزور بات دوران وعظ آپ کی زبان ترجمان سے نکلی۔بسا اوقات عشاء کی نماز کے بعد گفتگو شروع ہوتی آدھی رات حتیٰ کہ تہجد کا وقت ہو جاتا اور آپ تمام رات ایک ہی انداز میں ایک ہی موضوع پر گفتگو فرماتے رہتے بعض جگہ پر لوگ محفل میں کھڑے ہو کر سوالات کی بوچھاڑ کر دیتے تو آپ بڑی خندہ پیشانی سے ان کو شافی وکافی جواب مرحمت فرماتے۔مکہ مکرمہ، مدینہ شریف، جدہ، شام، عراق وحجاز میں ہر جگہ مجالس ہوتیں اور آپ تصوف اور طریقت اور شریعت وفقہ، ادب، فلسفہ، ہر موضوع پر مبسوط گفتگو کرنے کا ملکہ رکھتے تھے۔

مختلف بزرگوں سے فیضان نعمت☆: آپ کا بچپن سے معمول تھا کہ دس محرم الحرام کو حضرت امام عالی مقام امام حسینؓ کے ایصال ہدیہ کے لئے شربت کی سبیل لگاتے تھے۔جس میں صفائی اور پاکیزگی کا خصوصی اہتمام وخیال فرماتے تھے۔

ایک دن ایک بزرگ سید عوض علی شاہ نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے سبیل لگائی ہوئی ہے اور حضرت سید الشہداء امام عالی مقام

امام حسین علیہ السلام سبیل پر تشریف لائے ہیں اور گلاس بھر کر شربت نوشی فرما رہے ہیں۔ان کی آنکھ کھلی تو انہوں نے آپ سے ذکر کیا کہ آپ کی سبیل تو مقبول ہوگئی کے حضرت امام نے خود توجہ فرمائی کہ سبیل سے پانی پیا ہے۔

۱۹۵۳ء میں جب آپ سہارنپور ہندوستان اپنے مرشد کامل کے آستانے پر ملاقات وقدمبوسی کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کے پیرومرشد نے آپ کو اپنے پیر بھائی حضرت شاہ محمد حافظ جعفر رحمانی علیہ الرحمۃ کے توسل سے سلطان الاولیاء حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا حکم دیا جب آپ کلیر شریف پہنچے اور حضرت مخدوم العالمین کے مزارِ پُر انوار پر مراقب ہوئے تو حضور مخدوم پاک صابر کلیری کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ان سے ہمکلامی کا شرف آپ کو نصیب ہوا۔اسی سال سہارنپور کی جامع مسجد حسن کے صحن میں محفل میلاد ہو رہی تھی کہ مسجد کا اندرونی حصہ خالی تھا۔آپ نے اپنے پیرو مرشد حضرت شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے عرض کیا حضور مسجد کا اندرونی حصہ خالی کیوں رکھا گیا ہے کیا کوئی خاص مصلحت ہے۔تو مرشد کامل نے اپنا دست مبارک آپ کی پشت پر رکھ کر فرمایا۔دیکھو جب دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا جب دوبارہ دیکھنے کا ارشاد ہوا تو کیا دیکھا بے شمار ارواح مبارکہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ان ارواح مقدس کی شبیہ بتلائی تو پیرومرشد نے ان کے اسماء بتلائے۔

یہ حضرت مختلف قسم کے لباس پہنے ہوئے تھے۔شب کی مجلس میں فرمایا کہ یہ حضرت خواجہ سید معین الدین خواجہ غریب نواز اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی اور عالم پناہ حضرت خواجہ سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری اور سیدنا خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی علیہم الرحمۃ کی ذوات قدسیہ تھیں۔ہم سب اُن کے فیضان روحانی سے بھی مالا مال ہوئے۔اس کے علاوہ آپ کو مدینہ شریف مسجد نبوی کے باب اسلام کے قریب نماز فجر کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کی نہ صرف زیارت ہوئی بلکہ بوقت ملاقات حضرت خضر نے آپ سے حال احوال بھی دریافت فرمایا تھا۔

آپ کے خلفاء نامدار☆: آپ کے خلفاء نامدار کی تعداد ۷۳ ہے جنہوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت توبہ کی اور خدمت میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔

ان میں آپ کے خلیفہ اکبر خواجہ محمد عارف چشتی صابری رحمانی المعروف بھائی جان الملقب بہ سالار رحمانی محبوب رحمانی علیہ الرحمۃ ہیں جن کا مزار قبرستان ایچ ایٹ اسلام آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔

ان ۷۳ خلفاء کے علاوہ بہت سے خلفاء ایسے بھی ہیں جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت توبہ تو نہیں کی اور وہ مرید وخلیفہ اپنے اپنے شیخ سے تھے۔مگر حصول فیض کے لئے جب آپ کی صحبت میں آئے تو آپ نے ان کو کامل واکمل دیکھتے ہوئے باطنی اشارے سے خرقہ خلافت سے سرفراز وصاحب ارشاد فرمایا۔ان حضرات میں ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں سلطان الاولیاء شاہ حبیب اللہ صاحب حادی آپ کے خلیفہ اکبر وسجادہ نشین شاہ محمد سبطین شاہجہانی (اسلام آباد) شامل ہیں۔فقیر راقم الحروف کے شیخ طریقت بحرالعلوم حضرت خواجہ حاجی منیر احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آستانہ عالیہ چشتی صابریہ ماڑی بگیال شریف براستہ بسالی تحصیل وضلع راولپنڈی جن کا وصال باکمال یکم جنوری ۲۰۰۵ء ہے کا نام نامی اسم گرامی بھی سرفہرست شامل ہے۔

کشف وکرامات ☆: ۱۹۷۱ء میں آپ حج پر تشریف لے گئے تو قافلے میں بریگیڈیئر محمد انور خان رحمانی چشتی صابری بھی مع اہلیہ کے شامل تھے۔ ان کو مکہ مکرمہ میں کسی نے اطلاع دی کہ ان کو فوج سے ریٹائرڈ کرنے کے احکامات جاری کر دیئے گئے۔ اس وقت وہ کرنل کے عہدے پر فائز تھے۔ کرنل صاحب کی اہلیہ اس خبر سے خاص طور پر پریشان ہوئیں اور باوجود کرنل صاحب کے منع کرنے پر اس کا تذکرہ حضرت قبلہ شاہ محمد فاروق رحمانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سے کر دیا۔ کرنل انور خان رحمانی اپنے دنیاوی معاملات میں مرشد کو تکلیف دینا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ مگر دل میں بات رکھ کر عرض کر دیتے تھے۔

جس وقت آپ کو ان کی ریٹائرمنٹ کی خبر ملی اس وقت آپ اپنی مقررہ نشست کے بالمقابل رکن یمانی مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے تھوڑی دیر مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا اگر کرنل صاحب کو ریٹائرڈ کر دیا تو کیا بریگیڈیئر مجھے بنائیں گے۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد پتہ چلا کہ وہ خبر غلط ہے۔ اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق اسی ہفتے کرنل صاحب کو بریگیڈیئر بنا دیا گیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: ۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء کا واقعہ ہے کہ آپ کے صاحبزادے میاں محمد اقبال رحمانی چشتی صابری کی دلہن ہسپتال میں داخل تھیں۔ ان کے ہاں بچے کی ولادت ہونے والی تھی۔ مگر ڈاکٹر بچے کی زندہ پیدائش سے مایوس ہو چکے تھے۔ تمام ڈاکٹروں نے حتمی فیصلہ دے دیا کہ بچہ مردہ ہے لہٰذا آپریشن کرنا پڑے گا۔

آپ کو پتہ چلا تو ہسپتال تشریف لے گئے اور دو گھنٹے تک مراقبہ کیا اور مختلف درباروں تک رسائی حاصل کر کے بارگاہ خداوندی میں عرض کی الٰہ العلمین بڑے ارمانوں اور شدید انتظار کا یہ ثمرہ ہے۔ میرے اقبال کا یہ پہلا بچہ ہے اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔ کرم خاص ہو جائے اور امیدوں پر پانی نہ پھرے۔ آپ کے ہاں کس چیز کی کمی ہے۔ دو گھنٹے کی عجز وزاری کے بعد خبر ملی کہ بچہ زندہ پیدا ہوگا۔ اس کے بعد لیڈی ڈاکٹر نے دوبارہ معائنہ کیا تو دیکھ کر حیران رہ گئی کہ مردہ بچہ زندہ ہو گیا ہے اور حرکت کر رہا ہے۔

چنانچہ آپ کی نگاہ ولایت اور دعا سے خدا نے میاں اقبال رحمانی کو فرزند عطا فرمایا جن کا نام میاں فہیم احمد رکھا گیا جو کہ آج بھی بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں اور اپنے والد کے ساتھ تمام معاملات میں معاون ومددگار ہیں۔

کرامت نمبر۳ ☆: جناب سید حامد حسین بن صوفی سید محمد ظہیر الحسن رحمانی چشتی صابری فرماتے ہیں کہ میرے ہم زلف شیخ عزیز احمد پر لندن میں ۱۸ راگست ۱۹۷۹ء کو دل کا سخت دورہ پڑا۔ خوش قسمتی سے وہ اس وقت نارتھوک پارک ہسپتال میں داخل تھے۔ ڈاکٹروں نے بمشکل بجلی کے جھٹکوں کے ذریعے حرکت قلب بحال کی۔ لیکن اس کے بعد (کوما) یعنی گہری بیہوشی میں چلے گئے۔ کیونکہ دل کے دورے کے دوران ۱۸ منٹ حرکت قلب بند رہی جس کی وجہ سے ڈاکٹر صاحبان کو اندیشہ ہوا کہ مریض شاید ہی جانبر ہو سکے۔ اگر یہ بچ بھی گئے تو دورے کی شدت کی بنا پر دماغ کو خون نہ ملنے کی وجہ سے دماغ کے کسی بھی حصے کے مفلوج ہونے کے خطرہ کا امکان ہے۔

بہر حال موصوف کو انتہائی نگہداشت کے شعبے میں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں مریض کی حرکت قلب اور زندگی لائف سپورٹ مشینوں کے ذریعے بحال رکھی گئی۔ ڈاکٹروں نے تین روز کا وقت بتایا کہ اس کے بعد مشینوں کو بھی ہٹا دیا جائے گا۔

سید حامد حسین رحمانی صاحب فرماتے ہیں کہ اس صورتحال سے پریشان ہو کر میں نے رات کے وقت حضرت پیرومرشد شاہ محمد

فاروق رحمانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کو کراچی فون کیا۔ چونکہ آپ شب بیدار تو تھے ہی گھنٹی بجنے پر فون کا ریسور آپ نے ہی اٹھایا میں نے تمام صورتحال آپ کے گوش گزار کی تو آپ نے کچھ توقف کے بعد فرمایا۔ کوئی بات نہیں ٹھیک ہو جائیں گے۔ بس کچھ سرخ چیزوں کا صدقہ دے دو۔ میں نے عزیز بھائی کی اہلیہ کے اصرار کرنے پر حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضور ڈاکٹروں نے دماغ کے مفلوج ہونے کا اندیشہ بتایا ہے۔ آپ نے انتہائی وثوق سے فرمایا میاں فکر نہ کرو انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گے۔

خدا کا کرنا ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ تیسرے روز ہی عزیز بھائی کو ہوش آ گیا۔ اور آپ کی دعا سے چند روز میں عزیز صاحب روبہ صحت ہو گئے۔ اور آپ کے خلیفہ سید ظہیر الحسن رحمانی چشتی صابری کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور آپ کی ظاہری حیات مبارکہ تک آپ کے حلقہ میں باقاعدہ حاضری دے کر فیض یاب ہوتے رہے۔

کرامت نمبر ۴ ☆: جناب نسیم احمد رحمانی لاہور والے ڈاکٹر ابوالفیض کی اہلیہ شاہدہ کو علاج کے لئے قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ڈاکٹر ابوالفیض اپنی اہلیہ کے علاج پر اس سے پہلے پانچ لاکھ روپے خرچ کر چکے تھے۔

آپ نے ڈاکٹر صاحب کی بیوی کو دیکھا تو کوئی مرض نہ تھا۔ بلکہ اس پر سفلی علم کے اثرات کی وجہ سے تکلیف تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا اتار ہو گا یہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔ جس کے لئے آپ کو ایک دن میں دو مرتبہ دم کرانے کے لئے باقاعدگی سے آنا ہو گا۔ اگر یہ منظور نہ ہو تو جو پروگرام آپ کا لندن جانے کا تھا سیدھے وہیں چلے جائیں۔ نسیم احمد نے ذمہ داری قبول کی۔ لگاتار آٹھ دن تک دم کے ذریعے علاج ہوتا رہا۔ اور شاہدہ بالکل ٹھیک ہو گئیں۔

یہ دیکھ کر ڈاکٹر صاحب کو بہت خوشی اور سکون ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے لئے کوئی نگ تجویز فرمائیں۔ آپ نے نیلم تجویز فرمایا اور بتایا کہ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے پہننے والے پر اگر کوئی مصیبت آنے والی ہو تو یہ تڑخ جاتا ہے۔ اور بلا اپنے ذمے لے لیتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس کے بعد اس نگ کو روزانہ دیکھتے رہتے کہ کب تڑاخ ہو گا۔ ایک دن ان سے کہا گیا کہ کیماڑی سے منوڑہ سمندر پار کر آؤ۔ ڈاکٹر صاحب رات کو سوئے تو صبح کو پتھر تڑخا ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ پتھر تمہارے لئے مبارک ہے۔ جس کی وجہ سے ڈاکٹر کا اعتقاد پہلے سے بھی زیادہ پختہ ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال گیارہ اگست ۱۹۸۳ء بمطابق یکم ذیقعد ۱۴۰۳ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار آستانہ عالیہ الفاروق جہانگیر روڈ کراچی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ اور اس مقام پر ہی آپ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے۔ اس وقت شاہ محمد ناصر رحمانی سجادہ نشین کارہائے طریقت و نظام خانقاہی چلا رہے ہیں۔

فقیر راقم الحروف اگست 2007ء میں کراچی کے دورے کے موقع پر آپ کے دربار گوہر بار میں حاضری سے مشرف ہوا ہے۔ دربار شریف کی تعمیر اور خوبصورتی کا انداز بہت دلکش ہے، صفائی کا اعلیٰ انتظام بفضلِ اللہ موجود ہے۔

دربار شریف پر پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ دربار شام کو بوقت مغرب کھلے گا، چونکہ آپ کے صاحبزادگان کی رہائش ایک کوٹھی میں

ہےاور دربار شریف کوٹھی کے ساتھ ملحقہ جگہ پر ہے، اس لئے پوری دنیائے تصوف سے علیحدہ نظام ہے۔ اور خصوصی بات یہ کہ دن میں کسی بھی وقت جانے والے مہمان یا زائر کی صاحبزادے یا سجادہ نشین سے ملاقات نہیں ہوسکتی دربار شریف اگرچہ نماز مغرب کے وقت کھولا جاتا ہے، مگر فقیر کے لئے دربار کے خادم خاص نے ظہر کے وقت تالا کھول کر حاضری کا موقع فراہم کیا، بڑی کوشش کے باوجود سجادہ نشین صاحب سے ملاقات نہ ہوسکی۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ محمد ظہور الحق شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، پیر روشن ضمیر، عالم ربانی، مرشد لاثانی، حضرت خواجہ شاہ محمد ظہور الحق چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نمونہ سلف صالحین اور قدوۃ السالکین ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت گورداسپور انڈیا میں سراج الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم و تربیت گھر سے ہی مکمل ہوئی۔ باقی دنیاوی علوم کی تکمیل کے اعلیٰ ترین اساتذہ کرام سے حاصل کرنے کے مختلف سکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم رہ کر ایف اے تک تکمیل کرنے کے بعد محکمہ پولیس میں بطور ڈی ایس پی تعینات ہوئے اور بڑے ہی احسن انداز سے ملازمت جاری تھی کہ ایک روز خانقاہ سراجیہ میں عرس مقدس کی تقریب جاری تھی۔

بقول قاری محمد شریف بن قاری فضل دین علیہ الرحمۃ کے ذکر جاری تھا۔ ہزار ہا صوفیائے کرام اور خدام ذکر میں مصروف تھے کہ حضور قبلہ عالم سراج الاولیاء علیہ الرحمۃ نے آپ کو بلایا تو سرکاری یونیفارم میں ہی تشریف لے آئے۔ اور عرض کرنے لگے حضور ''کیا آپ نے مجھے بلایا ہے؟'' حضرت قبلہ عالم نے اپنی نگاہ ولایت سے ایک نظر آپ کو دیکھا اور فرمایا جاؤ۔ لیکن یہ نظر ایسی نظر تھی کہ سینے سے اترتی چلی گئی اور کام کر گئی۔ اور آپ کو اَلْوَلَدُ لِاَبِیْہِ کے مصداق بنا دیا۔

چشم مستے عجبے ابرد ساز عجبے
عشوہ باز عجبے بندہ نوازے عجبے

سیرت و کردار اور عہد جانشینی ☆: آپ اپنے والد گرامی کی زندگی کا عملی نمونہ تھے۔ شریعت و طریقت کی پاسداری اور اپنے خواجگان بالخصوص والد گرامی کے وضع کردہ طریقے پر سختی سے کاربند تھے۔ تمام زندگی غیر شرعی معاملات سے دوری اختیار کئے رکھی۔ ڈی ایس پی جیسے اہم عہدے پر تعینات رہتے ہوئے بھی اپنے دامن پر طرفداری یا کرپشن کا داغ نہیں لگنے دیا۔ دوران ملازمت میں احکام خداوندی کو ہمیشہ سامنے رکھا اور نماز روزہ کی سختی سے پابندی فرماتے رہے۔

حضور قبلہ سراج الاولیاء کے وصال باکمال کے بعد جب آپ کی رسم سجادگی ادا کی گئی تو ہزار ہا کے اجتماع میں سینکڑوں جید علمائے کرام کے سامنے سلطان المناظرین حضرت علامہ خواجہ محمد نواب الدین چشتی صابری حضرت مولانا عبدالعزیز، صوفی محمد شریف، پیر طریقت حضرت شاہ عبدالغنی چشتی صابری سراجی علیہم الرحمۃ جیسی نابغہ روزگار شخصیات نے آپ کی دستار بندی میں حصہ لیا اور رسم دستار بندی ادا کی۔

آپ کی ذات والا صفات نے سجادگی کی مسند پر بیٹھنے کے بعد جب تبلیغ دین متین اور خانقاہی نظام کے احیاء کے لئے کام شروع کیا تو سب سے پہلے سرکاری ملازمت کو خیر باد کہا اور اپنے عظیم والد گرامی وشیخ طریقت کے مزارپُر انوار کی تعمیر کے کام کا آغاز کیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ حضور سراج الاولیاء کی دیرینہ خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ایسا دارالعلوم قائم کیا۔

جس میں درس نظامی کے ساتھ ساتھ میٹرک تک تعلیم بھی دی جاسکے گی تعمیر کے کام کا آغاز کیا۔ اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بہت جلد ان تمام مقاصد میں کامیابی حاصل کر لی اور جلد ہی تعلیمی نظام کو متعارف کرانے میں کامیاب ہوئے مگر بدقسمتی سے قیام پاکستان کے بعد دو سکول صابریہ سراجیہ ہائی سکول سنت پورہ فیصل آباد اور ایک سکول ڈھاکہ میں قومیائے جاچکے ہیں۔

اس کے علاوہ پاکستان بھر میں مدارس دینیہ کی سرپرستی فرماتے رہے اور فیصل آباد میں اب بھی صابریہ سراجیہ سکول جس کے پرنسپل آج کل آپ کے صاحبزادے ہیں اور یہ ادارے آپ کی یادگار ہیں۔

خانقاہ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں سال میں دو مرتبہ عرس کے انتظامات اور معمولات کوئی معمولی کام نہیں ہیں۔ ذکر حدادی اور حلقہ کا ایسا روح پرور منظر ہوتا ہے جس کی دوسرے عرسوں میں نظیر نہیں ملتی۔

اس کے علاوہ ہفتہ وار مجلس ذکر ختم خواجگان، ماہانہ گیارہویں شریف اور روزانہ کے آنے جانے والے مہمان علمائے کرام مشائخ عظام صوفیائے کرام اور عقیدت مندان کی خدمت وعزت ان کے لنگر خورد ونوش کا انتظام یہ کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ پر آپ کے خواجگان بالخصوص آپ کے شیخ طریقت ووالد گرامی کے فیضان کا ہی نتیجہ ہے۔

اور جو بنیاد آپ نے رکھ دی ہے اس سے یہ تمام معاملات تاقیامت جاری وساری رہیں گے۔ اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ:

آپ نے خانقاہ صابریہ سراجیہ کا سجادہ نشین ہونے کا حق ادا کر دیا ہے

آپ جیسی شخصیات صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں کہ جن کے چہرے کی زیارت کی جائے تو اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ آپ کا روحانی فیضان عام ہے ہزاروں افراد نے استفادہ کیا اور راہِ ہدایت حاصل کی۔ آج بھی آپ کا سلسلہ وفیضان جاری ہے۔ آپ کے تقریباً سولہ سے زیادہ خلفا آپ کی جلائی ہوئی شمع کو روشن کیے ہوئے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ محمد ضمیر الحق چشتی صابری سراجی مدظلہ العالی بحیثیت سجادہ نشین بڑی ہی خوش اسلوبی سے اپنے اسلاف کے مشن کی تکمیل میں مصروف ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰ ذی الحج ۱۴۰۴ھ بمطابق ۷ ستمبر ۱۹۸۴ء بروز جمعرات بوقت نماز مغرب ہوا۔ مزار پُرانوار مرکز سراجیہ پیپلز کالونی نمبر ا فیصل آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں پر آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

غزالی دوراں علامہ احمد سعید کاظمی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: غزالی زماں، رازیٔ دوراں، ہالۂ علوم، وارث علوم وولایت حیدری، پروردۂ نگاہ لطف مدنی، معدن گنجینۂ علوم لدنی، جلیس مسند حق الیقین، مدرس مسائل عشق وعرفان، محدث وجد وپیان، قبلۂ طالبان، فارغ از قید مشائخیت ونمود، غرق شہود ذات مطلق، خورشید ولایت حضرت علامہ مولانا سیّد احمد سعید شاہ کاظمی صابری رحمتہ اللہ علیہ امروہہ ضلع مرادآباد یوپی بھارت کے مردم خیز شہر میں سادات کاظمی کے عظیم خانوادہ کے عظیم چشم وچراغ فخر السادات جناب حضرت سید محمد مختار شاہ کاظمی کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۱۳ء کو ہوئی۔ آپ کے والدگرامی سید محمد مختار شاہ کاظمی اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم اور درویش صفت شخصیت کے مالک تھے تمام عمر خدااوراس کے رسول ﷺ کی یاد میں گزاری، شریعت وطریقت کی پاسداری آپ کو ورثے میں ملی ہوئی تھی زہد وتقویٰ میں بے مثال تھے۔

اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ بھی اپنے زمانے کی عظیم خاتون تھیں عبادت وریاضت زہد وتقویٰ سادگی پردۂ رازداری وضع داری ان کا شیوۂ خاص تھا اس کے علاوہ اپنے زمانے کی بہترین عالمہ فاضلہ تھیں، غزالی دوراں علامہ احمد سعید شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ نے ہدایہ آخرین کے چند اسباق تبرکاً اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھے تھے اس سے علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ والغفر ان کے مرتبہ ومقام کا پتہ لگتا ہے کہ جس کے ماں باپ اس پایہ کے عالم ہوں تو بیٹا یقیناً غزالی زماں رازی دوراں ہی ہوگا۔ جبکہ آپ کے چچا شاعر تھے اسی طرح آپ کے برادر اکبر شیخ المحدثین حضرت علامہ مولانا سید محمد خلیل شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہترین محدث تھے بڑے بڑے نامور فاضلین ان کے شاگردوں میں شمار کیے جاتے ہیں جبکہ علامہ احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ کے شاگرد اور مرید خاص تھے۔

شجرہ نسب ☆: آپ کا نسبی تعلق سادات کاظمیہ سے ہے آپ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد پاک سے ہیں شجرہ کا نسب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت سیدنا ومولانا علامہ سید احمد شاہ کاظمی بن حضرت مولانا سید مختار احمد شاہ کاظمی بن حافظ سید یوسف علی شاہ کاظمی بن مولانا سید وصی اللہ شاہ کاظمی بن سید سیف اللہ شاہ کاظمی بن سید میر محمد اشرف شاہ دہلوی کاظمی ثمہ امروہی بن سید محمد احسن شاہ کاظمی دہلوی بن سید بدیع الزماں شاہ کاظمی بن سید محمد امین شاہ ابن سید عبدالوہاب شاہ بن سید حفیظ اللہ شاہ بن سید محمد عظیم شاہ بن سید محمد حسین شاہ بخاری بن سید محمد یحییٰ مکی شاہ بن سید حسین شاہ بن سید لطف اللہ شاہ بن سید محمد شاہ بن سید محمود شاہ بن سید حسین شاہ بن سید امام شاہ بن خواجہ سید حسین

مروی شاہ بن سید میر دوست شاہ بن سید اسد اللہ شاہ بن سید ناصر علی ہروی شاہ بن سید صاحب شاہ بن سید خضر شاہ بن سید اسد اللہ شاہ طائفی بن سید سلیمان شاہ بن سید سراج الدین شاہ بن سید بدر الدین شاہ بن سید سلطان محسن شاہ بن سید سلطان بایزید شاہ بن سید سلطان ابواسحاق شاہ بن سید علی مہدی شاہ بن سید علی اصغر شاہ بن سید جعفر شاہ بن سید عبید اللہ شاہ بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام محمد جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہم السلام رضوان اللہ علیہم اجمعین بن حضرت امام المتقین جناب علی علیہ السلام وکرم اللہ وجہہ الکریم وسیدۃ انساء فاطمۃ الزہرہ علیہ السلام بنت امام الانبیاء والمرسلین رحمت العالمین حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے۔

شجرۂ طریقت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ صابریہ میں اپنے برادر بزرگ واستاذ المکرم شیخ المحدثین حضرت استاذ الاساتذہ علامہ سید محمد خلیل شاہ کاظمی کے توسل سے داخل سلسلہ تھے جو کہ آپ سے ہوتا ہوا عارف ربانی حافظ آیات قرآنی صوفی لامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری سے ہوتا ہوا حضرت مخدوم پاک سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابری کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے توسل سے خواجۂ خواجگان فخر کون ومکان حضرت خواجہ سید محمد معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور ان کے توسل سے مدینے کے تاجدار نبی مختار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تک پہنچتا ہے شجرہ طریقت کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

غزالی زماں شیخ طریقت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی حضرت علامہ سید محمد خلیل شاہ کاظمی حضرت سید مختار احمد کاظمی حضرت شاہ غلام حیدر امروہی حضرت مولانا سید امانت علی شاہ امروہی حضرت صوفی لامکانی عارف ربانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے برادر بزرگ شیخ الحدیث حضرت سید محمد خلیل شاہ کاظمی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر صاحب ارشاد وسرفراز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ کی شخصیت میں امت مسلمہ کے لئے دردمندی بہی خواہی ایثار وقربانی فکر وسوز جیسے اوصاف بہت نمایاں تھے۔ امت مسلمہ کے لئے بالعموم اور مسلک اہل سنت کے لئے بالخصوص آپ کی دینی وعلمی خدمات ایک ناقابل فراموش باب ہیں۔ آپ کی ذات آسمان علم وحکمت کے لئے درخشندہ آفتاب اور بزم تحقیق کی شمع فروزاں تھی۔ آپ کی ذات علم وعمل صالح کی حسین تصویر تھی۔ آپ اسلاف کی حجت اور اخلاف کی عزت کا نشان اور رازی وغزالی کے فلسفہ وحکمت کی زبان اور شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی دعوت کے ترجمان تھے۔ آپ انبیائے کرام علیہم السلام اور بزرگان دین کی عظمتوں کے پاسبان تھے۔

مسند درس وتدریس پر جلوہ افروز ہوتے تو بحر العلوم ہوتے جب منبر کی زینت بنتے تو بحیان وقت نظر آتے تصنیف وتالیف کے میدان میں آتے تو انمول موتی سجا دیتے۔ جب محفل میں جلوہ گر ہوتے تو محفل پر علم وعرفان کی گھٹا بن کر برستے۔ جب مسند ارشاد کو عزت بخشتے تو طالبان حق کے دلوں کو روشن ومنور فرما دیتے۔ انسانیت کا اُنس آپ کے چہرہ انور سے عیاں تھا۔ مؤدت ومحبت کرم و مروت آپ کی ہر ہر ادا سے چھلکتی نظر آتی تھی۔

آپ ایک جامع شخصیت کے مالک تھے بیک وقت آپ محدث فقہیہ مفسر قرآن تھے۔آپ بجاطور پر رازی وقت اورغزالی دوراں تھے۔اگر یوں کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ آپ مخدوملت اسلامیہ، پیرطریقت، میر شریعت، قائد سیاست، پیکر حکمت، مجسمہ ذہانت، سرتاپا فضیلت وشرافت اور فطانت تھے۔آپ اپنے پاس آنے والوں سے اتنے خوش اخلاقی سے ملنے اور چہرہ پر خصوصی مسکراہٹ ہوتی اور یہ ارشادفرماتے کہ اللہ آپ کوخوش رکھے۔میں آپ کے لئے ہروقت دعا گوہوں۔عجز وانکساری کا عالم یہ تھا کہ مریدین کومرید کہنے کی بجائے پیر بھائی کہتے تھے۔اپنے مریدین کے سامنے کبھی اپنے علم پرناز نہ کیا حالانکہ آپ کی ذات والاصفات کے علم اور علمی مرتبہ کواپنے تواپنے بیگانے بھی تسلیم کرتے تھے۔

جس کا اندازہ مقالات کاظمی۔مکالمہ کاظمی ومودودی اور آئینہ مودودیت اور آپ کی دیگر تصانیف سے لگایا جاسکتا ہے۔آپ کی ذات والاصفات کواگر بغور دیکھا جائے تومحسوس ہوگا کہ آپ جامع صفات اور کردار کی بلندی، فکر کی جولانی، حلم اور تواضع کی رعنائی اخلاق کی دلکشی، علم وفضل کی شوکت وجلالت، فقرومعرفت کی نورانیت، خطابت کا جلال، رشدوہدایت کا جمال، تدریس میں یکتائی، تصنیف میں پختہ کاری، حق وصداقت کی حمایت اوراعلاء کلمۃ اللہ کی جرأت، فقروفاقہ درویشی زہدوتقویٰ عبادت وریاضت غرض کہ ہر پہلو میں یکتا اور بے مثال تھے۔

آپ کی خصوصیات ☆: آپ کی ذات میں رب کائنات نے بہت سی خصوصیات ودیعت فرمائی تھیں جن میں سے آپ کی پانچ خصوصیات نمایاں اور مقدم ہیں۔(نمبر۱) جس طرح آپ دینی بصیرت میں یکتائے روزگار تھے اسی طرح آپ اعلیٰ سیاسی بصیرت کے بھی مالک تھے۔

آپ نے جوانی کے عالم میں بنارس سنی کانفرنس ۱۹۴۶ء میں بھرپور حصہ لیا۔تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں قیام پاکستان کے بعد جمعیت علمائے پاکستان کا قیام آپ ہی کی کوششوں سے معرض وجود میں آیا۔۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت ۱۹۶۲ء میں تنظیم المدارس پاکستان اور ۱۹۷۸ء میں جماعت اہل سنت کا قیام آپ کی دینی وسیاسی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ (نمبر۲) آپ ایک طرف اعلیٰ پائے کے محقق تھے تو دوسری طرف بے مثال مبلغ اور مقرر کی حیثیت سے شہرہ آفاق شخصیت کے مالک تھے۔حالانکہ تحقیق کے لئے یکسوئی اور تنہائی بہت ضروری ہے جبکہ تقریروتبلیغ کے لئے اجتماعیت لازمی ہے۔

اسی طرح آپ بے مثل مدرس اور طالبان طریقت کے لئے مرشد کامل بھی جبکہ موجودہ دور میں تدریس علوم اور سجادگی دومتضاد سمتیں شمار کی جاتی ہیں۔(نمبر۳) آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی مسلمہ رہی ہے کہ آپ تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کے مصنف اور ادیب بھی حالانکہ علوم عربیہ کی تدریس خودعرق ریزی کا تقاضہ کرتی ہے۔جبکہ تصنیف وتالیف ایک الگ میدان ہے۔(نمبر۴) آپ کی خصوصیت میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ ممکنہ جملہ علمی مشاغل اوران کے لئے لازمی سنجیدگی کے باوجود آپ کی طبیعت میں خوش مزاجی پائی جاتی ہے۔(نمبر۵) آپ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ تمام خوبیوں کے جامع ہونے کے باوجود ہرخوبی میں درجۂ کمال پرفائز تھے۔حالانکہ عادیات میں یہ بات مسلم ہے کہ قوت جب منقسم ومتجز ہوتی ہے توقوت میں ضعف وکمزوری

لازمی امر ہے۔ مگر تعجب ہے کہ آپ نے وعظ وتقریر، تصنیف وتالیف سیاسی ومذہبی معاملات تبلیغی وسیاسی سفر، پھر خانگی اور منصبی فرائض کی ادائیگی میں نہایت اعلیٰ ریکارڈ قائم فرمایا جس کا اپنوں اور غیروں سب کو اعتراف ہے۔

غزالی زماں اور علامہ اقبال ☆: ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء کی بات ہے کہ زندہ دلان لاہور کی طرف سے بیرون موچی دروازہ عظیم الشان میلاد النبی ﷺ کانفرنس کا اہتمام تھا، تا حد نظر عاشقان مصطفیٰ ﷺ نظر آ رہے تھے اس عظیم الشان کانفرنس کی صدارت دنیائے اسلام کے جید مفکر اور فلاسفر عاشق رسول ﷺ علامہ محمد اقبال فرما رہے تھے، جبکہ خصوصی خطاب اس وقت کے جید عالم اور فاضل نوجوان اور آج کے غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی فرما رہے تھے، موضوع سخن عظمت اسم محمد ﷺ تھا۔ حضرت غزالی زماں اسم محمد ﷺ کے اسرار ورموز بڑے محققانہ اور فلسفیانہ انداز میں بیان فرما رہے تھے ان کی زبان سے نکلا ہوا ہر حرف عظمت مصطفیٰ ﷺ کی گواہی دے رہا تھا اور عاشقان مصطفیٰ کے درد کا درماں تھا، علم کا سمندر تھا جو ٹھاٹھیں مار رہا تھا عشق رسول کریم ﷺ کے گوہر آبدار لٹا رہا تھا اور ہر شخص پر ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ عاشق رسول ڈاکٹر محمد علامہ اقبال کیف ومستی میں جھوم رہے تھے اس تقریر دلپذیر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے عشق رسول ﷺ نے معرفت اسم محمد ﷺ سن کر خاموش نہ بیٹھنے دیا اور بے ساختہ پکار اٹھے "ایسی چنگاری بھی یارب میری خاکستر میں ہے۔"

ہندو لڑکی کا قبول اسلام ☆: غزالی زماں رازی دوراں رحمۃ اللہ علیہ خود بیان فرماتے ہیں کہ میرے بچپن میں لاہور میں حزب الاحناف اہلسنت کا عظیم الشان علمی مرکز تھا، جس میں انتہائی خوبصورت انداز میں پانچ روزہ جلسہ ہوا کرتا تھا اس وقت حزب الاحناف کا جلسہ جامع مسجد وزیر خاں میں منعقد ہوا کرتا تھا برصغیر کے گوشے گوشے سے علماء اس میں شرکت کرتے تھے اور خطابات کیلئے آتے تھے جلسے میں خطاب کرنے کی سعادت بہت بڑی خوش نصیبی ہوتی تھی ایک دفعہ مجھے بھی اس جلسے سے خطاب کرنے کا موقع ملا۔ میں بچہ تھا سولہ سترہ سال عمر ہو گی نیا نیا فارغ التحصیل ہو کر آیا تھا ایسے میں خطاب کرنے اور علم کے جوہر دکھانے کا شوق بھی بہت ہوتا ہے بڑے بڑے علماء اور اکابر سے پہلے بعض اوقات طلباء کو تقریر کرنے کا موقع حوصلہ افزائی کی نیت سے دیا جاتا تھا اس طرح مجھے بھی موقع مل گیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں تقریر کر رہا تھا، یہ واقعہ ۱۹۲۹ء کا ہے جب ابھی تقسیم برصغیر پاک وہند عمل میں نہ آئی تھی، جلسہ گاہ کے قرب وجوار میں ہندو اور سکھ بھی رہتے تھے، تو میری تقریر کے دوران ایک پرچی آئی اس میں لکھا تھا کہ مولانا صاحب میں ایک ہندو لڑکی ہوں اور بی اے میں پڑھتی ہوں میرا گھر آپ کے جلسہ گاہ کے بالکل ساتھ ہے اس لئے کئی دن سے میں آپ کے جلسہ میں ہونے والی تقاریر سن رہی ہوں آج آپ کہہ رہے ہیں کہ دنیا میں کسی صفت اور کسی خوبی میں آپ کے نبی ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا جب کہ اسی اسٹیج پر کل ایک دوسرے مولانا صاحب تقریر فرما رہے تھے اور انہوں نے حاتم طائی کی سخاوت کا ایک واقعہ بیان کیا۔

انہوں نے بتایا کہ حاتم طائی اتنا بڑا سخی تھا کہ اس نے لوگوں میں مال ودولت تقسیم کرنے کے لئے ایک محل بنوایا جس کے سات دروازے تھے جو سائل جس دروازے سے آتا حاتم اسے خیرات دے دیتا، وہ دوبارہ دوسرے دروازے سے آتا اور ساتواں مرتبہ بھی

اسے خیرات ملتی اور حاتم کی زبان پر یہ الفاظ نہیں آتے تھے کہ تم پہلے کتنی دفعہ آ چکے ہو اب بار بار کیوں چلے آتے ہو اور وہ سائل پھر پہلے دروازے پر مانگنے چلا جاتا ہے حاتم کے ماتھے پر تب بھی شکن نہ پڑتی اور اس نے دست سخاوت پر بھی نہ کھینچا، واقعہ تاریخی اعتبار سے صحیح ہے یا غلط اس پر بحث مقصود نہیں وہ اس لئے کہ یہ آپ کے اسٹیج سے آپ کے اپنے عالم دین نے بیان کیا ہے اس لئے اس کو صحیح ماننا پڑے گا اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ "کسی مخلوق میں کوئی آپ کے نبی ﷺ سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا" اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ حاتم طائی کی اس سخاوت کے واقعہ سے بڑھ کر اپنے نبی ﷺ کی سخاوت کا کوئی واقعہ بیان کریں ورنہ تسلیم کریں کہ حاتم طائی آپ کے نبی ﷺ سے بھی بڑھ کر سخی تھا۔

میں نے کہا حاتم طائی کے واقعہ سے اگر کوئی یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ وہ بے حد سخی تھا اور بڑا دیالو تھا تو وہ اس کی کم فہمی ہے اس واقع سے تو اس کی کنجوسی اور کم ہمتی ثابت ہوتی ہے ایک سائل آتا ہے سوال کرتا ہے حاتم اسے دیتا ہے لیکن سائل کی جھولی نہیں بھرتی یعنی سائل کی مراد پوری نہیں ہوتی اس کی طلب ختم نہیں ہوتی وہ دوبارہ جھولی پھیلاتا ہے حاتم اسے پھر کچھ دیتا ہے لیکن اب بھی اس نے اتنا کم دیا ہے کہ سائل دوبارہ سوال کرنے پر مجبور ہے حاتم بار بار دیتا ہے سائل کی طلب باقی رہتی ہے وہ بار بار لوٹ کر آتا ہے یہ کیسی سخاوت ہے در حقیقت یہ تو کنجوسی ہوئی۔ اگر سخاوت دیکھنا ہے تو آؤ میرے آقا ﷺ کی سخاوت دیکھو تہجد کا وقت ہے حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکار دو عالم ﷺ کے جانثار صحابی سرکار دو عالم ﷺ کو وضو کروا رہے ہیں سرکار اس کی اس خدمت پر خوش ہوتے ہیں دریائے رحمت جوش میں آتا ہے سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں، **سل یا ربیعہ**، اے ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ حضرت ربیعہؓ عرض کرتے ہیں **اسئلك مرافقتك فی الجنة یارسول اللہ ﷺ**، میں جنت میں آپ ﷺ سے آپ کی رفاقت طلب کرتا ہوں۔ سرکار فرماتے ہیں "یہ تو ہم نے تمہیں عطا کر دیا تیرا سوال پورا ہوا اس کے علاوہ کوئی اور طلب ہو تو مانگ!" حضرت ربیعہؓ عرض کرتے ہیں **"ھکذ یارسول اللہ ﷺ"** اللہ کے رسول ﷺ میرے لئے سب کچھ ہیں۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

یارسول اللہ ﷺ جب آپ مل گئے تو اور کیا چاہیے۔ سرکار فرماتے ہیں **"او غیر ذالك ربیعة"** اے ربیعہ کچھ اور مانگ لے۔ یارسول اللہ ﷺ بس یہی کافی ہے دامن طلب میں اب بھلا کس شے کی کمی ہے ذرا دیکھو اس کی طرف وہ سائل ہے جو بار بار آتا ہے اور حاتم سے سوال کرتا ہے۔ ایک یہ داتا ہیں جو سائل سے بار بار کہتے ہیں کہ کچھ مانگ لو تو اب تم خود فیصلہ کرو کہ کون زیادہ سخی ہے؟ یہ واقعہ بیان فرمانے کے بعد حضرت غزالی زماں رازی دوراں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ ہندو لڑکی اس جواب کو سن کر مسلمان ہو گئی اور حزب الاحناف کے اسٹیج پر موجود علماء حیران و ششدر رہ گئے کہ اتنا مکمل جواب اس نوجوان نے دے دیا۔

ملتان میں تبلیغی سرگرمیاں اور دار العلوم انوار العلوم کا قیام ☆: ایک روز حضرت غزلی زماں رازی دوراں علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کی تقریبات میں شمولیت کیلئے ملتان تشریف لائے یہاں آپ نے جو سحر انگیز خطاب فرمایا تو حاضرین کے دل نور معرفت سے جگمگانے لگے خطاب سے متاثر ہو کر ملتان کے اکابر علماء مشائخ نے آپ کو ملتان میں

سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ملتان میں سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرما کر گیا، حضرت غزالی زماں رازی دوراں کو درس وتدریس کی عادت تھی چنانچہ یہاں بھی آپ نے یہ سلسلہ جاری رکھا شروع شروع میں آپ نے اپنے مکان میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اس کے ساتھ ساتھ مسجد فتح شیر میں نماز فجر کے بعد درس قرآن اور مسجد چپ شاہ میں نماز عشاء کے بعد درس حدیث کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یوں آپ نے ۱۳۵۴ھ بمطابق ۱۹۳۵ء میں مکمل طور پر ملتان میں سکونت اختیار فرمائی۔

ایک دن آپ نے اپنے رفقاء اور اہل خانہ میں بیٹھ کر فرمایا کہ ''مجھے یہ ملال ہے کہ کوئی مدرسہ قائم نہ کر سکا جو میرے لئے صدقہ جاریہ ہوتا اور دین کا قلعہ بنتا۔'' دل کی گہرائیوں سے نکلے ان جملوں نے وہ اثر ڈالا کہ آپ کے ارادت مندوں نے مالی اعانت کی اور آپ کی اہلیہ محترمہ نے اپنا زیور پیش کر دیا جسے فروخت کر کے اس رقم سے آپ نے مدرسہ جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کے نام سے دینی درسگاہ قائم کی اس کا سنگ بنیاد پیر حضرت موسیٰ پاک شہید کے سجادہ نشین حضرت سید محمد صدر الدین شاہ گیلانی نے شوال ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۹۴۴ء میں رکھا اور خود ہی مدرسہ میں درس نظامی کی تعلیم دینی شروع کی۔ اس مدرسہ سے بڑے بڑے علماء فقہا قراء اور دانشور شخصیات نے تعلیم حاصل کی اور آج اندرون اور بیرون ملک دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان میں یوکے، کینیڈا، ساؤتھ افریقہ، ناروے، ہالینڈ، جرمنی، سپین، متحدہ عرب امارات میں دبئی، قطر، بحرین، سعودی عرب، بنگلہ دیش اور اٹلی شامل ہیں۔ اس ادارے کی بنیاد ۱۴ مرلے کے مدرسہ سے شروع کی گئی تھی جو آج نیو ملتان میں ۶ کنال کی خوبصورت عمارت ہے۔ اس عظیم درسگاہ سے اب تک ۲۲ ہزار طلباء نے دورہ حدیث مکمل کیا اور عالم بنے، ۱۲ ہزار ۵ سو طلباء نے حفظ میں تعلیم حاصل کی اور ۶ ہزار ۵ سو پچاس طلباء نے تجوید وقرأت میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ تفسیر، اصول تفسیر، حدیث اصول حدیث، فقہ، ادب، اسماء رجال کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم، انگریزی نصاب، معاشرتی علوم، جنرل سائنس اور کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

یہ جامعہ تنظیم المدارس کے ساتھ منسلک ہے اور جامعہ انوار العلوم کے مہتمم اعلیٰ علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی تنظیم المدارس کے ۱۳ سال تک صدر بھی رہے۔ آپ کی قیادت میں جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم شاہراہ ترقی پر گامزن ہے اور مرکز کے علاوہ مقامی شاخیں بھی نہایت تندہی سے کام کر رہی ہیں۔ جامعہ میں ۵۵ افراد تدریسی فرائض اور انتظامی امور انجام دے رہے ہیں اور تمام کا شمار ملتان کے جید علماء میں ہوتا ہے۔

جماعت اہلسنت کے مرکزی صدر اور مہتمم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی نے بتایا کہ جامعہ ہذا میں ۶ سو سے زائد طلباء ہاسٹل میں رہائش پذیر ہیں جن کے کھانے پینے، رہنے سہنے، لباس اور کتب کا خرچہ جامعہ برداشت کرتی ہے اور درسگاہ کا سالانہ خرچہ ۶۵ لاکھ روپے ہے جو کسی قسم کی بیرونی امداد کے بغیر مسلمان بھائیوں کی خدمت کے باعث چل رہا ہے جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کاظمی صاحب کے کئی مربعے ہیں وہاں سے رقم آ جاتی ہے۔ لیکن ہماری اراضی سے صرف سالانہ پچاس ہزار روپے کی آمدنی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ادارہ مسلسل خسارے میں جا رہا ہے۔ مہنگائی بہت بڑھ گئی ہے۔ کورس کی کتابیں ہزاروں روپے کی

ہیں جو طلباء کو مفت مہیا کی جاتی ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ۶۰ کنال کی اراضی پڑی ہے جہاں پر ہمارا پروگرام دینی یونیورسٹی بنانے کا ہے لیکن وسائل کی کمی کے باعث اس پر ابھی کام نہیں ہو پا رہا۔ یونیورسٹی میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم بھی دی جائے گی۔ پرائمری سے پوسٹ گریجوایٹ تک تعلیم دی جائے گی۔ علیحدہ علیحدہ شعبہ جات قائم ہوں گے ہاسٹل اساتذہ کے لئے کالونی، جامعہ مسجد اور ڈسپنسری بھی بنائی جائے گی۔ علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی نے کہا کہ مکمل عالم بننے کے لئے ۸ سال کا کورس ہوتا ہے جبکہ پہلے تین سال کا کورس ایک سال میں مکمل کرایا جاتا ہے اور عنقریب مفتی بنانے کا کورس بھی شروع کیا جا رہا ہے۔

اس کے علاوہ دورۂ قرآن کی کلاسیں بھی لگائی جا رہی ہیں اور اس وقت دورہ حدیث شریف میں ۱۱۰ طلباء زیر تعلیم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کی پوری تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب کبھی قوم و ملک کو نازک حالات کا سامنا کرنا پڑا تو کارکنان انوار العلوم نے اپنی بساط کے مطابق بھرپور قربانیاں دیں۔ ملکی دفاع کے لئے جب دفاعی فنڈز کا اعلان کیا گیا تو جامعہ کے کارکنان نے خود بھی فنڈز میں حصہ دیا اور دفاعی فنڈ اور بے گھر بھائیوں کے لئے عطیات وصول کر کے سرکاری انتظامیہ کے حوالے کئے۔ جامعہ ہذا میں دار الافتاء قائم ہے جہاں سے آج تک لاکھوں فتوے جاری ہو چکے ہیں بیرونی حضرات کے سوالوں کا بروقت جواب دیا جاتا ہے اور مقامی مفتیان کو زبانی و تحریری جوابات دیئے جاتے ہیں جامعہ کے کتب خانہ میں مختلف فنون کی درسی اور غیر درسی ہزاروں کتب کے علاوہ کچھ قلمی نسخے بھی موجود ہیں اور ہر سال درسی اور غیر درسی کتابیں خرید کر کتب خانہ میں اضافہ کیا جاتا ہے اور جامعہ کی لائبریری میں اس وقت دس ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم نوکریوں کے لئے نہیں پڑھاتے بلکہ دین کی خدمت اور لوگوں میں جذبہ پیدا کر رہے ہیں نوکریاں تو ڈگریوں سے ملتی ہیں اور آج ہر طالب علم ڈگریاں لے کر مارا مارا پھر رہا ہے لیکن نوکری نہیں ہے اور جو طالب علم دینی تعلیم حاصل کرتا ہے وہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے انہوں نے کہا کہ ۱۹۴۸ء میں مدرسہ میں علماء کنونشن منعقد کیا گیا تھا اور اسی دن جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد پڑی اور پہلے سیکرٹری جنرل والد گرامی علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی تھے۔

مختلف شخصیات کا دورہ انوار العلوم ☆: جامعہ الاظہر مصر کے شیخ الافغانی علامہ سید ابدالی العلوی نے جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کا دورہ کیا اور کہا کہ اس مدرسہ کو اہلسنت والجماعت کا بہترین مدرسہ پایا ہے۔ ڈاکٹر فہام مصری انڈونیشی قراء کے وفد کے قائد محمد بصری علوی اور امام علامہ ابوالحسنات قادریؒ علامہ عبدالحامد بدایونی، علامہ عبدالغفور ہزاروی، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے پوتے مولانا شاہ ابراہیم رضا خان نے بھی جامعہ کا دورہ کیا اور معائنہ کے بعد انتہائی مفید اور حوصلہ افزا آراء سے نوازا۔ سجادہ نشین سیال شریف حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی نے انوار العلوم کا معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ خدا کی قسم میں نے مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کو اہلسنت والجماعت کا مستحکم قلعہ پایا ہے۔ جامعہ انوار العلوم دین کی بہترین خدمات انجام دے رہا ہے۔ اگر پاکستان میں چند ایک ایسی اور درسگاہیں قائم ہو جائیں تو باطل دب کر رہ جائے۔

ایک عیسائی پادری کا قبول اسلام ☆: جناب حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری بیان فرماتے ہیں کہ ملک شام کا

رہنے والا فواد نامی ایک عیسائی پادری تھا جو زیادہ تر بمبئی میں بطور مشنری کام کرتا تھا اور تقریباً ہر سال پاکستان آیا کرتا تھا۔ اس نے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام سے مناظرے بھی کئے مگر کسی سے مطمئن نہ ہوا۔ ۱۹۶۰ء میں وہ اپنے دورۂ پاکستان کے دوران دس بارہ روز تک ملتان میں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں بطور مہمان رہا۔ اس مسئلہ پر کہ قرآن کہتا ہے "مصدقالما بین یدیه اور مصدقالما معهم" یعنی اگر پہلی کتابیں منحرف ہو چکی ہیں تو پھر قرآن کی تصدیق کیسی؟ حضرت کاظمی صاحب سے اس کی پورے چھ دن تک بحث ہوتی رہی۔ آخر وہ مطمئن ہوا اور اس نے ملتان کے تمام عیسائیوں کو جمع کیا اور انہیں دعوت دی کہ تم بھی مسلمان ہو جاؤ کیونکہ میں علامہ کاظمی شاہ صاحب کے دلائل سے مطمئن ہو کر ان کے دست حق پرست پر اسلام قبول کر چکا ہوں۔ مجھے یہ واقعہ غزالی زماں رازی دوراں حضرت کاظمی شاہ صاحب نے ۱۷ مارچ ۱۹۸۶ء کو بروز سوموار خود سنایا اور یہی حضرت سے میری آخری ملاقات تھی جسے میں کبھی نہیں بھول سکتا۔

تحریک پاکستان ☆: جب تحریک پاکستان کا دور شروع ہوا پاکستان بنانے کیلئے باقاعدہ تحریک شروع ہوئی تو سب سے پہلے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں تاجدار بریلی نے دو قومی نظریے کی حمایت کی۔ فاضل بریلوی کا نقطہ نظر تھا کہ انگریز اور ہندو چونکہ دونوں اسلام کے دشمن ہیں اس لئے ان میں سے کسی ایک سے ترک موالات کرنا اور دوسرے کو گلے لگانا درست نہیں، ترک موالات دونوں سے ہونا چاہیے اور اس نظریے کو آگے بڑھانا چاہیے۔ ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی گئی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے خلیفہ مجاز مفتی نعیم الدین مراد آبادی نے مراد آباد میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۹۲۵ء میں ایک عظیم الشان تحریک کی بنیاد رکھی اور اس کی تنظیم نو پورے برصغیر میں فرمائی زیادہ تر قائدین اہلسنت اور سنی علماء و مشائخ اس تنظیم سے وابستہ تھے اور انہوں نے قیام پاکستان تک اس پلیٹ فارم سے مسلم لیگ کی حمایت میں شب و روز کام کیا۔

بعض سنی قائدین و علماء اہلسنت اور مشائخ عظام براہ راست مسلم لیگ میں شامل تھے۔ مثلاً شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی" صدر مسلم لیگ سرگودھا، فاضل بریلوی کے خلیفہ مجاز مفتی برہان الدین نائب صدر مسلم لیگ صوبہ سرحد اور صدر مسلم لیگ جبل پور، حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی رکن صوبائی کونسل و سیکرٹری پنجاب مسلم لیگ اور صدر مسلم لیگ میانوالی، مولانا ابوالحسن دراس پراونشل ورکنگ کمیٹی اور رکن آل انڈیا مسلم لیگ کونسل، حضرت مخدوم سید چراغ علی شاہ سیکرٹری جنرل مسلم لیگ جلال آباد، حضرت پیر محمد عبداللطیف زکوڑی شریف ممبر سلیکشن بورڈ مسلم لیگ صوبہ سرحد اور حضرت پیرزادہ محمد انور عزیز چشتی صدر مسلم لیگ پاکپتن شریف حضرت قبلہ غزالی زماں رازی دوراں بھی مسلم لیگ سے وابستہ تھے۔ غزالی زماں رازی دوراں کا شمار تحریک پاکستان کے نامور مجاہدین میں ہوتا ہے۔

صدر الافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی، حضرت محدث اعظم کچھوچھوی، حضرت امیر ملت محدث علی پوری، حضرت پیر صاحب آف مانکی شریف، حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحامد بدایونی، غازی کشمیر حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، شیخ القرآن حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی اور دیگر علماء اہلسنت و مشائخ عظام نے

ہمراہ آپ نے برصغیر کے طول وعرض میں دورے کیے اور بے شمار اجتماعات سے خطابات کرتے ہوئے قیام پاکستان کو اسلامیان برصغیر کے لئے ناگزیر قرار دیا۔ آپ جب حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں پر بھی علماء کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور نظریہ پاکستان کی اسلامی اہمیت کو روشناس کروانے کے لئے اخبارات میں متعدد مضامین رقم فرمائے، انگریزوں اور ہندوؤں کی مشترکہ قوت نے آپ کا راستہ روکنا چاہا مگر آپ ثابت قدم رہے اور اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے۔

یہ بات طے ہے کہ غزالی زماں دوراں نوجوانی کے عالم میں ہی ان علاقوں میں تشریف لائے جو قیام پاکستان کی بنیاد بن رہے تھے۔ ۱۹۳۰ء اور ۱۹۴۰ء کی دہائی مسلمانان برصغیر پاک و ہند کے لئے بہت اہم تھی کیونکہ اس عشرہ میں مسلم لیگ نے نہ صرف پاکستان کے حصول کو اپنا نصب العین قرار دیا بلکہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت اس مطالبے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار ہوگئی۔ غزالی زماں رازی دوراں نے بھی اسی عشرہ میں لاہور ملتان اور دوسرے ملحقہ علاقوں میں تحریک پاکستان کیلئے کام کیا۔ عینی شاہدین بیان کرتے ہیں کہ حضرت غزالی زماں رازی دوراں کی سحر انگیز شخصیت ان کے دلفریب طرز خطابت اور ولولہ انگیز تقاریر نے چھ سات برسوں میں وہ کچھ کر دکھایا کہ کانگریس کے رہنماؤں اور ان کے ہم نواؤں کی نصف صدی کی جدوجہد دھری کی دھری رہ گئی۔

مسلم لیگ میں شمولیت ☆: آپ نے اسلامیہ ہال لاہور میں منعقدہ جلسوں میں نہ صرف مسلم لیگ کی وکالت کرتے ہوئے مخالفین پاکستان سے مقابلہ کیا بلکہ خود باقاعدہ مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی آپ نے دوقومی نظریے کا تحفظ کرتے ہوئے "پاکستان کی ضرورت کیوں؟" کے عنوان سے سندھ اور پنجاب کے مختلف شہروں میں تقاریر کیں، آپ نے اپنی خداداد صلاحیت و قابلیت اور ذہنی استعداد کو اہم مقصد کے لئے وقف کر دیا۔

غزالی زماں رازی دوراں ۱۹۳۵ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے تھے لیکن قیام پاکستان کے بعد جب یہ جماعت اصل مقصد سے منحرف ہوگئی تو حضرت نے فوراً علیحدگی اختیار کر لی اس سلسلہ میں انہوں نے ایک انٹرویو میں فرمایا قیام پاکستان کے بعد بھی ہم نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا لیکن جب قائداعظم کی وفات کے بعد ہم نے دیکھا کہ جس بنیادی نظریے پر پاکستان حاصل کیا گیا تھا مسلم لیگ اسے تسلیم کرنے کے باوجود اسے علمی جامعہ نہیں پہنانا چاہتی تھی تو ہم مجبور ہو گئے کہ ایک علیحدہ تنظیم قائم کریں۔

اہلسنت کی شیرازہ بندی اور جمعیت علمائے پاکستان کا قیام ☆: تحریک پاکستان کے دوران ہمیشہ علماء اہلسنت ومشائخ عظام نے مسلم لیگ کی حمایت کی اس کا ساتھ دیا اور قیام پاکستان کے سلسلہ میں اپنی تمام تر کوششیں صرف کر دیں جانی و مالی قربانیوں سے کوئی دریغ نہ کیا بحمداللہ تعالیٰ مخالفین کی شدید مخالفتوں کے باوجود پاکستان بن گیا۔ علماء ومشائخ اہلسنت مملکت پاکستان بنانے کے فرض سے عہدہ برآ ہو گئے اور واپس اپنی خانقاہوں میں جلوہ فگن ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم لیگ کی قیادت نے علماء میں سے حامیان پاکستان کی بجائے مخالفین پاکستان کو دستور ساز اسمبلی اور دوسرے اداروں میں جگہ دی جبکہ علماء اہلسنت کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا مسلم لیگ پر جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا قبضہ ہو گیا جنہیں راہ راست پر لانا یا ان سے نفاذ اسلام کی توقع رکھنا فہم وفراست سے دور تھا۔

اک موج مچل جائے تو طوفان بن جائے
اک پھول اگر چاہے گلستان بن جائے
کہ اک قوم کی تاریخ کا عنوان بن جائے

غزالی زماں رازی دوراں نے اہلسنت کی تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کو اکٹھا کرنے کے لئے ۲۶، ۲۷، ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں اکابر علماء مشائخ اہلسنت کا ایک اجلاس بلایا جس کے دعوت نامے میں مجلس استقبالیہ کے چیئر مین سید شبیر شاہ گیلانی کی طرف سے جاری ہوئے اس اجلاس میں جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھی گئی مرکزی قیادت کا انتخاب ہوا۔ مولانا ابوالحسنات علامہ سید محمد احمد قادری امیر اور علامہ سید احمد سعید کاظمی ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ جبکہ دیوان آل رسول اجمیری مولانا عبدالغفور ہزاروی، مولانا عبدالحامد بدیوانی، مفتی صاحب داد خان، خواجہ قمر الدین سیالوی نائب امیر قرار پائے۔ نائب ناظم اعلیٰ کی ذمہ داریاں حضرت مولانا غلام معین الدین نعیمی اور مرتضیٰ خان میکش کو سونپی گئیں مولانا قلندر علی خاں مرکزی ناظم اطلاعات چنے گئے اس انتخاب کے بعد جمعیت علماء پاکستان نے تبلیغی سرگرمیوں کو تیز کر دیا۔

تحریک ختم نبوت میں غزالی زماں کا کردار☆: قیام پاکستان کے فوراً بعد مرزائیوں نے حکومت کے مختلف شعبوں پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کی کوشش کی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے مشن میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو گئے تھے۔ غزالی زماں رازی دوراں اس صورتحال کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس لئے انہوں نے ایک جانب سنی علماء مشائخ کو اہلسنت کی قوت کو یکجا کرنے کیلئے ۱۹۴۸ء میں جمعیت علماء پاکستان کے نام سے ایک علیحدہ تنظیم قائم کی تو دوسری طرف مسلم لیگ میں اپنے بے پناہ اثر ورسوخ کو استعمال کرتے ہوئے قادیانیوں کی قوت پر کاری ضرب لگانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا علاوہ ازیں انہوں نے اپنی مؤثر تحریروں کے ذریعے مرزائیوں کا راستہ روکنے کی ہر ممکن کوشش کی جس طرح انہوں نے اس خطرناک فرقہ کو کیفر کردار تک پہنچانے کے سلسلہ میں جو بے مثال نا قابل فراموش اور قابل تقلید کردار کا مظاہرہ کیا وہ ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔

- غزالی زماں دوراں نے عمر بھر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ قادیانیت کے سلسلے میں نہایت اہم خدمات سرانجام دیں۔ غزالی زماں رازی دوراں نے ۱۱ر جون ۱۹۵۲ء کو صوبائی مسلم لیگ کے اجلاس میں پیش کرنے کے لئے ایک قرارداد بھیجی جس پر خواجہ عبدالحکیم صدیقی صدر سٹی مسلم لیگ ملتان اور صوفی عبدالغفور لدھیانوی آفس سیکرٹری مسلم لیگ ضلع ملتان نے تائیدی دستخط کئے تھے۔

سنی کانفرنس ملتان☆: ۱۹۷۸ء میں جنرل محمد ضیاء الحق کے مارشل لا لگانے کے بعد جب سیاسی جماعتوں پر پابندیاں عائد کی گئیں تو غزالی زماں نے ملتان کے قلعہ کہنہ قاسم باغ میں کل پاکستان سنی کانفرنس کا انعقاد کر کے اہلسنت کے مایوس حلقوں کو زندگی کا پیغام دیا۔ اگرچہ حکومت نے ہر ممکن طریقہ سے سنی کانفرنس کو روکنا چاہا مگر قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ نے براہ راست جنرل ضیاء الحق سے ٹیلی فون پر بات کی اور فرمایا کہ ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے تھے، ہاں آپ اگر یہی چاہتے ہیں تو پھر آج سے ہمارے اور آپ کی کھلی جنگ شروع ہو جائے گی۔

اس وقت ملتان کے کمشنر نے سنی کانفرنس کا اجازت نامہ منسوخ کر دیا تھا مگر مولانا نورانی کے ٹیلی فون کے بعد ٹھیک آدھ گھنٹہ میں کمشنر صاحب اجازت نامہ لے کر غزالی زماں کے آستانے پر موجود تھے۔ اس کانفرنس میں اہلسنت کی قوت کا بھرپور مظاہرہ ہوا پورے ملک سے اہلسنت کھنچے چلے آئے، اس عظیم الشان سنی کانفرنس کی کامیابی اور لاکھوں کے اجتماع کا اصل سہرا غزالی زماں رازی دوراں ہی کے سر تھا یہ کانفرنس جماعت اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہوئی تھی، جس میں جمعیت علماء پاکستان نے بھرپور تعاون کیا تھا۔ بہرحال یہ کانفرنس سنی قوم کی نمائندہ کانفرنس ثابت ہوئی یہیں پر غزالی زماں رازی دوراں جماعت اہلسنت پاکستان کے صدر منتخب ہوئے اور پھر اہلسنت کا یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا۔

تنظیم المدارس پاکستان ☆: غزالی زماں رازی دوراں رحمتہ اللہ علیہ نے جہاں بے شمار انقلابی اقدامات کئے مثلاً جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد، جماعت اہلسنت کا قیام، اس کے ساتھ ہی ملک بھر میں مدارس اہلسنت میں باہمی رابطے اور نصاب تعلیم میں یکسانیت پیدا کرنے کے لئے تنظیم المدارس اہلسنت کی تشکیل فرمائی اور آخری وقت تک اس کے سربراہ رہے۔ آپ کی زیر امارت تنظیم المدارس اہلسنت کے مدارس عربیہ کی ترقی اور تنظیم کے لئے بے پناہ کام کیا۔

آپ کے وصال کے بعد جانشین غزالی زماں صاحبزادہ حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ تنظیم المدارس کے امیر بنے اور بعد میں مولانا شاہ احمد نورانی کی کوششوں سے تنظیم المدارس کی سند کو ایم اے کے برابر منظور کروایا گیا۔ جس سے ہزاروں علماء کو سرکاری سکولوں اور کالجوں میں ملازمت کے مواقع ملے اور مختلف سکول و کالجز میں بطور استاد خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

دعوت اسلامی: اہل سنت کی تبلیغی تنظیم ☆: امام اہلسنت غزالی زماں رازی دوراں رحمتہ اللہ علیہ کا تصور جب بھی ذہن پر ابھرتا ہے تو علوم معارف کا ایک درخشاں عہد جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ اپنے عہد کا تاجدار خطابت، مبلغ اسلام، تحریک ختم نبوت و تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کا سرخیل مجاہد، ناموس رسالت ﷺ کا سچا پاسبان، اتحاد ملی کا نگہبان، اہلسنت کی علمی و روحانی ڈھال جس نے اپنے دارالعلوم کے سادہ کمروں کی چٹائیوں پر بیٹھ کر علمی و روحانی ڈھال جس نے اپنے دارالعلوم کے سادہ کمروں کی چٹائیوں پر بیٹھ کر علمی و روحانی و سیاسی و مذہبی قیادت کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا ہے۔ جے یو پی اور جماعت اہلسنت کی تشکیل اس مرد درویش کی دور اندیشی کا مظہر ہے۔ جس سے اہلسنت کو سیاسی و مذہبی مقام ملا۔

تبلیغ و اصلاح کی طرف کی دیکھی تو دعوت اسلامی کی بنیاد رکھی اور دعوت اسلامی جیسا ملک گیر پلیٹ فارم اہلسنت کو فراہم کیا۔ کراچی میں قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ ارشد القادری، شاہ فرید الحق، علامہ عبد المصطفیٰ ازہری اور دیگر علماء اہلسنت کے ساتھ مل کر دعوت اسلامی کی بنیاد رکھی اور حضرت مولانا محمد الیاس قادری کو دعوت اسلامی کا امیر مقرر کیا ان کے سر پر دستار باندھی جس کا ثمر آج پوری قوم دیکھ رہی ہے، آج یہ تحریک اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان کے ہر شہر ہر گاؤں، ہر قصبہ اور ہر گلی محلہ میں پھیل گئی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں مدارس مدرستہ المدینہ و مرکز فیضان مدینہ کے نام سے کام کر رہے ہیں پاکستان ہی نہیں بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی یہ تحریک پہنچ چکی ہے بلکہ ۲۲ سال کے قلیل عرصہ میں ۴۲ ممالک میں دعوت اسلامی کا پیغام پہنچ چکا ہے اور مراکز کام کر رہے ہیں اور

اللہ رب العزت اسے مزید ترقی عطا فرمائے آمین۔

انجمن طلباء اسلام ☆: انجمن طلباء اسلام طلباء کی غیر سیاسی اور خالص مذہبی تنظیم ہے جو طلباء میں عشق رسول ﷺ اور جذبہ حب الوطنی کا درس دیتی ہے یہ تنظیم پاکستان کے تقریباً ہر سکول و کالج میں اپنی موجودگی کا احساس دلاتی ہے۔ اس تنظیم کے تربیت یافتہ آج بڑے بڑے پروفیسر اور سکالر حضرات موجود ہیں جو مختلف محکموں میں ملک و ملت کی خدمات کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں جن میں چند نام درج ذیل ہیں: مولانا جمیل احمد نعیمی، پروفیسر راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی، ڈاکٹر ظفر اقبال نوری، پروفیسر محمد احمد اعوان، علامہ محمد اقبال اظہری، حاجی محمد حنیف طیب، علامہ امجد علی چشتی، محمد عثمان خاں نوری، پروفیسر محمد طفیل سالک، شہید کشمیر حمایت علی چوہدری اور معروف صحافی سردار محمد اکرم بٹر جیسے نوجوان شامل ہیں اور ان کے علاوہ بیشمار حضرات موجود ہیں جن کے نام بخوف طوالت پیش نہیں کیئے جا رہے ہیں۔

انجمن طلباء اسلام کے ساتھ علماء اہلسنت نے بھی بھرپور تعاون فرمایا جن میں نمایاں نام غزالی زماں رازی دوراں سید علامہ احمد سعید کاظمی کا بھی ہے دوسرے علماء کی طرح آپ بھی انجمن کے اجتماعات میں شرکت فرماتے رہے اور اپنے خطابات سے نوجوانوں کو نور ایمان سے منور فرماتے رہے۔ آپ کے بہت سے خطابات کو تحریری انداز میں ڈھال کر شائع کر کے طلباء میں تقسیم کیا گیا۔ انجمن طلباء اسلام سے شفقت و محبت کے بارے میں حاجی محمد حنیف طیب سابق وفاقی وزیر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے طالب علمی کے دور میں انجمن طلباء اسلام کو منظم کرنے کی جدوجہد کے دوران جو شفقت و محبت و سرپرستی اور تقویت جناب غزالی زماں رازی دوراں کی ذات سے ملی ہے وہ ضبط تحریر میں نہیں لائی جا سکتی۔

جب بھی ملاقات ہوئی انجمن کا حال دریافت کیا ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا حوصلے کو جلا بخشی اور اپنے سینے سے لگا کر ایسا پیار دیا کہ جو کبھی اس کے والدین بھی عطا نہیں کر سکتے، بغیر کسی درخواست کے ہمیشہ انجمن کے لئے اور اس کے سپاہیوں کے لئے دعا فرماتے اور ملک و ملت کے حل و عقد کو انجمن کی اہمیت سے واقف فرماتے۔

حاجی صاحب مزید فرماتے ہیں میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ انجمن کا ذکر جب بھی غزالی زماں کے سامنے ہوا آپ نے اپنے پیکر جمال ہونے کا ثبوت دیا۔

علامہ کاظمی اور غزالی زماں کا لقب ☆: غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ علمی اعتبار سے ایک بلند درجہ پر فائز تھے اس کا ایک حد تک اندازہ تو صرف اسی ایک امر سے عیاں ہو جاتا ہے کہ آپ کو وقت کے ایک بہت بڑے محدث ممتاز مفسر قرآن صاحب سلسلہ شیخ طریقت حضرت محدث کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ نے ''غزالی زماں'' کا خطاب دیا اور انہوں نے یہ خطاب ایک ایسے جلسہ عام میں دیا جس میں کم از کم ڈیڑھ دو سو جید علماء اور دانشوران عصر موجود تھے۔ عوام کا ایک جم غفیر تھا جس نے حضرت محدث کچھوچھوی کے قول کی تائید فلک شگاف نعروں کے ذریعہ سے کی۔

دعا کے انداز میں تقریر ☆: جب بھی تبلیغ دین کی راہ میں شرپسند عناصر نے رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو آپ نے خداداد

صلاحیتوں سے انہیں ایسا منہ توڑ جواب دیا کہ ان کی ساری کی ساری منصوبہ بندی دھری کی دھری رہ گئی۔ چنانچہ ایک مرتبہ چاچڑاں شریف کے نزدیک انوار العلوم کے ایک فاضل مولانا حبیب احمد حیدری کے والد گرامی نے جلسہ عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کیا اور خطاب کے لئے غزالی زماں رازی دوراں کو مدعو کیا۔ آپ ابھی اس بستی میں پہنچے ہی تھے کہ تھانہ چاچڑاں شریف کے ایک پولیس آفیسر آ گئے اور انہوں نے کہا کہ ڈی سی رحیم یار خان کی طرف سے ابھی ابھی آپ کی زبان بندی کے احکام وصول ہوئے ہیں لہٰذا آپ اس جلسہ میں تقریر نہیں کر سکتے۔

ادھر سینکڑوں کی تعداد میں شمع رسالت کے پروانے جمع ہو چکے تھے اور ادھر منتظم جلسہ زر کثیر خرچ کر چکے تھے ایسے میں علاقے کے مخالفین کی سازشوں کے باعث زبان بندی کا حکم مایوسی اور پھر اشتعال کا باعث بن رہا تھا اور یہ بھی ممکن تھا کہ کوئی ہنگامہ ہو جائے لیکن غزالی زماں رازی دوراں پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ وہاں تشریف فرما رہے اور جلسہ کے منتظمین سے فرمایا تم لوگ مت گھبراؤ میں تقریر ضرور کروں گا۔ وہ لوگ کہنے لگے حضرت آپ بھی اور ہم بھی لکھ کر دے چکے ہیں کہ آپ کی تقریر نہیں ہوگی اگر آپ نے تقریر فرمائی تو ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں آپ کو پولیس گرفتار نہ کر لے لیکن آپ نے بڑے سکون سے فرمایا آپ لوگ اپنا پروگرام جاری رکھیں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ چنانچہ جب جلسہ گاہ کھچا کھچ بھر گئی تو آپ اسٹیج پر تشریف لائے پولیس بھی وہاں موجود تھی۔ آپ نے پولیس آفیسر سے فرمایا کہ میری تقریر پر تو پابندی ہے لیکن یہ لوگ دور دراز، قرب و جوار کے علاقوں سے آئے ہیں کم از کم ہم دعا تو کر سکتے ہیں۔

پولیس آفیسر جو حضرت کے تحمل و بردباری سے اور حضرت کی بھرپور شخصیت سے متاثر نظر آ رہا تھا اس نے کہا جناب دعا پر تو کوئی پابندی نہیں آپ ضرور دعا کروائیں۔ غزالی زماں رازی دوراں علیہ الرحمۃ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کا آغاز حمد و ثنا سے کیا اور پھر دعائیہ انداز میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک نبی کریم ﷺ کے فضائل بیان فرماتے رہے اور دعا کے خاتمے پر پولیس آفیسر کو ہوش آیا کہ کاظمی صاحب اپنے مقصد میں کامیاب اور اس انداز میں کامیاب ہوئے کہ قانون شکنی بھی نہیں ہوئی۔

غزالی زماں اغیار کی نظر میں ☆: اس واقعہ سے آپ کے علمی مقام کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غزالی زماں رازی دوراں کو اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کی علمی صلاحیتوں کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ سلام کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے سایہ کے بارے میں ہندوستان کے مشہور قلمکار عامر عثمانی دیوبندی کے ساتھ مباحثہ شروع ہوا تو ہندوستان کے علمی حلقوں میں اسے بہت دلچسپی سے دیکھا گیا عامر عثمانی (مدیر ماہنامہ تجلی) دیوبندی نے اپنے قلم کی شوخی اور ندرت سے ایک عرصہ تک خود دیوبند کو زچ کر رکھا تھا۔ عامر صاحب جس کے پیچھے پڑ جاتے پنجے جھاڑ کر پڑتے یہ بحث شروع کرتے وقت انہیں قطعاً احساس نہ تھا کہ سامنے کس پائے کا آدمی ہے۔ ماہنامہ السعید اور تجلی میں جواب الجواب کا سلسلہ شروع ہوا تو مخالفین تو اپنی جگہ خود عامر عثمانی نے اعتراف کیا کہ ہمارے مخالفین نے دلائل کے انبار لگا دیئے۔

مخالف بے بس ☆: غزالی زماں رازی دوراں رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کو اپنے پرائے سب تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ ایک

مرتبہ غزالی زماں رازی دوراں خانپور سے ملتان آ رہے تھے ریل گاڑی کے انٹر کلاس میں آپ سوار تھے مفتی غلام مصطفیٰ رضوی اور ان کے علاوہ تین افراد اور بھی تھے۔ گاڑی چلنے ہی والی تھی کہ دیوبندی مکتبہ فکر کے معروف مقرر مولانا محمد علی جالندھری بھی اسی ڈبے میں سوار ہو گئے، ڈبہ مسافروں سے کھچا کھچ بھرا پڑا تھا اور بیٹھنے کے لئے بالکل جگہ نہ تھی۔ غزالی زماں رازی دوراں علیہ الرحمۃ نے مولانا جالندھری کے لئے اپنے قریب ہی جگہ بنالی اور انہیں اپنے ساتھ بٹھالیا اور ساتھ ہی مشروبات سے ان کی تواضع بھی فرماتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ دوران سفر مختلف موضوعات پر ان سے گفتگو بھی جاری رہی، ان دنوں دیوبندی مکتبہ فکر کے مولانا دوست محمد قریشی نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا تھا کہ دور و نزدیک سے سننا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے، جو کسی اور کے لئے یہ وصف ثابت کرے وہ مشرک ہے۔

غزالی زماں رازی دوراں علیہ الرحمۃ نے فرمایا جالندھری صاحب آپ کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے تو جالندھری صاحب فوراً بولے قریشی صاحب نے صحیح لکھا ہے۔ غزالی زماں رازی دوراں علیہ الرحمۃ نے فرمایا جالندھری صاحب کیا اللہ تعالیٰ سے بھی کوئی چیز دور ہے مولانا جالندھری صاحب گہری سوچ میں پڑ گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ تو آپ نے فرمایا جالندھری صاحب اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز دور نہیں لہٰذا یہ کہنا کہ دور اور نزدیک سے سننا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ سراسر غلط ہے۔ مولانا جالندھری نے یہ سن کر کہا کہ واقعی اس لفظ کی طرف تو میری توجہ ہی نہیں گئی پھر کہنے لگے کاظمی صاحب آپ کی فلسفیانہ گرفت سے بچنا آسان کام نہیں۔

قاسم العلوم کے طلباء انوار العلوم میں ☆: غزالی زماں رازی دوراں علیہ الرحمۃ کا انداز تعلیم و تربیت اتنا پیارا اور جامع تھا کہ سائل کے مشکل سے مشکل سوال کا جواب بڑے پیار سے دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے تو اپنے مخالفین کے مدارس کے طلباء بھی آپ سے درس لینے آتے۔ ملتان میں دیوبندیوں کا ایک بہت بڑا اور مشہور مدرسہ قاسم العلوم جو انوار العلوم کے مقابلے میں بنایا گیا تھا اور مفتی محمود احمد اس مدرسہ کے کرتا دھرتا تھے اس مدرسہ کے طالب علموں کو کوئی اُلجھن پیش آتی یا کسی مشکل کا سامنا ہوتا تو مفتی محمود امتحان لینے کی نیت سے ان طالب علموں کو مدرسہ انوار العلوم میں آپ کے درس حدیث میں بھیج دیتے اور وہ طلباء آپ کے جوابات سے نہ صرف مطمئن ہو کر لوٹتے بلکہ انوار العلوم میں داخل ہو جاتے۔

وصال باکمال ☆: پیرانہ سالی میں آپ کی صحت عرصہ سے خراب تھی مگر آپ نے اپنے معمولات کو ترک نہیں کیا تھا۔ آپ اپنی پوری توجہ ترجمہ اور تفسیر قرآن اور مدرسہ انوار العلوم پر صرف کئے ہوئے تھے اگرچہ صحت کی کمزوری کی بناء پر۔ آپ بیرونی دوروں پر جانے سے گریز کرتے تھے پھر بھی چاہنے والوں کی محبت تھی کہ آپ کو مجبور کر دیا کرتی تھی اور آپ کو تنظیمی اور تبلیغی اجتماعات سے خطاب کے لئے جانا ہی پڑتا تھا۔

آپ کے فیوض سے ایک زمانہ مستفیض ہو رہا تھا آپ کی برکات کی کہکشاں دلوں کو عرفانِ حق کی روشنی عطا کر رہی تھیں، اگرچہ آپ کی تیزی سے گرتی ہوئی صحت عشاق کو بعض اوقات پریشان کر دیا کرتی تھی مگر پھر بھی ہر آن دلوں سے یہی دعا ابھرتی تھی کہ خدایا غزالی دوراں کی عنایات ہم پہ ہمیشہ سایہ فگن رہیں اور ان کی سیادت و قیادت میں کاروان اسلام اسی طور منزل مقصود کی جانب گامزن

رہے۔۴جون ۱۹۸۶ء کا دن امام اہلسنت کے چراغ حیات کے گل ہونے کا ایمان افروز نظارا دیکھنے کے لئے افقِ فطرت سے ابھرآیا۔ یہ ماہ رمضان المبارک کی پچیس تاریخ تھی۔ خرابی صحت کے پیش نظر معالجین کے شدید طور پر منع کرنے کے باوجود آپ روزے رکھ رہے تھے جملہ روحانی تبلیغی اور نظریاتی معمولات بھی جاری تھے۔ محبان خاص، ارادت مندوں اور متلاشیان حق کا ہجوم آپ کی رہائش گاہ پر رات گئے تک موجود رہتا۔ دراصل پروانوں کو شمع کی روشنی مانند پڑنے کا احساس ہو چلا تھا کہ اس لئے ان دنوں ہجوم کچھ زیادہ ہی بڑھ گیا۔

اس تاریخ کو بھی آپ نے روزہ رکھا۔ دن ڈھلنے لگا تو آپ کی رہائش گاہ کے لان میں پروانوں کا ہجوم بڑھنے لگا۔ افطاری کا اعلان ہو گیا تو آپ نے اہل خانہ کے ساتھ روزہ افطار کیا، صفیں بچھ چکی تھیں۔ امام اہلسنت آگے بڑھے اور مصلّٰی پر کھڑے ہو گئے۔ اچانک دل پر دباؤ محسوس ہوا۔ فوراً دل پر ہاتھ رکھا اور لیٹ گئے۔ صاحبزادگان آگے بڑھے۔ انہوں نے گمان کیا کہ یہ معمول کا دورہ ہے۔ آگے بڑھے اور آپ کے دل پر مالش کرنے لگے مگر کچھ حاصل نہ ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے امام اہلسنت خالق حقیقی سے جا ملے۔

ہچکیاں دو آئیں گویا یار کا پیغام تھا　　　شاید پیک اجل کے ہاتھ مے کا جام تھا

صاحبزادگان نے آنسو بہاتی ہوئی نظریں اٹھا کر ارادت مندوں کے ہجوم کی طرف دیکھا۔ عشاق جاں نواز سمجھ گئے کہ ان آنسوؤں میں کیا پیغام پوشیدہ ہے ان کے دم سینوں میں رکنے لگے آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے ابلنے لگے وہ دیکھ رہے تھے اور ان کا قائد سفر ابدیت کی طرف ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روانہ ہو چکا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملتان میں پھیل گئی اور ذرائع ابلاغ، رسل ورسائل اور ٹیلی فون کے ذریعہ وطن عزیز کے اطراف وجوانب میں بلکہ عالم اسلام کے ہر اہل نظر تک پہنچ گئی اس روز تو کاروباری زندگی اپنا دن کا سفر طے کر چکی تھی لیکن اگلے روز کے لئے جملہ کاروباری اداروں کی طرف سے تعطیل اور تجارتی مراکز بند کر دینے کا اعلان کر دیا گیا۔ یہ خبر کیا تھی، درد والم کی کوکھ سے ابھرتا ہوا وحشت اثر نغمہ تھا۔ کہ جس نے سنا دل تھام کے رہ گیا کہ خدایا۔ یہ کیا ہوگا۔ ہماری دعائیں، التجائیں سب رائیگاں گئیں اور تیری مشیت کی اسیر اجل نے ہماری محبوب ہستی کو ہم سے جدا کر دیا، ہر آنکھ اشکبار تھی، ہر دل رو رہا تھا، ہر فکر پریشان تھی۔ ہر چہرہ غم وآلام کی علامت بنا ہوا تھا۔ اپنے رو رہے تھے کہ اب ان کے سر پر دست شفقت کون رکھے گا۔ بیگانے غمگین تھے کہ علم وحکمت کی گتھیاں کون سلجھائے گا۔ آشنا گریاں تھے کہ غزالی دوراں کی تدبر آفرینی کی جھلکیاں دیکھنے کو نہیں ملیں گی۔

غیر آشنا مضمحل تھے کہ اس دانائے راز کے اٹھ جانے سے پیدا ہونے والا خلا کون پُر کرے گا، ارادت مندوں کو قیامت ٹوٹنے کا گمان ہو رہا تھا کہ اب کتاب دل کی تفسیر کون لکھے گا، شاگردوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگی ہوئی تھیں کہ اب اپنے اعجاز نطق سے ہمارا مستقبل کون سنوارے گا، علماء وفضلاء سرنہارہ تھے کہ اس بطل جلیل کے اٹھ جانے سے ہمارا بھرم جاتا رہا۔ خطیبان ملت گنگ تھے کہ منبر ومحراب کا وقار رخصت ہو گیا۔ مدینۃ الاولیا ملتان کی عظیم المرتبت درگاہوں کے سجادہ نشین آنکھوں سے آنسوؤں کے ساغر چھلکا رہے تھے کہ ہم سے پوچھو وہ کیا تھا جس کے دم قدم سے ملتان عظمت اسلاف کی علامت بنا ہوا تھا وہ ولی اللہ ہم سے جدا ہو گیا

نوجوان اور بوڑھے بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہے تھے، کوچہ و بازار، در و دیوار اداسی و غمگینی کی علامت بنے ہوئے تھے اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے شہر ملتان، ملت اسلامیہ کے رنج و اندوہ کو اپنے دامن میں سمو کر آنسوؤں کے سیلاب میں ڈوب گیا ہے حوصلے شل اور جذبات زندگی اپنی آب و تاب کھو چکے ہیں اور افسردہ ہواؤں کا ایک ایک جھونکا زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ:

تھی وہ اک شخص کے تصور سے — اب وہ رعنائی خیال کہاں!

وفات کی خبر عام ہوتے ہی آپ کی رہائش گاہ پر تل رکھنے کو جگہ نہ رہی، آپ سے محبت کرنے والوں کا انبوہ کثیر جمع ہو چکا تھا رہائش گاہ کے اندر اور باہر سڑکوں پر اہل نظر کا ہجوم تھا یہ سب اس خبر کی تصدیق کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے تھے۔لیکن دلوں میں آرزو مچل رہی تھی کہ کاش یہ خبر غلط ہو، اس ماتمی ہجوم میں علماء وفضلاء، طلبہ، مشائخ، دانشور، سیاستدان، صحافی، وزراء اور افسران حکومت بھی شامل تھے۔

سب آپ کے صاحبزادگان سے لپٹ کر اپنے غم و اندوہ کا اظہار کر رہے تھے اور صاحبزادگان تک اپنے غم کے جذبات پہنچاتے ہوئے انہیں اس سانحہ عظیم کو صبر و استقلال سے برداشت کرنے کی تلقین کر رہے تھے دربار حضرت موسیٰ پاک شہید کے سجادہ نشین مخدوم سید وجاہت حسین گیلانی حضرت علامہ کاظمی کا آخری دیدار کرنے رہائش گاہ پر پہنچے تو فرط غم سے رو پڑے اُس وقت کے وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے اپنے تعزیتی پیغام میں آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی المناک رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پُر ہونا مشکل ہے۔ وفاقی وزیر ریلوے سید یوسف رضا گیلانی نے اسی وقت اپنے تعزیتی تاثرات میں کہا کہ علامہ کاظمی کی وفات کسی عظیم قومی المیہ سے کم نہیں۔ آپ نے راہ فکر و عمل میں جو انمٹ نقوش چھوڑے ہیں وہ مسلم قوم کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔ درگاہ حضرت بہاؤالدین ذکریا اور حضرت شاہ رکن عالم کے سجادہ نشین اور گورنر پنجاب مخدوم سجاد حسین قریشی کو ٹیلی فون پر یہ خبر پہنچی تو وہ رو پڑے اور مرحوم کے انتقال کی تفصیلات دریافت کرتے رہے انہوں نے علامہ کاظمی مرحوم کے صاحبزادگان سے کہا کہ وہ بھی آج لاکھوں سوگواروں میں شامل ہیں۔ بے شمار تنظیموں کے عہدیداران نے اس سانحہ پر اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ آج صرف ملتان شہر ہی نہیں بلکہ پورا پاکستان یتیم ہو گیا ہے۔

غرضیکہ ہر زبان پر آپ کا چرچا اور تذکرہ تھا آپ کے محاسن اور اوصاف بیان کئے جا رہے تھے آپ کے سربلند کردار کے روشن پہلوؤں کو خراج عقیدت پیش کیا جا رہا تھا۔ چاروں طرف سے جذبات الم کا سیلاب امنڈ پڑا تھا۔ شہر کی مختلف مساجد میں علامہ کاظمی کی وفات کی خبر سنتے ہی اس روح فرسا سانحہ کے اعلانات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور رات گئے تک ان کی نماز جنازہ کے بارے میں عوام کو اطلاعات بہم پہنچائی جاتی ہیں شہر کی تمام بڑی بڑی مساجد میں نماز تراویح کے بعد قرآن پاک کی تلاوت اور درود شریف کا ورد شروع کر دیا گیا تھا اور ملک کے اطراف و جوانب سے آپ کے عقیدت مندوں، مریدین اور شاگردوں نے ملتان میں آمد کا سلسلہ شروع کر دیا تھا ہر ایک کے دل میں آپ کے آخری دیدار کی آرزو مچل رہی تھی اور لبوں پر ایصال ثواب کے لئے آیات قرآنی کی تلاوت اور درود و سلام کی سوغات سجی ہوئی تھی اس روز اعلان کر دیا گیا کہ آپ کی نماز جنازہ اگلے روز یعنی ۵ جون کو پانچ بجے شام ڈویژنل سپورٹس گراونڈ

میں ادا کی جائے گی ملک بھر کے ذرائع ابلاغ کے اہم ارکان بھی رپورٹنگ کے لئے ملتان پہنچ رہے تھے اسی اثنا میں وفاقی وزیر حاجی محمد حنیف طیب بھی اشکوں کی برسات لئے ملتان آ پہنچے انہوں نے آپ کے قل شریف تک تمام سرکاری مصروفیات منسوخ کر دی تھیں غرضیکہ کس کس کا ذکر کیا جائے۔ایک سے ایک بڑھ کر شخصیت موجود تھی مگر سب فرطِ الم سے نڈھال اور بے قرار تھے۔

اور پھر ۵ جون کا سورج لاکھوں ارادت مندوں کی متاعِ زیست کے لٹ جانے کا تماشہ دیکھنے کے لئے طلوع ہو گیا۔علامہ کاظمی مرحوم کی اقامت گاہ پر موجود ہجوم میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی تھی۔اگر آپ کا آخری دیدار کر کے دس افراد جاتے تو پچاس اور آ موجود ہوتے تھے۔آپ کو غسل دینے کی تیاریاں ہونے لگیں اس وقت تک آپ کی رہائش گاہ اور ملحقہ سڑکوں پر ہجوم بہت بڑھ چکا تھا ملک بھر سے عقیدت مندوں کی بہت بڑی تعداد ملتان پہنچ چکی تھی۔ریلوے اسٹیشن اور بس سٹینڈ سے آپ کی رہائش گاہ تک سڑکوں پر غمزدہ انسانوں کے قافلے رواں تھے ادراک کی وسعتوں سے ہر لحظہ صدا ابھر رہی تھی۔

آپ کے وجود کو غسل دیا جا چکا تو ایک بار پھر ارادت مندوں کا ہجوم آپ کے آخری دیدار کو لپکا بے شمار لوگوں کا ہجوم اپنے قائد کی آخری جھلکیوں کو اپنی نگاہوں کے البم میں سجانے کے لئے کوشاں تھا۔دیکھنے والے آپ کا چہرہ دیکھتے تھے مگر طبیعت سیر نہیں ہوتی تھی۔بار بار دیکھتے اور پھر دیکھنے کی آرزو کرتے۔چہرے پر ایک ملکوتی تبسم رقصاں تھا یوں نظر آتا تھا جیسے آپ آسودہ خواب ہیں، پُر وقار چہرہ، شگفتہ لب کہ جن سے نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کی مہک پھوٹی تھی وہ وجود کہ جس نے وطن عزیز کے کونے کونے میں عظمت و شانِ مصطفیٰ ﷺ کے نغمے سنائے تھے آج ابدی سکوت کی چادر اوڑھے مرجع خلائق بنا ہوا تھا۔

امام اہلسنت کے چہرے کی شگفتگی ان کی ابدی سرخروئی کی غماز تھی۔جنازہ اٹھا تو کہرام بپا ہو گیا۔اہل دل پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے ہر شخص جنازے کو کندھا دینے کے لئے بے قرار تھا جو کندھا نہیں دے سکتے تھے وہ فقط جنازے کے ساتھ بندھے ہوئے بانسوں کو ہاتھ لگانے کو ہی سعادت تصور کر رہے تھے علامہ کاظمی کی رہائش گاہ سے ڈویژنل پولیس گراؤنڈ تک کا راستہ انسانوں سے اٹا ہوا تھا یوں نظر آتا تھا جیسے انسانوں کا جنگل اگ آیا ہو۔علامہ کاظمی کے خلف اکبر پروفیسر سید مظہر سید کاظمی (کہ جنہیں حضرت نے اپنا جانشین نامزد فرمایا تھا) اور دوسرے صاحبزادگان سید ارشد سعید کاظمی، صاحبزادہ سید راشد سعید کاظمی سید حامد سعید کاظمی جو کہ خود غم واندوہ سے نڈھال تھے سینے پر صبر کی سل رکھ کر ارادت مندوں کے بڑھتے ہوئے ہجوم کی ڈھارس بندھا رہے تھے۔سورج شدت سے چمک رہا تھا لاکھوں عقیدت مند جو روزے سے تھے کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے جنازے کے ساتھ چل رہے تھے۔اخباری اطلاعات کے مطابق بیسیوں آدمی شدت غم سے بے ہوش ہو گئے، دھاڑیں مار کر رونے والے کہہ رہے تھے کہ ہمارا باپ چلا گیا بتاؤ ہم اسے کہاں سے ڈھونڈیں۔

جنازے میں دنیائے اہلسنت کے سربرآوردہ اصحاب اور روحانیت و طریقت کے تابندہ ستارے بڑی کثرت سے موجود تھے ان میں سے مندرجہ ذیل اصحاب خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔سجادہ نشین درگاہ حضرت بہاؤالدین زکریا، گورنر پنجاب مخدوم سجاد حسین قریشی، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی، درگاہ حضرت موسیٰ پاک شہید کے سجادہ نشین مخدوم وجاہت حسین گیلانی، وفاقی وزیر پٹرولیم حاجی محمد حنیف

طیب، وفاقی وزیر ریلوے سید یوسف رضا گیلانی، وفاقی وزیر مملکت مقبول احمد خاں، مسٹر اقبال احمد خاں، پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا محمد حسن حقانی، مولانا غلام علی اوکاڑوی، میجر جنرل حمید گل، پیر سید ولی محمد چادر والے، مولانا محمد صدیق ہزاروی، مولانا منظور احمد ہاشمی، مخدوم زادہ شفاعت حسین گیلانی، مولانا شبیر احمد ہاشمی، مولانا محمد اقبال اظہری، پیرزادہ عبدالسعید مفتی غلام سرور قادری، مولانا خدا بخش اظہر شجاع آباد، مفتی عبدالشکور ہزاروی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازھری کراچی ایم این اے خواجہ غلام معین الدین تونسوی ایم این اے، مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا خورشید احمد فیضی، مولانا عبدالغفور الوری، صاحبزادہ غازی فضل احمد رضا فیصل آباد، جسٹس شجاعت علی قادری کراچی، مولانا سعادت علی قادری کراچی شاہ تراب الحق قادری ایم این اے کراچی، مولانا مفتی مختار احمد نعیمی دیوان شاہ آل مجتبیٰ اجمیری وغیرہ۔

غرضیکہ کس کس کا ذکر کیا جائے وہاں تو ہر شخص یہی محسوس کر رہا تھا کہ مجھ سے زیادہ صدمہ کسی اور کو نہیں ہے علامہ کاظمی مرحوم کی رہائش گاہ واقع شاداب کالونی ملتان (جہاں سے جنازہ اٹھایا گیا) سے ڈویژنل سپورٹس گراؤنڈ کا فاصلہ قریباً ڈیڑھ گھنٹے میں طے ہوا، چاروں طرف سے کلمہ شہادت، کلمہ طیبہ، درود وسلام اور تسبیح وتہلیل کی سی صدائیں بلند ہو رہی تھیں اس روز سورج اگرچہ شدت سے روشن تھا مگر غم واندوہ کی تاریکیوں میں گھرے ہوئے ارادت مندوں کو اپنے شیخ کے تصور سے ہٹ کر کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جنازے کے جلوس میں علماء وصلحاء، صوفیائے کرام، صنعت کار، طالب علم، تاجر، دکاندار، مزدور اپنی متاع خلوص غزالی دوراں علیہ الرحمۃ کی نذر کرنے کے لئے بھیگی پلکوں پر آنسوؤں کے گہر ہائے تابدار سجائے ہوئے تھے شرکاء جنازہ کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے یوں نظر آتا ہے جیسے آج تمام راستے ڈویژنل سپورٹس گراؤنڈ کی جانب جا رہے ہوں نماز جنازہ ہو چکنے کے بعد بھی سوگواروں کی آمد جاری رہی۔ بعض ایسے علاقے تھے جہاں اخبار نہیں پہنچتا اور اگر پہنچتا بھی ہے تو تاخیر سے۔ اس لئے ان علاقوں سے آنے والے حضرات کا تاخیر سے پہنچنا ایک لازمی امر تھا۔

جنازہ ڈویژنل سپورٹس گراؤنڈ میں پہنچ گیا، علامہ کاظمی مرحوم کے صاحبزادگان اور جید علمائے کرام عوام سے صبر واستقامت کی تلقین کرتے ہوئے انہیں صف بندی کی تلقین کر رہے تھے۔ مگر صفیں ہیں کہ بنتی ہیں تو پیچھے سے آنے والے سوگواروں کا ریلا انہیں توڑ کر رکھ دیتا ہے صف بندی کا عمل مکمل ہوا تو سوال اٹھا کہ امامت کے فرائض کون انجام دے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کے بارے میں بار بار اعلان ہو چکا تھا کہ وہ نماز جنازہ کی امامت فرمائیں گے مگر عین وقت پر مولانا نورانی نے علامہ کاظمی مرحوم کے جانشین صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی کو مصلیٰ پر یہ کہتے ہوئے کھڑا کر دیا کہ یہ امامت آپ ہی کو زیبا ہے۔ نماز جنازہ ادا ہو چکی تھی تو آپ کے جسد خاکی کو شاہی مسجد عید گاہ ملتان کے احاطہ میں سپرد خاک کرنے کے لئے لے جایا گیا۔ جہاں آپ کی مرقد منورہ پہلے ہی تیار ہو چکی تھی۔ مرقد کے گرد اصحاب فکر ونظر کا ہجوم تھا۔

حضرت سید عبدالمعبود شاہ گیلانی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلف صالحین کی عظیم نشانی، پروردۂ نگاہ لطف رسول مدنی ﷺ فخر السادات گیلانی الحسنی والحسینی، قطب الوقت، غوث زماں، مطلع سالکاں، مقطع عارفاں، حضرت خواجہ سید عبدالمعبود شاہ گیلانی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آفتاب بلندی عظمت وجلال وجمال ہیں۔

آپ حسنی حسینی سید اور حضور غوث الاعظم سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ رہنے والے ہنزہ علاقہ شمالی جات پاکستان کے تھے۔ ظاہری و باطنی علوم سے مرصع اور باوجاہت و مستغنی المزاج فقیر تھے۔ تمام عمر یاد خدا میں بسر کی نماز پنجگانہ کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے کوئی نماز ضائع نہ ہونے دیتے اور اوراد و ازکار کی سختی سے پابندی فرماتے نوافل کثرت سے ادا کرنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی شاہ امداداللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ بذات خود فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت شاہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت ہوا تو میری عمر حضرت پیر ومرشد سے سترہ برس زیادہ تھی۔

نوٹ ☆: یہ بھی یاد رہے کہ آپ کا وصال حضرت حاجی صاحب کے وصال کے تقریباً ۹۳ سال کے بعد ۱۹۸۵ء میں ہوا۔ اس کے علاوہ سلطان المناظرین، امام المقررین حضرت خواجہ مولانا محمد نواب الدین سنکوہی ثمہ رمداسی چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا وصال ۷۔۱۹۴۶ء میں ہوا نے بھی آپ کو تاج خلافت کے اعزاز سے نواز کر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں اجازت عطا فرمائی تھی۔

آپ کی تبلیغی خدمات ☆: آپ نے تمام زندگی دین اسلام کی تبلیغ وترویج واشاعت میں گزاری۔ اس سلسلہ میں آپ نے بڑے بڑے طویل سفر پیدل طے کئے۔

حسان العصر عاشق رسول ﷺ ممتاز نعت گو شاعر پیر طریقت حضرت حافظ محمد مظہرالدین مظہر چشتی صابری سراجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں آپ اسلام آباد میں مقیم تھے غالباً ۷۰ کی دہائی کا زمانہ تھا تو میں آپ سے ملنے کے لئے گیا تو دوران گفتگو آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ کے والد گرامی مولانا نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ساتھ راولپنڈی سے ہنزہ گلگت شمالی علاقہ جات بشمول کشمیر وہزارہ بشام تک کا سفر پیدل طے کیا۔ جبکہ ہم دونوں کے پاس صرف ایک ایک گرم چادر تھی۔ نہ زادہ سفر نہ بستر نہ کوئی کپڑا تھا

صرف خدا کے توکل پر یہ تمام سفر ایک سال کے عرصہ میں پیدل طے کیا اور واپس بھی آ گئے۔

ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ راستے میں مختلف خوفناک چیزیں بھی ملتی تھیں۔ جو راستے کی رکاوٹ سمجھی جاتی تھیں مگر قسم بہ خدا جب وہ ہمارے سامنے آتیں تو غلام بے دام بن کر رہ جاتیں۔ نہ ہی ہمیں کسی نے کبھی کسی پاسپورٹ کا پوچھا بلکہ جس ملک میں جاتے وہاں کے بارڈر پر موجود لوگ ہمارا چہرہ دیکھتے رہتے مگر پوچھتے نہ تھے کہ آپ لوگ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں۔ کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ آپ نے چین، روس، نیپال، سری لنکا، ملائشیا، بنگال، تبت، منگولیا و دیگر ممالک کا سفر حضرت مولانا نواب الدین علیہ الرحمۃ کے ہمراہ کیا۔

حج بیت اللہ شریف و زیارت روضہ رسول ﷺ ☆ آپ نے اپنی طویل زندگی میں ۸۰ مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ سے مشرف ہوئے۔ ان ۸۰ حج میں سے ۱۳ حج مبارک آپ نے ہنزہ گلگت سے لے کر حرمین شریفین تک پیدل سفر کئے۔ عہد خلافت عثمانیہ میں سلطان عبدالحمید وارثی جو حضور عالم پناہ حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کا مرید تھا اس نے آپ کا وظیفہ باندھا ہوا تھا۔ جب دور خلافت ختم ہوا تو سعودی حکومت وجود میں آئی تو سلطان عبدالعزیز نے سرکاری طور پر حکم دیا کہ جب تک حضرت سید عبدالمعبود گیلانی صابری زندہ ہیں تاحیات ان کو سعودی حکومت کے خرچ پر ہر سال حج کرایا جائے۔

شروع شروع میں سعودی حکومت کو آپ کے بارے میں کچھ غلط فہمیاں تھیں جو سلطان عبدالعزیز سے ملاقات کے بعد ختم ہو گئیں تھیں اسی موقعہ پر سلطان عبدالعزیز نے تاحیات حج بیت اللہ کا حکم نامہ جاری کیا تھا۔

تصنیف و تالیف ☆: آپ نے یوں تو بہت سی کتابیں فارسی و عربی میں تصنیف فرمائیں۔ ان میں سے ایک کتاب **قاب قوسین** کے بارے میں آپ خود فرماتے ہیں کہ یہ کتاب میری روداد حیات کا زریں باب ہے۔ اس کے علاوہ جس تصنیف پر میری زباں خدا کا شکر نہیں ادا کر سکتی وہ "میری بے نقط تفسیر قرآن ہے" جو میں نے عربی زبان میں لکھی ہے۔

نوٹ ☆: مغل بادشاہ اکبر کے دور میں فیضی نے بے نقط تفسیر لکھی تھی۔ جو کہ اکبر نے شائع کرادی تھی۔ جس کے چند نسخے انڈیا کی مختلف لائبریریوں اور لندن میوزیم میں موجود ہیں۔ جو کہ آج تک علمی ادبی دنیا میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ مگر حضرت سید پیر عبدالمعبود شاہ گیلانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی بے نقط تفسیر آج تک پاکستان کی کوئی بھی حکومت شائع نہ کرا سکی۔ جبکہ وزارت مذہبی امور میں اس مد میں کروڑوں روپے موجود ہوتے ہیں۔

ہماری حکومتیں ثقافت کے نام پر اور دیگر اللوں تللوں پہ لاکھوں نہیں کروڑوں روپے سالانہ ضائع اور خرچ کر دیتی ہے مگر قرآن کریم کی اس نادر تفسیر کے لئے نہ ہی حکومت کے پاس فنڈ میسر آیا اور نہ ہی حضرت پیر سید عبدالمعبود شاہ گیلانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی دعاؤں سے ہجویری ایرلائنز کے مالک بننے والے آپ کے مریدین نے اس کے لئے کوئی رقم مختص کی۔ جب آپ کی ظاہری زندگی میں اس کام پر کسی نے کوئی خاص توجہ نہ دی۔ تو حضرت کے بعد از وصال کون ہے جو آپ کی تفسیر کو پوچھے۔

مرا در دور بے سوز آفرند

آپ آیاتُ الٰہیہ میں سے ہیں ☆: آپ نے اپنی زندگی میں انگریزوں کا دورِ حکومت دیکھا۔ خلافت عثمانیہ دیکھی۔ پھر سعودی حکومت بنتے دیکھی قیام پاکستان کی تحریک اور تحریک خلافت غرض کے ۱۶۳ سال کی طویل زندگی کا ایک ایک لمحہ یادِ خدا اور عشق رسول ﷺ میں گزارا۔ ہمہ وقت اپنے شیوخ کی طریقت پر عمل پیرا رہے۔ عربی و فارسی اردو کشمیری اور شمالی علاقہ جات کی زبانوں پر مکمل عبور تھا۔ لوگوں کو بہت کم مرید کرتے تھے زندگی کے آخری تقریباً تیس برس سے زیادہ کا عرصہ اسلام آباد میں گزارا۔ مگر خاموشی کے ساتھ۔

فقیر راقم الحروف سمیت جتنے بھی شخص آپ کی ذات سے واقف ہیں وہ صرف سینہ بسینہ معلومات پر علم ہوا کہ اس جگہ پر بھی ایک طویل العمر مرد باخدا موجود ہیں۔ جو کہ آیات الٰہیہ میں سے ہیں۔ جن کا وجود اسلام آباد کے لئے لوگوں کے لئے غنیمت ہے۔

فقیر راقم الحروف کو افسوس ہے کہ آپ کے حالات زندگی کہیں سے نہ مل سکے۔ یہ تمام تر معلومات حسان العصر حضرت حافظ مظہر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے شائع کردہ مضمون سید عبدالمعبود اور مولانا نواب الدین جو کہ حافظ صاحب نے ۲۴ مئی ۱۹۷۸ء کو روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی میں شائع کیا تھا۔ اس مضمون کو جناب محمد طفیل ناصری چشتی صابری نے اپنی کتاب ''ذکر پاکاں'' میں شائع کیا ہے سے نقل کیا ہے۔

بہرکیف اس نادر روزگار شخصیت کا ذکر نہ کرنا بھی زیادتی تھی راقم الحروف کی خوش بختی ہے کہ حضرت منظور المشائخ کے خلیفہ جناب پیر طریقت محمد الیاس صابری لاہوری مدظلہ نے آپ کے حالات ذکر پاکاں کتاب مہیا کر کے طبع کرنے کا سبب بنا دیا۔ جس کے لئے میں حضرت صوفی محمد الیاس صابری صاحب کا مشکور ہوں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۶۳ برس کی عمر شریف میں مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۸۵ء بمطابق ۱۶ ربیع الاول شریف ۱۴۰۶ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار مرکزی قبرستان ایچ ایٹ اسلام آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت صوفی فقیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف باللہ، مالک مقام فنافی اللہ وفنافی الرسول والمرشد، آثار ولایتیں ظاہر برخاص و عام بے دلیل حضرت صوفی فقیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صاحب ترک و تجرید ہیں۔آپ ہندوستان کے علاقے قصبہ بیبال ضلع انبالہ کے رہنے والے تھے قیام پاکستان کے بعد ملتان میں چاہ بوہڑ والا میں آ کر قیام پذیر ہوئے۔آپ پابند شریعت وطریقت بزرگ تھے تمام عمر شریعت محمدیہ کی پاسداری میں گزاری۔اپنے خواجگان کی تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا تھے۔

عبادت وریاضت زہد وتقویٰ ورع میں آپ عدیم النظیر تھے۔شب بیداری آپ کا مستقل معمول تھارات کے آخری حصہ میں اپنے خواجگان کے طریقہ کے مطابق ذکر جہر فرماتے تہجد کی نماز باقاعدگی سے ادا فرماتے۔اس کے علاوہ دیگر نوافل کا بھی خصوصیت سے اہتمام کرتے تھے۔

آپ قیام پاکستان سے قبل ہی عارف ربانی صوفی لامکانی حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔اور تکمیل مجاہدات کے بعد مرشد سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔آپ نے اپنی پوری زندگی مرشد کی خدمت کے لئے وقف کررکھی تھی۔ہمہ وقت اپنے شیخ کی خدمت اور رضا کے طالب رہتے تھے۔

آپ کو نہ صرف اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا قرب پیار محبت وشفقت حاصل تھی بلکہ اپنے دادا مرشد شیخ المشائخ حضرت خواجہ مولانا محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا بھی قرب وزیارت نصیب تھی اور وہ آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔

جس کا اندازہ حضرت شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری کے ان خطوط سے ملتا ہے جو انہوں نے آپ کے نام لکھے۔جن میں سے ایک خط کے اندر حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو لکھا اور حکم دیا کہ تمہارے مرشد کی طرف سے جو خلافتیں رہ گئیں ہیں وہ متعلقہ حضرات کو دے دی جائیں۔جن میں حضرت صوفی مبارک علی اوج چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار کوٹ مومن ضلع سرگودھا میں ہے۔دوسری خلافت حضرت صوفی فرزند علی چشتی صابری جن کا مزار پُر انوار کنارہ دریائے جہلم حضرت شاہ سلیمان پارس کے مزار کے احاطے میں ہے۔تیسری خلافت حضرت صوفی غلام محمد چشتی صابری جو سرگودھا میں مقیم تھے وہیں ان کا وصال ہوا چوتھی خلافت حضرت مولانا صوفی غلام فرید چشتی صابری خطیب جامع مسجد گلزار مدینہ چک نمبر ۲۲۵ ملکھانواں فیصل آباد۔ان تمام پیر بھائیوں کو

اپنے دادا مرشد کے حکم سے آپ نے ہی عنایات فرمائی تھیں۔ جس سے آپ کی فضیلت اپنے پیر بھائیوں پر عیاں ہوتی ہیں۔

سلسلہ عالیہ میں آپ کی خدمات اور رشد و ہدایت کے لئے دن ورات آپ کی محنت شاقہ دیکھ کر آپ کے دادا مرشد حضرت شاہ محمد اسماعیل ذبیح نے آپ کو عارف باللہ کا خطاب دیا اور اسی خطاب سے آپ کو اکثر خطوط میں نوازا گیا ہے۔ مرشد کامل کے وصال کے بعد آپ نے آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ صدیقیہ پر بحیثیت نائب خواجہ صاحب جو خدمات انجام دیں وہ قابل تعریف ہیں۔ سلسلہ عالیہ کی ترقی وترویج واشاعت کیلئے اور دربار شریف کی تعمیر کیلئے دیگر خلفائے کرام کو ساتھ ملا کر اور مریدین کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے ہر کام کو بحسن وخوبی احسن طریقہ سے انجام دیا۔ آپ کے دادا مرشد حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری گنگوہی علیہ الرحمۃ نے ایک خط میں آپ کو لکھا تھا کہ فقیر محمد آپ نائب خواجہ محمد صدیق سائر ہیں۔ یہ سلسلہ تا قیامت چلنا ہے۔

خلفائے کرام ☆: آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں جن حضرات کو خرقہ خلافت سے نوازا ہے۔ ان کے آپ کے خلیفہ اکبر پیر طریقت جناب صاحبزادہ پیر جمیل اختر صابری صاحب سجادہ نشین دربار چشتیہ صابریہ کالیکی منڈی ضلع حافظ آباد جو کہ آپ کے پیرومرشد کے صاحبزادے بھی ہیں آجکل وہی آپ کے سلسلے کی تجرید و اشاعت میں مصروف ہیں اور کالیکی منڈی کے علاوہ ملتان جا کر اپنے پیرومرشد کا عرس بھی مناتے ہیں۔ (نمبر۲) حضرت صوفی عبدالحمید چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار کراچی میں ہے اور سلسلہ عالیہ جاری وساری ہے۔ (نمبر۳) جناب خلیفہ صوفی محمد رمضان چشتی صابری صاحب جو کہ کافی عمر میں بقید حیات ہیں اور کالے کی منڈی میں سلسلہ عالیہ کی رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ (نمبر۴) جناب صوفی غلام سرور چشتی صابری ان کے علاوہ اور بھی خلفاء ہیں۔ جن کی ایک طویل فہرست ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال دوشوال ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار چاہ بوہڑ والا نزد چوک عزیز ہوٹل ملتان کینٹ میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے پیرومرشد کے صاحبزادے جناب جمیل اختر صابری نے قطعہ تاریخ لکھی ہے۔

قطعہ تاریخ وصال

ہر بشر ہے دیدہ نم ہر قلب کو ہے ملال　　آہ فقیر صابری کا ہو گیا اس دن وصال

اے جمیل صابری کہہ دیجئے اب ماہ و سال　　چودہ شش بہ سہ شنبہ بتاریخ دو شوال

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت صوفی عبداللطیف شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، شیخ طریقت حضرت عبداللطیف شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ چشتی صابری سلسلہ کے معروف شیوخ سے ہوئے ہیں۔ میرٹھ شہر میں حضرت شاہ ولایت زاہد میرٹھی علیہ الرحمۃ کے دربار کے سجادہ نشین کی حیثیت سے تمام عمر براجمان رہے۔ زنانہ لباس زیب تن کئے رکھتے تھے۔ بہت ہی معلوماتی گفتگو کرتے تھے۔

آپ حضرت صوفی منشی انتظام علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ بعد ان کے وصال سجادہ نشین بنے پاکستان میں آپ کے نامور خلیفہ حضرت سید صوفی امور الحسن شاہ چشتی صابری پاکپتنی علیہ الرحمۃ ہوئے ہیں۔ جن کا سلسلہ بہت وسیع اور دراز ہے۔ ان کے علاوہ ایک خلیفہ لاہور میں جناب حضرت میاں غلام صابر چشتی صابری ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۵ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ بمطابق ماہ ستمبر ۱۹۸۵ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار حضرت شاہ ولایت زاہد میرٹھی کے مزار کے احاطے میرٹھ یوپی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

نوٹ ☆: ۱۹۸۳ء میں فقیر راقم الحروف جب میرٹھ گیا تھا تو آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ جو کہ ایک یادگار ملاقات ہے۔

مولانا حافظ مسعود احمد دہلوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مبلغ القرآن، خطیب اسلام، مقرر شریں لسان، مخزن شریعت معدن طریقت وحقیقت حضرت مولانا حافظ مسعود احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ترجمان سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۵ھ بمطابق 1907ء کو حضرت مولانا کرامت اللہ خان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر واقع دہلی انڈیا میں ہوئی۔

آپ حسین وجمیل ہونے کے ساتھ ذہانت وفطانت کا پیکر بھی تھے۔ اللہ تعالٰی نے ظاہری حسن وجمال کے ساتھ حسن اخلاق کی دولت سے بھی نوازا تھا۔ آپ کے تین بھائی اور تین بہنیں تھیں۔ آپ سب سے چھوٹے تھے لہٰذا والدین اور بہن بھائیوں کے لاڈلے بھی ہوئے۔ بڑے بھائی مولانا محمد حنیف صاحب جوانی میں ہی والدین کی موجودگی میں انتقال فرماگئے۔ دوسرے بھائی محمد احمد صاحب کا انتقال کراچی میں ۱۹۵۷ء میں ہوا۔ لہٰذا ڈاکٹر حافظ فیوض الرحمٰن صاحب کا یہ تحریر کرنا کہ مولانا محمد احمد صاحب ۱۹۴۷ء کے فسادات میں باڑے ہندواؤ میں شہید ہوگئے، صحیح نہیں۔

(حوالہ کیلئے دیکھئے: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء ص ۲۶۸ وغیرہ)

تعلیم وتربیت ☆: ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ حافظ قاری عبدالرحیم دہلوی سے قرآن حکیم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، شیخ الحدیث علامہ مفتی ابوالبرکات سید احمد قادری، اور تاج العلماء علامہ مفتی محمد عمر نعیمی علیہم الرحمۃ سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔

علامہ ابوالبرکات صاحب سے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں اس لئے پڑھتے رہے کہ سید صاحب آپ کو لاہور لے آئے تھے۔ کیوں کہ سید صاحب کے والد ماجد شیخ الحدیث علامہ سید دیدار علی شاہ الوری رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد کرامت اللہ خان دہلوی سے بھی کچھ تلمذ رکھتے تھے، اس لئے سید صاحب "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" کے حکم کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کو اپنے مدرسہ حزب الاحناف لاہور لے آئے تھے۔ بعد میں صدر الافاضل آپ کو لاہور سے مرادآباد لے گئے۔

معلوم ہوا کہ مذکورہ بزرگوں صدر الافاضل اور سید صاحب کے آپ منظور نظر ارشد تلمیذ تھے۔ لاہور کے زمانہ تعلیم میں واعظ شیریں بیاں حضرت مولانا غلام دین لوکوشیڈ والے اور سلطان الواعظین حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی علیہ الرحمۃ (مصنف کتب کثیرہ) آپ کے ہم درس تھے۔

حضرت مولانا مسعود احمد چشتی صابری نے مدرسہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے سند فراغ حاصل کرنے کے بعد واپس دہلی تشریف لے گئے اور اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد امامت وخطابت اور تحریر وتقریر کی صورت میں دینی خدمات سرانجام دینا شروع کر دیں۔ پاک و ہند کی تقسیم کے بعد کچھ عرصہ آپ نے لاہور داتا کی نگری میں گزارا، اس کے بعد میں کیوں کہ اکثر عزیز واقارب اور مریدین ومتوسلین کراچی میں تھے اس لئے مستقل قیام کراچی (سندھ) میں فرمایا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے والد ماجد، فاضل جلیل، عالم نبیل، خطیب ذیشان حضرت مولانا حافظ قاری محمد کرامت اللہ خان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سے دست بیعت تھے اور بعد میں خلافت سے نوازے گئے تھے۔

خطابت وامامت ☆: نہ صرف وعظ وخطابت کے لئے آپ نے کلکتہ اور بمبئی کے علاوہ دیگر شہروں کے دورے شروع کئے بلکہ ''الرسالت'' کے نام سے ایک ماہنامے کا آغاز بھی کیا۔ نیز یہ کہ عقائد ومعمولات اہل سنت، ایصال ثواب اور نذر ونیاز کے موضوع پر مناظرے بھی کئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں زبردست فتح ونصرت عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ کراچی کے مشہور ومعروف علاقہ ''رنچھوڑ لائن'' میں صابری جامع مسجد کی بنیاد رکھی اور اس میں تاحیات امامت وخطابت کا سلسلہ جاری رکھا۔

حضرت مولانا کے محرم شریف کے وعظ کی بڑی شہرت ہوا کرتی تھی۔ پنجاب کے بڑے بڑے مشہور ومعروف علمائے کرام کے وعظ اپنی جگہ لیکن محرم شریف میں حضرت مولانا کی تقریر کا انداز ہی کچھ اور ہوتا جو اپنے اندر سوز وگداز لئے ہوئے تھا۔ یہ محرم شریف کی محافل ومجالس دس روز تک نہیں بلکہ چالیس روز تک جاری رہتی تھیں۔ جس میں توحید ورسالت، شان اہل بیت اطہار ومقام صحابہ کبار کے علاوہ اولیائے ابرار کے فضائل ومناقب بھی بیان کئے جاتے تھے۔ جناح اسٹریٹ میں ایک طرف الفاروق ہوٹل اور دوسری طرف گوشت مارکیٹ تک سر ہی سر نظر آتے تھے۔ خواتین کی بھی ایک بڑی تعداد ہوتی تھی۔ خاص طور پر جب جناح اسٹریٹ میں آخری تقریر ہوتی تو حکومت پاکستان کی کوئی نمائندہ شخصیت کی ضرور شرکت ہوا کرتی تھی۔ ہر شب میں تلاوت کا آغاز حضرت قاری حافظ ممتاز احمد رحمانی رحمۃ اللہ علیہ (مزار شریف احاطہ مدینہ مسجد ملیر) فرماتے اور نعت شریف نعت خواں حضرات پیش کرتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: حضرت موصوف بھرپور زندگی گزارنے کے بعد اندازاً پچاسی سال کی عمر میں ۲۲ ذوالعقدہ ۱۴۰۶ھ بمطابق ۲۸، جولائی ۱۹۸۶ء کو آپ کا وصال ہوا۔ وصال کے وقت آپ کی اہلیہ محترمہ کے علاوہ بیٹے وبیٹیاں اور تمام داماد موجود تھے۔ موصوف کی وفات رات میں ہوئی تھی اس لئے دوسرے دن ظہر کے بعد نماز جنازہ صابری مسجد کے باہر قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی امامت میں ادا کی گئی۔ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اس کے بعد نیو کراچی کے قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی جہاں پر آپ کا مزار پُر انوار مرجع خلائق عام ہے۔

زندگی ان کی ہے جو مرتے ہیں حق کے نام پر! — اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

بشکریہ، تذکرہ انوار علمائے اہلسنت سندھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت سیّد امور الحسن شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: محبوب ذات خدا، عاشق مصطفیٰ ﷺ، شمع صفا، منبع جود و سخا، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، سند الواصلین، فخر الکاملین حضرت خواجہ پیر سید امور الحسن شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ مشائخ کبار سے ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۶ /اپریل ۱۹۱۴ء کو جناب سید ایزد حسین شاہ کے گھر سہارنپور یوپی انڈیا میں ہوئی۔ آپ چونکہ ایک متمول گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اس لئے آپ کی تربیت بچپن سے ہی بڑے ناز و نعم کے ساتھ کی گئی۔ آپ کی خدمت کے لئے رئیسی تانگہ اور کلیان گھوڑے ہر وقت تیار رہتے۔ خاندان کے دیگر افراد آپ پر ہر دم اپنی جان نچھاور کرتے تھے۔ جس دن آپ کی ولادت ہوئی آپ کے والد گرامی اپنے کمرے میں تلاوت قرآن مجید فرما رہے تھے۔ جس وقت آپ یہ آیت مبارکہ **"وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ"** پڑھ رہے تھے تو اُن کے کان میں بچے کے رونے کی آواز آئی اور ساتھ ہی کسی نے اطلاع دی کہ مبارک ہو بیٹا پیدا ہوا ہے۔ تو والد گرامی نے اسی وقت اسی مناسبت سے آپ کا نام نامی اسم گرامی امور الحسن رکھ دیا تھا۔

ابھی آپ کا بچپن کا عالم تھا کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور آپ کی تعلیم و تربیت اور پرورش کی ذمہ داری آپ کے دادا جان حضرت پیر سید گوٹے شاہ علیہ الرحمۃ اور آپ کے چچا سید زاہد حسن پر آ پڑی اور انہوں نے انتہائی جان فشانی سے آپ کی تعلیم و تربیت و پرورش پر توجہ دی آپ نے سہارنپور اسلامیہ ہائی سکول سے میٹرک کا امتحان اپریل ۱۹۳۱ء میں بورڈ آف ہائی سکول اینڈ انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن الہ آباد یوپی سے رول نمبر ۲۸۹ کے تحت پاس کیا اور سہارنپور کالج سے ہی گریجویشن کیا۔

تعلیم سے فارغ ہوتے ہی آپ درس و تدریس کے شعبہ سے منسلک ہو گئے اور اپنے ہی کالج میں بطور اسسٹنٹ ماسٹر ملازمت اختیار کر لی یہ سلسلہ ۱۹۴۴ء تک جاری رہا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ جہلم میں بطور انسپکٹر محصول چنگیات تعینات ہوئے۔ کچھ عرصہ ملازمت کے بعد آپ راولپنڈی میونسپل کارپوریشن میں بطور ٹیکس سپرنٹنڈنٹ تعینات رہے اور عرصہ دراز تک راولپنڈی میں ہی قیام پذیر رہے۔ اور از خود سرکاری ملازمت سے استعفیٰ پیش کر کے خلق خدا کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شاہ عبداللطیف میرٹھی چشتی صابریؔ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے۔ شاہ عبداللطیف میرٹھی چشتی صابریؔ مرید و خلیفہ تھے حضرت منشی انتظام علی شاہ صابریؔ کے وہ مرید تھے حضرت صوفی محمد حسین مراد آبادی صابریؔ کے وہ مرید تھے حضرت صوفی علی حسین صابریؔ کے وہ مرید تھے حضرت میاں محمود الحق رامپوری کے وہ مرید

تھے حضرت غلام حسین صابری کے وہ مرید تھے حضرت حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی کے وہ مرید تھے حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخون کے وہ مرید تھے حضرت شاہ عنایت اللہ بہلول پوری کے وہ مرید تھے حضرت قطب دوراں سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہم الرضوان والغفر ان کے۔

بعداز تکمیل مجاہدات و منازل سلوک کے آپ کے پیرو مرشد حضرت شاہ عبداللطیف میرٹھی صابری نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

سیرت و کردار☆: آپ کی طبیعت میں بے حد سادگی تھی، مزاج عالی بھی نرم اور چہرے سے عاجزی اور انکساری چھلکتی نظر آتی تھی۔ اتباع سنت کا خصوصی اہتمام فرماتے، کسی معاملے میں اپنی برتری یا کسی خاص امتیاز کا احساس نہ کرتے، آنے والے مریدین اور حاضرین مجلس پر انتہا درجہ کی شفقت فرماتے تھے۔ عقیدت مندوں کی طرف سے آنے والے پھل اور دیگر شیرینی فوراً احباب میں تقسیم کروا دیتے تھے۔ جوانی سے لے کر تادم آخر اپنے شیخ کے تلقین ہوئے اوراد و وظائف کو پورا فرماتے رہے۔ عبادت و ریاضت، خداترسی، عظمت، تقدس کا ہر شخص معترف تھا۔ اگر کبھی کوئی شخص آپ کے مزاج کے خلاف بات کر دیتا اور وہ آپ کو ناگوار گزرتی تو آپ کم از کم دوسروں کو محسوس نہ ہونے دیتے تھے۔ پوری رات کا زیادہ حصہ یاد خدا اور یاد محبوب میں بسر فرماتے تھے۔ ریاضت و مجاہدہ، حلم و عفو، درگزر، ذوق سماع، فقر و فاقہ، استغنا، نرمی و تواضع و انکساری ضرورت مندوں کی حاجت برآری اور ارباب دول سے کنارہ کشی جیسے اوصاف حمیدہ آپ کی ذات والا صفات میں بہت نمایاں تھے۔ اپنے پیر بھائیوں کی بے انتہا تعظیم عمر بھر آپ کا شیوہ رہا ان سے ایسی خندہ پیشانی سے ملتے جیسے کوئی عظیم نعمت اور دولت میسر آئی ہے۔ مرید ہو غیر مرید جو بھی خانقاہ میں آجاتا اسے سب سے پہلے لنگر کھلانے کا حکم فرماتے۔ آپ بذات خود بہت سادہ غذا استعمال فرماتے تھے۔ دلیہ آپ کی مرغوب غذا تھی۔ لباس عام طور پر لمبا کرتا اور پاجامہ ہوتا تھا۔ سر پر کڑھائی والی اونچی سفید ٹوپی دونوں کندھوں پر سلسلہ کا مخصوص سرخ اور سبز رنگ کا حیدرآبادی لمبا رومال ہوتا تھا۔ آپ کے لباس اور چہرہ سے درویشانہ شان جھلکتی تھی۔ جس محفل میں آپ تشریف فرما ہوتے تھے وہاں آپ کی شخصیت اپنے ہم عصر مشائخ پر حاوی رہتی تھی۔ جو کہ قدرت کی دین تھی۔

آپ کا اپنے مرشد سے عشق و محبت☆: ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد جب آپ کے تمام اہل خاندان واہل خانہ سہارنپور سے پاکستان چلے آئے تو آپ اپنے پیرو مرشد شاہ عبداللطیف میرٹھی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں میرٹھ تشریف لے گئے اور میرٹھ میں ہی قیام کا ارادہ کر لیا چونکہ آپ کو اپنے شیخ سے حد درجہ کا عشق و پیار تھا ایک لمحہ کے لئے بھی جدائی گوارا نہ تھی۔ اس دوران آپ کے مرشد نے کئی مرتبہ اشارتاً فرمایا امور الحسن تمام اہل خانہ پاکستان چلے گئے آپ بھی چلے جائیں مگر آپ مرشد کا فرمان سن کر خاموش ہو جاتے تھے۔ بالآخر جب آخری ٹرین کی روانگی کا وقت آیا اور قتل و غارت اپنے عروج کو پہنچی تو شاہ عبداللطیف صابری میرٹھی نے حکم دے کر اشکبار آنکھوں سے آپ کو ٹرین پر سوار کرایا اور فرمایا کہ تمہیں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے سپرد کیا۔ پھر غمگین انداز میں فرمایا کہ مجھے سب کچھ مل جائے گا مگر ''امور'' کہاں سے لاؤں گا۔ پھر فرمایا اچھا اللہ خیر سے پھر ملائے گا۔ آپ کو اپنے شیخ سے اس قدر انس

اور پیار تھا جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے پاس شیخ کی طرف سے جب کوئی خط یا رقعہ میرٹھ سے آتا تو اس کو بار بار پڑھتے اور چومتے اور اس کو محفوظ کر لیتے تھے۔ آپ کے پیرو مرشد جب میرٹھ سے پاکستان تشریف لاتے تھے تو آپ اپنی ملازمت اور بیوی بچوں سے فارغ اور بے نیاز ہو کر مرشد کی خدمت میں لگ جاتے مرشد کی آمد کی اطلاع ملتے ہی دفتر میں چھٹی کی درخواست بھجوا دیتے تھے۔ جب تک آپ کے مرشد پاکستان میں رہتے آپ پورا وقت مرشد کو دیتے اس دوران کوئی ذاتی کام بھی نہ کرتے۔ جب مرشد واپس انڈیا جاتے تو آپ واپسی کے لئے بارڈر کراس کروا کر واپس آتے اور ڈیوٹی سنبھالتے تھے۔

ہم عصر صوفیاء و مشائخ سے تعلق ☆: آپ ایک وضع دار شخصیت کے مالک تھے اپنے ہم عصر صوفیائے کرام و مشائخ عظام کا دلی طور پر بہت احترام فرماتے تھے۔ اور ان کے ہاں سالانہ عرسوں کے موقع پر تشریف بھی لے جاتے تھے۔ راولپنڈی میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی شخصیت قطب دوراں حضرت قمر المشائخ الحاج پیر حافظ قمر الدین چشتی صابری مظہری میرٹھی علیہ الرحمۃ کے مکان پر ۱۶۔۱۵ شوال اور بارہ تیرا ربیع الاول شریف کے عرس کے موقع پر آپ ضرور تشریف لاتے اور محفل سماع و ختم شریف اور دعا میں خصوصی طور پر شرکت فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ حضرت صوفی فیض الحسن شاہ صابری سرائے عالمگیر والے رحمتہ اللہ علیہ جن کا مزار آج کل پاکپتن شریف میں ہے ان سے اور حضرت صوفی فرزند علی صابری جن کا مزار جہلم میں ہے ان سے اور مولانا سید انعام اللہ شاہ انبالوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صوفی عبدالحکیم صابری منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ والے حضرت صوفی مشتاق احمد صابری لاہور والے حضرت مولانا شیخ محمد اسماعیل ذبیح گنگوہی صابری رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ صوفی محمد صدیق کالے کی منڈی ضلع حافظ آباد والوں کے علاوہ راقم الحروف کے والد گرامی حضرت فیض الملت حافظ فیض محمد چشتی صابری الحسینی علیہ الرحمۃ سے چونکہ آپ کا ضلع بھی سہارنپور تھا دو نسبتوں کی وجہ سے خصوصی محبت تھی۔ ایک نسبت صابری دوسری نسبت آبائی سہارنپوری۔

نوٹ ☆: فقیر راقم الحروف ۲۳۔۲۔۱۹۷۲ء سے مستقل ہر سال بلکہ سال میں دو مرتبہ اپنے شیخ تربیت حضرت قمر المشائخ حافظ قمر الدین صابری علیہ الرحمۃ کے آستانہ پر عرس کے موقعوں پر بار بار آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا ہے۔ آپ کے چہرے پر شان درویشی کے علاوہ شان جلالت کی بھی عجیب جھلک تھی۔ ہر شخص کو جرأت نہ تھی کہ وہ آگے بڑھ کر بے ساختہ کچھ عرض کرے یا سوال کر سکے۔

فقیر راقم الحروف کو یہ اعزاز بھی اپنے چچا پیر و شیخ تربیت حضرت قمر المشائخ الحاج پیر حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے حکم سے حاصل ہے کہ جب فقیر کاتب الحروف کو حضرت قمر المشائخ نے ایک پانچ رکنی وفد ترتیب دے کر ۱۹۸۳ء میں اپنے مرشد کے مزار کی تعمیر اور دادا مرشد کے مزار کی مرمت کے لئے پاکستان سے میرٹھ یوپی انڈیا بھیجا تھا۔ تو اس وقت اس فقیر راقم الحروف کو ایک خصوصی مسئلہ جس کا تعلق آپ پیر مرشد شاہ عبداللطیف صابری میرٹھی سے تھا۔ فقیر کو مسئلہ کے سلسلہ میں شاہ عبداللطیف صابری میرٹھی سے بات کرنے اور اس کو حل کرنے کا حکم دیا تھا اور میرے ساتھ انڈیا جانے والوں کو حضرت قمر المشائخ کا حکم تھا کہ تم نے مولانا مقصود احمد کے معاملات اور مذاکرات میں دخل نہیں دینا۔ یہ وہاں خود بات کریں گے۔ اس طرح حضرت قمر المشائخ نے فقیر کو اپنا سفیر یا نمائندہ خاص مقرر فرما کر بھیجا تھا۔ اس موقعہ پر حضرت شاہ ولایت زاہد میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر جا کر حضرت سید امور الحسن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے پیر و مرشد

سے تقریباً چار گھنٹے تک ملاقات وگفت وشنید رہی اور پھر معاملہ کو جس طرح حضرت قمر المشائخ نے چاہا تھا اس کو اس کی روح کے مطابق شاہ عبداللطیف صابری علیہ الرحمۃ سے تسلیم کرایا۔ یہ دوہرا اعزاز۔ ایک ملاقات کا دوسرا مذاکرات کا اس ناچیز بندۂ مسکین راقم الحروف کو حاصل ہے جو کہ زندگی کی اہم یادگار ہے۔ حضرت قمر المشائخ کی فراست اور نظر ولایت دیکھیں کہ کم از کم نوے برس سے زیادہ عمر کی شخصیت سے علمی بحث کے لئے 28 سالہ جوان کا انتخاب فرمایا۔

ارشادات وتعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ شریعت وطریقت دوجداگانہ چیزیں نہیں ہیں بلکہ طریقت عین شریعت ہے اور شرع متین کی پابندی کے بغیر طریقت کا حصول ناممکن ہے۔ شریعت توحید کے معاملات کا بیان ہے اور طریقت باطن کی صفائی، تہذیب واخلاق اور اعمال ظاہری کی آراستگی کا نام ہے۔ شریعت بدن کو گناہ سے محفوظ رکھنے کا نام ہے اور طریقت دل سے کدورت نکالنے کا نام ہے۔ شیخ طریقت وہی ہوسکتا ہے جو علم شریعت اور علم طریقت اور علم حقیقت جانتا ہے۔

نمبر۲ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے پیر سے دلی عقیدت وارادت رکھے۔ مرید پر پیر کی اطاعت اور پیروی واجب ہے۔ مرید کو چاہیے کہ پیر کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارے تاکہ باطنی اصلاح ہوسکے۔ مرید کو غرور، تکبر، جھوٹ، غیبت اور دیگر برائیوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس کے بعد طریقت کا راستہ ملے گا اور جب طریقت کی منزل سے آگے بڑھے گا تو پھر حقیقت کی منزل حاصل کرے گا۔

منزل عشقت مقام دیگر است ☆: آپ کے پیرومرشد حضرت شاہ عبداللطیف میرٹھی صابری ہر سال پاکپتن شریف زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس مبارک پر میرٹھ سے تشریف لاتے تھے۔ تو اس موقعہ پر آپ کے تمام پیر بھائی بھی ان کے ہمراہ عرس میں شرکت کرتے تو معمول یہ تھا کہ پرانے راستے پر دروازے کے بائیں جانب دو کمرے لے کر ٹھہرتے تھے۔ ایک مرتبہ شاہ عبداللطیف میرٹھی مریدین کے ہمراہ شاہ خواجہ عزیز مکی علیہ الرحمۃ کے مزار مقدس پر فاتحہ کے لئے تشریف لے گئے۔ درگاہ شریف سے ملحقہ مسجد کے ساتھ نیچے اور گہری زمین کو دیکھ کر رونے لگے کہ اس زمین پر رحمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ یہاں پر خانقاہ بننی چاہیے۔ اس فرمان کو سب مریدین سن رہے تھے مگر کسی نے سمجھا نہ۔ اور جس خاص شخصیت کے لئے اشارہ تھا اُس نے اسے سن کر پلے باندھ لیا۔ جب شاہ عبداللطیف میرٹھ واپس تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے مریدین کے سامنے اپنے مرشد کی بات کو دہرایا اور اس کا مقصد سمجھایا کہ حضرت شیخ کا اس زمین کے بارے یہ فرمان تھا۔

چنانچہ آپ کے مریدین نے آپ کی خواہش کے احترام کے پیش نظر ماہ مئی ۱۹۷۳ء میں خانقاہ کے لئے وہی قطعہ زمین خرید لیا۔ جس کی نشاندہی آپ کے پیرومرشد شاہ عبداللطیف صابری میرٹھی نے فرمائی تھی۔ جگہ کی خریداری کی تکمیل پر آپ نے اس جگہ پر خانقاہ محمدیہ، قلندریہ، لطیفیہ امور یہ کی بنیاد رکھ دی یہ جگہ بہت گہری تھی آٹھ نوفٹ مٹی سے بھرائی کی گئی۔ خانقاہ کی تعمیر سے پہلے اس کو چھپر والی خانقاہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جو کہ اب شیشے والی خانقاہ کے نام سے معروف ومشہور ہے۔ اور اس کے مین گیٹ کا نام ''باب امور'' ہے۔ خانقاہ شریف میں ایک جگہ زیر زمین تہہ خانہ تعمیر کرایا گیا۔ جب ہندوستان سے آپ کے مرشد تشریف لائے تو اس تہہ خانہ

میں بیٹھ کر عبادت و ریاضت میں مصروف اور چلہ کش رہے۔ اُن کے ہندوستان چلے جانے کے ایک عرصہ بعد آپ نے اس تہہ خانے میں مٹی ڈلوا کر بند کروا دیا تھا۔ یہی وہ جگہ خاص سے جہاں آج آپ کا مزار پُر انوار بنا۔ اور آپ کا مرقد منور عین اس چلہ گاہ کی جگہ تعمیر شدہ ہے۔ جہاں شاہ عبداللطیف میرٹھی نے اپنی چشم بصیرت سے انوار کی بارش ہوتی دیکھی تھی۔

کشف و کرامات ☆: آپ کا ایک مرید ہر ماہ کی تین تاریخ کو آپ کی خدمت میں حاضری دیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ مقررہ تاریخ کو جب آپ کی خانقاہ معلیٰ میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ ایک شخص آپ کے کمرے سے باہر نکل کر واپس جا رہا تھا۔ جب وہ صاحب چلے گئے تو آپ کا وہ مرید کمرے میں داخل ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص کو تم نے دیکھا ہے جو کمرے سے ابھی ابھی نکل کر گیا ہے۔ اس پر بہت سے مقدمات ہیں۔ اس کی بات سن کر میرا دل کانپ اٹھا ہے۔

آپ کی زبان ترجمان سے الفاظ سن کر مرید کے دل میں خیال آیا کہ اُس کا تو کام ہو گیا۔ اتفاق کی بات یہ کہ اگلے ماہ کی تین تاریخ کو جب وہ مرید دوبارہ خانقاہ شریف میں پہنچا تو وہی شخص آپ کے کمرے سے باہر نکل رہا تھا۔ اور ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا اور باہر بالکل نئی زیرو میٹر گاڑی کھڑی تھی۔

جب وہ مرید کمرے میں داخل ہوا اور قدم بوسی کی تو آپ نے فرمایا تم نے اس آدمی کو پہچانا ہے جو ابھی ابھی کمرے سے نکل کر باہر کی جانب گیا ہے۔ اُس مرید نے عرض کیا حضور یہ وہی شخص ہے جو گزشتہ ماہ بہت خستہ حالت میں آیا تھا اور اب تو پہچان میں نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا واقعی یہ وہی شخص ہے جس پر کافی مقدمات تھے۔ اللہ کریم نے سارے مقدمات اس کے حق میں کر دیئے ہیں۔ اور وہ مجھے رقم سے بھرا ہوا بریف کیس اور نئی گاڑی دینے آیا تھا۔ مگر میں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ فقیر کو اس کی کوئی ضرورت نہ ہے۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک شخص ایک عرصہ سے مرشد کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ کئی جگہ گئے مگر دل کو تسلی نہ ہوتی تھی۔ ایک دفعہ خواب میں ایک بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو ان کی تلاش کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے۔ کافی تگ و دو کے بعد وہ بزرگ ملے تو سہی مگر زیارت اس طرح نہ ہوئی جس طرح خواب میں بشارت ہوئی تھی۔ اور ملاقات کے بعد دل کو تسلی و تشفی بھی نہ ہوئی تھی۔ اُن بزرگ نے دل کی کیفیت کو بھانپتے ہوئے فرمایا کہ ہم پاکپتن میں رہتے ہیں آپ وہاں تشریف لائیں۔

چنانچہ حسب وعدہ وہ جب پاکپتن شریف خانقاہ محمدیہ، قلندریہ، لطیفیہ میں پہنچے تو وہی محفل تھی جس طرح خواب میں نظر آئی تھی۔ آپ نے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ بھئی اب تو شک نہیں ہے۔ چونکہ سائل کی تسلی ہو چکی تھی۔ پھر وہ اطمینان قلب سے حلقۂ غلامی میں داخل ہو گیا۔

کرامت نمبر۳ ☆: آپ کے صاحبزادے حضرت سید شمیم الحسن شاہ صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب میری تعیناتی دوبئی میں ہوئی تو آپ نے رخصت کرتے وقت ارشاد فرمایا اچھا جاؤ جب وقت ہو گا ہم خیر سے بلا لیں گے۔ اُس وقت تو انہیں یہ بات سمجھ میں نہ آئی مگر جب آپ کا وصال با کمال ہوا۔ تو انہیں دوبئی سے رات گیارہ بجے والی فلائٹ ملی جو اسلام آباد اترتی ہے اور پھر وہاں سے بائی روڈ سفر کر کے تین چار بجے پاکپتن پہنچتے۔ جبکہ آپ کا جنازہ صبح دس بجے ہونا تھا۔ بہرکیف وہ فرماتے ہیں کہ میں جہاز میں سوار ہوا۔ اور

قرآن مجید کی جو آیات مجھے یاد تھیں میں نے ان کی تلاوت شروع کر دی۔ جہاز نے صبح چھ بجے اسلام آباد اترنا تھا۔ مگر جہاز دوران پرواز اسلام آباد کے قریب پہنچا تو اعلان ہو گیا کہ اسلام آباد کا موسم خراب ہے لہٰذا جہاز اسلام آباد نہیں اترے گا بلکہ لاہور اترے گا۔
جبکہ لاہور ایئر پورٹ کے اسٹاف کو علم تھا کہ ہمارے ایک آفیسر کے والد کا انتقال ہو گیا ہے انہوں نے پاکپتن شریف پہنچنا ہے۔ انہوں نے حفظ ماتقدم کے تحت پاکپتن شریف کے لئے گاڑی وغیرہ کا پہلے سے بندوبست از خود کر دیا۔ جب جہاز لاہور اترا تو میرا چھ گھنٹے کا سفر تو پہلے کم ہو گیا تھا۔ میں ایئر پورٹ سے باہر آیا ٹیکسی میں سوار ہو کر پاکپتن کی جانب سفر کے لئے روانہ ہونے لگا تو ایئر پورٹ سے اعلان ہوا کہ اسلام آباد کا موسم ٹھیک ہو گیا ہے۔ لہٰذا فلائٹ اسلام آباد جا رہی ہے۔ اس طرح صاحبزادہ شمیم الحسن صابری ٹھیک ساڑھے نو بجے پاکپتن شریف پہنچ گئے اور آپ کے جنازے کے انتظامات و معاملات کو پہنچ کر سنبھالا۔

وصال باکمال☆: وصال سے قبل سولہ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ کو آپ کو ہچکی کی تکلیف شروع ہوئی جس کی وجہ سے طبیعت میں انتشار اور بوجہ علالت نقاہت بھی رہنے لگی جس کی وجہ سے آپ کو پاکپتن سے لاہور لایا گیا مگر لاہور میں آپ کی طبیعت کو سکون نہ مل سکا آپ کی فرمائش پر دوبارہ آپ کو پاکپتن شریف لے جایا گیا۔ وہیں پر آپ کی صاحبزادیاں نواسے نواسیاں دیگر اعزا عقیدت مندان مریدین بھی پہنچنا شروع ہو گئے۔

وصال سے چند یوم پہلے آپ نے چورن طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ دنیا کا کھایا پیا دنیا میں ہی رہ گیا۔ اب ہم اگر چار دن بھی پڑے رہیں گے تو ہمارا کچھ بھی نہ بگڑے گا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے سلسلے میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب جنازہ ہوتا ہے تو قوالی بھی ساتھ ہوتی ہے۔ جنازہ پڑا ہو تب بھی کام ہوتے رہتے ہیں اور کبھی نہیں رکتے۔

وصال سے قبل آپ نے غربی دیوار کی طرف دیکھ کر فرمایا "تمام باہر نکل جاؤ" احسن شاہ صاحب دروازے کی اوٹ میں کھڑے ہو گئے۔ سید محمود شاہ سرہانے کی طرف سرک گئے اور ڈاکٹر جان عالم پائینتی کی طرف بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے رمضان نامی مرید سے فرمایا کہ کروٹ دلوا دو۔ اس کے بعد آپ نے اپنی جان جاں آفرین کے سپرد کر دی۔

آپ کا وصال باکمال ۱۹ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ بمطابق ۲۷ جون ۱۹۸۶ کو ہوا۔

مزار پُر انوار حضرت پیر عزیز مکی علیہ الرحمۃ کے مزار کے نزدیک پاکپتن شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ سید شمیم الحسن شاہ صابری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین مقرر ہوئے جو ۱۹۸۶ء تا ۲۰۰۵ء تک سجادہ نشینی اور سلسلہ عالیہ کے فرائض بحسن و خوبی سرانجام دیتے رہے اور ۲۰۰۵ء میں ابھی جوان ہی تھے کہ ان کا وصال باکمال ہو گیا۔

ان کے بعد ان کے صاحبزادے جناب سید سعید الحسن شاہ صابری اور سید فرید الحسن شاہ صابری سلسلہ عالیہ کی ذمہ داری کو سنبھالے ہوئے ہیں جبکہ صاحبزادہ سعید الحسن صابری سجادہ نشین ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو حضرت صاحبزادہ سید شمیم الحسن صابری علیہ الرحمۃ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔اس ملاقات میں ہی اُنہوں نے فقیر راقم الحروف کو ایک کتاب حیات و تعلیمات سید امور الحسن عنایت کی تھی جس سے یہ تمام حالات و واقعات اختصاراً نقل کیے ہیں۔خدا کروڑوں رحمتیں ان کی مرقد پر نازل فرمائے۔آمین ثمہ آمین۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا حاجی بشیر احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف باللہ، حجتہ اللہ، آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی حضرت مولانا حاجی بشیر احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صاحب تجرید وترک ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت سونی پت انڈیا میں ۱۳۲۸ ہجری بمطابق 1910ء کو حضرت پیر حاجی محمد حنیف چشتی صابری بن زبر علی کے گھر میں ہوئی۔

آپ قوم سے آرائیں تھے۔ زریعہ معاش کھیتی باڑی تھا۔ گھر کا ماحول انتہائی سادہ مگر علمی وروحانی تھا۔

آپ کے والد گرامی پیر طریقت حاجی محمد حنیف چشتی صابری علیہ الرحمتہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ رحم علی منگلوری علیہ الرحمتہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ رحم علی منگلوری مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ محمد محدث تھانوی علیہ الرحمتہ کے آپ کے والد کے پیرومرشد حضرت شاہ محمد امداداللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے پیر بھائی تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے ہی حاصل کی۔ بعدازاں دیگر جید علماء سے علوم دینیہ میں تحصیل وتکمیل کر کے علوم باطنیہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے والد گرامی کے مرشد حضرت خواجہ رحم علی منگلوری سہارنپوری چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پر کر سرفراز وصاحب مجاز ہوئے۔

ہجرت اور کوٹ ادو میں ورود مسعود☆: قیام پاکستان کے بعد آپ اپنے والد گرامی کے ہمراہ اور دیگر اہل خانہ سمیت کوٹ ادو میں تشریف لائے اور یہیں مستقل قیام پذیر ہوگئے۔ اور سلسلہ عالیہ کی رشد وہدایت میں مصروف ہوگئے۔

اس کے علاوہ علوم دینیہ کی تدریس کے لیے آپ نے چار کنال ذاتی اراضی وقف کی اور ۱۳۸۳ ہجری بمطابق 1963ء کو غزالی دوراں حضرت علامہ احمد سعید شاہ کاظمی چشتی صابری اور حضرت پیر محمد عبداللہ بارو رحمتہ اللہ علیہم ہر دو حضرات سے مدرسہ عربیہ انوار السلام کا سنگ بنیاد رکھوایا۔ اور زور وشور سے مدرسے کی تعمیر کے کام کا آغاز کر دیا اور مدرسہ بہت جلد تعمیر کر مراحل سے گزر کر تدریس میں داخل ہو گیا۔ آپ کے اس ادارے کی دور دور تک شہرت پھیل گئی لاتعداد طلباء نے داخلہ لے کر آپ سے اکتساب علم کیا۔ بہت سے افراد اور تشنگان علوم دینیہ اس چشمۂ فیض سے سیراب ہو کر ملک سے مختلف حصوں میں دین متین کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ کی تمام عمر درس وتدریس اور خانقاہی نظام میں وقف رہی۔ تمام عمر عبادت وریاضت، مجاہدہ وسلوک میں مشغول رہے۔ نماز پنجگانہ باجماعت اہتمام فرماتے تھے۔ روزانہ دس پارے تلاوت کرنا آپ کا معمول تھا۔ رات کا اکثر حصہ عبادت وریاضت اور ذکر جہر میں گذرتا تھا۔

سعادت حرمین ☆: آپ نے ایک مرتبہ حرمین شریفین کا سفر کیا۔ مکہ مکرمہ میں حج ادا کرنے کے بعد مدینہ پاک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پاک پر جبیں سائی کر کے اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے رہے۔

آپ کی علمی وقلمی خدمات ☆: آپ کو عربی زبان پر کافی عبور حاصل تھا۔ عربی شاعری میں آپ کو نمایاں اور منفرد مقام حاصل تھا۔ آپ کے عربی کلام کا مجموعہ قصیدہ ''حب الحبیب ہے'' جس میں حضور علیہ السلام اور خلفائے راشدین اہل بیت اطہار، حضرات حسنین کریمین کی شان میں مناقبات تحریر کی ہیں۔

اس مجموعہ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے ہر ایک منقبت وکلام ونعت کا سلیس اور سادہ اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے تاکہ ہر خاص وعام اس سے استفادہ کر سکے۔ اس کے علاوہ آپ نے چند رسائل بھی تحریر فرمائے ہیں۔ جن میں مقام رسول مقام رسالت، مقام صحابہ، مقام علی، مقام حسن، مقام حسین، یہ تمام رسالے آپ نے چھپوا کر عوام الناس میں مفت تقسیم کرائے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۸ محرم الحرام ۱۴۰۷ ہجری بمطابق 1986ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار آپ کے قائم کردہ مدرسہ عربیہ انوار الاسلام کوٹ ادو شہر میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آج کل موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ نصر اللہ جاوید ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت بابا سید عبدالرحمٰن چشتی صابری تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: سلطان الاصفیاء، برھان الاتقیاء، صوفی باصفا، منبع صدوسخا حضرت بابا سید عبدالرحمٰن شاہ چشتی صابری تاجی رحمتہ اللہ علیہ نیر افق ولایت ہیں۔

آپ ہندوستان کی معروف روحانی مرکزی ریاست حیدرآباد دکن کے شہر اکولہ کے رہنے والے تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے معروف روحانی پیشوا حضرت بابا تاج الدین ناگپوری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز حضرت سید علی پنجابی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ اپنے وقت کے عظیم روحانی اور واقف اسرار و رموز حقیقت اور پابند شریعت و طریقت اور صاحب کشف و کرامت اور صاحب جمال و باکمال تھے۔ مگر اس کے باوجود آپ نے پوری زندگی اپنا بھید کسی پر بھی ظاہر نہ ہونے دیا۔ اس پر مزید یہ کہ آپ نے پوری زندگی کسی سے بھی کھل کر اپنے دینی دنیاوی و روحانی معاملات پر گفتگو نہیں کی۔

آپ کی گفتگو کا انداز بالخصوص یہ تھا کہ آنے والے کے دل کی بات اس کی زبان پر آنے سے پہلے خود ہی فرما دیا کرتے تھے۔ اور وہ مطمئن ہو کر واپس چلا جاتا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ سب سے پہلے لاہور میں قیام پذیر ہوئے اس کے بعد کچھ عرصہ کراچی میں قیام رہا۔ پھر واپس لاہور میں موچی دروازہ کے قریب زیادہ تر قیام پذیر رہے۔

۱۹۵۴ء میں آپ کے خصوصی عقیدت مند و مرید خاص جناب حاجی نذر حسین مرحوم آپ کو لاہور سے راولپنڈی لے آئے۔ راولپنڈی میں آپ لیاقت باغ چوک میں ایک گیراج کے اندر قیام پذیر رہے۔

پھر کچھ عرصہ کے بعد ڈھوک دلال نزد چونگی نمبر ۴ راولپنڈی شہر کے ایک جفت سازی کے کارخانے کے ایک چھوٹے سے کمرے میں قیام پذیر ہو گئے اور تادم حیات اسی کمرے میں مقیم رہے۔ آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی حاجی محمد شریف کو گھر کی حفاظت کے لئے چابیاں حوالے کر دیں اور ان کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا۔ اور وصیت کی کہ میرے عقیدت مندوں کو چار باتوں کی تلقین کرنی ہے۔ (اول) اپنے ماں باپ کی خدمت کرنا۔ (دوم) پانچ وقت کی نماز پابندی سے ادا کرنا (سوم) جھوٹ نہ بولنا (چہارم) داڑھی سنت رسول ﷺ کے مطابق رکھنا۔ آپ نے فرمایا جو شخص میری ان چار باتوں پر سختی سے عمل پیرا رہے گا۔ اس شخص کا دماغ کچھ

عرصے کے بعد انوار الٰہیہ سے روشن ہو جائے گا۔ اور جو چاہے گا خداوند کریم وہی عطا فرما دے گا۔

آپ کی نظر کا عالم یہ تھا کہ جس پر پڑ جاتی اس کے حالات بدل جاتے۔ آپ ایک عظیم شیخ طریقت اور مرد قلندر ہیں۔ سیف زبان ایسے تھے کہ جو فرماتے باذن اللہ پورا ہو کے رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی خانقاہ معلّٰی سے کبھی کوئی مایوس نہیں لوٹا۔ جو آیا مرادوں سے دامن کو بھر کر گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ماہِ ذی الحج بروز جمعرات بوقت اذان مغرب سے کچھ قبل ۷ ۱۴۰ھ بمطابق ۱۹۸۷ء ماہ اگست میں ہوا۔ مزار پُر انوار ڈھوک دلال نزد جامع مسجد گلزار مدینہ خیابان سر سید روڈ چونگی نمبر ۴ راولپنڈی شہر میں مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

حضرت شاہ حبیب الرحمٰن چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆ : یادگار اسلاف، نمونہ سلف صالحین، وارث مسند ولایت حضرت شاہ حبیب الرحمٰن چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آفتاب و ماہتاب مراد آباد ہیں۔ آپ ۱۹۱۰ء کو مراد آباد انڈیا میں چشتی صابری سلسلہ کے معروف بزرگ حضرت شاہ عزیز الرحمٰن (بغیہ والے شاہ صاحب) کے گھر پیدا ہوئے۔ گھر کا ماحول دینی تھا اور حضرت شاہ عبدالرحیم شاہ مراد آبادی جو کہ آپ کے دادا ہوتے تھے، ان کی تعلیمات سے روشن تھا۔ ابتدائی دینی و دنیاوی تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی اور گورنمنٹ کالج مراد آباد سے انٹر کیا اور اس کے بعد میرٹھ سے بی اے کیا۔ آپ فیض الاسلام کالج میرٹھ میں بطور پروفیسر تعینات رہے اور ریٹائرمنٹ کے بعد مستقلاً اپنے گھر مراد آباد تشریف لے آئے۔

بیعت و خلافت ☆ : آپ اپنے والد گرامی حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور تکمیل مجاہدات و منازل سلوک کے بعد والد گرامی سے ہی خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کے والد گرامی نے اپنی زندگی میں ہی آپ کو اور آپ کے دو بھائیوں حضرت خلیل الرحمٰن شاہ اور حضرت حافظ فضل الرحمٰن کو اپنا سجادہ مقرر کیا۔ سرکاری ملازمت کے بعد آپ نے مسند سجادگی سنبھالی تو اپنے فرائض کو بحسن خوبی انجام دیتے رہے۔ آخری عمر میں ضعیفی کی بنا پر آپ کا حافظہ کافی کمزور ہو گیا تھا۔ جس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر آپ کے ایک معتقد صفدر علی اور اس کے حواریوں نے درگاہ کے انتظام میں مداخلت شروع کر دی اور درگاہ کی آمدنی ہڑپ کرنے لگے۔ اس پر آپ نے ان کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کیا جس کی پیروی اب آپ کے صاحبزادے کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنے دو پسران انعام الرحمٰن شاہ و اکرام الرحمٰن شاہ اور اپنے دو برادران صاحبزادہ مسعود الحسن خان صابری و صاحبزادہ بدر الحسن خان صابری کو سجادہ نشین مقرر کیا۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۱۹۸۷ء بمطابق ۱۴۰۸ھ میں ہوا۔ مزار پُر انوار مراد آباد قبرستان لال باغ میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا خواجہ غلام ربانی چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، علامہ ابن علامہ، عالم باعمل فاضل بے بدل، عالم ربانی، مرشد لاثانی، حضرت خواجہ مولانا غلام ربانی چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۳۴ھ بمطابق ۱۹۱۸ء کو قصبہ رمداس تحصیل انبالہ ضلع امرتسر میں سلطان المناظرین ولی العصر حضرت علامہ خواجہ محمد نواب الدین چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ آپ کے والد گرامی پیرومرشد حضرت سراج الاولیاء قبلہ عالم خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابریؔ کی دعا سے خدا نے آپ کو دو فرزند عطا فرمائے اور بفضلہٖ تعالیٰ دونوں اپنے اپنے زمانے کے نامور عالم اور شیخ طریقت ہوئے ہیں۔

آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے گھر میں والد گرامی اور علاقے کے بہترین اور فاضل ترین اساتذہ سے ہوئی بعدازاں علوم دینیہ کی مکمل تکمیل کے لئے آپ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور تشریف لائے اور تھوڑے ہی عرصے میں فراغت پاکر سند فضیلت حاصل کر کے بلند مقام پر فائز المرام ہوئے۔ جس زمانے میں آپ تعلیم مکمل کر کے فارغ ہوئے وہ تحریک پاکستان کا زمانہ تھا۔ آپ نے فراغت کے بعد اپنے عظیم والد گرامی کے ہمراہ مختلف سیاسی و مذہبی اجتماعات میں خطاب کرنا شروع کر دیا۔ اور ان سیاسی وملی سرگرمیوں کے سلسلہ میں آپ نے جالندھر، نکودر، لاہور، کھیم کرن، امرتسر، بٹالہ، رمداس حتیٰ کے بمبئی تک سفر کئے اور بڑے بڑے جلسوں سے خطاب فرماتے رہے۔ اس سلسلہ میں اکثر اوقات حضرت مولانا غلام محمد ترنم اور صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہم الرحمۃ بھی آپ کے ہمراہ ہوئے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے عظیم والد گرامی سلطان المناظرین فاتح قادیان شیخ العصر، حضرت علامہ خواجہ مولانا محمد نواب الدین چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے تمام سلاسل میں خرقہ خلافت پاکر صاحب ارشاد ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ اپنے زمانے کے جید عالم دین اور باعمل و باکردار شخص تھے، تمام عمر شریعت وطریقت کے اصولوں پر سختی سے کاربند رہے۔ نہایت ہی حلیم الطبع اور کم گو اور حکمت و درگزر سے کام لینے والے تھے۔ مگر خوددار بھی اس قدر کے بڑے سے بڑے آدمی سے کبھی مرعوب نہ ہوئے۔ مریدین کی تربیت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھ بیٹھنے والا بہت جلد ایک عظیم انسان بن جاتا

تھا۔ اخلاق محمدی ﷺ کا عملی نمونہ تھے۔ دوستی کے معاملے میں دھڑے باز اور پختہ ذہن کے مالک تھے۔ آپ ایک جگہ مستقلاً بیٹھ کر کام نہ کر سکے بلکہ طبیعت سیلانی تھی سفر اور دوروں پر زیادہ رہتے۔ مختلف بزرگوں کے مزارات پر حاضری اور بزرگان دین کے عرسوں میں شرکت آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ سادگی اس قدر کے جس کے گھر جاتے اسے کسی قسم کی کوئی خاص زحمت نہ کرنا پڑتی تھی۔

درحقیقت آپ پر آپ کے والد گرامی و شیخ طریقت کا صحیح رنگ غالب تھا۔ اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کی شخصیت ایک نادر روزگار اور نمونہ سلف صالحین تھی۔ کبھی علم اور فقر کا زعم اور خمار ذہن پر سوار نہ ہوا۔ ہر ایک کو اپنے سے بہتر تصور کرتے تھے۔ بالخصوص اپنے ہم عصر علمائے کرام کا خصوصی احترام فرماتے۔ جن میں حضرت علامہ غلام مرتضیٰ میکش حضرت غلام محمد ترنم حضرت علامہ نواب الدین جسڑ والے حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالغنی چشتی صابری علیہم الرحمۃ سے آپ کو خصوصی لگاؤ اور انس تھا۔

خانقاہی نظام کا قیام اور چشت نگر ☆: آپ کے مریدین وعقیدت مندان کا دائرہ لاہور، فیصل آباد، جھنگ، بھائی پھیرو، ملتان، پاکپتن شریف، اور شاہدرہ کے علاوہ ملک کے مختلف حصوں اور بالخصوص ملتان تک پھیلا ہوا ہے۔

آپ کے مریدین کی اسی فیصد تعداد ایسی ہے کہ ذکر وفکر میں ان پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جس سے آپ کے مرتبۂ ولایت کی بلندی کا پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ نے کسی قدر محنت و جانفشانی سے مریدین کی تربیت کر کے انہیں تصوف کی بھٹی میں ڈال کر کندن بنایا اور ان کے سینوں میں عشق و محبت کی شمع کو روشن کیا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ ملتان تشریف لے آئے اور آپ کے بڑے بھائی حضرت حسان العصر عاشق رسول ﷺ خواجہ حافظ محمد مظہر الدین ۱۹۴۸ء میں راولپنڈی تشریف لا کر مستقل سکونت اختیار کر کے راولپنڈی سے جاری ہونے والے ایک قومی اخبار روزنامہ تعمیر سے منسلک ہو گئے۔ اور تادم آخر راولپنڈی میں ہی رہے۔ آپ نے ملتان میں کچھ عرصہ قیام کے بعد اپنی سیلانی طبیعت کے بعد وہاں سے نقل مکانی کی اور بھائی پھیرو تشریف لے آئے۔ طبیعت نہ لگنے اور دیگر وجوہات کی بنا پر دوبارہ ملتان کے قریب خانقاہ قائم کی اور سلسلہ عالیہ کی رشد و ہدایت میں مصروف عمل ہو گئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ایک دن آپ نے اپنے مریدین و عقیدت مندان سے فرمایا کہ سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری نے مجھے یہاں سے خانقاہ اٹھانے کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ اُسی رات کو آپ اُس جگہ سے دو فرلانگ آگے چلے گئے اور ڈیرے ڈال دیئے وہاں خانقاہ قائم کی اور اس جگہ کا نام چشت نگر رکھا۔ یہاں پر ایک وسیع و عریض مسجد اور مہمانوں کے لئے زنانہ و مردانہ کمرے اور لنگر خانہ بنوا کر تبلیغ اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا اور تادم آخر وہیں مستقلاً خانقاہی نظام سے وابستہ رہے اور وہیں پر آپ کا وصال ہو گیا۔

انداز تبلیغ ☆: حضرت مولانا ابو مظہر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ سے ملاقات کی غرض سے راؤنڈ گیا تو نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد آپ مسجد سے باہر نکلے تو ایک نوجوان آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ جامع مسجد کی دیوڑھی میں اس نوجوان سے محو گفتگو ہو گئے۔ اور اس سے پوچھا برخوردار تمہارا نام کیا ہے؟ اس لڑکے نے اپنا نام بتایا آپ نے پوچھا تمہارے والد کیا کرتے ہیں؟ اس نے کہا فوت ہو چکے ہیں۔ والدہ محنت مزدوری کرتی ہیں۔ آپ نے اُس سے پوچھا کیا آپ بھی اُن کا ساتھ دیتے ہیں؟ اُس نے

میں سکول میں پڑھتا ہوں فارغ وقت میں گدھوں پر مٹی لاد کر ضرورت مندوں کو پہنچاتا ہوں۔آپ نے فرمایا والدہ کی خدمت کیا کریں اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔اس کے بعد فرمایا: عبادت (نماز) کا مقصد یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کے سامنے بندہ ہونے کا اظہار کرے۔خود کو ذلیل وخوار سمجھ کر اس کے آگے جھکا دے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کے سارے جسم کو بنا کر سر کو بدن کا سردار بنا دیا ہے اور یہ اس کے سوا کسی کے سامنے نہیں جھکتا۔انسان اپنے بدن کے افضل حصے کو رب کریم کے سامنے خاک پر رکھ کر اپنا بندہ ہونا ظاہر کرتا ہے۔اور اگر ماتھے پر کپڑا ہو اور ماتھا زمین پر نہ لگے تو مقصد بندگی فوت ہو جاتا ہے۔اس لئے ماتھے کو ننگا رکھنا چاہیے۔

اصل میں مسئلہ صرف یہ تھا کہ اس نوجوان کا نماز کے دوران ماتھا ڈھکا ہوا تھا۔صرف اس کو یہ مسئلہ سمجھانے کے لئے آدھ گھنٹے کا وقت صرف کیا۔حق ہے کہ ایسے ہی لوگ تبلیغ کا صحیح حق ادا کرتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: وصال باکمال سے قبل آپ ۵ محرم الحرام کو حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک میں شمولیت کے لئے پاکپتن شریف تشریف لے گئے عرس سے فارغ ہو کر ملتان تشریف لے آئے۔

۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ بمطابق ۳ ستمبر بروز ہفتہ 1988ء کو لوہاری دروازے کی رہائش گاہ پر آپ کا وصال باکمال ہوا۔مورخہ ۲۱ محرم ۶ ستمبر بروز اتوار حضرت شاہ رکن عالم ملتانی کے دربار سے ملحقہ گراؤنڈ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

مزار پُر انوار ملتان میں نوکسی کے قریب چک نمبر ۲۲ چشت نگر میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت میاں محمد سلیمان قلندر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: واصل باللہ، فنافی اللہ، ہمہ صفت قلندرانہ، شہباز حقیقت و معرفت حضرت میاں محمد سلیمان قلندر چشتی صابری بہاولپوری رحمتہ اللہ علیہ قلندرانہ صفات کے حامل ولی کامل ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۹۰۰ء کو موضع نظام پور ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر انڈیا میں جناب حافظ میاں محمد عبداللہ قادری کے گھر ہوئی۔ آپ آرائیں قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں ہی پائی اور دینی و روحانی تربیت اپنے والد گرامی سے مکمل کی۔

آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز ۱۹۲۲ء میں ریاست بہاولپور سے کیا اور فوج میں بھرتی ہو گئے لیکن فوج میں دل نہ لگا۔ جس کی وجہ سے فوج کی ملازمت کو خیر باد کہہ کر ریلوے میں ملازمت کر لی۔ بالآخر ۱۹۶۶ء میں پاکستان ریلوے سے گروپ انسپکٹر کے عہدے سے ریٹائرمنٹ لی اور ۱۹۶۸ء میں اپنے جواں سال فرزند میاں اسد علی احمد کے پاس رہائش اختیار کر لی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت محمد حسین شاہ فرد عالم چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

حضرت محمد حسین شاہ فرد عالم چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا وصال دس جمادی الآخر ۱۳۷۲ھ بمطابق ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء بروز جمعرات کو ہوا۔ مرقد منورہ قبرستان آوابدھو بالمقابل انجینئرنگ یونیورسٹی جی ٹی روڈ لاہور میں ہے۔

یہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت شاہ محمد پیر بخاری صابری علیہ الرحمۃ جن کا وصال اکیس ربیع الاول ۱۳۴۸ بمطابق ۲۸ اگست ۱۹۲۹ء بروز بدھ کو مرقد منورہ قبرستان آوابدھو جی ٹی روڈ لاہور میں ہے۔

یہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت شیخ نظام الدین صابری کے مزار دولت آباد دھولیہ جالندھر یہ مرید و خلیفہ حضرت محمد حسین چشتی صابری پاکپتنی کے یہ مرید ہیں حضرت شاہ محمد حسن رامپوری صابری کے وہ مرید حضرت شاہ محمد امیر صابری کے وہ مرید ہیں حضرت شاہ غلام حسین ابن اخون کے وہ مرید ملا اخون شاہ عبدالکریم کے وہ مرید حضرت شاہ عنایت جیو بہلول پوری چشتی صابری کے وہ مرید ہیں حضرت سید میراں شاہ بھیکھ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تھے۔

سیرت و کردار ☆: آپ کو مسجد سے بے حد لگاؤ تھا۔ نماز ہمیشہ مسجد میں ہی پنجگانہ ادا فرماتے تھے۔ نوے برس کی عمر شریف

میں بھی بڑے چاک چوبند نظر آتے۔ بالخصوص مسجد میں اس چستی سے تشریف لاتے کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے۔ گفتگو میں بڑی نرمی تھی مگر حق بات پر ہمیشہ ڈٹ جاتے تھے۔ دل میں کبھی کسی کے متعلق کدورت نہ رکھتے تھے۔ تمام عمر اپنی درویشی کو مخفی رکھا۔ مسجد میں بھی ایک طرف علیحدہ بیٹھتے تھے۔

مسجد خضریٰ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور کے برآمدے میں بروز جمعہ نماز جمعہ کے بعد تشریف فرما ہوتے تو آپ کے گرد عقیدتمندوں کا ہجوم اور حلقہ بن جاتا۔ کوئی اپنا مسئلہ بیان کرتا کوئی اپنی تکلیف بتاتا۔ عموماً ڈاکٹروں، حکیموں سے مایوس مریض دعا کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دیتے اور دعا کے لئے درخواست کرتے تو آپ اُن سے فرماتے اچھا بھائی تم جاؤ میں خاص وقت میں دعا کروں گا۔ سائل کے چلے جانے کے بعد آپ اپنے خلیفہ مولانا امان اللہ صابری سکنہ خان پور ضلع رحیم یار خان کے مرید جناب محمد صدیق اظہر صابری سے کہتے۔ صدیق بیٹا اس غریب بیمار کے لئے آج رات سلب مرض کی خاطر جو دعائیں بتائی ہوئی ہیں وہ ساری رات بیٹھ کر پڑھنی ہیں اور صبح پانی دم کر کے اس مریض کے گھر بھجوا دینا۔

چنانچہ محمد صدیق صابری تعمیل حکم فرماتے۔ اکثر مریض پانی پی کر شفایاب ہو جاتے تھے۔ ایک مریضہ کو ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ تمہارے گردوں نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ وہ مریضہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ کی دعا سے خدا نے شفا بخشی جو کہ حیات ہے۔

آپ کے ارشادات ☆: آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیشہ رزق حلال اور پاک روزی تلاش کرو اور کھاؤ اور کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ۔ ہاتھ صرف اور صرف رب العزت کے حضور دراز کرو۔ نماز پنجگانہ ادا کرو۔ خدائے قدوس اور رسول پاک ﷺ کے احکامات کی تعمیل اور مکمل پیروی کرو۔ کسی کو اپنے قول و فعل سے نقصان نہ پہنچاؤ۔ آپ اول خویش بعد درویش کے قائل تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرو اور بعد میں دوسروں کی اولاد کو نیک راستہ دکھاؤ۔ آپ نے تمام عمر سنت رسول ﷺ کے مطابق گزاری۔

کشف و کرامات ☆: آپ کے خلیفہ حضرت مولانا شاہ امان اللہ خان دھریجہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے اخبار کے دفتر سے واپس آرہا تھا کہ راستے میں میرے دوست جناب سعید اکبر صاحب مل گئے جو کہ انتہائی مایوس دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے ان سے حال واحوال پوچھا اور پریشانی کی وجہ دریافت کی۔

تو وہ کہنے لگے کہ میں آج بہت بے مزہ ہوا ہوں۔ میں بابا صاحب کے پاس گیا تھا کہ کچھ دیر بیٹھ کر ان سے دعائیں لوں گا۔ لیکن جب وہاں پہنچا اور کچھ ہی دیر بیٹھا تھا کہ آپ نے فرمایا اکبر بھاگو بھاگو۔ اس لئے وہاں سے مایوس ہو کر واپس آرہا ہوں۔ میں نے اسے کہا مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہ ہے۔ اس لئے کہ فقیر کے منہ سے نکلی ہوئی بات بغیر وجہ کے نہیں ہوتی۔ کہنے لگے کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ میں نے کہا کہ کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔ اتنے میں بادل گرجے اور بارش شروع ہو گئی۔ میں نے کہا لو وجہ سامنے آ گئی۔ اتنی سخت بارش ہوئی کہ ہم دونوں گھر پہنچتے پہنچتے اچھے خاصے بھیگ گئے تھے۔ میں نے کہا کہ کچھ سمجھے کہ نہیں؟ اگر آپ وہاں بیٹھے رہتے تو پھر اس شدید بارش میں واپس آنے میں تکلیف ہوتی۔ دیکھا کہ آپ نے کتنی شدید اور تاریخی بارش ہے۔

واقعہ نمبر۲ ☆: یہی مولانا امان اللہ خان فرماتے ہیں کہ میرے بھتیجے منیر احمد کے گھر بیٹا پیدا ہوا تو ساتویں دن نام رکھنے کی رسم

ہوئی جسے چھٹی کہتے ہیں۔اس موقع پر بہت سی خواتین جمع تھیں۔

چنانچہ حسب معمول رسم ادا کی جا رہی تھی کہ ہم مرد الگ بیٹھے ہوئے تھے اور عورتیں الگ۔اس موقع پر چھوٹی سی خیرات بھی کی جاتی ہے۔خواتین میں نام رکھنے پر اختلاف ہو رہا تھا کوئی ایک نام کوئی دوسرا نام تجویز کر رہی تھی۔

رات کو خواب میں حضرت بابا سلیمان قلندر میرے مرشد کامل تشریف لائے اور فرمانے لگے۔خان صاحب میں نے ولایت آج آپ کے گھر میں داخل کر دی ہے۔یہ بچہ میری دعا سے پیدا ہوا ہے اور میں نے اللہ کریم سے پیدائشی ولی مانگ کر آپ کو دیا ہے۔اس لئے اس کا نام میرے نام پر (محمد سلیمان) رکھ دیں۔صبح ہوئی تو میں بھاگا بھاگ اپنے بھتیجے منیر احمد کے پاس گیا اور اس کو تمام واقعہ سنایا۔اس کے بعد اُس بچے کا نام وہی رکھ دیا گیا جو حضرت نے بتایا تھا یعنی (محمد سلیمان)

واقعہ نمبر۳ ☆: حضرت مولانا امان اللہ خان المعروف خان صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست جو کہ ریٹائرڈ زندگی بہت تنگ دستی سے گذار رہے تھے کہ وہ ایک دن میرے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور معاشی حالات ٹھیک نہ ہیں دعا فرمائیں کہ خدا بہتر اسباب پیدا فرمائے تاکہ تنگ دستی دور ہو جائے۔آپ کی مخصوص عادت تھی کسی کی بات سن کر ساتھ والے آدمی سے فرما دیتے تھے کہ یار اس کے لئے دعا کر دینا تاکہ اس کا مسئلہ حل ہو جائے۔حسب معمول آپ نے مجھے فرمایا خان صاحب آپ ان کے لئے دعا فرما دیں اور ساتھ ہی دس روپے اپنی جیب سے نکال کر اس کو دیئے۔یہ ایک نشانی تھی کہ آپ کو روزی مل جائے گی۔

آپ سائل کی موجودگی میں تو کسی کو دعا کے لئے کہہ دیتے تھے۔مگر حقیقتاً معمول یہ تھا کہ بوقت تہجد اپنے پاس آنے والے تمام سائلین اور حاجت مندان کے لئے خود دعا کیا کرتے تھے۔

چنانچہ وہ شخص دعا لے کر چلا گیا۔اور دوسرے دن ہی اُسے کسی پرائیویٹ ادارے میں ملازمت مل گئی۔جس سے اس کی معاشی تنگدستی دور ہوگئی۔

واقعہ نمبر۴ ☆: ایک دن آپ نے اپنے خلیفہ مولانا امان اللہ خان دھریجہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خان صاحب آپ اکثر دوروں پر رہتے ہیں۔لیکن ان دنوں آپ دو تین ماہ کے لئے کسی لمبے سفر پر نہ جانا۔میں نے عرض کیا سرکار کیا کوئی خطرے والی بات ہے۔آپ نے فرمایا نہیں یار بات یہ ہے کہ اب ہماری برزخ کی طرف تیاری ہے۔وقت آنے والا ہے۔آپ ہی مجھے غسل دیں گے اور آپ ہی میری نماز جنازہ پڑھائیں گے اور پھر آپ ہی مجھے لحد میں اتاریں گے۔یہ آپ کے لئے میری وصیت ہے۔لہٰذا احتیاط کرنا وقت بہت قریب ہے۔مولانا فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے لمبے سفر سے گریز شروع کر دیا اور الحمدللہ حسب وصیت مجھے یہ سعادتیں نصیب ہوئیں میں سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر میرے لئے کون سی سعادت ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ولی مجھے یہ شرف عطا کر رہا ہے۔

واقعہ نمبر۵ ☆: ۱۹۸۳ء کی بات ہے کہ آپ مسجد خضریٰ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور میں تشریف فرما تھے۔عقیدت مندان حصول برکت و دعا کے لئے حاضر خدمت تھے۔۱۹۸۳ء میں پاکستان پر ہندوستان کے حملے کا شدید خطرہ تھا۔حاضرین مجلس نے اس خطرے کے

پیش نظر آپ سے دعا کے لئے درخواست کی کہ یہ خطرہ ٹل جائے۔ اس لئے کہ اس وقت کی ہندوستان کی وزیراعظم اندرا گاندھی ہر صورت پاکستان پر جنگ تسلط کرنے پر تلی ہوئی تھیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر قضا وقدر نے یہی لکھا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

جواباً عرض کیا گیا حضرت آپ دعا تو کر سکتے ہیں کہ اس فتنہ پرور عورت سے اللہ کریم نجات عطا فرما دے جو جنگ کی اصل محرک ہے۔ اس بات پر آپ خاموش ہو کر مراقبے میں چلے گئے اور تقریباً بیس منٹ کے بعد آنکھیں کھولیں تو آنکھیں بالکل سرخ تھیں اور ان سے جلال نمایاں تھا۔

آپ نے عالم جلال میں ہاتھ کے اشارے سے ارشاد فرمایا۔ ''مر جائے گی وہ'' اس واقعہ کے چند ہی دنوں کے بعد اندرا گاندھی اپنے ہی محافظوں کے ہاتھوں قتل ہوگئی۔ اس طرح جیسا کہ آپ نے فرمایا وہ پورا ہوگیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۳۰ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ بمطابق ۵ جون ۱۹۸۹ء شب دوشنبہ ڈیڑھ بجے رات بعمر ۸۹ برس ہوا۔ مزار پُر انوار فاروق مسجد ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور کے قبرستان میں مسجد کی دیوار کے ساتھ مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے صاحبزادے اسد علی احمد صابری کی زیرنگرانی ہر سال آپ کا عرس مبارک نہایت عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے، جس میں مقتدر شخصیات شرکت کر کے آپ کے حضور نذرانہ عقیدت ومحبت پیش کرتی ہیں۔

آپ کے دوسرے صاحبزادے جناب صاحبزادہ طارق علی احمد صابری سے فقیر راقم الحروف کا بذریعہ ڈاک رابطہ ہے، انہوں نے ہی آپ کی سوانح حیات پر مشتمل کتابچہ راقم الحروف کو بھجوایا تھا۔

مردِ قلندر جناب بابا محمد سلیمان چشتی صابری

۱۹۸۹ء

سلیمان عالی قلندر بروقت — بود بے گماں قدوۃ العارفین
حسن ہست تاریخ چوں از خرد — ندا از فلک داد روح الامین
ز حکم خداوند رفت از جہاں — سلیماں قلندر بہ عرش بریں

۱۴۰۹

اٹھے دہر سے آج بابا قلندر — تربت پہ ان کی ہوں رحمت کے سائے
ندا مجھ کو ہاتف نے دی یہ حسن — کہ ''باغ جناں میں سلیمان آئے''

۱۴۰۹

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت صوفی عبدالرشید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، پیکر عشق و وفا، مجسمہ کمالات و فیوض و برکات حضرت صوفی عبدالرشید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب کرم واحسان ہیں۔

آپ نے تمام عمر یادِ خدا اور ذکر وفکر، عبادت و ریاضت میں گزاری۔ پابندی شریعت وطریقت خواجگان چشت آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ حضرت عارف باللہ صوفی باصفا عاشق صابر حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی کی زیر سرپرستی تمام مجاہدات وسلوک کی منازل طے کیں۔ اپنے مرشد کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔ تمام زندگی مرشد کے آستانے سے وابستہ رہے اور عرس وغیرہ کے موقع پر انتظام و انصرام اور مہمانوں کو راحت وسکون پہنچانے کے لئے خصوصی توجہ دیتے اور معاملات پر کڑی نظر رکھتے تھے۔

آپ ہی کی ذات واحد ذات ہے جن کی خدمات اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں آپ کی دلچسپی اور آپ کی عبادت وریاضت اور شب بیداری کو دیکھ کر مرشد کامل عارف باللہ حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آستانہ عالیہ صابریہ کالے کی منڈی کی طرف سے آپ کو سب سے پہلے دستار خلافت عنایت کر کے سرفراز وممتاز فرمایا کہ صاحب ارشاد ومجاز فرمایا۔

خرقہ خلافت ملنے کے بعد آپ نے بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں خانقاہ قائم کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج واشاعت اور مخلوق خدا کی رشد وہدایت میں مشغول ہوگئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض باطنی پایا۔ اور لاتعداد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ جبکہ آپ کے خلفاء میں پیر طریقت جناب صوفی محمد طفیل صابری آپ کے بعد سلسلہ عالیہ کو فروغ دینے میں مصروف ہیں۔ اور ہر سال آپ کا عرس انتہائی شان وشوکت سے بھیرہ شریف میں مناتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ بمطابق ۲۱ جنوری ۱۹۸۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب کو نور عرفان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت صوفی محمد نواب الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا کے پیکر صدق وصفا، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت صوفی محمد نواب الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ قدوۃ السالکین ہیں۔ آپ موضع جسڑ نارووال میں ۱۳۰۵ھ بمطابق ۱۸۸۸ء کو پیدا ہوئے۔

شروع زمانے میں چمڑے کا کاروبار کرتے تھے، شروع ہی سے اولیاء اللہ سے پیار کرتے تھے۔ ۱۹۱۷ء میں سراج الاولیاء حضرت خواجہ صوفی محمد سراج الحق چشتی صابری ثمہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور حضرت گورداسپوری کے صاحبزادے حضرت شاہ محمد ظہور الحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے خرقہ پاکر سرفراز ہوئے۔

مختلف مجازیب کی خدمت میں حاضری ☆: آپ کو مجذوب فقراء کی خدمت میں حاضری دینے اور انکی خدمت کرنے کا بہت شوق تھا۔ اس سلسلہ میں آپ خود فرماتے ہیں کہ دھرم کوٹ کے صوفی فضل احمد نے فرمایا کہ جموں میں جیون شاہ نامی ایک مجذوب ہیں۔ میں ان کی زیارت کے لئے چل نکلا۔ کچھ راستہ گاڑی میں اور کچھ پیدل طے کرکے بارہ بجے شب کے قریب میں جموں پہنچا۔ وہاں ایک ہندو سے آپ کا پتہ چلا۔ اس نے کہا کہ اسوقت ان کا ملنا مشکل ہے علی الصبح ان کے پاس لے چلوں گا۔ رات بھر بے چینی اور ملاقات کی تمنا میں نیند بھی نہیں آئی سردی کا موسم تھا۔ راتیں بھی لمبی نماز سے قبل ہی وہ ہندو مجھے حضرت بابا جیون شاہ مجذوب کے پاس لے گیا۔ لیکن انہوں نے مجھے دیکھتے ہی فوراً دور سے ہی فرمایا کہ پٹھان کوٹ چلے جاؤ۔ وہاں مائی اکرو کے پاس تمھارا فیضان ہے۔ میں الٹے پاؤں بھوکا پیاسا رات کے وقت ان کے پاس پہنچا۔ وہاں کے ہائی سکول کے چپڑاسی میرے پیر بھائی تھے میں انکے پاس ٹھہر گیا۔ انہوں نے بحیثیت پیر بھائی میری خدمت خاطر کی۔ جب صبح ہوئی تو مائی صاحب مجذوب کے پاس حاضری ہوئی تو فرمانے لگیں تم جموں میں میاں جیون شاہ کے پاس کیوں گئے تھے۔ جبکہ وہاں تمہارا حصہ نہیں تھا۔ اس کے بعد بہت سی مہربانیاں فرماکر الوداع کیا۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے بہت سے مجازیب سے استفادہ کیا۔ آپ پر ہمہ وقت سکر کی حالت طاری رہتی تھی۔

شادی واولاد ☆: آپ کی شادی ہوئی تو خداوندکریم نے آپکو ایک بیٹا دیا جو حافظ قرآن ہے۔ مگر شومئ قسمت کے آپکی اہلیہ محترمہ بیٹے کی ولادت کے تھوڑے عرصے بعد ہی اللہ کو نوجوانی کی عمر میں پیاری ہوگئیں۔

دو میں سے ایک کام کرلو ☆: جن دنوں آپکی اہلیہ محترمہ کا وصال ہوا۔ انہیں دنوں حضرت پیر طریقت مولانا شاہ عبدالغنی چشتی صابری علیہ الرحمۃ موضع جسڑ میں تشریف لائے۔ تو آپ سے فرمایا صوفی نواب الدین دو کاموں میں سے ایک کام کرلو۔ اول یہ کہ تم نوجوان ہو اور دولت بھی تمہارے پاس ہے اسلئے تم شادی کرلو۔ اگر میرا یہ مشورہ پسند نہیں تو پھر ذکر کی محفل سجایا کرو اور ذکر کی محفل میں آنے والوں کو لنگر کھلایا کرو۔ آپ نے اپنے پیر بھائی حضرت مولانا شاہ عبدالغنی چشتی صابری ثمہ دوسوہوی علیہ الرحمۃ کے اس مشورہ کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اس وقت تمام پیر بھائیوں کے پاس دعوت بھجوادی۔ علمائے کرام، نعت خواں حضرات کو مدعو کیا۔ اور عرس

مبارک کی تقریب منعقد کی۔اور فرماتے ہیں کہ میرے پیر بھائی نے بہت اچھا مشورہ دیکر مجھے سید راستے لگا دیا۔ پیر طریقت حضرت مولانا ابومظہر علی چشتی صابری دام فیوضکم الجاریہ سے اکثر فرماتے تھے مولوی صاحب یہ سب فیضان تمہارے شیخ کا ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ انتہائی شفیق و مہربان طبعیت کے مالک تھے ہر ایک پر شفقت فرماتے تھے۔شریعت وطریقت کی پاسداری آپ کی طبعیت کا خاصہ رہی۔اپنے شیخ کامل کی اتباع کے پابند تھے۔نسبت کا حال یہ تھا کہ شجرہ شریف میں اپنے نام کے بعد اپنے مرشد کے صاحبزادے کہ جن سے آپ کو خلافت ملی تھی۔ان کا نام لیتے اس کے بعد حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق صابری ثمہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ کا نام نامی پڑھتے تھے۔اور یہی اصل طریقہ ہے نسبت حاصل کرنے اور صحیح نسبت رکھنے کی بنا پر ہی کمال عروج اور فیضان ملتا ہے۔

کیفیت وجد☆: عالم ربانی، مرشد لاثانی حضرت علامہ خواجہ غلام ربانی چشتی صابری ثمہ ملتانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ گورداسپور شریف میں عرس کی تقریب کے موقع پر ذکر حدادی ہو رہا تھا۔آپ قریب ہی ایک بڑے کڑاہے میں لنگر کی روٹیوں کے لئے آٹا گوندھ رہے تھے۔جس کی وجہ سے تمام ہاتھ بازؤں تک آٹے سے بھرے ہوئے تھے۔

انہی دنوں مرزا کے ہاں قادیان میں جلسہ ہو رہا تھا۔اور قادیان کے راستے گورداسپور کے مقام پر حضرت خواجہ گورداسپوری نے یہ عرس مبارک کی محفل اس بنا پر ان دنوں میں رکھی تھی کہ کوئی مسلمان مرزا کے اس پروگرام میں نہ جانے پائے۔اور لوگ عرس مبارک کی تقریب میں شامل ہو کر تصوف اور اسلام کی چاشنی سے مستفیض ہوسکیں۔عرس کے موقع پر دوران خدادی ذکر آپ قبلہ پر آٹا گوندھتے ہوئے وجد طاری ہو گیا۔آنکھوں سے اشکوں کے دریا بہہ نکلے۔آپ آنکھوں سے نکلنے والے آنسو آٹے سے بھرے ہوئے ہاتھوں سے پونچھ رہے تھے کہ آٹا آپ کی ریش مبارک پر لگتا جارہا تھا جسکی سفیدی کی وجہ سے عجیب سی شکل بن گئی۔مگر ان دیوانوں کو اس چیز کی پرواہ تو نہیں ہوتی۔وہاں مرزا کی جماعت سے تعلق رکھنے والے کالجوں کے چند لڑکے بھی تماشہ دیکھنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے۔وہ نوجوان آپکے اس حلیئے کو دیکھ کر قہقہے مار رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ''او چھوکرو سانوں اپنی بنی پئی ہے اے تُسیں مذاق اڑاندے او'' بس اتنا کہنا تھا کہ تمام نوجوانوں پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔نوجوان نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے کئی ذکر کے حلقے میں کود کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اور کئی نوجوانوں نے دریا میں چھلانگیں لگا دیں۔حضرت خواجہ گورداسپوری کے مریدین نے ان کو دریاء سے نکالا۔ ان میں سے ایک دو کی لاشیں پانی میں بہہ جانے کے سبب نہیں ملیں۔اس کے بعد حضرت خواجہ گورداسپوری نے ان سب نوجوانوں پر نظر کرم فرمائی تو وہ سب کے سب دست بیعت ہو کر حلقہ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں داخل ہوگئے۔اور مرزائیت سے توبہ کر لی۔

وصال باکمال☆: آپکا وصال باکمال ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲۳ جون ۱۹۸۸ء بروز منگل کو ہوا۔دوسرے دن صبح ۶ بجے آپکی تدفین ہوئی۔مزار پر انوار محلہ مقبول پورہ برلب نہر فتح گڑھ ٹاؤن لاہور میں گنبد کی شکل میں موجود اور مرجع خاص و عام ہے۔مزار شریف کے ساتھ خانقاہ ہے۔آپ کا سلسلہ جاری ہے۔خلفاء میں سے حضرت صوفی عبدالرشید صابری صاحب حال بزرگ ہوئے ہیں۔جو کہ المدینہ کالونی نزد ریلوے سٹیشن لاہور میں مقیم رہے۔سلسلہ کی بہتر انداز میں خدمت کرتے ہوئے ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۸۸ء کو انکا بھی وصال باکمال ہو گیا۔

حضرت سید عبداللہ شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: نمونہ سلف صالحین، شیخ یگانہ، مرشد زمانہ حضرت پیر سید عبداللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ضلع گجرات کاٹھیاوار (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت سید محمد نوابؒ تھا۔ آپ سلسلہ صابریہ میں حاجی سید تسلیم احمد صابریؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور خلافت عطا ہوئی۔ جو کہ سجادہ نشین دربار حضرت علاؤالدین علی احمد صابرؒ کے تھے اور پھر یہ سجادہ نشینی اپنے خلیفہ سید عبداللہ شاہ صاحب کو منتقل ہوگئی۔ سید عبداللہ شاہ صاحبؒ کو چار سلاسل کی خلافت بھی حاصل تھی مگر اکثر سلسلہ صابریہ میں ہی بیعت کرتے۔

آپ کا شجرہ طریقت درج ذیل ہے۔

۱۔ حضرت محمد عبداللہ شاہ چشتی صابریؒ ۲۔ حضرت حاجی تسلیم احمد صابریؒ ۳۔ حضرت معبود بخش صابریؒ ۴۔ حضرت فصیح الدین صابریؒ ۵۔ حضرت امام الدین صابریؒ ۶۔ حضرت امیر الدین صابریؒ ۷۔ حضرت غلام علی صابریؒ ۸۔ حضرت خواجہ حیات محمد صابریؒ ۹۔ حضرت خواجہ جمال الدین صابریؒ ۱۰۔ حضرت سید محمد اعظم صابریؒ ۱۱۔ حضرت محمد غریب اللہ صابریؒ ۱۲۔ حضرت شیخ محمد حق صابریؒ ۱۳۔ حضرت محمد صادق صابریؒ ۱۴۔ حضرت ابوسعید صابریؒ ۱۵۔ حضرت نظام الدین صابریؒ ۱۶۔ حضرت جلال الدین صابریؒ ۱۷۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ

آپ کے خلفاء کی تعداد تقریباً ۴۲ ہے۔ جن میں چند یہ ہیں۔ صوفی فضل کریم صابری گوجرانوالہ، صوفی شبیر احمد صابری (خراد والے) لاہور، حافظ صفدر علی صابریؒ محمد عادل چشتی صابریؒ، صوفی شبیر احمد خان صابریؒ۔

انڈیا سے ہجرت کے بعد اختر کالونی اور پھر ڈیفنس (کراچی) میں مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ کی عمر مبارک تقریباً ۱۵۰ سال سے زائد تھی۔

وصال باکمال ☆: ۱۹۸۹ء میں آپ کا وصال کراچی میں ہوا۔ اور مزار اقدس 3-1/2 کورنگی نزد بانسوں والی سڑک میں واقع ہے۔ ہر سال ۲۰ ذوالحجہ کو آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔

حضرت مولانا حافظ قاری ممتاز احمد چشتی صابری رحمانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت الحاج حافظ قاری ممتاز احمد بن محمد احمد بن سراج الدین بن صلاح الدین محلہ پہاڑ گنج دہلی (بھارت) میں ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ بمطابق ۲۵ فروری ۱۹۲۹ء بوقت فجر بروز پیر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد عرب شریف سے نقل مکانی کر کے ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں سکونت اختیار کی۔ آپ کا ددھیال قریشی اور ننھیال صدیقی ہے۔

تعلیم و تربیت ☆: حکیم حافظ افتخار احمد نقشبندی سے ۹ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ مسجد فتح پوری دہلی کے مدرسہ میں قاری حامد حسین دہلوی سے قرأت و تجوید کی تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی عربی فارسی اور چند درس نظامی کی کتب حضرت مولانا قاضی زین العابدین دہلوی سے پڑھیں۔

پاکستان آمد ☆: جب دہلی شہر میں ہنگامے پھوٹ پڑے اور ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا تو فوج نے ان کو روکنے کے بجائے مسلمانوں پر گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ آپ کے والد ماجد ہندو مسلم فسادات میں شہید ہو گئے لہٰذا آپ اپنے خاندان دادا جان، ماں، تین بھائی ایک بہن کے ہمراہ اپنے استاد محترم حضرت قاضی زین العابدین کی قیادت میں پاکستان تشریف لائے، پہلے لاہور قیام کیا گزر اوقات کے لئے مختلف کام کئے۔ ۱۹۴۸ء کو اپنے اہل خانہ کو لے کر کراچی تشریف لے آئے اور اپنے ماموں کے پاس زرگری کا کام صرافہ بازار کھارادر میں کرنے لگے۔

شادی و اولاد ☆: ۱۶ مئی ۱۹۴۹ء کو آپ کی شادی جناب ذکر الرحمٰن کی بیٹی محترمہ حیات النفیس سے ہوئی۔ شادی کے وقت آپ کی عمر انیس (۱۹) سال تھی اور آپ کی رہائش رنچھوڑ لائن میں الفاروق ہوٹل کے قریب ڈاکخانہ والی گلی میں تھی۔ آپ کا نکاح صابری مسجد رنچھور لائن میں آپ کے استاد محترم حضرت قاضی زین العابدین نے پڑھایا اور حضرت پیر محمد فاروق رحمانی علیہ الرحمۃ لڑکی کی طرف سے وکیل تھے اور وہ آپ کی اہلیہ کے پھوپھا بھی تھے۔

ایک بیٹا حافظ محمود اقبال اور ایک بیٹی آصف زرین تولد ہوئی۔ صاحبزادہ جوانی میں ایک حادثہ میں شدید زخمی ہو کر فوت ہو گئے، اسی لئے آپ کے وصال کے بعد آپ کے نواسہ قاری محمد فرحان ممتاز رحمانی سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: حضرت بابا ولایت علی چشتی فریدی رحمتہ اللہ علیہ (آستانہ عالیہ مندرا سٹاپ ملیر سٹی) کی خدمت میں ایک عرصہ تک رہے ان کے وصال کے بعد حضرت حافظ غلام رسول قادری (سولجر بازار) سے صحبت اختیار کی اور شیخ طریقت حضرت محمد فاروق رحمانی (آستانہ فاروقیہ جہانگیر روڈ) سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ رحمانیہ میں بیعت ہوئے اور بعد میں ۱۹۶۲ء کو خلافت سے

نوازے گئے۔ جو کہ آپ کی اہلیہ کے پھوپھا بھی تھے اور حضرت پیر فاروق صاحب، سلسلہ رحمانیہ کے بانی حضرت انعام الرحمٰن قدوسی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیاب تھے۔

امامت وخطابت ☆: گکری گراؤنڈ (لی مارکیٹ) میں دو سال تراویح میں محراب سنائی اس کے بعد بابا ولایت علی کے آستانہ کے پاس محراب سناتے رہے۔ شروع میں حضرت فاروق رحمانی کی رہائش صابری مسجد رنچھوڑ لائن کے قریب تھی لہٰذا وہاں میں بھی محراب سنائی۔ اس کے بعد حضرت نے رحمانی جہانگیر روڈ پر آستانہ قائم کیا تو وہاں بھی آپ تراویح میں قرآن پاک پارک سناتے رہے۔ بابا ولایت علی شاہ کے وصال کے بعد آپ نے بابا صاحب کے آستانہ کے قریب اہل خانہ کے ہمراہ قیام کیا اور گھر میں مدرسہ انوار القرآن قائم کیا، قرآن پاک حفظ وناظرہ کا سلسلہ جاری رکھا۔

مدینہ مسجد میں آمد ☆: ۱۹۵۹ء سے قبل مدینہ مسجد بی ایریا ملیر میں صوفی احمد حسین امامت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ کو امام وخطیب مقرر کیا گیا۔ آپ مندرا اسٹاپ ملیر سٹی سے ملیر بی ایریا مدینہ مسجد سائیکل پر آتے جاتے تھے۔

مدینہ مسجد کو آپ نے مرکزی حیثیت عطا کی، صبح کو حفظ وناظرہ کا مدرسہ ''مکتب رحمانی'' خود پڑھاتے، ظہر تا شام تک سائلین کو دم درود وتعویذ دیتے تھے اور رات میں حلقہ ذکر مراقبہ محفل نعت وغیرہ برپا کرتے، آپ کے سارے کام فی سبیل اللہ ہوتے تھے اور شب وروز مسجد شریف میں دین اسلام اور دکھی انسانیت کی خدمت میں بسر ہوتے۔

مسجد کے متصل مدرسہ، لائبریری اور اس کے علاوہ اسکاؤٹ گروپ وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔ جمعہ کے روز خود وعظ کیا کرتے تھے۔ وسیع حلقہ آپ سے ارادت وعقیدت رکھتا ہے۔ آپ کے مدرسہ کی شاخیں ملیر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ''اشاعت قرآن'' کی خوب خدمت سرانجام دیں۔ آپ قرآن پاک کی جب قرأت کرتے تو اجتماع پر سکوت طاری ہو جاتا۔ سوز وگداز سے بھری ہوئی آواز سے مسلمانوں کے قلوب ڈھل جاتے تھے۔

سفر حرمین شریفین ☆: ۱۹۵۲ء کو حضرت بابا ولایت علی آپ کو اپنے ساتھ لے کر حج کیلئے حجاز مقدس روانہ ہوئے۔ یہ آپ کا پہلا حج تھا اس کے بعد ۱۹۸۶ء کو دوسری بار حرمین کا سفر اختیار کیا۔ ۱۹۸۷ء کو تیسری بار ۱۹۹۰ء کو چوتھی بار مدینہ طیبہ میں روضہ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر حاضری دی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۷ ذوالقعدہ ۱۴۱۰ھ بمطابق ۱۱ جون ۱۹۹۰ء بروز پیر، بوقت عشاء ۶۲ سال کی عمر میں ہوا۔ دوسرے روز بعد نماز ظہر مفتی قادر کشمیری صابری (امام وخطیب مدینہ مسجد ماڈل کالونی) کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ کا مزار پُرانوار مدینہ مسجد کے متصل بنا جہاں مریدین نے عالیشان گنبد تعمیر کروایا ہے۔ آپ کا سالانہ عرس ۱۵، ۱۶، ۱۷ ذوالعقدہ کو نہایت عقیدت سے منایا جاتا ہے۔

بشکریہ، تذکرہ انوار علمائے اہلسنت، سندھ

حضرت مولانا حافظ سید حسین احمد کاظمی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ لطف رسول مدنی، فخر السادات، معدن گنجینہ، علوم لدنی، مرآۃ جمال بے مثال حضرت مولانا حافظ سید حسین احمد شاہ کاظمی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ وحدت حقیقی اور غیرت الٰہی کے عظیم مظہر تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت 18 اکتوبر 1922ء بمطابق ۱۳۴۱ھ کو معروف عالم دین اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے روح رواں حضرت مولانا حاجی حافظ سید جمیل احمد کاظمی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر امروہہ یوپی انڈیا میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے اپنے والد کے ہاں تعلیم کا آغاز کیا اور سات سال کی عمر میں انہی کے پاس قرآن مجید حفظ کیا۔ مولانا قاری محمد مصلح الدین صدیقی سے علم قرات و تجوید کی تعلیم حاصل کی۔ مولوی عالم فاضل کے امتحانات کراچی بورڈ سے پاس کیے۔

بیعت ☆: آپ اپنے چچا جان غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی چشتی صابری ملتانی رحمتہ اللہ علیہ سے دست بیعت ہوئے۔

شادی و اولاد ☆: آپ نے شادی کی۔ سات بیٹے اور دو بیٹیاں تولد ہوئیں۔

(۱) سید عبدالرحمٰن کاظمی مرحوم۔ (۲) سید حمزہ احمد کاظمی۔ (۳) سید محمد حسین کاظمی مرحوم۔ (۴) سید شرف احمد کاظمی۔ (۵) سید ظفر احمد کاظمی۔ (۶) حافظ سید فضل احمد کاظمی۔ (۷) سید نثار احمد کاظمی۔ (۸) سیدہ آمنہ خاتون۔ (۹) سیدہ آصفہ خاتون۔

امامت و خطابت ☆: کراچی کی متعدد مساجد میں آپ نے امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے۔ امامت کے ساتھ محلے کے بچوں کو حفظ و ناظرہ قرآن مجید بھی پڑھاتے اور نکاح خوانی کے بھی فرائض انجام دیتے رہے۔ جامع مسجد مدینہ لیاقت آباد نمبر ۲ میں پچیس سال امام و خطیب کی حیثیت سے منسلک رہے۔ مسلم پاپولر اسکول ناظم آباد اور کیانی میمن اسکول میں بھی تقریباً پچیس سال ٹیچر رہے۔

تلامذہ ☆: آپ کے شاگردوں کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حافظ سید فضل احمد کاظمی۔ آستانہ سلطانیہ ناظم آباد نمبر ۲۔ (۲) حافظ سلیم احمد خاں۔ (۳) حافظ نثار احمد۔

عادات و خصائل ☆: آپ اپنے والد کی طرح نہایت ہی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کا زیادہ تر وقت عبادت اور

قرآن وحدیث کے مطالعے میں بسر ہوتا تھا۔آپ کے مطالعے کا طریقہ یہ تھا کہ آپ سخت دھوپ میں بیٹھ کر مطالعہ کرتے تھے۔آپ کے دل میں اللہ ورسول کا عشق اس قدر تھا کہ آپ جس وقت کلام پاک کی تلاوت کرتے تو اس کے اوراق آپ کے آنسوؤں سے تر ہو جاتے تھے۔جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آپ کے لبوں پر آتا تو آپ کے ہونٹ کانپنے لگتے تھے۔آپ جس وقت کوئی آیت قرآنی یا حدیث نبوی بیان کرتے تو ایسا لگتا تھا کہ جیسے آپ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کر رہے ہوں۔قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد آپ نے سب سے پہلے گیارہ سال کی عمر میں توڑی (انڈیا) میں ایک ہی رات میں ختم قرآن کیا اور آپ اکثر ایک رات میں قرآن پاک سنایا کرتے تھے۔آپ نے ہمیشہ اپنے شاگردوں کو سادگی سچائی اور نیک اعمال کرنے کی تلقین کی۔

آپ سفید رنگ کا عمامہ اور سفید رنگ کا ہی لباس پسند کرتے تھے۔ ہر وقت باوضو رہتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال یکم ذوالقعدہ ۱۴۱۱ھ بمطابق ۱۹۹۱ء بروز جمعرات بوقت رات ساڑھے تین بجے ۶۹ سال کی عمر میں اپنے گھر پر ہی ہوا۔آپ کے چھوٹے بھائی سید متین احمد کاظمی نے نماز جنازہ کے فرائض انجام دیئے۔خاموش کالونی قبرستان (لیاقت آباد) میں آپ کی مرقد منورہ مرجع خاص وعام ہے۔۔

بشکریہ، تذکرہ انوار علمائے اہلسنت سندھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر صوفی فرزند علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیکر تسلیم ورضا، مجسمہ مہر وفا، آشنائے رموز اسرار حقیقت ومعرفت، شمع قصر ہدایت مست الست جمال احدیت وصمدیت، آثار ولایتش ظاہر بر خاص وعام بے دلیل، سلطان ارباب مشاہدہ پیر طریقت حضرت صوفی فرزند علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بحر گنج اسرار طریقت وشریعت ہیں۔

آپ موضع بیبال ضلع انبالہ انڈیا کے ایک متوسط قریشی خاندان کے معزز فرد جناب رحمت علی قریشی کے گھر پیدا ہوئے۔ گھر کا ماحول چونکہ شروع ہی سے مذہبی تھا۔ اس لئے آپ کے والدین نے آپ کو سب سے پہلی تعلیم اپنے علاقہ کی مرکزی جامع مسجد بیبال میں معروف صوفی بزرگ حضور فیض الملت حافظ فیض محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پاس دلوائی جہاں آپ نے بہت جلد اپنی محنت شاقہ اور استاد محترم کی خصوصی توجہ سے جلد ہی قرآن کریم مکمل کر لیا۔

آپ کے ماموں چونکہ بے اولاد اور بہت بڑے ٹھیکیدار تھے۔ انہوں نے آپ کے والدین کی تمام اولاد یعنی آپ کے چاروں بہن بھائیوں کو گود لے لیا۔ قیام پاکستان سے قبل ہی جہلم آ کر انہوں نے ٹھیکیداری ہی کے شعبے کو اپنا لیا تھا۔

آپ نے دنیاوی تعلیم جہلم میں ہی حاصل کی۔ اور تعلیم سے فراغت پا کر اپنے ماموں کے ساتھ مل کر کاروبار میں ہاتھ بٹانا چاہا مگر آپ کے ماموں نے آپ کو محکمہ پولیس میں بھرتی کروا دیا۔ پولیس کے محکمہ میں بھرتی تو ہو گئے مگر چونکہ یہ محکمہ آپ کی طبیعت اور مزاج کے موافق نہ تھا اس لئے جلد ہی نوکری کو خیر باد کہہ دیا۔ جس وقت آپ کی بڑی ہمشیرہ کی شادی یوپی انڈیا کے ایک معزز خاندان میں طے ہوئی تو آپ پھر دوبارہ انڈیا ضلع انبالہ تشریف لے گئے اور پھر نئے سرے سے اپنے پرانے گھروں کو آباد کیا۔ اور دوبارہ سے اپنا کاروباری نظام زندگی سنبھالا۔ اسی دوران دونوں بہنوں کی شادیوں کی ذمہ داری سے بھی سبکدوش ہوئے اور بڑے ہی اچھے انداز میں خوشحالی کے ساتھ گزر بسر کرتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد ہجرت اور کوٹ ادو میں قیام ☆: جب قیام پاکستان کا اعلان ہوا تو آپ اپنے والدین اور چھوٹے بھائی جناب صوفی نور محمد صابری اور دیگر اہل خانہ کے ہمراہ موضع بیبال ضلع انبالہ سے ہجرت کر کے کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کے علاقے پاکستان تشریف لے آئے۔ اور کوٹ ادو کے مہاجرین کے کیمپ میں قیام پذیر ہوئے۔ چونکہ آپ ۱۹۳۶ء کے زمانے میں اپنے ماموں کے ساتھ جہلم میں قیام فرما چکے تھے۔ اس لئے وہاں کے لوگوں کے دلوں میں آپ کی عظمت آشکار تھی۔ جہلم کے ایک معزز

کاروباری شخص شیخ کمال الدین کو جب آپ کے گھرانے کی ہجرت اور کوٹ ادو میں قیام کا علم ہوا تو وہ جہلم سے خود چل کر کوٹ ادو گئے اور آپ کو دوبارہ جہلم شہر باغ محلہ میں لے آئے۔

جہلم آ کر آپ ایک ٹرانسپورٹ کمپنی کے دفتر میں ملازم ہو گئے۔آپ کی دیانت و امانت اور صاف ستھری گفتگو سے کمپنی کے مالک مرزا مظہر الحق پر بہت اچھے تاثرات مرتب ہوئے وہ دل و جان سے آپ کا احترام اور آپ کی ذات پر ہر معاملے میں مکمل اعتماد کرتے تھے۔

بلدیاتی انتخاب اور سیاسی زندگی ☆: چونکہ آپ کی نیک نامی اور ذاتی صلاحیت پورے جہلم شہر میں مسلم تھی اور آپ ہمہ صفت موصوف تھے۔بلدیاتی انتخاب کا عمل شروع ہوا تو تمام برادری اور اہل محلہ اور معززین نے اس اہم کام اور علاقہ کے مسائل کے حل کیلئے آپ کو بلدیاتی انتخاب میں امیدوار نامزد کیا اور آپ نے بہت اچھی کامیابی حاصل کی۔اسی طرح آپ تین مرتبہ یکے بعد دیگرے بلدیاتی انتخابات میں کامیابی حاصل کرتے رہے۔

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم کے الیکشن کے موقع پر آپ کی ذات پر اس وقت بہت بڑا امتحان آیا کہ جب ایک شخص ایوب خان کی حمایت کے لئے آپ کے پاس ساری رات مختلف حیلوں بہانوں اور سیاسی داؤ پیچوں حتیٰ کے آخری حربے کے طور پر ایک بہت بڑی رقم کی آپ کو پیشکش کر کے آپ کے ضمیر کو خریدنے کی کوشش کرتا رہا۔

اس عمل میں آپ کے قریبی عزیز رشتہ دار، اور آپ کے شہر کے معززین بھی شریک تھے۔جس کی بنا پر اہل محلہ اور آپ کے مخلص ووٹرز پریشان تھے۔کہ آج فقیر کی قلعی کھل جائے گی۔ یہاں تک کے طرح طرح کی رشتہ داریاں آپ کے راستے کی رکاوٹ بن چکی تھیں۔مگر آپ نے حق کا ساتھ نہ چھوڑا۔فاطمہ جناح کے نام پر ووٹ عوام سے لے کر کامیابی حاصل کی تھی اور اپنا ووٹ اُسی طرح ایوب خان کی بجائے فاطمہ جناح کے حق میں استعمال کیا۔اور کھلم کھلا اعلان کر کے دنیا والوں کو بتایا کہ حق والوں کا ساتھ اس طرح دیا جاتا ہے۔

اہل خانہ و اولاد و امجاد ☆: آپ کی دو بہنیں اور آپ دو بھائی تھے۔آپ کے چھوٹے بھائی کا نام نامی اسم گرامی صوفی نور محمد چشتی صابری تھا۔جو حضرت پیر صوفی فقیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ چاہ بوہڑ والا ملتان چھاؤنی کے مرید تھے۔

نوٹ ☆: پیر طریقت صوفی فقیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ کے پیر بھائی تھے۔اس لئے کہ وہ بھی حضرت شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری گنگوہی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ پیر طریقت صوفی محمد صدیق سائر صابری دربار شریف واقع منڈی کالیکی ضلع حافظ آباد کے مرید و خلیفہ تھے۔

حضرت صوفی فرزند علی صابری جب کبھی عرس یا میلاد شریف کی محافل میں تشریف لے جاتے تو اپنے بھائی صوفی نور محمد چشتی صابری کے صاحبزادے جناب محمد احسان صابری کو ہمراہ لے کر جاتے۔جناب محمد احسان صابری ہمہ صفت موصوف اور شبیہ حضرت صوفی فرزند علی صابری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ نہایت ہی وضع دار، با اخلاق و بامروت شخصیت کے مالک اور ہمشکل صوفی صاحب ہونے کی وجہ سے ہمہ صفت موصوف اور پیکر اخلاص و محبت ہیں۔کسی بھی محفل میں اگر فقیر راقم الحروف پر نظر پڑ جائے تو دوڑے ہوئے آتے ہیں اور

اپنے ساتھیوں میں پوری عقیدت ومحبت سے تعارف کراتے ہیں کہ یہ ہمارے والدین کے استاد محترم کے صاحبزادے ہیں۔ صوفی محمد احسان صابری صاحب کافی عرصہ سعودی عرب میں گزار کر وطن عزیز واپس آئے ہیں اور آج کل جہلم شہر میں اپنا ہوٹل چلا رہے ہیں۔ بہت ہی اخلاق ومحبت والے شخص ہیں۔

آپ کے دو بیٹے ہیں بڑے بیٹے صوفی محمد الیاس صابریؔ اور چھوٹے بیٹے محمد دلشاد صابریؔ ہیں۔ اول الذکر آپ کے مرید وخلیفہ اور سجادہ نشین تھے، جن کا حال ہی میں کافی عرصہ علالت کے بعد 2007ء میں وصال ہو چکا ہے۔ جناب صوفی محمد الیاس صابری صاحب مرحوم کی فقیر راقم الحروف سے بڑی یاد اللہ ہے اور انتہا درجہ کی محبت وشفقت کرتے تھے۔ فقیر کی دعوت پر سالانہ عرس قبلہ والد گرامی ''عرس فیض الملت و بڑی گیارہویں شریف'' میں ایک مرتبہ تشریف لائے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی متعدد بار راولپنڈی اسلام آباد کے روحانی مذہبی اجتماعات اور اعراس میں آپ سے شرف نیاز حاصل رہا ہے۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں معروف صوفی بزرگ اور شیخ کامل حضرت صوفی محمد صدیق چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد از تکمیل مجاہدات ومنازل سلوک مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز وممتاز فرما کر صاحب ارشاد کیا ہے۔

نوٹ☆: آپ کے پیر ومرشد حضرت صوفی محمد صدیق چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ جن کا دربار کالے کی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔ وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ محمد اسماعیل ذبیح گنگوہی چشتی صابریؔ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت صوفی محمد حسین مراد آبادی کے وہ مرید حضرت حافظ علی حسین کے وہ مرید حضرت فقیر شاہ کے وہ مرید حضرت حافظ شاہ محمود کے وہ مرید حضرت شاہ غلام حسین کے وہ مرید حضرت عبدالرحمٰن کے وہ مرید ملا فقیر اخوند عبدالکریم کے وہ مرید حضرت شاہ عنایت اللہ بہلول پوری چشتی صابریؔ علیہم الرحمۃ کے وہ مرید حضرت سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؔ علیہم الرحمۃ والرضوان والغفر ان کے ہیں۔

سیرت وکردار☆: آپ کی پوری زندگی میں نماز پنجگانہ کبھی قضا نہیں ہوئی نہ ہی کبھی نوافل کے اہتمام میں کسر چھوڑی۔ آپ عبادت وریاضت میں یکتا اور مجاہدہ وسلوک میں بلند مقام رکھتے تھے۔ تمام زندگی اپنے مرشد اور خواجگان کے بتائے ہوئے اوراد ووظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے رہے۔ آپ انتہائی سادہ طبیعت اور ظاہر داری بناوٹ اور منافقت سے پاک اور متوکل شخصیت کے حامل تھے۔ لالچ حرص طمع کو اپنے نزدیک بھٹکنے نہیں دیا۔

اگرچہ آپ کی آمدنی بہت قلیل تھی اگر یوں کہا جائے تو بھی بے جا نہ ہوگا کہ آمدن بالکل تھی ہی نہیں مگر اس کے باوجود کبھی کسی دنیادار کے آگے ہاتھ نہ پھیلایا نہ ہی کسی کی جیب پر نظر رکھی۔ بلکہ اپنے مالک کریم کے بھروسے پر زندگی گزارتے رہے۔ غربت وافلاس اور بیماریوں نے اگرچہ آپ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے اپنے بچوں کو نہ ہی اعلیٰ تعلیم دلوا سکے نہ ہی اپنے بچوں کی خواہشات کو کبھی پورا کیا۔ مگر آنے والے مہمان کی خدمت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے اور ہر قسم کی تواضع سے نوازتے تھے۔

دستر خوان آپ کا وسیع اور دراز تھا۔ ہر جمعرات کو ختم خواجگان اور ماہانہ گیارہویں شریف اور حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی

کا سالانہ عرس مبارک بڑے ہی اہتمام وعقیدت اور خلوص ومحبت سے مناتے تھے۔ دور دور سے مشائخ کو عرس کی دعوت دیتے۔ مشہور و معروف قوالوں کو بلا کر سماع کراتے۔ محفل میلاد شریف میں نعت خوانوں کی دلجوئی فرماتے۔ اس کے علاوہ زندگی بھر آپ کا یہ معمول مستقل رہا کہ جن مشائخ وصوفیاء کے ساتھ آپ کے ذاتی مراسم تھے ان کے ہاں منعقد ہونے والے عرسوں میں ضرور تشریف لے جاتے تھے۔ جسم پر صابری رنگ کا کرتہ اور سر پر صابری رنگ کی ٹوپی ہمہ وقت رکھتے تھے۔ لمبی لمبی سیاہ سفید زلفیں آپ کے شانو کے دونوں طرف بکھری ہوئیں حسن میں نکھار پیدا کرتی تھیں۔

اپنے پیر خانے کالیکی منڈی ہر سال اپنے مرشد کامل کے عرس مبارک میں خصوصی طور پر اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف لے جاتے۔ حالت یہ تھی کہ کالیکی منڈی جب تک آپ نہ پہنچتے۔ اس وقت تک عرس میں موجود تمام مشائخ وصوفیا حتیٰ کہ آپ کے تمام پیر بھائی خلفائے کرام کی نظریں خانقاہ کے مین دروازے پر لگی رہتیں۔ بس آپ کے پہنچنے کی دیر ہوتی تھی کہ عرس مبارک کی محفل میں رونق و بہار آ جاتی اور ہر چہرے پر مسرت وشادمانی کے آثار نمایاں نظر آنے لگتے تھے۔ آپ ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے اور پوری زندگی خواجگان چشت اہل بہشت کی طریقت پر عمل اور اس کی پاسداری فرماتے رہے۔ اپنے سے بڑوں کی عزت وتعظیم اور چھوٹوں پر شفقت ومحبت آپ کا وطیرہ تھا۔ کبھی کسی کا دل نہ دکھایا آنے والے کی بات پوری توجہ سے سماعت فرما کر اس کا جواب ارشاد فرماتے اور اس کے مسئلے کا حل نکالتے۔ خدا نے آپ کو اس قدر روجیہہ اور قد آور اور باوجاہت وبارعب بنایا تھا کہ بڑے سے بڑے آدمی کی بھی جلدی جلدی آپ سے بات کرنے یا آپ کی بات کو نظر انداز کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ مگر باوجود اتنی عظمت ومرتبہ ووجاہت کے حلیمی اور عاجزی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

تمام زندگی جب تک صحت جیسی عظیم نعمت آپ کو حاصل تھی۔ نماز روزہ اور عبادت وریاضت اوراد ووظائف کے علاوہ ہر سال رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے رہے۔

حج بیت اللہ شریف ☆: آپ کے وسائل اگرچہ اس قدر نہ تھے کہ حج بیت اللہ شریف کے لئے جاتے۔ مگر جب خداوند کریم نے کسی کو اپنے گھر کی زیارت اور رسول اللہ ﷺ نے کسی کو مدینہ پاک بلانا ہو تو بغیر وسائل کے بھی اس طرح بلا لیتے ہیں کہ جس طرح آپ کی ذات والاصفات کو بلایا تھا۔

آپ کا ایک عقیدت مند آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا حضور میرا کام نہیں ہو رہا ہے آپ دعا فرمائیں کہ میرا مقصد حل ہو جائے۔ آپ نے اس مرید کو دعاؤں سے نواز کر رخصت کر دیا۔ چند روز ہی گزرے تھے کہ وہ مرید بہت ہی شاداں وفرحاں حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض کرنے لگا حضور مسئلہ بہت پیچیدہ تھا جو آپ کی دعا سے حل ہو گیا ہے۔ اب میری دلی تمنا ہے کہ شکرانے کے طور پر آپ کو حج بیت اللہ کے لئے بھیجوں اس طرح اُس شخص نے حج کا مکمل خرچ برداشت کیا۔ اور آپ نے حج بیت اللہ بھی ادا کیا اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ بھی کی۔

جاتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

اور اسی قسم کا واقعہ آپ کے چھوٹے بھائی صوفی نور محمد چشتی صابری مرحوم کی زندگی میں پیش آیا اور انہوں نے بھی حج بیت اللہ شریف ادا کیا اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ سے مالا مال ہوئے۔

نعت گوئی اور شعر و شاعری ☆: آپ جس طرح نعت سننے کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اسی طرح نعت لکھنے اور پڑھنے کا بھی بہت عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ بہت سی نعتیں آپ نے لکھیں جن کا قلمی نسخہ آپ کے صاحبزادے و جانشین محمد الیاس صابری صاحب پاس محفوظ ہیں۔ جس کی زیارت ان کے سوا ابھی تک کوئی نہ کر سکا جبکہ آپ بہت پختہ کلام تحریر فرماتے تھے ملک کے بڑے بڑے شعراء جن میں جناب حسان پاکستان محمد اعظم چشتی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ اور شاعر ملت صابریہ اور مشرب صابریہ کے عظیم ترجمان جناب محمد امیر صابری رحمتہ اللہ علیہ جناب عبدالرحمٰن صابری حاجی فضل داد صاحب جیسے شاعر اور نعت گو حضرات آپ کو اور آپ کے لکھے ہوئے کلام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جس کا بین الثبوت یہ ہے کہ یہ تمام حضرات گاہے گاہے آپ کے پاس جہلم تشریف لاتے اور آپ کے ہاں عرس کے موقع پر خصوصی طور پر تشریف لا کر کلام پیش کرتے تھے۔

ہم عصر مشائخ سے تعلق و رابطہ ☆: راولپنڈی کی مشہور علمی و روحانی شخصیت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ حافظیہ خاموشیہ کے عظیم ترجمان حضرت قمر المشائخ قطب دوراں الحاج حافظ پیر قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جن کا مزار پُر انوار راقم الحروف کے مدرسے کے سامنے موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں ہے۔ ان کے علاوہ حضرت قمر المشائخ کے خلیفہ صوفی نجم الدین صابری مرحوم متلعہ مندر لاہور حضرت شیخ محمد شریف صابری شیخوپورہ حضرت شیخ کلن صابری، صوفی عبدالرشید صابری لاہور، سرفراز بھٹی صابری صوفی غیاث الدین صابری صوفی سید فیض الحسن شاہ صابری، سرائے عالمگیر والے جن کا مزار پاکپتن شریف میں ہے۔ حضرت صوفی سید امور الحسن شاہ صابری جن کا مزار پاکپتن شریف میں ہے کہ علاوہ لاتعداد مشائخ و صوفیاء کے ساتھ آپ کے ذاتی مراسم تھے ان کے ہاں آپ خود عرسوں میں تشریف لے جاتے اور یہ تمام حضرات آپ کے ہاں کے عرسوں میں رونق محفل ہوتے تھے۔

فقیر راقم الحروف سے آپ کا تعلق ☆: آپ راقم الحروف کے والد گرامی حضور فیض الملت شیخ القرآن حافظ فیض محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔ قبلہ والد گرامی جس زمانے میں موضع بیپال ضلع انبالہ انڈیا میں امامت خطابت اور درس و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ انہی دنوں آپ نے قبلہ والد گرامی سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی تقریباً یہ ۳۳-۱۹۳۲ء سے قبل کی بات ہے۔

قرآن پاک کی تعلیم کے علاوہ ضروریات دین کے بنیادی مسائل بھی آپ نے قبلہ والد گرامی سے سیکھے۔ آپ کے چھوٹے بھائی جناب صوفی نور محمد چشتی صابری مرحوم بھی والد گرامی ہی شاگرد تھے۔ اسی طرح آپ کے پیر بھائی حضرت صوفی پیر فقیر محمد چشتی صابری جن کا مزار حسن پروانہ قبرستان ملتان میں ہے اور صوفی غلام محمد صابری جن کی مرقد منورہ سرگودھا میں ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے دیگر پیر بھائی اور آپ کی برادری کے سرکردہ افراد حضور فیض الملت قبلہ والد گرامی علیہ الرحمۃ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد جب آپ حضرت قمر المشائخ حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہاں عرس میں تشریف لاتے

رات کا قیام ہمیشہ سے قبلہ والد گرامی کے پاس ہی کرتے یا کبھی کبھی اپنی بیٹی کے گھر محلہ امر پورہ میں محمد یاسین قریشی جو آپ کے مرید اور سمدھی تھے ان کے ہاں قیام فرماتے۔

نوٹ ☆: آپ کے مرید محمد یاسین قریشی صابری مرحوم فقیر راقم الحروف کے بھی بہت قریبی رشتہ دار ہیں۔ محمد یاسین قریشی مرحوم کے بھائی محمد یامین قریشی صابری جو کہ فقیر راقم الحروف کی ہمشیرہ کے سسر ہیں حضور فیض الملت قبلہ والد گرامی بھی سال میں ایک مرتبہ آپ کے ہاں منعقد ہونے والے عرس میں جہلم تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی ناغہ ہوتا۔

مگر جب سے تشریف لے جاتے تو آپ بھی اپنے استاد کا احترام اس طرح فرماتے کے جس طرح حق ہے۔ اسی طرح والد گرامی بھی راولپنڈی آپ کی آمد پر آپ کو ایک مشائخ اور صاحب نسبت و صاحب طریقت سمجھ کر روانگی کے وقت باقاعدہ نذر پیش فرماتے تھے جیسا کہ ہمارے خواجگان کا طریقہ ہے۔

قبلہ والد گرامی کے وصال با کمال کے بعد یہ فقیر راقم الحروف جب بھی عرس کی محفل میں یا عرس کے علاوہ بھی جہلم کبھی گیا تو آپ استاد زادہ سمجھ کر بڑی محبت و شفقت سے پیش آتے اور دل کھول کر مہمان نوازی فرماتے اور باقاعدہ نذرانہ پیش فرماتے فقیر کے عذر پر فرماتے کہ آپ ہمارے استاد کے بیٹے ہیں جس طرح میں ان کو نذر پیش کرتا تھا اسی طرح آپ کا حق بنتا ہے اسے قبول کریں۔

قبلہ والد گرامی کے پہلے سالانہ عرس کی مبارک ۱۹۷۷۔۶۔۲۴ کو جب فقیر راقم الحروف کی رسم سجادگی کی دستار بندی ہوئی تو اس میں آپ بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ بھی فقیر راقم الحروف کی دعوت پر کئی مرتبہ والدِ گرامی کے عرس میں شرکت کے لئے تشریف لاتے رہے۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال مورخہ گیارہ مئی ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۴۱۲ھ کو ہوا۔

مزار شریف حضرت سلیمان پارس کے دربار کے احاطہ میں دریائے جہلم کے کنارے جہلم شہر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قطب زمانہ، زینت الاولیاء، حسن الاصفیا، فخر چشتیاں، فارغ از قید مشائخت، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ یادگار اسلاف ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۹۴۳ء کو موضع کلس شریف نزد ملکوال سرگودھا میں نیر افق ولایت حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی آپ کی دادی جان محترمہ جو ایک عابدہ زاہدہ خاتون تھیں نے گلزار حسین رکھا اور فرمایا کہ الحمد للہ مجھے جس کا انتظار تھا وہ امین میرے سیدن کا حقیقی وارث بن کر آ گیا ہے۔

آپ اپنے تمام بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے آپ کا شجرہ نسب کچھ واسطوں کے بعد حضرت غوث العالم شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے۔ جس کی تفصیل آپ کے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے تذکرہ میں دی جا چکی ہے۔ آپ نسبی اعتبار سے ہاشمی قریشی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ کی تعلیم و تربیت پر آپ کے والد ماجد نے خصوصی توجہ دی ویسے تو آپ کے گھر کا ماحول مکمل طور پر دینی اور روحانی تھا سینکڑوں کی تعداد میں آ کر لوگ آپ کے اجداد سے علم حاصل کرتے تھے اسی طرح آپ نے بھی اپنی ابتدائی دینی تعلیم اپنے گھر سے ہی مکمل کی چھوٹی سی عمر میں قرآن کریم مکمل کر کے دینی تعلیم کے حصول میں کوشاں ہوئے اور مدرسہ سے بھی بہت جلد فراغت حاصل کی۔ پورے مدرسہ میں آپ کی ذہانت اور قابلیت آپ کے ہم مکتب ساتھیوں اور آپ کے اساتذہ میں تسلیم شدہ تھی۔

سیرت و کردار ☆: آپ بچپن سے ہی منفرد عادات و اطوار اور شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے کبھی لہو لعب کھیل تماشہ کی طرف رغبت نہ کی اور نہ ہی کبھی فحش گوئی کی۔ دوران تعلیم معمول یہ تھا کہ مدرسے سے واپس آ کر اپنے والد گرامی کی خدمت میں پہنچ جاتے اور بقایا تمام وقت انہی کے پاس گزارتے جس کا اثر یہ ہوا کہ ان کی نگاہ ولایت سے آپ کی فکری، ذہنی صلاحیتیں اس انداز سے اجاگر ہوئیں کہ لوگ حیرت زدہ رہ گئے۔ ایک دفعہ کوئی تحریر یا تقریر نظر سے گزر جاتی یا سن لیتے تو آپ کو بلفظہ یاد ہو جاتی آپ کی تحریر اور گفتگو میں علمی نکات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا جو کہ خدا کا فضل و کرم کا انعام تھا۔ قرآن فہمی اور علم دین کی لگن آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ عبادت و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ فرض نماز کے علاوہ دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے گفتگو میں شیرینی تھی۔ اپنے خواجگان

اور بالخصوص والد گرامی کے دیئے ہوئے اورادو وظائف مکمل طور پہ پورے کرتے، کبھی کسی کا دل نہ دکھاتے۔ آپ حیدری ولایت کے مکمل آئینہ دار اور خدا کے شکر گزار بندے تھے۔ آپ اپنی فہم و فراست اور فطری جودوسخن اور حکمت و دانائی سے دکھی انسانیت کی خدمت اور دلجوئی فرماتے۔

اسی طرح آپ ایک شوشل ورکر اور سماجی کارکن کی حیثیت سے بھی علاقہ بھر کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ نہ کچھ کام کرواتے رہتے۔ ایوبی دور میں آپ دو مرتبہ یونین کونسل کے نہ صرف ممبر منتخب ہوئے بلکہ آپ یونین کونسل کے چیئرمین بھی رہے۔ اور اس دور میں آپ نے اپنے علاقے کی فلاح و بہبود کے لئے متعدد ترقیاتی کام کرائے۔ علاقہ میں چک سیدا اور نظام آباد اسٹیشن، تمام دیہاتوں اور متعلقہ آبادیوں میں بچوں اور بچیوں کے لئے سکول، پختہ گلیاں راستے دیگر رفاعی کام مخلوق خدا کی محبت اور اس کی خدمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بحیثیت چیئرمین یونین کونسل بہت سے مخالف گروہوں میں انصاف کی بنیاد پر ایسی مفاہمت کرائی کہ وہ آج تک پُرمسرت زندگی گزارنے پر آپ کے ممنون ہیں۔ آپ کے دور کے آپ کے تحریر کردہ فیصلے اتنی بڑی عدیم المثال فراست کا ثبوت ہیں کہ آج تک انہیں ملک کی کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکا۔

بیعت وخلافت☆: آپ نے اپنے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور انہی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور انہیں کے سجادہ نشین قرار پائے۔

آپ کا شعری ذوق☆: آپ کو بچپن سے ہی شاعری سے لگاؤ تھا۔ آپ زیادہ تر پنجابی بند اور غزل لکھتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ کے کلام میں فارسی، اردو اور ہندی کی شاعری کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔

آپ کی شادی واولاد☆: آپ کی شادی آپ کے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے مارچ ۱۹۵۲ء میں میاں مبارک شاہ ہاشمی قریشی ساکن چک نمبر ۲۷۹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ جو کہ حضرت غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے نہایت خدا رسیدہ اور متقی و پرہیز گار بزرگ تھے کہ صاحبزادی سے نہایت اہتمام و اکرام سے فرما کہ خوشیوں کا اظہار فرمایا جو کہ آنے والے کسی خوش بخت وارث کا آئینہ دار تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ٹھیک ایک سال بعد مارچ ۱۹۵۳ء میں آپ کو ایک عظیم صابر وشاکر حسین وجمیل بیٹا عطا فرمایا جس کا نام نامی اسم گرامی شمیم صابر صابری رکھا گیا۔

مگر شومئ قسمت کے اس نور نظر کی پیدائش کے چند ساعت بعد آپ کی اہلیہ محترمہ کا وصال ہوگیا۔ پھر اس نومولود کی کفالت آپ کی والدہ یعنی نومولود کی دادی جان جو اپنے زمانہ کی متقیہ نیک سیرت خاتون تھیں نے اپنے ذمے لے لی اور سات ماہ تک یہ طفلِ اپنی دادی جان کا دودھ پیتا رہا۔

بعدازاں یہ سعادت کرم بی بی زوجہ پائندہ خان (قوم ارائیں) ساکن چل پور (موجودہ محلہ مولانگر) کو ملی۔ جس نے نہایت پیار و محبت اور خلوص سے بطریق احسن اس فریضہ کو انجام دیا۔ آج یہی شہزادہ حضرت پیر شمیم صابر صابری کی صورت میں ۲۸ نومبر ۱۹۹۱ء سے

موجودہ سجادہ نشین کی صورت میں درگاہ عالیہ کلس شریف کی مسند پر جلوہ افروز ہے جو کہ اپنے بزرگان وخواجگان کی طریقت پر سختی سے عمل پیرا ہو کر سلسلہ عالیہ کو چار چاند لگائے ہوئے ہیں۔ آپ حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے اپنی پہلی زوجہ محترمہ کے وصال کے ٹھیک دس برس کے بعد ۱۹۶۳ء میں دوسری شادی موضع ٹبہ قائم کے ایک قریشی خاندان میں کی جو کہ میلی قتال کی اولاد میں سب سے بڑا صاحب عزوشرف خاندان ہے۔ آپ کی ان اہلیہ سے تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور اولاد نرینہ نہ ہوئی۔

دربار کلس شریف کی تعمیر میں آپ کی جدت پسندی ☆: آپ جب اپنے والد بزرگوار حضرت پیر سیّدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد مسند کلس شریف پر متمکن ہوئے تو جہاں آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی تعلیمات کو فروغ دینے میں مرکزی کردار ادا کیا وہاں آپ نے آنے والے مریدین کو نہ صرف اپنے دست مبارک پر شرف بیعت بخشا بلکہ انہیں ان کی حقیقی منزل سے بھی آگاہ کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں پورے پاکستان بالخصوص پنجاب بھر کے اندر آپ کا سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم بزرگوں میں شمار ہونے لگا اور صابری دربار کلس شریف کی عزت وقار میں اضافہ کے لئے آپ وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ رہتی دنیا تک آپ کی خدمات زندہ وتابندہ رہیں گی۔

تبلیغ ورشد وہدایت کے ساتھ خداوند قدوس نے آپ کو بے پناہ تخلیقی صلاحیتوں کا مالک بنایا تھا۔ آپ نے اپنی ان تخلیقی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے دربار شریف کی تعمیر میں وہ جدت پیش کی جس کی بنا پر ہر دیکھنے والا یہ بات کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ صابری دربار کلس شریف آپ کے حسن تخلیق کا شاہکار ہے۔

آپ حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد ان کا عظیم الشان خوبصورت مزار مبارک تعمیر کرایا۔ کلس شریف جیسے دور افتادہ اور پسماندہ گاؤں تک پکی سڑک اور آنے والے زائرین کے لئے درجنوں کمرے دیدہ زیب خوبصورت بارہ دری محفل کے لئے وسیع ہال اور لنگر کے لئے وسیع لنگر خانہ تعمیر کرایا۔ جہاں بہترین سہولتیں میسر ہیں۔

قدیم مجلس خانہ (بیٹھک) اور حضور سیدن سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا حجرہ مبارک دوبارہ تعمیر کرایا اور اپنی والدۂ ماجدہ کا مزار شریف اور اس کے متصل قرآن محل تیار کروایا۔ اس کے علاوہ زائرین اور اہل علاقہ کی سہولت کے لئے بہترین وسیع وعریض خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔ جس کے ساتھ طہارت خانے، غسل خانے تیار کرائے۔ آب رسانی کے لئے ٹیوب ویل کا بندوبست اور موضع کلس کو دربار شریف کے نام پر بجلی کی سہولت دلائی۔ دربار شریف پر سرکاری طور پر ڈاک خانہ منظور کروا کر قائم کرایا جس کا فائدہ پوری بستی کو ہے جبکہ ڈاک خانہ کی جگہ ذاتی طور پر مہیا کی۔ اس طرح دربار شریف کے نام پورے موضع کلس کو ٹیلی فون جیسی سہولت مہیا کرائی۔ اس کے ساتھ ایک آرا مشین، ایک چکی کا بھی خصوصی انتظام کیا۔

دربار شریف کی مسجد میں نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز جمعہ کا اہتمام اور مسجد کے ساتھ ملحقہ مدرسہ گلزار چشت کا اجراء آپ کی دن رات کی تبلیغی مساعی، خدمت خلق اور دین حق کی خدمت کے لئے محنتوں کا واضح ثبوت ہے جس کے ثمرات سے تاقیام قیامت مخلوق خدا

مستفیض ہوتی رہے گی۔

اس کے علاوہ آپ نے اپنے عظیم والد بزرگوار کے پیرومرشد اور سلسلہ عالیہ صابریہ کے سرخیل حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس واقع مگھو پنڈی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں بھی ان کے مزار اقدس کی مرمت کے ساتھ ساتھ وسیع وعریض مہمان خانے مجلس خانے اور لنگر خانے کے علاوہ خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔

اس کے علاوہ پاکپتن شریف میں جگہ خرید کر بہت سے مکانات مجلس خانہ لنگر خانہ تعمیر کرایا اور وضو غسل کا خاطر خواہ انتظام کیا۔

موضع مغل نزد جاتلی تحصیل گوجر خان میں اپنے والد گرامی کے مرید و منظور نظر اور اپنے پیر بھائی حضرت سائیں رحمت دین صابری علیہ الرحمۃ کا مزار شریف بھی آپ کی ہی نگرانی میں مکمل ہوا جو کہ قابل رشک انداز تعمیر ہے۔ ٹبہ شریف موضع ساہنا میں حضرت مائی صاحبہ کے مزار اقدس کی تزئین و آرائش اور مہمان خانوں کی مرمت و دیکھ بھال کا انتظام بھی تادم آخر سنبھالے رکھا۔ حتیٰ کہ موضع بولا کے قریب صابری جامع مسجد اور آرام گاہ کی مرمت صفائی اور سجاوٹ کو بھی ہمیشہ شامل معمولات رکھتے رہے۔

کلس شریف اور گردونواح کے لوگ بخوبی اس بات سے آگاہ ہیں کہ اس دور افتادہ بستی کے لئے اس عظیم مرد قلندر کی محنت شاقہ کے طفیل زندگی کی تمام بنیادی سہولتیں میسر ہیں۔ آپ نے کوئی بھی پہلو تشنہ نہ چھوڑا۔ اگر ایک طرف نظام آباد ریلوے اسٹیشن ہے تو دوسری طرف چک سیدا اسٹیشن منظور کروا کر دربار عالیہ تک پکی سڑک تعمیر کروائی۔ دوسری طرف ضلع جہلم کے علاقہ سے آنے والے مسافروں کے لئے چک نظام اسٹیشن بنوا دیا۔

یہ تمام معاملات صرف اور صرف آپ کی ذاتی سوچ اور آپ کے اجداد اور پیشواؤں کی نظر کرم سے پورے ہوئے ہیں جس کا اعتراف اہل حق اور اہل ایمان آج بھی کرتے ہیں۔

آپ کی قلمی و علمی خدمات ☆: آپ نے اپنے قلم سے نہ صرف شاعری اور اپنے بزرگوں کی شان میں کلام لکھنے کی خدمت کا فریضہ انجام دیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے علمی خدمت بھی کی۔

آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں آپ کی تصنیف ''صدائے حق، شاہی گدائی، گلزار طیبہ، ذکر بلال، وسدیاں اکھیں، گلزار چشت، رموز دلبراں اور سب سے آخری تصنیف سیرت سیدنؒ المعروف شاہکار صابر'' آپ کی علمی خدمات کا انمول ذخیرہ ہیں۔

نوٹ ☆: ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کے پیروکار اس انمول خزانے کی حفاظت اس طرح کریں کہ ان تمام کتب کو بار بار چھپوا کر عقیدت مندان کو دی جائیں تا کہ وہ آپ کی ان تصانیف سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ مادیت کے اس پرفتن دور میں ڈائجسٹ، ناول، دیگر فحش کلچر اور شعر و شاعری کے موجودہ عاشقانہ انداز کا توڑ صرف اور صرف تصوف کی تعلیم اور صاحب حال بزرگوں کے کلام کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ ہر مرید و عقیدت مند کے گھر اپنے پیشواؤں کی تعلیمات کی کتب موجود ہوں گی تو آنے والی نئی نسل اس سے استفادہ کر سکے گی۔ (الخ صابری)

کلس ہمارا اور کلیران ان کا گھر ہے ☆: دسمبر ۱۹۶۴ء میں آپ کے پیرومرشد اور والد بزرگوار حضرت پیر سیدن شاہ

صابری علیہ الرحمۃ جب آخری مرتبہ کلیر شریف تشریف لے گئے تو حضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً ۱۵ ربیع الاول شریف کے روز آپ کے والد گرامی آپ کو اپنے ہمراہ لے کر حضرت شہزادہ نواب میاں سجادہ نشین درگاہ حضور مخدوم صابر پاک کلیری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تعارف کرایا کہ یہ میرا بڑا برخوردار اور فرزند و ولی عہد ہے میں چاہتا ہوں کے بانی سلسلہ عالیہ حضرت مخدوم صابر پاک کے دربار سے اس کی دستار بندی ہو جائے۔

چنانچہ حضرت شہزادہ نواب میاں اپنے خلوت خانہ خاص میں تشریف لے گئے ایک چادر اور ایک گل ارمنی رنگ کی دستار مبارک ہاتھ میں لے کر آئے اور چادر مبارک آپ کے والد گرامی کو عنایت فرمائی اور دستار اپنے دست مبارک سے شہزادہ نواب میاں سجادہ نشین نے آپ کے سر پر باندھی اور خصوصی دعاؤں سے نواز کر رخصت کیا۔

نوٹ ☆: حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کو خود حضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ نے جانب پنجاب اپنی امانت دیکر کلس شریف بھیجا اور حضرت سید مردان علی شاہ صابری چک نظام ہو۔ یا مگھو پنڈی۔ یا کلس شریف جہاں بھی بیٹھے حضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کا فیضان تقسیم کرتے رہے۔

نمبر۲ ☆: اسی طرح آپ کے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری سرکار علیہ الرحمۃ کو حضور مخدوم پاک کے دربار سے نہ صرف چادر شریف عنایت ہوئی بلکہ باطنی فیوض و برکات کا عظیم خزانہ ملا۔

نمبر۳ ☆: آپ کو اپنے والد گرامی پیر سیدن شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ کی معرفت حضرت سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ اور حضور مخدوم پاک صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کا نہ صرف باطنی فیض ملا بلکہ حضور مخدوم پاک صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے دبار شریف سے صرف ۱۵ برس کی عمر عزیز میں سیدن سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا ولی عہد اور مسند کا حقیقی وارث ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ بات ۱۹۶۴ء کی ہے۔

نمبر۴ ☆: جب آپ کا وصال با کمال ہوا تو حضور مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے دربار کے موجودہ سجادہ نشین حضرت شاہ منصور اعجاز صاحب صابری قدوسی گنگوہی مدظلہ العالیٰ خود کلیر شریف سے کلس شریف تشریف لائے اور آپ کے چہلم شریف کی محفل سے جو روح پرور خطاب فرمایا سبحان اللہ۔ جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے اور پھر اسی تقریب میں موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ پیر شمیم صابر صابری مدظلہ کی دستار بندی بھی کلس میں اپنے دست مبارک سے فرمائی۔ اس کے بعد روانہ ہوتے وقت انہوں نے آپ کی شہرہ آفاق تصنیف ''سیرت سیدن رحمتہ اللہ علیہ المعروف (شاہکار صابر)'' کی تقریظ اپنی نوک قلم سے تحریر فرمائی۔ جو کہ آپ کے ذوق کے لئے سپرد قلم اور پیش خدمت ہے۔

تقریظ از قلم

حضرت شاہ منصور اعجاز صابری قدوسی گنگوہی سجادہ نشین کلیر شریف انڈیا

حمد ونعت کے بعد واضح ہو کہ ہم حضرت خواجہ بندگی شاہ عبدالقدوس گنگوہی سلطان التارکین رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں جو کہ بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے چھٹے خلیفہ ہیں۔ اور یہ وہ ہستی ہیں کہ جنہیں آپ کا روضہ اقدس تعمیر کرنے کی اجازت اور سعادت ملی۔ حضور خواجہ گنگوہی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد درگاہ صابر رحمتہ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی اور غلامی ہمیں عطا ہوئی جو آج تک مسلسل چلی آ رہی ہے۔ درگاہ صابر رحمتہ اللہ علیہ ایسی درگاہ ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ روحانیت کا منبع اہل دل کا مرکز اور مخلوق خدا کا دارالسکون ہے۔ اس قدر کشش ہے کہ ہر شہر و دیار سے لوگ چلے آ رہے ہیں۔ چونکہ سلسلہ عالیہ صابریہ کے بانی ہیں۔ اس لئے صابری حضرات تو اکثر حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ درگاہِ معلیٰ پر حاضر ہونے والوں پر حضور بہت مہربانی فرماتے ہیں۔ دامانِ مراد بھر دیتے ہیں اور ایسی نگاہ کرم ہوتی ہے کہ کسی کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ آپ وصال فرما چکے ہیں ایسے لگتا ہے کہ حضور مسند پر جلوہ افروز ہیں۔ سرکار ہر سائل کو اپنے ہاتھ سے خیرات عنایت فرما رہے ہیں۔ ہم حضور کی سخاوت و عطا اور سائلین پر فیض و کرم کی بارش ہر روز دیکھتے ہیں۔ لیکن اس دن ہماری حیرت کا ٹھکانہ نہ رہا جب اپریل ۱۹۸۰ء میں پاکستان سے ایک قافلہ درگاہ صابر پر حاضر ہوا۔ ان کی حاضری پر سوز اور پر درد تھی۔ ان پر حضور کی نوازشات کا تو کیا ہی کہنا۔ امیر قافلہ حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ (سجادہ نشین صابری دربار کلس شریف سرگودھا پاکستان) تھے۔ آپ حسن اخلاق کا مجسمہ پیکر علم و ادب سراپا سوز و گداز شیریں گفتار بلند کردار تھے۔

جب پیران کلیر آئے تو یوں لگا جیسے کوئی مدت کے بعد اپنے گھر آ رہا ہے۔ میرے والد گرامی جناب شاہ اعجاز الحسن صابری بھی آپ سے بہت متاثر ہوئے۔ حالانکہ وہ کسی سے بہت ہی کم متاثر ہوتے تھے۔ جناب سجادہ نشین صاحب نے آپ کی پُر خلوص مہمان نوازی کی اور ان کی خوب پذیرائی کی۔ شاہ صاحب اپنے مختصر قیام کے دوران ہم لوگوں سے درگاہ معلیٰ کے خدام اور دیگر احباب سے ایسے گھل مل گئے جیسے مدتوں سے یہیں رہ رہے ہوں۔ پھر جب صابر رحمتہ اللہ علیہ حضور سے اجازت لینے اور الوداعی سلام کے لئے درگاہ پاک میں داخل ہوئے تو ایک قیامت بپا ہو گئی۔ آنسوؤں کا سیلاب رواں تھا آہ و فغاں اور پُر سوز نالے سنائی دے رہے تھے۔ اور صابری نعرے فضا میں گونج رہے تھے۔ لگتا تھا کہ در و دیوار اور گرد و پیش کی ہر چیز ''حق صابر، حق صابر'' کا ورد کر رہی ہے۔ پھر رخصت ہوئے تو ہر طرف اداسی چھا گئی جیسے رونقیں ان کے ساتھ ہی جا رہی ہوں۔ پھر کیا تھا شاہ صاحب ہر سال درگاہ مخدوم پر حاضری دیتے رہے اور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ انہیں نوازتے رہے۔ پھر صابری دربار کلس شریف پر ہمارا آنا جانا شروع ہو گیا۔ اور حضرت پیر سیدن شاہ رحمتہ اللہ علیہ صاحب صابری کے سالانہ عرس پر ہم باقاعدہ شمولیت کرنے لگے۔

جب میں پہلی مرتبہ کلس شریف گیا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ یہاں صابر حضور رحمتہ اللہ علیہ کا بے انتہا کرم ہے۔ شاہ صاحب کے غلاموں کی بے لوث خدمت ان کے دلوں میں صابر پیا کی محبت اور شاہ صاحب سے ان کی والہانہ عقیدت دیکھ کر یقین ہو گیا کہ صابر حضور رحمتہ اللہ علیہ یہاں بنفس نفیس جلوہ افروز ہیں اور شاہ صاحب نے اپنی شیریں گفتار اعلیٰ کردار اور محبت و پیار سے اسم صابر مریدین کے دلوں پر نقش کر دیا ہے۔ اور صابری سلسلہ کو اس علاقے میں دور دور تک پھیلا دیا ہے۔ شاہ صاحب کی پُر سوز تقریروں اور

دلکش تحریروں سے سلسلہ عالیہ صابریہ کو بہت فروغ ملا ہے۔ اب تو حال یہ ہے کہ ہم لوگ کلس دربار کے لئے اور کلس والے پیران کلیر کیلئے بے قرار رہتے ہیں۔ ''جیسا کہ کلس ہمارا اور کلیران کا گھر ہے'' کیوں نہ ہو یہ حضرت سیدن شاہ صاحب صابری رحمۃ اللہ علیہ کے ان برہنہ پا سفروں کا صدقہ ہے جو انہوں نے درگاہ صابر پر حاضریاں دیں اور حضور مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پاک امانت حضرت پیر سید مردان علی شاہ صاحب کے ذریعے ان کے سپرد کی اور پھر آپ نے اس خطہ میں سلسلہ صابریہ کا تعارف کرایا۔ اور یہاں صابری فیض عام کیا۔ آپ نے ۱۹۷۳ء کو وصال فرمایا اور حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا سجادہ نشین منتخب فرمایا۔ واضح رہے کہ حضرت پیر گلزار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی دستار بندی میرے دادا صاحب حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ صاحب سجادہ نشین نے کلیر شریف میں ۱۹۶۴ء میں اپنے ہاتھ سے کی جب آپ اپنے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری کے ہمراہ پہلی بار دربار کلیر حاضر ہوئے تھے۔ حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے عالم و فاضل بلند پایہ شاعر صاحب سوز و گداز اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لبریز شخصیت تھے۔ صاحب تقریر اور صاحب تحریر بھی تھے۔

آپ کی تحریر کردہ کتاب سیرت سیدن المعروف شاہکار صابر نگاہ سے گزری یہ کتاب رموزِ طریقت سے لبریز مسائل تصوف سے بھرپور اور دولت عشق سے مالا مال ہے۔ اپنے دامن میں رشد و ہدایت کے خزانے سمیٹے ہوئے ہے۔ مشکل سے مشکل مسائل میں طالبان طریقت اور محبان اسلام کو مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ دقیق سے دقیق اور عمیق سے عمیق مسائل کو ایک نکتے میں حل کرنا اور آسان پیرایہ میں سمجھا دینا صرف شاہ صاحب ہی کا خاصہ ہے۔ انشاء اللہ یہ کتاب اہل اسلام اور اہل طریقت کے لئے روشنی کا ایک عظیم مینار ہوگی۔ پڑھنے سننے والوں کے دلوں کو صیقل کرے گی۔ اس لئے کہ کلام ولی بزبان ولی و از قلم ولی دل و دماغ پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

کتاب ہذا میں تصوف، خوارقِ دعادات، تعویز گنڈے اور جنات کی جو تشریح شاہ صاحب کی ہے وہ بس انہیں کا حصہ ہے۔ اس میں جھوٹے اور فریبی لوگوں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے اور ان کے مکرو فریب کا دروازہ بند کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب نے یہ کتاب لکھ کر سلسلہ عالیہ صابریہ کی عظیم خدمت کی ہے۔ شاہ صاحب ۹۱-۱۱-۲۸ کو اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ شاہ صاحب کے انتقال پر ملال سے اہل طریقت اور صف اولیاء میں ایک نہ پُر ہونے والا خلا اور نا قابل تلافی نقصان ہوا ہے کیونکہ ایسی عظیم ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاك طینت را

جب یہ خبر تار کے ذریعے ہمیں کلیر میں پہنچی تو گویا ایک بجلی سی گری درگاہ پاک پر اور ہمارے گھر میں جس نے بھی سنا اُسے دلی صدمہ ہوا اور درگاہ کے خدام نے با قاعدہ سوگ منایا۔

میرا خیال تھا کہ چہلم سے صرف ایک دن پہلے 1992-1-1 کو کلس شریف پہنچ جاؤں گا لیکن حضور مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ

کی طرف سے اشارہ ہوا کہ "فوراً جاؤ" شیمم صابر کی دستار بندی کرنی ہے اور دو چادریں چڑھانی ہیں اور پھر وہاں کافی عرصہ رہنا ہے۔ میں یہ حکم سن کر فوراً اٹھا اور تیاری شروع کر دی حضور کے کرم سے تمام رکاوٹیں دور ہو گئیں اور میں کلس شریف پہنچ گیا۔ 2-1-1992 کو ایک عرس کا سماں تھا۔ بلکہ حاضرین کی تعداد عرس سے بھی زیادہ تھی۔ عصر سے مغرب شاہ صاحب کی رسم چہلم اور ختم خواجگان کا اہتمام کیا گیا۔ بعد از نماز عشاء 10 بجے رات بحیثیت سجادہ نشین درگاہ کلیر شریف مجھ سے دستار بندی کرنے کی استدعا کی گئی۔ چنانچہ میں نے صابر پیاء کی عطا کردہ دستار جو گل ارمنی رنگ کی تھی۔ صاحبزادہ پیر شیمم صابر کے سر پر باندھ دی۔ اور فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ پھر غلامان دربار کلس شریف نے اپنی اپنی طرف سے دستاریں پیش کیں۔ مریدین کی شاہ صاحب سے والہانہ عقیدت اور آپ کے سجادہ نشین سے اس قدر محبت و پیار دیکھ کر یقین ہو گیا کہ مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ اپنے اس سجادہ نشین سے اپنے مسلک کا کوئی عظیم کام لیں گے۔ اسی لئے تو اپنے دستار بھیجی ہے۔ میں خود حیران ہوں کہ حضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کا صاحبزادہ پیر شیمم صابر پر اتنا کرم ہے کہ درگاہ کلیر شریف کے سجادہ نشین حضرات صابری سلسلہ کے کسی خلیفہ کی دستار بندی کراتے ہیں تو وہ خود درگاہ صابر رحمتہ اللہ علیہ پر حاضر ہوتا ہے اور جس دن سجادہ نشین صاحب چاہیں اس کی دستار بندی کر دیتے ہیں۔ وہ درگاہ صابر کے علاوہ کسی دربار پر جا کر کسی کی دستار بندی نہیں کرتے۔

ہماری تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ بحکم صابر پاک مجھے شیمم صابر صاحب کی دستار بندی کرنے کے لئے کلس جانا پڑا اور یہ حضور کے کرم کی ایک انوکھی مثال ہے۔ ایک انوکھا طریقہ ہے۔

پھر چند احباب نے تقریروں اور نعتوں میں نذرانہ پیش کیا بڑا ہی پُرسکون سماں اور پُرسوز منظر تھا۔ بعد ازاں محفل سماع کا آغاز ہوا اور رات گئے تک جاری رہا۔ سامعین پر رقت طاری رہی اور اذان فجر تک فضا ذکر حق سے معطر رہی۔

۱۹۹۲-۲-۲۴ کو لاہور آیا سجادہ نشین پیر شیمم صابر صاحب صابری بھی لاہور تک آئے۔ رات اہل لاہور کی پُر درد محفل میں گزاری اور ۹۲-۲-۲۵ کو واپس کلیر شریف روانہ ہوا اور ساری کارروائی درگاہ مخدوم صابر رحمتہ اللہ علیہ میں پیش کر کے صابری مہر ثبت کرا دی۔

آخر میں میری دعا ہے کہ کلس دربار سے ابد تک سلسلہ رشد و ہدایت جاری رہے۔ فیض و برکات کی دولت بٹتی رہے اور تشنگان وحدت کی پیاس بجھتی رہے۔ حق کی سربلندی اور امت مسلمہ کی شیرازہ بندی ہوتی رہی۔ سلسلہ عالیہ صابریہ کو فروغ حاصل رہے اور یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف گامزن رہے۔

منبع سر نبوت ہم ولایت حیدری　　آفتاب چشتیاں مخدوم صابر کلیری

احقر

شاہ منصور اعجاز صابری

سجادہ نشین درگاہ صابر پاک

پیران کلیر شریف سہارن پور انڈیا

آپ کی زندگی کے ایام علالت ☆: ۳۰ جون ۱۹۹۱ء کو آپ مکھو پنڈی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس پاک میں شرکت کے دوران اجتماع عام سے خطاب فرما رہے تھے کہ آپ کی طبیعت اچانک علیل ہوگئی۔ وہاں سے آپ کو علاج کی غرض سے سرگودھا اور پھر اس کے چند روز بعد لاہور لے جایا گیا اور کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ میں داخل کرادیا گیا۔ وہاں تقریباً تین ماہ زیر علاج رہے کچھ افاقہ ہونے پر واپس کلس شریف آگئے اور سالانہ عرس پاک آپ ہی کی زیر صدارت منایا گیا۔

آپ کو اپنے مریدین سے حقیقی اور سچی محبت تھی ان کی پریشانی اور تکلیف پر تڑپ جاتے۔ عرس شریف کی آخری محفل کے اختتام پر جب آپ کے وفادار ساتھی غلام اور مرید وارادت مند ملاقات کر کے روانہ ہو رہے تھے۔ تو آپ نے اپنی قلبی کیفیت کا اظہار اس شعر سے فرمایا۔

گلے مِل مِل کر سارے دوست مجھ سے بچھڑے جاتے ہیں
میری آنکھوں میں یارب روشنی کم ہوتی جاتی ہے

چنانچہ عرس کے بعد آپ کی طبیعت زیادہ علیل ہوگئی۔ آپ کی وجہ سے آپ کو لاہور میں کارڈیالوجی ہسپتال داخل کرا دیا گیا۔ ۲۶ نومبر کو آپ نے اپنے برادر خورد جناب صاحبزادہ آفتاب احمد صابریؔ اور فرزند جناب شمیم صابر صابریؔ اور حکیم غلام حسین صابریؔ صاحب صابری محلّہ ملکوال کو خصوصاً اپنے پاس بلا کر اپنے متعلقین اور مریدین کے نام پیغام دیا کہ سب کو میری طرف سے صد ہا دعاؤں کے ساتھ سلام قبول ہو۔ نیز میرے بعد شمیم صابر میرا جانشین ہوگا اور جناب آفتاب احمد صابریؔ صاحب ان کے معاون ہونگے۔ اپنے مالک حقیقی کو ہمیشہ یاد رکھنا ہمیشہ اس کی رضا کو سامنے رکھ کر نیک اعمال میں کوشاں رہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منع کردہ اور ناپسندیدہ اعمال بد سے بچنے کی کوشش کرنا از حد ضروری ہے۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۹۱ء بوقت شام ہوا۔ غسل مبارک کے وقت آپ کا جسدِ انور عجیب وغریب نرمی اور ملائمیت کا انداز پیش کر رہا تھا۔ چہرۂ پُر انوار و تجلیات کی ایک بارش عیاں تھی۔ نماز جنازہ حضرت پیر حاجی عاشق حسین صاحب سجادہ نشین ثانی بہگام شریف نزد چک رانب تحصیل ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین نے پڑھائی۔ ہزاروں افراد نے نماز جنازہ ادا کی۔

مزارِ پُر انوار موضع کلس شریف نزد ملکوال ضلع منڈی بہاوالدین میں مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کے بعد آپ کے سجادہ نشین پیر شمیم صابر صابریؔ جو کہ ایک پڑھے لکھے اور منجھے ہوئے قابل ترین باصلاحیت شیخ طریقت ہیں۔ فقیر کو بارہا آپ سے شرف نیاز حاصل ہے فقیر راقم الحروف کی دعوت پر فقیر کے ادارے میں بڑی گیارہویں شریف وسالانہ عرس فیض عالم منعقدہ 4 جولائی کے پروگرام کی صدارت کے لئے دو مرتبہ تشریف لائے تھے۔ فقیر کو دربار گوہر بار کلس شریف میں حاضری کا بارہا موقع نصیب ہوا ہے۔

دربار شریف کے سجادہ نشین حضرت پیر سلیم صابری صاحب ایک مخلص اور مجسّم پیار محبت اور کشتۂ عشق صابر نظر آتے ہیں۔ جامع

اصفات والحسنات، میں سیرت، باکردار اور صالح اور تقویٰ پر ہیزگاری آپ کا شعار ہے، مہمان نوازی کا سلیقہ بدرجہ اتم آپ میں موجود ہے۔ دربار شریف کا انتظام وانصرام انتہائی دلکش اور منفرد نظر آتا ہے۔ آنے والے زائرین ومہمان کو دربار شریف کی طرف سے تمام سہولیات مہیا ہیں۔

دربار شریف پر عظیم الشان جامع مسجد جس میں نماز پنجگانہ اور نماز جمعہ وعیدین کا خصوصیت سے اہتمام کیا گیا ہے۔ مسجد کے ساتھ دینی تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کے لیے ایک مدرسہ بھی قائم ہے۔ جس میں بچوں کو قرآن پاک پڑھانے کے لیے ایک فاضل ترین عالم دین کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں۔

اِن تمام خدمات میں سب سے نمایاں بات یہ دیکھی گئی کہ نہ ہی دربار شریف پر کسی جگہ نذرانے کے لیے کوئی غلہ وغیرہ موجود ہے نہ ہی مسجد ومدرسہ میں کوئی ایسی چیز نظر آتی ہے۔ حتیٰ کہ جمعہ کے روز بھی نہ جھولی نہ صندوقچی پھیری جاتی ہے۔ اس تمام عمل میں حضرت صاحبزادہ پیر شمیم صابری صاحب مدظلہ العالی کا خصوصی ومرکزی کردار ہے۔

دُعا ہے کہ مالک کریم خواجگان چشت اہل بہشت کے صدقے حضرت صاحبزادہ پیر شمیم صابری صاحب مدظلہ العالی کو صحت وسلامتی اور درازی عمر نصیب فرمائے۔ اور اُن کے صاحبزادے جناب راشد شمیم صابری کو اپنے اسلاف اور اپنے عظیم والد گرامی کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فقیر راقم الحروف کو کئی مرتبہ صاحبزادہ شمیم صابری صاحب کی دعوت پر کلس شریف کے سالانہ عرس پاک میں شرکت اور متعدد بار دربار شریف حاضری کی سعادت نصیب ہے۔ اور حضرت صاحبزادہ شمیم صابری صاحب سے قلبی لگاؤ ہے۔ آپ فقیر کے لیے مثل بڑے بھائی اور فقیر کے عظیم دوستوں میں سے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سید صابر حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، شہباز قضائے تجرید، ہمائے آشیانہ تفرید، جلیس مسند حق الیقین، خورشید ولایت حضرت خواجہ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب توحید و تفرید ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت سادات بخاری کے عظیم نیر تاباں حضرت خواجہ پیر سید محمد شفیع بھوپالی ثمہ گوجرانوالہ چشتیہ آباد شریف کے گھر ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ حضرت پیر سید صابر حسین شاہ بن خواجہ سید محمد شفیع بن سید محمد رضا بن سید صوفی احمد بخش بن سید مولا بخش بن سید خدا بخش بن سید میراں درویش بن سید رضا شاہ عرف رحمان شاہ بن سید خواجہ شاہ عرف معراج شاہ بن سید حمزہ شاہ بن سید نوا شاہ بن سید رجب شاہ بن سید نظام شاہ بن سید احمد شاہ بن سید اسماعیل شاہ بن سید بدر الدین شاہ بن سید سلطان صدر الدین شاہ بن سید محمد علی عرف شاہ سوار بن سید بدر الدین قندھاری بن سید محمد شجاع مراسانی بن سید قاسم شاہ بن سید حمزہ شاہ بن سید ابراہیم شاہ بن سید زید (زین العابدین) بن سید انور علی بن سید محمد ہارون بن سید عقیل ابی یوسف بن سید محمود (اسماعیل) بن سید محمد علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن امام محمد نقی بن امام تقی بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر بن امام باقر بن امام زین العابدین بن حضرت سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین علیہم السلام والرضوان علیہم اجمعین بن حضرت امام المشارق والمغارب حضرت امیر المومنین مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

تربیت و تعلیم ☆: آپ کی تمام تربیت و تعلیم ظاہری و باطنی اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سید محمد شفیع چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے زیر سایہ عاطفت میں مکمل ہوئی۔ قبلہ والد گرامی نے بھی تمام زندگی آپ کی تربیت کا خصوصی خیال رکھا۔ کسی قسم کی بھی کوتاہی نہ ہونے دی۔ اس لئے کہ ان کی دوررس نگاہیں اس بات کو بخوبی جانتی تھیں کہ آنے والے وقتوں میں میرا یہ فرزند نیرّ افق ولایت ہوگا۔ اور اس امانت کا امین ہوگا۔

بیعت و خلافت ☆: ظاہری و باطنی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ اپنے والد گرامی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے اور بعد ان کے وصال کے آپ ہی سجادہ کی مسند پر جلوہ افروز رہے۔ آپ نے اپنے دور میں سلسلہ عالیہ کی بے مثال خدمات انجام دیں اور اپنی خانقاہ و آستانے میں ایسا نظام قائم کیا جو آنے والوں کے لئے صدیوں تک مشعل راہ رہے گا۔ آپ کی زندگی ایک مرد مومن کی زندگی تھی۔ سیدھی سادھی پاک وصاف اور اپنی واضح زندگی جو کھلی ہوئی کتاب کی شکل میں بغیر کسی داؤ پیچ اور ابہام سے مبرا زندگی تھی۔ آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ جو بات دل میں وہی زبان پر ہوتی تھی۔ پوری

زندگی میں کوئی کام خلاف شرع یا طریقت کے خلاف نہیں ہونے دیا۔ آپ شریعت کے آداب کو کماحقہ، پورا کرنے کی کوشش میں رہے اسی طرح طریقت کے معاملات میں اگر کوئی بات شریعت سے ٹکراتی نظر آتی تو آپ نے شریعت کو مقدم سمجھا۔ تمام عمر مخلوق خدا کی خدمت میں وقف کیے رکھی۔ دروازے پر آنے والے سائل کو کبھی مایوس نہیں لوٹایا۔

آنے والے مہمان کی دل و جان سے خدمت اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔ اپنے معمولات اوراد و وظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔ مریدین کی تربیت میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔

شجرہ سلسلہ طریقت ☆: آپ کا شجرہ طریقت حسب ذیل ہے۔

حضرت سید صابر حسین چشتی صابری مرید و خلیفہ حضرت خواجہ سید محمد شفیع مرید و خلیفہ بابا خدا بخش (ایمن آباد) مرید و خلیفہ حضرت غلام محمد لاڈو آنہ (ننکانہ) صاحب مرید و خلیفہ حضرت خواجہ مہلے شاہ (ننکانہ) مرید و خلیفہ حضرت خواجہ سید محمد شاہ (ایمن آباد) مرید و خلیفہ حضرت خواجہ شاہ رمضان (کابل) مرید و خلیفہ حضرت خواجہ امام شاہ (ایمن آباد) مرید و خلیفہ حضرت خواجہ عبدالوہاب مرید و خلیفہ حضرت خواجہ شاہ محمد حیات مرید و خلیفہ حضرت شاہ امان اللہ پانی پتی مرید و خلیفہ حضرت غوث العالم سید محمد سعید المعروف میراں شاہ بھیکھ ٹھسکہ میراں ریاست پٹیالہ مشرقی پنجاب انڈیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۸ جنوری ۱۹۹۲ء کو ہوا۔

مزار پُرانوار چشتیہ آباد شریف نزد کاموکی منڈی ضلع گوجرانوالہ میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے صاحبزادے سید عبدالمصطفیٰ حسن چشتی صابری ایک پڑھے لکھے منجھے ہوئے اور باشعور انسان ہیں جو کہ سلسلہ عالیہ کی خدمت اپنے عظیم والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انجام دے رہے ہیں۔ فقیر راقم الحروف سے اچھی یاد اللہ اور ٹیلی فونک رابطہ مسلسل ہے۔

حضرت خواجہ نذر دیوان صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: نیر ولایت، مہر تاباں، بقیۃ السلف، پیر طریقت حضرت صاجزادہ نذر دیوان صابری چشتی رحیمی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اکبر اور سجادہ نشین تھے آپ کی ولادت ۲۱ ستمبر ۱۹۳۰ء کو ببر کی شریف تحصیل حسن ابدال میں ہوئی۔ آپ کے والدین نے بچپن ہی سے آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ آپ ظاہری و باطنی تعلیم کے زیور سے مکمل طور پر آراستہ تھے۔ تمام عمر بڑی جرأت وخودداری سے اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے والد گرامی کے سلسلہ عالیہ کو جاری رکھا۔ آپ نے خواجہ نگر شریف میں اپنے والد گرامی حضرت خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعدان کے سالانہ عرس کا جو نظام اور پروگرام ترتیب دیا وہ انتہائی قابل رشک تھا جو کہ آج بھی آپ کے بعد قائم و دائم ہے۔ آپ بڑے باہمت و بلند حوصلہ، نیک سیرت، باکردار، باصلاحیت، عبادت گزار اور نماز روزہ کے پابند تھے۔ اپنے شیوخ کی طریقت اور اسوہ حسنہ کے ساتھ ساتھ شریعت محمد یہ علی صاحبۃ وسلام کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ آپ بڑے پکے اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ حسن ابدال میں ۱۲ ربیع الاول شریف کے دن جلوس میلاد النبی کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ اور اس کی قیادت بھی اپنے ہمعصر علماء اور مشائخ کے ہمراہ خود فرماتے تھے۔ آپ علماء و مشائخ کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ اور ان کے مشن کو زندہ رکھنے کے لئے بڑی بڑی تحریکات میں آپ خود حصہ لیتے تھے۔ ملکی سطح پر علماء اور مشائخ کے ساتھ آپ نہ صرف کام کیا بلکہ حکمرانوں کے ضمیروں کو بھی جھنجھوڑ کرتے تھے۔ آپ کا انتظامیہ پر اتنا رعب و دبدبہ تھا کہ بڑے بڑے افسران نام سن کر گھبراتے تھے حتیٰ کہ حسن ابدال اور ضلع راولپنڈی کی اہم سیاسی شخصیات آج بھی اس بات کی شاہد ہیں کہ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو سابق وزیر اعظم پاکستان آپ کو نہ صرف قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے بلکہ کبھی کبھار خواجہ نگر کے آستانے پر ٹیلی فون کر کے بات بھی کرتے اور دعا کے لئے عرض کرتے تھے۔

آپ اتحاد بین المسلمین کے عظیم داعی اور علمبردار تھے۔ اس کے علاوہ آپ کی پوری زندگی سماجی و فلاحی کاموں کے لئے وقف رہی۔ حالانکہ والد گرامی کے بعدان کے مریدوں کا خیال پھر اپنے ہزاروں مریدین کی جماعت کی مصروفیات کے باوجود پوری زندگی خدمت خلق خدا میں گزار دی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال مورخہ ۱۸ ستمبر بروز جمعہ ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ کو حسن ابدال میں ہوا۔ مزار شریف خواجہ نگر میں ہری پور روڈ حسن ابدال ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا امان اللہ خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فنافی اللہ بقاباللہ، فنافی الرسول، فنافی المرشد، جامع الحسنات وکمالات، منبع فیوض و برکات وکرامات، حضرت علامہ مولانا محمد امان اللہ خان دھریجہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ واقف اسرار رموز معرفت ہیں۔

آپ خانپور ضلع رحیم یار خان کے ایک متمول زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کو بچپن سے ہی اولیائے کرام صوفیائے کرام سے عقیدت ومحبت رہی۔ اس وجہ خاص یہ تھی کہ آپ کے سکول کے استاد جو اولیائے کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے حالات کے بیان کے ساتھ ساتھ انکی تعریف وتوصیف بھی بیان کرتے جاتے اور انکی کرامات کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔

زندگی کا مبارک دن ☆: آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے ستاد کی محفل میں موجود تھا۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی علیہ الرحمتہ کا قلب مبارک نیند میں بھی جاری رہتا تھا۔ اور جاگتے ہوئے لوگ بھی آواز سنتے تھے۔ بس وہ دن میرے لئے مبارک ثابت ہوا کہ جب میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ اب میں بھی کسی مرد کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ اعجاز حاصل کروں گا۔

حصول علم اور عبادت و ریاضت ☆: آپ نے باقاعدہ عربی و فارسی کتب قابل ترین اساتذہ سے پڑھیں اور بزگان دین کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اس دوران آپ نے بائیس سال کی عمر میں عبادت و ریاضت شروع کر دی۔ اور بزرگان دین کے مزارات اور مختلف اہل تصوف بزرگان دین کی خدمت میں حاضری دیتے رہے مگر مقصد حاصل نہ ہوا۔ بارہ برس تک خاک چھاننے کے بعد بھی جب کچھ حاصل نہ ہوا تو دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ جو لوگ علم تصوف اور منازل سلوک کا انکار کرتے ہیں وہ سچے ہیں۔ اس لئے کہ بارہ برس تک محنت ومشقت اور سخت ریاضت کے بعد کچھ تو ملنا چاہیے تھا۔ اب مایوسی کے عالم میں ارادہ کیا کہ اس مسلک کو چھوڑ کر دیوبندی مسک کو اختیار کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ بریلوی مسلک کے مطابق زندہ ولیوں سے بھی فیض ملتا ہے اور مزاروں سے بھی۔ مجھے تو نہ زندہ سے فیض ملا اور نہ ہی قبر والوں سے کچھ ملا۔

چنانچہ آپ گھر سے نکلے کہ آج سے دیوبندی حضرات سے رابطہ شروع اور بریلوی سے رابطہ ختم۔ اس زمانے میں جمعہ کے روز دوکانیں اور کاروبار بند ہوتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں خانپور بازار میں پہنچا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی مجھے آواز دے رہا ہے۔ اے بندۂ خدا یہ کیا کر رہے ہو پہلے خود میں جھانکو ممکن ہے ابھی تجھ میں کوئی کمی ہو۔ بقول شاعر۔

ہم ان کے اجتناب کو کیا دوش دیں سہیل
ہم کو خود اپنا جذبۂ دل خام لگا

یہ سن کر میں ایک دکان کے تھڑے پر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ یا اللہ یہ کیسی آواز ہے۔ جو مجھے کچھ سوچنے پر مجبور کر گئی ہے۔ خیر میں غور کرتا رہا کہ بات تو ... ہی کہی گئی ہے۔ بقول شخصے

تمہیں اعتبار الفت جو نہ ہو سکا ابھی تک
میں سمجھ گیا یقیناً ابھی مجھ میں کچھ کمی باقی ہے

اب معاملہ رہ گیا ہدایت اور گمراہی کا کہ کونسا راستہ اختیار کیا جائے؟ اس دوران دوسری آواز آئی اے بندے کیا تو نے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ نہیں پڑھا۔ یعنی یہ کہ یا اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا اور ہماری رہنمائی فرما۔ بس جاؤ اور بعد نماز جمعہ اس آیت کی ۱۴ تسبیح پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ یہ دعا خود رب تعالیٰ نے سکھائی ہے۔ لہٰذا اس عمل کو ۱۴ رات تک مکمل کر و اس سے تمہیں رہنمائی ملے گی۔ اللہ کریم ہدایت کے دروازے کھول دے گا اور صحیح مسلک کی طرف تمہاری رہنمائی ہو جائے گی۔ اس کے بعد معاملہ تمہاری ہمت اور استعداد کے مطابق ہے۔ اور وہ اپنی خامیاں دور کرنے سے حل ہوگا۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ اپنے لئے راہ ہدایت کا تعین کرلو۔

اس آواز کو سن کر میں مزید حیران ہوا کہ یہ کیسی آواز ہے جو میرے لئے ایک اچھی رہنمائی بھی ہے۔ میں نے واپس گھر آ کر غیبی آواز کے مطابق وہ عمل کیا۔ اس کے بعد راہ ہدایت و شریعت وطریقت مجھ پر واضح ہوگئی۔ جسکی تفصیل بہت طویل ہے۔ اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اصل حقیقت سے میں اب بھی بہت دور تھا مگر چونکہ راہ ہدایت کی نشاندہی ہو چکی تھی۔

تاہم میں نے عبادت وریاضت کو ترک کر کے روزی کمانے کا مسئلہ حل کرنے کا عزم کیا تاکہ گھریلو ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہوسکوں۔ اسکے ساتھ اللہ کریم کی بارگاہ میں التجا کی اے مالک تو گواہ ہے کہ میں نے طلب حق کے لئے جسقدر محنت ومشقت کی ہے اب تو ہی اپنا کوئی ولی میرے پاس بھیج دے جو میری رہنمائی کر سکے۔ اگلے روز صبح سویرے بہاولپور سے ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ ایک نیا اخبار روزنامہ ''دستور'' نکلا ہے وہاں کاتبوں کی ضرورت ہے لہٰذا آپ میرے ساتھ چلیں تاکہ آپکو وہاں ملازم رکھوادوں۔ چنانچہ میں اسی وقت اس کے ہمراہ بہاولپور چلا یا۔ اور وہاں جا کر ملازمت اختیار کرلی۔ مگر قلبی رجحان کسی مردحق کے انتظار میں ہمہ وقت مائل تھا کہ کب طلب حقیقی پوری ہوگی۔

مرشد کامل سے پہلی ملاقات☆: ہمارے اخبار کے دفتر کے سامنے ایک ووکیشنل سکول تھا۔ ایک دن میں حسب معمول اخبار کے دفتر میں کام کر رہا تھا کہ سامنے ووکیشنل سکول سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ ایک بزرگ ہمارے دفتر میں تشریف فرما ہیں وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔

چنانچہ تعمیل ارشاد کی خاطر میں وہاں پہنچا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ میں نے کھانے کی ایک ضیافت پر اس سے پہلے ان بزرگ کو

دیکھا ہوا تھا۔لیکن نام معلوم نہیں تھا۔اُن بزرگ نے بھی مجھے دیکھا ہوا تھا مگر نام سے شاید وہ بھی ناواقف تھے۔اُن بزرگ نے میرے بیٹھنے کے بعد فرمایا یہ لو اس کپڑے کی تھیلی کو کھولو اس میں جو کچھ ہے اس کو پڑھو۔میں نے اس کو کھولا تو اس میں ان بزرگوں کی طرف سے میرے لئے کچھ اسناد اور خلافت نامے تھے۔آپ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ پڑھے تو حیران و پریشان ہو کے رہ گیا کہ بظاہر تو ایسے لگتے نہیں تھے۔کیونکہ لباس بہت ہی سادہ اور طبیعت بھی سادی تھی۔جب میں نے پڑھ لئے تو آپ نے فرمایا کہ پڑھ لئے؟ میں نے عرض کیا جی پڑھ لئے۔فرمانے لگے بات یہ ہے کہ فقیر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک تو وہ جن کو ارشادِ خلق کا حکم ہوتا ہے۔ان کو خرقۂ خلافت اور اسناد دی جاتی ہیں۔تاکہ ان پر کوئی اعتراض کرے تو وہ دکھا سکے کہ میرے پاس بزرگوں کی طرف سے یہ اجازت نامے اور خلافت نامہ موجود ہے۔

دوسرے فقیر وہ ہوتے ہیں جن کو مخفی رہنے کا حکم ہوتا ہے۔ان کے لئے سند وغیرہ نہیں ہوتیں اور نہ ہی بزرگ ان کو عطا کرتے ہیں۔مجھے حکم ملا تھا کہ تم نے مخفی رہنا ہے۔مگر اس کے ساتھ ہی یہ سند اور خلافت نامے بھی دیئے گئے۔میں حیران تھا کہ ایک طرف مخفی رہنے کا حکم دوسری طرف سند اور خلافت ناموں کی عطا۔بات سمجھ سے بالاتر ہے اور اب تک یہ راز کھلا نہ کھل سکا۔لیکن اب یہ راز کھل گیا ہے کہ آپ کو قائل کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حضرت اس میں میری کیا تخصیص۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ مجھے دیکھتے تو کیا یقین کر لیتے کہ یہ ولی ہے۔میں نے عرض کیا بظاہر تو ایسے ہی ہے۔فرمایا اسے پڑھ کر تو یقین آ گیا ہے کہ نہیں؟ میں نے عرض کیا یقین تو آ گیا ہے۔لیکن اس میں میرے یقین دلانے کی ضرورت کیا ہے جبکہ آپ کو مخفی رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

فرمایا ہاں۔بات یہ ہے کہ آپ نے ایک رات کو بارگاہ الٰہی میں دعا کی تھی کہ یا اللہ میری محنت اگر تجھے قبول ہے تو کوئی اپنا بندہ میرے پاس بھیج دے۔ورنہ میں تھک گیا ہوں۔اور مجھے کوئی نہیں مل رہا ہے۔وہ دعا قبول ہو گئی ہے۔اور میں حاضر ہو گیا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں چونکا کہ دعا تو تنہائی میں دھریچہ نگر میں مانگی تھی۔ان بزرگ کو کیسے پتہ چل گیا۔یہ بزرگ حضرت خواجہ بابا سلیمان قلندر چشتی صابری علیہ الرحمۃ تھے۔ان کا روئے تاباں دیکھ کر اور محبت بھری گفتگو سن کر آپ سمجھ گئے۔

یہ واقعی شیخ کامل اور خدا کے بھیجے ہوئے اور صاحب مشاہدہ و مکاشفہ ہیں۔اب میرے دل کو قدرے سکون ہوا قلب کو اطمینان اور لذت حیات ملتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

فرمایا بات سمجھ میں آ گئی ہے یا نہیں؟ میں نے عرض کیا سرکار بات سمجھ میں آ گئی ہے۔الحمد للہ فرمایا مجھے تو حکم ہوا ہے کہ آپ کی دستار بندی کر کے خلافت نامہ دے دیا جائے۔باقی کام بعد میں ہوتے رہیں گے۔میں فلاں تاریخ کو آپ کے مکان پر آؤں گا اور یہ امر پورا کروں گا۔میں نے عرض کی حضور یہ امر کہاں سے ملا ہے؟ فرمایا ابھی بتانے کی اجازت نہیں ہے۔جب اجازت مل گئی تو پوری تفصیل سے بتا دوں گا۔میں نے عرض کیا حضور میرے مکان پر تو بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔اس لئے مجھے کہیں خلوت میں خلعت عطا کر دی جائے تو بہتر ہوگا۔اس حال میں صاحب دستار ہونے پر مجھے شرم آ رہی ہے۔اس لئے کہ میں ایک ملازم و مزدور آدمی ہوں۔

آپ نے فرمایا بھائی ایک دن آپ کو ارشاد کا حکم ہوگا۔ایسی کوئی بات نہیں۔وقت کی بات ہے لیکن آپ کی بات مان لیتا ہوں۔ فلاں جگہ فلاں مکان میں یہ رسم ادا کی جائے گی۔آپ وہاں بروقت پہنچ جانا۔

مگر یاد رکھنا دستار میں خود خریدوں گا۔اور تقسیم کے لئے مٹھائی کا انتظام بھی میں ہی کروں گا۔کیونکہ مجھے حکم ہوا ہے۔آپ کو صرف خالی ہاتھ آنا ہوگا۔چنانچہ مقررہ تاریخ کو ایک صاحب کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچ گیا۔ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ تھی۔شہر میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس نکل رہے تھے۔

جب مقررہ جگہ پر پہنچا تو دیکھا کہ آپ کے ساتھ بھی ایک صاحب تشریف فرما ہیں اب کارروائی شروع ہوئی وضو کر کے دو نفل شکرانہ آپ نے بھی ادا کئے اور میں نے بھی۔پھر دعا مانگی گئی۔آپ نے دستار کا ایک سرا پکڑا اور میرے سر پر رکھا ہی تھا کہ ایک منظر میرے سامنے آ گیا۔بالکل ایسے ہی جیسے ٹیلی ویژن کی سکرین پر کوئی منظر چل رہا ہو۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت خواجہ محمد سلیمان قلندر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔آپ خود فرماتے ہیں کہ جب کیا جا رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند اولیائے کاملین کے ہمراہ جلوہ افروز ہیں اور دست مبارک سے اشارہ فرما رہے ہیں کہ ٹھیک ہو رہا ہے۔میں سمجھ گیا کہ حکم بھی یہیں سے ملا ہوگا۔بعد فراغت دعا کی گئی اور مجھے رخصت کر دیا گیا۔اب میرے قلب کی حالت بدل گئی۔ہر وقت ذکر جاری رہتا تھا۔حتیٰ کے نیند سے بیدار ہوتا تب بھی قلب جاری رہتا تھا۔یہ کیفیت روز بروز بڑھتی گئی۔یہ سب میرے شیخ کی کرامت ہے۔وگرنہ میرے پڑھے ہوئے وظائف کی بات کی جائے تو وہ پہلے بھی پڑھے ہوئے تھے اور ان کا مجھ پر کوئی اثر نہ تھا اب جب کہ مرشد کامل سے ہاتھ میں ہاتھ دیا تو کیفیت ہی بدل گئی۔اور میری دنیا بدل گئی۔مجھے ابدی سکون مل گیا۔علامہ اقبال اسی مقام پر فرماتے ہیں۔

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا ۔۔۔ نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۱۳ھ، ۱۹۹۳ء کو دھریچہ نگر ضلع رحیم یار خان میں ہوا۔اور وہیں مزار پُر انوار مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ حکیم محمد شریف قریشی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آفتاب علم وحکمت، پیر طریقت، رہبر شریعت، معالج جسمانی وروحانی حضرت خواجہ حکیم محمد شریف قریشی رحمتہ اللہ علیہ آپ کا شمار واقفانِ حال اسرار رموز معرفت میں ہوتا ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت آڈھا شریف ضلع سیالکوٹ میں حضرت میاں چراغ دین چشتی قادری علیہ الرحمۃ جو حضرت قطب المشائخ مولانا خواجہ محمد محب النبی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز ہیں کے علمی وروحانی گھر میں ہوئی۔

آپ کی پرورش اور تعلیم وتربیت حضرت قبلہ عالم کی زیر سر پرستی ہی مکمل ہوئی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بڑیلہ شریف ضلع گجرات کے سجادہ نشین ولی العصر حضرت مولانا محمد محب النبی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے، اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وصاحب ارشاد ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ نے اپنے شیخ کامل کے حکم سے آڈھا شریف میں خانقاہ قائم کر کے سلسلہ رشد وہدایت جاری فرمایا اور ہر ماہ چاند کی ۷ تاریخ کو گیارھویں شریف کا پروگرام شروع کیا۔

آپ کے شیخ کامل آپ سے بہت زیادہ پیار وشفقت فرماتے تھے۔ جس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ وہ ہر ماہ گیارھویں شریف کے پروگرام میں خود تشریف لاکر زینت مسند ہوتے اور عوام وخواص کی حاجات سُن کر ان کے لئے رب العزت کی بارگاہ میں دعا فرماتے فرماتے، اور یہ سلسلہ مسلسل اٹھارہ برس تک آپ کی ظاہری حیات مبارکہ تک جاری رہا، میں ایک دفعہ بھی ناغہ نہ ہوا، پیرومرشد کی طرف سے یہ جو شرف آپ کو حاصل تھا وہ کسی دوسرے کو نہ تھا۔

مرشد کامل کی خصوصی توجہ کے باعث آپ کا فیضان روحانی بہت وسیع تھا، آپ ایک مستند عالم دین، ماہر طبیب اور صاحب کمال و صاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ ہزاروں لاعلاج مریض آپ کے جسمانی وروحانی علاج سے روبہ صحت ہوئے، لاتعداد گم کردہ راہوں کو صراط مستقیم پر گامزن فرمایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۹۹۳ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار آڈھا شریف سیالکوٹ صوبہ پنجاب میں مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

منقبت در شان

حضرت خواجہ شاہ حبیب اللہ حاوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ نور مرتضیٰؓ و مصطفیٰ ﷺ شاہ حبیبؒ
بادشاہ ہیں آپ کے در کے گدا شاہ حبیبؒ

دین و دنیا میں میری کچھ قدرو قیمت ہی نہ تھی
آپ کے دم سے ہوا میں کیا سے کیا شاہ حبیبؒ

تیرے قصر ناز سے ظاہر سلیمانی تیری
تیرا کوچہ شہر صبا شاہ حبیبؒ

آپ نے مرشد بنایا رشد کی تعلیم سے
کیوں نہ دے پیہم سلامی گھر میرا شاہ حبیبؒ

حالت سبطینؔ پھر نا گفتنی ہے آج کل
اس کے حق میں کیجیے گا پھر دعا شاہ حبیب

از قلم: پروفیسر شاہ محمد سبطین شاہجہانی صابری، اسلام آباد

حضرت خواجہ حبیب اللہ حاوی جعفری رحمانی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: خواجہ بے بدل، عزیز الاولیاء، سالار حلقہ جعفریہ رحمانیہ پیشوائے صاحبان علم وقلم وفضل عالم ربانی مرشد لاثانی حضرت خواجہ شاہ صوفی حبیب اللہ حاوی چشتی صابری جعفری رحمانی رحمتہ اللہ علیہ نازش اہل ھدی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۱۴ء رائے بریلی کے نواحی قصبہ جائس (یوپی) انڈیا کے ایک علمی و مذہبی گھر میں ہوئی۔ آپ کا گھرانہ علم وادب کے لحاظ سے قصبہ جائس میں اپنا مقام رکھتا تھا۔

آپ نے بظاہر کسی مدرسے یا سکول میں دینی یا دینوی تعلیم حاصل نہیں کی تھی مگر باوجود اس کے آپ کے علمی تبحر کا مقام یہ تھا کہ بڑے بڑے پروفیسر ڈاکٹر، طبیب، شاعر وادیب جو عربی وفارسی فلسفہ اردو انگلش کے مضامین میں مہارت تامہ رکھتے تھے وہ آپ کے شاگردوں میں شمار ہوتے تھے اور اپنی گتھیاں سلجھانے کے لئے آپ کے پاس حاضری دیتے تھے اور آپ آن واحد میں ان کی بات سن کر مکمل دلائل کے ساتھ جواب دے کر اس طرح مطمئن فرماتے کہ کوئی اشکال باقی نہ رہتا تھا۔

بیعت طریقت ☆: آپ اپنے ماموں حضرت سلطان التارکین امیر الساجدین خواجہ شاہ حافظ محمد جعفر رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کے پیر و مرشد حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر ہی مستقلاً قیام پذیر تھے۔ اس لئے آپ بھی اپنے مرشد کامل کے پاس قیام پذیر رہے اور تمام عمر ان کی خدمت میں رہ کر کامل اکتساب فیض کیا اور علم وعرفان کی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے رہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری روحانی و دنیاوی تعلیم کا اصل راز صحبت شیخ گرامی ہے۔

ہجرت اور لاہور میں ورود مسعود ☆: ۱۹۴۷ء قیام پاکستان کے وقت جب ہندو اور سکھ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے تھے۔ اس وقت آپ کے عزیز واقارب نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ دہلی چھوڑ دیں کیونکہ یہاں پر آگ اور خون کا بازار گرم ہے۔ آپ نے فرمایا میں اپنے شیخ کامل کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ چونکہ ان دنوں آپ کے مرشد حضور غریب نواز خواجہ سید محمد معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری کے لئے تشریف لے کر گئے ہوئے تھے۔

آپ نے جب مسلمانوں کا قتل عام اور ہندو سکھوں کی بربریت دیکھی اور رشتہ داروں کی طرف سے دہلی چھوڑنے کا دباؤ زیادہ پڑا تو آپ دہلی سے اجمیر شریف اپنے مرشد گرامی کی خدمت میں پہنچے اور تمام ماجرا گوش گزار کیا تو مرشد کامل نے فرمایا کہ آپ پاکستان چلے جائیں۔

ہجرت اور لاہور میں ورودِ مسعود☆: مرشد گرامی کا حکم ملتے ہی آپ اکیلے ہی تن تنہا ہجرت کر کے لاہور چھاؤنی کے علاقہ صدر بازار میں رہائش پذیر ہو گئے اور وہاں پر آپ اپنے شیوخ کے طریقہ پر عمل پیرا ہو کر بڑے حکیمانہ انداز میں ہر برائی کے خلاف عملی جہاد میں مصروف ہو گئے اور خدا اور اس کے رسول ﷺ اور خواجگان کے دروازے سے دور افراد کو رفتہ رفتہ قریب بلاتے گئے حتیٰ کہ وقت وہ بھی آیا کہ آپ کی خانقاہ میں ہر وقت مخلوق خدا کا رش رہنے لگا آنے والوں کا تانتا بندھا رہنے لگا۔

خلافت واجازت☆: ۹ جون ۱۹۶۸ء کو آپ کے چچا پیر قیوم العالم حضرت صوفی محمد فاروق رحمانی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو کراچی طلب فرما کر اپنے مرشد گرامی حضرت شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری اور اپنے پیر بھائی اور اپنے مرشد کے خلیفہ اعظم حضرت حافظ محمد جعفر رحمانی علیہم الرحمۃ کے حکم سے اُن کی خلافت سے آپ کو سرفراز فرما کر صاحب ارشاد و ممتاز فرمایا اور خلافت نامے میں آپ کے نام کے ساتھ جعفری رحمانی تحریر فرمایا۔ اس طرح آپ کی ذات والا صفات سے یہ سلسلہ جاری ہوا اور جعفری رحمانی کے نام سے معروف ہوا۔

سیرت وکردار☆: آپ انتہا درجہ کے نیک متقی و پرہیزگار پابند صوم وصلوٰۃ اور نوافل کثرت سے ادا فرماتے تھے عشق رسول کوٹ کوٹ کر آپ کے سینے میں بھرا ہوا تھا۔ اولیائے کاملین کی محبت آپ کے رگ وریشہ میں رچ بس گئی تھی حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر اور داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے آپ کو خصوصی عقیدت وانس تھا۔ اپنے شیوخ کا سالانہ عرس باقاعدہ اور بڑی دھوم دھام سے منایا کرتے تھے۔

آپ نے ۱۹۸۸ء میں آستانہ عالیہ صابری کی تین منزلہ خوبصورت تعمیر کا آغاز شروع کیا جس کا نقشہ بھی آپ نے خود بنایا اور اسے شاہ حبیب اللہ حاوی ٹرسٹ میں تبدیل فرما کر باقاعدہ ایک انتظامیہ کیمٹی بنا کر انتظام والصرام اس کے حوالے کر دیا جو وہاں کے انتظامات سنبھالے ہوئے ہے اور اس ٹرسٹ کے زیر اہتمام مدرسہ برکات القرآن رحمانی دین متین اور خدمت قرآن کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے جس میں طلبا اور طالبات حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ اپنے وصال باکمال سے ۴ برس قبل علیل ہو گئے تھے ۴ برس کی طویل علالت کے بعد اپنے وصال سے کچھ دن پہلے آپ نے اپنی زندگی میں جو آخری شعر کہا اس میں اپنے وصال کی خبر سے آگاہ کر دیا تھا شعر درج ذیل ہے۔

منعقد ہو گی جو بزم شعرا میرے بعد
تم مجھے یاد کرو گے بخدا میرے بعد
خود وفا بولے گی جب خاموش ہو جاؤں گا میں
بزم میں ہوتی رہے گی میرے مر جانے کی بات

اس کے بعد آپ نے شعر کہنا ترک کر دیا اور ۴ برس کی طویل علالت کے بعد مورخہ ۱۳ جون ۱۹۹۳ء بمطابق ۲۱ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ بروز

اتوار بعد نماز فجر اپنے حجرہ خاص آستانہ صابری حضرت میاں میر کالونی لاہور کینٹ میں آپ کا وصال با کمال ہوا۔
وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے سجادہ نشین وخلیفہ اکبر پیر طریقت شیخ العصر حضرت پیر شاہ محمد سبطین شاہجہانی مدظلہ العالی مقرر ہوئے۔ جو کہ دنیاوی اور دینی علوم پر مکمل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ ایک قادر الکلام شاعر اور ادیب وخطیب ہیں اردو انگلش اور فارسی پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ مریدین کی تربیت میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اپنے شیوخ کے طریقہ پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے ہفتہ وار/ ماہانہ ختمات کا خصوصی خیال رکھتے ہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جعفریہ رحمانیہ کے زیر اہتمام ملک بھر میں مختلف بزرگان دین کے اعراس کی محافل کا اہتمام کرتے ہیں جبکہ اپنے آستانہ واقع آئی ایٹ فور اسلام آباد میں بھی سال بھر میں کم از کم ۴ عرس منائے جاتے ہیں حضرت شاہ محمد سبطین شاہجہانی مدظلہ وعدے کے سچے اور دھڑے کے پکے اور پُر خلوص شخصیت کے مالک ہیں۔

راقم الحروف حضرت قمر المشائخ کے وصال کے بعد سلسلہ عالیہ کے فقرا اور شیوخ پر نظر ڈالتا ہے تو پیر طریقت پروفیسر حضرت شاہ محمد سبطین شاہجہانی سلسلہ عالیہ کے موجودہ شیوخ بالخصوص راولپنڈی اسلام آباد میں جو موجود ہیں تو بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ صد شکر ہے خدا کا کہ ایک پڑھا لکھا شیخ طریقت بھی آج کے دور میں موجود ہے وگرنہ ہر طرف جہالت ہی جہالت اور من گھڑت خود ساختہ طریقت اپنے عروج پر ہے۔ خداوند کریم آپ کا سایہ تادیر قائم ودائم رکھے۔ (آمین) پیر طریقت حضرت شاہ محمد سبطین شاہجہانی مدظلہ العالی ملک بھر میں سلسلہ عالیہ کی خدمت میں معروف ہیں، آپ کی طویل جدوجہد سے پورے ملک میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جعفریہ رحمانیہ کے مراکز اور حلقے قائم ہیں۔ جہاں پر آپ کی زیر سرپرستی محافل ذکر وفکر وعرس بزرگان کا خصوصیت سے اہتمام ہوتا ہے۔

حضرت شاہ محمد سبطین شاہجہانی صاحب نے سلسلہ عالیہ کے تعارف اور مریدین کی تربیت کے مختلف کتابیں اور پمفلٹ چھپوانے کا سلسلہ بھی جاری کیا ہوا ہے، جس سے اہل سلسلہ کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

2008ء میں صدر پاکستان نے آپ کی تحریری مساعی جمیلہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے آپ کو صدارتی ایوارڈ سے نوازا ہے، جو سلسلہ صابریہ کے لئے باعث اعزاز ہے۔

اپنے مرشد کامل کی خواہش کی تکمیل کے لئے D-18 اسلام آباد میں ایک قطعہ زمین (ایک کنال ۵ مرلے) حاصل کر کے مدرسہ شمس العلوم اور خانقاہ عالیہ چشتیہ صابریہ جعفریہ رحمانیہ کی تعمیر کا آغاز شروع کر دیا ہے۔۔

آپ کے ساتھ فقیر راقم الحروف کی بہت یاد اللہ ہے فقیر کی دعوت پر ہمیشہ مع احباب تشریف لا کر عرس کی محفل کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت میاں محمد خلیل الرحمٰن شاہ چشتی صابری باقری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مجسمہ کمالات وحسنات، منبع فیوض و برکات، جمال معرفت و کمال حقیقت، صاحب کشف و کرامات، خورشید ولایت، پیکر شوکت و جمال، آئینہ جلال و جمال حقانی، عالم ربانی، مرشد لاثانی، مخزن اخلاق کریمانہ حضرت میاں محمد خلیل الرحمٰن شاہ چشتی صابری قادری باقری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب نور توحید وتفرید ہیں۔

جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے والد گرامی شیخ العصر پیر طریقت امیر شریعت حضرت حافظ عبید الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پیرومرشد حضرت خواجہ احمد حسین شاہ چشتی صابری مرادآبادی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا حافظ صاحب اس بچے کا خصوصی خیال رکھنا۔ ان کی تعلیم وتربیت میں کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے۔

چنانچہ جب آپ کی عمر عزیز چار برس کی ہوئی تو آپ کے والد گرامی نے آپ کو وقت کے ولی کامل حضرت علامہ مولانا بشیر احمد قادری بریلوی کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ شفیق استاد کی محنت اور خصوصی توجہ سے آپ نے نہ صرف پرائمری تک تعلیم مکمل کی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ بوستان گلستان اور دیوان حافظ اور مثنوی شریف ازبر کر لی۔

اس کے بعد آپ نے بدایوں سے میٹرک مکمل کی اور علی گڑھ یونیورسٹی سے آپ نے گریجویشن مکمل کی۔ دوران تعلیم معروف ادیب وشاعر شکیل بدایونی چھٹے درجے سے کلاس فیلو چلے آرہے تھے۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے رائل ایئر فورس میں شمولیت اختیار کر لی۔ جنگ عظیم دوم میں آپ کا تبادلہ میڈل ایسٹ میں مختلف جگہوں پر ہوا۔ سب سے زیادہ آپ بغداد شریف میں رہے۔ اس دوران آپ حضرت پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی السید نا الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار فیض گہربار پر حاضری دے کر نہ صرف اپنی تشنگی دور کرتے رہے بلکہ اُن کی روحانی فیوض و برکات سے بھی مالا مال ہوتے رہے۔ سروس کے دوران آپ نے مختلف اسلامی ممالک میں قیام کے دوران وہاں کے بزرگان دین اور مقامات مقدسہ کی حاضری دیتے رہے اور ان کے فیوض و برکات سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ جنگ کے خاتمے کے بعد جب واپس تشریف لائے تو اُس وقت تحریک پاکستان اپنے عروج پر تھی آپ نے ایئر فورس کو خیر باد کہہ دیا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ ڈھاکہ تشریف لے گئے وہاں سے کراچی تشریف لے آئے کراچی میں جناب حسین شہید سہروردی سے زیادہ تعلق رہا۔ کراچی میں آپ نے مہاجرین کی آبادکاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مگر آپ نے اپنایا اپنے خاندان کے کسی بھی فرد

کے نام کوئی کلیم داخل نہیں کرایا۔

اس دنیوی مصروفیت کے سبب آپ کی روحانی تشنگی بڑھتی گئی۔ اس لئے کہ والد گرامی تقسیم برصغیر کے وقت انڈیا میں ہی رہ گئے تھے جس کی وجہ سے آپ کو روحانی طور پر کمی محسوس ہونے لگی۔

۱۹۵۶ء میں آپ راولپنڈی اپنے خالو کی عیادت کے لئے کراچی سے تشریف لائے تو آپ نے اپنے خالو سے اپنی روحانی تشنگی کا ذکر کیا۔ چونکہ آپ کے خالو بھی صاحب نظر بزرگ تھے۔ انہوں نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا کہ خدا بہتر کرے گا۔ اسی قیام کے دوران عید میلاد النبی ﷺ کا دن آ گیا۔ اس دن راولپنڈی کے عظیم روحانی صوفی بزرگ حضرت میاں فضل الرحمٰن شاہ چشتی صابری قادری باقری کے آستانہ پر حضور مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس مقدس شروع تھا۔ آپ اپنے خالو کے ہمراہ حضرت میاں شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے آستانہ پر پہنچے۔ پہلے میلاد میں شرکت کی بعد ازاں تمام رات محفل سماع میں گزاری۔ وہاں پر آپ کو اپنے والد گرامی اور ان کے پیر خانے مراد آباد کا روحانی کیف اور منظر نظر آیا۔

لہٰذا آپ نے اسی موقع پر حضرت شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابری قادری باقری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بیعت کی درخواست کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ باقریہ میں حضرت شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابری باقری کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور تکمیل مجاہدات ومنازل سلوک کے بعد ۱۹۶۴ء مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت سے نواز کر سرفراز وممتاز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔ مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کے چند ماہ بعد ہی آپ کراچی سے نقل مکانی کر کے راولپنڈی تشریف لے آئے۔

والد گرامی کی پاکستان آمد اور دستار سجادگی وخلافت ☆: مرشد کامل کے دست مبارکہ پر شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد آپ نے اپنے والد گرامی کو بریلی شریف خط لکھ کر اپنے تمام حالات وواقعات سے آگاہ کیا۔ تو آپ کے والد گرامی نے مسرت کا اظہار اس طرح کیا کہ ۱۹۶۶ء میں بریلی شریف سے پاکستان راولپنڈی تشریف لائے اس وقت ان کی عمر شریف ۸۲ برس تھی۔ تشریف لا کر انہوں نے جب اپنے ہونہار صاحبزادے کے شب وروز اور معمولات کو دیکھا تو خوش ہو کر دعاؤں سے نوازا۔ اس دوران آپ اپنے والد گرامی کو لے کر اپنے شیخ کے آستانے پر تشریف لے گئے بعد ملاقات آپ کے والد بزرگوار نے آپ کے شیخ طریقت سے مشورہ کرنے کے بعد اپنے جملہ تمام سلاسل طریقت سے خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور آپ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا۔

سیرت وکردار ☆: آپ دنیاوی اور دینی تعلیم سے مکمل طور پر آراستہ اور ظاہری و باطنی علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ شریعت وطریقت کے تمام مسائل ومعاملات سے بخوبی آگاہ تھے۔ شریعت وطریقت کی پاسداری آپ کا خاصہ تھا۔ پوری زندگی میں خلاف شریعت کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا۔ عبادت وریاضت مجاہدہ وسلوک میں یکتائے زمانہ تھے۔ سادگی آپ کا خصوصی وصف تھا۔ آپ کی پوری زندگی اپنے قول وفعل سے مطابقت رکھتی ہے۔ تمام زندگی رزق حلال کے لئے خود محنت کی اور اپنے زیر کفالت

افراد کو رزق حلال کما کر کھلاتے رہے۔ وضع قطع، لباس، وخوراک اور معمولات زندگی میں ہمیشہ سادگی کو اپنایا۔ گفتگو میں اگرچہ نرمی ہوتی تھی مگر گفتگو بہت پختہ اور علمی ہوتی۔ اگر کبھی کسی کو کوئی مسئلہ سمجھانا مقصود ہوتا تو بڑے ہی احسن انداز میں اصلاح فرماتے کبھی کسی کا دل نہیں توڑا اور نہ ہی کسی کو مایوس لوٹایا۔ آپ صبح سے لے کر شام اور شام سے لے کر پھر اگلی صبح تک ہمہ وقت مصروف رہتے۔ ہر کام کو اپنے وقت پر انجام دیتے تھے۔ اپنے معمولات اور معاملات میں کبھی کوتاہی نہ ہونے دی۔ کبھی کسی عرس کی تقریب میں اگر تشریف لے جاتے تو گھر واپس تشریف لا کر اپنے معمولات پورے فرما کر آرام فرماتے اور پھر صبح صادق سے قبل تہجد اور اوراد و وظائف مکمل کر کے نماز فجر ادا فرماتے۔ کچھ دیر آرام فرما کر اشراق پڑھ کر اپنے روزگار پر تشریف لے جاتے مگر دیکھا یہ بھی گیا ہے کہ اپنے روزگار اور دنیاوی معاملات کو ہاتھ سے انجام دیتے مگر زبان اور دل یاد خدا میں مصروف ''ہتھ کار ولے دل یار ولے'' کے مصداق ہوتے تھے۔ آخری عمر بلکہ آخری دن تک اپنے ہر معاملہ پر مکمل دسترس رکھے ہوئے تھے اگرچہ عمر شریف کافی ہوگئی تھی مگر باوجود اس کے پورے اعتماد سے ڈیوٹی اور معمولات انجام دیتے رہے۔ آپ انتہائی خلیق وشفیق اور مہربانی اور پیار و محبت کا مجسمہ تھے۔ گفتگو فرماتے تو معلوم ہوتا تھا کہ منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔

آپ کی علمی ودینی خدمات ☆: ۲۷ رجب المرجب شریف بمطابق ۷ ستمبر ۱۹۷۲ء کو حضرت قبلہ مرشدی شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابری باقری علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہوا۔

اور ۱۲ رمضان المبارک بمطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو آپ کے والد گرامی حضرت حافظ عبیدالرحمٰن شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا بریلی شریف میں وصال باکمال ہوا۔ تو آپ پر دونوں طرف کی ذمہ داریوں کا بوجھ آن پڑا۔

ادھر آپ کے مرشدزادے اور دربار باقریہ واہ کینٹ کے سجادہ نشین میاں انوارالاسلام صدیقی صاحب نے آپ کو آپ کے پیرو مرشد کی جگہ دستار اور آستانہ باقریہ کی خدمات بھی آپ کے سپرد کر دیں۔ جس کو آپ نے بحسن وخوبی سرانجام دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں اول ذکر جمیل، (دوم) آداب مریدین چھپ چکی ہیں۔ جبکہ دیگر کتابوں کی تفصیل فقیر راقم الحروف کے علم میں نہ ہیں اور یہ دونوں فقیر کے کتب خانے میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ فقیر راقم الحروف کے علم میں یہ بات موجود ہے کہ آپ نے مرزائیوں کی جماعت کے اس وقت کے سربراہ مرزا طاہر قادیانی سے ختم نبوت کے مسئلہ پر تحریری مناظرہ بھی کیا ہے۔

چونکہ فقیر راقم الحروف سے اچھی شناسائی تھی بڑی ہی شفقت ومحبت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ فقیر آپ کے در دولت برنی سٹریٹ نزد قصائی چوک ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی میں معمول کی ملاقات کی غرض سے گیا۔ تو آپ نے وہ تمام خطوط اور تحریریں جو مرزا طاہر نے آپ کو لکھے تھے۔ اور وہ تمام خطوط اور جوابی تحریریں جو آپ نے مرزا طاہر کے جواب میں لکھی تھیں کی نقل فقیر کو دکھائی۔ جو ہمارے لئے بہت بڑا علمی سرمایہ ہے۔ کاش کہ ان کے سجادے یا صاحبزادے اُس تمام کو کسی اہل علم سے ترتیب دلوا کر اگر کتاب کی شکل میں شائع کر دیں تو علمی دنیا میں مرزائیت کے توڑ کے لئے نئے باب کا اضافہ اور ملت اسلامیہ پر بہت بڑا احسان عظیم ہوگا۔

آپ جس سوچ اور فکر اور نظر عمیق کے مالک تھے اس سے فقیر راقم الحروف کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کے علاوہ بھی کچھ

تصانیف مرتب کی ہوں گی۔ جن میں سے ایک کتاب جو سماع کے بارے میں ہے دوسری حضور غوث اعظم کے ۲۷ خطوط۔ مکتوبات غوثیہ کتابی شکل میں موجود ہونے کا علم ہوا ہے۔ اس طرح اور بھی امکان ہے۔ آپ کے دو فتوئے ایک تو مرزائیوں کی اذان دینے سے متعلق دوسرا قادیانیوں کی طرف سے مسجد کا نام استعمال کرنے کے بارے ہے۔ یہ دونوں فتوے صوبہ سرحد کے معروف مدرسے اکوڑہ خٹک کے ماہنامہ الحق میں بھی چھپ چکے ہیں۔

آپ نے حکومت وقت کو اپنے فتوؤں کی بدولت قادیانیوں کو اذان دینے سے روکنے اور مسجد کا نام استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ جس پر حکومت وقت نے نہ صرف غور و فکر کیا بلکہ اس پر فوری عمل درآمد کرتے ہوئے ایک سرکاری سرکولر کے ذریعے حکم نامہ جاری کر دیا کہ آج کے بعد مرزائی قادیانی اذان نہیں دیں گے۔ اور نہ ہی اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دیں گے۔ بلکہ مرزائی مسجد کا نام استعمال کرنے کی بجائے اپنی عبادت گاہ کا نام بیت الحمد کے نام سے رکھیں گے۔

حضرت قمر المشائخ سے آپ کا تعلق ☆: آپ سال میں دو مرتبہ حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہاں عرسوں میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ان میں ۱۶/ ۱۵ شوال کے عرس میں خاص طور سے تشریف لا کر رونق محفل بنتے تھے۔ آپ حضرت قمر المشائخ کا دل سے احترام کرتے تھے اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت قمر المشائخ کا آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ فضل الرحمٰن صابری باقری اور حضرت پیر باقر شاہ صاحب صابری علیہ الرحمۃ سے بھی ایک خاص تعلق تھا اسی طرح حضرت قمر المشائخ بھی آپ کو نہایت ہی عزت و احترام سے دیکھتے اور اپنی جگہ بٹھاتے تھے۔ اسی طرح آپ کبھی کبھی لنڈا بازار میں صوفی حبیب الرحمٰن چشتی نظامی جو کہ آج کل دھرم پورہ لاہور میں مقیم ہیں کہ گھر حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے عرس میں شرکت فرماتے تھے۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال دس ربیع الاول ۱۴۱۵ء بمطابق ۱۹ راگست ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر ہوا۔ گیارہ ربیع الاول شریف بروز ہفتہ آپ کو خانقاہ چشت نگر لوہی بھیر فیض آباد سے روات کی جانب جاتے ہوئے ہائی وے میں دفن کیا گیا۔ مزار پُر انوار خانقاہ چشت نگر لوہی بھیر ضلع اسلام آباد فیض آباد، روات ہائی وے پر مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں ہر سال آپ کا سالانہ عرس مبارک مورخہ گیارہ، بارہ، تیرہ ربیع الاول شریف کو آپ کے منظور نظر خلیفہ ارشد جناب خلیفہ صوفی ارشد محمود چشتی صابری جو کہ آپ کے محرم راز اور دیرینہ خدام سے ہیں تمام عمر اپنے شیخ کے ساتھ اور ان کی اتباع میں گزاری۔ ان کی نگرانی میں نہ صرف عرس مبارک بلکہ سلسلہ عالیہ کے دیگر تمام معاملات بھی وہی بحسن و خوبی سرانجام دیتے ہیں۔

جناب خلیفہ ارشد محمود صابری صاحب بڑے ہی خلیق اور مہربان و مہمان نواز شخصیت کے مالک ہیں، اپنے مرشد کے جاننے اور ماننے والوں کی دل و جان سے قدر کرتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف سے خصوصی تعلق رکھتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

منقبت در شان

حضرت صوفی منظور احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ

صبح دم اٹھ کر کہوں منظور احمد صابری
تورے نام کی سمرن جپوں منظور احمد صابری

صورت تیری سیرت تیری نقشہ تیرا چہرہ تیرا
من کے مندر میں رکھوں منظور احمد صابری

شیام مورے آو ذرا انگنا مورے مرلی بجا
سر تورے چرنن میں دھروں منظور احمد صابری

تجھ بن میرا اب کون ہے جیا مورا بے چین ہے
دکھ اپنا میں اب کس سے کہوں منظور احمد صابری

صابری گھاٹ پر الا اللہ کی ضرب پر
میلا من اجلا کروں منظور احمد صابری

ازقلم: خلیفہ محمد الیاس صابری لاہ

حضرت صوفی منظور احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، مرد حقیقت آگاہ، شہباز میدان طریقت و معرفت، منظور المشائخ حضرت صوفی منظور احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ نمونہ سلف صالحین ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۱۶ء کو نرائن گڑھ ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا کے جٹ گھرانے میں ہوئی۔ جب سن شعور کو پہنچے تو سکول میں دنیاوی اور مسجد میں مذہبی تعلیم کی غرض سے داخل ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم نرائن گڑھ میں ہی حاصل کی بعدازاں ٹیکنیکل تعلیم انبالہ میں حاصل کی۔

بیعت و خلافت ☆: ۱۹۳۷ء کے قریب آپ سراج السالکین، برھان الواصلین حضرت پیر صوفی قدرت اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بیعت سے مشرف ہوئے اور عرصہ دراز تک ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے رہے۔ جس کی بدولت آپ کا سینہ نور عرفان سے لبریز اور کملی والے آقا علیہ السلام کے عشق کا سمندر آپ کے سینے میں موجزن ہوگیا اور سلطان الاولیاء حضرت سیدنا مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کی محبت آپ کے دل میں گھر کرتی گئی پھر کیا تھا ہر سال کلیر شریف کی حاضری آپ کا مقدر بن گئی اور کلیر شریف میں حضور مخدوم پاک کے دربار پر حاضری کے وقت دل سے ایک ہی آواز نکلتی تھی۔

حضور آپ سلامت رہیں کمی کیا ہے　　　میں کیا بتاؤں تمنائے زندگی کیا ہے

نرائن گڑھ سے انبالہ چھاؤنی میں ورود مسعود ☆: تقسیم ہند سے قبل اگرچہ آپ کا آبائی علاقہ نرائن گڑھ ضلع انبالہ تھا اور آپ چونکہ ایک کھاتے پیتے اور کاروباری خاندان اور متمول گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ اپنی کاروباری مصروفیت کی بنا پر نرائن گڑھ سے انبالہ چھاؤنی تشریف لے آئے تھے اور وہیں پر رہائش رکھی اور لکڑی اور دھات کے کاروبار میں مصروف ہو کر اپنے اہل خانہ کے لئے رزق حلال کے لئے کوشاں رہے اس کے ساتھ ہی اپنے شیخ کے طریقہ پر عمل پیرا ہو کر درویشوں کی خدمت و عظمت اور ان کی صحبت اختیار فرماتے۔ اپنے شہر اور گردونواح میں خواجگان کے عرسوں کی تقاریب میں بھی شرکت فرماتے۔

آپ چونکہ زمیندار طبقہ سے متعلق تھے اس بنا پر انسانوں سے پیار تو تھا ہی مگر جانوروں پر بھی خصوصی شفقت فرماتے ان کے

دھوپ چھاؤں صفائی کھانے پینے کا خصوصی خیال فرماتے تھے۔

پاکستان کے لئے ہجرت اور ملتان میں قیام ☆: ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے آپ ملتان تشریف لے آئے۔ آپ کے پیرومرشد حضرت میاں صوفی قدرت اللہ شاہ نے مدینۃ الاولیاء ملتان کی روحانی سرزمین پر آپ کو دستار خلافت سے نوازا اور صاحب ارشاد فرما کر آپ کو اپنا خلیفہ اکبر۔ بلکہ اول وآخر مقرر فرما کر سرفراز فرما۔

منظور احمد سے منظور المشائخ ☆: آپ کے پیرومرشد حضرت صوفی میاں قدرت اللہ شاہ علیہ الرحمۃ آپ سے خصوصی شفقت ومحبت فرمایا کرتے تھے۔ اس کی دو وجہ تھیں۔ اول یہ کہ حضرت کے ہاں اولاد نہ تھی۔ انہوں نے آپ کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا جو کہ تمام مریدین وخلفاء میں آپ کا خصوصی امتیاز تھا۔ آپ نے بھی مثلِ بیٹا اس انداز سے خدمت کی کہ مرشد کامل تمام معاملات میں آپ کو آگے رکھتے ہر شخص سے فرماتے میرے بیٹے منظور احمد سے بات کرو۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ نے مرشد کامل کے دست مبارک پر بیعت اختیار کرنے کے بعد اپنے تمام اختیارات ختم کر کے ہردم رضائے جاناں کا مصداق بن گئے یک سرمو بھی مرشد کے کسی حکم میں کوتاہی تو الگ بات بلکہ اس میں تاخیر بھی نہ ہونے دی جیسا حکم ملتا گیا ویسے ہی فوراً تعمیل ہوتی گئی۔ اور یہی وجہ تھی کہ حضرت میاں قدرت اللہ شاہ علیہ الرحمۃ اپنے پاس آنے والے تمامی احباب گرامی اور علمائے کرام مشائخ عظام سے وجد میں آ کر اکثر فرمایا کرتے تھے۔ منظور میرا منظور نظر ہے اور کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے میرا اول بھی منظور آخر بھی منظور ہے یعنی میری زندگی میں بھی اور میرے بعد بھی تمام معاملات میں میرا اول وآخر صوفی منظور احمد ہی ہے۔ اور یہ مرشد کامل ہی کی نظر عنایت ومحبت وشفقت اور ولایت کا تصرف ہے حضرت قدرت اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے زمانہ حیات کے مشائخ وعلماء اور بعد کے تمام حضرات علمائے کرام مشائخ عظام آپ کو منظور المشائخ کے نام سے پکارتے اور یاد کرتے ہیں۔

نوٹ ☆: حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی سلطان المشائخ زری زربخش علیہ الرحمۃ کے دربار کے سجادہ نشین جب پاکستان کے دورے پر تشریف لائے تو آپ کی دعوت پر اوکاڑہ میں آپ کے مرشد کے دربار پر بھی تشریف لائے تھے اور عرس کی بڑی مجلس میں آپ کو منظور المشائخ کے اعزاز سے نوازا تھا۔

سلسلہ عالیہ کی خدمات ☆: مدینۃ الاولیا ملتان میں جب آپ کو دستار خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد کیا گیا تو ملتان میں ہی آپ نے سلسلہ عالیہ کی ترویج، اشاعت کا آغاز کر دیا۔ بعد ازاں مرشد کامل کے حکم سے رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں مستقلاً سکونت اختیار کر کے دیپالپور چوک اوکاڑہ شہر محلہ غازی آباد میں ایک قطعہ زمین پر آپ نے مدرسہ چشتیہ اور مسجد اور خانقاہ کی بنیاد ۲۲ مئی ۱۹۵۶ء میں رکھی اور سلسلہ طریقت کا اس انداز سے کام شروع کیا اوکاڑہ کے شرق وغرب تو کیا پورے ملک طول وعرض میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ، بھیکھیہ، حافظیہ کی شاخیں قائم ہوگئیں۔ اوکاڑہ، لاہور، ملتان، کامونکی، گوجرانوالہ، شکر گڑھ، فیصل آباد، سیالکوٹ، بہاولنگر، بہاولپور، کراچی، سانگھڑ، راولپنڈی، اسلام آباد، صوبہ سرحد پشاور اور دیگر اضلاع میں آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں اپنے دست مبارک سے ۳۲ کے قریب حضرات کو دستار خلافت سے سرفراز فرمایا۔ جو اپنے اپنے علاقے میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام

دے رہے ہیں۔

وصال باکمال ☆: مورخہ ۲صفر ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۹۹۵ءکو طویل علالت کے بعد ۷۸ برس کی عمر میں آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزارپُرانوار آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ محلّہ غازی آباد نزد دیپالپور چوک اپنے مرشد کے پہلو میں مرجع خاص و عام ہے۔ اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نورِایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں بارہا پاکپتن شریف میں واقع صابری ڈیرہ پر آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا ہے۔ جبکہ بعداز وصال تادم تحریر ۲ مرتبہ آپ کے عرسوں میں اور کئی مرتبہ اس کے علاوہ بھی آپ کے دربار میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین خلیفہ اکبر وسجادہ نشین پیکر اخلاص ومحبت صوفی باصفا درویش یگانہ پیر طریقت صاحبزادہ سعید احمد صابری اس خانوادہ کے سالار رہبر وراہنما ہیں۔ جو ایک پڑھے لکھے زیرک سمجھدار، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ظاہری و باطنی صلاحیتوں سے مرصع شخصیت ہیں بڑے ہی تحمل و بردباری سے آستانہ عالیہ اور سلسلہ عالیہ کے کام میں جانفشانی سے مصروف عمل رہے، اب ریٹائر ہونے کے بعد پوری توجہ دربار شریف اور سلسلہ سے منسلک احباب پر صرف کیے ہوئے ہیں۔ ان کے ہمراہ ان کے تمام برادران جن میں صاحبزادہ بختیار احمد صاحبزادہ فضیل احمد اور دیگر برادران اپنی اپنی ہمت کے مطابق سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف اور آپ کے جلائے ہوئے چراغ کو روشن کیئے ہوئے ہیں۔

جناب صاحبزادہ پیر سعید احمد صابری صاحب مدظلہ بڑے ہی ملنسار اور مہمان نواز وحلیم الطبع اور درویش صفت اور دھڑے باز شخص ہیں علم اور اہل علم سے محبت ان کے رگ وریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ تمام مشائخ وعلماء حضرت صاحبزادہ صاحب کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

فقیر کا آپ کے آستانہ اوکاڑہ اور لاہور والے گھر میں آنا جانا اکثر رہتا ہے جبکہ آپ بھی فقیر کی دعوت پر کئی مرتبہ عرس فیض الملت وبڑی گیارہویں شریف میں شرکت کے لئے راولپنڈی تشریف لا چکے ہیں اس کے علاوہ راولپنڈی اسلام آباد آمد کے موقع پر بھی آپ اکثر غریب خانے پر تشریف لاتے رہتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت صوفی مبارک علی اوج چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی با صفاء، مرشد لاثانی، عارف ربانی، شیخ العصر، حضرت صوفی مبارک علی اوج چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آفتاب نور توحید ہیں۔ آپ انتہائی نیک سیرت و باکردار پابند عبادت وریاضت اور زہد وتقویٰ میں بے مثال تھے۔ پوری زندگی اپنے اسلاف کے اصولوں پر کاربند رہے۔ آپ رہنے والے موضع بروملہی ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔

مرشد کامل حضرت عارف باللہ خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تو آپ سیالکوٹ چھوڑ کر کالے کی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد میں اپنے مرشد خانے تشریف لے آئے اور ہیں قیام پذیر ہو کر آستانہ عالیہ ومرشد کامل کی خدمت اور عبادت وریاضت میں مصروف ہو گئے اور مجاہدہ ومنازل سلوک کی تکمیل میں مصروف رہے۔ آپکے مرشد کامل حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد آپکے دادا مرشد حضرت شاہ مولانا محمد اسماعیل زبخ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے ایک خط کے ذریعے آپکے پیر بھائی حضرت خواجہ صوفی فقیر محمد ملتانی چشتی صابری کو حکم دیا کہ صوفی مبارک علی اوج کو اپنے مرشد کی طرف سے خرقہ خلافت عنایت کردو۔

چنانچہ حسب الحکم حضرت صوفی فقیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپکو اپنے مرشد کی طرف سے خرقہ خلافت عنایت فرما کر سرفراز و ممتاز فرمایا۔ حصول خلافت کے بعد آپ کالے کی منڈی سے علی پور چٹھہ تشریف لے گئے۔ وہاں طبعیت نہ لگی تو بالا آخر کوٹ مومن ضلع سرگودھا تشریف لے گئے اور وہاں پر خانقاہ قائم کر کے مخلوق کی رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دینا شروع کیا اور سلسلہ عالیہ کی ترویج اور اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ لاتعداد افراد نے آپکے دست حق پرست پر بیعت کی اور بہت سے لوگوں کو آپ نے خرقہ خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد کیا۔ جن میں آپ کے خلیفہ جناب صوفی منصب علی صابری جنکا وصال ہو گیا (۲) جناب صوفی محمد افسر چشتی صابری ظاہر پیر تحصیل خانپوال (۳) جناب صوفی محمد یاسین صابری کالیکی منڈی (۴) جناب خلیفہ صوفی محمد علی محصور چشتی صابری لاہوری (۵) خلیفہ محمد

خالد صابری ٹنڈو الہ یار سندھ (۶) خلیفہ صوفی محمد سمیع اللہ خان صابری لاہور (۷) خلیفہ صوفی غلام علی جو کہ آپ کے صاحبزادے اور سجادے ہیں کوٹ مومن سرگودھا (۸) خلیفہ غلام حسین چشتی صابری لاہور، گوجرانوالہ کے حضرت صوفی خلیفہ علی جان صابری جو کہ حقیقتاً سلسلہ عالیہ کی جان ہیں اور گوجرانوالہ میں ان کا سلسلہ اپنے عروج پر ہے۔ کے علاوہ بے شمار مرید ہیں اور بہت سے خلفاء سلسلہ عالیہ کی رشد ہدایت میں مصروف ہیں۔ آپ کا سلسلہ تا حال جاری وساری ہے۔ ہر سال آپکا سالانہ عرس مبارک کوٹ مومن ضلع سرگودھا میں منایا جاتا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ بروز بدھ بمطابق ۱۹۹۶ء میں ہوا۔ مزار پرانور کوٹ مومن ضلع سرگودھا میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے صاحبزادے صوفی غلام غلام علی صابری سجادہ نشین ہیں جو کہ بڑے احسن انداز میں دیگر خلفائے کے مشورے اور تعاون سے سلسلہ عالیہ کی خدمت میں مصروف ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر صوفی کرامت علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صاحب کشف وکرامت، واقف اسرار رموز حقیقت حضرت پیر سیّد صوفی کرامت علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نمونہ سلف صالحین ہیں۔

آپ کے آباؤ اجداد زمیندار تھے اور بڑی عسرت کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے۔ آپ کو جب طلب حق ہوئی تو مرشد کامل کی تلاش میں بھیرہ شریف ضلع سرگودھا پہنچے اور حضرت صوفی سید رحمت علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا جمال جہاں آرا دیکھ کر گرویدہ ہو گئے اور انہی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اگرچہ آپ بہت بڑے زمیندار گھرانے سے متعلق تھے مگر تمام اسائش وآرام چھوڑ کر فقر کو اپنایا اور مرشد کے بتائے ہوئے اوراد ووظائف اپنے گاؤں رام چونترہ کے سامنے ایک جگہ کو منتخب کر کے عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔

آپ اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں ہمہ وقت موجود بلکہ سفر وحضر میں بھی ان کے ہمراہ رہتے تھے۔ اس دوران آپ نے اپنے پیر ومرشد سے تمام اسلوب طریقت سیکھے۔ آپ اپنے مرشد کی اداؤں پر قربان ہوئے جاتے تھے۔ آپ کے پیر ومرشد حضرت پیر سید رحمت علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے وہ مرید وخلیفہ حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ گنگوہی کے تھے۔

سید رحمت علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ بہت بڑے زمیندار خاندان کے چشم وچراغ تھے مگر وہ تارک الدنیا ہو گئے تھے اس طرح آپ بھی اپنے شیخ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تمام آرام وسکون کو چھوڑ کر تارک الدنیا ہو کے رہ گئے تھے اور مرشد کی ذات میں فنا کے درجہ پر فائز تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ کے مرشد کامل کا وصال باکمال ہوا تو آپ پر دنیا تاریک ہو گئی۔ کہیں بھی دل نہ لگتا تھا۔ ہر وقت چمٹا ہاتھ میں اٹھائے بجاتے رہتے اور اس کی دھن میں مگن رہتے تھے۔ مرشد کامل کے وصال کے بعد اپنے دادا مرشد حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اکثر حاضری دیتے کہ دل کو تسکین مل جائے۔ حضرت مخدوم سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس مبارک دادا مرشد کے آستانہ پاک کالیکی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد میں تمام ہمراہیوں پیر بھائیوں اور عقیدت مندوں کے ہمراہ تشریف لا کر شرکت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ اکیلے ہی کالیکی منڈی تشریف لائے تو دادا مرشد حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے

دیکھا کہ صوفی کرامت علی صابری اس مرتبہ اکیلے ہی عرس میں تشریف لائے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کی نظر کیمیا اثر نے فوراً پہچان لیا کہ ان کے دل میں ہجر یار کے شعلے بلند ہیں اور طبیعت میں بیقراری ہے کہ قرار آنا ناممکن ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور آپ کو پینے کے لئے پانی دیا۔ پانی پیتے ہی آپ کی طبیعت میں یک لخت انقلاب آ گیا اور طبیعت کی بیقراری دور ہوگئی اور سینے میں جو آگ بھڑک رہی تھی وہ سرد ہوگئی۔ جب ہوش میں آئے تو دادا مرشد کے قدموں میں گر گئے رقت طاری ہوگئی جس کی بنا پر حالت دیدنی تھی۔

حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو سینے سے لگا کر پیار کیا۔ اور ایک وظیفہ بتا کر ارشاد فرمایا اب جاؤ اور رام چونترہ میں اسی جھگی میں بیٹھ کر چلہ مکمل کرو جب کام مکمل ہو جائے تو سیدھے میرے پاس کالیکی منڈی آ جانا۔ آپ نے اوراد و وظائف اور چلہ مکمل کیا اور اپنے دادا مرشد کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے آپ کو دستار خلافت سے نواز کر سرفراز کیا اور فرمایا کہ جاؤ اپنے علاقہ رام چونترہ تحصیل و ضلع خانیوال میں بیٹھ کر رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دو۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت صوفی عمر دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار آپ کے دربار کے ساتھ ہی موجود ہے، حضرت صوفی عمر دین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ صوفی رئیس احمد صابری آج کل دربار کے سجادہ نشین ہیں جو انتہائی لگن سے اپنے مرشد اور دادا مرشد کے مزارات اور سلسلہ عالیہ کی خدمت کر رہے ہیں۔

خلیفہ صوفی رئیس احمد صابری صاحب اپنے پردادا مرشد کے دربار چشتیہ صابریہ صدیقیہ کالے کی منڈی ضلع حافظ آباد سے مسلسل رابطے میں ہیں اور دربار عالیہ پر موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحب زادہ پیر جمیل اختر صابری صدیقی مدظلہ العالی سے بھی رابطے میں ہیں۔ اور صاحبزادہ پیر جمیل اختر صابری صاحب مدظلہ العالی بھی دربار حضرت کرامت شاہ صابری کی سرپرستی فرماتے رہتے ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار موضع رام چونترہ تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آپ کا عرس مبارک ۱۴ شعبان کو ہر سال منایا جاتا ہے جبکہ ۱۲۔۱۳ ربیع الاول شریف کو عرس حضرت مخدوم پاک کا عرس اور حضرت پیر سید رحمت علی شاہ منایا جاتا ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت حکیم وزیرالدین آصف چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف کامل، حکیم ملت صابریہ، شیخ العصر، پیر طریقت حضرت حکیم وزیرالدین آصف چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کاملین سے ہوئے ہیں۔

آپ ماہ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ بمطابق ۲۱ جون ۱۹۱۷ء بروز جمعرات حکیم شہاب الدین چشتی نظامی کے گھر محلہ سید کبیر جالندھر انڈیا میں پیدا ہوئے۔

اسلامیہ ہائی سکول نزد بستی مٹھو صاحب جالندھر سے آپ نے میٹرک پاس کیا اور اسکے بعد پروفیسر انوارالحق شیرکوٹی فاضل دیوبند، ماسٹر وزیر علی خان، مولوی نبی بخش مرحوم، ماسٹر علی گوہر، ماسٹر سلطان علی خان، قاری محمد کامل، مولوی محمد شعیب، مولانا عمادالدین شیرکوٹی سے علمی استفادہ کیا۔

بیعت و خلافت☆: قصبہ ہردو تھلہ ضلع ہوشیار پور میں حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری علیہ الرحمۃ ہر سال ۱۶ مئی کو اپنے پیران عظام کا عرس کروایا کرتے تھے۔

۱۹۳۸ء میں آپ جالندھر سے سید انور علی شاہ جالندھری کی معیت میں عرس پاک میں شرکت کے لئے گئے تو وہاں حضرت خواجہ دیوان محمد صابری کے پیرو مرشد حضرت خواجہ حافظ کرم بخش صابری کے صاجزادے میاں دولت علی صابری علیہم الرحمۃ بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

آپ ان تمام بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوئے اور عرس مبارک کے اختتام پر ان متذکرہ بزرگوں کو حضرت خواجہ دیوان محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہمراہ الوداع بھی کہنے گئے۔ اس دوران آپ حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو گئے آپ کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے۔

حکیم وزیرالدین آصف صابری مرید و خلیفہ حضرت خواجہ محمد دیوان وہ صابری و مرید و خلیفہ ہیں حافظ کرم بخش صابری ہوشیار پوری کے وہ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ امیر شاہ ٹانڈوی کے وہ مرید و خلیفہ خواجہ جلال الدین ٹانڈوی صابری کے وہ مرید ؤخلیفہ خواجہ محمد افضل صابری ٹانڈوی کے وہ مرید و خلیفہ خواجہ محمد یوسف سر ہندی کے وہ مرید خلیفہ حضرت خواجہ ابوالفتح سنوری کے وہ مرید و خلیفہ خواجہ عبدالقادر سنوری کے وہ مرید و خلیفہ شیخ داؤد گنگوہی صابری کے وہ مرید و خلیفہ شیخ محمد صادق گنگوہی کے وہ مرید و خلیفہ شیخ ابوسعید گنگوہی

کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیھم الرحمۃ اجمعین کے۔

۱۹۴۰ء بمطابق ۱۳۵۹ھ کو آپ کے مرشد کامل حضرت خواجہ دیوان محمد صابری علیہ الرحمۃ کا وصال ہوگیا تو اس کے بعد انکے سجادہ نشین وخلیفہ مجاز واعظم حضرت بابا رستم علی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲ راگست ۱۹۹۷ء بروز اتوار کو ہوا۔ مزار پر انوار بسم اللہ پور چک نمبر ۲۴۸ تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت میاں ولایت حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: کشتۂ عشق ومحبت، تاجدار تصوف، پیکر علم وعرفان، مجسمہ سوز وگداز، فخر چشت اہل بہشت حضرت میاں ولایت حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ والی کلیام اور خطہ پوٹھوار میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بانی حضرت امام الاولیاء حافظ حاجی شریف خان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔

اپنے آباؤ اجداد کی طرح آپ نے بھی دنیا سے کنارہ کش ہو کر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دین کی تبلیغ کے فریضے کو سرانجام دیا۔ تمام زندگی یاد خدا میں گزاری شب وروز یاد خدا میں مستغرق اور خدمت خلق خدا میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب کی مانند ہے جس کے گواہ سینکڑوں افراد ابھی زندہ موجود ہیں۔ خواجگان چشت اہل بہشت کے جواذ کار اوراد و وظائف بالخصوص آپ کے جداعلیٰ اور حضرت شہنشاہ کلیام کے جو بھی معمولات تھے وہ آپ اپنی زندگی میں پورے کرتے رہے کوئی لمحہ یاد خدا سے غافل نہ گزرتا۔ ہمہ وقت اپنے خواجگان کی طریقت پر گامزن رہتے۔ دنیاوی مال ومتاع کی قطعی پرواہ نہ فرماتے۔ سنت رسول اللہ ﷺ کی متابعت اختیار فرماتے صبر کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ فقر وفاقہ میں راضی برضا رہتے۔ جون جولائی کی سخت گرمی کے موسم میں تپتے پتھروں پر لیٹ کر اللہ رب العزت کا ذکر فرماتے تھے۔ آپ اپنی خوراک کے طور پر ستو کو استعمال فرماتے تھے آپ نے اپنی زندگی کے مسلسل 47 سال خدا اور اس کے رسول کے احکام اور خواجگان چشت اہل بہشت کی طریقت اور اپنے آباؤ اجداد کے مشن پر گزاری۔ جس طرح آپ کے جداعلیٰ حضرت حافظ محمد شریف خان نے اپنی اولاد کیلئے کوئی دنیاوی مال ومتاع نہیں چھوڑا تھا۔ اسی طرح آپ نے بھی اپنی اولاد کے لئے کوئی مال ومتاع نہیں چھوڑا ہے۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہائی سادہ مزاج حلیم الطبع اور بڑے ہی خلیق ومہربان شخصیت کے حامل تھے ظاہری بناوٹ دکھلا وا ریاکاری تصنع سے سخت نفرت فرماتے تھے۔ آپ کا ظاہر وباطن ایک تھا کبھی کسی کے بارے میں غلط خیال تک دل میں نہ آنے دیا۔ درگزر آپ کا شعار رہا ہے۔ سخاوت کا یہ حال تھا کہ دروازے پر آنے والا سائل کبھی خالی نہ لوٹایا کچھ نہ کچھ دے کر بھیجتے تھے۔ لنگر وسیع اور

دراز تھا ہر وقت دو چار یا اس سے زیادہ مہمان آپ کے دستر خوان پر موجود رہتے تھے۔ نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تمام عمر فقر و فاقہ اور صبر و رضا میں گزاری دنیاوی مال و متاع اپنے پاس کبھی بھی جمع نہ ہونے دیا۔ شب و روز یاد خدا میں مست الست رہتے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت الحاج مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر مسند پر صاحب ارشاد ہوئے۔ جس وقت آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں داخل ہونے کے لئے الحاج مولوی عبدالستار صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ آپ کے جداعلیٰ کے خلیفہ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اور روحانی جانشین تھے کے ہاتھ پر بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت مولوی عبدالستار صابری کلیامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مریدوں کا مرید ہونا بھی کوئی عقلمندی ہے۔

اس وقت آپ نے عرض کیا جو روحانی خزانہ ہمارے باپ دادا کا آپ کے پاس ہے اس میں سے حصہ لینا چاہتا ہوں۔ تو جواب میں آپ کے پیرو مرشد حضرت الحاج مولوی عبدالستار صابری کلیامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اس بات میں کوئی شک نہیں آؤ میں تمہیں بیعت کرتا ہوں۔ آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو بیعت سے سرفراز فرمانے کے بعد آپ کو خواجگان چشت اہل بہشت کی تعلیم سے آراستہ کر کے جب آپ کو خرقہ خلافت عنایت فرمایا تو اس موقع پر محفل میں موجود کلیام شریف کا ایک شخص کہنے لگا یہ بچہ ابھی نابالغ ہے آپ اس کو خلافت کیوں دے رہے ہیں جبکہ یہ اس کا اہل نہیں ہے۔ تو اس کی بات سن کر حضرت قبلہ مولوی عبدالستار صابری کلیامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ یہ خلافت نہ تیرے باپ کی ہے نہ میرے باپ کی یہ اس کے اپنے باپ دادا کا مال ہے جو میرے پاس امانت تھی میں نے اس کے سپرد کر دی ہے دوسرے کسی کو اعتراض کا کوئی حق نہ ہے۔

جداعلیٰ سے روحانی تعلق ☆: جس زمانے میں آپ کلیام شریف میں قیام پذیر تھے آپ کا یہ مستقل معمول تھا کہ ہر روز صبح نماز فجر سے اپنے جداعلیٰ کے مزار شریف پر حاضری دیتے اور نوافل بھی وہیں ادا کرتے تھے چونکہ بزرگوں نے ورثے میں مال و دولت تو چھوڑا نہیں تھا اس وجہ سے آپ کے گھریلو حالات تنگ دستی کا شکار تھے۔

معمول کی حاضری کے دوران ایک دن آپ نے اپنے جداعلیٰ حضرت حافظ شریف خان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس پر درد بھرے لہجے میں اپنی تنگدستی کا ذکر کیا اور کہا کہ کسی اور کو حال کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

چنانچہ دن گزر رات کو خواب میں حضرت خواجہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حافظ صاحب نے فرمایا کہ میری قبر کے فلاں کونے کی اینٹ کے نیچے سے تمہیں روزانہ خرچے کے لئے اتنی رقم مل جایا کرے گی۔ وہ لے لیا کرو مگر اس راز سے پردہ نہ اٹھانا۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میں روزانہ حسب معمول جاتا نوافل ادا کرتا اور حاضری کے بعد مقررہ جگہ سے وہ رقم اٹھاتا اور خرچ کرتا۔ اسی دوران دیکھتے دیکھتے میرے حالات بدلنا شروع ہو گئے۔ اردگرد کے لوگ اور رشتہ داروں نے پوچھنا شروع کر دیا کہ بتاؤ یہ رقم کہاں سے لاتے ہو تمہارا کوئی ذریعہ معاش بھی نہیں ہے۔ بعض حضرات کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہر وقت ذکر خدا میں مستغرق رہتے ہیں ہو سکتا ہے کیمیا گری کا کوئی نسخہ مل گیا ہو جس کی وجہ سے حالات بدل گئے اسی طرح جتنے منہ اتنی باتیں۔ ایک دن بہت سے لوگوں نے مجبور کیا اور آپ کو گھیرے میں لے کر پوچھنے لگے آخر یہ راز کیا ہے ہمیں کیوں نہیں بتاتے۔ آج تو بتانا ہی پڑے گا۔ بالآخر مجبوراً آپ کو اس راز سے پردہ اٹھانا پڑا۔ جب آپ نے اصل صورتحال سے لوگوں کو آگاہ کیا تو اس کے بعد سے وہ خرچہ ملنا بند ہو گیا۔

اس کے بعد حالات پھر دگرگوں ہو گئے جس کی وجہ سے طرح طرح کے خیالات دل میں آنے شروع ہو گئے۔ بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ راز سے پردہ اٹھانے کی سزا ملی ہے۔ مگر آپ بالکل نہ گھبرائے اور دربار شریف کی مستقل حاضری کا معمول نہ چھوڑا۔

ایک دن آپ نماز فجر سے پہلے دربار شریف میں حاضر تھے کہ حضرت حاجی محمد شریف خان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پوتا مرید جناب کہیہ خان آپ کے سامنے تشریف لائے اور آپ کی حالت زار کو دیکھنے کے بعد کہنے لگے صاحبزادہ صاحب کیوں پریشان ہو۔ کون سا کسی غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑتا ہے تمہارے اپنے دادے کا دربار ہے پھر اپنے دادا سے عرض کرو جس نے پہلے دلوائے تھے وہ اب بھی دلوا دے گا۔ سائیں کہیہ خان کی بات سن کر آپ کو بہت حوصلہ ملا آپ نے پھر اپنے جداعلیٰ کی خدمت میں دوبارہ اپنا حال زار پیش کیا تو جواب ملا کہ اتنی رقم تمہیں دوبارہ کچھ عرصے تک ملتی رہے گی اور پھر اس میں کچھ کمی نہیں آئے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا وہ سلسلہ دوبارہ بحال ہو گیا اور تمام معاملات درست ہو گئے اس کے بعد مقررہ مدت کے بعد رقم ملنا تو بند ہو گئی مگر اس کے بعد آپ کے فرمان کے مطابق دوبارہ تنگدستی کبھی نہیں آئی۔

لاج رکھ لی میری لجپال نے ☆: جیسا کہ اس سے پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ آپ ہر روز بلاناغہ نماز فجر سے پہلے اپنے دادا حضرت حافظ صاحب کے مزار پرانوار پر حاضری کے لئے جایا کرتے تھے۔ ایک دن معمول کے مطابق جب آپ دربار شریف میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ مجاور نے تالا لگایا ہوا ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ میں نے حسب معمول دربار شریف میں حاضری دینی ہے۔ لہٰذا تالا کھولو تو جواب میں مجاور نے کہا کہ تالا نہیں کھلے گا۔ آپ کے دل میں خیال گزرا کہ یہ شخص مجھے میرے دادا کے مزار پر حاضری دینے سے کیسے روک سکتا ہے۔ آپ وہاں سے گھر تشریف لائے اور اپنے برادران چچازاد بھائیوں جناب غلام جیلانی صاحب عبدالکریم صاحب اور اپنے چھوٹے بھائی حضرت میاں محمد یوسف صاحب کو ساتھ لیا اور ساتھ ہی دروازہ کھولنے کے لئے کچھ سامان اور کسی معاملہ سے نمٹنے کے لئے کلہاڑی ڈنڈے ہاکیاں وغیرہ ساتھ لے کر جب دربار شریف میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ مجاوروں نے اپنے تمام رفقاء کو دربار میں جمع کر رکھا

تھا کافی تعداد میں لوگوں کو دیکھ کر آپ کے ساتھ جو احباب گئے تھے وہ بھی مشتعل ہو گئے ان میں سے کسی نے کلہاڑا مارا اور دربار شریف کا تالا توڑ دیا۔ اتنے میں مجاورین کے رفقاء نے آپ کے ساتھیوں پر ڈنڈوں لاٹھیوں سے حملہ کر دیا۔ ایک شخص نے آپ کو سوٹی کی ٹکر ماری جس سے آپ حضرت حافظ شریف خان علیہ الرحمۃ قبر انور پر جا گرے۔ ابھی آپ قبر انوار پر گرے ہی تھے کہ حضرت حافظ صاحب کی قبر مبارک سے آواز آئی۔ او بد بخت ہم نے تیرا کیا نقصان کیا تھا جا دو گھڑیاں اور جی لے۔ اس کے ساتھ ہی قبر مبارک سے ایک بوتل کے کاک کے نکلنے کی آواز آئی جو اس شخص کو لگا۔

اس دوران کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی تھی وہ بھی موقع پر پہنچ گئی۔ پولیس کے خوف سے آپ کے ساتھیوں نے ڈنڈے ہاکیاں کلہاڑیاں حضرت حافظ صاحب کے مزار شریف کا غلاف اٹھا کر اس کے نیچے چھپا دیئے۔ جب پولیس پہنچی تو مجاورین کے لوگوں نے گواہی دی کہ ان کے پاس فلاں فلاں چیز تھی جو انہوں نے مزار کے غلاف کے نیچے چھپا دی ہے۔ جب پولیس نے غلاف اٹھائے تو دیکھا وہاں کچھ بھی نہ تھا لوگوں نے بھی بار بار تلاشی لی مگر وہاں سے کچھ نہ ملا۔ پولیس سمیت تمام افراد حیران و پریشان تھے کہ مزار شریف کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں یہ چیزیں چھپائی جاسکیں۔ اور یہ حضرات دربار شریف سے باہر بھی کہیں نہیں گئے بالآخر وہ چیزیں کہاں گئیں۔
آپ کو چونکہ شدید ضربیں لگیں تھیں اس لئے رفقاء نے آپ کو ہسپتال پہنچا دیا تھا۔ جب آپ ہوش میں آئے تو پولیس ہسپتال میں ہی آپ کا بیان لینے کے لئے پہنچ گئی مگر آپ نے یہ کہہ کر بیان دینے سے انکار کر دیا کہ میرا فیصلہ عدالت میں ہو چکا ہے پولیس اور آپ کے رفقا پریشان تھے کہ ابھی مقدمہ درج نہیں ہوا اور آپ فرما رہے ہیں کہ میرا فیصلہ عدالت میں ہو چکا ہے۔ پولیس افسران نے ہر چند کہا کہ آپ کے بیان نہ دینے سے کیس کمزور ہو جائے گا مگر آپ نے فرمایا کہ میرا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

ابھی آپ ہسپتال میں ہی زیر علاج تھے کہ جس شخص نے آپ کو لکڑی کی ٹکر ماری تھی اور اس کو قبر سے بوتل کا کاک نکل کر لگا تھا اس کے گھر والے اس کو لے کر ہسپتال میں ہی آ گئے اور معافی تلافی کرنے کے لئے عرض کرنے لگے اور کہنے لگے کہ خدا کے لئے اسے معاف کر دیں اس سے غلطی ہو گئی ہے اس کی حالت غیر ہو گئی تھی اور بڑے کرب میں مبتلا تھا آپ نے فرمایا کہ میں کون ہوتا ہوں معاف کرنے والا مجھ سے کیوں معافیاں مانگتے ہو جس نے اس کو سزا دی ہے اس سے جا کر معافی مانگو لیکن چونکہ وقت نکل چکا تھا اور تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

بقول عارف: تیر جستہ باز گرداند زرا

وہ شخص جانبر نہ ہو سکا چند ہی دنوں میں اس کا اسی تکلیف سے انتقال ہو گیا۔ آج بھی کلیام شریف میں اس واقعہ کے چشم دید کافی تعداد میں بزرگ موجود ہیں کہ پولیس کے جانے کے بعد جب آپ کے رفقاء نے اپنے چھپائے ہوئے ڈنڈے، ہاکیاں، کلہاڑیاں جو مزار شریف کے غلاف کے نیچے چھپائی تھیں جو پولیس کو بار بار تلاشی کے باوجود نہیں ملے تھے آپ کے رفقاء کو چادر اٹھاتے ہی مل گئے۔

کلیام شریف سے کھیری مورت آمد☆: حضرت قبلہ مولوی الحاج عبدالستار چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ زیادہ دیر کلیام میں نہ رہے بلکہ جلد ہی وہاں سے ہجرت مکانی کر کے موضع کھیری مورت تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں تشریف لے آئے اور اپنی زندگی کے سنتالیس برس آپ نے اس جگہ پر اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شریعت وطریقت کے چراغ جلائے اور ہزاروں گم کردہ راہوں کو راہ ہدایت دکھلائی۔

آپ کی اولاد☆: اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادے عطا فرمائے۔ سب سے بڑے صاحبزادے محمد عارف، دوسرے بشارت حسین، تیسرے صاحبزادے محمود سلطان ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے جناب صاحبزادہ محمد عارف صابری آپ کے خلیفہ اور جانشین مقرر ہوئے ہیں جو بڑے بلند اخلاق اور سادہ طبیعت کے مالک ہیں بڑی جانفشانی سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۱۸ھ مورخہ ۱۸ر اگست ۱۹۹۸ء کو ہوا نماز جنازہ میں ہر مکتبہ فکر اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ آپ کا مزار فیض آثار موضع کھیری مورت تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ محمد عارف صابری صاحب اپنے بزرگوں کے طریقہ پر قائم رہتے ہوئے سلسلہ عالیہ کی خدمت میں مصروف ہیں، فقیر راقم الحروف پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں، آپ کے صاحبزادے جناب پروفیسر راشد مسعود کلیامی صابری صاحب بھی اپنے بزرگوں کی طرح فقیر کے ساتھ پیش آتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے عزت واحترام کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

منقبت در شان

حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

مرد قلندر پارسا قمر المشائخ صابری
کردار و سیرت بے گماں قمر المشائخ صابری

عالم فقہیہ و زاہد و متقی و نیک نام
وہ راہنمائے کاملاں قمر المشائخ صابری

مظہر نوری کہ ہو تم جانشین بالیقیں
ذات مظہر کے ہیں پر تو قمر المشائخ صابری

سلسلہ صابری کا کہتا ہے ہر اِک فقیر
مخدوم صابر کے ہیں دلبر قمر المشائخ صابری

عارفوں کے پیشوا ہو عاشقوں کے رہنما
موج بحر عاشقاں قمر المشائخ صابری

دین و دنیا میں رہیں گے خوش و خرم شاد و کام
کہلاتے ہیں جو بھی گدائے قمر المشائخ صابری

آج لے ان کی پناہ کل یہ پوچھیں گے وہاں
مقصود کو دیں گے اماں قمر المشائخ صابری

کلام از قلم صاحبزادہ مقصود احمد صابری

حضرت الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: ماہتاب طریقت آفتاب شریعت عالم باعمل مرد قلندر ہمہ اوصاف یگانہ حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری مظہری رحمۃ اللہ علیہ مجسمۂ حسنات و جامع الصفات ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۳۹ھ بمطابق ۳۰ رمضان المبارک یکم شوال ۱۶ جون ۱۹۲۰ء کو محلہ پٹیرامل میرٹھ شہر یوپی انڈیا میں جناب ٹھیکیدار عبدالمجید صابری مرحوم کے گھر ہوئی۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب لوگ عید کا چاند دیکھ رہے تھے تو میں اپنے بطن سے پیدا ہونے والے چاند کو دیکھ رہی تھی۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ نے رمضان المبارک کے پورے تیس روزے رکھے۔ ایک دن کا بھی ناغہ نہ کیا۔ شوال کا چاند دیکھنے کی نسبت سے ہی آپ کا نام نامی اسم گرامی قمر الدین رکھا گیا تھا اور بلاشبہ آپ چاند ہی تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی عبدالمجید تھا۔ جو ٹھکیداری کرتے تھے۔ اور میرٹھ ہی کے رہنے والے اور حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے۔

آپ نے قرآن مجید چھوٹی سے عمر میں ہی حفظ کر لیا تھا۔ اور دینی کتب کی تعلیم اور مطالعہ کے ساتھ ساتھ آپ نے میٹرک تک دنیاوی تعلیم بھی میرٹھ شہر میں ہی حاصل کی۔ آپ بچپن سے ہی صوفیانہ زندگی گذارنے کے عادی تھے۔ گھریلو ماحول اور بہترین اچھے قابل اساتذہ کی نگرانی میں علم حاصل کرنے والا یہ ہونہار جو ایک سادہ زندگی گذار رہا تھا۔ کسی کو کیا خبر تھی کہ آج ہمارے مکتب میں بیٹھنے والا یہ قمر آنے والے وقتوں میں قمر المشائخ بنے گا اور لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں بس کر اپنے پاس آنے والوں کی تقدیر بدل دے گا۔ آپ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ بناوٹ اور ظاہر داری سے نفرت کرتے تھے۔ اپنے زمانہ کے احباب طریقت میں ممتاز اور یکتا تھے۔ تمام شیوخ آپ کا نہ صرف احترام فرماتے تھے۔ بلکہ بعض معاملات میں آپ سے راہنمائی بھی حاصل کرتے تھے۔ آپ نے تمام زندگی کبھی بھی کسی حال میں نماز نہ چھوڑی پابندی نماز، روزہ احکام شریعت و طریقت آپ کا ورثہ ہے۔ اکثر مریدین سے شریعت و طریقت کے معاملہ میں سستی پر سختی سے باز پرس فرماتے تھے۔ اخلاق محمدی ﷺ کا مکمل اور عملی نمونہ تھے۔ آپ کی عادت شریفہ تھی۔ آپ کے پاس آنے والے علماء صوفیاء مشائخ یا مریدین میں سے اگر کوئی شخص کسی وجہ سے ناراض ہو جاتا تو آپ بذات خود تلاش کر کے اسے راضی کرتے اور اس بات کو اپنی توہین نہ تصور کرتے تھے۔ اگر کوئی مرید یا شخص احکام خداوندی اور شریعت و طریقت کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتا اس

سے آپ اس انداز سے سختی فرماتے کہ وہ خود بخود اپنی خامیوں کو دور کرتا اور آپ کے پاس آ کر نادم ہوتا اور معذرت کرتا۔

دنیا گواہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے سے دور رہنے والے دنیا کے کاموں میں مشغول اور معاشرتی برائیوں کا شکار اور عریانی فحاشی کے دلدادہ مکار عیاش و بدمعاش کتنے افراد جن کا شمار گنتی میں نہیں کیا جا سکتا۔ وہ صرف اور صرف آپ کی نظر عنایت و لایت اور شفقت و محبت سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار ہیں۔ ایسے لاتعداد لوگ جو کسی صوفی عالم یا درویش کو دیکھ کر مذاق بناتے تھے۔ آپ کی نظر کیمیاء سے وہ بذات خود صوفی اور درویش بلکہ ان میں سے بہت سے افراد مخلوق خدا کو ہدایت دینے پر مامور ہیں اور جن کی راتیں شراب و کباب کی محفلوں میں گذرتی تھیں اور پوری پوری رات سینما گھروں کلبوں میں دل بہلانے والے اکثر افراد ایسے ہیں۔ جو آپ کی تھوڑی سی توجہ کے سبب آج ذاکر و شاغل بنے ہوئے ہیں۔ پانچ وقت کی نماز احکام شریعت و طریقت کی پاسداری اور شب بیداری ذکر و فکر درود و سلام ان کا معمول بن چکا ہے۔ آپ نے تمام زندگی رزق حلال کو اپنا شعار بنایا۔ ملٹری اکاؤنٹ کے دفتر میرٹھ انڈیا میں ۱۹۴۷ء سے قبل ہی آپ نے ملازمت اختیار کر لی تھی اور پاکستان تشریف لانے کے بعد بھی اسی دفتر میں پرانے ریکارڈ کے انچارج کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے۔ اپنے وصال با کمال سے چند برس پہلے آپ نے سروس پوری کر کے پنشن حاصل کر لی تھی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری مظہری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کے پیر و مرشد نے میرٹھ میں حضرت سید خواجہ مظہر علی شاہ صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع ۱۵۔۱۶ شوال کو آپ کو دستار خلافت سے سرفراز فرمایا اور مریدین سے فرمایا کہ آج میں نے حافظ قمر الدین عرف کلو شاہ کو دستار فضیلت اپنے بزرگوں کے طریقہ پر دے دی ہے۔ اور اعلان کرتا ہوں کہ آج کے بعد میرا خلیفہ حافظ قمر الدین عرف کلو شاہ میرا قائم مقام ہوگا۔ اور میرا لڑکا عبدالمجید حضرت سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سجادہ اور متولی رہے گا۔

میرٹھ میں آپ کا معمول زندگی ☆: تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے ملٹری اکاؤنٹس میں ملازمت کر لی۔ آپ کا معمول زندگی یہ تھا کہ صبح فجر کی نماز پیر و مُرشد حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس ادا فرماتے اور بعد نماز فجر اپنے پیر و مرشد تمام پیر بھائیوں اور اپنے مُرشد کے عقیدت مندوں کے لیے چائے بناتے۔ اس سے فارغ ہو کر مُرشد سے اجازت لے کر دفتر جاتے۔ ظہر کے وقت پھر اپنے مُرشد کے پاس تشریف لے جاتے۔ بعد نماز ظہر جس مسجد میں آپ کے مُرشد نماز پڑھتے اس مسجد میں محلہ کے بچوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ عصر کی نماز کے بعد گھر تشریف لے جاتے اور اپنے والدین کی خدمت میں مصروف ہو جاتے گھر کا کام کاج کر کے مغرب کی نماز پھر اپنے مُرشد کے ساتھ ادا کر کے شام کا کھانا کھاتے۔ عشاء کی نماز کے بعد اپنے مرشد کی خدمت میں مصروف ہو جاتے اگر آپ کے مُرشد نے کسی عرس میں شرکت کے لئے کہیں جانا ہوتا تو آپ اُن کے ہمراہ جاتے۔ رات گئے تک عرس ختم اور محفل سماع سے فارغ ہو کر رات کے پچھلے پہر میں ذکر و فکر، عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جاتے۔ آپ جب سے اپنے پیر و مُرشد صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے۔ اس وقت سے تادم آخر کسی بھی نماز کے نوافل بھی قضا نہ کیے۔ ہر

حال میں اپنے معمولات کو پورا فرمایا کرتے تھے۔

ہجرت اور راولپنڈی میں ورود مسعود☆: ۱۹۴۷ء میں جب قیام پاکستان کا اعلان ہوا تو لوگ جوق در جوق اسلامی مملکت کے قیام کی غرض سے پاکستان آنے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ جب آپ کو یہ یقین ہو گیا کہ پاکستان معرض وجود میں آچکا ہے۔ اور اب پاکستان کے لئے ہجرت کرنا ہی پڑے گی۔ تو اس وقت آپ کی طبیعت میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا۔ ایک طرف تو پاکستان کے حصول کے لئے آپ نے علامہ شاہ محمد عارف اللہ قادری کی معیت میں اس تحریک کے لئے بھرپور کام کیا تھا اور اہل سنت کے علماء اور مشائخ نے لازوال قربانیاں پیش کی تھیں اس لئے ہجرت جو کہ سنت رسول ﷺ بھی تھی۔ اس سنت کو پورا کرنا اور عمل پیرا ہونا تھا۔ دوسری طرف آپ کے دادا پیر حضور خواجۂ سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے پیر و مرشد صوفی اللہ دیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار تھے۔

جو کہ آپ کے لئے سرمایۂ حیات تھے۔ جہاں پر حاضری دینے کے بعد آپ کو ایک روحانی کیف اور سُرور ملتا تھا۔ جو کہ آپ کے لئے امید گاہ مرکز تھا ان درباروں سے جدائی اور مراکز سے علیحدگی کا آپ کے دل پر بہت شاق گزرا۔ مگر پھر اپنے مُرشد قبلہ حضرت صوفی اللہ دیا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان یاد آ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کلو شاہ تم نے پاکستان جانا ہے اور راولپنڈی میں قیام کرنا ہے۔ حضرت شاہ عبدالطیف المعروف بری امام پر حاضریاں دینی ہیں۔ جب آپ کے ذہن میں مُرشد کامل کا فرمان آیا تو اپنے پیران عظام کے مزارات ساڑھی دروازہ میرٹھ شہر میں آخری سلام کی غرض سے تشریف لے گئے۔

جی بھر کر سلام پیش کیا۔ اور حاضری دی نبی ﷺ کی سنت اور مرشد کا فرمان سمجھ کر پاکستان کے لئے رخت سفر باندھا اور چودہ اگست رمضان المبارک کی ۲۷ ویں رات ۱۹۴۷ء کو پاکستان تشریف لائے اور راولپنڈی میں لنڈا بازار کے مقام پر پڑاؤ کیا۔

بعد ازاں کلیم میں ملنے والے مکان واقع جھنگی محلہ میں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔ 1973ء میں آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ جس کے بعد آپ نے اپنا بستر جامع مسجد نورانی صابری صرافہ بازار میں لگا لیا۔ اور بقایا تمام عمر جامع مسجد نورانی صابری کے حجرے میں ہی گزار دی اور ہزارہا متلاشیان حق کو راہ حق دکھلائی اور اپنے پیشواؤں کے طریقے پر سختی سے کاربند رہے آپ کا معمول تھا کہ ہر جمعرات کو بعد نماز عشاء اپنی رہائش گاہ پر اپنے شیوخ اور پیران طریقت کے طریقے کے مطابق ختم خواجگان کراتے آندھی آئے یا طوفان عید ہو یا بقر عید چار آدمی ہوں یا چالیس آپ کسی چیز کو خاطر میں نہ لاتے اپنے پیشواؤں کے طریقہ پر سختی سے قائم رہتے۔ راقم الحروف بھی 72-1971ء سے آپ کے در دولت پر باقاعدگی سے ہر جمعرات کو اس ختم میں شامل ہوتا رہا۔ راقم الحروف نے دیکھا اور دنیا گواہ ہے کہ ایسے ایسے افراد جو ایک دن بھی کسی مکتب سکول یا مدرسے میں نہیں گئے حتیٰ کہ ناظرہ قرآن بھی نہیں پڑھا۔ مگر حضور قبلہ حضرت قمر المشائخ کے آستانہ عالیہ پر ختم خواجگان میں شامل ہونے والے ان حضرات کو پورا ختم خواجگان مکمل یاد ہو گیا۔ آج ملک کے مختلف حصوں میں وہ لوگوں کو ختم خواجگان پڑھاتے ہیں۔ اور ذکر و فکر کی محافل کا انعقاد کرتے ہیں آپ کے ہاں جو شجرہ طیبہ پڑھا جاتا ہے وہ حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمۃ نے فارسی میں نظم کی صورت میں لکھا ہے اور وہ شجرہ شریف پوری جماعت مل کر پڑھتی ہے جب یہ شجرہ پڑھا جاتا ہے

محفل میں ایک عجیب کیف و مستی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جمعرات کے اس ختم کے علاوہ آپ ہر روز نماز تہجد باقاعدگی سے ادا فرماتے اور صبح کی نماز کی امامت خود کرانے کے بعد پانچ سپارے تلاوت کرتے اس کے بعد ناشتہ سے فارغ ہو کر ملٹری اکاؤنٹ کے دفتر اپنی ملازمت پر تشریف لے جاتے۔اور چاشت کی نماز دفتر میں ادا فرما کر پھر پانچ سپارے قرآن حکیم کی تلاوت فرما کر گوشت مارکیٹ صدر میں تشریف لے جاتے۔ چونکہ آپ کے دفتر میں آپ کے کمرے کے باہر لاتعداد بلیاں بلے اور کتے بیٹھے رہتے تھے۔آپ اُن کے لئے اس مارکیٹ سے اپنے ایک مرید شیخ اقبال جو کہ چھوٹے گوشت کی دوکان کرتے تھے۔ان سے اُن جانوروں کے لئے خوراک لے جاتے۔آپ جب دفتر پہنچتے تو دفتر کے تمام احباب اس منظر کو دیکھ کر حیرت میں رہ جاتے کہ تمام بلے اور بلیاں آپ کا استقبال کرتے اور دوڑتے ہوئے آپ کے کمرے کی جانب چلے جاتے اور تمام کے تمام آرام سے بیٹھ جاتے۔آپ اپنے تھیلے سے اُن کی خوراک نکالتے۔سب سے پہلے ہر بلے اور ہر بلی کے سامنے اخبار یا کاغذ کا ٹکڑا رکھتے اس پر اس کے حصے کی خوراک رکھ دیتے اس طرح تمام بلے بلیاں بغیر کسی لڑائی جھگڑا کے بڑے اطمینان سے اپنی اپنی خوراک کھا کر اپنی اپنی جگہ پر چلے جاتے۔دفتر سے واپسی پر پھر حسب سابق اپنی دونوں مساجد میں اپنے فرائض سرانجام دیتے

اس طرح حضور قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے صوفی باصفا حضرت قبلہ صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کے بعد تمام زندگی اپنے پیران عظام کے عرسوں میں پابندی وقت کے ساتھ اپنے شیوخ کے طریقہ پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے عمل پیرا رہے آپ کا زندگی کا معمول رہا ہے کہ ۱۳۔۱۲ ربیع الاول شریف کو حضرت خواجۂ خواجگان بادشاہ دو جہاں والی کلئیر منبع سر نبوت حضرت خواجہ سیّد مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلئیری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک اپنی رہائش گاہ واقع جھنگی محلہ میں مناتے رہے۔اسی طرح ۹ رجب کو عطائے رسول ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس منعقد کرتے۔۱۶ رمضان المبارک کو صوفی لا مکانی عارف ربانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس ختم شریف مسجد خواجگان صرافہ بازار میں کراتے۔۱۶۔۱۵ شوال کو مظہر اولیاء امام العارفین حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عُرس کراتے۔

عارف باللہ فنافی اللہ اور فنافی المرشد حضرت خواجہ سید معین الدین المعروف حضرت شاہ خاموش رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عُرس مبارک ۴ ذوالقعد کو کراتے۔

اسی طرح ۳ ذوالحج کو اپنے پیر و مُرشد صوفی باصفا حضرت صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ ختم شریف کراتے۔ آپ کا معمول زندگی تھا کہ آپ ہر عرس کی دعوت بذات خود جا کر شہر کے صوفیاء علماء اور اپنے دوست واحباب و عقیدتمندان اور مریدین کو دیا کرتے تھے۔اور آنے والے مہمانوں کی خوب خاطر و تواضع کرتے۔بڑے اخلاق سے پیش آتے محفل سماع تمام رات خواجگان چشتیہ کے طریقہ کے مطابق سنتے۔دو روزہ عرس کے موقع پر اگلے روز صُبح محفل سماع شروع اور دوپہر تک جاری رہتی۔خواجگان چشتیہ کے طریقہ کے مطابق محفل سماع کے بعد محفل رنگ پر اختتام پذیر ہوتی۔آپ کا معمول زندگی تھا کہ اپنے پیران عظام کا عُرس خود کرواتے اور اس کے

علاوہ شہر اور چھاؤنی کے علاقہ میں جو صوفیاء اپنے پیران عظام کے عُرس میں شرکت کے لیے دعوت دیتے تھے۔ آپ اس میں اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف لے جاتے تھے۔

آپ کے ہم عصر صوفیاء اور علماء و اولیاء☆: آپ کے ہم عصر علماء میں سے حضرت علامہ محمد عارف اللہ شاہ قادریؒ میرٹھی حضرت مولانا سید انعام اللہ شاہ صاحبؒ ابنالوی حضرت حافظ اعتصام اللہ چشتی صابریؒ ابنالوی حضرت مولانا سید عبدالرحمٰن شاہ سلطان پوریؒ، سید باقر حسین شاہؒ جن کا مزار واہ فیکٹری میں واقع ہے صوفی محمد شاہد چشتی نظامیؒ صاحب کا مزار بری امام اسلام آباد میں ہے۔ صاحبزادہ پیر محمد فیض علی فیضیؒ علامہ محمد اسرار الحق حقانیؒ مولانا عبدالغنی نرگسؒ خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری استاذی العلماء علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب علامہ شیخ الحدیث غلام محی الدین شاہ صاحب سلطان پوریؒ علامہ پروفیسر سید ذاکر حسین شاہ سیالوی ایم۔اے علامہ حافظ شیر عالم مجددیؒ علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی پیر سید گل داؤد شاہ سجادہ نشین کوہالہ سیداں چکری روڈ سائیں میراں بخش صابری کلیام شریف حافظ محمد یامین چشتی صابریؒ جو کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل ذبیح کے مرید و خلیفہ تھے۔ آج کل اسلام آباد کے مرکزی قبرستان میں آپ کی مرقد منورہ ہے۔ حضرت پیر سید غلام محی الدین شاہ چشتی نظامی المعروف قبلہ بابو جی سرکار گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ حضرت قمر المشائخ حافظ قمر الدین صاحب چشتی صابری سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ حضرت صوفی قدرت اللہ شاہ چشتی صابریؒ آپ کا مزار شریف اوکاڑہ میں ہے۔ حضرت صوفی عبدالحکیم صاحب چشتی صابریؒ آپ کا مزار منڈی چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ میں مرجع خلائق عام ہے۔ حضرت صوفی امورالحسن چشتی صابریؒ آپ کا مزار شریف پاک پٹن شریف میں ہے۔ حضرت صوفی عبد الصمدؒ وارثی کی مرقد منورہ عیدگاہ کے قبرستان میں واقع ہے۔ صوفی محمد بلال وارثیؒ جن کا مزار عیدگاہ شریف میں واقع ہے۔ صوفی ضیاء الدین صاحبؒ جن کی مرقد منورہ ریلوے پھاٹک نزد گولڑہ شریف میں واقع ہے۔ صوفی فرزند علی چشتی صابریؒ جن کا مزار جہلم میں حضرت شاہ سلیمان پارس کے قریب ہے۔ صوفی محمد صدیق چشتی صابریؒ جن کا مزار کالے کی منڈی حافظ آباد میں ہے۔ حضرت ماما جی سرکارؒ جن کا مزار بری امام مرجعِ خلائق عام ہے۔ حضرت سائیں مرچوؒ جن کا مزار پشاور روڈ گولڑہ موڑ کے نزدیک ریلوے پھاٹک پر واقع ہے۔ حضرت پیر سید مستان علی شاہ کاظمی جن کا مزار شریف موضع حیال نزد دھمیال گاؤں راولپنڈی میں واقع ہے۔ کے علاوہ راقم الحروف کے والد حضرت پیر طریقت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدرآباد دکنی کے مرید خاص و خلیفہ مجاز تھے۔ اور قمر المشائخ الحاج پیر حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی تھے۔ آپ کے ہم عصر گذرے ہیں۔ جن کے ساتھ قمر المشائخ کا دلی تعلق لگاؤ پیار محبت جو صرف اور صرف لوجہ اللہ تھا۔

ایک عہد یا حسن انتخاب☆: فقیر راقم الحروف اپنے دینی ادارے جامعہ اسلامیہ فیض القرآن گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں مورخہ ۹۸-۲-۷ دن گیارہ بجے اپنے دفتری کام میں مصروف تھا کہ اچانک خلیفہ محمد صابر ادارے میں تشریف لائے بعد از حال و احوال تشریف آوری کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے کہ آج مجھے حضور قمر المشائخ حافظ صاحب نے حکم دے کر بھیجا ہے کہ مولانا مقصود احمد صابری کے پاس جائیں اور انہیں ۱۵۔۱۶ شوال ۹۸-۲-۲ کو مظہر الاولیاء حضرت قبلہ پیر سید مظہر علی شاہ صاحب

کے عرس کی دعوت بھی دے کر آئیں اور یہ بھی کہیں کہ ۱۵ شوال کو حضور سید مظہر علی شاہ صاحب کے عرس کے موقع پر بعد نماز مغرب تقریر بھی کرنی ہے راقم الحروف نے خلیفہ صابر سے کہا کہ بندہ ہر سال بغیر کسی اطلاع کے تمام عرسوں میں حاضری دیتا رہتا ہے۔ اس مرتبہ خصوصیت کے ساتھ اطلاع کیوں دی جارہی ہے۔ تو فرمایا مجھے کچھ معلوم نہیں بس اتنا پتہ ہے کہ قبلہ حافظ صاحب نے مجھے زور دے کر زبردستی بھیجا کہ ضرور جاؤ بلکہ ابھی جاؤ اور عُرس کی دعوت دے کر آؤ۔

فقیر راقم الحروف اپنے معمول سے ہٹ کر عصر کی نماز کے بعد اور مغرب سے پہلے جب آستانہ عالیہ پر محلہ جھنگی پہنچا تو باہر کھڑے ہوئے آپ کے خلیفہ حافظ محمد حسن اور دوسرے خلیفہ شیخ زاہد سلیم مرحوم اور جناب محمد حنیف چشتی صابری جو کہ خواجہ نگر حسن ابدال والوں کے مرید ہیں نے کہا کہ حضرت آپ آگئے ہیں۔ آج کا عرس تو آپ کے نام ہے راقم نے عرض کیا بھئی خیریت تو ہے کہنے لگے کہ قبلہ حضور حافظ صاحب" آپ کے بارے میں بار بار پوچھ چکے ہیں۔ لہٰذا جلدی چلے جائیں اور ملاقات کریں۔ راقم نے اندر جا کر سلام عرض کیا ملاقات کے بعد مجھے پھر حکم ملا کہ آج آپ نے تقریر ضرور کرنی ہے۔ بعد نماز مغرب سلسلہ نعت خوانی ختم ہوا اس کے بعد آپ نے حافظ افتخار احمد صاحب کو حکم دیا کہ مولانا مقصود احمد صابری سے تقریر کروائیں۔

چنانچہ راقم الحروف کو جو کچھ آتا تھا عرض کر دیا۔ مگر ایک بات خصوصیت کے ساتھ یہ ضرور دیکھی ہے کہ اس عُرس میں عجیب قسم کی رونق اور بہار تھی ایک عجیب کیف و مستی کا عالم تھا۔ راقم الحروف کی تقریر کے بعد ممتاز صوفی بزرگ جناب صوفی عبدالحمید وارثی ڈھیری حسن آباد والوں نے تقریر کی۔ سلسلہ تقاریر کے بعد صلوٰۃ وسلام ہوا اس کے بعد لنگر تقسیم ہوا۔ بعد ازاں تمام رات محفل سماع رہی۔ راقم الحروف ۲ بجے رات اپنے دار العلوم واپس پہنچا۔

اگلے روز ۱۶ شوال کو صبح ۱۰ بجے کے قریب دوبارہ راقم آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ محفل رنگ جاری تھی۔ دوپہر ایک بجے کے قریب رنگ پڑھا گیا۔ دعا کے بعد لنگر تقسیم ہوا۔ بعد ازاں راقم الحروف حضرت قبلہ قمر المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کچھ دیر بعد آپ کے پاس چونکہ مریدین بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے سب سے علیحدگی میں سلسلہ عالیہ کے بارے میں گفتگو فرمائی اور مدرسہ کے بارے میں دریافت فرمایا کہ کیسا انتظام چل رہا ہے۔ کتنے طلباء ہیں۔ فقیر نے عرض کیا حضور جب سے مدرسہ بنا ہے شروع زمانے میں آپ تشریف لے گئے تھے۔ مگر دوبارہ کبھی قدم رنجہ نہیں فرمایا چونکہ آپ آج کل بیمار بھی ہیں۔ زندگی کا بھروسہ نہیں ہے۔ برائے خیر و برکت ایک مرتبہ میرے مدرسے میں ضرور تشریف لائیں۔ میں آپ کے لئے گاڑی کا انتظام کرلوں گا۔ آپ کو آرام سے لے بھی جاؤں گا اور واپس بھی لے آؤں گا۔ اور یہ میرا وعدہ ہے کہ آپ کو پانچ منٹ سے زیادہ ٹھہرنے کی زحمت نہیں دونگا آپ نے ارشاد فرمایا میاں یہ تو ٹھیک ہے۔ آپ گاڑی بھی لے آئیں گے میں چلا بھی جاؤنگا مگر واپس آنے کے بعد میری تکلیف میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس لئے کہ بوجہ کمزوری میں سفر نہیں کر سکتا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ میری دلی خواہش تھی کہ آپ ایک مرتبہ ضرور تشریف لے چلیں تو آپ نے فوراً فرمایا کہ میاں صاحبزادے ہم آپ کے ہاں آئیں گے اور ایک ہی دفعہ آئیں گے اور زندگی بھر آپ کے پاس رہیں گے۔ بس آپ کا یہ فرمانا تھا کہ راقم الحروف سمجھ گیا کہ قبلہ حافظ صاحب مستقل ہی تشریف لانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد کبھی بھی اصرار نہیں کیا۔ عُرس

کے چند روز بعد راقم نے آپ کے خلیفہ محمد صابر سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے کہا اچھی بات ہے۔ مگر ابھی کسی سے بات نہ کریں۔ پہلے میں خود حافظ صاحبؒ سے پوچھ لوں۔

اگلے برس ۳ فروری ۱۹۹۹ء کو ۱۵۔۱۶ شوال کے عُرس کے بعد خلیفہ محمد صابر راقم الحروف کے مدرسے میں آئے اور کہنے لگے کہ میاں صاحب حضرت قمر المشائخ کے آستانہ عالیہ کے لئے جگہ کی ضرورت ہے۔ میں نے برجستہ کہا کہ حضرت قمر المشائخ کے لئے تو فقیر کا پورا مدرسہ حاضر ہے۔ جو جگہ آپ چاہیں وہ حاضر ہے۔ یہ سن کر خلیفہ محمد صابر نے کہا کہ آپ کی پیش کش کا شکریہ۔ مگر ہمارا مقصد الگ جگہ لینے کا ہے۔ فقیر نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ جلد ہی کوئی پلاٹ دیکھ لیں گے۔ ابھی اس بات کو چند روز ہی گذرے تھے کہ خلیفہ محمد صابر اور حضرت قمر المشائخ کے صاحبزادے حافظ بدرالدین صاحب جو فقیر کے ادارے میں پہلی مرتبہ تشریف لائے تھے۔ راقم الحروف نے دوبارہ پیشکش کی تو حافظ صاحب فرمانے لگے ہم آپ کے مدرسے کی رونق ختم نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ مدرسے کی رونق کو مزید چار چاند لگیں۔ ہمارے لئے الگ الگ پلاٹ دیکھا جائے۔ فقیر نے تین چار پلاٹ دکھائے۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ جو مناسب سمجھیں بات کرلیں اور ہمیں اطلاع کردیں۔ ہم آجائیں گے۔

آخر کار ۲۴ مارچ ۱۹۹۹ء کو اس پلاٹ کا سودا ایک لاکھ پچیس ہزار روپے میں ہو گیا جہاں آج کل حضرت قمر المشائخ کا مزار پُر انوار بنا ہوا ہے۔ ۱۰ مارچ ۱۹۹۹ء کو راقم الحروف اپنے دفتر واقع موتی پلازہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ طبیعت مچل گئی اور شام ۴ بجے گاڑی میں بیٹھ کر جامع مسجد نورانی صابری صرافہ بازار پہنچا تو دیکھا کہ حضور قمر المشائخ آرام فرما رہے ہیں۔ آپ کے خادم خالد محمود پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ علاوہ اس کے دو افراد اور بھی تھے جن کے نام فقیر کو یاد نہیں بہرحال میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ اپنا نام بتایا آپ نے پہچان کر فرمایا کہ میری قبر کا انتظام ہو گیا ہے۔ چونکہ آپ کی طبیعت زیادہ خراب تھی۔ ضعیفی۔ کمزوری نقاہت اور منہ میں دانت نہ ہونے کی وجہ سے آپ کی بات ہر کسی کو سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ چنانچہ میں بھی بات کو سمجھ نہ سکا۔ لہٰذا خالد صاحب کو بلایا اور کہا کہ بھائی آپ سنیں کہ حضور کیا فرما رہے ہیں۔ خالد صاحب کے دوبارہ پوچھنے پر حضور نے فرمایا کہ مقصود صاحب سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا میری قبر کا انتظام ہو گیا ہے۔ جب فقیر نے خالد صاحب سے یہ بات سنی تو حضور قمر المشائخ سے عرض کیا آپ کو اس کی کیا فکر ہے۔ اللہ کریم آپ کو سلامت رکھے ابھی تو آپ کی بہت ضرورت ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے بتاؤ کیا میری قبر کا انتظام ہو گیا ہے۔ فقیر نے عرض کیا جی حضور ہو گیا ہے۔ یہ سن کر آپ نے خاموشی اختیار فرمالی۔ اگلے روز راقم الحروف جماعت کی تنظیم سازی کے سلسلہ میں چوک اعظم لیہ ملتان بہاولپور، اوچ شریف، ساہیوال کے دورے پر روانہ ہو گیا۔ ۱۳ اپریل ۱۹۹۹ء صبح ۹ بجے گھر پہنچا ایک بجے دوپہر تک آرام کیا ۲ بجے دفتر پہنچا اور معمول کے مطابق خلیفہ محمد صابر صاحب کے گھر فون کیا اور حضرت قمر المشائخ کی خیریت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ پہلے کی نسبت کچھ بہتر ہیں۔ چنانچہ میں دفتر کے کام میں مصروف ہو گیا۔ اچانک تقریباً ساڑھے تین بجے خلیفہ محمد صابر صاحب کا فون آیا اور یہ افسوسناک خبر سنائی کہ تین بج کر پچیس منٹ پر قبلہ قمر المشائخ کا انتقال ہو گیا ہے۔ لہٰذا اپنے دوست واحباب کو فون کر کے اطلاع بھی کردیں اور قبر کی کھدائی کا انتظام بھی کریں۔ فقیر نے عرض کیا کہ میاں صاحب کا جنازہ کس وقت ہو گا تو انہوں نے بتایا کہ صبح ۹ بجے۔

راقم الحروف نے یہ افسوسناک خبر اپنے جملہ دوست واحباب کوفون پر اطلاع دی کہ حضرت حافظ صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔لہٰذا مدرسہ کے سامنے والے پلاٹ میں حضرت صاحب کی لحد مبارک کی کھدائی شروع کرادی جائے۔ راجہ غلام مرتضٰی صاحب نے بابا شیر محمد خان مرحوم جوکہ راقم کے پڑوسی ہیں کوساتھ لیا قبلہ رخ کا تعین کیا۔قبر مُبارک کا نشان لگا کرفون پر اطلاع دی کہ کھدائی آپ کی آمد پر ہوگی۔راقم نے تمام اخبارات میں خبر فیکس کی پورے شہر میں آپ کے انتقال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔آناً فاناً آستانہ عالیہ پر لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہوگیا۔

آپ کا انتقال آپ کی خواہش کے مطابق جامع مسجد نورانی صابریؔ کے حجرہ میں ہی ہوا تھا۔

اس وقت آپ کے پاس آپ کے خلیفہ محمد صابر جن کوفون کر کے دفتر سے بلوایا گیا تھا اور وہ عین وقت پر پہنچے تھے صوفی گلفام ارشد صابری جناب محمد خالد محمد جاوید جوکہ خیابان سرسید میں رہتے ہیں کے علاوہ حافظ محمد حسن آپ کے پاس موجود تھے۔

صوفی گلفام ارشد صابریؔ فرماتے ہیں۔جس روز آپ کا وصال ہوا اس سے پہلی رات میں حضور قمر المشائخ کے پاس رہا۔وصال والے دن ظہر کی نماز پڑھی گئی بعد ظہر آپ کے خلیفہ محمد صابر دوسرے خلیفہ حافظ محمد حسن ہمارے پیر بھائی محمد خالد محمد جاوید کھانا کھارہے تھے۔ فارغ ہوتے ہی دل میں خیال گذرا کہ حضور قمر المشائخ بلا رہے ہیں۔ارشد صابری فرماتے ہیں کہ میں خلیفہ محمد صابر دوسرے خلیفہ حافظ محمد حسن میرے بھائی محمد طارق ،محمد خالد،محمد جاوید وغیرہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔تو ہم نے حضور قبلہ قمر المشائخ کو چونکہ آپ کروٹ لے کر لیٹے ہوئے تھے ہم نے سیدھا کرنے کی کوشش کی تو آپ نے بھی سیدھا لیٹنے کا اشارہ فرمایا۔

چنانچہ میں نے اور خلیفہ محمد صابر نے آپ کو سیدھا کیا تو آپ کی نظر مبارک اوپر کو اٹھی اور پھر نیچے کو ہوئی اس کے فوراً بعد آپ کا سانس بھی نیچے کی طرف ہونے لگا۔آپ کے داہیں ہاتھ کی انگلی آسمان کی جانب تھی۔چہرہ قبلہ رُخ تھا۔آپ نے سب کو کلمہ پڑھنے کا حکم دیا۔ہم نے باآواز بلند کلمہ پڑھا۔آپ کی زبان پر بھی کلمہ طیبہ جاری تھا۔کہ روح مُبارک قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

فقیر راقم الحروف نے آپ کے وصال باکمال کی اطلاع ملتے ہی اپنے مدرسہ کے سامنے مزار کے لئے خریدی گئی جگہ پر لحد کی کھدائی کا کام شروع کروادیا اور لحد تیار ہوئی۔ کچھ لوگوں کے مختلف خیالات تھے لیکن فقیر مطمئن تھا کہ حضور قمر المشائخ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تمام عمر تمہارے پاس رہینگے تو یقیناً جنازہ یہاں ہی آئے گا۔وہ اس لئے بھی کہ آپ کی مرضی شامل نہ ہوتی تو یہ جگہ خریدی ہی نہ جاتی اور ہمارا اہل طریقت کا یہ ایمان ہے کہ فقیر کی مرضی کے بغیر اس کی قبر نہیں بنتی۔جس کے لئے زمین کا جو ٹکڑا اس کے مالک نے مختص کردیا ہو وہی زمین رشک جنت بنا کرتی ہے اور حضور قمر المشائخ بارہا کبھی کبھی جذب میں آکر فرمایا کرتے تھے کہ میاں فقیر کی مرضی کے بغیر تو اللہ بھی کچھ نہیں کرتا دوسرا یہ کہ اللہ کا ولی ہو اور اس کی مرضی کے خلاف اس کا مزار شریف بن جائے یہ ناممکن ہے۔

حضور خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا تو مریدین نے آپ کی قبر کھدوائی تمام انتظامات مکمل ہوگئے۔ جب جنازہ پڑھ کر جنازہ قبر کی طرف لے جانے لگے تو ایک مقام پر جنازہ رُک گیا۔تمام افراد جو جنازہ میں شامل تھے وہ بھی رک گئے کسی کا قدم آگے

نہ بڑھا تو ایک مرید آگے بڑھا اس نے کہا ایک مرتبہ میں نے حضور خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس جگہ وضو کرایا تھا۔ تو آپ نے فرمایا تھا کہ اس جگہ سے مجھے خوشبو آ رہی ہے اور اسی جگہ میری قبر بنے گی۔

چنانچہ جو قبر پہلے بنائی گئی تھی وہ ایسے ہی چھوڑ دی گئی اور نئی قبر اس جگہ تیار کروائی گئی جہاں حضور خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ فقیر کی مرضی کے خلاف اس کی قبر نہیں بنتی دوسری بات یہ کہ حضور قمر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی خود بیان فرماتے تھے کہ ہمارے چچا پیر جناب صوفی عبدالصمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جو حضور مظہر الاولیاء خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ ایک مرتبہ اپنے گاؤں سے اپنے مریدوں کے پاس کسی دوسرے گاؤں میں تشریف لے گئے۔ وہاں چند روز قیام کے دوران اچانک آپ کا وصال ہو گیا۔ مریدین نے آپ کے گاؤں میں اطلاع کر دی کہ ہم جنازہ تیار کر کے گاؤں میں لا رہے ہیں۔ لہٰذا آپ لوگ قبر تیار کروا لیں۔ مریدین نے آپ کو غسل دیا کفن پہنایا، جنازہ تیار کر دیا۔ بیل گاڑی چلانے والے کو حضور صوفی عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں کی طرف چلنے کو کہا۔ جب کوچوان نے بیلوں کو صوفی صاحب ے گاؤں کی طرف موڑ کر چلنے کا اشارہ کیا تو بیل صوفی صاحب کے گاؤں کی طرف چلنے کی بجائے میرٹھ شہر کی طرف چل دیئے۔ کوچوان مخالف سمت کی طرف ان کا رخ موڑتا۔ مگر بیل میرٹھ شہر ہی کی طرف چلتے تھے۔ کسی اہل دل و اہل نظر نے لوگوں کو مخاطب کیا اور کہا کہ جنازہ صوفی صاحب کے گاؤں نہ لے جاؤ اس لئے کہ صوفی صاحب کی خواہش گاؤں میں دفن ہونیکی نہیں ہے۔ بلکہ میرٹھ شہر میں اپنے پیر و مُرشد حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دفن ہونے کی ہے۔

چنانچہ جب کوچوان نے بیلوں کو میرٹھ شہر کی طرف چلنے کا اشارہ کیا تو بخوشی چلنے لگے اور میرٹھ شہر میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ آپ کو وہاں حضور خواجہ مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب دفنایا گیا۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص فقیر ہونے کا دعویٰ کرے تو پھر اس کی مرضی کے خلاف اس کی قبر اور مزار نہیں بن سکتا۔ لہٰذا فقیر راقم الحروف اپنے مدرسے کے قریب صبح سے راجہ ظہور اختر راجہ غلام مرتضی، بابا شیر محمد خان مرحوم کے ہمراہ پورے اطمینان سے جنازہ اور قبر کے انتظامات میں مصروف ہو گیا۔ بھائی چن محمد مرحوم ٹھیکیدار محمد ایوب اور مستری محمد محبوب وغیرہ قبر کے انتظامات میں مصروف تھے۔ اور شیخ محمد اسلم، راجہ ظہور اختر، راجہ غلام مرتضیٰ، اور دیگر حضرات میرے ساتھ مل کر جنازہ میں آنے والے مہمانوں کی خدمت کے لئے انتظامات میں مصروف تھے۔ صبح ٹھیک ۹ بجے جامع مسجد پراچہ سرکلر روڈ میں جب جنازہ پہنچا تو مخلوق خدا سے مسجد بھر گئی۔ سرکلر روڈ تھانہ محلہ وارث خان سے لے کر اسلامیہ ہائی سکول تک صفیں بنی ہوئی تھیں۔ مخلوق کا شمار نہ تھا۔ اور ہر شخص کی زبان سے جاری تھا۔

اک شخص سارے شہر کو ویران کر چلا

ہر آنکھ پرنم ہر دل غمگسار ہر شخص کے چہرے پر اداسی اور آنسو ٹپک رہے تھے۔ صفوں کا شمار نہ ہو سکا۔ راولپنڈی کی ممتاز علمی اور روحانی شخصیت استاذ العلماء حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب چشتی نظامی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور فرمایا کہ آج

حافظ قمر الدین صابری کے وصال سے سلسلہ عالیہ صابریہ کو نا قابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ قبلہ حافظ صاحب پاکستان میں سلسلہ عالیہ صابریہ کی پہچان تھے۔ آپ نے صابریہ سلسلہ کی تعلیمات کو ملک بھر میں پھیلانے میں بہت بڑا مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ اور اس موقع پر نقیب اہل سنت پیر نقیب الرحمان صاحب مدظلہ سجادہ نشین عیدگاہ شریف الحاج حافظ محمد شیر عالم مجددیؒ مولانا حبیب الحق ہاشمی مولانا حافظ محمد اقبال رضوی، مولانا قاری مولا بخش چشتی کے علاوہ دیگر کثیر تعداد میں علمائے اکرام نے شرکت کی جبکہ فرزند راولپنڈی شیخ رشید احمد وفاقی وزیر محنت ملک انجم فاروق پراچہ ملک ناظم الدین ناظم چوہدری محمد اکرم چوہدری نواز الحق سید سنجر حسین شہزاد جو قمر المشائخ سے دیرینہ عقیدت مندی رکھتے تھے۔ کہ علاوہ لا تعداد لوگ شریک ہوئے۔ پراچہ مسجد میں جنازہ کے بعد ٹھیک گیارہ بجے آپ کا جنازہ جب چکری روڈ موہڑہ چھپر پہنچا۔ تو وہاں پر موجودہ ہزار ہا افراد جو مقامی آبادی و دیہات کے لوگ تھے۔ اتنا بڑا جنازہ دیکھ کر حیران رہ گے کہ جنازہ آرہا ہے۔ کہ کسی دولہا کی برات آرہی ہے مین چکری روڈ پر ایمبولینس سے جنازہ اتار کر چار پائی کاندھوں پر اٹھائی گئی تو ہر طرف مریدین حق صابر یا صابر حق فرید یا فرید کے نعرے لگا رہے تھے۔ فقیر راقم الحروف اپنے علاقہ کے دوستوں کے ہمراہ جن میں شہر سے تشریف لائے ہوئے مولانا حافظ بشیر احمد سیالوی، مولانا ڈاکٹر محمد حنیف قادری، قاضی ظہور الٰہی قادری اسلام آباد کے خطیب قاضی وزیر حسین رضوی مقامی خطیب علامہ سید ذوالفقار حسین شاہ صاحب مولانا عبدالغفور جذباتی محترمہ بینظیر بھٹو کے مشیر جناب سیّد غلام یٰسین آزاد صاحب اور اپنے برادر اکبر حافظ نور احمد قادری، قاری ظہور احمد صاحبزادہ مسعود انجم قریشی صاحبزادہ قاضی سجاد احمد بشیر گردآور محکمہ مال صاحبزادہ مشتاق احمد صابریؔ سجادہ نشین دربار ماڑی بگیال شریف کے ہمراہ جنازہ کا استقبال کے لئے آگے بڑھا ایک عجیب کیف و مستی اس جنازہ کے موقع پر دیکھی جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی۔ اس وقت راقم الحروف نے شیخ فواد صابریؔ صاحب سے کہا کہ میرے حافظ صاحب نے مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا ہے کہ آج میرے ادارے کو رونق بخشی اور وہ بھی ایسی کے قیامت تک یہ رونق ختم نہ ہوگی اس لئے کہ اللہ والے بیٹھ جاتے ہیں۔ وہاں رونقیں لگ جاتی ہیں راقم الحروف چونکہ شہر سے اکیلا ہی چکری روڈ پر آیا تھا۔ حضور قمر المشائخ کے تشریف لانے سے شہر کے متعلقین، مریدین،، عقیدت مندان چکری روڈ موہڑہ چھپر جو کہ آج کل گلستان غریب نواز کے نام سے مشہور ہو چکا ہے۔ لوگ آرہے ہیں ایک تو میری تنہائی ختم ہوئی دوسرا یہ کہ جامعہ اسلامیہ فیض القرآن جامعہ مسجد اکبری صابری آباد ہو گئی ہے۔ خیر موہڑہ چھپر چکری روڈ میں نماز جنازہ دوبارہ گیارہ بجے پڑھی گئی نماز جنازہ مولانا حافظ بشیر احمد سیالوی خطیب جامع مسجد مولوی نادر دین محلہ امام باڑا نے پڑھائی۔ اس وقت مقامی آبادی کے لاتعداد لوگوں کے علاوہ علاقہ کے معروف دھیمالی راجگان کی برادری کے سرخیل جناب راجہ لال خان مرحوم کے صاحبزادے راجہ محمد ناصر اپنے دیگر احباب کے ہمراہ موجود تھے۔ گیارہ صفیں بنیں، نماز جنازہ کے بعد آپ کے چہرہٴ انور کا دیدار کرایا گیا تو ہر دیکھنے والا کہتا تھا کہ آفتاب ولایت چمک رہا ہے۔

جس وقت آپ کو لحد میں اتارا گیا تو مریدین نے لا تعداد پھول آپ کے مزار کے اندر ڈال دیئے۔ جب قبر تیار ہو گئی تو تمام مریدین نے تلقین اول و آخر پڑھی۔ ختم شریف، شجرہ شریف اس وقت علاقہ کی فضا پر ایک عجیب رنگ تھا۔ پورا علاقہ روحانی طور پر معطر ہو چکا تھا۔ آپ کے دم قدم سے اس علاقہ کو عزت ملی رونق ملی اور علاقہ پر بہار آگئی۔ اس زمین کے مقدر سنور گئے دربار شریف پر رونق

اور لوگوں کا اژدھام دیکھ کر دل کو مسرت ہوتی ہے۔ فقیر راقم الحروف نے ۱۴ اپریل ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۶۔ ذوالحجہ ۱۴۱۹ ہجری بروز اتوار جب حضور قمر المشائخ کا جنازہ لایا گیا تو یقین کر لیا کہ جس طرح ظاہری زندگی میں حضور حافظ صاحب نے لج پالی فرمائی۔ آج بعد از وصال بھی اپنی زندگی میں کیا ہوا وعدہ پورا فرما کر لج پالی کی انتہا کر دی اور تمام دنیاداروں کو بتا دیا کہ فقیر کی یہ مرضی بھی ہے اور حسن انتخاب بھی ہے۔

کشف و کرامت ☆: جس زمانے میں حضرت قمر المشائخ قبلہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملٹری اکاؤنٹس کے دفتر میں سروس کرتے تھے۔ فقیر راقم الحروف کبھی کبھی آپ کے دفتر میں زیارت و ملاقات کے لئے چلا جاتا۔ ایک دن دفتر میں ملاقات کیلئے حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا چلو ایک دوست کے پاس جانا ہے۔ آپ دفتر سے اٹھے فقیر بھی ساتھ ہو لیا چلتے چلتے مسیی گیٹ اڈا جی ٹی ایس کی جامع مسجد کے نیچے ایک بک سٹال پر شیخ فواد کی دوکان پر جا پہنچے۔ شیخ صاحب نے قدم بوسی کی بعد دعا سلام اور ملاقات کے آپ نے شیخ فواد صابری صاب سے فرمایا کہ میاں شیخ صاحب آپکی شادی جلد ہونے والی ہے۔ تھوڑے دنوں بعد آپ کے گھر ایک رشتہ لڑکی والے آپ کے لئے لے کر آئیں گے۔ مگر آپ نے انکار نہیں کرنا۔ فوراً ہی وہ رشتہ قبول کر لینا۔ شیخ فواد صاحب بے چارے بڑے پریشان تھے۔ کہ میں نے یا میرے والدین نے کسی سے رشتہ مانگا نہیں اور نہ ہی میرے رشتے کی کہیں بات چل رہی ہے۔ آخر وہ لوگ کون ہیں جو رشتہ لے کر آئیں گے۔ انہوں نے دل میں خیال بٹھا کر حضور قبلہ حافظ صاحب سے پھر پوچھا کہ وہ لوگ کون ہیں؟ کہاں سے آئیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ شیخ صاحب آپ اُن خوش نصیبوں میں سے ہیں۔ جن کا رشتہ لے کر لڑکی والے خود آئیں گے۔ بس آپ نے ہاں کرنی ہے۔ انکار نہیں کرنا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چند روز بعد لڑکی والے رشتہ لے کر آئے اور ان کے والدین نے رشتہ قبول کر لیا۔

کرامت نمبر ۲ ☆: شیخ زاہد سلیم صاب جو موتی بازار چوک میں منیاری کی دوکان کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عملیات کا کام بھی کرتے تھے۔ اکثر بیشتر دوستوں کی محفل میں کہا کرتے تھے۔

پاکستان میں ابھی کوئی ایسا فقیر پیدا نہیں ہوا۔ جو میرا ہاتھ پکڑ لے۔ ایک دفعہ لاہور کسی غرض سے گئے۔ واپسی پر راستے میں کسی ہوٹل پر چائے وغیرہ پینے اور کھانا کھانے کے لئے رکے۔ تو ہوٹل کے ایک طرف ایک فقیر کو دیکھا اس کے بارے میں لوگوں سے معلومات کیں تو پتہ چلا کہ خاموش فقیر ہیں۔ کسی سے کلام تک نہیں کرتے۔ اچانک وہ فقیر آئے اور شیخ زاہد سلیم سے سگریٹ مانگا۔ سگریٹ سلگا کر کہنے لگے تم یہاں پھر رہے ہو۔ راولپنڈی میں تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔ شیخ زاہد سلیم نے کھانا چائے وغیرہ چھوڑا راولپنڈی کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب پنڈی موتی بازار چوک میں اپنی دوکان پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ حضور قمر المشائخ دوکان پر کھڑے ہیں اور زاہد صاحب کے بھائی سے پوچھ رہے ہیں کہ زاہد صاحب کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ لاہور گئے ہوئے ہیں۔ ابھی انہوں نے یہ کہا ہی تھا کہ شیخ زاہد سلیم پہنچے اور کہنے لگے۔

جناب میرا نام زاہد ہے۔ فرمایئے کیا حکم ہے؟ آپ نے زور سے زاہد سلیم کا بازو پکڑا اور کہا چل اس بات کا شیخ زاہد سلیم پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً چل دیئے اور جامع مسجد نورانی صابری صرافہ بازار پہنچے۔ کچھ دیر بیٹھے رہے۔ اس کے بعد سے وہی زاہد سلیم شیخ ہیں۔ جو کہ حضرت قمر المشائخ کے مرید بھی ہوئے۔ اور ایام علالت میں اپنے مُرشد کی ایسی خدمت کی کہ حق ادا کر دیا اور پھر حضرت قمر المشائخ

نے اُن کو خلافت سے بھی نوازا۔ صاحب سلسلہ ہیں۔ اور اپنے کام میں بڑے ہی اچھے انداز میں مشغول رہے۔ بہت سے افراد ان کے ہاتھ پر داخلِ سلسلہ ہوئے اور ہر ماہ چاند کی 6 1 تاریخ کو اپنے مرشد کا ختم شریف پورے اہتمام سے کراتے رہے۔ 2008ء میں ان کا وصال ہو چکا ہے۔

کرامت نمبر۳☆: ۲جولائی بروز جمعرات ۱۹۹۹ء بعد نماز مغرب جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ گلستان غریب نواز کے طلباء حسب معمول حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف پر ہدیہ نعت شریف پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ ہمارے مدرسے کے طلباء کا یہ معمول ہے کہ ہر روز صبح نماز فجر کے بعد اور شام کو بعد نماز مغرب حضرت قمر المشائخ کے دربار پر حاضری بھی دیتے ہیں اور قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار پڑھنے کے بعد اعلیٰ فاضل بریلوی کی شہرہ آفاق نعت

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا ولا ہمارا نبی

کے چند اشعار پڑھتے ہیں۔ اور اس پورے گروپ کا لیڈر یعنی ہیڈ نعت خواں صاحبزادہ علی احمد صابری جو کہ راقم الحروف کا بڑا صاحبزادہ ہے۔ وہ سب طلباء کو لے کر ہدیہ نعت پیش کرتا ہے۔ مورخہ ۲جولائی بروز جمعہ کو صاحبزادہ علی احمد صابری بوجہ علالت دربار حاضر نہ تھا۔ تو فقیر راقم الحروف سمیت حضور قمر المشائخ کے خلیفہ جناب شیخ عبدالمجید صابری صاحب بازار تلکواڑاں والے، صوفی گلفام ارشد صاحب محمد طارق صابری کے علاوہ علاقہ کے بھی چند افراد موجود تھے۔ طلباء نے جب قصیدہ بُردہ شریف پڑھا۔ نعت کی باری آئی تو راقم الحروف کو خیال گذرا کہ بجائے اس کہ کوئی طالب علم آگے نعت پڑھائے آج میں خود نعت پڑھواتا ہوں۔

چنانچہ راقم الحروف آگے آگے پڑھتا رہا تمام طلباء اور مریدین ساتھ ساتھ پڑھتے رہے۔ نعت شریف کے دوران پورے مجمع پر ایک کیفیت طاری تھی کہ اچانک شیخ عبدالمجید خلیفہ دربار شریف سمیت دیگر مریدین نے دیکھا کہ حضور قمر المشائخ کی قبر انور کے مواجہ شریف کی جانب سے قبر مبارک پر پڑی ہوئی چادریں اس طرح بار بار اُٹھنا شروع ہو گئیں۔ جیسے ان کے درمیان کوئی چیز حرکت کر رہی ہے۔ وہ حرکت مواجہ شریف سے قدموں کی طرف پھر واپس آپ کے چہرہ کی طرف تمام حاضرین پریشان ہو گئے۔ نعت شریف کے اختتام پر خلیفہ عبدالمجید سمیت دیگر معززین کہنے لگے کہ قبر مبارک کی چادروں کے نیچے کوئی چیز داخل ہے۔ فقیر راقم الحروف اور صوفی گلفام ارشد نے کہا کہ بھائی کوئی چیز نہیں ہے۔ مگر لوگوں کے اصرار پر چادروں پر پڑے ہوئے پھول اتارے اور پھر تمام چادریں اتار دیں گئیں۔ قبر مبارک کی مٹی نظر آنے لگی مگر کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ جب وہاں کچھ نظر نہ آیا تو پھر حیرانگی اور بڑھ گئی۔ تو راقم الحروف نے حاضرین کو مخاطب ہو کر کہا کہ بھئی آج عرصہ ۲۰ سال بعد حضور قمر المشائخ کو میں نے نعت شریف سنائی ہے۔ اس لئے آپ کو وجد ہو گیا تھا۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ حضور قمر المشائخ نعت شریف سن کر خوش ہو رہے تھے۔ (نوٹ) اس واقعہ کے عینی شاہدین آج بھی تادم تحریر حیات ہیں۔ جس کی باقاعدہ تصدیق کی جا سکتی ہے۔

کرامت نمبر ۴ ☆: آپ کے صاحبزادے حافظ بدرالدین صابری کے بچپن کے دوست شیخ محمد نعمان جو کہ مسلکاً اہل حدیث ہیں۔ ایک دن وہ آپ کے صاحبزادے کے ہمراہ آپ کے ملنے کے لئے مسجد نورانی صابری صرافہ بازار میں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک حلوائی کی دکان پر انہوں نے گرم گرم گلاب جامن دیکھی اور دل میں خیال کیا کہ آج حافظ صاحب اگر ہمیں گلاب جامن کھلائے تو اچھی بات ہے۔ یہ سوچ کر وہ مسجد میں پہنچ گئے ملاقات ہوئی، کافی دیر بیٹھے رہیں، جب وہ وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت قمر المشائخ بھی اُن کے ہمراہ مسجد سے باہر آئے اور اُس حلوائی کی دکان پر پہنچ کر آپ نے ہم دونوں کو روکا اور حلوائی سے کہا کہ اِن دونوں کو گرم گرم گلاب جامن کھلاؤ۔ اِس بات کو دیکھ کر شیخ محمد نعمان جو کہ غیر مقلد ہیں بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے آج یقین ہو گیا کہ واقعی اولیاء کاملین کو کشف ہوتا ہے۔

کرامت نمبر ۵ ☆: آپ کے ایک بہت پرانے مرید آپ کے پاس آئے عرض کرنے لگے حضور میں نے اپنی بیٹی کی شادی اپنی بہن کے لڑکے سے کی۔ ابھی شادی کو چند ہی ماہ گزرے ہیں۔ کہ انہوں نے مختلف حیلوں بہانوں سے بیٹی کو تنگ کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ اور آج انہوں نے میری بیٹی کا زیور چھپالیا اور بیٹی پر چوری کا الزام لگا دیا اور کہا کہ یہ زیور تم نے چرا کر اپنے والدین کو دے دیا۔ میں برادری میں ایک باعزت آدمی ہوں۔ منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ خدارا اِس زیور کی چوری میں میری مدد فرمائیں۔ دعا کریں کہ خدا مجھے عزت و آبرو سے سرخرو فرمائے۔ یہ بات سن کر آپ جلال میں آئے اور فرمانے لگے۔ برخوردار بیٹی کے سسرال کے گھر جاؤ فلاں کمرے میں اتنے بکسے ہیں اُن میں فلاں بکسے میں مطلوبہ زیور پڑا ہوا ہے۔ تم نے صرف وہی بکس کھولنا ہے۔ چنانچہ وہ وہاں گئے اور اپنی بہن سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے۔ انہوں نے میری بیٹی پر الزام لگاتے ہوئے مجھ سے بھی کہا کہ تمہاری بیٹی نے یہ زیور چوری کیا ہے۔ تو میں نے وہاں جا کر اُن سے کہا کہ گھر میں تلاش کرتے ہیں کہ شاید کہیں بکسے میں پڑا ہو۔ جب اُس مرید نے آپ کے فرمان کے مطابق اُسی کمرے میں اُس بکسے کو کھولا تو زیور پوٹلی میں بندھا ہوا پڑا تھا۔ جو کہ اُن کی لڑکی کی ساس نے چھپا کر رکھا تھا۔ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوئی اور اپنے بھائی کے پیروں میں گر کر معافی مانگنے لگی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۵ ذی الحج ۱۴۲۰ھ مورخہ ۱۳ اپریل 1999ء کو ہوا، مزار پُر انوار موہڑہ چھپر غوث اعظم روڈ (سابقہ چکری روڈ) راولپنڈی میں صابری دربار کے نام سے مرجع کا خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بڑے صاحبزادے حافظ بدرالدین صابری دربار شریف کے سجادہ نشین ہیں جو بڑے احسن انداز میں دربار کے نظام کو چلا رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سید حشمت علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فرزند و دلبند رسولؐ، فخر السادات، صوفی باصفا، مرد میدان حقیقت، شہباز طریقت حضرت پیر سید صوفی حشمت علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ فرد حقیقت ہیں۔

آپ ابتداً جہلم کے رہنے والے ہیں بعدازاں جہلم سے لاہور منتقل ہو کر دم آخر تک زندگی گزاری اور لاہور میں ہی آپ کا وصال باکمال ہوا۔ آپ سادات کے خاندان کے عظیم چشم و چراغ تھے۔ تمام زندگی نبی کریم ﷺ کی اتباع اور عشق رسول ﷺ کے فروغ میں گزاری۔ علم و عرفان اور سیادت آپ کے گھر کی میراث تھی جو کہ آپ کو ورثے میں ملی تھی۔ تمام عمر نیکی اور بھلائی کے احیاء اور فروغ میں گزری عبادت و ریاضت، مجاہدہ و سلوک میں آپ کا نمایاں مقام تھا۔

آپ جہلم شہر کے عظیم صوفی بزرگ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے روح رواں پیر طریقت حضرت صوفی فرزند علی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعداز تکمیل مجاہدات و منازل سلوک کے انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کے بعد آپ جب تک جہلم میں رہے آپ کا یہ معمول تھا کہ جب تک مرشد اجازت نہ دیتے آپ گھر تشریف لے کر نہ جاتے تھے ہر سال اپنے مرشد کے ہمراہ اپنے دادا مرشد حضرت پیر خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس منعقدہ ۵ جمادی الاول کو کالیکی منڈی ضرور تشریف لے جاتے تھے۔

دوران محفل سماع واقعہ عجیب ☆: ایک مرتبہ آپ اپنے مرشد کے ہمراہ اپنے دادا مرشد حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس مقدس میں شرکت کے لئے کالے کی منڈی تحصیل و ضلع حافظ آباد تشریف لے گئے رات کو جب محفل سماع شروع ہوئی تو سماع کی وجدانی کیفیت سے ہر شخص مست و مخمور ہے۔ اسی دوران اچانک حضرت خواجہ صاحب کی قبر مبارک کو وجد ہوا اس موقعہ پر موجود عرس کے تمام حاضرین نے دیکھا کہ حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ قبر

انور سے باہر نکل کر محفل سماع میں تشریف لے آئے سبحان اللہ یہ کرامت حضرت خواجہ صاحب کی آج بھی اہل علاقہ کی زبان پر موجود ہے۔ آپ یہ واقعہ سنا کر نہ صرف سرد آہ بھرتے۔ بلکہ بعض اوقات مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے اور کافی دیر تک آبدیدہ رہتے تھے۔

شان فقر و بے نیازی ☆: آپ کے ایک مرید خاص جناب عباس علی صابری درباری خلیفہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہو گیا بہت علاج معالجے کئے مگر افاقہ نہ ہوا۔ میرے ایک کزن نے بتایا کہ صدر میں ایک شاہ صاحب ہیں جو بہت ہی اللہ والے ہیں چلوان کے پاس چل کر دعا کرواتے ہیں۔ جب ہم صدر پہنچے تو قبلہ شاہ صاحب پان والی دکان سے پان خرید رہے تھے۔ چونکہ آپ پان کھایا کرتے تھے۔ میرے کزن نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یہ میرا کزن بیمار رہتا ہے۔ آپ نے جلالی انداز میں فرمایا کرلیں گے علاج تمہارا۔ اب لائے ہو۔ بہر کیف آپ نے دعا کی اور آپ کی دعاؤں کی برکت سے خداوند کریم نے مجھے شفائے کاملہ عطا فرما دی۔ اسی دوران میں آپ کے ہاتھوں پر بیعت ہو کر داخل سلسلہ ہو گیا پھر کیا تھا یک قالب دو جان والی بات بن گئی۔

سیرت و کردار ☆: آپ طبعاً شان جلالی رکھتے تھے۔ اپنی سیادت میں بہت غیور تھے۔ عبادت و ریاضت میں یکتا تھے۔ سخاوت و اخلاق میں عدیم النظیر اور بے مثال تھے۔ اپنے شیوخ کی طریقت پر سختی سے عمل پیرا رہتے تھے۔ ختم خواجگان ہر ہفتہ اور سال کے بعد اپنے شیخ کامل کا عرس بہت اہتمام سے کرواتے تھے۔

کشف و کرامات ☆: ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا حضور میں نے چند دن پہلے قسطوں پر تھوڑی سی رقم نقد ادا کر کے سائیکل خریدی تھی جو کہ آج چوری ہو گئی ہے اور یہ نقصان میرے لئے ناقابل تلافی ہے جو میری قوت برداشت سے باہر ہے۔

کیونکہ میں اسی سائیکل پر سودا سلف فروخت کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہوں۔ حضور دعا فرمائیں میری سائیکل مل جائے۔ آپ نے اُس شخص کی تمام باتیں نہایت ہی یکسوئی سے سنی اور فرمایا کہ آج تم نے گھر سے نکلتے وقت ایک کم سن بچے کو صرف اس لئے تھپڑ مارا تھا کہ وہ تمہاری سائیکل کے آگے بے خبری میں جا رہا تھا اور تو نے سائیکل سے نیچے اتر کر اس بچے کو تھپڑ رسید کر دیا۔

بھائی تیری سائیکل وہ بچہ ہی لے گیا ہے جاؤ اور جا کر اس بچے سے اپنی سائیکل لے لو۔ وہ شخص پہلے ہی پریشان حال تھا اب مزید پریشان ہو گیا کہ واقعی صبح کو یہ ماجرا پیش آیا تھا۔ مگر اب اس بچے کو کہاں تلاش کیا جائے۔ جبکہ بچہ بھی اتنا بڑا نہیں کہ سائیکل چرا سکے۔ تھوڑی دیر گزری تو آپ نے فرمایا کہ بھلے آدمی جاؤ دو تین روپے کی مٹھائی لے آؤ۔ پھر ہم اس بچے کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

چنانچہ وہ شخص اٹھ کر بازار گیا اور مٹھائی خرید کر لے آیا۔ آپ نے اُس مٹھائی پر ختم شریف پڑھا اور دعا فرمائی۔ اس کے بعد

فرمایا کہ جاؤ یہاں سے سیدھے چلے جاؤ۔ راستے میں کہیں نہ کہیں تمہاری سائیکل مل جائے گی۔ حکم ملتے ہی وہ شخص وہاں سے آپ کے بتائے ہوئے راستے پر چل دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہی شخص اپنی سائیکل لئے واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا جاؤ روزی کماؤ اور اپنے بچوں کا پیٹ پالو۔ ہاں مگر ایک بات یاد رکھنا کہ آئندہ بلاوجہ کسی بچے کو یا کسی شخص کو مارنا اچھا نہیں ہوتا۔ یہ سائیکل جن کا بچہ لے گیا تھا۔ جو تمہیں مل گئی ہے اگر آئندہ ایسا کیا تو برا ہوگا۔

کرامت نمبر۲ ☆: آپ کے مرید خاص جناب عباس علی صابری درباری خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ایک شخص عرصہ بیس برس سے اپنے گھر میں ایک مخصوص جگہ پر چراغ و اگر بتیاں وغیرہ جلایا کرتا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ یہاں کسی درویش کی آماجگاہ ہے۔ میں نے ایک دن آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور فلاں شخص کے گھر میں عرصہ بیس سال سے کسی بزرگ کی آمد ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا چلو ہمیں بھی لے چلو ہم بھی ان کی زیارت و نظارہ کریں گے۔

چنانچہ جس ٹائم وہ چراغ بتیاں روشن کرتے تھے ہم تمام ساتھی حضرت شاہ صاحب کی قیادت میں متذکرہ بالا جگہ پر پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ مصلےٰ لے آؤ گھر والے مصلےٰ لے آئے۔

حضرت نے دو رکعت نماز نفل پڑھی۔ اس کے بعد تسبیح لے کر بیٹھ گئے کچھ دیر کے بعد آپ انتہائی غضب ناک لہجے میں بولے او کم بختوں! تم ہندوؤں کی پوجا پاٹ کرتے رہے ہو یہاں کسی درویش کی آمد نہیں ہوتی۔ یہ کوئی ہندو روح تھی جسے ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ سُن کر اہل خانہ اور دیگر احباب جو اس موقع پر موجود تھے آپ کی کرامت دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔

کرامت نمبر۳ ☆: آپ کے مرید خاص جناب عباس علی صابری لاہور والے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ بہت خوش گوار موڈ میں تشریف فرما تھے تو میں نے موقع غنیمت سمجھ کر عرض کیا حضور میرے حق میں دعا فرمائیں کہ کوئی موقع ایسا بن جائے کہ میں سعودی عرب چلا جاؤں۔ تا کہ میرے دنیاوی معاملات درست ہو جائیں۔ ہمارے پاس بھی موٹر سائیکل ہو۔ گھر اپنا ہو۔ گاڑی ہو۔ آپ نے فرمایا عباس تمہارا سعودی عرب یہاں پر ہی بنا دیں گے۔ تم باہر جا کر کیا کرو گے۔ یہاں پر ہی تمام آرائش و آسائش میسر آ جائیں گی۔

عباس صابری فرماتے ہیں کہ الحمد للہ صد ہا شکر گزار ہوں کہ اللہ کریم نے میرے مرشد کے الفاظ کو حرف بہ حرف درست فرما دیا۔

میں آج جو کچھ بھی ہوں وہ سعودی عرب جا کر بھی شاید نہ ہوتا۔ آج میرے پاس گاڑی بھی ہے گھر بھی ہے عزت و شہرت بھی خدا کی دی ہوئی بہت ہے۔ آپ کی دعا سے ہر وہ چیز میسر ہے جس کی طلب دل میں تھی۔ خدا کے فضل و کرم اور مرشد کی دعا کا صدقہ سب کچھ موجود ہے۔

نوٹ ☆: انہی عباس صابری صاحب نے آپ کی سوانح حیات اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ اسماعیلیہ صدیقیہ کے

اوراد و وظائف کی سولہ صفحات پر مشتمل کتاب ''کلید السالکین'' اور ''فیضانِ مُرشد'' مرتب کر کے خود ہی چھاپ کر پیر بھائیوں اور دیگر اہل سلسلہ لوگوں میں تقسیم کی ہے۔

فقیر راقم الحروف نے بھی اسی کتاب سے یہ چند الفاظ رقم کئے ہیں جو کہ حضرت صاحبزادہ محمد جمیل اختر چشتی صابری صدیقی سجادہ نشین آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ صدیقیہ کالیکی منڈی تحصیل و ضلع حافظ آباد نے بذریعہ ڈاک بھیجی تھی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۶ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۹ اگست ۱۹۹۹ء بروز جمعرات کو ہوا۔ مزار پُرانوار ڈگی محلہ گلی نمبر ۳۲ صدر بازار لاہور کینٹ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ محمد جمیل اختر چشتی صابری سجادہ نشین کالیکی منڈی نے قطعہ تاریخ کہی:

جن کی نگاہ ناز سے ہزاروں سدھ گئے — آہ جناب حشمت شاہ ہم سے بچھڑ گئے
چودہ سو انیس ہجری تھی اور چھ جمادی الاول — وصال اس تاریخ کو حضرت ہیں کر گئے
وصال اس تاریخ کو حضرت ہیں کر گئے — مرد خدا کے فیض سے مقدر سنور گئے

حضرت خواجہ پیر غلام فرید صابری چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق ذات الہٰ، فنافی الرسول والمرشد، عارف ربانی، مرد حقیقت آگاہ، ولی العصر، شیخ یگانہ حضرت خواجہ پیر غلام فرید صابری چشتی رحیمی رحمتہ اللہ علیہ المعروف بابا سائیں خواجہ نگر حسن ابدال کے علمی و روحانی مرکز میں حضرت امام الاولیاء برھان شریعت خواجہ معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین صابری چشتی علیہ الرحمۃ کے گھر ۱۳۴۹ھ بمطابق 1930ء کو ببری شریف نزدواہ میں پیدا ہوئے۔

آپ نے آنکھ کھولی تو گھر کا ماحول علم وعرفان کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔اس ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف تھا۔آپ نے کبھی زمانہ طفولیت میں بھی دنیاوی الائش و معاملات کو نہ چھوا، بچپن سے ہی یاد خدا میں مستغرق اور اپنے اسلاف کی طریقت کے اصولوں پر کاربند رہے۔آپ کے والدین کی خصوصی تربیت اور توجہ نے آپ کو کندن بنا دیا تھا۔آپ نے ظاہری و باطنی علوم کے حصول کے لئے شب و روز محنت شاقہ سے کام لیتے ہوئے جلد ہی تکمیل حاصل کر لی اور خانقاہی نظام سے منسلک ہو گئے۔

ولادت مبارکہ سے پہلے کا واقعہ ☆: سائیں حمید کی والدہ جن کا تعلق بڑے سرکار حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گاؤں ببری شریف سے ہے فرماتی ہیں کہ جس وقت آپ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں تھے تو رات کو جہاں آپ کی والدہ ماجدہ آرام کر رہی ہوتیں تھیں۔اکثر رات کو آپ مائی صاحبہ کی چارپائی پر آسمان سے ایک نورانی روشنی پڑ رہی ہوتی تھی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ طریقت میں اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی خواجہ رحم الدین صابری چشتی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر مسند ارشاد پر فائز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہائی سادہ طبیعت، بلند اخلاق، ملنسار بامروت وضع دار، عبادت گزار، پیکر علم وعرفان، متقی و پرہیزگار شخص تھے۔

آپ میں سخاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔تمام زندگی دنیا کو اپنے قریب نہ بھٹکنے دیا بلکہ آپ کی خدمت میں مریدین جو نذرانہ وغیرہ پیش کرتے۔آپ فوراً اسے لنگر پر اور مہمان نوازی پر خرچ کر دیتے اور باقی ماندہ تمام رقم فقراء میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔آپ کی

زندگی کو دیکھ کر قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی کسی بڑے سے بڑے شخص کو بھی کبھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے بالکل الگ تھلگ آپ کی زندگی کا شعار رہا ہے۔

آپ کے در دولت پر حاضری دینے والے اکثر علماء اور مشائخ صوفیاء آپ کے اس قدر گرویدہ تھے کہ ہر ملاقات کے بعد دوسری ملاقات کی خواہش و آرزو باقی رکھتے تھے۔ آپ اخلاق محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عملی نمونہ تھے۔ آنے والے حضرات سے اس اخلاق سے پیش آتے کہ ہر آنے والا یہ سمجھتا تھا کہ حضور بابا سائیں جتنا پیار مجھ سے کرتے ہیں اتنا کسی اور سے نہیں کرتے۔ سیرت و کردار قول و فعل میں آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ علم اور اہل علم سے آپ خصوصی لگاؤ رکھتے تھے۔ مجاہدہ مشقت تقوی اور پرہیزگاری میں آپ یگانہ روزگار تھے۔ تمام عمر پائے استقلال میں جنبش نہ آنے دی آپ کی ذات صبر و رضا کا مجسمہ تھی۔ آپ کی آنکھیں انتہائی خوبصورت و مدبھری اور پُر جلال تھیں۔ بڑے سے بڑا شخص بھی ایک لحہ کے لئے آپ کی آنکھ سے آنکھ نہیں ملا سکتا تھا۔ آپ نے تمام عمر سادہ لباس زیب تن کیا۔ سر پر جوگیا (صابری رنگ) یا نسواری (چشتی) رنگ کی دستار عمامہ شریف باندھتے تھے۔ آپ کے پاس بیٹھنے والا کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ آپ نے کبھی بھی کسی قسم کی کوئی گھڑی یا انگوٹھی نگینہ وغیرہ پہنا ہو۔ آپ متوکل و صابر و شاکر شخصیت کے مالک تھے اکثر مریدین کو فرماتے کہ زندگی میں جو کچھ اچھا یا برا ہے من جانب اللہ ہے لہٰذا انسان کو ہر حال میں صابر و شاکر رہنا چاہیے۔

آپ ہمیشہ سادہ اور عام غذا کھاتے۔ سادہ لباس پہنتے۔ اپنے لئے کبھی بھی مسند وغیرہ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ کبھی کوئی مرید آپ کے پاؤں وغیرہ دبانے کی کوشش کرتا تو آپ ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ تنہا رہنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ بھیڑ بھاڑ اور رش سے آپ کو الجھن ہوتی تھی۔

آپ کا علمی تبحر ☆: آپ نے طریقہ مروجہ کے تحت کسی دینی مدرسہ میں داخلہ اگرچہ نہ لیا اور نہ ہی وہاں سے کوئی اکتساب فیض کیا مگر باوجود اس کے آپ علم ظاہری و باطنی پر اس قدر استعداد رکھتے تھے کہ بڑے بڑے جید علمائے کرام مشائخ عظام مذہبی دانشور آپ کے علمی نکات سن کر دنگ رہ جاتے۔ بڑی بڑی دور سے لوگ شریعت و طریقت و تصوف کے مسائل کے حل کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دیکر کامیاب و بامراد واپس لوٹتے تھے۔ اور جانے والوں سے پوچھتے تھے کہ آپ کے سوال کا جواب مل گیا ہے کیا تمہارے دل کو تسلی ہوگئی ہے اگر کوئی سقم باقی رہ گیا ہے تو بتادو پھر سے بیان کیئے دیتا ہوں تاکہ تشفی ہو جائے۔

نوٹ ☆: بین الاقوامی شہرت یافتہ قوال عزیز میاں مرحوم کے ساتھ آپ کا خصوصی اور گہرا تعلق تھا وہ اکثر فارغ اوقات میں آپ کے پاس تشریف لاتے اور تصوف کے پیچیدہ مسائل چھیڑ کر خوب مزے لیتے اور بڑی بڑی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا کر واپس جاتے تھے۔ آپ بذات خود کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے تقریباً تین ہزار کتابیں پڑھی ہیں تصوف میں آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا مگر اہل بصیرت جانتے ہیں کہ ظاہری علم کے علاوہ آپ کے پاس باطنی علم کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا اور آپ ہر وقت اس میں غوطہ زن رہتے تھے مگر

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

آپ کا توکل ☆: آپ کے بڑے صاحبزادے الحاج علاؤالدین چشتی صابری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں آپ حضرت بابا سائیں جیسا متوکل شخص نہیں دیکھا۔

اکثر آپ بذات خود توکل کے بارے میں فرماتے تھے کہ بڑے سرکار علیہ الرحمۃ کے زمانے میں کبھی لانگری آ کر عرض کرتا حضور آج لنگر کے لئے راشن نہیں ہے تو بڑے سرکار فرماتے کہ بابا لانگری برتن الٹے کر کے رکھ دو۔ رب کو منظور ہوا تو سیدھے فرما دیگا۔ اور اہل دنیا نے دیکھا کہ برتن اکثر دست غیب سے سیدھے ہوتے رہے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

اسی طرح آپ کے دور میں بھی کبھی اگر ایسا ہوتا تو فرماتے فکر کی کوئی بات نہیں جس کا لنگر ہے وہ جانے آپ انتظام کر دے گا اور خدا کے فضل و کرم سے انتظام ہوتا رہا اور فقیر کا لنگر چلتا رہا۔

آپ کی تعلیمات ☆: آپ اپنے پاس آنے والوں سے فرماتے بیٹا فقر نفس کی مخالفت کا نام ہے اور درویشی خلاف نفس کو کہتے ہیں۔ اور خلاف نفس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نفس کہے اس کے خلاف کام کیا جاوے اس کے ساتھ موافقت ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ ایک قدم نفس پر دوسرا یار کی گلی میں ہونا چاہیے۔

نمبر۲ ☆: آپ فرماتے کہ سیوہ بن میوہ نہیں ولی اللہ اور فقیر کی سیوہ اور خدمت میں سب کچھ پوشیدہ ہے۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ رب کی ذات کا کرم تلاش کرو۔

نمبر۴ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ مخلوق خدا کی خدمت کو اپنا شعار بناؤ اور اس سے محبت کرو۔

سلسلہ عالیہ کے لئے آپ کی خدمات ☆: امام العارفین خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری المعروف بڑے سرکار علیہ الرحمۃ کی زندگی بھر کی علمی و دینی خدمات اور ان کے ظاہری و باطنی علم اور ان کی تعلیمات آپ حضرت بابا سائیں کے ذریعے ہی آج زندہ تابندہ ہیں آپ نے ہی اپنی شبانہ روز کی جدوجہد سے یہ تمام معاملات بڑے سرکار کے اور اپنے مریدین و عقیدت مندان اور رہتی دنیا تک کے لئے فراہم کی ہیں۔

آپ تقریباً 28 برس تک بڑے سرکار کے دربار خواجہ نگر شریف کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ہر روز صبح نماز فجر سے پہلے دربار شریف کھولتے اور شام کو خواجگان چشت کے طریقہ کے مطابق چراغی پیش کرتے۔ صحن دربار میں اپنے ہاتھ سے جھاڑو دینا ہر مہینے گیارہویں شریف کا ختم شریف ہر جمعرات مریدین کی تعلیم و تربیت اور سالانہ عرس مبارک کے فرائض آپ نے بڑی خندہ پیشانی اور اچھے طریقے سے ادا کئے۔

آپ کے ہم عصر صوفیا علماء ☆: یوں تو علمائے کرام مشائخ عظام کا ایک بہت بڑا حلقہ آپ کا گرویدہ اور ہم عصر تھا مگر چند نام تبرکاً عرض خدمت ہیں جن میں قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمہ متوفی 1999ء جن کا مزار موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں ہے وہ طویل عرصہ تک ہر سال باقاعدگی سے دربار خواجہ نگر شریف میں عرس مبارک میں شرکت فرماتے اس موقعہ پر وہ آپ سے بھی ملاقات کرتے۔ آپ بھی حضرت قمر المشائخ سے بہت پیار کرتے۔ کبھی اپنے مرید مرزا انوار بیگ کی دعوت پر یا کسی خصوصی کام کی

غرض سے ان کے گھر راولپنڈی تشریف لاتے تو آپ حضرت قمر المشائخ سے ضرور ملاقات فرماتے تھے۔

نمبر۲ ☆: سلسلہ وارثی کے عظیم احرام پوش درویش عاشق رسول حضرت صوفی محمد بلال وارثی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۳۔ اگست ۱۹۸۰ء راولپنڈی۔

نمبر۳ ☆: بین الاقوامی شہرت یافتہ قوال اور صوفی منش درویش جناب عزیز میاں مرحوم چشتی نظامی متوفی 2000ء راولپنڈی مزار شریف ملتان میں واقع ہے۔

نمبر۴ ☆: حضرت بڑے سرکار کے خلیفہ مجاز عارف کامل حضرت بابا سید جمال الدین المعروف بابا غریب شاہ چشتی صابری رحیمی علیہ الرحمۃ متوفی 2001ء مزار پرانوار کلیر شریف انڈیا بھارت۔

نمبر۵ ☆: حضرت بابا متوالی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ بڑے سرکار کے خلیفہ مجاز اور عظیم روحانی پیشوا ہوئے جن کا مزار پرانوار کلیر شریف انڈیا میں واقع ہے۔

نمبر۶ ☆: سائیں اکبر المعروف بہشتی بابا چشتی صابری علیہ الرحمۃ بھی بڑے سرکار کے خلیفہ مجاز اور لاڈلے مرید تھے۔۔۔۔۔ان کا مزار شریف کا کشال پشاور میں ہے۔

نمبر۷ ☆: حضرت پیر سیّد منور شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ بھی بڑے سرکار کے خلیفہ مجاز اور اپنے وقت کے عظیم شیخ طریقت ہوئے ہیں۔۔۔۔۔مزار پرانوار اسلام آباد میں ہے۔

نمبر۸ ☆: حضرت سیّد مقصود حسین شاہ صاحب قلندری حال مقیم اردو بازار راولپنڈی۔

نمبر۹ ☆: فقیر راقم الحروف کا بھی آپ کے ساتھ 1974ء سے تعارف اور تعلق واسطہ رہا ہے کے علاوہ حسن ابدال واہ کینٹ واہ گاؤں اور گردونواح کے علمائے کرام جن میں شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ آف چمبہ پنڈ حال مزار شریف وزیر آباد، علامہ مفتی غلام محبوب سبحانی حسن ابدال، مولانا عبدالغفور صاحب حسن ابدال مدرسہ فیض القرآن علامہ قاری عبدالرحمٰن چشتی مرکزی خطیب حسن ابدال مین بازار کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

اسی طرح آپ کے مریدین کی بھی ایک بہت بڑی جماعت ہے زیادہ تر آپ کے مرید حسن ابدال، واہ کینٹ ٹیکسلا، پشاور، مردان، راولپنڈی، چیچہ وطنی، گوجرانوالہ، کراچی، فیصل آباد، اٹک کے علاوہ بیرون ملک کینیڈا، امریکہ، فرانس، دوبئی، سعودی عرب میں بھی موجود ہیں جو کہ ہر سال 21-22-23 محرم الحرام کو بڑے سرکار کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے بڑی عقیدت سے حاضری دیتے ہیں۔

زیارات مقامات مقدسہ ☆: یوں تو آپ نے اپنے عقیدت مندوں کی دعوت پر لاتعداد سفر کئے حالانکہ معمول تھا کہ درگاہ خواجہ نگر شریف سے بمشکل نکلتے تھے۔اور فرماتے تھے کہ سفر کی وجہ سے دربار شریف کے معمولات اور اپنے اوراد و وظائف میں فرق آتا ہے مگر اس کے باوجود بھی آپ مریدین و عقیدت مندان کی دلجوئی کے لئے ان کی دعوت پر چیچہ وطنی، کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، اٹک،

راولپنڈی، پشاور، سال میں ایک ایک مرتبہ ضرور تشریف لے جاتے تھے۔

اس کے علاوہ آپ سلطان الاولیاء حضرت مخدوم سیّدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار شریف کی زیارت اور سنوسی ہند حضرت خواجہ جمال الدین المعروف بابا غریب شاہ چشتی صابریؔ رحیمی کی زیارت اور ملاقات کے لئے کلیر شریف تشریف لے جاتے۔

اس کے علاوہ حضرت مخدوم العالمین زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے دربار شریف کی حاضری کے لئے پاکپتن شریف تشریف لے جاتے۔ اجمیر شریف شہنشاہ ولایت عطائے رسولؐ حضرت خواجہ سید محمد معین الدین چشتی حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار شریف پر تقریباً ایک ہفتہ قیام فرما کر حاضری دیتے رہے۔ اسی طرح ان مواقع پر دہلی میں تمامی خواجگان کی چوکھٹ کو بوسہ دینے کیلئے تشریف لے جاتے رہے۔

حضرت بڑے سرکار خواجہ رحم الدین چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے ہمراہ بھی آپ بچپن کے دور میں انڈیا بھارت میں کلیر شریف دہلی، مہرولی، اجمیر شریف میں حاضری دیکر آئے تھے۔

آپ کے مریدین سائیں محمد شیراز، سائیں فرید، مظفر لانگری، تسلیم احمد، اور جملہ مریدین بیان کرتے ہیں کہ حضور بابا سائیں سرکار اپنی زندگی میں آخری بار زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے مزار پرانوار پر حاضری کے لئے خواجہ نگر حسن ابدال سے روانہ ہونے لگے تو آپ نے فرمایا میں حضور بابا صاحب کی بارگاہ میں آخری مرتبہ حاضری دینے کیلئے جا رہا ہوں نہ جانے زندگی میں دوبارہ موقع ملے نہ ملے۔

جب آپ حضرت مسعود العلمین بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے مزار پرانوار پر پہنچے تو آپ کے ہمراہ صاحبزادہ حماد الدین، صاحبزادہ مصباح الدین، صاحبزادہ عمران الٰہی، سائیں حمید، سردار علی اور عبدالشکور چیچہ وطنی کے علاوہ دیگر عقیدت مندان و مریدین موجود تھے۔ جو بڑے عجز و نیاز سے آپ کو تھامے ہوئے حضور بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے دربار شریف کے اندر لے گئے۔ آپ نے بڑی ہی عاجزی و انکساری سے درفرید پر سلام پیش کیا تو باہر کھڑے ہوئے حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ کے دربار کے خدام نے دربار شریف کا دروازہ بند کر دیا آپ نے پونے دو گھنٹے تک جی بھر کر حاضری دی اور اپنا عقیدت بھرا نذرانہ پیش کیا۔

حاضری دے کر جب باہر نکلے تو سامنے ہی حضور مخدوم العالمین سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے حجرہ مبارک پر تشریف لے گئے اور سلام پیش کیا اور دل بھر کر خوب حاضری دی۔ حاضری سے فارغ ہو کر اپنے مریدین سے فرمایا کہ حضور مخدوم پاک کے حجرے پر سلام پیش کرتے ہوئے جب میں ہاتھ پھیلا رہا تھا تو وہاں کون موجود تھا۔ مریدین نے عرض کیا حضور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہم ناچیزوں کو کیا پتہ کیا معاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے حجرے کے اندر حضور مخدوم پاک خود کھڑے ہوئے تھے۔ اور میں نے ان کو سلام پیش کیا اور مصافحہ کیا۔ اس کے بعد چونکہ ضعیفی اور نقاہت اور سفر کی صعوبتوں کی وجہ سے آپ تھک گئے تھے اور بابا صاحب کے دربار شریف سے ملحقہ مسجد میں اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے تو فرمایا حضور بابا گنج شکر علیہ الرحمۃ کی خدمت میں میرا یہ آخری سلام

ہے شاید اب دوبارہ زندگی میں یہ وقت آئے یا نہ آئے۔ آپ کی یہ گفتگو سن کر مریدین کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور رونے لگے تو آپ نے فرمایا کہ رونا دھونا اچھا نہیں۔ بالآخر ایک دن یہ وقت آ کر رہے گا۔

چیچہ وطنی اور پاکپتن شریف کے ایک سفر کے موقع پر آپ کے بڑے صاحبزادے الحاج علاؤ الدین چشتی صابری اور آپ کے نواسے صاحبزادہ عمران الٰہی صابری آف راولپنڈی جو کہ آپ کے پیر بھائی حاجی فضل الٰہی سکنہ واہ گاؤں حال مقیم بابو محلہ صدر بازار راولپنڈی کے پوتے اور حاجی محبوب الٰہی صابری کے فرزند ارجمند ہیں۔

نوٹ ☆: حاجی فضل الٰہی سکنہ واہ گاؤں وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جب سے وہ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے تادم آخر حضور بڑے سرکار کی خدمت میں مشغول رہے۔ حالانکہ خدا کا دیا سب کچھ تھا بڑے تونگر اور صاحب استطاعت شخص تھے خاندانی پس منظر بھی بہت اچھا تھا مگر باوجود اس کے فقرا کی خدمت وخاطر اس گھرانے کا وطیرہ رہا ہے۔

اور حاجی فضل الٰہی صابری مرحوم وہ شخصیت ہیں جن کے بارے میں بڑے سرکار اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خدا نے مجھے چار بیٹے اپنے فضل سے دیئے ہیں۔ اور فضل الٰہی میرا پانچواں بیٹا ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ بڑے سرکار کے وصال کے وقت آپ کے چاروں صاحبزادے چھوٹے تھے اس لئے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بڑے سرکار نے حاجی فضل الٰہی صاحب کو تمام معاملات کا عملی طور پر اختیار دے دیا تھا۔ اور اپنے چاروں صاحبزادوں کی سرپرستی بھی حاجی فضل الٰہی مرحوم کو دے دی تھی۔ اور ہوا بھی اسی طرح کے حاجی صاحب مذکورہ مرحوم نے بھی اپنے پیرومرشد خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد آپ کے چاروں صاحبزادوں کا مکمل خیال رکھا اور لنگر شریف عرس وغیرہ دیگر معاملات میں مرکزی کردار ادا کرتے رہے۔ اسی طرح آپ کے چاروں صاحبزادگان بھی حاجی فضل الٰہی صابری صاحب کا دلی طور پر احترام کرتے تھے۔ جس وقت حاجی فضل الٰہی صابری صاحب کا اٹک میں وصال ہوا تو ان کی میت خواجہ نگر لائی گئی تو حضرت صاحبزادہ نذر دیوان اور آپ نے ان کی چارپائی ان کے گھر نہیں جانے دی، وہ بلکہ اپنی حویلی میں رکھی اور خود ان کی تجہیز وتکفین غسل کے معاملات پورے کیے۔

اسی طرح حاجی فضل الٰہی مرحوم کے بعد ان کے صاحبزادے حاجی محبوب الٰہی صابری بھی اپنے والد گرامی کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے دربار شریف کے معاملات میں آپ حضرت بابا سائیں کے ساتھ مکمل تعاون کرتے رہے۔ حاجی صاحب مذکور تادم تحریر حیات اور روبہ صحت ہیں خداوند کریم آپ کو سلامت رکھے۔

ایک مرتبہ صاحبزادہ علاؤ الدین صابری اور صاحبزادہ عمران الٰہی صابری جب آپ کے ہمراہ پاکپتن شریف گئے اور اس موقع پر آپ کی کیفیت درفرید پر جاتے ہی بدل گئی۔ وہاں سے چیچہ وطنی پہنچے تو آپ نے ہر دو حضرات صاحبزادہ علاؤ الدین اور صاحبزادہ عمران الٰہی صابری سے فرمایا کہ میرے ان چیچہ وطنی والے مریدین کا خاص خیال رکھنا اور ان کو تم دونوں کے حوالے کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی پاکپتن شریف کی حاضری مسلسل جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی۔

کشف و کرامات ☆: آپ کی سب سے بڑی کرامت آپ کا زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، صبر و شکر، تحمل و بردباری سخاوت و ریاضت و مجاہدہ، خلوص للّٰہیت، جود و سخا، ایثار و خدمت خلق، ذکر خدا اور ذکر مصطفیٰ ﷺ میں ہر وقت مشغولیت اور شریعت و طریقت کے اصولوں پر استقامت و ثابت قدمی ہے۔ اور اسی چیز کو ارباب طریقت نے معنوی کرامت کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ جس کے مقابلے میں حسی کرامت ہیچ ہے۔ لیکن چونکہ عوام حسی کرامت یعنی خرق عادت کے امور کے اظہار کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں بلکہ اس کو معیار ولایت قرار دیتے ہیں مزید برآں یہ کہ سوانحی کتابوں میں ان کا ذکر و بیان ضروری ہوتا ہے۔ اس مناسبت سے حضرت بابا سائیں علیہ الرحمۃ کی چند کرامات خرق عادات واقعات تحریر کئے جاتے ہیں۔

کرامت نمبر ا ☆: چوہدری بشارت علی ساکن حسن ابدال جو کہ آپ کے دوست چوہدری اورنگزیب ٹھیکیدار کا بیٹا ہے۔ نشہ کرنا اس کی فطرت بن گئی تھی۔ حتیٰ کہ اس کا دماغی توازن تک خراب ہو گیا۔ یہ لڑکا انتہائی ذہین و فتین اور کیڈٹ کالج حسن ابدال کا تعلیم یافتہ تھا۔ جب وہ جرمنی گیا تو اس دوران اس کو عارفین، انجکیشن، کوکین اور دیگر شدید قسم کے نشوں کی عادت پڑ گئی۔

جب اس کے والد کو اس کے بارے میں علم ہوا تو واپس بلا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا اور دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ نے اس کو دم کیا اور اس کے لئے دعا بھی کی۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ لڑکا بالکل رو بہ صحت ہو گیا اور آج کل سلطنت آف عمان کے دارالخلافہ مسقط اور دوبئی میں دو کمپنیوں کا مالک ہے۔

کرامت نمبر ۲ ☆: چیچہ وطنی کے بہت سے عقیدت مندان اور مریدین کے ہاں سال باسال سے اولاد نہ ہوئی تھی۔ وہ آپ کے پاس اولاد کے لئے دعا کی درخواست کرتے۔ آپ ان کے لئے دعا فرماتے اور کچے سوت کا دھاگہ دم کر کے دیتے اور فرماتے کہ انشاءاللہ میرا خدا تمہیں اولاد نرینہ عطا فرمائے گا اور اگلے برس جب دوبارہ جاتے تو وہ تمام کے تمام بے اولاد اپنی گود میں بچے لے کر حاضر ہوتے اور عرض کرتے کہ بابا سرکار یہ آپ کی دعا سے پیدا ہوا ہے اور اب اس کا نام بھی آپ ہی رکھیں۔ اور یہ سلسلہ تواتر سے چلتا رہا۔ اس طرح چیچہ وطنی کے دورے کے موقع پر عبدالشکور کا گھر آپ کے قدموں کی برکت سے رشکِ جنت بنا رہتا۔

زندگی کے آخری ایام ☆: آپ کی صحت آخری عمر تک اچھی رہی اور اپنے تمام دینی و دنیاوی امور اور دربار شریف کے تمام تر انتظامات میں آخری وقت تک دلچسپی لیتے رہے۔ زندگی کے آخری چند روز آپ کچھ علیل رہے۔ اور بیماری کے پہلے روز ہی اپنے صاحبزادے الحاج علاؤالدین چشتی صابری اور سائیں محمد شیراز سے فرمایا کہ وصال کے بعد مجھے اپنے ہاتھ سے غسل دینا۔ زندگی کے آخری ایام آپ حالت سکر میں تھے۔ عام لوگوں سے کم ملتے اور کم بولتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے الحاج علاؤالدین صابری فرماتے وصال سے ایک دن پہلے میری اور ماما مظفر سائیں شیراز کی موجودگی میں حاجی محبوب الٰہی صابری ساکن بابو محلہ صدر بازار راولپنڈی نے کاغذ اور قلم آپ کے ہاتھ میں دی اور تحریر لکھنے کو کہا آپ نے اپنی زندگی کی جو آخری تحریر لکھی اس کے الفاظ یہ ہیں کہ اپنا لکھا پورا کر رہا ہوں۔ جو رب العزت نے لکھا تھا وہ پورا ہو کر رہے گا۔

اس تحریر کے دوسرے روز ایک درویش جو صابری رنگ کے لباس میں تھا حاضر ہوا اور تنہائی میں ملاقات کی اور چلے گئے۔ باہر سے

آنے والے ملاقاتیوں میں یہ آخری شخص تھا کہ جس نے آپ سے ملاقات کی۔

اس کے بعد جب وقت آخر آیا تو آپ کے بڑے صاحبزادے الحاج علاؤالدین صابری صاحب لالہ سلطان، ماما مظفر، سائیں شیراز، سائیں ملک مشتاق، تسلیم صوفی حق بابا، حاجی سائیں فرید اور اختر صاحب موجود تھے جنہوں نے آپ کے ایام علالت میں بہت خدمت کی تھی یہ تمام احباب موجود تھے کہ خالق حقیقی کا بلاوا آ گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۹ ذی الحج ۱۴۲۰ھ بروز اتوار 26 مارچ 2000ء کو ہوا۔ مزار پرانوار صحن دربار عالیہ خواجہ نگر شریف دیوار مسجد کے ساتھ مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ اور منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے علاؤالدین صابری سجادہ نشین ہیں۔

خانوادے کے دستور کے مطابق آپ کے ختم چہلم کے موقع پر موجودہ سجادہ نشین کی دستار بندی بدست صاحبزادہ غلام معین الدین چشتی اولاد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے سینکڑوں علماء و مشائخ و مذہبی و قومی شخصیات کے سامنے کی۔ اس موقع پر آپ کے نواسے صاحبزادہ عمران الٰہی صابری کی بھی دستار بندی کی گئی۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر حافظ محمد یامین صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق رسول ﷺ پیکر اخلاص ومحبت مجسمہ اخلاق پیکر علم وعرفان فنافی المرشد حضرت پیر طریقت حافظ محمد یامین صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم صوفی بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کا نسبی تعلق ضلع انبالہ انڈیا بھارت سے ہے۔ تقسیم برصغیر کے وقت آپ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے اور کوہاٹی بازار نزد بنی چوک راولپنڈی میں سیمنٹ کی ایجنسی لے کر تجارت کو اپنا ذریعہ روزگار بنایا اور زندگی کی تمام راتیں خدا کی یاد میں گزاریں۔ آپ پانچ وقت کے نمازی اور تہجد کے پابند تھے۔ صبح کے بعد اور رات عشاء کے بعد اپنے اوراد ووظائف مکمل فرماتے۔ ہمہ وقت یاد خدا میں مست اور سرشار رہتے۔ آنے والے صوفیاء علماء اور مشائخ کی بہت تعظیم فرماتے۔ اپنے عقیدت مندان اور مریدین پر خصوصی نگاہ اور شفقت فرماتے۔ در پر آنے والے فقیروں کو خالی نہ لوٹاتے تھے۔ دسترخوان بہت وسیع اور کشادہ تھا۔ آپ نہایت ہی ملنسار بلند اخلاق خوش طبیعت خوش مزاج اور انتہائی مستقل مزاج بلند حوصلہ کی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے اوصاف وکمالات عبادت وریاضت زہد وتقویٰ، پرہیزگاری، شب بیداری، بدرجہ اتم اس قدر موجود تھی کہ احاطہ تحریر میں لانے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے۔ فقیر راقم الحروف کے والد گرامی سے آپ کا روحانی سلسلہ صابریہ کا تعلق تھا۔ اسی بناء پر فقیر کا تعلق آپ کی ذات سے ۱۹۶۸ء تا ۲۰۰۰ء یعنی تادم آخر رہا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم صوفی بزرگ شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد اسماعیل ذبیح علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

نوٹ ☆: یہ بات بھی اپنی شہرت کو پہنچی ہے کہ مولانا محمد اسماعیل ذبیح علیہ الرحمۃ کے خلیفہ صوفی محمد صدیق صابری کالیکی منڈی ضلع حافظ آباد کے خلیفہ صوفی عبدالرشید صابری نے جہلم میں صوفی فرزند علی صابری کے آستانے پر آپ کو دستار خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد کیا۔

آپ سال میں ایک مرتبہ اپنے پیرومرشد حضرت مولانا محمد اسماعیل ذبیح کا سالانہ عرس مبارک اور حضور مخدوم اولیاء ختم اللہ ارواح حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد کلیری صابری رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ خواجگان فخر کون ومکان شہنشاہ ولایت عطائے رسول ہندالولی حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک کراتے محفل سماع کا ذوق خوب تھا اور عرس میں آنے والے مہمانوں کی خدمت خوب اور خود کرتے ہر ایک کا خیال فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۴ نومبر ۵ شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ بروز ہفتہ ۲۰۰۰ء میں ہوا۔ آپ کو اسلام آباد کے مرکزی قبرستان ایچ ایٹ میں ہزاروں عقیدتمندوں کی موجودگی میں دفن کیا۔

حضرت جمال الدین المعروف بابا غریب شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: متعلم مکتب خانۂ ام الکتاب، معلم مدرسہ، یھدی بہ اللّٰہ من اناب ، مدرس مسائل عشق وعرفان، محدث وجدو پیمان، غزالی صحرائے الوہیت، رازی صحرائے نبوت، مست الست جمال احدیت، محبوب بارگاہ صمدیت، شمع قصر ہدایت مجدد ملت صابر یہ حضرت شیخ شاہ جمال الدین انور المعروف بابا غریب شاہ چشتی صابری رحیمی رحمتہ اللہ علیہ بحرالعلوم اور دریائے گنج حقیقت و معرفت ہیں۔ آپ ایک بہت بڑے عالم فاضل اور شیخ کامل ہوئے ہیں۔ تمام عمر یادِ خدا اور عشق مصطفیٰ ﷺ میں اولیائے کرام رضوان علیہم اجمعین کے اتباع اور ان کے مشن کے فروغ میں گزاری۔ درس وتدریس آپ کا بہترین مشغلہ تھا۔

آپ کو مسلمانوں کی حالت پر بہت غصہ تھا کہ ہر شخص مسلمانوں کی پستی بے بسی اور معاشی حالت کی خرابی کا ذکر کرتا نظر آتا ہے مگر آج تک اس خرابی کی بنیاد کو کوئی نہ پہنچ سکا نہ ہی کسی نے اس کے علاج پر غور کیا کہ آخر یہ کمزوری ہم میں کیوں پیدا ہوئی کہ آج مسلمان اپنا ورثہ اپنے ہاتھ سے تباہ کر چکا ہے۔ انہیں کوئی بھی یہ نہیں بتاتا کہ مسلمان کی پسماندگی کس طرح دور ہوگی۔ اور یہ مسلمان قوم بھی دوسری قوموں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر رونے سے قوموں میں انقلاب آسکتا تو پھر روتے روتے برسوں گزر گئے۔ اب تک تو بہت کچھ ہو جانا چاہیے تھا۔ یہ خیال دل میں بٹھا کر اور مسلمانوں کی حالت زار کو سنوارنے کے لئے آپ نے تدریس کے شعبے کو اختیار کیا اور ۱۹۴۱ء میں مدرسہ گلزار فرید کے نام سے ایک ادارہ قائم کر کے دینی اور دنیاوی تعلیم کا آغاز کیا۔

بیعت سے قبل کا واقعہ ☆: آپ خود فرماتے ہیں کہ میں جوانی کے عالم میں تھا اور مجھے کسی مرد کامل کی تلاش تھی کہ ایک درویش حضرت بابا ستار شاہ صاحب سے کلیر شریف میں ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ حسن ابدال ضلع اٹک میں ایک ولی جن کا نام حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین رحم الدین سرکار ہیں لہٰذا آپ ان سے ملیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی ملاقات کی غرض سے کلیر شریف سے دہلی اور دہلی سے حسن ابدال کے لئے روانہ ہوا تو راستے میں میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر خواجہ رحم الدین صابری صاحب نے مجھے اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کاٹ کر کھلائی تو سمجھوں گا کہ آپ واقعی مرد کامل ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب حسن ابدال ریلوے اسٹیشن سے اتر کر خواجہ نگر دربار میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ آپ ایک پلنگ پر تشریف فرما ہیں۔ بظاہر کوئی چیز بھی آپ کے قریب نہ تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ اور آپ کے

قریب ایک طرف بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھ سے حال واحوال اور خیر خیریت پوچھی اور اس کے بعد مجھ سے حضور مخدوم پاک کے دربار شریف کے حالات کے بارے میں پوچھا۔ اسی اثنا میں آپ نے ایک کھیرا ہاتھ میں پکڑا چاقو لے کر کاٹا اور مجھے کھانے کے لئے دیا۔ کھیرا کھانے کے بعد میں آپ کے قدموں میں گر گیا اور سمجھ گیا کہ جس مرد کامل کی مجھے تلاش ہے وہ آپ ہی ہیں۔ اس کے بعد میں نے آپ کی خدمت میں بیعت کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ لنگر خانے میں چلے جاؤ، آج کے بعد تمہاری ڈیوٹی لنگر کی ہے۔ چنانچہ میں حسب الارشاد عرصہ تین برس تک لنگر خانے میں ڈیوٹی بھی کرتا رہا اور عبادت وریاضت اور مجاہدہ میں بھی مصروف رہا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین خواجہ رحم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

کلیر شریف کو واپسی اور چلہ کشی ☆: بیعت وخلافت کے بعد مرشد کامل نے فرمایا کہ اب کلیر شریف چلے جاؤ اور وہیں پر بقایا زندگی گزارو۔

چنانچہ مرشد کامل کا حکم ملنے کے بعد آپ حسن ابدال سے جانب کلیر شریف روانہ ہوئے اور کلیر شریف پہنچ کر آپ عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ اسی دوران آپ نے رجب المرجب شریف کے مہینے ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۹۴۳ء کو اپنے مدرسے کی دکھنی دیوار کے باہر ایک چلہ گاہ تعمیر کی اور اس میں چالیس دن کا چلہ کیا۔ اور چالیس روز تک اپنے خواجگان کے طریقہ کے مطابق عبادت وریاضت ومجاہدے میں مصروف رہ کر چالیسویں دن باہر تشریف لائے اور اس کے فوراً بعد کلیر شریف میں آپ کے مدرسے کے قریب حضرت سیدنا امام ابو محمد صالح چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مجاز حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پُر انوار پر کلیر شریف میں اپنے خدام جن میں حضرت بابا فیض محمد لال بادل شاہ، فدا حسین غریب الحسن، شفاعت علی، راؤ جی غفور، راؤ جی اختر، نور محمد شیخ جی، یٰسین احمد شیخ جی وغیرہ ہم کے ہمراہ حاضر ہوئے اور حضرت سیدنا امام ابو محمد صالح چشتی رضی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سلام اور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہائی سادہ طبیعت، غریب پرور، بلند کردار، بااخلاق، اور روادار و وضع دار شخصیت کے مالک تھے، ظاہر داری، بناوٹ اور ریاکاری سے سخت نفرت تھی، قول وفعل کے پکے، بااخلاق و باہمت ومردانہ وجاہت وصفات آپ کی خصوصیات میں شامل تھیں۔

خداوند کریم نے آپ کو ظاہری وباطنی علوم کی دولت سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ اسی طرح حسن ظاہری وباطنی میں بھی آپ بے مثال تھے، سخاوت آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ تمام عمر آپ کا طرز زندگی یہی رہا کہ خود نہ کھایا مگر آنے والے مہمان کی دلجوئی اور مہمان نوازی میں کبھی کسر نہیں چھوڑی، اپنے مدرسے کے طلباء کی بھوک پیاس، ان کے لباس اور ضروریات زندگی کا ہر طرح سے خیال فرماتے۔ تمام زندگی اتحاد بین المسلمین کو اپنا مرکز بنائے رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہندو سکھ، عیسائی، بدھ مذہب سب آپ کو قدر کی نگاہ سے نہ صرف دیکھتے بلکہ یہ بات کہنے پر مجبور تھے کہ ایک مسلمان میں جو صفات ہونی چاہئیں وہ بدرجہ اتم آپ میں موجود ہیں۔ آپ

عبادت وریاضت میں یکتائے زمانہ تھے اور مجاہدہ وسلوک میں بلند مقام رکھتے تھے، تمام زندگی نماز پنجگانہ اور کثرت نوافل کا اہتمام خصوصیت سے فرماتے۔ اپنے اوراد و وظائف تادم آخر ہر حال میں پورے فرماتے رہے۔ تصور شیخ میں ہمہ وقت مگن رہتے اور اپنے شیخ کامل کا ہر بات میں تذکرہ فرماتے تھے۔

آپ کی ذات اور آپ کی مذہبی خدمات پر غیر مسلموں کا تبصرہ ☆: ہندوستان کے اخبار پنجن جو کہ دہلی سے نکلتا ہے اس کے جنرل منیجر سری جولا پرشاد چترویدی لکھتے ہیں کہ میں صوفی سنتوں کو بڑی درشٹی سے دیکھتا ہوں۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کا صحیح مفہوم انہوں نے جیون میں اتارا ہے۔ ایسے اسلام کو کوئی بھی سلام کرے گا

لیکن پچھلے حکمرانوں نے جو مذہبی مظاہرہ کیا ہے ان کے کارناموں سے محبت نہیں۔ انسانیت میں تلخی اور دوری پیدا ہوئی ہے۔ ان کے ہاتھ صوفی ''سنتوں'' کو اتیاچار (ظلم) سہن (برداشت) کرنے پڑے ہیں۔ پھر بھی انہوں نے اپنا مارگ (راستہ) نہیں چھوڑا۔ آج اس کھائی ''خندق'' کو پاٹنے کے لئے یہ صوفی مارگ ہی اچھا سیتو (پُل) بن سکتا ہے۔

شری جگت گرو شنکراچاریہ پوری اُڑیسہ کے تاثرات ☆: میں نے بابا غریب شاہ کی تصنیفات کا مطالعہ کیا ہے۔ آپ کے عقیدہ اور خیال سے متفق ہیں۔ اسلام کی صحیح ترجمانی کا نام تصوف ہے اور تصوف کے ریکارڈ شاندار ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ ہمارے علم وعقیدہ سے ناظرین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ صوفیانہ تعلیمات کی فی زمانہ ضرورت ہے۔ جس سے انسانیت کو امن وشانتی مل سکتی ہے۔ جس سے ہر تعلیم یافتہ مسلم وغیر مسلم بھی متاثر ہے اور چاہتا ہے کہ صوفیائے کرام علم تصوف کی اشاعت کریں۔

آپ کا عظیم شاہکار مدرسہ گلزار فرید صابریہ ☆: حضرت بابا شیخ جمال الدین انور المعروف بابا غریب شاہ سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۴۷ء میں درگاہ حضرت سیدنا امام ابومحمد صالح چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب کلیر شریف میں ایک جنگل و ویران جگہ پر ایک دینی مدرسہ موسوم بہ مدرسہ گلزار فرید صابریہ کے نام سے قائم کیا۔ جس میں علاقہ بھر کے بچوں کو دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اور پھر اس میں رفتہ رفتہ دنیاوی تعلیم کا اجرا بھی کیا گیا۔ جس میں بلا امتیاز وتفریق مذہب وملت مسلم اور غیر مسلم بچوں کو مڈل تک تعلیم دی جانے لگی۔ اس ادارے کا نام باقاعدہ طور پر مدرسہ گلزار فرید مسلم جونیئر ہائی سکول پیران کلیر رکھا گیا۔ جس کو بھارتی حکومت نے رجسٹرڈ کر کے سرکاری اسکول کا درجہ دیا ہوا ہے۔ دن بدن ترقی کرتا ہوا یہ ادارہ ۱۹۵۶ء میں باقاعدہ ایک بہترین اور وسیع عمارت میں منتقل ہو گیا۔ اور پھر اس کے بعد دوبارہ ایک علیحدہ بلڈنگ بمعہ تہہ خانہ اور پھر ایک بڑا برآمدہ وسیع صحن اور اس کے ساتھ ملحقہ مسجد، کنواں، ہینڈ پمپ اور دیگر تعمیرات مکمل کی گئیں جو کہ صرف اور صرف ایک مرد کامل ومرد آہن کی ذہنی سوچ طفلان اور نونہالان قوم وملک کے لئے تھی اور ۱۹۴۷ء سے لے کر ۲۰۰۱ء تک اتنی بڑی تعمیرات اور چھ سو طلباء کے تعلیمی اخراجات اور مدرسہ میں مستقل مقیم رہائش پذیر طلبا کے کھانے پینے، علاج معالجے اور لباس وقیام کے اخراجات توکل بر خدا صرف ایک آدمی کی ذاتی کاوش سے پورے ہوتے رہے۔ آپ کی اس مذہبی وقومی خدمت کے اعتراف میں بہت سے غیر مسلم سرکاری وغیر سرکاری حضرات اور بہت سے سجادگان پیران عظام اور دیگر زعمانے آپ کے ادارے میں تشریف لا کر آنکھوں دیکھا حال اپنی نوک قلم سے تحریر کیا ہے۔ اس کے چند نمونے پیش کئے جاتے

ہیں۔ ہندوستان کے پرمکھ تیرتھ استھان پیران کلیر شریف

حضرت بابا غریب شاہ صابری دوارا (ذریعے) شکشا (تعلیم) کی روشنی

جناب سید انعام صابر ناز جونیئر انجینئر یو پی گورنمنٹ ورکشاپ روڑ کی ضلع سہارنپور، انڈیا:

ہندوستان کے ایک اخبار سدا چار ٹائمس جو کہ روڑکی ضلع سہارنپور سے نکلتا ہے، میں یہ مضمون جناب سید انعام صابر ناز جونیئر انجینئر یو پی گورنمنٹ ورکشاپ کی طرف سے شائع ہوا تھا۔ سید انعام صابر ناز فرماتے ہیں کہ دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو خود بھوکے رہیں اور اپنے ہاتھوں سے دوسروں کو کھلائیں۔ اور ایک اتم آنند پراپت کریں۔ ہر ایک کے دکھ درد کو مذہب کی سنکرتال سے دور رہ کر اپنا دکھ درد سمجھیں۔ ملک اور قوم کی بھلائی کی خاطر اپنے خون کی ایک ایک بوند کو نچھاور کر دیں۔ دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی بھی قوم پر ظلم ہو تو کسک محسوس کریں۔ ہر ایک مذہب کا آدمی اس کو اپنا سمجھے، اس سے پریم کرے۔ اس سے شردھا رکھے۔ یہ سب باتیں کسی ایک ویکتی میں ہوں تو وہ زمانے بھر کا شردھا پاتر بن جاتا ہے۔ لوگ اس کے دوارا بھگوان سے اپنی منو کامنائیں پوری کراتے ہیں۔ پیران کلیر شریف دنیا کے پرمکھ ترتھ استھانوں میں اپنا ایک رشیش استھان رکھتا ہے۔ دنیا کے ہر حصے سے شردھالو ویکتی اپنی منو کامنائیں لے کر آتے ہیں اور اپنی جھولی بھر کر لوٹتے ہیں۔ آج زندگی بہت تیز دوڑ رہی ہے۔ کسی کے پاس وقت نہیں ہے۔ آج کے یگ میں کام بہت ہیں اور سمے (وقت) کم۔ لیکن کلیر شریف میں دور دور سے لوگ سفر کر کے اپنا پیسہ اور روپیہ اور وقت خرچ کر کے ہر سمے (وقت) پیران کلیر شریف میں آتے رہتے ہیں۔ کلیر شریف میں ہر وقت میلہ لگا رہتا ہے۔ آخر کچھ تو ملتا ہی ہوگا جو دن رات اتنی دقتوں سے لوگ بھاگے بھاگے یہاں آتے ہیں۔

اس سرزمین پر صابر صاحب پیر غیب صاحب کلکلی صاحب اور امام صاحب جیسے بزرگوں کا سایہ ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اتنے بڑے (تیرتھ استھان) اتنی مقدس جگہ پر ابھی تک بچوں کی شکشا (تعلیم) کے لئے کوئی پربندھ (بندوبست) ان درگاہوں کے ٹھیکیداروں نے نہیں کیا۔ اس پر اگر نگاہ گئی تو ایک فقیر کی جس نے اس علاقہ کے بچوں کی شکشا (تعلیم وتربیت) کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔

حضرت امام سید ابو محمد صالح چشتی صاحب کی درگاہ جو گھنے جنگل اور خوفناک جانوروں کے بیچ گھری ہوئی تھی، جہاں پر جاتے بھی ڈر لگتا تھا، ایک فقیر نے جنگل کو کاٹ کر صفائی کر کے پیڑ لگا کر بچوں کی شکشا (تعلیم وتربیت) کے لئے چنا۔ ۱۹۴۷ء میں ایک جھونپڑی میں بچوں کو دینی تعلیم دینی شروع کی۔ رات بھر عبادت کرنا۔ دن میں روزہ رکھ بچوں کو تعلیم دینا۔ بس یہی اس فقیر کی زندگی کا مقصد رہا ہے۔

پیڑوں سے اتنی محبت کے ایک بھی ڈالی کاٹنا گوارہ نہیں۔ سڑک کے دونوں طرف اپنے ہاتھوں سے سایہ دار درخت لگائے جس سے آنے والے دو گھڑی اس کے سائے میں بیٹھ سکیں۔ جو درخت پھلدار ہیں۔ پھل لگنے پر سب پھل ان بچوں میں بانٹ رہے ہیں۔ دھیرے دھیرے بچوں کی تعداد بڑھتی گئی تو کچھ ماسٹر رکھ لئے گئے۔ اور وہ ایک جھونپڑی ایک سکول کی شکل میں بدل گئی۔ جنگل

ایک چمن میں بدل گیا۔ جگہ جگہ طرح طرح کے پھول دکھائی دینے لگے۔ ابھی تک سکول میں صرف اردو، عربی تعلیم دی جاتی تھی۔
مگر حضرت بابا غریب شاہ صابریؔ کی دلی تمنا یہ تھی کہ قوم کے نونہال جس ملک میں رہتے ہیں اس نے جو تعلیم رائج کر رکھی ہے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس کو بھی حاصل کریں۔ جس سے کہ روٹی کا مسئلہ بھی حل ہو اور دیس کی دوسری قوموں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چل سکیں۔ حضرت بابا غریب شاہ صابریؔ صاحب کی یہ تمنا ان کے کچھ چاہنے والوں کی کوششوں اور مالک کے کرم سے ۱۹۸۰ء میں پوری ہوئی۔ مدرسے کو بھارت سرکار نے جونیر ہائی سکول کی شکل میں رجسٹرڈ کیا۔ آج اس ایم جی ایف ایم جونیئر ہائی سکول میں تقریباً چار سو بچے پڑھ رہے ہیں۔ جن کے لئے دس بہترین اساتذہ کا انتظام ہے۔ غریب بچوں کو مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ان کے کھانے کا بھی انتظام سکول سے ہی ہوتا ہے۔ بچوں کے لئے ہوسٹل کی بھی سہولت موجود ہے۔

۱۹۸۱ء میں حضرت بابا غریب شاہ صابری نے سکول کے بچوں کے ہاتھوں سے اسکول کے چاروں طرف پانچ سو درخت سایہ کے لئے اور دو سو درخت دوسری قسموں کے لگائے ہیں۔ جس کی وجہ سے سکول دن بہ دن ترقی کے راستے پر گامزن ہے۔ سکول میں دو ہینڈ پمپ لگے ہوئے ہیں۔ جو کہ سکول کے بچوں اور آنے والے مہمانوں کیلئے کافی ہیں۔ مگر سکول اور باباجی سے پریم رکھنے والے یہ محسوس کر رہے ہیں کہ آئندہ آنے والے وقتوں میں یہ پانی ناکافی ہوگا۔

اور آنے والے وقتوں میں سکول کی موجودہ بلڈنگ بھی ناکافی ہے۔ کیونکہ دنوں دن بچوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ مالک کریم کے کرم سے اور مخیر حضرات کے تعاون سے کچھ کمروں کی تعمیر شروع ہونے والی ہے۔ کمروں کا نقشہ بن چکا ہے۔ بچوں کے کھیلنے کا بہت بڑا میدان ہے۔ اس میں ایک طرف طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ اور دوسری طرف پھول سے بچے اپنے جھولوں پر جھولے جھول رہے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ آج کا چمن کل ایک خوفناک جنگل تھا۔ جس کی آبیاری حضرت بابا غریب شاہ صابریؔ نے اپنے خون سے کی۔

غریب شاہ کا گلزار ہے گلزار فرید ۔۔۔ کہ عجز خلق کا اظہار ہے گلزار فرید
چلے بھی آؤ کہ بٹتی ہے دین کی دولت ۔۔۔ کہ علم دین کا دربار ہے گلزار فرید
غریب بچوں کا مرکز غریب ہی رہبر ۔۔۔ غریب اس کے مدرس مگر ہیں اہل نظر
امام اس کا محافظ امام اس کار میں ۔۔۔ برستی رہتی ہے رحمت خدا کی شام وسحر

مضمون جناب سید انعام صابر ناز جو کہ ہندوستان کے معروف اخبار۔ دی سدا پار ٹائمس روڑ کی ضلع سہارنپور یوپی انڈیا میں ۱۹۸۱۔۸۔۱۵ کو چھپا تھا، سے لیا گیا ہے۔

حضرت پیر مرتضٰی علی فریدی چشتی پاکپتن شریف ☆: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥ اَمَّا بَعْدُ
میں فقیر پیر میاں محمد مرتضٰی فریدی چشتی حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کی اولاد ہونے کا شرف رکھتا ہوں۔ میں پاکپتن شریف

پاکستان سے درگاہ حضرت علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ پیران کلیر شریف میں حاضر ہوا۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت سے قائم کردہ ادارے میں حاضر ہوا اور حضرت صوفی غریب شاہ فریدی صابری کے مدرسہ گلزار فرید مسلم جونیئر ہائی سکول کو تصدیق وتسلیم کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہٗ اور بابا فرید اس مدرسہ کو اور زیادہ ترقی کی طرف لے جائیں۔ سلسلہ چشتیہ جو پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور نظامی صابری کو ہدایت کرتا ہوں کہ بنسبت حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کو یہ مدرسہ بابا فرید کے نام پر چل رہا ہے۔ لہٰذا اس کی ترقی میں سبھی کو حصہ لینا چاہیے۔ میں بابا فرید اور حضرت صابر پاک سے یہ دعا کرتا ہوں کہ اس مدرسہ وسند کی لاج رکھیں۔ آمین۔

کعبۃ العشاق باشد ایں مقام ہر کہ ناقص آمد ایں جاشد تمام

دعاگو پیر میاں مرتضٰی فریدی چشتی ۱۹۸۲۔۵۔۹ محلہ چاہ دوہٹہ نزد گوڈری حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ پیر مرتضٰی فریدی ہاؤس پاکپتن شریف۔

حضرت صاحبزادہ غلام فرید چشتی صابری خواجہ نگر شریف ☆: ہمارے سلسلہ کے حضور بابا غریب شاہ صابری رحیمی ہیں۔ حضور ۱۹۴۷ء سے مدرسہ گلزار فرید مسلم جونیئر ہائی سکول چلا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر طبیعت مطمئن ہوئی کہ یہ بہت بڑا سلسلہ جاری رہے گا۔ انتظامی معاملات بڑے اچھے اور قابل تحسین ہیں۔ جس کے لئے میں اہل سلسلہ اور بابا غریب شاہ صابری کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ اللہ ان کے درجات میں ترقی عنایت فرمائے۔ (آمین) فقیر صاحبزادہ غلام فرید چشتی صابری دربار عالیہ خواجہ نگر شریف حسن ابدال پاکستان۔

حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری کلس شریف ☆: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ حق۔حق۔حق آج مورخہ ۸۲۔۱۔۱۸ کو مدرسہ گلزار فرید صابریہ میں حاضر ہوں۔ اس پُر رونق مدرسہ کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوا۔ اور درگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہوا۔ مجھے درگاہ صابر پاک میں متعدد بار حاضری کا موقع ملا۔ میں نے مدرسہ گلزار فرید صابریہ کو کئی کٹھن مراحل سے گزرتے دیکھا۔ جبکہ ایک درویش منش نیک دل نیک خو مگر نحیف وکمزور جسے قدرت کاملہ نے مضبوط ارادوں، انتھک محنت، بلند نظری سخن ہائے دلنواز اور بلند ہمتی سے نواز رکھا ہے۔ جو اپنے گاؤں اور گردونواح کی ناخواندگی اور جہالت کو شدت سے محسوس کر رہا تھا۔ ایک گھاس پھونس کی جھونپڑی میں بیٹھا مدرسے کی ابتداء کر رہا تھا۔

یہ جولائی ۱۹۵۶ء کا ذکر ہے میں نے دیکھا کہ سیّد غریب شاہ صاحب بانی مدرسہ گلزار فرید صابریہ پیران کلیر شریف اور دیگر مواضعات کے بچوں کو بوریہ پر بٹھائے عربی، فارسی، اردو اور دیگر علوم کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ کوئی عمارت نہ تھی نہ بیٹھنے کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ یہاں اونچے نیچے ٹیلے تھے۔ کہیں گڑھے تھے۔ خاردار جھاڑیاں اور کہیں دشوار گزار ناہموار پگڈنڈیاں تھیں۔ پانی ناکافی تھا۔ بجلی نہ تھی جنگل تھا۔ جو زہریلے سانپوں اور بچھوؤں کی آماجگاہ تھا۔

اس حال میں شاہ صاحب مدظلہ العالی مدرسے کی عمارت بنانے کے لئے تہہ دل سے کوشاں تھے۔ مخیّر حضرات نے ان کی پُرخلوص

آواز پر لبیک کہی اور اس جاریہ نیکی میں حصہ لیا۔ جس کی بدولت آج ایک رفیع الشان عمارت وجود میں آچکی ہے۔ جس میں بجلی جگمگا رہی ہے۔ پانی وافر مقدار میں ہے۔ سایہ کافی ہے تقریباً ساڑھے پانچ صد طلباء عزیز زیر تعلیم ہیں۔ تعلیم مفت ہے۔ اکثر غریب طلباء کا کھانا اور رہائش مدرسے کی طرف سے میسر ہے۔ اس وقت پندرہ لائق اساتذہ کرام نہایت محنت اور جانفشانی سے تعلیم دے رہے ہیں۔ مدرسہ کا ماحول پُرسکون ہے۔ دیدۂ زیب درخت، دلفریب پلاٹ، رنگ برنگ پھولوں سے سجی کیاریاں دعوت نظارہ دے رہی ہیں۔ بچوں کے کھیل اور تفریح کا بہترین انتظام ہے۔ مدرسہ کی کافی عمارت مکمل ہو چکی ہے اور بہت سا حصہ ابھی زیر تعمیر ہے۔ حاسدوں اور مخالفوں نے بہت مخالفت کی

ہوا ہے تندوتیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو تو نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

میری دلی دعا ہے کہ رب العزت بطفیل مخدوم پاک اس مردحق کی محنت و جانفشانی کو سلامت رکھے۔ ترقیوں پر گامزن فرمائے اور اس چشمہ فیض سے ہزاروں تشنگان علم کو سیراب فرمائے۔ (آمین)

این دعاء از من از جملہ جہاں آمین باد

ہمراہ عقیدت مندان و مریدین جناب منظور احمد سول انجینئر۔ گلزار حسین شاہ صابری۔ سجادہ نشین دربار عالیہ کلس شریف ضلع سرگودھا، عاشق رسول۔ آفتاب احمد صابری چیئرمین بلدیہ ملک وال، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ گجرات۔ پاکستان ۱۹۸۲۔ ا۔ ۱۵ محمد شریف مینجنگ ڈائریکٹر صابری سپرنگ مینوفیکچر۔ ۷۔ ۹۔ ریلوے روڈ لاہور پاکستان۔

پیر طریقت حکیم صوفی سید محمد انور علی شاہ صابری کی پیلی بھیت ☆:

حق نے اس درجہ کیا عطا صبر جمیل دونوں عالم میں ہے مشہور توکل تیرا
براہ راست خدا سے رسائی تیری تیرے شیدائی کو کافی ہے توکل تیرا

محترم بزرگ غریب شاہ صابری فقیر درگاہ صابری میں نیاز و شرف حاصل ۱۹۵۱ء میں سید میاں پیلی بھیت والے جو بزرگ درگاہ صابری میں مقیم اور قائم مقام تھے۔ درگاہ صابری خادمان اور کلیر شریف کے عوام سب ہی واقف ہیں۔ حضور غریب شاہ صابری کے یہاں مدرسہ گلزار فرید صابریہ عرصہ دراز سید حضور کے زمانے سے امام صاحب حضور کی درگاہ سے ملحق قائم ہے۔ بابا حضور غریب شاہ ایک ایسے فقیر ہیں کہ جن کو کوئی فقیر نظر والے ہی پہچان سکتے ہیں۔ آپ زبردست مجاہد قوم ملت اور بچوں کی تعلیم و تربیت پر بہت کوشاں رہے۔ اور باوجود بہت بڑی مشکلات اور مخالفوں کے حضور غریب شاہ نے مدرسہ عربیہ گلزار فرید صابریہ کو قائم کیا۔ دن دوگنی رات چوگنی غرضیکہ بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ آج اس مدرسہ گلزار فرید میں دس ماسٹر ہیں اور اس میں ایک ہیڈ ماسٹر ہے۔ کل تعداد لڑکوں کی چار سو ہے۔ ان سب کا انتظام خوردونوش اور تعلیم وصرف دیگر اخراجات زندہ معجزہ اللہ کی رحمت اور بزرگوں کا فیض جاری ہے۔ مدرسہ بہت ترقی پر ہے۔

حضور غریب شاہ صابری کا قائم کیا ہوا یہ مدرسہ جو کہ بابا فرید گنج شکر کے نام سے منسوب ہے اللہ کی کس قدر رحمتوں سے مالا مال

ہے۔ درگاہ امام صاحب کے ہر ایک خورد وکلاں زائرین کا اولین ترحق اور عقیدہ کے ساتھ اس مدرسہ گلزار فرید کے خدمت کرنے سے اور بابا غریب شاہ جیسے مجاہد قوم وملت محدث جیسی ہستی سے درگزر نہ ہونا چاہیے۔ لہٰذا از بہر دین عقیدت سے التجا اور مؤدبانہ گزارش ہے کہ جس قدر ممکن ہو سکے حضور غریب شاہ صابریؔ مدرسہ گلزار فرید مسلم جونیئر ہائی سکول کی مدد کی جائے۔ اللہ آپ کی ہر ایک منزل در منزل خیر وبرکت عطا کرے گا۔ فقط آپ کا

مولوی صوفی حکیم سید محمد انور علی شاہ

چشتی صابریؔ نقشبندی قادری بمقام پیلی بھیت شریف

محلہ بھورے خان ضلع پیلی بھیت ۱۹۸۱-۲-۱۰

غیر مسلموں کا بابا غریب شاہ کو خراج تحسین ☆: بھارتی حکومت کے سیکرٹری ڈاکٹر اشونی کمار ویدا اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں۔ آج مورخہ ۱۹۸۲-۱-۲۷ آج مجھے شیری اندراج آہوجہ سمپادک سداچار ٹائمنر روڑ کی کے ساتھ یہاں گلزار فرید کے مدرسہ میں آنے کا موقع ملا۔ حضور بابا غریب شاہ صابریؔ کے دیدار حاصل ہوئے۔ من بڑا خوش ہوا دل کو بڑی تسکین ہوئی۔ یہ مقام بڑا ہی شانتی (امن) کے ماحول کا ہے۔ ایک اصلی فقیر کے درشن ہوئے۔ بھگوان کا میں بڑا دھنیہ وادی (شکر گزار) ہوں کہ مجھے ایسے پہنچے بندے مہاتما (بزرگ) کے درشن ہوئے۔

بابا جی یہاں بچوں کا سکول بھی چلا رہے ہیں۔ تقریباً چھ سو بچے پڑھتے ہیں۔ یہاں ہر مذہب وملت کے بچے ہیں۔ سکول کی عمارت زیر تعمیر ہے اور پوری آشا ہے کہ یہ جگہ ایک دن بہت سندر بنے گی۔ اور اپنے ملک کے لئے ایک مثال بنے گی۔ بھگوان سے پراتھنا (گزارش) ہے کہ وہ ایسے ہی فقیر آدرش اس دیس میں بھیجے۔ تاکہ اس دیش کی جہالت دور ہو۔ ذات پات کی بنا پر آئے دن کے ہونے والے دنگوں اور فسادوں کو روکنے کے لئے خالی نعرے بازی ولیکچر بازی سے کچھ نہ بنے گا۔ فقط واحد حل ہے دھرم کی تعمیل اس مجلس کے قیام ہندو مسلم سکھ عیسائی ممبران ایک زبان ہو کر اپنی سیکولر سرکار سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ ایسے کالج قائم کرے جہاں عالمی مذاہب کی تعلیم ڈگری کے درجہ تک ملے۔ اور ان کالجوں سے پاس شدہ ڈگری یافتہ رجسٹرڈ دھرم گورو دھرم پر ریسرچ کریں۔

تمام سکولوں وکالجوں میں عالمی مذاہب کی بنا پر ایک سمان دھرم کی تعلیم جو شوشل سائنس کا ایک حصہ ہو۔ لازمی قرار دی جائے۔ اور دھرم کی تعلیم دینے کے لئے ایسے ڈگری ہولڈر دھرم گرو ہی استاد رکھے جائیں۔ اس طرح تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بے روزگاری بھی کم ہو گی۔ انہیں عزت کا دھندا بھی ملے گا۔ اور وہ اپنی اور دوسروں کی عاقبت بھی سدھار سکیں گے۔ دھرم کا علم ایک بہت بڑی دولت ہے۔

دنیا میں زیادہ تر لوگ تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ اور جو تعلیم یافتہ کہلاتے بھی ہیں۔ ان میں بہت سے اپنے اپنے مذہب کے سنہرے اصولوں سے قطعی ناواقف ہیں، دوسرے کے دھرموں یا مذہب کے بارے میں جاننا یا سمجھانا تو دور کی بات ہے۔

عام طور پر اندھ شنط میں کھوئے سادہ لوح انسان کسی غلط شرارت پسند مذہبی جنون میں اندھے خود غرض اُپدیشکوں کے بہکانے

میں آ کر جوش میں ہوش کھو بیٹھے ہیں۔

اور قانون کی خلاف ورزی کر کے گناہوں کا شکار بن کر اپنی اور دوسروں کی زندگی کو دوزخ بنا دیتے ہیں۔ دنیا میں کون سا مذہب ایسا ہے جو انسان کو حیوان بننے سے نہیں روکتا۔ تمام مذاہب نے سب کو اپنا کردار اونچا اٹھانے کی تعلیم دی ہے۔ سب نے موقعہ بہ موقعہ سماج (معاشرے) میں آئی غلط کاریوں کو دور کرنے کی تلقین کی۔ نیکی کی راہ پر چلنے کی تعلیمات تو کل بنی نوع انسان کے لئے یکساں دی گئی ہیں۔

یہ بات دیگر ہے کہ الگ الگ رہنماؤں اور درویشوں نے الگ الگ جگہوں اور وقتوں میں حالات کے مطابق زندگی کے اصول قائم کئے۔ اور تعلیم بھی وہاں کی مقامی زبانوں دیا جانا قدرتی ہی تھا۔

کیا ہوا اگر دنیا کے جدا جدا حصوں میں رہنے والوں کی خوراک پوشاک بول چال رسم و رواج جدا جدا قسم کے ہیں۔ یہ سب چیزیں تو مقامی ماحول پر مبنی ہوتی ہیں۔

انسان کو کل مخلوق میں اشرف ہونے کا درجہ حاصل ہے کسی کو کیا حق ہے کہ وہ اس نایاب نعمت کی بے قدری کرے اور اس درجہ سے گر کر حیوانیت کے دائرہ میں داخل ہو۔ کیا یہ حرکت جاہلانہ اور کم عقل پر مبنی نہیں۔ ایسی لاعلمی سے نجات حاصل کرنی ہوگی۔ تاکہ کوئی انسان حیوانیت کے چنگل میں نہ پھنسے۔

یہ مجلس سب تعلیم یافتہ ادیبوں صاحب اقبال و اونچی رسائی والے صاحبان سب سے بھی التجا کرتی ہے کہ وہ مندرجہ بالا گزارش پر دھیان دیں۔ اور اپنی لیاقت و طاقت چاہے کتابوں و اخباروں کی اشاعت ہو یا ایڈیشن ہو ریڈیو ہو یا درویش، سینما ہو، ڈرامہ، ادارہ دھارمک و سوشل سوسائٹی ہو یا پولیٹیکل پارٹی ہر جائز واجب اور ممکن ذریعہ سے اس نیک کام کو سرانجام کریں۔

ایسی تعلیم سے آنے والی نسلیں ایک نیا نظریہ لے کر آئیں گی۔ مختلف مذاہب کی باہمی غلط فہمیوں سے انسانیت کو راحت ملے گی۔ اونچ نیچ کا بھید بھاؤ مٹے گا۔ لوگ اپنے اپنے دھرموں میں رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے ساتھ پیار و محبت سے رہیں گے۔

وہ سچائی، ایمانداری، پاکیزگی، رحمدلی، سادگی جیسے نیک اوصاف کے مالک بنیں گے۔ ان کی گیان میں اضافہ ہوگا۔ یہ موجودہ امیری افسر شاہی وعیش پرستی کی ہوس جاتی رہے گی۔ کیونکہ دھرم کے ساتھ ساتھ سایہ دار کا آنا قدرتی بات ہے۔ بچے اپنے اپنے دھرم جانیں گے۔ آنے والے وقت کے مالک یہی لوگ ہیں۔ سب اپنا اپنا کام ایمانداری و لگن سے کریں گے۔

سب کو دوسروں کے حقوق اور اپنے اپنے فرض کا احساس ہوگا۔ ہر طرف ترقی ہوگی اور خوشحالی کا راج ہوگا۔ ہمیں پوری امید ہے کہ سرکار اپنا دھرم پہچانیں گے۔ اور اپنے آپ کو دھرم نرکیشن کہتی ہوئی دھرم جیسے لازمی مضمون کو ڈھونگ بھیک مانگنے والے و چندوں پر گزارہ کرنے والے خود غرض و تنگ دل لوگوں کے سہارے نہ چھوڑے رکھیں گے۔ کیونکہ دھرم کی لاعلمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے باہمی نفرت پھیلا کر سب دنگوں اور فسادات کی یہی چند لوگ بنیاد ہوتے ہیں۔ اور خود صاف بچ نکلتے ہیں۔

ایسی تعلیم جتنی جلدی شروع ہوگی اتنا ہی ساری دنیا کے لئے بہتری ہے۔

سب کے سب کو اپنے اپنے دھرم گرنتھوں پر بڑا اعتقاد ہے۔ اور جب دھرم گرنتھوں کی تعلیم سب کو ملنے لگے گی تو اس میں کسی کو اعتراض بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ پرکس کے مذہب کی تعلیم کی اشاعت ہوگی۔ ایسی تعلیم دینے والوں کیلئے ایک مثال ہوگی۔ یہ انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔ اس سے دنیا میں سلامتی وشانتی کا دور دورہ ہوگا۔ (ڈاکٹر اشونی کمار وید۔ سیکرٹری دھلی، آسرارام دت شرما۔ پردھان)

رام سنگھ ایم۔ایل۔اے ☆: آج بتاریخ ۲۵ مئی ۱۹۸۱ء کو مجھے موقع ملا۔ بابا غریب شاہ کی خدمت میں آئے۔ اور اُن کے دُوارا چلائے جا رہے جو ہائی سکول اور مدرسہ کو دیکھنے کا یہاں پر بھی مذہبی اور دیبھاگ کے مطابق دوسری تعلیم دی جا رہی ہے۔

اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور اس طرح کے ادارے وطن اور ملک کو چار چاند لگا دیں گے اور یہاں کے بچے ملک کی خدمت میں سروجان نچھاور کریں گے۔ ایسی مجھے امید ہے یہ ادارہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی طرح قوم کی خدمت کرے گا۔

رام سنگھ ایم۔ایل۔اے روڑکی۔ ۸۱۔۵۔۲۵

شکھشینا بھی ایس پی ☆: میں آج دنیا تک ۱۹۸۱۔۱۔۲۱ کو درشنا ہے تو کلیر شریف آیا اور بابا غریب شاہ صاحب سے ملا اور ان سے اسکول کے وشے میں بات چیت کی۔ سن کر بڑا شحرج یہ ہوا کہ بابا صاحب ۱۹۴۷ء سے اکیلے ہی جنتا کے سہوگ سے یہ سکول چلا رہے ہیں۔ میں بھگوان سے پراتھنا کرتا ہوں۔ یہ سکول بابا کی چھتر چھایا سے ہمیشہ پھلتا پھولتا رہے۔

ایس۔پی۔ شکھشینا بھی۔ ۵۱ جعفر آباد

ایس۔پی شرما میجر روڑکی ☆: آئی ویزنڈ داش رائینڈ اینڈ فونڈ ڈیری گڈ ایسٹ موٹیفر بابا غریب شاہ صابری اذا میکٹر بکلی ڈی وریڈ پرسن بھی فاؤنڈ ڈاے ہائی سکول اینڈ اذ ویری ڈسپلن انٹرسٹڈ ان شوشل ویلفیئر اینڈ سروس ہٹر آوٹ کک اذ ویری بروڈ۔ اذ ہاٹیلی فرینڈ۔

ایس۔پی۔ شرما میجر روڈکی۔ گارڈن روڈ ۸۲۔۲۔۷

مختلف شعراء کی جانب سے منظوم خراج عقیدت ☆: آپ کی ذات والا صفات اور آپ کے قائم کردہ مدرسہ گلزار فرید صابریہ مسلم جونیئر ہائی سکول کو مختلف شعراء نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ جس کے لئے نمونے کے طور پر مختصراً پیش خدمت ہیں۔

چمن بردوش رحمت کی گھٹاؤں کا یہ مرکز ہے
سراپا عشق میں ڈوبی دعاؤں کا یہ مرکز ہے
گلستان حقیقت کی ہواؤں کا یہ مرکز ہے
جسے پھولوں میں رہنا ہوں وہ اس گلزار میں آئے

یہاں اعلان حق ہوتا ہے دنیا سر جھکاتی ہے
خریدارِ محبت کیوں نہ اس بازار میں آئے
جو بیتاب محبت ہو تری سرکار میں آئے
خدا جسکو نہ ملتا ہو وہ اس دربار میں آئے

جناب یزدانی صابری غوث روڑکی کا خراج☆:

سرچشمۂ عطا ہیں بابا غریب شاہ	محبوب اولیاء ہیں بابا غریب شاہ
بے لوث بے ریا ہیں بابا غریب شاہ	اک شان مرتضٰی ہیں بابا غریب شاہ
اک پیکر وفا ہیں بابا غریب شاہ	مخلوق پر خدا ہیں بابا غریب شاہ
افشائے دین بہ شرح روایات ذوالمنن	اوصاف انبیاء ہیں بابا غریب شاہ
باطل کے واسطے ہیں شمشیر بے نیام	بے خوف خوش ادا ہیں بابا غریب شاہ
بے شبہ منسلک ہیں خواجہ فرید سے	انوار مصطفیٰ ﷺ ہیں بابا غریب شاہ
مخدوم پاک پر ہیں دل و جاں سے فدا	احبا اولیاء ہیں بابا غریب شاہ
کہنے کو تو غریب ہیں اے غوث مگر	شاہوں سے بھی سوا ہیں بابا غریب شاہ

سید انعام صابر ناز روڑکی کا قطعہ☆:

تو کرم کا اِک اشارہ غریب شاہ	میں صرف تمہارا ہوں تمہارا غریب شاہ
اس پردۂ حیات کو آسان بنا دیا	جس نے خلوص دل سے پکارا غریب شاہ

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے مریدین کی تعداد پورے ہندو پاک میں لاکھوں سے تجاوز کر گئی تھی۔ اور خلفائے کرام بھی برصغیر پاک و ہند میں لاتعداد تقریباً ایک سو سے زیادہ ہیں۔ مگر ہمیں جن حضرات خلفائے نامدار کے مصدقہ اسمائے گرامی ملے ہیں ان کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

(۱) جناب مولانا اقبال احمد صابری۔ پالی مارواڑ۔ (۲) جناب صوفی سید خورشید علی شاہ صابری۔ سہارنپور۔ (۳) جناب سید جواد علی عرف چمن شاہ صابری۔ مابناوالا قاسمپور۔ (۴) جناب صوفی سید محبوب الرحمٰن شاہ صابری۔ سکندری پوری۔ (۵) جناب صوفی محمد صدیق شاہ صابری۔ پیران کلیر شریف۔ (۶) جناب بابا ولی محمد عرف ولی بھائی صابری۔ لانگری مدرسہ گلزار فرید۔ (۷) جناب بابا محمد مختار احمد شاہ صابری۔ بھنڈاری مدرسہ گلزار فرید۔ (۸) جناب محمد یوسف شاہ صابری۔ پیران کلیر شریف۔ (۹) جناب بابا غوث محی الدین محمد شاہ صابری۔ پیران کلیر شریف۔ (۱۰) جناب اللہ نواز عرف گڑبڑ شاہ صابری۔ سرواڑ شریف۔ (۱۱) جناب منگتا شاہ صابری۔ گاداروتا۔ (۱۲) جناب ملا صوفی سعید احمد صابری۔ گڑھ میر پور۔ (۱۳) جناب شفیق احمد شاہ صابری۔ پیران کلیر شریف

(۱۴) جناب صوفی رفیق احمد شاہ صابری۔ کلیر شریف۔ (۱۵) جناب صوفی اللہ رکھا صابری۔ گڑھ میر پور۔ (۱۶) جناب صوفی حبیب صابری۔ منگلور (۱۷) جناب بابا عبدالکریم شاہ صابری۔ درگاہ صابر پاک کلیر شریف۔ (۱۸) جناب صوفی غلام رسول صابری۔ کلیر شریف۔ (۱۹) جناب صوفی احمد حسن شاہ صابری۔ گادھاروتا۔ (۲۰) جناب صوفی محمد اکرم شاہ صابری۔ بجنور۔ (۲۱) جناب محبوب الرحمٰن صاحب صابری۔ جمشید پور ضلع سنگھ بھوم۔ (۲۲) جناب تیجے شاہ عرف اکبر علی محمد قلندر۔ کلیر شریف۔ (۲۳) جناب شمس الدین صابری۔ آسرا کھیڑی ڈاکخانہ نکڑ ضلع سہارنپور۔ (۲۴) ملا شبیر صابری۔ گادھاروتا پوسٹ لنڈھورا ضلع سہارنپور۔ (۲۵) شیخ عبدالجبار صابری۔ درگاہ شریف بہادر شاہ غازی کوٹ پتلی جے پور۔ (۲۶) جناب صوفی غلام رسول صابری۔ مروی کالونی حیات نگر دہلی۔ (۲۷) جناب بھولا بھنڈاری صابری۔ چوک امام صاحب کی گدی تحصیل باغپت ضلع میرٹھ۔ (۲۸) جناب دھوم علی شاہ صابری۔ گرام نگینہ ڈاکخانہ خاص محلہ پہاڑی دروازہ ضلع بجنور۔ (۲۹) جناب صوفی عبدالستار خان صابری۔ کراچی پاکستان۔ (۳۰) جناب راجہ منصب داد خان صابری۔ بھکوے والی تحصیل وضلع گجرات پاکستان۔ (۳۱) جناب الحاج صاحبزادہ پیر علاؤالدین صابری۔ سجادہ نشین خواجہ نگر شریف حسن ابدال ضلع اٹک۔

نوٹ ☆: آخری الذکر حضرت صاحبزادہ الحاج پیر علاؤالدین صابری صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین خواجہ نگر شریف حسن ابدال ضلع اٹک صوبہ پنجاب پاکستان میں ہیں۔ مجدد ملت صابریہ حضرت جمال الدین انور المعروف حضرت بابا غریب شاہ صابری سرکار کے پیرومرشد حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین رحم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پوتے ہیں۔

جو کہ آج کل اپنے والد گرامی حضرت خواجہ غلام فرید صابری علیہ الرحمۃ کے وصال ۲۰۰۰ء کے بعد سے مسند سجادگی پر جلوہ افروز ہیں اور بڑے ہی اچھے انداز میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اس طرح صاحبزادہ پیر علاؤالدین صابری صاحب ایک طرف اپنے والد گرامی حضرت خواجہ غلام فرید صابری اور دادا بزرگوار حضرت خواجہ رحیم الدین صابری سرکار اور اپنے دادا کے خلیفہ اور اپنے پیرومرشد حضرت بابا غریب شاہ سرکار علیہم الرحمۃ کا نام روشن کیے ہوئے ہیں۔

شعری ذوق وشعروشاعری ☆: اگرچہ تعلیمی مصروفیت آپ کی بہت زیادہ تھی اس کے علاوہ تعمیری ذمہ داریاں اور اس کے ساتھ اپنے اوراد و وظائف عبادت وریاضت کے لئے بھی خاصہ وقت درکار تھا۔ مگر اس کے باوجود آپ نے ذوق کے مطابق بہت سے کلام نعتیں، مناقبات اور قطعات، رباعیات لکھی ہیں۔ ان میں بطور نمونہ اختصار سے کام لیتے ہوئے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

استغاثہ بدرگاہ خداوندی ☆:

در پہ سرکار آیا سوالی اس کی جھولی ہے مدت سے خالی
بھیک دے دے نواسوں کا صدقہ تیرا دربار دربارِ عالی ہے
پنجتن پاک خیبر شکن کا فاطمہ کا حسین و حسن کا
چار یاروں کا صدقہ عطا ہو در سے خالی نہ جائے سوالی

پرچم اسلام لہرائے آقا پھر نمازِ صحابہ ادا ہو
جنگ خندق کا چمکے سویرا پھر سے گونجے اذان بلالی
قلب مسلم کو پھر جگمگا دے یا خدا سوئی قسمت جگا دے
حال زارِ حزیں سب سنائیں تھام کر سبز گنبد کی جالی
ہر مسلمان کو حاجی بنا دے سب کو شہر مدینہ دکھا دے
ساتھ سب کے غریب حزیں بھی کاش پہنچے کسی دن مدینے
اس کی قسمت کا چمکا ستارہ کاش کہہ دیں غریبوں کے والی

حضرت شیخ جمال الدین نور المعروف بابا غریب شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کلام بعنوان مرشد کی مہندی۔ جس میں سرکار علیہ اسلام، مولا مشکل کشاہ، پنجتن پاک، حضور مخدوم صابر پاک اور آپ کے پیرو مرشد کے اسمائے گرامی سلسلہ بسلسلہ آتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

میرے مرشد کی مہندی عجب شان کی مہندی ☆:

عجب کنگن، عجب سہرا، نرالی شان کی مہندی
ہے جھلمل نور کی چادر نیا سہرا نئی مہندی
ہے سر سہرا سخاوت کا شجاعت کا کرامت کا
عجب دست یداللّٰہی نرالی نور کی مہندی
علی کے لعل کا سہرا حسینی چاند کی چادر
زیدی پھول کا سہرا و کنگن صابری مہندی
حسن ثانی شہ عثمان کے جانی مبارک ہو
تیرا سہرا شہہ پنجہ ترا کنگن تیری مہندی
سماب نور بنکر آ گئی چادر مدینے سے
ہے بوئے احمدی سہرا علی کے رنگ کی مہندی
حسن ابدال پر بارش ہوئی انوار پیہم کی
فضا بدلی، چمن نکھرا، سجا سہرا، رچی مہندی
مبارک ہو بہار باغ اجمیری مبارک ہو
گل خنداں شہہ کلیر بنا دولہا لگی مہندی
چلو سیکھو رحم نگری ہے رنگ آج اُن کی محفل میں
چلو دیکھیں بنا دولہا سجا سہرا لگی مہندی
اِدھر دیکھو دریچہ کھل گیا دلدار خواجہ کا
اِدھر دیکھو دریچہ کھل گیا دلدار خواجہ کا
فریدی لعل کے گھر رنگ ہے رنگ چلو دیکھیں
بہاروں پر شباب آیا کھلا سہرا رچی مہندی
مبارک ہو مریدوں کو فقیروں زائرینوں کو
بنے غوری حسن دولہا سخاوت کی لگی مہندی
حسنِ ثانی کے سر سہرا بندھا مشکل کشائی کا
حسن ثانی کے سر سہرا بندھا مشکل کشائی کا
غریب صابری چشتی رحیمی اور غوری بھی
مقدر کا سکندر ہے بنا سہرا بنی مہندی
غریب صابری بس چپ یہ جرأت لب کشائی کی
ملائک پڑھ رہے ہیں سہرا حوریں گا رہیں سہرا

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۰۰۱ء کو ہوا۔ نماز جنازہ درگاہ حضرت مخدوم صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ادا کی گئی۔ لاکھوں افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔

مزار پُر انوار حضرت سیدنا امام ابو محمد صالح چشتی علیہ الرحمۃ کے مزار کے قریب آپ کے قائم کردہ مدرسہ گلزار فرید مسلم جونیئر ہائی سکول کلیر شریف ضلع سہارنپور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

وصال سے قبل آپ نے کلیر شریف میں ایک بلند دروازہ کی تعمیر کا کام شروع کیا جس کی بلندی ۱۲۰ فٹ اور لمبائی ۸۰ فٹ اور چوڑائی ۶۰ فٹ ہے۔ اس دروازے میں کمرے اور مہمان خانوں کے علاوہ ایک لائبریری بھی بنوائی گئی ہے۔ یہ دروازہ حضرت بابا غریب شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ کے فن تعمیر کا انمول شاہکار ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ آپ نے تعلیمی مصروفیات کے باوجود چند کتابیں بھی لکھی ہیں ان میں ایک کتاب ''حالات کلیر'' دوسری کتاب حضرت مخدوم پاک کی سوانح حیات، تیسری کتاب ''تذکرہ مشاہیر اولیاء اللہ، چوتھی کتاب صوفیائے عظام کی تشریح و تحریک مطبوعہ ۱۹۸۲ء قابل ذکر ہیں۔

رباعیات......از قلم بابا غریب شاہ سرکار

مرے دل کا دل جان کی جان صابر　　میرے زندگان کا سامان صابر
میرا دین اور میرا ایمان صابر　　نہیں بلکہ ایمان کی جان صابر

حضرت مولانا غلام فرید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فاضل جلیل، عمدۃ المدرسین، سند الکاملین، محبوب العارفین حضرت علامہ مولانا غلام فرید چشتی صابری سعیدی رضوی ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ کی ولادت ۵ شعبان المعظم ۱۳۵۶ھ گیارہ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو موضع جھاڑ مضافات تربیلہ (ہزارہ) میں اپنے زمانے کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ مولانا الحاج عبدالجلیل بن مولانا امیر غلام کے گھر ہوئی۔ آپ کا نسبی تعلق مشہور پٹھان قوم عیسیٰ خیل کے مورث اعلیٰ عیسیٰ خان سے ہے۔ جبکہ آپ کے ایک اور جد اعلیٰ عبدالرشید خان قندھار کے حاکم اعلیٰ ہو گزرے ہیں۔ آپ کا تعلق علمی وروحانی خاندان سے ہے۔ آپ کے والد گرامی علامہ الحاج عبدالجلیل شب وروز تبلیغ دین میں مصروف ومشغول رہتے تھے۔ آپ کے جد امجد کے حقیقی بھائی پیر طریقت علامہ امیر محمود اپنے علاقے کے مرکز رشد وہدایت ہیں۔ سینکڑوں طلباء نے اُن سے اکتساب فیض کیا۔ نہایت سادہ صوفی منش اور پابند شریعت وطریقت بزرگ ہوئے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف اپنی اولاد کو علوم دینیہ سے بہرہ ور کیا۔ بلکہ دامادی کے لئے بھی اصحاب علوم اسلامیہ کا انتخاب کیا۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کی مساجد میں ہی حاصل کی بعد ازاں اپنے والد گرامی کی وساطت سے ہزارہ ڈویژن کی معروف دینی درسگاہ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ میں داخلہ لے کر مولانا قاضی حبیب الرحمٰن اور مولانا قاضی غلام محمود ہزاروی سے علمی استفادہ شروع کیا۔ ان حضرات میں اول الذکر حضرت علامہ قاضی عبدالسبحان کھلابٹی علیہ الرحمۃ کے داماد اور آخر الذکر قاضی صاحب کے صاحبزادے ہیں۔

جب حضرت قاضی عبدالسبحان کھلابٹی دارالعلوم رحمانیہ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے تشریف لائے تو ان سے بھی علمی استفادہ کیا ان کے علاوہ ایک اور نہایت ہی محنتی اور شفیق استاد مولانا حافظ محمد یوسف صاحب سے بھی ابتدائی چند اسباق پڑھے چار سال بعد جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد میں داخلہ لیا۔ جب دو سال بعد حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے تو آپ جامعہ نعیمیہ لاہور تشریف لے آئے۔ یہاں آپ نے سات سال تک علامہ مفتی محمد حسین نعیمی علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ درس نظامی کی آخری کتاب میر زاہد، ملا جلال حمد اللہ، قاضی، شمس بازغہ وغیرہ مولانا حسین امام مولانا قاضی حبیب الرحمٰن اور مولانا قاضی عزیز الرحمٰن مردانوی سے پڑھیں۔ ہدایہ حضرت فقیہہ العصر مفتی اعجاز ولی خان علیہ الرحمۃ سے پڑھا۔ بخاری شریف کا درس حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد حسین نعیمی سے لیا۔ ان کے علاوہ کچھ اسباق حضرت مولانا مفتی عزیز

احمد بدایونی سے بھی پڑھے۔ ۱۹۵۹ء میں جامعہ نعیمیہ سے دستار فضیلت اور سند فراغت حاصل کی اور ۱۹۶۰ء میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ چشتی صابری سے علم حدیث پڑھ سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔

درس وتدریس ☆: آپ تدریس کا آغاز جامعہ گنج بخش لاہور سے کیا۔ یہ ادارہ حضرت مفتی اعجاز ولی خان علیہ الرحمۃ کی سرپرستی میں قائم کیا گیا تھا۔ یہاں آپ نے ابتدائی اور متوسط کتب پڑھائیں۔ دو سال تک جامعہ امینیہ گوجرانوالہ میں اور دو سال دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ میں مسند تدریس پر فائز رہے۔ ۱۹۶۶ء میں آپ غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے حکم پر مدرسہ جامع العلوم خانیوال میں مدرس کی حیثیت سے تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

۷۲۔۱۹۷۱ء جامعہ فضل العلوم ڈسکہ میں دو برس تک مدرس رہے۔ اس کے بعد آپ مستقلاً جامعہ فاروقیہ رضویہ تعلیم القرآن گوجرانوالہ میں بطور صدر مدرس علوم اسلامیہ کی تدریس میں مصروف ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ نے جامعہ فاروقیہ گوجرانوالہ میں دورۂ حدیث شریف شروع کرا دیا جو کہ بہت کامیابی سے ہمکنار ہے۔ اور اسی دار العلوم کے ساتھ جامع مسجد فاروقیہ میں نماز جمعہ کی خطابت کے فرائض تادم آخر سرانجام دیتے رہے۔

آپ کے چند معروف تلامذہ ☆: یوں تو ملک بھر کے کثیر تعداد طلباء علماء نے آپ سے علمی استفادہ کیا ہے۔ جن میں سے چند معروف تلامذہ کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔ مولانا سید بشیر حسین شاہ گوجرانوالہ، مولانا خالد حسن مجددی گوجرانوالہ، مولانا سعید احمد مجددی گوجرنوالہ، مولانا گل احمد عتیقی فیصل آباد، مولانا صداقت علی، مولانا قاضی محمد یوسف، مولانا حافظ محمد علی، مولانا قاری عبدالرزاق، مولانا محمد حنیف اختر خانیوال، حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مدرس جامعہ نظامیہ لاہور قابل ذکر ہیں۔ ممتاز عالم دین استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی مدرس جامعہ نظامیہ لاہور مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ میں نے ہری پور جامعہ رحمانیہ میں ایک سال اور جامع العلوم خانیوال میں دو برس تک آپ سے اکتساب فیض کیا ہے۔ آپ انتہائی مشفق اور مہربان استاد ہیں۔ طالب علم کی علمی ضرورت ہی نہیں بلکہ ہر قسم کی ضروریات کو پورا کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی فرماتے ہیں کہ جس شفقت اور ہمدردی سے آپ نے بندہ پروری کی اور تربیت فرمائی وہ ناقابل فراموش احسان ہے۔ جو زندگی بھر مجھے یاد رہے گا۔

تحریکی اور سیاسی سرگرمیاں ☆: آپ سیاسی طور پر سواد اعظم کی نمائندہ تنظیم جمعیت علمائے پاکستان سے تمام عمر وابستہ رہے۔ تحریک جمہوریت ۱۹۶۹ء میں آپ نے خانیوال میں بڑے بڑے جلوسوں کی قیادت کی۔ حالانکہ آپ جس دار العلوم سے متعلق اور وابستہ تھے وہ محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام ایک مسجد میں قائم تھا۔ لیکن آپ نے کسی خطرہ کی پرواہ کیے بغیر تحریک میں حصہ لیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں بھرپور حصہ لیا۔ گوجرانوالہ میں متعدد جلسوں میں لوگوں کو فتنہ مرزائیت سے آگاہ کیا۔ تحریک نظام مصطفی ﷺ ۱۹۷۷ء میں آپ کی کارکردگی پر عوام اہل سنت اور علمائے گوجرانوالہ شاہد ہیں کہ ایک دو کے علاوہ ہر جلوس کی قیادت میں

شریک رہے اور بعض جلوسوں کی قیادت تو بلاشرکت غیرے کی۔ نماز جمعہ کے بعد چوک گھنٹہ گھر سے مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق رضوی مدظلہ اور خطیب شیریں مقال علامہ ابوالطاہر عبدالعزیز چشتی مدظلہ العالی کے ہمراہ گرفتاری پیش کی۔ دو دن اور دو راتیں صدر تھانہ گوجرانوالہ میں رہے اور اس کے بعد رہائی ہوئی۔

ردعقائد باطلہ کے لئے مناظرے☆: خانیوال میں قیام کے دوران انجمن اصلاح المسلمین سے وابستگی رہی اور انجمن کے زیراہتمام بڑی سرگرمی سے تبلیغی واصلاحی کام کئے۔ خانیوال اور گوجرانوالہ میں متعدد بار بدعقیدہ لوگوں سے مناظرے ہوئے اور بفضلہٖ تعالیٰ کامیابی حاصل ہوئی۔ مولوی غلام اللہ راولپنڈی سے بحث ہوئی اور دیوبندی مکتبہ فکر کے سید نورالحسن شاہ بخاری کو میدان مناظرہ سے بھگایا۔ خانیوال کے ایک مناظرہ میں دیوبندی عالم بے شمار کتابیں لے کر آیا۔ جبکہ آپ کے پاس صرف قصیدہ بردہ شریف تھا۔ لیکن آپ نے ابتدائی گفتگو میں ہی مخالفین کو میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

آپ کی قلمی خدمات☆: فیاض مطلق نے آپ کو تدریسی خوبیوں کے علاوہ تقاریر کے میدان میں جس قدر نوازا ہوا تھا۔ اسی طرح رب کریم نے آپ کو جوہر قلم سے بھی سرفراز فرمایا ہوا تھا۔ آپ نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود مندرجہ ذیل تصانیف اہل سنت کے لئے یادگار چھوڑی ہیں۔ جن میں ''صداقت میلاد بجواب حقیقت میلاد'' نمبر۲ ''حاضروناظر اور علم غیب ملا علی قاری کی نظر میں'' نمبر۳ ''اثبات الدعا بعد الجنازہ بجواب دعا بعد الجنازہ'' نمبر۴ ''رسالہ علم غیب۔ غیر مطبوعہ'' نمبر۵ ''ملا علی قاری اور سرفراز گکھڑوی''

بیعت وخلافت☆: آپ غزالی زماں حضرت علامہ شیخ العصر سید احمد سعید شاہ کاظمی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر جامعہ اسلامیہ بہاولپور جا کر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اُنہی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز وممتاز اور صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ نے علوم ظاہری کے ساتھ باطنی علوم پر بھی توجہ دی اور اس کے حصول کے لئے عبادت وریاضت میں سخت محنت شاقہ سے کام لیا۔ اپنے پاس آنے والوں کو سلسلہ طریقت کی تعلیم دیتے ہفتہ وار محافل ذکر وختم خواجگان آپ کا مستقل معمول تھا۔ اپنے اسلاف کا سالانہ عرس مبارک بھی منایا کرتے تھے۔ آپ جتنے بڑے عالم تھے اتنے ہی بڑے صوفی اور شیخ بھی تھے۔ مگر آپ نے کبھی مشائخیت کا لباس اور ناز انداز کسی کو نہ دکھایا۔ انتہائی سادہ مگر باعمل وباکردار زندگی گزاری اور گوجرانوالہ میں اپنے بعد اپنی زندگی کو ایک عملی نمونہ کے طور پر چھوڑا۔

حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین☆: ۱۹۷۶ء میں آپ اپنے والد گرامی کی معیت میں حج بیت اللہ شریف اور گنبد خضریٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

اولاد وامجاد☆: بہت سی روحانی اولادوں کے علاوہ آپ کی چار صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے جن کا نام صاحبزادہ محمد ریاض الرحمٰن ہے۔ جو کہ گوجرانوالہ میں آپ کے قائم کردہ دارالعلوم کو چلانے کے علاوہ بہت بڑے کاروبار کے مالک ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۸راگست ۲۰۰۴ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار محلہ فاروق گنج، گلی مسجد دارے والی نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں مرجع خاص وعام ہے۔

منقبت در شان
حضرت خواجہ حاجی منیر احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ

اے روح بزم عاشقاں جانِ جہانِ دلبراں
اے صابری پیرِ مغاں یا حضرتِ حاجی منیر
اے پیشوائے میکشاں اے راہ نمائے زاہداں
اے تکیہ گاہ عارفاں یا حضرتِ حاجی منیر
اے طائر گلزار چشت اے زائر چشتی بہشت
اے مظہر ذاتِ نہاں یا حضرتِ حاجی منیر
اے مونس بیچار گاں اے چارہ سازِ بیکساں
اے راحتِ افسردہ جاں یا حضرتِ حاجی منیر
مقبولِ زھد الانبیاء محبوبِ خواجہ فضل شاہ
فخرِ جہانِ چشتیاں یا حضرتِ حاجی منیر

از قلم: صاحبزادہ مشتاق احمد صابری صاحب سجادہ نشین دربار ماڑی بگیال شریف

حضرت الحاج منیر احمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: ساقی خمخانہ اسرار، پیکر صبر و رضا، منبع جود و سخا، رونق شمع بزم عاشقاں، فارغ از گفتگوئے اغیار، مست الست نغمات بے ساز، قطب مادرزاد، آثار ولایتش ظاہر بر خاص و عام بے دلیل، شہباز طریقت، امیر شریعت حضرت الحاج پیر منیر احمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ بحر توحید و معرفت، گنجیہ اسرار حقیقت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت روالپنڈی سے 35 کلومیٹر دور موضع ماڑی بگیال شریف بسالی روڈ تحصیل وضلع راولپنڈی کے ایک علمی وروحانی ماحول میں حضرت صاحبزادہ صادق حسین ہاشمی قریشی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء میں ہوئی۔ آپ کا تعلق قریشی ہاشمی خاندان سے ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد محمدی پور مدینہ گجرات سے ہجرت کر کے کلیام شریف آ کر آباد ہوئے۔ بعدازاں ماڑی بگیال شریف کو مستقل جائے مسکن بنایا۔ ابتدائی تعلیم اپنے دادا حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری سے حاصل کی۔ جبکہ درس نظامی کی کتابیں حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبّ النبی علیہ الرحمۃ آف بھوئی گاڑ شریف سے پڑھیں۔ گھر کا ماحول شروع سے ہی مذہبی علمی روحانی تھا۔ آپ کے اجداد میں حضرت میاں حبیب اللہ قریشی ہاشمی علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے بلند پایہ عالم اور روحانی شخصیت کے مالک تھے۔

آپ کے پڑدادا جان شیخ الشیوخ دریائے گوہر فضل وکمال، بلبل چمنستان فضلی، عارف باللہ فنا فی اللہ، بقا باللہ، مرد حقیقت آگاہ شہباز سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت خواجہ میاں محمد حسین چشتی صابری المعروف میاں صاحب ماڑی والے علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے عظیم مرد قلندر اور ولی کامل تھے۔ ہزاروں افراد نے ان سے فیض پایا۔

اسی طرح آپ کے دادا جان حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آسمان طہارت و پاکیزگی کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ لاتعداد لوگوں نے ان سے بھی اکتساب فیض کیا اور ظاہری و باطنی علوم سے مالا مال ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے عظیم دادا بزرگوار حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ حالانکہ ابھی آپ نوعمری کے عالم میں تھے مگر آپ کے دادا جان اور پیر و مرشد نے اپنی نگاہ ولایت سے آپ کی باطنی کیفیت کو پہچان لیا اور تکمیل مجاہدات وسلوک کے بعد آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز وممتاز فرمادیا۔ آپ اپنے شیخ کامل اور دادا بزرگوار کے وصال باکمال کے بعد آپ کو باقاعدہ طور پر آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی بگیال شریف کا سجادہ نشین مقرر کیا گیا۔ اس طرح آپ نے اپنے اجداد کے سلسلہ اور خدمت خلق وخدمت اسلام کو اپنا شعار بنا کر اپنے مشائخ کا سر فخر سے بلند کر دیا۔

عبادت وریاضت ☆: آپ عبادت وریاضت میں اپنے شیوخ کے طریقہ کار پر کاربند رہتے ہوئے سخت سے سخت مجاہدے کے حامل تھے۔آپ نے شغل سہ پایہ۔حبس بے دم اور سلطان الاذکار کو اپنا معمول بنایا۔

رحیم یار خان کے علاقے میں ایک مرتبہ آپ نے ایک غار میں اینٹیں چنوا کر غار کے اندر چالیس یوم کا چلہ مکمل کیا۔جبکہ غار میں ایک سوراخ تک باقی نہ چھوڑا تھا۔چالیس دن کے بعد آپکے خادم خاص نے جب غار کو کھولا تو آپکا جسم گل چکا تھا۔خدام نے روئی چاروں طرف لپیٹ کر آپ کو اٹھایا اور اپنے گھر لے گئے۔اس حالت میں پانی پینے کی سکت بھی نہ تھی۔خدام روئی کے پھوئے پانی میں بھگو کر آپکے ہونٹوں سے لگاتے جس سے چند قطرے آپ کے وجود میں داخل ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ وہاں پر مزید چلے کئے اور اسی جگہ ڈیرہ فریدی قائم فرمایا۔

اس ڈیرے پر آپ کے مریدین وعقیدت مندان ہر سال گیارہ ربیع الاول شریف کو سرکار مدینہ ﷺ کا میلاد شریف کراتے ہیں،جس میں شرکت کے لئے آپ ہر حال میں تشریف لے جاتے تھے،آپ کے وصال کے بعد موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ پیر مشتاق احمد صابری مدظلہ العالی کی زیر صدارت حسب معمول پروگرام ہوتا ہے،فقیر راقم الحروف کو اس چلہ گاہ و ڈیرہ فریدی کی زیارت کی سعادت اور میلاد شریف کے پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل ہے۔

سیرت و کردار ☆: آپ نے تمام زندگی قرآن وحدیث کی تعلیمات میں بسر کی،عبادت وریاضت کو اپنا شعار بنائے رکھا۔پوری زندگی میں خلاف شریعت وطریقت کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا اور نہ ہی کسی کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ کر برداشت کرتے تھے۔دینی غیرت وحمیت آپ میں اس قدر تھی کہ بڑے سے بڑے شخص کو بھی شرعی یا طریقت کے معاملات میں غلط بات پر روک اور ٹوک دیا کرتے تھے۔

نماز پنجگانہ تمام زندگی باجماعت ادا فرماتے رہے حتیٰ کہ بیماری کے ایام میں کرسی اور پھر وہیل چیئر پر تشریف لا کر باجماعت نماز ادا فرماتے تھے۔آپ کا معمول تھا کہ نماز کے فرض باجماعت مسجد میں ادا فرما کر سنتیں ادا نوافل دربار شریف میں آکر ادا فرماتے تھے۔اسکے علاوہ دیگر نوافل کا بھی خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔اپنے خواجگان اور شیوخ اور اوراد وظائف میں کبھی اور کسی حال میں فرق نہ آنے دیا۔ان کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔آپ کی زندگی بالکل صاف ستھری سفید کپڑے کی مانند تھی کہ اپنی عصمت کی چادر پر کبھی کسی قسم کا دھبہ نہ آنے دیا۔آپ صبر ورضا کے پیکر اعظم ایسے تھے کہ بڑی سے بڑی تکلیف اور مصیبت کے وقت بھی زبان پر کبھی حرف شکوہ نہ لائے۔بلکہ ہر حال میں ہر وقت مالک کریم کا شکر ادا کرتے رہتے تھے۔آپ نے تقریباً تین برس سخت علالت میں گزارے مگر باوجود اسکے چہرہ ہشاش بشاش اور ہر آنے والے کو خوش اخلاقی ومحبت بلکہ اپنی خصوصی مسکراہٹ سے ملتے اور حال پوچھنے والے کو بڑے تحمل سے جواب دیتے کہ خدا کی ذات کا شکر ہے۔حسن اخلاق،شفقت ومحبت میں آپ بے مثال تھے۔مہمان نوازی آپکو ورثہ میں ملی تھی کہ ہر آنے والے کی خدمت اپنا فرض اولین تصور فرماتے تھے۔مریدین اور عقیدت مندان پر شفقت کا یہ عالم کہ غریب مرید کو الوداع کرتے ہوئے اپنی جیب خاص سے کچھ رقم بطور کرایہ عنایت فرماتے تھے۔بہت سے غریب مریدین کے گھروں میں جا کر کسی نہ کسی بہانے کچھ نہ کچھ امداد فرماتے رہتے تھے۔

شادی و اولاد☆: آپ کی شادی خانہ خانہ آبادی ۱۹۶۳ء میں اپنے وقت کے قطب الارشاد زبدۃ العارفین حاجی الحرمین الحاج حضرت مولوی لعل حسین نقشبندی چشتی نظامی رتیالوی علیہ الرحمۃ کی دختر نیک اختر سے طے پائی۔

آپ کے سسر اپنے وقت کے عظیم صوفی اور شیخ کامل تھے ہزاروں افراد اور طالبین حق کی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں انہوں نے رہنمائی فرمائی۔ آپ کی شادی کی رسم انتہائی سادگی سے شرعی تقاضوں کے مطابق انجام بخیر ہوئی۔ خداوند کریم نے اپنے خاص فضل سے آپ کو تین صاحبزادے ایک صاحبزادی عنایت کی۔ صاحبزادوں میں جناب صاحبزادہ مشتاق احمد صابری، صاحبزادہ نصیر احمد صابری، صاحبزادہ حاجی غلام فرید صابری کے اسمائے گرامی شامل ہیں جو کہ سلسلہ کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

آپ کی زندگی کے مستقل معمولات☆: آستانہ عالیہ صابریہ ماڑی بگیال شریف تحصیل وضلع راولپنڈی میں آپ کا زندگی بھر کا معمول رہا ہے کہ ہر ماہ چاند کی دس تاریخ کو بعد نماز عصر حضرت غوث اعظم السید نا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے گیارھویں شریف کا ختم دلا کر نذرانہ پیش فرماتے تھے۔ تمام حاضرین کو لنگر تقسیم کیا جاتا تھا۔ علمائے کرام سے تقاریر کروا کر حضرت غوث اعظم کی شان وعظمت و کمالات وتعلیمات کو سنتے اور نعت خوان حضرات اس موقع پر حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت ومحبت پیش کرتے۔

جب سے منصب سجادگی سنبھالا اسوقت سے تادم آخر اپنے عظیم دادا اور پڑدادا بزرگوار کا سالانہ عرس مبارک اور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کا سالانہ عرس 22 دسمبر تا 25 دسمبر کو نہایت ہی ذوق وشوق اور محبت وخلوص سے انعقاد فرماتے۔ اس موقع پر بڑے بڑے جید علمائے کرام مشائخ عظام ورنعت خوان حضرت اور قوالوں کو دعوت دیکر بلاتے اور انکی خوب خدمت وخاطر بھی فرماتے۔

ماہ ربیع الاول شریف میں جامع مسجد دربار ماڑی بگیال شریف میں ہر سال آپ عظیم الشان میلاد شریف کا عظیم الشان پروگرام منعقد فرماتے اس میں خطاب کے لئے نامی گرامی اور بڑے بڑے فاضل ترین علمائے کرام کو بلوا کر میلاد شریف کی عظمت و اہمیت اور حضور کی زندگی وسیرت پر بیان کرواتے۔ بڑے بڑے نعت خوان حضرات اس موقع پر آتے اور حضور کی بارگاہ میں نعت کا نذرانہ پیش کرتے تھے۔

آپ نے رحیم یار خان کے قریب شہباز پور چوک میں ایک جگہ چلہ کیا۔ چلہ کی تکمیل پر اس جگہ آپ نے ایک چھوٹی سی مسجد اور چند کمرے بنوا کر اس کا نام ڈیرہ فریدی رکھ دیا۔ آپ فرماتے تھے اس مقام پر حضور بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالت بیداری میں مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا اور نوازشیں عنایت فرمائیں۔

ربیع الاول شریف میں ہی یکم تا بارہ ربیع الاول شریف رحیم یار خان کے مریدین کی دعوت پر بارہ روزہ میلاد شریف کی محافل جو آپ کی ہی زیر صدارت ہوتی تھیں ان میں باقاعدگی سے ہر سال تشریف لے جا کر شرکت فرماتے۔ حتیٰ کے بیماری کے دنوں میں بھی دو سال تک تشریف لے جاتے رہے۔ زیادہ تکلیف ہوجانے کی بناء پر اپنے بڑے فرزند ارجمند اور جانشین حضرت صاحبزادہ مشتاق

احمد صابری صاحب کو بھیجتے رہے۔ اس طرح اپنے علاقہ میں مختلف جگہ پر محافل میلاد شریف میں نہ صرف شرکت کرتے بلکہ ان کے انعقاد کے لئے بھرپور کردار ادا کرتے تھے۔

عشق رسول ﷺ آپکا سرمایہ حیات تھا زندگی کی سب سے بڑی تمنا یہی رہی کے آقا علیہ السلام کی تعریف و توصیف کرتا اور سنتا رہوں۔ اور اس کو جزوے ایمان بنائے رکھا۔ اپنے مسلک سنی حنفی بریلوی اور مشرب چشتیہ صابریہ پر کبھی لچک نہیں پیدا کی۔ عقائد و نظریات پر کبھی کسی کا لحاظ نہ کیا۔ اور پختگی کے ساتھ اپنے مشن پر ڈٹے رہے۔ اور اپنے مریدین کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر ماہ گیارہویں شریف کے پروگرام میں علمائے کرام کو اس لئے بلاتا ہوں کہ ان کے فرمودات سن کر تم اپنے عقیدے درست کرو اور اس پر پختگی سے قائم ہو جاؤ۔ گیارہویں شریف کے چاول کھانا مقصود نہیں بلکہ اصل چیز اصلاح احوال اور اعتقاد کی درستگی ہے۔

آپ کا معمول تھا کہ دسمبر اور جون کے مہینہ میں آستانہ عالیہ کلیام شریف کے سالانہ دونوں عرسوں میں نہ صرف خود شرکت فرماتے بلکہ اپنے مریدین کو بھی اس عرس میں شرکت کے لئے تاکید فرماتے۔

اسی طرح پاکپتن شریف جو کہ آپکا روحانی مسکن اور مرکز تجلیات تھا۔ دل و نگاہ زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق میں مست و مخمور تھا۔ آپکی سینے کی ہر دھڑکن سے حق فرید یا فرید کی آواز آتی تھی۔ ہر سانس سے حق فرید یا فرید کا ذکر بلند ہوتا۔ اس دربار فیض بار اور مرکز انوار و تجلیات پر حاضری کیلئے آپ بہانے ڈھونڈتے تھے کہ کونسا وقت ہو کہ در فرید کی چوکھٹ کو چوم کر آؤں۔

وصال باکمال سے دو برس قبل آپ کے گردوں اور مثانے کا آپریشن ہوا۔ آپریشن کے بعد جب ہسپتال سے گھر پہنچے تو اگلے ہی روز اپنے مرید اور ڈرائیور فرحت کیانی سے فرمایا کہ گاڑی نکالو۔ صاحبزادہ مشتاق احمد صابری صاحب اور انکی والدہ محترمہ اور دیگر اہل خانہ وعقیدتمندان نے پوچھا کہاں جانا ہے تو فرمایا کہ میں نے کلیام شریف حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے آستانہ پر سلام کرنے جانا ہے۔ سب نے منع کیا مگر بضد ہو کر پورے اشتیاق و شوق سے اپنے مرشد خانے تشریف لے گئے۔ جی بھر کر حاضری دی۔

فارغ ہو کر گاڑی میں بیٹھے جب گاڑی کلیام شریف سے نکل کر جی ٹی روڈ پر پہنچی تو فرمایا کہ گاڑی کا رخ راولپنڈی ماڑی شریف کی بجائے پاکپتن شریف کی طرف موڑ لو۔ وہ بیچارہ مرید تھا بہ پاس ادب خاموشی کے ساتھ چل دیا۔ اور بلا تامل آپ حضرت شیخ الاسلام مسعود العلمین حضرت گنج شکر رضی اللہ عنہ کے دربار گوہر بار میں پہنچ کر جبیں سائی کرنے لگے۔ تو وہاں پر آپکے ایک خصوصی اور چہیتے مرید غوث محمد خان چشتی صابری کو پتہ چلا تو دوڑے ہوئے آئے اور اپنے گھر لے گئے وہاں پر دیگر مریدین بھی جمع ہونا شروع ہو گئے۔ پاکپتن شریف میں آپ بار بار حضرت گنج شکر کے دربار گوہر بار میں حاضری کے لئے تشریف لاتے اور اپنے قلوب و اذہان کو حضور گنج شکر کے فیضان سے منور فرماتے رہے۔ حضور گنج شکر کے سالانہ عرس پر قیام کے دوران کم از کم چار پانچ دن ہمیشہ بلکہ اس سے زیادہ بھی قیام فرماتے تھے۔

یوں تو یہ خواہش عرصہ دراز سے آپ کے دل میں تھی۔ کہ وصال سے تقریباً ایک سال قبل آپ نے برملا فرما دیا تھا کہ میرے

وصال کے بعد میری قبر حضور بابا صاحب کے آستانہ کے صحن میں بنائی جائے۔ اس کے لئے جب یہ پتہ چلا کہ اس کی منظوری وزیر اوقاب پنجاب دیتے ہیں۔ تو آپ نے ماہانہ گیارہویں شریف کے پروگرام میں فقیر راقم الحروف کی شرکت کے موقع فقیر کو پرا لک بلا کر فرمایا کہ کسی طرح صوبائی وزیر اوقاف سے رابطہ کر کے میری قبر کے لئے منظوری لے لو۔

فقیر راقم الحروف نے برملا عرض کر دیا کہ حضور ہم آپ کو اپنے دربار سے کبھی جدا نہیں ہونے دیں گے۔ جب وقت آئے گا جو کچھ ہوگا یہیں پر ہوگا۔ یہ سن کر آپ پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ بابا صاحب میرے من کے مندر میں ایسے بسے ہوئے ہیں کہ میں ان کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کچھ دنوں بعد طبیعت دوبارہ خراب ہوئی تو پورے ملک سے مریدین کی آمد شروع ہوگئی۔

فخر المشائخ جگر گوشہ گنج شکر حضرت صاحبزادہ دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی خلف الرشید حضرت دیوان غلام قطب الدین سجادہ نشین پاکپتن شریف کو بردار طریقت غوث محمد خان صابری کی معرفت آپ کی علالت کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں بھی عیادت کے لئے ماڑی شریف جاؤں گا۔

نوٹ☆: حضرت صاحبزادہ دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی پاکپتن شریف آپ کی ذات والا صفات سے بہت پیار اور شفقت فرماتے تھے۔ آپکی علالت کے دوران تقریباً چار مرتبہ خصوصی طور پر صرف اور صرف عیادت کے لئے پاکپتن شریف سے ماڑی شریف تشریف لاتے رہے۔ کہ لجپالوں کی اولاد ہیں۔ اپنے حضور گنج شکر کے عقیدت مندوں کا خصوصی خیال اور لجپالی فرماتے ہیں۔

چنانچہ حضرت دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی پاکپتن سے ماڑی شریف تشریف لائے تو فقیر راقم الحروف اور دیگر تمام پیر بھائیوں کو اس بات کا علم ہوا تو وہ بھی پہنچ گئے۔ آپ نے بستر علالت سے اٹھ کر حضرت دیوان صاحب کا استقبال کرنا چاہا مگر حضور دیوان صاحب نے منع فرما دیا بلکہ سہارا دیکر لیٹا دیا۔ مگر آپ بار بار فرما رہے تھے کہ حضور گنج شکر کے لال ہو دربار شریف سے آئے ہیں مجھے قدم بوسی کیوں نہیں کرتے دیتے۔ آپ نے حضور دیوان صاحب سے عرض کیا میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ میری قبر حضور بابا صاحب کے صحن میں بنے۔ حضرت دیوان صاحب نے فرمایا کہ خدا خیر کرے کہ ہماری دعا ہے کہ خدا آپ کو صحت دے اور اپنے غلاموں پر سلامت رکھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اچھا مجھ سے وعدہ کرو کہ جب وقت آئے تو میری قبر پاکپتن میں بنے گی۔ تو اس موقعہ پر صاحبزادہ مشتاق احمد صابری صاحب کی کیفیت دیدنی تھی کہ رقت سے برا حال تھا۔

اس وقت فقیر راقم الحروف نے بڑے ادب سے حضور دیوان صاحب سے عرض کیا کہ حضرت اگر حضور قبلہ حاجی صاحب کا معاملہ اگر پاکپتن شریف کر دیا جائے تو ماڑی شریف کا کیا بنے گا۔ حاجی صاحب کے تمام غلام پاکپتن شریف ہی جائیں گے۔ اور پاکپتن شریف تو ہمارا مرکز و قبلہ ہے وہاں پر تو بہر صورت ہماری حاضری اب بھی رہتی ہے زندگی بھر رہے گی۔ مگر یہ فیصلہ دربار ماڑی شریف کے حق میں اور غریب مریدین کے حق میں بالکل اچھا نہ ہوگا لہٰذا آپ حضرت سے بذات خود فرما دیں کے آپ پاکپتن کا ارادہ ترک کر دیں اور اپنا مسکن اپنی جائے مولد کو ہی بنائیں۔

قبلہ دیوان عظمت نے فرمایا کہ کیا یہ زمین جگہ حضور بابا صاحب کی نہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک اُن کی ہے تو پھر دیوان صاحب

نے فرمایا تو پھر ہماری خواہش ہے کہ آپ کی آخری آرام گاہ ماڑی بگیال شریف میں ہی ہوتو حضرت حاجی صاحب نے جواب میں فرمایا کہ اچھا ٹھیک ہے آپ بھی وعدہ فرمائیں کہ آپ بھی تشریف لاتے رہیں گے۔ دیوان صاحب نے جواباً فرمایا کہ جب تک میری زندگی ہے میں آتا رہوں گا۔ حضرت دیوان صاحب نے بڑی محبت وشفقت سے آپ سے یہ کہا تو آپ پر رقت طاری ہوگئی پھر وقت آنے پر ایسا ہی ہوکے رہا جیسا کہ غلامان ماڑی شریف کی دلی خواہش اور خدا کو منظور تھا۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول کریم ﷺ ☆: آپ نے ۱۹۶۷ میں پہلی مرتبہ سڑک کے راستے حج بیت اللہ شریف کے لئے اپنے سسر حضرت قبلہ الحاج مولوی لعل حسین کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر روضۂ رسول کریم ﷺ کے لئے مدینہ پاک تشریف لے گئے اور زیارت سے مشرف ہوگئے۔ اس سفر میں آپ ایران، عراق، شام شریف کی زیارات سے بھی مشرف ہوئے۔

آپ کی دینی خدمات اور یادگاریں ☆: آپ اپنے مجاہدات اور سیاحت وحج بیت اللہ سے فارغ ہوکر ۱۹۸۵ء میں دربار عالیہ ماڑی شریف واپس تشریف لائے اور آپ نے دربار عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی شریف کی تعمیر وتوسیع کے لئے جو فریضہ سر انجام دیا ہے وہ قیامت تک کے لیئے صدقہ جاریہ اور کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ منصب سجادگی سنبھالنے کے بعد دربار شریف کے گنبد کی تزئین وآرائش اور نقش ونگار کا کام۔ پھر بارہ دری اور محفل سماع کے لئے مزار شریف سے متصل بہترین ہال اور کھلا برآمدہ اور لنگر خانے کے لئے جگہ حاصل کر کے اسکی تعمیر دربار شریف میں اپنے لئے حجرہ اور مہمان خانے لنگر سے ملحقہ مریدین اور باہر سے آنے والوں کے لئے آرام کے کمرے پانی کا کھلا نظام اور مین گیٹ کی تعمیر۔ اسکے علاوہ دربار شریف کے ساتھ پرانی مسجد کو شہید کر کے عظیم الشان اور وسیع وعریض جامع مسجد کی تعمیر اسکی آرائش وزیبائش کے لئے خوشنما ٹائیلوں کی خریداری بذات خود ٹی صدر روڈ راولپنڈی جا کر کرنی دوران تعمیر خود بھی کام کرنا تمام دن مزدوروں مستریوں کے سر پر اس ضیعفی اور بیماری کے عالم میں کھڑے ہوکر کام کروانا یہ آپ کی عظیم الشان دینی خدمت اور یادگاریں ہیں۔

اس کے علاوہ فقیر راقم الحروف کے دینی مدرسہ جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ جامع مسجد اکبری صابری موہڑہ چھپر چکری روڈ گلستان غریب نواز راولپنڈی کی مکمل سرپرستی زندگی بھر آپ کا معمول خاص رہا ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے فقیر راقم الحروف کو ایک کتاب حیلہ اسقاط کے موضوع پر لکھنے کا حکم دیا۔ فقیر راقم الحروف نے حکم کی تعمیل سے قبل اس طرح کی کہ ایک کتاب صداقت اہل سنت لکھنی شروع کی تھی جس کے گیارہ ابواب بنائے اور اس میں ایک باب حیلہ اسقاط آپ کی خواہش کے مطابق لکھا یہ کتاب بڑی آب وتاب کے ساتھ مارکیٹ میں آئی تین ایڈیشن اب تک چھپ چکے ہیں۔ یہ آپ ہی کے حکم اور نظر عنایت سے مکمل ہوکر کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ جو کہ آپ کی جانب سے خواہش کے مطابق صدقہ جاریہ ہے۔ اس سے آپ کے علمی ذوق اور علم سے پیار کا انداز لگتا ہے کہ آپ عوام الناس کو کس قسم کا علمی مواد دینا چاہتے تھے۔

اس کتاب میں دیگر مسالک کے لوگوں کی کتابوں کے حوالہ جات سے مسلک اہل سنت کا تحفظ کیا گیا۔ اور انہی کی کتابوں سے ہی

ان کے عقیدے کارڈ کیا گیا۔ جس پر آپ بے حد خوش تھے۔ اکثر فقیر کی اس محنت کا اچھے الفاظ میں تذکرہ فرماتے اور حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ علاقے کی فلاح و بہبود اور اس میں زندگی کی سہولیات کی چیزیں فراہم کرانے کے لئے بھی مختلف ذرائع سے کوشاں رہتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں پورے ملک کے اندر تبلیغی دورے کیلئے اور لوگوں تک پیغام حق پہنچایا۔ اور بہت سے گمراہوں کو راہ راست دکھائی بہت سے لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ صابریہ میں داخل ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

آپ کے مریدین کا حلقہ احباب کراچی، حیدرآباد، بھکر، رحیم یار خان، ملتان، منڈی جہانیاں، ضلع خانیوال، پاکپتن شریف، فیصل آباد، لاہور، گوجرخان، کلیام شریف، ماڑی بگیال شریف، بسالی، سفیر چک بیلی، پوٹھی بنجیال، ماڑی جبر، راولپنڈی، شہر اور بیرون ممالک دوبئی، جرمنی، سعودی عرب اور امریکہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ 1952ء سے لیکر 2005ء تک مسند سجادگی پر فائز رہ کر آپ نے سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت کا حق ادا کر دیا۔ نصف صدی سے زیادہ کے عرصے تک جو خدمات انجام دیں اسکی مثال ناممکن ہے۔

فقیر راقم الحروف کا حلقہ غلامی میں داخل ہونا☆: فقیر حقیر بندۂ ناچیز صاحبزادہ مقصود احمد صابری مولف کتاب ھذا کے والد گرامی حضور فیض الملت شیخ التفسیر حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت سیدی سندی آقائی مولائی حضور سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدرآبادی دکنی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے کہ وصال با کمال کے بعد فقیر راقم الحروف کے والد گرامی کے پیر بھائی حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا حصہ میرے پاس نہیں۔ دوسرا یہ کہ ابھی تمہاری تربیت کی ضرورت ہے۔ جمعرات کو جس طرح ختم خواجگان میں آتے ہو آتے رہنا۔ اسکے علاوہ ضرورت اس بات کی ہے کہ تم اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔ تمہارا جہاں حصہ ہے خود پہنچ جاؤ گے۔

چنانچہ یہ فقیر اس کے بعد سے مسلسل ہر جمعرات کو ختم خواجگان میں ۱۹۸۳ء تک باقاعدہ حاضری دیتا رہا۔ اس کے بعد چونکہ امامت کے وخطابت کے سلسلہ میں حاجیاں گلی تحصیل و ضلع ایبٹ آباد تقرر ہوا تو پھر حاضری مفقود ضرور ہوئی مگر وہی ختم خواجگان ۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۶ء مسلسل اپنی مسجد میں کرواتا رہا جس میں تقریباً ۸۰۔۷۰ افراد ہر جمعرات کو شرکت کرتے تھے اس ختم شریف میں دودھ کی کھیر ہر جمعرات کو تقسیم ہوتی تھی۔

۱۹۸۸ء سے غیر جماعتی سیاست کا آغاز مرکزی بزم غلامان اولیائے کرام کے پلیٹ فارم سے شروع کیا جس کی بناء پر راولپنڈی ڈویژن کے علمائے کرام مشائخ عظام سے رابطے بنے۔

۱۹۹۱ء یکم جنوری سے باقاعدہ جماعتی سیاست جمعیت مشائخ پاکستان کے پلیٹ فارم سے آغاز کیا۔ جس کی وجہ سے ملک بھر کے مشائخ عظام علمائے کرام اور نوجوانان اہلسنت سے رابطے کرنے کا اوران کے قریب بیٹھنے کا موقع ملا۔ بڑے بڑے صاحب علم و عرفان اور صاحب کمال بزرگوں کی صحبت میسر آئی۔ مگر چونکہ حصہ جہاں تھا وہیں سے ملنا تھا۔ اس لئے کسی پر نظر نہیں ٹھہری نہ ہی اس سلسلہ میں کبھی کسی سے کوئی تذکرہ کیا۔

ان ہی رابطوں کے سلسلے میں حضرت شریف الاولیاء قطب زمانی شیخ لاثانی حضرت خواجہ حاجی حافظ محمد شریف خان دہلوی ثمہ کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی اولاد سے جناب صاحبزادہ مرزا محمد نواز کلیامی چشتی صابری سے بھی رابطہ ہوا۔ جو کہ ضلع کچہری میں بطور کلرک ملازم ہیں۔ ان سے ملاقاتوں کے دوران جناب صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری جو کہ حضرت قبلہ حاجی صاحب کے اکلوتے بھتیجے ہیں سے ملاقات ہوئی۔ ان سے خوب طبیعت ملی دو چار ملاقاتوں کے بعد فرمانے لگے روات سے آگے بسالی روڈ پر آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی بگیال شریف میں ہمارے اجداد کا سالانہ عرس مبارک ہوتا ہے اور ہر ماہ گیارہویں شریف بھی چاند کی دس کو ہوتی ہے۔ اس مرتبہ آپ کا خطاب کروانا ہے۔ فقیر نے وعدہ کر لیا۔ اور حسب وعدہ صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری صاحب کی معیت میں دربار عالیہ ماڑی شریف پہنچا۔ محفل گیارہویں شریف میں حضرت حاجی صاحب اپنے سادے سے انداز اور لباس میں تشریف فرما تھے۔ کسی نئے آنے والے کو یہ محسوس نہیں ہو سکتا کہ محفل میں اس سادے سے انداز سے بیٹھا ہوا شخص اپنے وقت کا عظیم مرد قلندر بھی ہو سکتا ہے۔ درحقیقت معاملہ میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا جو ہوا سو ہوا مگر خوب ہوا اور معاملہ کچھ اس طرح پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اور پھر یہ کہنا پڑا کہ

پیچ تیری زلف کا خم میری تقدیر کا   سلسلہ اچھا بنا زنجیر سے زنجیر کا

کیا کہوں کے میری آنکھ نے کیا دیکھا ہے   ہر اک دیکھنے والے سے نیا دیکھا ہے

پروگرام کے مطابق تقریر ہوئی۔ اس مرد قلندر کے سامنے ہم نے تقریر کیا خاک کرنی تھی یا ہمیں کرنے آتی تھی یہ تو بزرگوں کی نظر کرم کی بات ہے۔ کہ ان کی بات سے ہماری بات بن گئی۔ بقول شخصے

میری بات بن گئی ہے تیری بات کرتے کرتے

محفل گیارہویں شریف ختم ہوئی بعد از دعا ہم نے جب اجازت چاہی تو حکم ملا کہ اگلے مہینے پھر آ جانا۔ چونکہ سیاسی مصروفیت کی بناء پر ہر ماہ پابندی سے آنا میرے لئے بہت بڑا مسئلہ تھا۔ مگر معاملہ ادھر بھی کچھ اس طرح کا تھا کہ ایک عالم یا خطیب جو ایک مرتبہ آیا اسے دوبارہ نہیں بلایا گیا۔ چند ایک خوش نصیب حضرت علماء کرام کے علاوہ جن میں مفتی احمد عزیز اللہ مرحوم دو مرتبہ خطیب ملت حضرت علامہ قاری غلام محمد چشتی کو چار مرتبہ لیکن فقیر راقم الحروف جب اگلے ماہ گیا تو فرمایا کہ صابری صاحب ہر مہینے آ جایا کرو۔

پھر کیا تھا کہ مسلسل تسلسل کے ساتھ ہر ماہ ۱۰ تاریخ کو حاضری ہوتی رہی اور بندہ اپنے آقائے نعمت بحر العلوم منبع فیوض برکات و کمالات حضرت الحاج صاحبزادہ منیر احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوتا رہا۔ پھر وہ عظیم اور مسرت کی گھڑی آئی کہ سالانہ عرس پاک حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری و حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری منعقدہ ۲۲ تا ۲۵ دسمبر 1955ء آیا۔ تو فقیر خطیب اہل سنت علامہ راشد محمد رضوی مرحوم کو تقریر کے لئے ہمراہ لے کر جناب اسد جہانگیر صاحب کے ہمراہ دربار گوہر بار آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی شریف کی جانب روانہ ہوا۔ تو فقیر نے راستے میں جناب صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری صاحب سے اچانک بے ساختہ کہا کہ اسد صاحب آج دربار شریف پہنچ کر قبلہ حضور حاجی صاحب مدظلہ العالی سے میں جب بات کروں گا تو آپ نے میری بات کی تائید کر کے مجھے حاجی صاحب کا مرید کروانا ہے۔

نوٹ ☆: اتنے طویل عرصے کی آمدورفت اور ہر ماہ میں دو چار مرتبہ ملاقات کے باوجود کبھی بھی دل میں بیعت ہونے کا خیال نہ آیا مگر اُس روز اچانک خیال بنا۔ یہ بات صرف اور صرف میرے اور صاحبزادہ اسد جہانگیر صابریؔ کے درمیان تھی۔ کسی اور کو کچھ علم نہ تھا۔ جب آستانہ عالیہ پر پہنچے تو عرس کی محفل عروج پر تھی۔ فقیر نے پہنچتے ہی حسب معمول اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سنبھال لئے۔ حضرت قبلہ حاجی صاحب صدارت کی مسند پر جلوہ افروز تھے۔ صاحبزادہ اسد جہانگیر ہمیں دربار کے مین گیٹ سے اندر داخل کر کے خود اپنی تائی اماں کو سلام کرنے اور دیگر اہل خاندان سے ملاقات کی غرض سے گھر میں چلے گئے۔ نماز مغرب کے وقت عرس کی پہلی نشست ختم ہوئی۔ حضور حاجی صاحب نے فقیر کو نماز مغرب پڑھانے کا حکم دیا سینکڑوں افراد نے فقیر کی اقتدا میں نماز پڑھی۔

حضرت قبلہ حاجی صاحب کا زندگی بھر کا معمول یہ رہا کہ نماز ہمیشہ باجماعت ادا فرماتے اور فرضوں کی دعا کے بعد دیگر سنتیں اور نوافل دربار شریف میں ادا فرماتے تھے۔ اور نماز کے بعد دربار شریف سے باہر نکل کر ملحقہ مین ہال کے ایک مخصوص مقام پر مسند نشین ہوتے تھے۔ مگر اس روز ہوا یہ کہ فقیر نماز مغرب کی دعا کرانے کے بعد دربار شریف کی جانب اس نیت سے چلا گیا کہ جا کر بیعت کے لئے درخواست کروں۔

ادھر حضرت قبلہ حاجی صاحب نماز ادا کر کے برآمدے کی بارہ دری میں مسند نشین ہونے کی بجائے واپس مسجد کی طرف تشریف لائے اور دربار شریف اور مسجد کے صحن کے درمیان سیڑھیوں پر آپ سے آمنا سامنا ہوا تو اپنی خصوصی مسکراہٹ سے مسکراتے ہوئے۔ فقیر کے کچھ عرض کرنے سے پہلے فرمانے لگے صابریؔ صاحب آج مرید ہونے کا پکا فیصلہ کر کے آئے ہو۔

فقیر نے عرض کیا جی حضور۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ آ جاؤ۔ پھر اپنے ہمراہ دربار شریف میں لے گئے اور اپنے عظیم جد امجد داد بزرگوار ہر دو خواجگان ماڑی شریف کے مزارات کے سامنے بٹھا کر اس فقیر کمترین کو بیعت سے مشرف فرما کر فقیر کی دلی تمنا کو پورا کر کے مقصد حیات دیا۔

سکون قلب ملا لذت حیات ملی　　　　در کریم ملا تو ساری کائنات ملی

بیعت کے بعد جب ہم دربار شریف سے باہر نکلے تو جناب صاحبزادہ اسد جہانگیری صابریؔ صاحب گھر سے جلدی جلدی تشریف لائے اور آ کر عرض کرنے لگے تایا جی ہماری دلی خواہش ہے کہ جناب صاحبزادہ مقصود احمد صابریؔ ہمارے پیر بھائی بن جائیں لہٰذا آپ ان کو اپنا مرید کر لیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تمہاری دلی خواہش تمہارے کہے بغیر پوری ہو چکی ہے۔ اور صابریؔ صاحب داخل سلسلہ ہو چکے ہیں اس طرح یہ فقیر اس در کا گدا اور آپ کا نیاز مند کفس بردار بنا جسکا ذریعہ اول جناب صاحبزادہ مرزا محمد نواز کلیامی اور صاحبزادہ اسد جہانگیر صابر صاحب بنے۔ جن کا یہ فقیر تہہ دل سے ممنون و مشکور ہے۔ اور یہی وجہ سے بہت سے معاملات میں نظریاتی اختلاف ہر دور میں دو حضرت سے رہا ہے۔ مگر پھر بھی فقیر اپنی عادت کے مطابق ان کی اس احسان مندی اور راہنمائی کی بنا پر ان سے مسلسل رابطے میں ہے۔

آپ کی خصوصی بندہ پروری ☆: یوں تو آپ کی ذات والا صفات کریم ابن کریم ہے سب پر ہی خصوصی توجہ اور شفقت فرماتے ہیں مگر فقیر پر آپ کی خصوصی توجہ بہت ہی زیادہ رہی۔ اس لئے کہ فقیر آپ کے غلاموں میں سب سے زیادہ گنہگار و بدکار تھا کہ آپ

بار بار توجہ فرما کر مجھے اصل منزل کی طرف گامزن کرنا چاہتے تھے۔ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس کو کیا کرنا چاہیے اور اس سے کیا کام لینا ہے۔ آپ کے معمول میں یہ بات شامل تھی کہ ماہانہ گیارہویں کے موقع پر اگر یہ فقیر حاضر نہ ہوتا تو آپ اس کے بعد دو چار دن میں کسی بھی وقت غریب خانے پر موہڑہ چھپر چکری روڈ تشریف لا کر بظاہر غیر حاضری کا سبب پوچھتے مگر بباطن غیر حاضری کا احساس دلاتے۔

فقیر کو اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۹۵ء تا 2004ء آپ دربار شریف کے سالانہ عرس مبارک منعقدہ ۲۲ تا ۲۵ دسمبر کے لئے فقیر کے پاس ایک ماہ پہلے تشریف لا کر مشورہ فرماتے کہ علماء کرام میں سے کس کو بلانا ہے۔ نعت خوان حضرات میں سے کون کون ہونے چاہیں۔ اشتہار، دعوت نامے اور مہمانان خصوصی، مشائخ عظام۔ غرض کے تمام معاملات کے بارے مشورے فرماتے اور مختلف حضرت کو دعوت نامے دینے اور رابطوں کی ذمہ داری فقیر پر لگاتے تھے۔ اسی طرح سالانہ محفل میلاد منعقدہ ماہ ربیع الاول شریف کے بارے میں بھی ایک ماہ پہلے تشریف لا کر پروگرام ترتیب فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ میرے شیخ کامل اچانک تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میرا خیال ہے کہ پرانی مسجد جو کہ بہت چھوٹی ہے اور قبلہ رخ بھی درست سمت پر نہ ہے۔ لہٰذا اس کو شہید کر کے نئی اور بڑی مسجد تعمیر کی جائے۔

فقیر راقم الحروف نے عرض کیا حضور مہنگائی بہت ہے۔ اور نئی تعمیر کا خرچ بہت وسیع ہے فی الحال یہ ارادہ ملتوی فرما دیں پھر کسی مناسب وقت میں دیکھیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں خرچ کا ذمہ دار نہیں مالک آپ پورا کرے گا۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ تم صرف ایک مرتبہ دربار شریف میں آؤ میں موقع پر تم سے کچھ مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔

چنانچہ فقیر حسب الحکم جب پہنچا تو پرانی مسجد شہید ہو چکی تھی وہاں پر کھڑے ہو کر آپ نے نئے نقشے کے مطابق فقیر کو زبانی بتایا کہ اس انداز سے کام کرانے کا خیال ہے۔ فقیر کو آپکا نظریہ تعمیر بہت پسند آیا اور عرض کیا حضور جیسا آپکا خیال ہے وہ درست ہے۔ پھر آپ نے مسجد کے تعمیراتی کام کی افتتاحی تقریب کے لئے مشورہ کیا اور طے ہو گیا کہ فلاں تاریخ کو بعد نماز ظہر تقریب ہوگی۔ جس کے مہمان خصوصی وزارت مذہبی امور کے کوارڈی نیٹر جناب یوسف چاند ہونگے اور سنگ بنیاد حضرت پیر سید سلطان علی شاہ بھنگالی شریف اور حضرت الحاج سائیں میراں بخش صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ رکھیں گے۔ پھر ایسا ہی ہوا۔

آپ نے فقیر کو ایک کتاب حیلہ اسقاط کے موضوع پر لکھنے کا کہہ کر دراصل فقیر کی توجہ دنیاوی اور سیاسی معاملات سے ہٹانا چاہی۔ جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اسوقت تک آپ کی نگاہ کرم کا صدقہ فقیر سترہ (۱۷) کتابیں مکمل کر کے چھاپ چکا ہے۔ جن میں نو (۹) کتابیں بڑی اور چھ کتابیں چھوٹی ہیں۔ بڑی کتابوں میں چار سو صفحات سے لیکر گیارہ سو صفحات تک کتابیں شامل ہیں۔ جو کہ آپکی نظر کرم وعنایت کا صدقہ ہیں۔ اگر چہ ان میں بہت سی کتابوں پر 1979ء سے کام جاری تھا۔ اور متعدد مکمل تھیں مگر ایک کے سوا کوئی کتاب چھپ نہ سکی تھی۔ یہ آپ کا اور حضرت پیر سید شبیر حسین شاہ گیلانی ثمہ غازی آباد ڈھوک سیداں راولپنڈی کا اس اہم معاملے میں خصوصی کردار ہے کہ بار بار فقیر کو اس سلسلہ پر توجہ دلاتے رہے بالآخر اب وہ وقت آ گیا ہے کہ فقیر اپنی تمام مصروفیات کو منسوخ کر کے عرصہ 9 سال سے بند کمرے میں بیٹھ کر تقریباً اٹھارہ بیس گھنٹے تسلسل کے ساتھ صرف اور صرف تحریری کام میں مصروف ہے۔ اب تک فقیر کے ہاتھوں چوبیس کتابیں مکمل ہو چکی ہیں

جن میں سے ۱۷ کتابیں طبع ہو کر مارکیٹ میں آ چکی ہیں۔ یہ سب آپ کا فیضان وعرفان ہے جس کا فائدہ ہر اہل طریقت اور سنی حنفی کو پہنچ رہا ہے اور تا قیامت پہنچتا رہے گا۔

ان کتابوں میں سے تجلیات خواجگات چشت صفحات ۹۵۰ چار مرتبہ اور ''تذکرہ اولیائے پوٹھوار'' جلد اوّل تین مرتبہ جلد دوم ایک مرتبہ، گلدستہ اولیاء جلد اول دو مرتبہ، اور چھوٹی کتابوں میں مسائل الصلوٰۃ ۶ مرتبہ، وظیفہ خداوندی تین مرتبہ، ایصال ثواب اور حقیقت گیارھویں شریف پانچ مرتبہ اور صداقت اہل سنت دو مرتبہ چھپ چکی ہیں۔

آستانہ عالیہ جلالپور شریف سے نسبت خاص ☆: حضرت خواجہ حاجی منیر احمد صابری علیہ الرحمۃ کو اعلیٰ حضرت پیر سید برکات احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ جلالپور شریف سے گہری عقیدت اور دلی لگاؤ تھا قبلہ شاہ صاحب کے وصال پر آپ علیل ہونے کے باوجود صاحبزادہ اسد جہانگیر اور چوہدری محمد سعید چشتی (رحیم یار خان) کے ہمراہ جلالپور شریف تشریف لے گئے اور رات وہیں قیام کیا۔ جناب پیر انیس حیدر شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی اور مزارات مبارکہ پر حاضری دی۔ آپ پیر برکات احمد شاہ صاحب اسلام کی سربلندی کے لئے کی جانے والی کوششوں سے بے حد متاثر تھے اور اس کا برملا اعتراف کرتے تھے۔ کیونکہ آپ بذات خود نظام مصطفیٰ ﷺ اور غلبہ اسلام کے متمنی تھے۔ اِس لئے وہ اِس سلسلہ میں کی گئی ہر قسم کی کاوشوں کی پذیرائی کرتے بلکہ اِس جدوجہد میں شانہ بشانہ شریک ہوتے۔

آپ فرماتے ہیں کہ بزرگان دین کی خانقاہیں تعلیم وتربیت کے بہترین مراکز ہیں ان جگہوں سے نہ صرف قلب وروح کو تسکین حاصل ہوتی ہے بلکہ یہاں آنے والے ایک آفاقی ابدی پیغام لے کر جاتے ہیں اور یہ خانقاہیں زندگی میں ایک انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

کشف وکرامات ☆: جناب مولانا محمد یعقوب نقشبندی جو دربار عالیہ ماڑی شریف کی جامع مسجد میں خطیب وامام تھے آپ فرماتے ہیں میں چونکہ مسجد کے ساتھ ہی حجرے میں رہتا تھا اور عرس کے دوران قوالی ہوتی تھی تو مجھے وہاں بھی بیٹھنا پڑتا تھا اور قوالی بھی سننا پڑتی تھی۔ میں نے اپنے پیرومرشد جو سلسلہ نقشبندیہ سے ہیں سے عرض کی تو انہوں نے اجازت دے دی اور میں اس طرح قوالی بھی سن لیتا تھا۔ عرس کے دوران ایک دن میں گاؤں کی ایک بستی میں ختم شریف پڑھنے گیا واپسی پر گاؤں کا ایک آدمی جو بظاہر عقیدت رکھتا تھا مگر آپ کے خلاف اِدھر اُدھر باتیں کرتا رہتا تھا۔ وہ میرے ساتھ ہو لیا اور ایسی زہریلی زبان استعمال کی کہ یہ سب جھوٹ فراڈ ہے یہ کہاں کے پیر ہیں اور ان کو کون سی ولایت حاصل ہے، یہ تو ایسے ویسے ہیں الغرض اس نے ایسی بکواسات کیں کہ میں اُس کا منہ بند نہ کر سکا اور ناچار سنتا رہا۔ واپس آ کر میں اپنے حجرے میں آرام کی غرض سے لیٹ گیا اور یہی سوچتا رہا کہ سچ کیا ہے کیا یہ ہزاروں زائرین جو عرس پر آتے ہیں اندھے ہیں اور یہ بندہ جو کچھ کہہ رہا تھا کیا سچ ہے۔ ساری رات یہی خیال رہا صبح نماز پڑھی عرس کا آخری دن تھا۔ قرآن کی تلاوت کی اور پھر ذرا لیٹ گیا کہ رات کو دیر تک جاگتا رہا تھا۔ اِس لئے آنکھ لگ گئی خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ چادر پوشی کی رسم جاری ہے اور بڑے گھر کے اندر سب لوگ جمع ہیں۔ قوالی ہو رہی ہے اور قوال گا رہے ہیں کہ صابر پاک بھی آتے ہیں کہ معاً کیا دیکھتا ہوں کہ حضور مخدوم علاؤ الدین صابر پاک اُڑتے ہوئے تشریف لاتے ہیں اور ان کے ساتھ بہت سے دوسرے اولیاء کرام بھی

ہیں۔اور عین جہاں حاجی منیر احمد صابری تشریف فرما ہیں وہ اتر جاتے ہیں اور قوال اور زیادہ گانا شروع کر دیتے ہیں۔ ساری محفل پر ایک رقت طاری ہو جاتی ہے اور ایک عجیب کیفیت ہے کہ بیان نہیں کر سکتا حتیٰ کہ صاحبزادہ نصیر احمد صاحب نے ایک بندہ بھیج کر مولوی صاحب کو جگاؤ اور کہو کہ جلدی آئیں چادریں لے کر جا رہے ہیں اور ختم شریف کا وقت ہو گیا ہے۔ میری آنکھ کھلتی ہے جلدی جلدی وضو کر کے بڑے گھر کے اندر داخل ہوتا ہوں تو وہی قوالی قوال گا رہے ہیں جو خواب میں سن چکا تھا اور عین وہی منظر اور کیفیت تھی کہ میں اتنا خوش بھی نہ تھا کہ اس باعث مجھے کیسی کیسی برگزیدہ ہستیوں کی زیارت نصیب ہوئی اور دوسرا میرے دل کو بھی اس بات پر استقامت ملی اور میں اس بدنصیب شخص کی قسمت پر افسوس کرتا رہا۔

کرامت نمبر۲☆: صرافہ بازار راولپنڈی کے ایک نام نہاد عامل اور صوفی نے فقیر راقم الحروف کے ہم زلف محمود ارمان مغل کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو جا کر یہ پیغام دے دو کہ آج منگل ہے اور کل بدھ۔ اگلے بدھ کے روز اپنے کفن کا انتظام کر لے کہ اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ ہم نے اس کا پورا انتظام کر دیا ہے اب وہ اس سے زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکتا۔ میرے ہم زلف اسی وقت گھبرائے ہوئے پریشانی کے عالم میں میرے پاس آئے اور تمام ماجرہ سنایا۔ فقیر راقم الحروف نے سنا اَن سنا کر دیا اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ ہم بھی کوئی لاوارث نہیں۔

انہی کو لاج ہو گی جن کا کہلاتا ہوں میں

خیر برادرم محمود ارمان تو چلے گئے رات کے وقت طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہوئی اور فقیر راقم الحروف کے مشاہدے میں یہ بات آئی کہ جھنڈا چیچی کے علاقہ میں صوفی صاحب صرافہ بازار والوں نے کسی عیسائی چوہڑے عامل کو جو کالا علم کرتا ہے کو بیس ہزار روپے طے کئے ہیں کہ اس کو کالے علم کے ذریعے مار دیا جائے۔ فقیر صبح کے وقت اٹھا اور بازار کی جانب معمول سے ہٹ کر ذرا جلدی اپنے گھر سے نکلا اور چلا آیا۔

اِدھر صبح ۱۰ بجے کے قریب بحر العلوم پیر روشن ضمیر مرشد دستگیر حضرت قبلہ الحاج منیر احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہ فقیر کے جامعہ میں تشریف لائے۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ جب تشریف لاتے تو میرا دفتر کھلا ہوا دیکھ کر گاڑی سے اتر آتے اور اگر دفتر بند دیکھتے تو گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ڈرائیور یا کسی بھی مرید سے فرماتے کہ گھنٹی بجاؤ، بچوں کی آمد پر آپ پوچھ کر پیغام دے کر تشریف لے جاتے۔ قیام نہ فرماتے تھے۔

مگر اس روز معاملہ کچھ الٹ ہوا۔ کہ دفتر بند دیکھ کر آپ گاڑی سے اترے اور خود گھنٹی بجائی صاحبزادہ علی احمد صابری جو فقیر راقم الحروف کا بڑا بیٹا ہے سے دفتر کھلوایا اور فقیر کی کرسی پر بیٹھ گئے۔

چائے وغیرہ پی چکے تو صاحبزادہ علی احمد صابری نے عرض کی میں ابو کو فون کر کے بلواتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں ان کو نہیں بلوانا۔ تھوڑی دیر کے بعد علی احمد نے پھر اجازت چاہی کہ فون کر کے بلوالوں آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے ابو کو ملنے نہیں کسی اور کام سے آیا ہوں۔ لہٰذا انہیں مت بلواؤ۔ تھوڑی دیر کے بعد صاحبزادے نے پھر ٹیلی فون کرنے کی اجازت چاہی اور عرض کی حضرت اگر ابو کو اطلاع نہ

کی تو واپس آ کر ہم پر غصہ کریں گے۔ آپ نے فرمایا کچھ نہیں کہیں گے اور خاموش ہو جاؤ میں کسی کام سے آیا ہوں مجھے کچھ کام کرنے دو۔ دوپہر کا وقت ہوا لنگر تناول فرمایا نماز ظہر پڑھائی اور یہ کہہ کر تشریف لے گئے کہ ابو آئیں تو ان کو بتا دینا حاجی صاحب آئے تھے کام کچھ نہ تھا اور یہ بھی بتا دینا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں خدا نے خیر کر دی ہے۔

فقیر راقم الحروف جب رات گئے گھر پہنچا تو تمام صورتحال کا علم ہوا۔ اور آپ کا یہ ارشاد سن کر کہ خدا نے خیر کر دی ہے۔ سمجھ گیا کہ میرے مرشد کو تمام صورتحال کا علم ہو گیا ہے۔ صبح کو بیدار ہوا تو دن گیارہ بجے حضرت قبلہ حاجی رحمتہ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی صاحبزادہ جہانگیر احمد قریشی کے گھر فون کر کے آپ کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ آپ واپس ماڑی شریف جانے کیلئے گاڑی میں سوار ہو رہے ہیں۔ فقیر نے فون سننے والے کو بتایا کہ حضرت کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ صابری صاحب آ رہے ہیں لہٰذا تھوڑی سا انتظار فرما لیں تو مہربانی ہوگی۔

فقیر راقم الحروف نے ٹیکسی کرایہ پر لی اور آپ کے بھائی کے گھر لالہ زار چوک شیر زمان کالونی راولپنڈی پہنچا۔ تو آپ کمرے میں منتظر تھے فقیر کو دیکھ کر فرمایا کہ خیریت تو تھی آپ نے فون کیا تھا۔ آپ کا سن کر رک گیا ہوں۔ کیا مسئلہ ہے۔

فقیر راقم الحروف نے عرض کیا حضور صرافہ بازار میں ایک صوفی صاحب نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ اگلے بدھ کو تمہاری زندگی کا آخری دن ہے۔ اگرچہ فقیر اس پیغام کو کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر مناسب سمجھا کہ آپ کے گوش گزار کر دوں۔

یہ سن کر آپ جلال میں آ گئے آنکھیں سرخ ہو گئیں اور فرمانے لگے کل تمام دن تمہارے جامعہ میں بیٹھا رہا۔ میں وہاں کوئی جھک مارنے تو نہیں گیا تھا۔ میں اس چیلنج کی بنا پر گیا تھا۔ تم نے اس بات پر کیسے یقین کر لیا۔ کیا تم لاوارث ہو یا ہم کنگلے ہیں۔

جاؤ اس صوفی کو پیغام بھجوا دو کہ جو میرا بگاڑنا ہے بگاڑ لو ہم کوئی لاوارث نہیں بلکہ خصموں والے ہیں۔ پھر اسی جلال میں فرمایا کہ لوگوں کو بھی شرم نہیں آتی ایک طرف تو صوفی اور پیر فقیر کہلاتے ہیں دوسری طرف چوہڑوں سے کالے علم کروا کر لوگوں کی زندگیاں خراب کرتے ہیں۔ مگر انہیں غلط فہمی ہو گئی ہے وہ ہمارے بارے میں غلط اندازہ لگائے ہوئے ہیں جس کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑے گا اور ان کی موت بھی خدا کے فضل و کرم سے عبرتناک ہوگی لوگ دیر تک یاد رکھیں گے۔

فقیر وہاں سے مطمئن ہو کر چلا آیا اور سر سے تمام بوجھ اتار دیا کہ مالک جانے وہ آپ کرم کرے گا۔ اور کسی کا برا سوچنے والے کو خداوند کریم خود ہی پوچھ لے گا۔ اس کے بعد تقریباً دس برس گزر گئے ہیں سینکڑوں بدھ گزر گئے فقیر کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ اور وہ صوفی صاحب اس کے بعد سے ۵ برس تک مسلسل چارپائی پر موت و زندگی کی کشمکش میں مبتلا رہے۔ حالت یہ تھی کہ بڑے بیٹے نے رکھنے سے انکار کر دیا پھر چھوٹے کے پاس پھر وہاں سے بڑے کے پاس حتیٰ کہ اسی کشمکش اور ابتلاء و مصیبت کا وقت گزارتے رہے۔

صرافہ بازار کے میرے ایک عزیز ترین دوست کے ذریعے ان کے چھوٹے صاحبزادے نے فون پر مطلع کیا کہ بابا یاد کر رہے ہیں۔ آپ آ جائیں اس کے بعد بھی درجنوں مرتبہ فون پر کئی دوستوں سے پیغام دیا۔ بالآخر ایک دوست نے سولہ رمضان کو زبردستی مجھے ان کے پاس جانے کو کہا تو دل میں خیال آیا کہ وہ میرے مرشد کامل کی پکڑ میں ہیں۔ بری حالت میں وقت گزار رہے ہیں۔ فقیر از راہ رحم دلی

اور خدا خوفی ان کے گھر چلا گیا جب پہنچا تو صوفی صاحب نے رونا شروع کر دیا اور دہائی و واسطے دے کر کہہ رہے تھے مجھے معاف کر دو۔ فقیر نے از راہ خدا ان کو معاف کر دیا جسکے کچھ دنوں بعد ان کی موت واقع ہو گئی۔

کرامت نمبر ۳ ☆: ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۲ء دس محرم الحرام اور جمعرات کا دن تھا۔ آستانہ عالیہ چشتیہ صابری ۲ ماڑی بگیال شریف تحصیل و ضلع راولپنڈی میں بحر العلوم، پیکر صبر و رضا، منبع جود و سخا، آقائے نعمت، مرشد روشن ضمیر، پیر دستگیر، حضرت قبلہ حاجی منیر احمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت سید الشہداء، راکب دوش مصطفیٰ ﷺ حضرت سیدنا امام حسنین علیہ السلام اور دیگر شہدائے کربلا کے ایصال ثواب کے لئے حسب معمول پروگرام کا انعقاد ہوا۔

فقیر راقم الحروف اس پروگرام میں عرصہ دس برس سے نہ صرف شرکت کرتا تھا بلکہ اس پروگرام میں صرف اور صرف فقیر راقم الحروف کا خطاب ہوتا تھا۔ مختلف علاقوں سے تمام پیر بھائی بھی حاضری دیتے ہیں۔ ۲۰۰۲ء دسویں محرم کو حسب معمول فقیر درگاہ شریف پہنچا۔ آپ نے حسب معمول فقیر کو تقریر کا حکم دیا۔ فقیر نے تعمیل ارشاد کی تو اس روز محفل پر کچھ عجیب رنگ طاری ہوا کہ پوری محفل پر وجدانی کیفیت اور حضرت قبلہ پیر مرشد سمیت ہر شخص پر رقت طاری تھی۔ نہ جانے کس کی آمد تھی۔ کس کی جلوہ گری تھی۔ کہ ہر طرف کرم بالائے کرم ہی نظر آ رہا تھا۔

جب فقیر نے تقریر ختم کی اور ختم شریف ایصال ثواب برائے حسنین کریمین پڑھا گیا۔ جب دعا کے لئے حضرت قبلہ حاجی صاحب نے دست مبارک اٹھائے ایصال ثواب پیش کرنے کے بعد دعا کے دوران ہی آپ پر اس قدر رقت طاری ہوئی کے ہچکیاں بندھ گئیں۔ اور زار و قطار روتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آج صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے تقریر کے دوران جو رنگ باندھا۔ میں حضور گنج شکر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کی یہ محفل قبول ہو گئی ہے۔ اور آج جو بھی اس محفل میں شریک ہوا ہے میں حلفاً گنج شکر اور حضور مخدوم پاک صابر کلیری کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محفل کے سارے حضرات جنتی ہیں، جنتی ہیں، جنتی ہیں۔ میرے اللہ نے آج محفل میں شرکت کرنے والوں کو بخش دیا ہے۔

دعا کے بعد آپ نے فقیر راقم الحروف سے فرمایا صابری صاحب آج جو رنگ آپ نے باندھا ہے اس سے پہلے کبھی اتنا کرم نہیں ہوا۔ میری خواہش ہے کہ کل جمعہ کے روز نماز جمعہ سے قبل پھر اسی مضمون جس کا عنوان تھا ''عظمت رفقائے مصطفیٰ ﷺ'' کا اگلا حصہ بیان کیا جائے۔ فقیر نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے آپ کے دیرینہ ہمسفر اور عقیدت مند برادرم محمد تنویر ہاشمی کی طرف دیکھ کر آپ کو اشارہ کیا کہ حضور اس کو کہہ دیں کل گاڑی لے کر میرے پاس آ جائے تاکہ میں بہ سہولت حاضر ہو سکوں۔

آپ نے اسی وقت تنویر ہاشمی کو حکم دیا کہ صبح ۱۱ بجے صابری صاحب کے گھر موہڑہ چھپر جانا اور ۱۲ بجے تک ان کو لے کر دربار شریف پہنچ جانا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے پُر زور اعلان کیا کہ تمام ساتھی حضرات کل ۱۲ بجے آ جائیں اور ساڑھے بارہ بجے سے لے کر ۲ بجے تک صاحبزادہ مقصود احمد صابری آج والے مضمون کو مکمل کریں گے۔ اور پھر نماز جمعہ کے بعد آج کی طرح پھر لنگر حسینی کھلایا جائے گا۔

چنانچہ اس روز فقیر وعدے کے مطابق پہنچا بیان کیا اور پھر وہی رنگ وہی سماں تھا ہر آنکھ اشکبار تھی ہر چہرہ غمگین تھا۔ بعد نماز جمعہ

دُعا کے دوران پھر وہی کیفیت اور ایسی کیفیت میں وہی اعلان کہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اپنے گنج شکر بابا فرید کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کی محفل بھی حسنین کریمین کی بارگاہ میں قبول و منظور ہوگئی ہے اور جو بھی آج کی محفل میں شریک ہوئے سب کے سب جنتی ہیں۔ جنتی ہیں۔ جنتی ہیں۔

کرامت نمبر۴ ☆: آپ کے ایک مرید جناب محمد یونس مغل صابری ایکسین ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ضلع پاکپتن شریف و ضلع اوکاڑہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں اور میرے پیر بھائی جناب جاوید اقبال صابری (کراچی) والے اپنے شیخ کامل کی معیت میں مزار حضرت عبداللہ شاہ غازی کلفٹن کراچی گئے۔ مزار شریف پر حاضری کے بعد آپ نے فرمایا آؤ محفل سماع کے ہال میں چلتے ہیں۔
چنانچہ ہم آپ کی معیت میں محفل سماع کے ہال میں داخل ہوئے جو عوام کے جم غفیر سے بھرا ہوا تھا۔ ہمیں سب سے پیچھے جگہ ملی اور ہم وہیں بیٹھ گئے۔ میں نے دیکھا کہ سماع ہال کے اسٹیج پر ایک نورانی بزرگ اس وقت محفل کی صدارت فرما رہے تھے کہ اچانک ان بزرگ کی آنکھیں اہل محفل کی طرف پھرنے لگیں۔ جیسے وہ کسی کو تلاش کر رہی ہوں۔ اسی اثناء میں ان کی نگاہ آپ کے روئے تاباں پر پڑی تو فوراً اسٹیج سے نیچے اترے اور آپ کے پاس آ کر بڑے ادب سے مصافحہ کیا اور آپ کو پکڑ کر اسٹیج پر لے گئے اور جا کر محفل سماع بند کروائی اور مائیک پکڑ کر اعلان کیا کہ آپ حضرات میں سے کسی نے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کی زیارت کی ہے اگر نہیں کی تو ان بزرگوں کی زیارت کر لے۔

وصال سے پہلے کے ایام ☆: آپ کم و بیش تین برس تک علالت میں رہے اور تقریباً آخری چھ ماہ بستر پر صاحب فراش رہے۔ مگر اس دوران بھی دربار حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضری دیتے رہے۔ ایک مرتبہ تازہ تازہ آپریشن ہوا تھا ٹانکے لگے ہوئے مگر دربار حضور گنج شکر کی حاضری کے لئے چل دیئے اس دوران ٹانکے کھل گئے، زخم ہرے ہو گئے خون بہہ رہا ہے مگر باوجود یہ سب کچھ ہونے کے سفر جاری ہے۔ مریدین و اہل خانہ نے عرض کیا کہ اس حال میں بھی آپ سفر پر جا رہے ہیں تو فرمایا میں حضور بابا صاحب سے اجازت لینے کے لئے جا رہا ہوں۔ کسی کو اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ وصال کے بعد معلوم ہوا کہ کس چیز کی اجازت لینے گئے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۳۰ نومبر بروز منگل ۲۰۰۴ء بوقت صبح ۸ بج کر چالیس منٹ پر بمطابق ۱۴۲۵ھ کو ہوا۔ یکم دسمبر ۲۰۰۴ء تین بجے سہ پہر آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں حضرت دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی پاکپتن شریف، حضرت صاحبزادہ پیر علاؤالدین صابری خواجہ نگر شریف، حضرت صاحبزادہ پیر سید رضا حسین شاہ، پیر سید زبیر حسین شاہ چھراہ شریف، حضرت خواجہ محمد حسین رتیال شریف، سائیں اسرار الحق کلیام شریف، صاحبزادہ حافظ بدرالدین صابری سجادہ نشین صابری دربار چکری روڈ، علامہ پیر عبدالقادر ایم اے واہ کینٹ، علامہ قاری غلام محمد چشتی خطیب کلمہ چوک راولپنڈی، علامہ محمد سرفراز خطیب کلیام شریف کے علاوہ لاتعداد علماء اور مشائخ اور ہزاروں کی تعداد میں مریدین و عقیدت مندان نے شرکت کی۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے فرزند جناب صاحبزادہ مشتاق احمد صابری سجادہ نشین مقرر ہوئے جو کہ آپ کے طریقہ پر قائم رہتے ہوئے ماہانہ گیارہویں شریف سالانہ عرس مبارک

اور سالانہ محفل میلاد کا خصوصیت سے اہتمام وانتظام فرماتے ہیں۔

آپ کے صاحبزادے مشتاق احمد صابری نے قطعہ تاریخ وصال یوں لکھی

پوچھو پتہ وفا کا اس فقیر سے — نسبت ہو جس کی خواجۂ حاجی منیر سے

ملتی ہے قلب و روح کو راحت وتسکین — "دیدِ جمال شاہ روشن ضمیر سے"

۲۰۰۴

ترتیب ختم شریف خواجگان چشت اہل بہشت

(۱)الحمد شریف (سورة فاتحه) سات مرتبه...... (۲)درود شریف (ایك سو مرتبه)...... (۳)سوره الم نشرح (۷۹ مرتبه)...... (۴)سورة اخلاص (ایك هزار مرتبه)...... (۵)اللهم یا شافی الامراض (ایك سو مرتبه)...... (۶)اللهم یا دافع اللبلیات(ایك سو مرتبه)...... (۷) اللهم یا کافی المهمات (ایك سو مرتبه)...... (۸)اللهم یا منزل البرکات (ایك سو مرتبه)...... (۹)اللهم یا حل المشکلات (ایك سو مرتبه)...... (۱۰)اللهم یا قاضی الحاجات (ایك سو مرتبه)...... (۱۱)اللهم یا مسبب الاسباب (ایك سو مرتبه)...... (۱۲)اللهم یا مفتح الابواب (ایك سو مرتبه)...... (۱۳)اللهم یا رافع الدرجات (ایك سو مرتبه)...... (۱۴)اللهم یا مجیب الدعوات (ایك سو مرتبه)...... (۱۵)اللهم یا غیاث المستغیثینا اغثنا (ایك سو مرتبه)...... (۱۶)سبحان الله والحمدلله ولا اله الا الله والله اکبر(ایك سو مرتبه)...... (۱۷)لاحول ولاقوة الا باالله العلی العظیم (ایك سو مرتبه)...... (۱۸)سورة یٰسین (ایك مرتبه)...... (۱۹)بگرداب بلا افتاده کشتی مدد کن یا معین الدین چشتی (ایك سو مرتبه)...... (۲۰)برحمتك یاارحم الراحمین (ایك سو مرتبه)...... (۲۱)درود شریف (ایك سو مرتبه)......

اس کے بعد چھوٹا ختم خواجگان (سورۃ ملک چاروں قل فاتحہ سورۃ بقرہ کی آیات اور درود تاج) پڑھ کر دعا کریں۔

شجرہ طیبہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اے خداوندا بذاتِ کبریا کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے

میں ہوا ہوں بہت عاجز بندِ غفلت میں اسیر
کھول دے مشکل علی المرتضیٰ کے واسطے

خواجہ بصری حسن کا نام لاتا ہو شفیع
شیخ عبدالواحد اہل بقا کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل خواجہ ابن عیاض
شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے

حضرت خواجہ خذیفہ کے لئے ٹک رحم کر
بوہبیرہ بصری صاحب رضا کے واسطے

خواجہ ممشاد کی خاطر مرا دل شاد کر
شیخ بواسحاق قطب چشتیاں کے واسطے

خواجہ ابدال احمد، بومحمد مقتدیٰ
خواجہ بویوسف صاحب سخا کے واسطے

خواجہ مودود حق اور خواجہ حاجی شریف
خواجہ عثمان اہلِ اقتدا کے واسطے

والیٔ ہندوستان خواجہ معین الدین حسن
شیخ قطب الدین قطب الاتقیا کے واسطے

کام کر شیریں طفیل خواجہ گنج شکر
حضرت علی احمد صابر غذا کے واسطے

شمس الدین اہل ہدایت رہبر دیا و دین
اور جلال الدین کبیرالاولیاء کے واسطے

حضرت احمد کہ عبدالحق ہے ان کا لقب
شیخ عارف ابن احمد ذوعطا کے واسطے

حضرت خواجہ محمد بن عارف ذوالکرم
حنفی عبدالقدوس پارسا کے واسطے

حضرت خواجہ جلال الدین تھانیسر محترم
اور نظام الدین بلخی بادشاہ کے واسطے

حاکم گنگوہ خواجہ بوسعید راہ نما
اور محمد صادق صاحب صفا کے واسطے

حضرت شیخ محمد ساکن گنگوہ شریف
حامی دین محمد مجتبیٰ کے واسطے

مہرباں بر ہر غریب و شاہ عبداللہ سخی
اور محمد اعظم سالک رضا کے واسطے

دے جمال اپنا مجھے حضرت محمد کے طفیل
شاہ حیات اللہ ولی خوش لقا کے واسطے

حضرت میراں مظفر صاحب عز و شرف
خواجہ سید جمال اہل بقا کے واسطے

رحم کر مجھ پر طفیل خواجہ مظہر علی
خواجہ حافظ شریف خان صاحب حیا کے واسطے

طوطی باغ شریعت پیر کامل فضل الدیں
گوہر دریا حقیقت بے بہا کے واسطے

بلبل لبستان احمد خواجہ محمد حسین
زینت کونین کعبہ مدعا کے واسطے

یاالٰہی راہ حق میں استقامت دے مجھے
خواجہ حافظ عبدالرحمٰن خوش نوا کے واسطے

پیکر صبر و رضا حاجی منیر احمد سخی
طوطی گلزار زہد الانبیاء کے واسطے

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت سید شمیم الحسن شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، عارف کامل، فاضل اکمل، شیخ العصر، شہباز طریقت حضرت پیر سید شمیم الحسن شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ فرد حقیقت ہیں۔ آپ کی ولادت سہارنپور شریف کے ایک علمی وروحانی خاندان کے عظیم چشم و چراغ حضرت پیر سید امور الحسن شاہ بن شیخ سید احمد کبیر علیہ الرحمتہ کے گھر انڈیا میں ہوئی۔ قیام پاکستان کے وقت آپ والد گرامی کے ہمراہ پاکستان تشریف لے آئے اور والد گرامی کے ساتھ ہی وقت گزارتے رہے۔ آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ظاہری باطنی علوم سے مرصع تھے۔ آپ اپنے والد گرامی حضرت پیر سید امور الحسن شاہ صابری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے اور اپنے والد گرامی کے سجادہ و خلیفہ اکبر مقرر ہوئے۔ آپ نے والد گرامی کے عظیم مشن کو پایہ تکمیل پر پہنچایا۔ شریعت و طریقت کی پاسداری آپ کا شعار رہا ہے۔ تمام عمر تبلیغ اسلام اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج واشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔

آپ نے اپنے والد کے اور اپنے دور میں بڑے مشائخ علماء کی زیارت کی اور ان کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے۔

اپنے والد گرامی کی طرح حلیم الطبع خوش مزاج، اعلیٰ ظرف کے مالک وباصلاحیت پابند شریعت و طریقت، نیک متقی صالح پرہیز گار عابد وزاہد اور منتظم المزاج شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے والد گرامی کے وصال کے بعد ان کی تعلیمات اور حالات زندگی لوگوں تک پہنچانے کے لئے ۲۱۲ صفحات پر مشتمل کتاب ''حیات وتعلیمات'' جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مظفر عالم جاوید پرنسپل آرمی پبلک سکول اینڈ کالج چونیاں کینٹ ضلع قصور سے کہہ کر لکھوائی جس کی سرپرستی خود فرماتے رہے۔

فقیر راقم الحروف جن دنوں اپنی معروف اور سب سے بڑی کتاب ''گلدستہ اولیاء'' مرتب کر رہا تھا تو شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ کے عرس منعقدہ ۲۰۰۲ء کو جب پاکپتن شریف حاضر ہوا۔ تو اس دوران آپ سے ملاقات کا خیال پیدا ہوا۔ مگر دل میں بار بار یہ بھی خیال آیا کہ واقفیت تو ہے نہیں۔ چونکہ بڑے بزرگوار حضرت پیر سید امور الحسن شاہ علیہ الرحمتہ سے تو شناسائی تھی مگر آپ سے بالمشافہ کوئی ملاقات نہ تھی۔

بہر کیف آستانہ عالیہ اموریہ لطیفہ نزد عزیز کی پہنچا باہر بیٹھے ہوئے خادم کو اپنا کارڈ دیا اور کہا کہ اندر جا کر صاحبزادہ صاحب کو بتاؤ کہ راولپنڈی سے مہمان آئے ہیں۔ اُس نے کہا کہ اب ملاقات نہیں ہوسکتی شام کو بعد مغرب تشریف لائیں شام ۴ بجے کا وقت تھا۔ فقیر

راقم الحروف نے اس سے کہا کہ بھائی تمہارا کام ہے اندر جا کر کارڈ دینا۔ ملنا نہ ملنا، بلانا نہ بلانا اُن کا کام ہے آپ اپنا کام کریں۔ وہ بیچارہ اندر گیا اور کارڈ پیش کیا تو آپ نے پڑھا تو فوراً کہنے لگے جلدی سے بلاؤ۔ فقیر اندر گیا بڑے تپاک سے ملے تو فقیر نے بتایا کہ میں حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دربار کا منتظم اعلیٰ ہوں اور آپ کے والد گرامی کا عرصہ دراز سے نیاز مند رہا ہوں۔ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ چائے منگوائی کھانے کے لئے بھی اصرار کیا مگر چونکہ فقیر راقم الحروف کو جلدی تھی۔

فقیر نے عرض کیا ایک تو والد گرامی حضرت سید امور الحسن صابری صاحب کے دربار پر حاضری مقصود تھی دوسرا یہ کہ مجھے ایک کتاب ''حیات وتعلیمات'' چاہیے اور غالباً آپ کے پاس بھی صرف ایک ہی ہے مگر مجھے اس کی شدید ضرورت ہے۔ فرمانے لگے بھیا واقعی میرے پاس بھی ایک ہی کتاب ہے میں کسی کو دے نہیں سکتا۔ وعدہ رہا کہ دوسرا ایڈیشن چھپنے پر پیش کر دوں گا۔ میں نے عرض کیا حضرت ابھی آپ خود ہی پیش کر دیں گے اس لئے کہ فقیر نے صابری انسائیکلو پیڈیا پر کام شروع کیا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں تمام صابری درویشوں کے حالات درکار ہیں اکٹھے کر رہا ہوں حضرت کے والد سے دیرینہ تعلق ہے اگر ان کا میری کتاب میں ذکر نہ ہوا تو میرے دل میں تشنگی رہے گی۔ یہ سن کر فوراً اٹھے اور کتاب الماری سے نکال کر پیش کی فرمایا کہ آپ کی ضرورت بجا ہے آپ لے جائیں۔

چنانچہ فقیر کتاب لے آیا اور آپ کے والد گرامی کے حالات اس کتاب سے لکھے گئے ہیں۔

فقیر سے آپ کی ملاقات پہلی اور آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۰۰۵ء بمطابق ۱۴۲۶ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار والد گرامی کے پہلو میں خانقاہ اموریہ لطیفیہ نزد پیر مکی صاحب پاکپتن شریف میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت مولانا غلام فرید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: صوفیا باصفا، عالم ربانی، شیخ لاثانی، صاحب علم وعرفان، حضرت علامہ مولانا صوفی غلام فرید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔آپ کا تمام بچپن حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پاس گزرا۔انہی سے ظاہری وباطنی علوم کی تکمیل کر کے انہی کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کیا۔اور خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوکر صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ نے اپنی پوری زندگی خدا کے دین کے واسطے وقف کر رکھی تھی۔تمام عمر درس وتدریس میں گزاری اور سینکڑوں بچوں کو قرآن پڑھا کران کے سینوں کو نور قرآن سے منور کیا۔

ابتدائی دور آپ اپنے گاؤں میں کالیکی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد کے نواحی گاؤں موضع سرا میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔آپ کا معمول تھا کہ نماز عشاء کالیکی منڈی اپنے مرشد کامل کے پاس پڑھ کررات کو اپنے گاؤں تشریف لے جاتے جو کہ کالیکی منڈی سے دوڈھائی میل دور تھا۔رات کے وقت راستے میں اینٹوں کے ایک بھٹے کے پاس جو کہ غیرآباد جگہ پر تھا وہاں طرح طرح کی سیٹیاں بجنے کی آوازیں آنے لگیں۔ایک دن حسب معمول بعد نماز عشاء گھر جارہے تھے کہ جب اس جگہ پہنچے تو کچھ بدروحیں نظر آئیں۔آپ نے یہ دیکھ کر آگے جانے کی بجائے پیچھے واپس جانے میں اپنی عافیت سمجھی اور آستانے پر واپس آکر مرشد کامل کے حضور تمام ماجراعرض کردیا۔حضرت نے دیکھا کہ آپ کی سانس پھولی ہوئی ہے۔جب طبیعت سنبھلی تو ایک رقعہ تحریر کر کے فرمایا غلام فرید جاؤ اُس جگہ پر رقعہ پھینک دینا۔آپ تعمیل ارشاد کی خاطر وہاں سے چلے اور مقرر جگہ پر پہنچے تو کچھ لوگ نظر آئے اور آپ سے کہنے لگے تم نے ہماری شکایت کی ہے۔آپ نے وہ رقعہ انہیں دے دیا۔انہوں نے رقعہ پڑھا تو اس پر یہ عبارت درج تھی کہ تم یہ جگہ فوری طور پر خالی کردو اور کہیں اور جاکر اپنی بستی بساؤ۔اس دن کے بعد وہ بدروحیں وہاں سے غائب ہوگئیں۔اب وہ جگہ سرسبز وشاداب اور آباد ہے۔

بعدازاں فیصل آباد جامع مسجد گلزار مدینہ میں آخر دم تک خطیب وامام رہے۔

فیصل آباد کے مقامی علمائے کرام آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور دینی معاملات میں مشورہ لیتے تھے۔ہرسال اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے عرس میں شرکت فرماتے تھے۔آپ کو اپنے شیخ سے خصوصی اور والہانہ انداز میں عشق ومحبت تھا۔ہمہ وقت اپنے شیخ کے جلوؤں میں گم رہتے تھے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۲۰۰۵ء کو ہوا۔مزار مبارک چک نمبر ۲۲۵ ملکھاں والا جامع مسجد گلزار مدینہ فیصل آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، ہمالہ علوم، فدائے حضرت مخدوم صابر کلیری، محقق سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت علامہ الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ علوم ومعرفت کے بحر بیکراں ہیں۔

آپ رہنے والے بہاولپور کے ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی میں مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ آپ نے تمام عمر تصوف اور علم کی خدمت اوراسکی اشاعت ورشد وہدایت میں گذاری۔ آپ کے ہم عصر علماء میں سے کوئی بھی تصنیف وتالیف بالخصوص تصوف اور بزرگان دین کی سوانح نگاری میں وہ خدمت انجام نہ دے سکا جو خدمت آپ نے انجام دی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت ذوقی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے۔ بارہ برس تک مرشد کی خدمت میں مجاہدات ئے اور منازل سلوک طے کیں۔ جسکے بعد حضرت ذوقی شاہ چشتی صابری نے آپکو خرقہ خلافت سے سرفراز وممتاز فرمایا۔ آپ ۱۲ برس تک مرشد کامل کی خدمت کرتے رہے اور ۱۰ برس تک تقریباً سلسلہ عالیہ سے عملی طور پر منسلک رہے۔ لاتعداد مشائخ سے آپ نے اکتساب فیض کیا۔ اور لاتعداد علماء اور مشائخ آپ کے پاس سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں درس وتدریس کے علاوہ تربیت کے لئے آتے رہے جنہیں آپ نے صابری جام معرفت پلا کر مست ومخمور کریا۔ آپ نے اپنی عملی زندگی میں تصوف کی جو خدمت کی اس میں سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی تعلیمات کو زندہ واجاگر کیا۔ آپ نے اس شمع کو مختلف کتابوں کے تراجم پیش کر کے اس پر تحقیق سے کام کیا اور اسکو منظر عام پر لے کر آئے۔ جس سے آج کے دور کے صابریوں کو اپنے بزرگوں کی تاریخ ملی اور اہل علم واہل قلم حضرات اور آئندہ صدی کے مورخین کو منزل تحقیق میں آسانی ملی۔

آپ کی تصانیف ☆: آپ کی ایک کتاب حج ذوقی جس میں آپ نے اپنے مرشد عامل حضرت علامہ ذوقی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مناسک حج کی ادائیگی اور سفر حج کی تفصیلات اور ارکان حج کے باطنی مطالب ومعنی تحریر کیے ہیں۔ (نمبر ۲) ''مشاہدہ حق'' اس کتاب میں مشائخ عظام کی راہ طریقت میں تعلیمات کا نچوڑ دیا گیا ہے۔ اور یورپی مصنفین اور تصوف مخالفین کے اعتراضات کے بے بنیاد الزامات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

(نمبر ۳) ''اسلامک صوفی ازم'' تصوف کے موضوع پر یہ کتاب انگریزی زبان میں شائع ہوئی تھی۔

(نمبر۴) تربیت العشاق۔ یہ آپکے مرشد کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔

(نمبر۵) ''وحدت الوجود و وحدت الشہود'' اس کتاب میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کے مسلک وحدت الوجود اور حضرت مجدد الف ثانی کے مسلک وحدت الشہود میں تطبیق ثابت کر کے اولیاء اللہ کے مابین ایک خیالی اختلاف کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی سعی جمیلہ کی ہے۔

(نمبر۶) ''عظمت اہل بیت'' یہ کتاب بدنام زمانہ خارجی محمود عباسی کی کتاب کے جواب میں ہے۔

(نمبر۷) ''اقوام متحدہ اسلامیہ کا تصور'' یہ کتاب انگریزی زبان میں ہے۔ جس میں مسلمانان عالم کو بیدار کیا گیا ہے کہ متحد ہو کر ایک قوت بن جاؤ۔

(نمبر۸) ''مقابیس المجالس'' یہ کتاب حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن شریف والوں کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ جس کا آپ نے نہ صرف ترجمہ کیا بلکہ 150 صفحات پر مشتمل اس کتاب کا مقدمہ بھی لکھا۔

(نمبر۹) ''مرآۃ الاسرار'' یہ کتاب حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی کی ہے جو کہ انہوں نے ۱۰۴۵ھ میں شروع کی اور ۱۰۶۵ھ میں ختم کی مگر چھپ نہ سکی۔ سلسلہ صابریہ کے معروف بزرگ جو کہ برطانوی الاصل تھے نے لندن میوزیم لائبریری سے اس کا ایک مائیکروفلم نسخہ حاصل کیا تھا۔ آپ نے اس کا فارسی سے اردو ترجمہ کر کے اسے سالکین طریقت و محبان اولیائے کبار کے لئے شائع کیا۔

(نمبر۱۰) ''جوامع الکلم'' یہ کتاب حضرت بندہ نواز گیسوراز کے ملفوظات اور خواجگان چشت کے حالات و مقامات پر ہے۔ اس کا بھی آپ نے ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ جو کہ آجکل عام ملتی ہے۔

(نمبر۱۱) ''مکتوبات قدوسیہ'' یہ کتاب حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی کے ملفوظات و خطوط جنکے ذریعے انہوں نے مریدین کی روحانی تربیت فرمائی ہے۔

اس کا بھی فارسی سے اردو ترجمہ آپ نے کر کے شائع کیا۔

(نمبر۱۲) ''ملفوظات خواجہ خدا بخش خیر پوری'' یہ حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اسکا بھی آپ ہی نے ترجمہ کر کے شائع کیا ہے

(نمبر۱۳) ''ترجمہ تلقین لدنی'' یہ کتاب حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اس کا ترجمہ بھی آپ نے کیا اور اس کو بہاولپور کی اردو اکیڈمی نے شائع کیا۔

(نمبر۱۴) ''ترجمہ شرح لوائح جامی'' اس کتاب کا درس بڑے بڑے مشائخ اپنے مریدین کو دیا کرتے تھے۔ آپ نے ترجمہ کر کے شائع کیا۔

(نمبر۱۵) ''اقتباس الانوار'' یہ کتاب حضرت شیخ محمد اکرم براسوی قدوسی کی کتاب ہے جو کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں کی سوانح حیات و تعلیمات کا مجموعہ ہے۔ آپ نے اس کتاب کا ترجمہ کر کے ملت صابریہ پر احسان عظیم فرماتے ہوئے سے

شائع کرایا ہے۔

(نمبر۱۶)''حقیقت تصوف'' یہ کتاب آپکے پیر ومرشد کے انگریزی رسالہ بنام۔صوفی ازم اردو ترجمہ ہے آپ نے ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔

(نمبر۱۷)''مضامین ذوقی'' یہ کتاب آپکے شیخ طریقت علامہ ذوقی شاہ نے انگریزی زبان میں اپنے مضامین پر لکھی ہے۔ آپ نے اس کا ترجمہ اردو میں کر کے شائع کیا ہے۔اسکے علاوہ آپ کی متعدد کتب غیر مطبوعہ ہیں۔جن میں (نمبر۱) فضائل جہاد (نمبر۲)حج العارفین (نمبر۳) حکایات مثنوی (نمبر۴)''ترجمہ مرصادالعباد'' مصنف حضرت شیخ نجم الدین رازی (نمبر۵) تاریخ مشائخ چشت بزبان (اردو) (انگریزی) (نمبر۶) ترجمہ شرح کشف المحجوب (اردو) (انگریزی) یہ شائع ہو چکی ہے (نمبر۷) پاکستان کی عظیم الشان دفاعی قوت (نمبر۸) انگلش ترجمہ وشرح کیمیائے سعادت (نمبر۹) انگلش ترجمہ وشرح عورف المعارف (نمبر۱۰) لغت تصوف (انگریزی)(اردو)

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۰۰۵ء بمطابق ۱۴۲۶ء کو ہوا۔مرقد منورہ بہاولپور میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت بابا تھن شاہ جمالی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شیخ المشائخ، متصرف بہ تصرفات، پیکر حسنات وکمالات، صاحب کشف وکرامات، شمع بزم عاشقاں، پیر طریقت، ماہتاب شریعت حضرت خواجہ بابا پیر تھن شاہ جمالی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صاحب تسلیم ورضا ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۳ھ بمطابق ۱۹۰۵ء کو اجمیر شریف انڈیا میں حضرت شبراتی میاں درگاہی کے گھر میں ہوئی۔ ولادت کے بعد آپ کے والد گرامی نے آپ کا نام اچھے میاں رکھا، جو بعد میں آپ کی اچھی صفات وخصلات وعادات کی بنا پر اسم بامسمیٰ ثابت ہوا، جب فقر کی منزل پر قدم رکھا تو شہنشاہ ولایت، ہند کے بے تاج بادشاہ حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو تھن شاہ کے لقب سے ایسا نوازا کہ بعد کو آپ اپنے اصل نام کی بجائے تادم آخر غریب نواز کے دیئے گئے لقب سے ہی پہچانے گئے اور اسی نام سے معروف ہوئے جبکہ آپ کے شیخ کامل حضرت عبدالواحد شاہ جمالی چشتی صابری نے آپ کو جمالی کے لقب سے نوازا، جو بعد میں آپ کے نام کا حصہ بن گیا۔ اسی بنا پر آپ نے تصوف اور روحانی دنیا میں بابا تھن شاہ جمالی کے نام سے شہرت پائی۔

آپ کے آباؤاجداد نسل درنسل سلطان الہند عطائے رسول حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے حلقہ غلامی سے وابستہ رہے اور عقیدت ومحبت سے غریب نواز کے در کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سُرمہ بناتے تھے، اسی بنا پر آپ بھی سن شعور کو پہنچتے ہی درگاہ غریب نواز پر حاضری دینے لگے، پھر حضور غریب نواز سے یہ تعلق اتنا مضبوط ہوا کہ آپ ۲۷ برس تک دربار غریب نواز میں نہ صرف حاضری دیتے بلکہ چلہ کشی کرتے رہے۔ ستائیس برس کے طویل مجاہدات وریاضات کی تکمیل کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز کی بارگاہ سے تھن شاہ کے خطاب اور مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت ہونے کی بشارت وراہنمائی ملی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت خواجہ غریب نواز کی دی گئی بشارت کی روشنی میں گھر سے مرشد کامل کی تلاش میں نکلے تو ایک روحانی محفل میں آپ کی نظر قطب العارفین حضرت احسان اللہ ناگوری علیہ الرحمۃ پر ایسی جمی کے دل گرفتہ ہو کر سر نیاز ان کے قدموں میں رکھ دیا اور بیعت کے لیے درخواست کی، حضرت خواجہ احسان اللہ ناگوری علیہ الرحمۃ نے آپ کو پہلی نظر میں بھانپ لیا کہ یہ میرے سلسلہ کی اشاعت وترویج میں اہم کردار ادا کرنے کے علاوہ سلسلہ کے لیے روشن مینار ثابت ہوگا، مرشد کامل نے شرف بیعت بخشنے کے بعد آپ کو ایک عرصہ تک اپنے پاس رکھ کر مجاہدات وریاضت کی تکمیل اور سلوک کی منازل طے کرائیں اور فقر وعرفان کی دولت سے مالا مال کر

کے خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد و مجاز فرما دیا۔

یہ زمانہ قیام پاکستان کا تھا۔ مرشد کامل نے عطائے خلافت کے بعد آپ کو پاکستان صوبہ سندھ کے معروف شہر حیدر آباد کی جانب ہجرت کا حکم دیا۔

ہجرت اور مرشد کامل کی پاکستان آمد☆: ۱۹۴۷ء آپ مرشد کامل کے حکم پر اجمیر شریف سے ہجرت کر کے پاکستان صوبہ سندھ کے معروف شہر حیدر آباد تشریف لے آئے اور خدمت خلق خدا میں مصروف ہو کر وقت گزارنے لگے۔

ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ مرشد کامل حضرت خواجہ احسان اللہ ناگوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ پاکستان تشریف لائے تو حیدر آباد میں آپ کے پاس جلوہ افروز ہوئے۔

آپ کے مرشد کا حضرت خواجہ عبدالواحد شاہ جمالی چشتی علیہ الرحمۃ سے روحانی طور پر گہرا تعلق تھا اور ان کا قیام بھی حیدر آباد میں ہی تھا، اسی بنا پر مرشد کامل نے آپ کو حضرت شیخ خواجہ عبدالواحد شاہ جمال چشتی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر طالب کرا دیا اور فرمایا کہ اپنی بقیہ منزل ان کے پاس رہ کر مکمل کرو۔

چنانچہ آپ ۱۳ برس تک حضرت شیخ خواجہ عبدالواحد شاہ جمالی چشتی علیہ الرحمۃ کی خانقاہ معلیٰ میں رہ کر تصوف کا درس لیتے رہے معرفت کے جام پیتے رہے، اور ان کی مثل شیخ خدمت کرتے رہے، حضرت شیخ خواجہ عبدالواحد شاہ جمالی چشتی علیہ الرحمۃ نے سلوک و عرفان کی منازل طے کرانے کے بعد اپنے سلسلہ سے آپ کو دستار خلافت عطا فرما کر صاحب ارشاد و مجاز فرمایا، اور جمالی کے لقب سے نواز کر حکم دیا اب آپ لطیف آباد حیدر آباد میں بیٹھ کر مخلوق خدا کی خدمت کرو، اور تصوف و عرفان کے دیپ روشن کر کے سلسلہ عالیہ کی آبیاری کرو۔

مختلف بزرگوں کے مزارات پر حاضری اور چلہ کشی☆: آپ کا معمول تھا کہ علاقہ کی مختلف مساجد میں عشاء کی نماز سے فجر کی نماز تک عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے، جیسا کہ پہلے تحریر کیا چکا ہے کہ قیام ہندوستان کے زمانہ میں آپ ۲۷ برس تک حضور غریب نواز خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے دربار گوہر بار میں چلہ کش رہ کر غریب نواز کی بارگاہ سے علم و عرفان اور روحانیت کا درس لیتے رہے۔

حیدر آباد تشریف لانے کے بعد آپ وہاں کی معروف روحانی شخصیت و تاجدار حضرت سخی سید عبدالوہاب شاہ جیلانی کے علاوہ سندھ کی معروف روحانی شخصیت حضرت حاجی ملنگ بابا، حضرت شیخ الحدیث علامہ مفتی خلیل احمد خاں قادری، حضرت عمر شاہ وارثی، حضرت بابا قاسم شاہ بخاری، حضرت خالد شاہ کمبل پوش چشتی صابری، حضرت اقبال شاہ کمبل پوش چشتی صابری، حضرت بابا صلاح الدین، حضرت الحاج صوفی عبدالرحمٰن نقشبندی، حضرت خواجہ محمد علی شاہ جعفری چشتی صابری، حضرت شمس العارفین محمد شفیع شاہ مائل اور حیدر آباد کے دیگر بزرگان دین علیہم الرحمۃ کے مزارات پر چلہ کشی اور عبادت و ریاضت فرماتے رہے۔

اس کے علاوہ آپ نے اپنی زندگی کے ظاہری ایام میں لاتعداد بزرگان دین کے مزارات پر نہ صرف حاضری دی بلکہ ان بزرگوں

کے مزارات پر چادروں کا نذرانہ بھی پیش کیا۔ ان بزرگوں میں حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری، حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلی، حضرت حاجی علی ولی بمبئی، حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر، حضرت سید لعل شہباز قلندر، حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی، حضرت شاہ رکن عالم ملتانی، حضرت سید وارث علی شاہ دیوہ شریف بھارت، حضرت بابا سید بلھے شاہ قصوری قادری، حضرت سید عبداللطیف المعروف بری امام مشہدی قادری، حضرت سید سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی حیدر آباد، حضرت مفتی خلیل احمد خان قادری، حضرت سخی سید ذین العابدین المعروف ذہین شاہ بابا کراچی والے علیہم الرحمۃ کے مزارات شامل ہیں۔

سیرت وکردار☆: آپ نے اپنے پیرو مرشد کے حکم پر لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱ میں تشریف لا کر مستقل سکونت اختیار کی اور سلسلہ رشد وہدایت کا آغاز کر کے خدمت خلق خدا میں مصروف ہوگئے۔ جو اہل دل کا خاصہ اور طریقہ ہے، آپ نے سلسلہ عالیہ کی بے مثال انداز میں خدمت کا فریضہ انجام دیا اور اہل دل حضرات کے لئے علم وعرفان کے وہ موتی بکھیرے کے لوگ انگشت بدنداں ہو کے رہ گئے، آپ کی خانقاہ معلیٰ میں عشاق کا ہمہ وقت ہجوم رہتا، گمراہوں کو راہ ہدایت ملی۔ بداخلاقوں کو اخلاق حسنہ کی دولت سے بہرہ مند فرمایا۔ سینکڑوں مردہ دلوں کے قلوب واذہان کو روشن اور منور کیا۔ بہت سے غیر مسلموں نے آپ کے اخلاق وکردار سے متاثر ہو کر اسلام کو قبول کیا۔ آپ کی تمام زندگی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبارت تھی، حسن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوہ ہمہ وقت آنکھوں میں سمایا رہتا۔ اپنے شیوخ کی طریقت اور ان کے وضع کردہ اصولوں کی پیروی آپ کا وطیرہ رہا، اہل حق کی خدمت آپ کو ورثہ میں ملی ہوئی تھی، ہر آنے والے کی خدمت اپنا فرض سمجھتے، ہر ایک کے دکھ درد میں برابر شریک ہوتے، اخلاق کریمانہ کا عالم یہ تھا کہ آنے والا چاہے کتنا ہی دکھی ہوتا وہ آپ کے اخلاق کے متاثر ہو کر اپنا دکھ بھول جاتا۔ غربا، فقرا، صوفیا اور دکھی لوگوں کی کھل کر دلجوئی فرماتے، کبھی مشائخیت کا گھمنڈ آپ کے قلب وذہن میں نہ سمایا، ہمیشہ ہر شخص کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے، آپ کے انہی عادات وخصلات، پیار محبت اور علمی کردار کی ہی وجہ سے نہ صرف اہل تصوف بلکہ اغیار بھی متاثر تھے اور دل کی گہرائیوں سے آپ کی نہ صرف قدر کرتے بلکہ آپ کا ہر حکم بجالانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ پوری زندگی نماز روزہ، عبادت وریاضت، شریعت وطریقت کی مکمل پابندی فرماتے رہے، کبھی کوئی کام خلاف شریعت یا اپنے بزرگوں کی طریقت کے خلاف انجام نہ دیا۔

اقوال زریں☆: آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے بندوں سے عاجزی وانکساری سے ملو۔

☆۲ بروں سے ملو تا کہ وہ تمہاری صحبت سے اچھے ہو جائیں نہ کہ تم برے بن جاؤ۔

☆۳ دنیا میں خادم بن کر رہو نہ کہ مخدوم بننے کی کوشش کرو۔

☆۴ جو حال حاضر ہے اس کی رضا میں خوش رہو۔

☆۵ سخاوت میں کمی نہ کرو، دکھا کر سخاوت نہ کرو اور دنیا کے معاملات میں خرچ کم کرو، قناعت اختیار کرو تا کہ ہر پریشانی سے بچ سکو۔

۶ ☆ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت خیر کی دعا مانگو نہ جانے دن کے کسی لمحے باری تعالیٰ تمہاری دعا قبول کر لے۔

کشف و کرامات ☆: ایک مرتبہ آپ اپنے ایک مرید کے گھر ٹنڈو اللہ یار کے ایک قصبے بیرے شریف دعا کے لیے تشریف لے گئے، وہاں کے اکثر لوگ آپ کی آمد کی خبر سن کر دعا، دم درود کے لیے حاضر ہوئے۔

فقیر محمد نامی آپ کا عقیدت مند اپنی اہلیہ اور بچی کے ہمراہ حاضر ہو کر رونے لگا عرض کی حضور یہ بچی آنکھوں سے نابینا ہے، بہت دوائی وغیرہ کی ڈاکٹروں سے مایوس اور لاعلاج ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، سرکار دعا فرمائیں اللہ اس بچی کو بینائی عطا فرمادے۔

آپ نے اس بچی کے حق میں دعا فرمائی اور فرمایا اس کو گھر لے جاؤ، میرے مالک نے چاہا تو انشاء اللہ صبح تک اس کی بینائی واپس آجائے گی۔

چنانچہ آپ کا حکم ملتے ہی وہ اپنی بچی کو گھر لے گئے، رات کو سونے کے بعد صبح کو بچی اُٹھی تو اس کی آنکھیں نور سے روشن اور منور ہو چکی تھیں۔

اس واقعہ کے بہت سے لوگ چشم دید گواہ ہیں، جو آج بھی بقید حیات زندہ ہیں۔

کرامت نمبر۲ ☆: آپ کے ایک عقیدت مند کا بیان ہے کہ میں کراچی سے حیدرآباد آپ کی ملاقات وزیارت کی غرض سے حاضر خدمت ہوا، چند گھڑیاں آپ کے پاس قیام کر کے واپس کراچی کی جانب جا رہا تھا کہ میرے دوستوں کا فون موصول ہوا۔ کہ ہم پاکپتن شریف میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کے عرس میں شرکت کے لیے آئے ہوئے ہیں، ہم نے پاکپتن شریف میں تمہارے پیر و مرشد حضرت بابا تھن شاہ جمالی چشتی صابری سے بھی ملاقات کی ہے۔

جبکہ میں حیدرآباد میں آپ سے ملاقات کر کے واپس کراچی اپنے گھر کی جانب جا رہا تھا۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو کیونکہ میں ابھی ابھی حضرت بابا صاحب سے ان کے آستانہ عالیہ پر ملاقات کر کے آ رہا ہوں، اور میرے حضرت بابا تھن شاہ جمالی چشتی صابری اپنے آستانے پر موجود ہیں۔

اس بات کو ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ان کا دوسری مرتبہ فون آ گیا اور کہنے لگے ہماری حضرت صاحب سے دوبارہ پھر ملاقات ہوگئی ہے، ہمیں اس میں سے کسی قسم کا کوئی دھوکہ یا شبہ نہ ہے، اس لئے کہ ہم نے کئی مرتبہ آپ کے ہمراہ آپ کے پیر و مرشد کی زیارت کی ہے، اور ہم اچھی طرح آپ کے حضرت سے واقف ہیں، اور حضرت صاحب نے ہمارے سروں پر ہاتھ رکھ ہمیں ڈھیروں دعاؤں سے بھی نوازا ہے۔

یہ سُن کر مجھے جستجو ہوئی اور میں نے گاڑی واپس حیدرآباد کی جانب موڑلی اور چلتے چلتے حضرت کے آستانے پر جا پہنچا، جب حاضر خدمت ہوا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا تم یہی پوچھنے آئے ہو نہ کہ ہم پاکپتن شریف حضرت بابا صاحب کے عرس میں شریک تھے یا نہیں؟ بیٹا ہم بابا صاحب کے عرس میں شریک تھے اور وہاں آپ کے دوستوں سے بھی دوبار ملاقات ہوئی ہے، اور اس میں حیران ہونے کی بات نہیں جب بندہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خواجگان کے عشق میں ڈوب جاتا ہے تو خالق کائنات اس کے لیے

آسانیاں پیدا کردیتا ہے۔

وصال باکمال ☆: وصال سے دو روز قبل آپ نے اپنی اولاد و امجاد اور بالخصوص اپنے مرید خاص وخلیفہ مجاز جناب سید تنویر حسین کاظمی چشتی صابری قادری جہانگیری سے فرمایا بیٹا ہمارا آخری وقت قریب آ گیا ہے، ہم اس دنیا سے بہت جلد پردہ کر جائیں گے۔ یہ خبر سن کر اولاد و صاحبزادگان اور مریدین کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ گئیں، رو رو کر نڈھال ہونے لگے کہ ہماری دنیا اُجڑنے والی ہے۔

مورخہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ بمطابق مورخہ ۱۶ جون بروز منگل ۲۰۰۹ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔

اسی روز بعد نماز عشاء آپ کے پوتے کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی، جنازہ کے بعد حیدرآباد کی معروف روحانی شخصیت اور تصوف کے بے تاج بادشاہ حضرت سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ کے دربار سے وابستہ کمیٹی کے چیئرمین پیر طریقت الحاج گلشن الٰہی چشتی فریدی مدظلہ العالی جن کا آپ سے گہرا تعلق و رابطہ تھا نے ہزاروں افراد کی موجودگی میں آپ کے درجات کی بلندی کے لیے دعا فرمائی۔

آپ کے بعد آپ کے دربار کی تعمیر اور طریقت و تصوف کے دیگر معاملات آپ کے محبوب مرید خاص وخلیفہ مجاز جناب سید تنویر حسین شاہ کاظمی چشتی صابری قادری جہانگیری مدظلہ العالی کی نگرانی و سرپرستی میں زور و شور سے جاری ہے۔

جناب سید تنویر حسین شاہ کاظمی پڑھے لکھے اور صاحب دل اور محبت بھری شخصیت ہیں، اپنے اردگرد بہت وسیع حلقہ احباب رکھتے ہیں، اپنوں سے پیار اور غیروں کو اپنا بنانا اس کی سرشت میں داخل ہے۔

فقیر راقم الحروف سے ٹیلی فون پر ہفتے میں دو مرتبہ رابطہ کرتے رہتے ہیں، بہت ہی خلیق و مہربان اور سراپا محبت ان کی ذات ہے، گلشن زہرہ کی کلی ہونے کے ناطے سخاوت و ایثار ان کا ورثہ ہے، خدا تعالیٰ ان کو اپنے مرشد کی مسند ارشاد کو صحیح معنوں میں سنبھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر طریقت شاہ محمد مسعود الحسن خان صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: متوکل بالذات، جامع الحسنات وصفات، جامع العلوم عقلیہ ونقلیہ، معدنِ فیوضاتِ رحمانی، واقفِ اسرارِ شریعت وطریقت ومعرفت، حضرت پیر طریقت شاہ محمد مسعود الحسن خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آپ مخلوق میں ممتاز ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت یوسف زئی پٹھان قبیلہ کے بزرگ طائفہ روہیل کھنڈ کے معروف صوفی بزرگ حضرت شاہ احمد حسن خان صابری علیہ الرحمۃ کے علمی وروحانی گھر واقع سرائے روہیلہ دہلی یوپی انڈیا میں ۱۳۵۲ھ بمطابق ۲۱ اگست ۱۹۳۳ء کو ہوئی، آپ کا آبائی وطن مراد آباد یوپی انڈیا ہے، آپ کے دادا بزرگوار شیخ طریقت حضرت شاہ عبدالرحمٰن خان صابری علیہ الرحمۃ کی سلسلہ عالیہ صابریہ کے لئے خدمات قابل قدر وستائش ہیں۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ممتاز روحانی شخصیت حضرت شاہ عبدالرحیم صابری مراد آبادی علیہ الرحمۃ آپ کے دادا بزرگوار کے حقیقی بھائی تھے، آپ نے ایسے علمی وروحانی گھرانے میں آنکھ کھولی جہاں ہر طرف علم وعمل کا دور دورہ تھا، پورے ماحول پر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکمرانی کا بول بالا تھا، اور دور دراز سے لاتعداد افراد حقیقت ومعرفت کے موتی چننے کے لئے آ رہے تھے، اور آپ کے بزرگوں کے فیضان سے معمور ومعطر ہو کر واپس لوٹتے تھے۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد بزرگوار کے ہاتھوں میں مکمل ہوئی، قرآن حکیم اور حدیث کی ابتدائی کتب بھی والد بزرگوار حضرت شاہ احمد حسن خان صابری علیہ الرحمۃ سے پڑھیں، اور فقہ، منطق، فلسفہ، دیگر علوم دینیہ مختلف اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے حاصل کئے۔

جبکہ سکول کی تعلیم میٹرک اور اس کے بعد ایف اے، بی اے تک دہلی وآبو دکوئٹہ میں ہی حاصل کی۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے ۱۹۶۳ء میں پنجاب یونیورسٹی لاء کالج لاہور میں داخلہ لے کر ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۶۶ء میں یونیورسٹی ڈسنکشن سے ایم اے (سیاسیات) ایم اے (تاریخ) ایم اے (انگریزی) ایم اے (فلسفہ) ایم اے (اردو) ایم اے (اسلامیات) ایم اے (اکنامکس) اور ڈپلومہ ہندی، عربی وفارسی، فرانسیسی حاصل کیا۔

ہندوستان سے ہجرت ☆: ۱۹۴۸ء میں قیام پاکستان کے بعد آپ ہندوستان مراد آباد میں موجود اپنے بزرگوں کے مزارات اور اعزا کو چھوڑ کر پاکستان میں تشریف لا کر مقیم ہوئے اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد آپ نے لاہور شہر میں سانده خورد بازار حکیماں والا نزد جامع مسجد صابری میں ایک چھوٹا پلاٹ خرید کر مستقلاً آباد ہو گئے اور تادم آخر اسی جگہ کو اپنا مسکن بنائے رکھا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے برادرِ بزرگ حضرت شاہ خلیل الرحمٰن خان صابری روہیل کھنڈی کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی پاکباز و نیک سیرت و باکردار اور باعمل بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کے قول و فعل میں کبھی تضاد نہ آیا، بات کے سچے اور کھرے تھے۔ کوئی بھی قدم اٹھانے یا فیصلہ کرنے سے پہلے اسے اچھی طرح جانچ لیتے پھر اُس پر عمل درآمد کرتے۔

تمام عمر اپنے بزرگوں کے ورثے کی حفاظت اور شریعت و طریقت کی پاسداری کرتے رہے، کوئی کام خلاف شرع سرزد نہ ہونے دیا، علم اور اہل علم سے کافی شغف رکھتے تھے، اپنی طرح اپنی اولادوں کو بھی زیورِ علم سے مالا مال کیا، راست گوئی اور سچائی آپ کی طبیعت ثانیہ کا خاصہ بن چکی تھی۔

لالچ، کنجوسی، بغض و حسد، کینہ، عداوت، ریاکاری، بددیانتی، ضمیر فروشی جیسی قباحتوں کا آپ کے قریب سے بھی گزر نہ تھا۔

ہمیشہ اخلاص، صدق، وفا، حیاء، سخاوت، بلند نگاہی، اعلیٰ کردار، صاف دل اور روشن دماغ، عاجزی و انکساری، کسب و محنت، بردباری اور عفو درگزر میں فقید المثال، حق گوئی و بے باکی میں یگانہ روزگار، معاملہ فہمی و دور اندیشی میں کمال مہارت تامہ رکھنے کے ساتھ مجسمہ اخلاق، پیکر صبر و رضا، عزم و استقلال کا کوہِ گراں، مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کے بہترین پاسبان اور **"لَا یَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ"** کا کامل مصداق، ریاست علم و طریقت و شریعت کے شہنشاہ، گلستان معرفت و ولایت کے نگہبان، سینہ مبارک عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار، گویا کہ آپ کی ہر ہر جہت، ہر سمت زندگی کا ایک ایک لمحہ ایک حسین یادگار کے طور پر تھا، ان تمام خصائل کی بنا پر آپ ایک کامل و اکمل شخصیت کے طور پر اپنے حلقۂ احباب میں جانے اور مانے جاتے تھے۔

ہمیشہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے تھے، نماز پنجگانہ کا اہتمام خصوصیت سے فرماتے تھے، ماہ رمضان کے روزوں کے علاوہ دیگر نفلی روزوں کا بھی اہتمام فرماتے تھے۔

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص محبت اور حضرات صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اور بزرگان دین اولیائے کاملین کا خصوصی ادب، محبت دل میں رکھتے تھے، بالخصوص خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ سیّد محمد معین الدین حسن سنجری اجمیری، حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد شاہ کلیری، حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی، حضرت امیر خسرو، زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرتِ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہم سے نہ صرف دلی عقیدت محبت تھی بلکہ ان کے مزارات پر حاضری بھی دیا کرتے تھے، آپ اکثر غلط عقیدہ کے لوگوں کو صحیح العقیدہ بنانے کی کوشش کرتے تا کہ یہ جہنم کا ایندھن بننے سے محفوظ رہیں۔

سیاسی خدمات ☆: آپ نے تحریک آزادی میں اپنے بزرگوں اور علماء و مشائخ کی قیادت میں بھرپور حصہ لیا۔ اس کے علاوہ "تحریک بحالی جمہوریت کے لئے M-R-D کے پلیٹ فارم سے ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۴ء تک سرگرم کردار ادا کیا، اس سلسلہ میں کسی بھی جابر قوت کے سامنے سرنگوں نہ ہوئے، نہ ہی ذاتی مفاد کی خاطر سیاست کو داؤ پر لگایا۔

مذہبی و دینی خدمات ☆: آپ نے سجادہ نشین خانقاہ معلّٰی بغیہ شریف واقع نواب پورہ، مراد آباد یوپی انڈیا کی حیثیت سے

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج واشاعت کے لئے بھرپور کردار ادا کیا، قیام پاکستان سے قبل خانقاہ و درگاہ بغیہ شریف کی تعمیر و توسیع کے لئے ہمہ وقت سرگرم عمل رہے، ۱۹۴۸ء کے بعد بھی گاہے بگاہے پاکستان سے مراد آباد جا کر اپنے اسلاف کے ورثوں کی محافظت ونگہبانی کا فریضہ تادم آخر انجام دیتے رہے۔

وکالت کے شعبہ سے دلچسپی ☆: ۱۹۶۶ء تا ۲۰۰۹ء تک آپ ہائی کورٹ اور ۱۹۸۲ء تا ۲۰۰۹ء تک سپریم کورٹ جیسی اعلیٰ عدالتوں میں آپ نے ہمیشہ وکالت کی عظمت کی پاسداری کی، پوری زندگی میں کبھی کسی عہدہ کا لالچ نہیں کیا، عہدے کی ہر پیشکش کو ٹھکرا دیا، آپ کے نزدیک ایک جج اپنے عہدے کے رہنے تک جج رہتا ہے، جبکہ ایک وکیل مرتے دم تک وکیل ہی ہوتا ہے۔

کئی ہزار صفحات پر مشتمل ریفرنسر جو ٹیم ورک تھے، وہ آپ اکیلے ہی تیار کر لیتے تھے، آپ نے ہمیشہ صاف ستھری وکالت پر زور دیا۔ کبھی کسی مخالف فریق کو ریلیف نہیں ملنے دیا، بلکہ جس کی وکالت کی اس کی خاطر سخت محنت کر کے مقدمہ لڑا، بار سے آپ کا تعلق ساری زندگی بہت اچھا رہا، وکلاء اور عوام میں بہت وسیع البنیاد تعلقات کے حامل تھے، آپ کے کئی شاگرد ہائی کورٹ کے جج بنے، آپ عوام و خواص میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

آپ کا خصوصی مشغلہ ☆: کتب بینی آپ کا خصوصی مشغلہ تھا، اکثر حیاتِ انبیاء، سیرتِ مصطفیٰ، حیات صحابہ، اور سیرت و تذکارِ اولیاء کے مطالعہ میں مشغول رہتے تھے، اس کے علاوہ تاریخ وفلسفہ، قانون، فقہ وقانون فقہ اور اسلامیات پر کتب کا بہت بڑا ذخیرہ آپ کی لائبریری میں آج بھی موجود ہے، جو آپ کے صاحبزادوں کے زیر استعمال رہے۔

سیاحت ☆: آپ کو سیاحت سے بہت دلچسپی تھی، دور دراز کے سفر کے لئے ٹرین کے سفر کو اہمیت دیتے تھے، ہندوستان، پاکستان، افغانستان، کے اکثر مقامات مقدسہ پر آپ نے حاضریاں دیں۔ جن میں دہلی، کلیر شریف، روڑکی، مراد آباد، رام پور، بریلی شریف، آگرہ، جے پور، آبو روڈ، احمد آباد، بمبئی، قندھار و کابل، چمن، کوئٹہ، پشاور، کراچی، سیہون شریف، نواب شاہ، ٹنڈو آدم، میرپور خاص، دادو، بھان سید آباد، ملتان، بہاولپور، راولپنڈی، خیبر، طورخم، پیلاں، میانوالی، پاکپتن شریف، کے علاوہ دیگر مقامات کی سیر و سیاحت کے علاوہ ان شہروں میں بزرگان کے مزارات پر حاضری بھی دیتے رہے۔

اولاد وامجاد ☆: خداوند کریم نے آپ کو چار فرزندان جن میں صاحبزادہ نورالحسن خان صابریؔ، صاحبزادہ نصرت حسن خان صابریؔ، صاحبزادہ ڈاکٹر سعودالحسن خان صابریؔ اور سب سے چھوٹے صاحبزادہ فریدالحسن خان صابریؔ عطا فرمائے، جبکہ ایک دختر نیک اختر غزالہ حسن خان صابریؔ ہیں۔ آپ کی تمام اولادیں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور وکالت کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔

آپ کی علمی وقلمی خدمات ☆: تحقیق وتصنیف تقریباً 150 کتب قانونی خصوصاً

Law of Cross-Examination: Law of Bail;
Manual of Copyright Law; Sex Problem in Law;
Criminal Referencer (4 Vols.); Civil Referencer (3 Vol.);

Family Law; Foreigner's Law;
Supreme Court Referencer (3 Vols);

تحقیق وتصنیف تقریباً ۴۰ کتب تاریخ، سیاست وانگریزی ادب وغیرہ خصوصاً
تاریخ ہندو پاک 1857-1707
پاکستان کی معاشی ترقی، تاریخ یورپ 1789 تا 1945ء، عوام سیاسی جماعتیں اور موثر گروہ، آئین پاکستان 1973ء، پاکستان کے ادارے، حکومت وسیاست (پاکستان)، تفہیم فقہ، پاکستان کی خارجہ پالیسی وغیرہ۔

Foreign Policy of Pakistan;
Pakistan Institution; Govt. Politices in Paksitan;
Constitution of Pakistan 1973;
People, Political Parties and Pressure Groups;
Economic Development in Pakistan;

ان کی کتب عوام وخواص میں بہت مقبول رہیں۔ اکثر طلباء ان سے خط وکتابت کرتے تھے اور اپنی تعلیمی مشکلات حل کیا کرتے تھے۔ وہ لوگ خود کو آپ کا شاگرد کہتے تھے۔ آپ کی کتب بیرون ملک بھی بہت مقبول رہی ہیں۔

زندگی کے آخری ایام علالت ☆: زندگی کے ایسے اہم موڑ پر جبکہ آپ کی عمر شریف ۷۴ برس کے قریب پہنچ چکی تھی، آپ پر فالج کا حملہ ہوا، جس کی وجہ سے دو برس سے زیادہ صاحب فراش رہے۔ مگر اس دوران بھی نماز پنجگانہ صوم ماہ رمضان تحقیق و تدوین وتصنیف کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ خصوصاً سلسلہ صابریہ کے لئے برابر کام کرتے رہے اور اپنے پسر ڈاکٹر سعود الحسن خان کو اس حوالے سے برابر ہدایات دیتے رہے۔

آپ نے بقائمی ہوش حواس خمسہ اپنے وصال سے ڈیڑھ ماہ قبل اپنے صاحبزادوں کے نام ایک وصیت نامہ اور پانچ خلافت نامے تحریر کروائے، ان میں چار خلافت نامے آپ کے چاروں صاحبزادوں اور پانچواں آپ کے بھتیجے کے نام تھا۔

اپنے صاحبزادے ڈاکٹر سعود الحسن خان صابری سے کہہ کر فقیر راقم الحروف صاحبزادہ مقصود احمد صابری سے وقت لینے کا حکم دیا۔

فقیر راقم الحروف نے یکم نومبر ۲۰۰۹ء ۳ بجے سہہ پہر لاہور پہنچنے کا وعدہ کیا، بفضلہ تعالیٰ فقیر اپنے لاہور کے دیگر اہل سلسلہ برادران طریقت جن میں حضرت حاجی خلیل احمد حجازی صابری مانکپوری، ثمہ لاہوری، حضرت پیر طریقت صوفی محمد شریف صابری خلیفہ مجاز حضرت قمر المشائخ، حال مقیم دھرم پورہ لاہور حضرت صاحبزادہ میاں غلام فرید وارثی سمن آباد لاہور، حضرت ڈاکٹر محمد شوکت حسین لاہور، جناب میاں محمد اسلم تاجی صابری مرید خاص حضرت بابا ذہین شاہ تاجی لاہور، اور صاحبزادہ کاشف جمیل صابری کالے کی منڈی حافظ آباد، اس فقیر کے ہمراہ آپ کے کاشانہ پر گئے تو وہاں پہلے سے ایک بہترین تقریب کا اہتمام تھا جس میں آپ کے خاندان کے افراد کے علاوہ کے

علاقہ لاہور اور اردو بازار و دیگر گرد و نواح کے چنیدہ چنیدہ افراد و شخصیات شریک تھیں۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، اس کے بعد نعت شریف اور اس کے بعد اس فقیر راقم الحروف نے آپ کی اجازت سے وہ وصیت و خلافت نامہ پڑھ کر سنایا، اور اس کے بعد آپ کے چاروں صاحبزادوں صاحبزادہ نور الحسن خان صابری، صاحبزادہ نصرت حسن خان صابری، صاحبزادہ ڈاکٹر سعود الحسن خان صابری، صاحبزادہ فرید الحسن خان صابری اور آپ کے بھتیجے جناب صاحبزادہ سعید الحسن خان صابری کی دستار بندی بطورِ دستارِ خلافت کی، ازاں بعد اختتامی دعا و ختم شریف کے بعد لنگر ماحضر پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔

اس پوری تقریب میں باوجود علالت کے آپ کے خود موجود تھے ذکر الٰہی میں مشغول تھے اور تمام ہدایات صادر فرما رہے تھے اور تمام معاملات کا بچشم خود مشاہدہ فرما رہے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۴ ذی الحج ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۲ دسمبر ۲۰۰۹ء بروز شب ۳۸۔۱۱ پر ہوا۔ بوقت وصال آپ کی عمر ۷۶ برس تھی۔

آپ کی مرقد منورہ لاہور کے معروف گورستان میانی صاحب بہاولپور روڈ میں آپ کے والدِ گرامی کے قدموں کی جانب مرجع انام ہے۔

نماز جنازہ کے موقع پر زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے احباب نے شرکت کی۔

آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے نور الحسن خان صابری ایڈووکیٹ جانشین مقرر ہوئے۔

آپ کے صاحبزادوں میں سے ڈاکٹر صاحبزادہ سعود الحسن خان صابری کا فقیر راقم الحروف سے عرصہ ۷۔۸ برس سے خصوصی دلی تعلق ہے، جناب ڈاکٹر سعود الحسن خان صابری اس فقیر کے لئے مثلِ اولاد روحانی ہیں۔ فقیر کو عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھنے اور ہر امر کو بجا لانے میں سعی کرتے ہیں، فقیر اپنی اولادِ ولادہ سے زیادہ ان کو اہمیت دیتا ہے۔

جناب ڈاکٹر صاحبزادہ سعود الحسن خان صابری زیدہ مجدہٗ ایک پڑھے لکھے باشعور و باہمت و مردانہ صفات کے مالک ہیں، اپنے اردگرد بین الاقوامی سطح پر پڑھے لکھے لوگوں اور بزرگان دین کا بہت بڑا حلقہ رکھتے ہیں۔ ان کا حسن اخلاق، علم و عمل، فقر و روحانیت، طریقت و شریعت کے معاملات میں دلچسپی سیرت و صورت ہر ایک آئینہ دار ہے۔ مسلک اہل سنت، اور مشرب صابریہ کی سربلندی ان کا مشن رہا ہے۔

جناب صاحبزادہ سعود الحسن خان چشتی صابری زیدہ مجدہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی تعلیمات تصوف و فقر راقم الحروف سے حاصل کرتے رہے فقیر کے ہاتھ پر بیعت تجدید و تعلیم بھی اختیار کی، 12 جون 2010ء بروز ہفتہ جشن غوث اعظم و عرس فیض الملت منعقدہ آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز موہڑ چھپر غوث اعظم روڈ (سابقہ) چکری روڈ راولپنڈی کے موقع پر وطن عزیز کے مقتدر مشائخ و علماء اکرام اور ہزاروں عقیدت مندان کی موجودگی میں فقیر راقم الحروف کی طرف سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں ڈاکٹر سعود الحسن خان صابری کو دستار خلافت باندھی گئی۔ اور سلسلہ عالیہ میں اجازت ارشاد و تلقین دی گئی۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

قطعہ تاریخ کتاب (از قلم)

معروف محقق ونقاد

ومخدوم اہل سنت **جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری** مدظلہ

صابری مقصود احمد بالیقین ہے ہمایوں فطرت و میمون سرِشت

اسکی تحریر عاشقوں کا ذکرِ خیر اہل حق کا تذکرہ اسکی نوشت

حُب پاکاں اسکی پیشانی کا نجم اولیاء سے پیار اسکی سر نوشت

اس عجوبہ کار کی ہے ہر کتاب علم و عِرفان و حقیقت کی بہشت

دوستانِ حق کا ہے نغمہ سرا اس کتابِ نو میں وہ حق سرِشت

جاوِداں اُس کا تازہ شاہکار یہ نہیں کوئی جہانِ خشت

اس کی طارق نے رقم تاریخ کی یہ ہے "انور جُوہر مقصودِ چشت"
١٤٣١ھ

اسکی تاریخِ طباعت اور بھی یوں کہی "عِرفانی نبراسِ بہشت"
١٤٣١ھ

قطعہ تاریخ اشاعت کتاب انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام

زبدہ دانشوراں مقصود احمد صابری ہیں محبِ مصطفیٰ ﷺ سرمایہ اہل ذکاء

ذاتِ حق سے ہیں ودیعت خوبیاں اُن کو کئی ملکِ قرطاس وقلم کے ہیں وہ اِک فرماں روا

آپ نے ترتیب دی ہے خوب یہ ارفع کتاب لفظ ہے ایک ایک اس کا مثلِ نیّر پُر ضیاء

اُن نفوس قدسیہ کی ہے یہ سیرت کا بیاں جن کی الفت ہے یقیناً توشہ روزِ جزا

نقشبندی قادری چشتی اویسی وارثی سب سلاسل کے مشائخ کا ہے ذکرِ جاں فزا

لائق صد تحسین ہے یہ کار نامہ آپ کا بہتریں گلدستہ ہے یہ دیدہ زیب و دلربا

اس کو رکھیں گے بنا کر اہل ایماں حرزِ جاں فائدہ اس سے اٹھائے گا ہر اک شیخ و فتا

اہلِ سنت کا رہے گا بول بالا تا ابد ان میں آتے ہی رہیں گے ایسے کامل اولیاء

مجھ کو تھی سالِ رسا کی جستجو فیض الامین کہ دو ""مسعود التواریخ"" آئی یہ غیبی صدا

عیسوی سالِ اشاعت مجھ پہ یوں القا ہوا ”ہے گراں مایہ یہ گلدستہ حسین و خوش نما“

ازقلم، صاحبزادہ پیرفیض الامین فاروقی سیالوی ایم اے، مونیاں شریف ضلع گجرات

اظہارِ تشکر

نسبت فریدی ہے تیری مقصود احمد صابری نسبت سے ہے عزت ملی مقصود احمد صابری

اولیائے چشت کے جو تذکرے لکھتا رہا اک فقیر صابری مقصود احمد صابری

مقبولیت اجمیر سے کلیر سے اور کلیام سے لائی مسرت کی گھڑی مقصود احمد صابری

نقشبندی اور چشتی اولیا راضی ہوئے سہروردی قادری مقصود احمد صابری

حق پرستوں کے لئے تو نے مزین کر دیئے کتنے نشانِ حیدری مقصود احمد صابری

سعی قلم سے آج یہ قرطاس کو عظمت ملی ظاہر حقیقت ہو گئی مقصود احمد صابری

پوچھیں ملائک مجھ سے جب دنیا سے کیا لایا ہے تُو شانِ ولایت ہے لکھی مقصود احمد صابری

پہلے کبھی نہ بجھ سکی تو نے بجھائی ہے ابھی اہلِ علم کی تشنگی مقصود احمد صابری

حاجی منیر صابری کا حکم تھا لکھتے رہو میں نے تو بس تعمیل کی مقصود احمد صابری

پیر طریقت نے میرے جنت کا مژدہ دے دیا مجھ کو بشارت مل گئی مقصود احمد صابری

میں تو فقیر بے نوا سگ ہوں درِ فرید کا اوقات کیا ورنہ مری مقصود احمد صابری

ازقلم حضرت صاحبزادہ پیر مشتاق احمد صابری

سجادہ نشین دربار عالیہ چشتیہ ماڑی بگیال شریف تحصیل وضلع راولپنڈی

مصادر و مراجعات

نمبر شمار	کتاب	مصنف
1	قرآن مجید	
2	ترجمہ کنزالایمان	اعلیٰ حضرت بریلوی
3	تفسیر ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ الازہری
4	تفسیر مظہری، کامل بارہ جلد	قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی
5	تفسیر نعیمی	مفتی احمد یا خان نعیمی
6	تفسیر گوہر البیان	علامہ شاہد جمیل چشتی
7	بخاری شریف کامل	حضرت امام بخاری
8	تفہیم البخاری شرح بخاری کامل	محدث کبیر علامہ غلام رسول رضوی
9	مرآۃ شرح مشکوۃ۔کامل (۸ جلد)	مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی
10	جواہر البحار شریف کامل	امام یوسف نبہانی
11	سعادتِ دارین	امام یوسف نبہانی
12	جامع کرامات اولیاء	امام یوسف نبہانی
13	برکات آل رسول	امام یوسف نبہانی
14	خصائص کبریٰ (جلد اول۔دوم)	سیوطی امام جلال الدین
15	شرح تعرف	ابوبکر بن ابی اسحاق بخاری
16	نزہۃ المجالس	امام عبدالرحمٰن صفوری
17	ثمرۃ الفوائد	شاہ لطف اللہ صابری
18	مکتوبات قدوسی	شیخ عبدالقدوس گنگوہی
19	ہشت بہشت	مکتبہ نوریہ، لاہور
20	شواہد النبوت	علامہ عبدالرحمٰن جامی
21	نفحات الانس	علامہ عبدالرحمٰن جامی

نمبر	کتاب	مصنف
22	تاریخ فرشتہ	محمد بن قاسم
23	لطائف علیہ	امام ابن جوزی
24	مرآۃ السالکین، شرح مرآۃ العارفین	سیدنا امام حسین علیہ السلام
25	اخبار الاخیار	شاہ عبدالحق محدث دہلوی
26	مرآۃ الاسرار	حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی
27	اقتباس الانوار	حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی
28	انیس الارواح	حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی
29	اسرار حقیقی	حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی
30	دلیل العارفین	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
31	فوائد السالکین	حضرت بابا فرید الدین گنج شکر
32	خیالات العشاق	حضرت قاضی حمید الدین ناگوری
33	اسرار الاولیاء	حضرت بدر الدین اسحاق چشتی
34	راحت القلوب	حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی
35	فوائد الفوائد	حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی
36	افضل الفوائد	حضرت امیر خسرو
37	راحت المحبین	حضرت امیر خسرو
38	نسب و نسبت فرید	مفتی ضیاء الحبیب صابری
39	آداب الطالبین	شیخ محمد بن قطب الاولیاء
40	انتباہ المریدین	شیخ محمد بن قطب الاولیاء
41	حقیقت گلزار صابری	شاہ محمد حسن رامپوری صابری
42	نور واحدیت	پیر غلام محمد صابری
43	تواریخ آئینہ تصوف	شاہ محمد حسن رامپوری صابری
44	وصل عرفان محمدی رسالہ فیضان حسینیہ	شاہ محمد حسن رامپوری
45	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار
46	تحفۃ الابرار	مرزا آفتاب بیگ محمد نواب بیگ مرزا
47	تذکرہ فریدیہ	مولانا مشتاق احمد صابری انبہٹوی

48	انوار العاشقین	مولانا مشتاق احمد صابری انبیٹھوی
49	تحفۃ السالکین	مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی
50	تحفۃ القادریہ	حضرت شاہ ابوالمعالی قادری
51	شجرۃ الکون	از شیخ اکبر محی الدین ابن عربی
52	تذکرہ مشائخ دکن	محمود علی قطبی
53	تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین سیوطی
54	رودِ کوثر	شیخ محمد اکرم
55	تذکرہ مشائخ تو گیرہ شریف	خواجہ الٰہی بخش، خواجہ عبدالحلیم
56	تاریخ مشائخ چشت	خلیق احمد نظامی
57	آبِ کوثر	شیخ محمد اکرم
58	قوت القلوب	شیخ ابوطالب محمد حارثی المکی
59	سفینۃ الاولیاء	شہزادہ دارالشکوہ
60	رسائل تصوف	شاہ ولی اللہ دہلوی
61	مقام گنج شکر	کپتان واحد بخش سیال صابری
62	قصر عارفاں	حضرت شیخ مولوی احمد علی چشتی
63	فیضان علی	حضرت شیخ محمد صالح
64	انوار مولا علی	مترجم: پیر سید محمد امیر شاہ قادری
65	تذکرہ قطب الاقطاب	خلیفہ محمد یونس صابری
66	تذکرہ مشائخ چشت (حصہ اول، دوم، سوم)	خلیفہ محمد یونس صابری
67	ارشادِ الطالبین (از جلال الدین تھانیسری)	مترجم: خلیفہ محمد یونس صابری
68	شانِ قدرت	خلیفہ محمد الیاس صابری
69	ذکر پاکاں (حصہ اول، دوم)	محمد طفیل ناصری صابری
70	مفتاح العاشقین	حضرت خواجہ محب اللہ چشتی
71	سیر الاولیاء	حضرت سید محمد مبارک العلوی الکرمانی
72	سر العارفین	شیخ بہاؤالدین محمود ناگوری چشتی
73	مجالس الحسنہ	حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی

نمبر	کتاب	مصنف
74	خزینۃ الاصفیاء (اول۔ دوم۔ سوم)	مفتی غلام سرور لاہوری
75	حدیقۃ الاولیاء	مفتی غلام سرور لاہوری
76	تذکرۃ العارفین فی حیات مظہریہ	شاہ غلام حسین صابری حیدرآباد دکنی
77	اخلاق صابری فی عرفان باری	شاہ غلام حسین صابری حیدرآباد دکنی
78	گلزار فضل	راجہ مولا بخش صابری
79	خیابان معرفت	محمد حنیف حنفی
80	تقوۃ الاولیاء	محمد صلاح الدین اویسی
81	شمشیر قہاری	مخدوم ابرار احمد خاں صابری
82	عرفان روحی	ایف ایم ظفر ایڈووکیٹ صابری حیدرآباد
83	اولیائے پاک و ہند کا انسائیکلوپیڈیا	مرزا محمد اختر دہلوی
84	تذکرۃ الاولیاء	ملک محمد اشرف نقشبندی
85	کرامات اولیاء	ملک محمد اشرف نقشبندی
86	تذکرہ حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر	میاں اخلاق احمد ایم۔اے
87	میرا شریف کے درخشاں آفتاب و مہتاب	پیر سیّد اجمل حسین مبشر ہمدانی
88	اولیائے ڈھوک قاضیاں	افتخار احمد حافظ قادری
89	فیضانِ میروی	خواجہ فخرالدین چشتی میروی
90	قصص الاولیاء	صوفی شرف الدین وارثی میرٹھی
91	بزم صوفیاء	صباح الدین عبدالرحمٰن
92	ملفوظات حیدری	ڈاکٹر عبدالغنی
93	ذکر حبیب	ملک محمد الدین
94	امیر حزب اللہ	ڈاکٹر عبدالغنی
95	نذر عقیدت	اکرام الحق
96	شان اولیاء	احمد مصطفیٰ صدیقی
97	قدیم حالات کلیر	حضرت بابا غریب شاہ صابری
98	فیضان کلیام	صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صابری
99	تذکرہ علمائے اہل سنت	مفتی محمد صدیق ہزاروی

100	تذکرہ اکابرین اہل سنت	علامہ عبدالحکیم شرف قادری
101	تذکرہ محی الدین	سردار احمد حسن سعیدی
102	شاہکار صابر	پیر گلزار حسین صابری
103	دہلی کے بائیس خواجہ	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
104	تذکرہ اولیائے پاک و ہند	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
105	تذکرہ قطب دوراں	ملک محمد اشرف نقشبندی
106	ربیع المجالس	صوفی سید محمد ظہیر الحسن صابری
107	گلشن صابر	سید محمد زمان شاہ صابری
108	تذکرہ قطب العالم	عبدالستار گوہر میاں
109	شمیم ولایت	ابو مظہر علی اصغر صابری
110	شمیم جالندھر	ابو مظہر علی اصغر صابری
111	چراغ صابری	شبیر بزمی صابری
112	ارواح اربعہ	علی اصغر چشتی
113	تذکرہ مولانا غلام ربانی	محمد نذر صابری
114	لاہور میں اسلام کے سفیر	خواجہ عابد نظامی
115	گلزار قلندر	احمد بدر اخاق صابری
116	انوار قلندر	صاحبزادہ طارق علی احمد صابری
117	کلید السالکین	صاحبزادہ جمیل اختر صابری
118	صدائے جرس	خواجہ شمس الدین عظیمی
119	امداد المشتاق	مولوی اشرف علی تھانوی
120	تاریخ مشائخ چشت	مولوی محمد زکریا سہارنپوری
121	فتح مبین	ابو الطاہر محمد رمضان
122	المعجم المفہرس	محمد فولاد عبدالباقی
123	انوار لاثانی کامل	مفتی بشیر احمد نقشبندی
124	فیروز اللغات	مولوی فیروز الدین
125	اردو لغت	سعید اے شیخ

نمبر	کتاب	مصنف
126	تذکرہ مفتی غلام فرید ہزاروی	میاں محمد سیفی
127	حیات وتعلیمات ۔ صوفی سیّد امورالحسن صابری	پروفیسر ڈاکٹر مظفر عالم جاوید
128	ثقافت سرحد تاریخ کے آئینہ میں	قاری جاوید اقبال
129	قطب اکبر گنج شکر	غنی سکندر شیخ
130	الفوزالمقال فی خلفائے پیر سیال	حاجی مرید احمد چشتی
131	مقابیس المجالس	مولانا رکن الدین
132	زندہ صداقت	پروفیسر محمد اسماعیل سیٹھی
133	مرآۃ العاشقین	حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی
134	نقش اولیاء	پروفیسر بشیر احمد رضوی
135	ملفوظات حیدری	صوفی نور عالم
136	نظامی بنسری	خواجہ سید حسن نظامی
137	خواجہ فرید اور انکا خاندان	خواجہ طاہر محمود کوریجہ
138	سیرت فخر العارفین	حکیم سید سکندر شاہ
139	تاریخ لاہور	کنہیا لال
140	ہفت اقطاب	مولانا غلام جہانیاں معینی
141	بزرگان بہاولپور	محمد صلاح الدین اویسی
142	قرب الٰہی	محمد ارشاد ارائیں
143	جمال فقر	صاجزادہ محمد عبدالمالک
144	قصص الاولیاء	امیر علی خان
145	تعارف وارثیہ	حضرت بیدم شاہ وارثی
146	نقشِ حیرت	فقیر حیرت شاہ وارثی
147	عکس وحدت	فقیر حیرت شاہ وارثی
148	کلیات عنبر	خواجہ دبر علی شاہ وارثی
149	عین الیقین	سید عبدالآد شاہ وارثی
150	سوز وگداز	حیدر علی بابر
151	بلوغ المرام	مرزا محمد ابراہیم بیگ وارثی

152	محبوب الوارثین	عطاءاللہ سا گروارثی
153	تذکرہ مشائخ ہوشیار	عطاءاللہ سا گروارثی
154	تذکرہ شعرائے وارثیہ	عطاءاللہ سا گروارثی
155	حاجی سیّد وارث علی شاہ اور دیگر مذاہب عالم	از: ڈاکٹر فقیر قاضی تنویر وارث وارثی
156	مشکوٰۃ حقانیہ	مولانا فضل حسین وارثی
157	رشحات الانس	حاجی اوگھٹ شاہ
158	تذکرہ علماء مشائخ سرحد (جلد اول) (دوئم)	سید محمد امیر شاہ گیلانی پشاوری
159	تذکرہ حافظ سیّد محمد زمان قادری	سیّد محمد امیر شاہ گیلانی شاوری
160	تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ	سیّد محمد امیر شاہ گیلانی پشاوری
161	خوارق العادات	مترجم: سیّد محمد امیر شاہ گیلانی پشاوری
162	پیران چشت	صاحبزادہ محمد عرفان تو گیروی
163	الحسن (مولوی جی نمبر)	سید غلام الحسنین قادری
164	گلستان غازی قلندر	قاضی محبوب علی
165	جلا الخواطر	ڈاکٹر مولوی عبدالکریم طفلی
166	نزھۃ الخواطر	علامہ سیّد عبدالحیٔ
167	انوار الاحسن	بابو عبدالقیوم
168	سفینۃ الاولیاء	شہزادہ دارالشکوہ
169	تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ	پروفیسر اسرارالحسنین قادری
170	زبدۃ آلاثار	شاہ عبدالحق محدث دہلوی
171	نزہتہ الخاطر الفاطر	حضرت ملا علی قادری
172	بہجۃ الاسرار	امام ابوالحسن الشطنوفی
173	خوشبوئے فقر	مولانا محمد خلیل ثاقب
174	قصص الاولیاء	ملک محمد اشرف
175	سید الاولیاء	علامہ طارق مجاہد جہلمی
176	مرد خدا	آنسہ بلقیس چیمہ
177	لاڈلا پیار	صاحبزادہ سکندر حیات

نمبر	کتاب	مصنف
178	حیات صدریہ	قاضی عبدالدائم
179	فیوضات بارویہ	خواجہ فقیر محمد حسنی
180	سنہرے لوگ	ڈاکٹر محمد وسیم انجم
181	تاریخ کشمیر (جلد اول تا پنجم)	محمود آزاد
182	سردلبراں	علامہ ذوقی
183	گلزار ولایت	ملک محمد یوسف نقشبندی
184	مکتوبات قدوسیہ	سلطان الحاج واحد بخش سیال
185	مہر منیر	مفتی فیض احمد چشتی
186	دلی کے بائیس خواجہ	ظہور الحسن شارب
187	ظوائر السرائر	میاں محمد عمر چمکنی
188	فیضان چشتیہ قادریہ	سیّد نعیم عباس
189	حیات سالک	قاضی عبدالنبی کوکب
190	تذکرہ اولیاء جہلم خورد	پروفیسر انجم سلطان
191	تذکرہ اولیائے جہلم (کلام)	پروفیسر انجم سلطان
192	نذر عقیدت	اکرام الحق چشتی
193	قصص الاولیاء موہڑہ شریف	صوفی عرفان رضوی
194	تذکرہ قطب الاقطاب	صوفی سکندر شیخ
195	تذکرہ شیخ الاسلام	حافظ محمد یوسف چشتی
196	چراغ ولایت	سردار عابد حسین
197	نظام الدین اولیاء	خواجہ عابد نظامی
198	تحفۃ المرسلۃ	مترجم محمد یونس صابری
199	تذکرہ مولانا غلام ربانی	چوہدری نذر محمد صابری
200	جمال تصوف	علامہ عبدالحلیم چکوالی
201	تذکرہ علمائے اہل سنت چکوال	علامہ حافظ عبدالحلیم چکوالی
202	پیکر عرفان وآگہی	حفیظ تائب
203	بہار چشت	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

204	خطہ پوٹھوار کے صوفیائے کرام	غنی سکندر شیخ
205	تذکرہ حضرت دیوان حضوری	خلیل احمد
206	انوار لطیف	سیّد آلِ احمد رضوی
207	عباد الرحمٰن	سید مغفور القادری
208	تذکرہ مشائخ قادریہ	محمد دین کلیم قادری
209	جلوہ عشق	قمر محمود عبداللہ
210	تذکرہ شاہ محمد آغا	مرزا نذیر احمد نیازی
211	تذکرہ اولیائے ملتان	امتیاز حسین شاہ
212	اسرار گوہر	علامہ شاہد جمیل چشتی
213	لاہور میں اسلام کے سفیر	ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی
214	یہ پراسرار بندے	ڈاکٹر ابو اعجاز رستم
215	ریاض اولیاء	ریاض الرحمٰن ساغر
216	تذکرہ صوفیائے سندھ	محمد اعجاز الحق قدوسی
217	تذکرہ اولیائے سندھ	علامہ محمد اقبال نعیمی
218	تذکرہ مشاہیر سندھ	مولانا دین محمد رفائی
219	تذکرہ صوفیائے بلوچستان	ڈاکٹر انعام الحق کوثر
220	حیات قلندر	منیر احمد چشتی
221	قلندروں کا طریق	صدیق صابر ایاز
222	شہر خموشاں کے مکین	ایم آر شاہد
223	روح دارستہ	حنیف حنفی
224	عظمتوں کے پاسبان	علامہ عبدالحکیم شرف قادری
225	تذکرہ اولیاء جھنگ	بلال زبیری
226	تذکرہ اولیائے میانوالی	سید طارق مسعود کاظمی
227	تذکرہ اولیائے بھکر	مہر نور محمد تھند
228	تذکرہ اولیائے لیہ	مہر نور محمد تھند
229	جواہر فریدی	مولانا محمد علی اصغر چشتی

230 چراغ چشت راروشنائی — دیوان عظمت سید محمد چشتی
231 تاج الاولیاء — حضرت ذہین شاہ تاجی
232 ازکارتاج الاولیاء — فریدالدین شاہ کریم بابا
233 سیرت خواجہ معین الدین چشتی — وحید احمد مسعود
234 تذکار فیض الملت — قاری خان محمد خان قادری
235 مشائخ نقشبندیہ مجددیہ — مولوی محمد حسین نقشبندی
236 مخزن کرم — چوہدری مقبول احمد مقبول
237 تنبیہ الغافلین — عبدالعزیز ہزاروی
238 مظاہر چوراہیہ — محمد یوسف بی اے
29 فیوضات الحسنیہ — صاحبزادہ احمد حسن
240 تذکرہ مولانا یعقوب — ڈاکٹر ساجد الرحمٰن
241 تذکرہ مشائخ نقشبندیہ — علامہ نور بخش توکلی
242 تذکرہ نقشبندیہ خیریہ — محمد صادق قصوری
243 گلستان حیات — صوفی طالب حسین
244 لمعات نور — حافظ سلطان محمود
245 تذکرہ قطب دوراں — ملک محمد اشرف
246 مکتوبات مرزا مظہر جانِ جاناں — خلیق انجم
247 ملفوظات سائیں عبدالرزاق — بابو محمد رفیق احمد
248 رزاقیہ گلدستہ ذکر سعید — راؤ جمشید علی
249 مقامات محمود — غلام مصطفیٰ رزاقی
250 سیرت رزاقیہ — حاجی بابو محمد رفیق احمد
251 سرمایہ سہاگن — خواجہ محمد عبدالخالق
252 لمعات قادریہ خالقیہ — ناطق کلانوری
253 سفر بنگال — غلام مصطفیٰ رزاقی
254 بزم اسلاف — قاری محمد عبیداللہ
255 تجلیات خواجگان چشت — صاحبزادہ مقصود احمد صابری

256	تذکرۃ العارفین	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
257	تذکرہ اولیائے پوٹھوار (جلد اول)	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
258	تذکرہ اولیائے پوٹھوار (جلد دوم)	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
259	صحبت با اولیاء	مولوی تقی الدین ندوی دیوبندی
260	جمال الاولیاء	مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی
261	ارواح ثلاثہ	مولوی اشرف علی تھانوی
262	حضرت امیر خسرو کی شاعری	شاہد مختار
263	دیوان حضرت شاہ خاموش	محمود علی قطبی
264	فیضان صابر	محمد امیر صابری
265	چشت اہل بہشت	ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ
266	تقویم	پروفیسر عبد القدوس ہاشمی۔ مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی
267	ضیائے حرم (ضیاء الامت نمبر)	
268	سیارۂ ڈائجسٹ (اولیاء کرام نمبر) (جلد اول تا چہارم)	
269	علاج روح	سیّد میر زمان شاہ تاجی صابری
270	گلستان چشت	قاضی محمد صدیق عاصم سلطانی
271	علم شریعت وطریقت	خوشی محمد عاصی
272	سندھ کے صوفیائے نقشبند (اول۔ دوم)	ابوالخیر ڈاکٹر محمد زبیر
273	قرب الٰہی	محمد ارشاد آرائیں
274	حیات الامیر مع تذکرۃ الابرار	سیّد افضال حسین گیلانی
275	مجالس علماء	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
276	خیابان رضا	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
277	خوشبو آئے باتوں سے	محمد صلاح الدین سعیدی
278	گوجرخان روحانیت وتاریخ کے آئینے میں	حاجی ایم زمان کھوکھر
279	جنوبی پنجاب سندھ بلوچستان میں اولیائے کرام	حاجی ایم زمان کھوکھر
280	سیالکوٹ سے خیبر تک	حاجی ایم زمان کھوکھر
281	پشاور سے خیبر تک	حاجی ایم زمان کھوکھر

282	دُرُّ المعارف	شاہ رؤف احمد رامپوری
283	اولیائے ہند اور عظمتوں کے نشان	حاجی ایم زمان کھوکھر
284	کرامات سخی سلطان عبدالحکیم	صاحبزادہ میاں عبدالخالق چشتی
285	تذکرہ سخی سیدن شاہ شیرازی	محمد کعب شریف
286	گلدستہ محمدی	سیّد لیاقت علی گیلانی
287	انوار شکوری	منیر اختر شکوری
288	انوار پیر بخش	پروفیسر صاحبزادہ سید محمد علیم الدین شاہ الازہری
289	خزینۂ حق	مفتی محمد ریاض الدین اعوان
290	ارشادات ابوالفیض	قاری غلام محمد خان چشتی قادری
291	گھنڈنامہ	محمد آفتاب سہیل شاہ
292	جلوۂ یزداں	سیّد صابر حسین شاہ صابری
293	دیوان محمدی	خواجہ محمد یار فریدی
294	بیتابی	خواجہ غلام قطب الدین نظامی
295	ضیائے حرم	غزالی دوراں نمبر

سیرتِ پنجتن پاک ؑ

المعروف

خصائص پنجتن پاک

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاطمۃ الزہرا، حضرت علی المرتضٰی، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم
کے خصائص، خصائل اور سیرت و کمالات پر مشتمل شامی عالم محمد خیر طعمہ حلبی البختری کی مشہور و معروف کتاب
خصائص النبی صلی اللہ علیہ وسلم واھلہ کا بامحاورہ اردو ترجمہ

مصنف

شیخ محمد خیر طعمہ حلبی البختری الشامی

ترجمہ و تحقیق

مفتی محمد وسیم اکرم القادری (ایم اے، ایم فل)

ترتیب و اضافہ جات

محمد الیاس عادل

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور

خوابوں کی تعبیر کا انسائیکلوپیڈیا

تعبیر خواب کے موضوع پر جامع ترین اور بنیادی کِتاب کا ترجمہ

تعبیر الرؤیا

اس کتاب میں تعارف خواب، حقیقت خواب، خواب پر متقرر فرشتوں کا تعارف، خواب کے مطالب و معانی، خواب دیکھنے والے اور تعبیر دینے والے کے فرائض و آداب، علم تعبیر، تعبیر کے اصول، طبقات معبرین، خواب اہلسنت اور معتزلہ کی نظر میں، سچی اور تاریخی خوابیں، سچے خواب دیکھنے کا گُر اور اس جیسے بے شمار موضوعات پر مشتمل علامہ جلال ابن حازم کی کتاب المعجم کا اردو ترجمہ مع اضافات پیش خدمت ہے۔

پہلی مرتبہ اُردو کے حُروفِ تہجّی کے مطابق الفاظ کی ترتیب

مصنّف

علامہ جلال الدین ابن حازم الحنبلی المکی

ترجمہ و ترتیب

علاّمہ مفتی محمد وسیم اکرم القادری (ایم اے۔ ایم فل)

(شعبہ اسلامیات) سپیئر گروپ آف کالجز سمبڑیال

مُشتاق بُک کارنر

الکریم مارکیٹ۔ اُردو بازار، لاہور